صندلی نامہ

دفتر ششم

داستان امیر حمزہ صاحبقران

واقفان رموز سخندانی کو واضح ہو کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران وہ بحر زخار ہے کہ جسکے منتہا تک زنجیر فکر رسا کا پہونچنا خیلے دشوار ہے جن شایقین افسانہ نے یہ داستان ملاحظہ فرمائی ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک دفتر کا حجم کسقدر ضخیم ہے اور جن حضرات کو مذاق داستان کہنے یا سننے کا ہے وہ ہی اسکے لطف اٹھا سکتے ہیں اور دل کے مضامین شیرین سے حلاوت بے اندازہ پا سکتے ہیں قابل تعریف وہ یگانۂ عصر ہے یعنی شیخ ابو الفیض فیضی جس نے ان دفترون کو بغرض تفریح طبع شہنشاہ عصر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی کے تصنیف فرمایا سچ تو یہ ہے کہ بہت خون جگر کھا کے ان رنگین داستانون کو مدون کیا اسکے آٹھ دفتر ہیں اور بعض دفتر کی دو جلدین ہیں اور دفتر پنجم طلسم ہوشربا کی تو سات جلدین ہین حسب تفصیل ذیل

تعداد جلد	نام داستان	تعداد دفتر	تعداد جلد	نام داستان	تعداد دفتر
۷ جلد	طلسم ہوشربا	پنجم	۲ جلد	نوشیروان نامہ	اول
۱ جلد	صندلی نامہ	ششم	۱ جلد	ہرمز نامہ متعلق نوشیروان نامہ	
۲ جلد	تورج نامہ	ہفتم	۱ جلد	کوچک باختر	دوم
۲ جلد	لال نامہ	ہشتم	۱ جلد	بالا باختر	سوم
			۲ جلد	ایرج نامہ	چہارم

بالجملہ افضال الٰہی سے ہر کل دفاتر تمام و کمال مطبع ہذا میں طبع ہو کر نور افزاے چشم مشتاقان و اسباب اپنی عمدگی کے پسند خواطر ناظرین والا مقام ہوئے اور ان دفاتر میں سے اکثر دفتر کی نوبت طبع کرر ہا کی اور فورا فروخت ہو گئے فی الحال یہ

دفتر ششم

جسکا نام صندلی ہے بہ سخن سنج بلبل گلزار فصاحت عندلیب شاخسار بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان سید محمد حسین صاحب متخلص بہ اثر ساکن جانب نولکشور پریس بڑی محنت سے بزبان اردو نہایت فصیح و بلیغ ترجمہ فرمایا بار سوم

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں چھپا

اطلاع

بفضل خدا اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لئے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جس کے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی نہایت ارزان ہی اس کتاب کے مثل پیچ کے تین صفحہ جو سادے ہین انمین یہان ہم بعض کتب قصہ جات نثر اُردو وغیرہ درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت
کتب قصہ جات نثر اُردو	
داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکی ترتیب فارسی زبان مین آٹھ دفترون مین ہی اور ابو الفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر بادشاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے یہ مبسوط داستان تصنیف کی اور امرا و سلاطین کے دربارون مین داستان گویون کے حسن بیان سے تا این زمان یادگار زمانہ ہی چونکہ کتاب نایاب تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اُردو مین ہو جائے لہذا مطبع منشی نولکشور مین دفتر اول سے دفتر ہشتم تک ترجمہ ہو کر طبع ہوا جسکی قیمت مندرج ذیل ہے۔	
نوشیروان نامہ جلد اول دفتر اول	ہے/ پ
” جلد دوم	ہے/ پ
ہرمز نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم جدید الطبع	صہ/ پ
ہومان نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم	ہے/ پ
کوچک باختر۔ دفتر دوم	ہے/ پ
بالا باختر۔ دفتر سوم	ہے/ پ
ایرج نامہ جلد اول۔ دفتر چہارم	ہے/ پ
” جلد دوم۔ ”	ہے/ پ
طلسم ہوش ربا جلد اول دفتر پنجم	ے
” جلد دوم ”	ے/ر
” جلد سوم ”	ے/ر

نام کتاب	قیمت
طلسم ہوش ربا جلد چہارم	زیر طبع
طلسم ہوش ربا جلد پنجم کا حصہ اول	ے/ر
طلسم ہوش ربا جلد پنجم حصہ دوم	ے/ر
طلسم ہوش ربا جلد ششم۔	للعہ
” جلد ہفتم۔	زیر طبع
بقیہ طلسم ہوش ربا جلد اول مصنفہ منشی احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر	عہ/ پ
ایضاً۔ حصہ دوم۔	ے/ پ
صندلی نامہ دفتر ششم۔	ے/ر پ
تورج نامہ جلد اول دفتر ہفتم	ہے/ پ
تورج نامہ جلد دوم۔ ”	ے/ پ
لعل نامہ جلد اول دفتر ہشتم	ہے/ پ
ایضاً جلد دوم۔ ”	للعہ/ پ
طلسم فتنہ نور افشان جلد اول جسکی خوبی عمر کی حرکت پر موقوف ہے ”	للعہ/ پ
جلد دوم	للعہ/ پ
جلد سوم ”	صہ/ پ
طلسم ہفت پیکر مصنفہ منشی احمد حسین صاحب قمر جلد اول۔	عہ/ پ
” جلد دوم	عہ/ ۱۲ پ
” جلد سوم	للعہ/ پ
طلسم خیال سکندری۔ جلد اول مصنفہ منشی احمد حسین قمر۔	عہ/ ۱۲ پ
ایضاً۔ جلد دوم۔	عہ/ ۱۲ پ

فہرست نفس کتاب صندلی نامہ دفتر ششم

صندلی نامہ

دفتر ششم

داستان امیر حمزہ صاحبقران

واقفان رموز سخندانی کو واضح ہو کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران وہ بحر زخار ہے کہ جسکے منتہائے قعر تک زنجیر فکر رسا کا پہونچانا جیسے دشوار ہے جن شائقین افسانہ نے یہ داستان ملاحظہ فرمائی ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ انہیں سے ہر ایک دفتر کا حجم کسقدر ضخیم ہے اور جن حضرات کو مذاق داستان کہنے یا سننے کا ہے وہی اس کے لطف اٹھا سکتے ہیں اور اس کے مضامین شیرین سے حلاوت بے اندازہ پا سکتے ہیں قابل تعریف و یگانہ عصر ہے یعنی شیخ ابو الفیض فیضی جس نے ان دفتروں کو بغرض تفریح طبع شہنشاہ عصر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی کے تصنیف فرمایا۔ سچ تو یہ ہے کہ بہت خون جگر کھا کے ان رنگین داستانوں کو مدون کیا اس کے آٹھ دفتر ہیں اور بعض دفتر کی دو جلدیں ہیں اور دفتر پنجم طلسم ہوشربا کی تو سات جلدیں ہیں حسب تفصیل ذیل۔

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوشربا	۷ جلد
	ہرمز نامہ متعلق نوشیروان نامہ	۱ جلد	ششم	صندلی نامہ	۱ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ جلد	ہفتم	تورج نامہ	۱ جلد
سوم	بالا باختر	۱ جلد	ہشتم	لال نامہ	۱ جلد
چہارم	ایرج نامہ	۲ جلد			

بالجملہ افضال الٰہی سے یہ کل فاتر تمام و کمال مطبع ہذا میں طبع ہو کر نور افزائے چشم شائقان اور بسبب اپنی عمدگی کے پسند خواطر ناظرین مع الالتزام ہوئے اور ان دفاتروں میں سے اکثر دفتروں کی نوبت طبع مکرر آئی اور فوراً فروخت ہو گئے فی الحال

دفتر ششم

جس کا نام صندلی نامہ ہے سخن سنج نبیل گل گلزار فصاحت بلبل شاخسار بلاغت مرزا خوش بیان کامل شیریں زبان محمد اسمعیل صاحب المتخلص بہ اثر نے از جانب نولکشور پریس بڑی جانکاہی سے زبان اردو نہایت فصیح و بلیغ ترجمہ فرمایا چار ہزار کا حکم دیکر اسکو چھپوا دیا

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں چھپا

سنہ ۱۹۲۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زبان کہ بر در معنے کلید گفتار است
چراغ سوز ہزاران خیال افکار است
ز گنج سر نقش کے بسیر یا بر کس

ز بہر شکر و سپاس یکے جاندار است
دو حرف لا ے شہادت دو خار زار است
چو بر خرد ہمہ درہاے راز مسمار است

تبارک اللہ ازکن ز نور عرفانش
کر پاے سرعت افکار نازان دل افکار
جواہر زواہر محمد سپاس تا ربارگاہ

خالق طلسم جہان آفریدگار انس وجان کو نازیبا ہو کہ جسکی معارک قدرت مین آفتاب عالمتاب ایک نشان بافتہ دعلا ہو اور جسکی دار الملک سلطنت مین غبار تغیر وزوال جاگزین مجلس انعدام فنا ہے ــــہ

تعالی اللہ سلطانی قدیمی
شود نور جمال او چو مستور

بری ذاتش ز مانند و سہیمی
بماند شمع خورشید بے نور

بے قلزم زدریائے کمالش
گراو باشد نہ یار آفرینش

یکے قطرہ زدریائے نوالش
خورشید در ہم دیار آفرینش

ایسا معبود برحق کہ جسنے کعبہ دل کو اپنا گذرگاہ بنایا اور کنشت کا نقشہ امتحان کے واسطے کھینچکے دکھایا ہرچند دیر وحرم دونون مین کا رنگ دہشت ہو لیکن اسکی پرستش مین دوزخ اسکی زیارت کے صلہ مین بہشت جسنے اسکی عجائب وغرائب صنعتون کو مشاہدہ کرکے صدق دل سے اسکی وحدانیت پر گواہی دی لاریب خلد برین اسکا انعام ہو اور جو بد اعتقادی سے خواب غفلت مین پانون پھیلاکے سویا کیا مفت اوقات کھو کیا بیشک اسکا بد انجام ہو آور نعت سرور کائنات خلاصہ موجودات رسول الثقلین امام القبلتین محبوب کبریا محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہر انسان کو مناسب ہی نام کے ساتھ درود پڑھنا واجب ہی کہ باعث ایجاد کونین صاحب شہداے بدر وحنین ہین وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ کے مصداق ہین برگزیدہ آفاق راکب براق طے کنندہ قصر نیلی رواق ہین جنکی تیغ شرر بار نے طلسم کفر وضلالت کو شکست فرمایا اور بڑے بڑے ساحران غدار وکافران ناہنجار کو لوح معجز نمائی سے تلقین دین اسلام کرکے کلمہ طیبہ پڑھایا اگرچہ سب انبیاے ماسبق برحق اطاعت وفرمانبرداری کے مستحق ہین لیکن اگر نور محمدی کا ظہور نہوتا آئینہ عالم سنگ کفر ظہور نہوتا مجمع قدرت اسیکی ذات والاصفات کے واسطے سے سپہر لولاک لما خلقت الافلاک کو کو شکل پرکار رکھتا ہو دور مین تھا اور نقطہ وجود محمدی عدم مین مستور تھا کہ دائرہ موجودات نے بواسطہ اسکے مرکز کون ومکان مین مدار پایا ــــہ

احمد مرسل کہ زچرخ علو یافتہ
نامہ ملک الرسل فضل از دریافتہ

میم کہ در احمد ست چون کمر زنگری
ہست بہ نقش احد خاتم پیغمبری

اور منقبت آل اطہار و اصحاب کبار بھی ضرور ہی کہ ہر ایک انھین سے دیدۂ ایمان کا نور ہی کیا کیا جانفشانیان ترقی اسلام کے لیے کی ہین جہاد مین مال و اسباب صرف کیا خدا کی راہ مین جانین دی ہین انھین کے نہیب شمشیر صاعقہ بار سے دین اسلام کو رونق ہوئی وہ جوہر شجاعت دکھائے کہ زبردستان روزگار زیر ہوکر ایمان لائے انکے مناقب قرآن و حدیث مین مذکور ہین واقف کل ذیشعور ہین رضوان اللہ علیہم اجمعین

درود کامل از درگاہ رب | بحمد و ہم بر آل و اصحاب

سبب تالیف کتاب

ضمیر منیر ناظرین عالی وقار پر واضح و لائح ہو کہ یہ ذرہ بیمقدار خاکپائے اہل ہنر میر محمد اسمعیل متخلص بہ اثر کہ عرصہ دراز سے وابستہ سلسلۂ ملازمت مطبع اودہ اخبار ہی اور اکثر عہدون پر ممتاز رہا اور تا حال اسی خوان کرم کا زلہ ربا ہی ایک روز امیر کبیر جوہر شناس علم و ہنر قدر دان ارباب فضل و کمال شرفا پرور رئیس ذوی الاقتدار ملک التجار مشہور دیار و امصار فخر اقران و امثال مرکز دائرۂ جود و نوال عالی ہمت والا مرتبت صاحب عقل و شعور منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ مرحوم و مغفور جنکی قدر دانی لطف و عنایت و مہربانی یاد کرکے ہنگام تحریر قلم اشک حسرت بہاتا ہی فرط رنج و الم سے کلیجہ منھ کو آتا ہے بر سبیل تذکرہ جناب مرحوم نے اس حقیر سے ارشاد فرمایا کہ ہر چند داستان امیر حمزۂ صاحبقران کے پانچ دفتر کا ترجمہ ہوا ہی اور یہ جلدین اسکی مطبوع ہوکر منظور نظر ناظرین باتمکین ہوئی ہین مگر میری خوشی یہ ہے کہ ایک دفتر کا ترجمہ مجھ سے متعلق کیا جائے چنانچہ امتثالاً للحکم کچھ مضمون لکھکر نظر فیض اثر جناب مغفور مین گذرانا بہت پسند فرمایا اور از راہ قدر دانی کلمات تحسین و آفرین ارشاد کرکے دفتر ششم صندلی نامہ احقر کے سپرد فرمایا اور شیخ تصدق حسین صاحب سے کہ جنکے اہتمام سے نوشیروان نامہ و کوچک باختر و بالا باختر و ایرج نامہ ترجمہ ہوئے ہین اصل دفتر منگوا کر عاصی کو مرحمت کیا چنانچہ باستعانت اصل دفتر فارسی اور وہ تصدق حسین صاحب راقم نے ایام حیات زمانہ منشی صاحب مرحوم مین ترجمہ کرنا شروع کیا تھا اور عہد دولت مہد رئیس با توقیر امیر باذل قدر افزائے اہل کمال منبع جود و افضال جوان بخت صاحب اقبال سخی دریا دل عالی ہمت باشم وذکا منشی پراگ نرائن صاحب ادام شموس دولتہ طالعۃ مین اختتام کرکے نظر اقدس سے گذرانا اور جناب ممدوح الشان نے بنظر بلند حوصلگی قدردانی فرماکر حکم طبع ہونے کا دیا اور خدا کا شکر ہے کہ مطبوع طبع عالم اور کحل البصر چشم منتظران ہوا ناظرین باتمکین کی خدمت مین عرض ہی کہ اگر کسی مقام پر سہو و خطا معائنہ فرمائین تو ذیل عفو سے چشم پوشی فرمائین راقم کو دعائے خیر سے یاد کرین ؎ غرض نقشیست کز ما یاد ماند * کہ ہستی را نمی بینم بقائے

گر صاحب دلی روزی برحمت * کند بر حال این مسکین دعائے

سلسلۂ داستان

دفتر پنجم طلسم ہوش ربا کی جلد ہفتم مین افراسیاب جادو کا مارا جانا اور لقا کا غرد بیہ باختر مین دودۂ زنگی کے پاس جاکر پناہ گزین ہونا اور ایرج نوجوان کا تنہا دربار دودہ مین چلا جانا اور بختیارک کا اٹھا لیجانا بعد ازان

امیر عالی مقام کا سمت غودبیہ باختر لشکر کشی کرنا اور شاہان عراق و اصفہان و شاہان ہفت ملک وغیرہ
مع اپنی فوج کے ہمراہ رکاب امیر والاخطاب کے جانا اور خواجہ عمرو کا بھی بعد کرو فریب دو سرہنگ ساٹ
ہنر و ایک لاکھ چوراسی ہزار یک بچہ کو با بنائے عیاری سے آراستہ لیکر ہمراہ لشکر ظفر اثر جانب غودبیہ باختر
روانہ ہونا اور بعد جنگ وجدل شہر زغونیہ کا تباہ ہونا اور لقا کا گرفتار ہو کر ملک بابل میں آنا اور امیر حمزہ
صاحبقران کا اُسکو زیر دار بٹھانا اور ایرج نوجوان کا خداوند باختر اپنے نانا کو واسطے اسلام کے بلانا اور
اسکا رضامندی ظاہر کرنا پھر امیر عالیشان کا اسد کو مقرر کرنا اس امر کے لیے کہ لقا کو ارکان دین تلقین کریں قضا
کہ بعد اتفاقات روزگار ایکدن نشہ شراب میں بہک کر کہنا لقا کا کہ سم خدائے باختر اور اسد کا برہم ہو کر طمانچہ مارنا
اور بگڑ جانا ایرج کا اس حرکت سے اور لقا کا بدماغ ہو کر شب کو نکل جانا اور جاتے جاتے ملک دودہ باختر میں پہونچنا
ناظرین کو واضح ہو کہ دودہ باختر وہ شخص ہے کہ جسکے ساڑھے چار سو بیٹے اور دو سو بیٹیاں ہیں اور بہت سے
سرداران نامدار اور افواج بیشمار اسکے قبضۂ اقتدار میں ہیں اور مہتر دودک اُسکا عیار آفت روزگار ہے کہ اپنا نظیر
نہیں رکھتا۔ بختیارک کا لقا کو اغوا کر کے دودہ باختر کے پاس لیجانا اور اُس سے مدد طلب کرنا اور مع لشکر آنا
امیر عالیشان کا ایرج و اسد سے اور صبح کو اس خبر کا مشتہر ہونا کہ لقا بھاگ گیا اس وقت اسد کا طعنہ دینا ایرج
کو کہ تمنے کیوں اپنے نانا کی جان اس حیلہ سے بچائی اور ایرج کا شرمندہ ہو کر سرنگون ہونا سامنے امیر عالی مقام
کے پھر شب کو نکل جانا ایرج کا طرف دودہ باختر کے واسطے لانے لقا کے۔ روانگی ایرج کی خبر سنکر نورالدہر و
اسد اور داراب کشورکشا اور خورشید یزدان پرست و دیگر سرداران نامی وگرامی کا بھی اسکے عقب میں جانا
اور باغ ارم میں ان سب سے باہم ملاقات کا ہونا بعد ازاں آنا شعلہ جنی اور دادبخش جنی کا باغ ارم میں اور اپنے
ہمراہ لانا تہور دیو پردرکوان سرداروں کے مقابلے کے واسطے اور مقابلہ ہونا ہر یک سردار سے مع ایرج کے
اوران سب کا ایک ایک چوٹ میں بیہوش ہو جانا سوائے اسد بن کرب غازی کے کہ یہ نہایت چست
و چالاک آدمی ہے اُس کا وار خالی دیکر تہور سے لپٹ جانا اور اسی ہنگامے میں آنا نقابدار زرین پوش کا
واسطے مدد اُن لوگوں کے جو بیہوش ہو گئے ہیں اور تہور کا باجہ کی آواز سنکر وحشت کرنا اور اسد کو چھوڑ
دینا اور جانا شعلہ جنی کا پاس سیمرغ کے کہ وہ حاکم قاف ہے اور علاج کرانا تہور کا کہ اُسکے جسم پر جو بال ہیں
وہ دفع ہوں اور زبان سکھلائی جاوے اور پھر آنا اُسکا دودہ پر اور مقابلہ کرنا لشکر امیر سے۔ بعد جانے
شعلہ جنی اور نقابدار زرین پوش کے رخصت ہو لے کے ایرج کا پوشیدہ ملک دودہ پر جانا اور تنہا
اتنی بڑی فوج پر شبخون مارنا اور زخمی ہونا پھر بچہ کا اُسکو اُٹھا لیجانا آنا عمرو کا ملک دودہ پر
اور عیاریاں کرنا مہتر دودہ کے عیار سے بعد عیاری عمرو کے لشکر اسلام کا شہر دودہ پر پہونچنا
اور شاہزادہ علشاہ رومی کا قصہ میں آ کر مع فیل دودہ کو اُٹھا لینا اور علشاہ کے گردوں کا پھٹ
جانا اور امیر کا دعا کرنا واسطے صحت علشاہ کے اور داستان متعلق اسکے۔ بعد ازاں مارا جانا لقا کا اور
تیرباران ہونا بدست امیر عالی مقام کے اور امیر کا فرمانا کہ بعد انفراغ شہزادوں کی شادیوں کے خانہ کعبہ
جانے کا قصد کرونگا اور بارگاہ سلیمانی و دیگر اسباب صاحبقرانی کو طلسم آصف بن برخیا میں رکھوا دینا۔
بعد ازاں خروج کرنا لاہوت غول کا اور اعانت کرنا جمشید جابلقا و بدرین زلازل یک چشمی
و صلصال وغیرہ کا مع دیگر حالات متعلقہ اسکے یہی سلسلہ داستان ہائے دفتر صندلی نامہ ہے۔

آغاز داستان قتل کرنا امیر کا ہزار شکل کو اور نابود ہونا علامات سحر کا اور گرفتار ہونا ملک مروارید سرخ پوش دلقا و یاقوت شاہ وغیرہ کا اور رہائی سرداران امیر کی اور کیفیت جشن وغیرہ مع دیگر حالات

ساقیا برخیز و در دہ جام را ۔ خاک بر سر کن غم ایام را ۔ چہرہ پردازان حکایات قدیم عروس دلفریب سخن کو بساط اظہار
کمین پر اس طرح زیب و زینت دیتے ہیں کہ جسوقت امیر حمزہ صاحبقران نے ہزار شکل کو قتل کیا اور طلسم بہ بدرقۂ عیار
ہزار شکل سلمان ہوا اسوقت اُسکے تمام مکانات کہ جنکی رونق بسبب سحر کے تھی نیست و نابود ہوگئے اور ملک مروارید
سرخ پوش و لقا مع یاقوت شاہ و بختیارک و فرامرز بن نوشیروان کو امیر نے گرفتار کیا اور سرداران امیر
کہ طلسم ہزار شکل میں گرفتار تھے رہا ہو کر خدمت امیر با توقیر میں حاضر ہوئے اسوقت امیر نے جشن تہنیت منعقد ہونے کا
حکم دیا اور بعد فراغت جشن لقا کو دربار میں طلب کر کے نصیحت کرنا شروع کیا اس بیان کا جواب یہ کسیرا ندیدہ امیر نے کچھ
نا گفتنی امیر نے ناچار ہو کر حکم قتل کا دیا ذوالخمار جلاد حسب الحکم امیر لقا کو بیرون بارگاہ لایا اور نطع رنگ پر بٹھا
کے ارادہ کیا تھا کہ قتل کرے اتنے میں شہزادہ ایرج فرزند قاسم نمایاں ہوئے اور لقا کو زیر تیغ دیکھکر آبدیدہ ہوگئے
اسوجہ سے کہ ایرج ملکہ گیتی افروز دختر لقا کے بطن سے ہیں اپنے نانا کو اس حال میں دیکھکر بیتاب ہوئے کہ خبردار دست
خود را کشیدہ رہ میں امیر کی خدمت میں جاتا ہوں جبتک میں نہ آؤں اسے قتل نکرنا پس ایرج نے امیر کی خدمت
میں آکے دست بستہ عرض کی کہ آج لقا کو برائے نصیحت میرے حوالہ کیجیے اگر میری ہدایت سے مسلمان ہوا تو بہتر ہے ورنہ
آپکو اختیار ہے امیر نے فرمایا کہ اے فرزند لقا ہر چند کہ قسی القلب ہے مگر تمہاری خوشی خیر لیجاؤ القصہ ایرج لقا کو لیکر اپنے
خیمہ میں لائے اور پوشاک شاہانہ اسکو پہنا کے تخت پر بٹھایا اور بمنت و سماجت سمجھانا شروع کیا اس عرصہ میں گیتی
افروز و مہر افروز دختران لقا بھی ایرج کے خیمہ میں آئیں اور انھوں نے بھی بہت کچھ فہمائش کی چنانچہ انکی فہمائش
سے لقا نے دلمیں خیال کیا کہ بیشک خدا برحق ہے یہ سمجھکر مسلمان ہوا دوسرے روز ایرج لقا کو ہمراہ لیکے بخوشی تمام امیر کی
خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ آپکے اقبال سے بعنایت پروردگار لقا مشرف باسلام ہوا امیر نے یہ سُنکے فرمایا
کہ الحمد للہ اور بختیارک نے بھی بخوف جان اسلام قبول کیا امیر نے لقا کیواسطے جشن آراستہ کی لیکن
سرداران لقا بسبب قید ہونے لقا کے فرار ہوگئے تھے جب انھوں نے سُنا کہ لقا امیر کے لشکر میں ہے وہ بھی سب
آکر مجتمع ہوئے جب بختیارک نے دیکھا کہ لقا کا لشکر بھی آگیا ہے ایک روز اُس سے تخلیہ میں کہا کہ تو بادشاہ
باخبر ہے اور حمزہ پسر بُلس بکہ ہے اُسکے کہنے سے تو نے کیوں خدائے نادیدہ کو سجدہ کیا لقا نے یہ سُنکے کہا کہ میں کیا
کرتا مجبور تھا امیر نے مجکو گرفتار کر لیا تھا اور حکم قتل میری نسبت ہو چکا تھا اگر میں ایسا نہ کرتا تو زندگی محال تھی
اب تم رائے دو کہ کیا کروں اور کہاں جاؤں بختیارک نے کہا کہ میں نے نجوم سے دریافت کیا ہے کہ غروبیہ میں دود
زنگی غالب آئیگا اور وہاں مسلمانوں کا خاتمہ ہو جائیگا کیونکہ اُسکے چار سو بیٹے ہیں اور غروبیہ باخبر ہیں [illegible]
پر قرین صعب ہوگا اور دود زنگی خود بھی نہایت زبردست ہے اور فوج بھی اُسکے ہمراہ نہایت جرار ہے پس ہمکو وہاں چلنا
عین مصلحت ہے سب کام تمہارے وہاں درست ہو جائینگے چونکہ اُسوقت لقا کو نشہ شراب تھا بختیارک کے کلمات
سُنکے اور اُسکے اغوا سے پھر دین حق سے مرتد ہوگیا اور اُسی شب کو تمام لشکر ہمراہ لیکے غروبیہ کیطرف روانہ ہوا صبح
کو غلغلہ ہوا کہ لقا مع فوج غروبیہ کی سمت بھاگ گیا یہ سُنکر امیر نے ایرج سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے فرزند یہ سفر غروبیہ
تمہارے سبب سے درپیش ہوا یہ سُنکے تمام سرداران دست بچے خندہ زنی شروع کی ایرج نے شرمندہ ہوکر سر جھکا لیا اسی
لے کہا کہ ایرج نے نانا کا پاس خاطر کیا اور اُسکو قتل ہونے سے بچاکے فرار کر دیا یہ کلام ایرج کو سخت ناگوار معلوم ہوا اور بارہ

اُنکے اپنے خیمہ مین آئے اور متفکر ہوئے لیکن قاسم بھی بارگاہ مین موجود تھے اُنہون نے یہ خندہ زنی سرداران دست چپ
کی اور کلمات طعن آمیز سُنکے کہا کہ تم لوگون کو ایسے کلمات کہنا لازم نہین ہین کیونکہ اس فریب لقا تو اپنی جان بچاکے بھاگ
گیا ہی اگر ایرج بمقتضائے غیرت اپنی جان ہلاک کرڈالے تو تمکو کیا حاصل ہوگا پس قاسم بھی ایرج کے خیمہ مین گئے اور
ایرج کو بہت کچھ فہمایش کی ایرج نے عرض کیا ای پدر بزرگوار مین نادان نہین ہون جب قاسم چلے گئے ایرج نصف
شب کو تنہا سوار ہوکے سمت غودبیہ روانہ ہوئے بلکہ اپنے عیار کو بھی ہمراہ نہ لیا صبح کو امیر کو خبر ہوئی کہ ایرج تعاقب
مین لقا کے تنہا گئے ہین امیر نے فرمایا کہ ایرج نے بوجہ کم سنی اور گرمی مزاج کے جلدی کی ورنہ میرا بھی قصد غودبیہ
کیطرف کوچ کرنے کا تھا جبکہ نورالدہر نے سُنا کہ ایرج اپنی شان و شوکت دکھلانے کیلیے جانب غودبیہ گئے ہین پس
نورالدہر نے بھی یکہ و تنہا انکے عقب مین قصد روانگی کر دیا تھا اسی طرح تورج و خورشید و داراب و سکندر قرخ
لقا و طہماس و اسد یہ سب بھی روانہ ہوئے جب امیر کو یہ حال معلوم ہوا برہم ہوکے عمرو سے فرمایا کہ تم جلد جاؤ
اور کسی کو انمین سے آگے نہ بڑھنے دینا عمرو بھی فوراً انکے تعاقب مین روانہ ہوا اب ایرج کا حال سُنیئے کہ ایرج
صبح کو ایک بیابان سبز و خرم مین پہونچے کہ دامن کوہ مین واقع تھا اور زیر کوہ ایک درخت کے سایہ مین زین پوش
بچھا کے سیر دشت مین مشغول ہوئے سبحان اللہ عجب دشت پر فضا اور صحرائے دلکشا تھا کوسون تک سبزہ نوخاستہ
اپنی بہار دکھا رہا تھا اور گلہائے خودرو سے سارا دشت نمونہ گلشن نگارین ہو رہا تھا الغرض اس عرصہ مین نورالدہر
اور تمام سرداران مذکور جو ایرج کے عقب مین روانہ ہوئے تھے وہ بھی پہونچے اور یکے بعد دیگرے آکر اسی درخت
کے نیچے بیٹھے اسد نے کہا کہ یقین ہی کہ امیر نے عمرو کو ہم لوگونکے لینے کے واسطے بھیجا ہوگا لہذا شاہراہ چھوڑ کے
چلنا چاہیے سب نے اسد کی راے کو پسند کیا اور بیابان و کوہستان کی جانب روانہ ہوئے تیسرے روز ایک جزیرہ
مین پہونچے اور وہان دیکھا کہ سنگ رخام کی چار دیواری ہی جب قریب پہونچے تو معلوم ہوا کہ اسکے اندر
ایک باغ ہی اور دروازہ اُسکا کھلا ہوا ہی اندر باغ کے جاکر دیکھا کہ باغ کیا ہی نمونہ بہشت برین ہی نہایت
وسیع اور پر فضا درختان پر اثمار کثرت بار سے سر جھکائے ہوئے مصروف حمد و ثنائے باغبان قضا و قدر ہین اور
اشجار ریاحین نکہت بار و نور رائحہ عنبر بیز سے ہمہ تن خوشبو ہوکر صفت صناع حقیقی مین تر زبان ہین نسیم عنبر شمیم نے
روشون پر اپنی ہوا خواہی سے وہ اہتمام کیا ہی کہ ایک پرکاہ تک کہین نظر نہین آتا صفائی کا یہ عالم ہی اور نزہت و فضا کی
وہ کیفیت جانوران خوش الحان کی ترنم سرائی جداول آب روان کی فرط لطافت سے لائق دید ہی اُس باغ مین ایک بارہ دری
نہایت عمدہ بنی ہوئی ہی اور فرش فروش تکلفات سے کمال آراستہ و پیراستہ ہی ؎ زہی صفائے عمارت کہ در تماشایش
بدیدہ باز نگردد نگاہ از دیوار ؎ اور بیرون بارہ دری ایک سایہ بان سنگ خام کا نہایت معقول بنا ہوا ہی اور باغ
مین ایک کنوان لیکن بہت بڑا اندازہ داشت ہی فی الجملہ طہماس نے لوٹہ واسطے پانی بھرنے کے اسی کنوئین مین ڈالا جب
لوٹے کو باہر نکالا تو وہ لوٹا سونے کا ہوگیا اور اُس سے جس جس جگہ پانی گرا وہ زمین سب طلائی ہوگئی سبکو یہ کیفیت دیکھ
کے تعجب ہوا اور اسد نے لوٹے پانی سے بھر بھر کے زمین پر ڈالے سبز درخت لیے نورالدہر نے کہا کہ یہ طلا جو بناتے ہو کیا
کروگے اسد نے کہا کسیدن کام آویگا الغرض وہ دن آخر ہوا اور سب نے میوہ باغ کھا کر آرام کیا خواب مین دیکھا کہ سکندر
کہتے ہین کہ ارسطو نے یہ حکمت مجکو تعلیم کی تھی اور مین نے آب سیاہ سے اس کا پانی طیار کیا ہی یہ مقام وہ سیاب مین ہی آدمی
اسی وجہ سے اس چاہ کا پانی کل چیز کو طلاے احمر کر دیتا ہی القصہ صبح کو اُٹھکے سب نے اپنا اپنا خواب بیان کیا اس گفتگو مین تھے
کہ باد تند چلی اور ایک دیو نہایت طویل القامت نمودار ہوا اور نعرہ کیا کہ ای خیرہ سران تم کیون یہان آئے سکندر نے لقا

تلوار کھینچ کر دیو کیطرف دوڑا دیو نے داہنا شانہ دے اُسپر حملہ کیا سکندر نے حربہ کو خالی دیکر اسکی شاخ سر کو پکڑ کے
زور کرنا شروع کیا اور اسطرف دیو نے زور کیا اس کشاکش مین وہ شاخ ٹوٹ گئی اور جوے خون اُس سے جاری ہوئی
دیو یہ کہکے بھاگا کہ ای خیرہ سران مین ایک بلاے سخت تمھارے سرون پر لاتا ہون کہ تمکو اُس سے مفر نہوگا الغرض بعد ایک
لمحے کے وہ دیو پھر پیدا ہوا سبنے دیکھا کہ ایک بلاے سیاہ اُس دیو کے گردن پر سوار ہے اور اپنے ہاتھ مین ایک چوبدست
بہت بھاری لیے ہوئے ہے اور تمام جسم پر موہاے کلان از سر تا ناخن پا ہین مگر وہ بلا بصورت انسان ہے اور جسوقت اُسکے بال
ہوا سے اُڑتے ہین تو اُسکا چہرہ مثل آفتاب کے درخشان ہوتا ہے اور رگ ہاشمی و خال سبز جبین و بینی پر ہویدا ہے۔ غرضکہ وہ بلا اگرچہ
پر قائم ہوئی اور دیو سے کچھ کلام کیا کوئی شخص اُس کلام کو نہ سمجھا سکندر فرخ لقا اُس دیو کی طرف دوڑا اس عرصہ مین اُس
بلا نے چوبدست پکڑ کے شور کرنا آغاز کیا اور سکندر پر حملہ آور ہوا سکندر نے اُسکا حربہ بچانے کے لیے سپر زاغ دامن
کو چہرہ کی پناہ کیا جب اُسکی چوبدست سپر پر پڑی آواز تڑاقے کی بلند ہوئی سکندر کے تمام اعضا مین لرزہ ہوا اور بیہوش
ہوکر زمین پر گر پڑا القصہ ایک ایک ضرب مین ایرج اور تورج اور خورشید و طہماس و نور الدہر وغیرہ سب بیہوش
ہوگئے اسد نے جب یہ حال دیکھا نعرہ کرکے اُس بلا کی سمت دوڑا کہ یکبارگی آسمان سے نقارے کی صدا آئی کہ تمام زمین
و آسمان متزلزل ہوگیا ازبسکہ اُس بلا نے کبھی آواز نقارہ کی نہ سُنی تھی بمجرد سننے صداے نقارہ کے بدحواس ہوئی اور دیو وغیرہ
نے آسمان کیطرف دیکھا معلوم ہوا کہ ہزارہا دیو و پری آسمان سے اُترتے ہین پس وہ دیو کہ جو اس بلا کو لایا تھا اپنی گردن
پر سوار کرکے بھاگا ہر چند کہ نقابدار سیاہ پوش نے آتے ہی اُس بلا کو زخمی کیا مگر وہ دیو جسطرح ممکن ہوا لیکر نکل ہی گیا
اور نقابدار نے اسواسطے ایرج وغیرہ کو ہوشیار نہ کیا کہ یہ لوگ منفعل ہونگے خود بھی ایک سمت کو روانہ ہوا چونکہ اسد
بھی بسبب غصے کے بیہوش ہوگئے تھے فقط اُنکو نقابدار ہوشیار کرکے چلا گیا اسد جب ہوشیار ہوئے تو اُنکو یہ خیال آیا کہ مین
بھی اُس بلا کی ضرب سے بیہوش ہوگیا تھا غرضکہ اسد نے سب کو ہوشیار کیا اور بسبب اسکے کہ ایک ہی حالت مین سب
مبتلا ہوگئے تھے کسی نے کسی پر خندہ زنی نہین کی اور یہ خیال کیا کہ یہ بلا انسان نہ تھی الغرض تمام سردار سوار ہوکر سمت صحرا روانہ
ہوئے بعد تھوڑے عرصے کے ایک دریا پر پہونچے اور کشتی پر سوار ہوکر روانہ ہوئے کہ دفعۃً آواز آئی کہ ای جوان مردو
خبردار آگے بڑھنے کا قصد نکرنا مین آپ پہونچتا ہون پھر کر دیکھا کہ خواجہ عمرو ایک ملاح کی گردن پر سوار چلے آتے ہین اور یہ
عمرو اسواسطے ملاح کی گردن پر سوار ہوئے تھے کہ اگر کشتی غرق بھی ہو جائیگی تو یہ ملاح شناوری کرکے مجکو اُس پار پہونچا دیگا
الحاصل جب کنارہ چالیس قدم کے فاصلہ پر رہا عمرو ملاح کی گردن پر سے جست کرکے کنارہ پر پہونچے اور شاہزادون کو
پکڑ کے ایک ایک تازیانہ مارا سبنے عذر کیا اُسوقت اسد نے وہ طلا کہ جو آب چاہ سے بنایا تھا عمرو کے پیش
کش کرکے تمام حال بیان کیا عمرو نے سُنکے کہا کہ مین اُس چاہ پر ضرور جاؤنگا اسوجہ سے کہ ایسی دولت کا
چھوڑنا مجھے غیر ممکن ہے القصہ چونکہ سب سردار کئی وقت کے بھوکے تھے وہ طلا دیکر عمرو سے کھانا طلب کیا اور بعد
تناول طعام باہم پہرا مقرر کرکے سبنے آرام کیا جب ایرج کی نوبت آئی اُنھون نے سب کو سوتا ہوا چھوڑکے اور تنہا
مرکب پر سوار ہوکر ایک جانب کا راستہ لیا تھوڑی دیر کے بعد آثار صبح کے نمودار ہونے سے سحر گاہان کہ زرد چرخ کوکب
زندہ گیتی بعلت رحلت شب ؛ وقت سحر سب بیدار ہوے عمرو نے جب ایرج کو نہ دیکھا برہم ہوکر کہا کہ تم سب یہین رہو
مین جاکر ایرج کو لاتا ہون یہ کہکے عمرو روانہ ہوا مگر ایرج کو راہ مین نہ پایا آخر بشکل خدمتگار متشکل ہوکر قلعہ غودبیہ
مین گیا دیکھا کہ ایک قلعہ ہے سر بفلک کشیدہ برج بارہ اُسکے نہایت مرتفع و عالیشان توپین جابجا لگی ہوئین اور سب
آلات حرب و ضرب آراستہ و پیراستہ ہے عمرو اندر قلعہ کے گیا وسعت اور آبادی قلعہ کی دیکھکر متحیر ہوگیا اور تمام شہر مین نگہبان قوی دیو کا

مجمع دیکھکر وہ بھی متعجب ہوا غرضکہ عمرو آراستگی قلعہ غودبیہ کی دیکھتا ہوا دروازہ پر آیا وہان پالکی و نالکی و دیگر سواریان
امرا کو دیکھا چونکہ لقا یہان آیا ہوا ہو اور دودہ نے اسی کے واسطے سامان دعوت کیا ہو ایک مجمع کثیر یہان پر ہی
اس باعث سے کوئی شخص مزاحم نہوا لوگ یہی سمجھے کہ یہ بھی ہمراہیان لقا سے ہو جب عمرو بارگاہ مین گیا دیکھا
ایک زنگی قوی ہیکل زنگل پر بعز و افتخار بیٹھا ہو اور لقا سے کہتا ہو کہ ای خداوند مین نے بارہا آپ کی مدد کا قصد کیا مگر
بدقسمتی سے حاضر نہوسکا خیر اب دیکھیے گا کہ مسلمانون کا کیا حال کرتا ہون بختیارک نے یہ سنکے کہا کہ ای دودہ تم ابھی
آگاہ نہین ہو حمزہ بلاے بد ہو اور علاوہ اُسکے ایک اور بلا ہو کہ کوئی شخص اس بلا سے مقابلہ نہین کرسکتا اور اُسکے
سامنے کوئی تدبیر پیش رفت نہین ہوسکتی دودہ نے کہا وہ کون ہو بختیارک نے کہا وہ حمزہ کا عیار ہو دودہ
نے کہا نام اُسکا کیا ہو بختیارک نے بعد القاب جسقدر کہ طریقہ ہو عمرو کا نام لیا دودہ نے کہا کہ تم نے ابھی عیار نہین
دیکھا اور خادمون کو حکم دیا کہ شب آہنگ کو بلاؤ جب وہ حاضر ہوا اُس نے نہایت ادب کے ساتھ سلام کرکے
عرض کیا کہ مجکو حضور نے کس لیے طلب کیا ہو دودہ نے کہا کہ ای شب آہنگ ملک جی عمرو کی بہت تعریف
و توصیف کرتے ہین اور چونکہ خداوند یہان رونق افروز ہوے ہین حمزہ بھی اُنکے تعاقب مین ضرور آئینگے اور عمرو
بھی لامحالہ اُنکے ہمراہ ہوگا لہذا تم جاکے عمرو کو گرفتار کر لاؤ شب آہنگ نے کہا کہ مین ابھی جاکے عمرو کو گرفتار کیے لاتا ہون
یہ کتنی بڑی بات ہو عمرو نے دل مین خیال کیا کہ یہ شخص بہت جلد باز معلوم ہوتا ہو بس شب آہنگ تو اُسطرف روانہ ہوا
اور ادھر عمرو نے فکر ریغ تراشی دودۂ ناہنجار کی اتنے مین دفعۃً بارگاہ مین ایک غل و شور برپا ہوا اور ایرج گھوڑا
دوڑاتے ہوئے شہر غودبیہ مین داخل ہوے اور برابر ایوان شاہی کے ہوکے قصد کیا کہ اسی طرح بارگاہ کے اندر چلے جاوین
دراب زنگی دربار بارگاہ پر بیٹھا تھا اُسنے کہا کہ ای جوان ٹھہر جا کہ مین تیرے آنے کی خبر کرون ایرج کو غصہ آگیا اور ایک
طمانچہ اس زور سے اُسکے رسید کیا کہ سر اُسکا بارگاہ کے اندر جا گرا تمام زنگی جو دروازۂ بارگاہ پر حاضر تھے ایرج کی طرف
دوڑے مگر ایرج نے کچھ خیال بھی نہ کیا اور دلیرانہ بارگاہ کے اندر قدم رکھا اور سلام علیک کی دودہ نے کہا اے
جوان خیرہ سر تو کون ہو ایرج نے کہا کہ میرا چور بارگاہ مین بیٹھا ہو مین اُسے گرفتار کرنے کو آیا ہون بختیارک
نے ایرج کو دیکھکر صلوات پڑھی جب دودہ نے سُنا کہ یہ جوان خداوند کو دزد کہتا ہو زنگیون کو حکم دیا کہ اسے
گرفتار کرلو تمام زنگی بے تلواریں کھینچکر دوڑ پڑے ایرج بھی تلوار کھینچکر لقا کیطرف دوڑا لقا نے یہ دیکھکے بھاگنے کا قصد
کیا مگر ایرج نے قریب پہونچکے اُسکے کمربند مین ہاتھ ڈال کے بجائے سپر کے دست چپ پر بلند کرلیا اور زنگیون
کے غول مین جا پڑا تلوار چلنے لگی مہراب زنگی داماد دودہ زنگی نے ایرج کے تلوار ماری ایرج نے بھی بجائے سپر
کے لقا کو روبرو کیا وہ تلوار لقا کے چوتڑون پر پڑی اور زخمی ہوکر اُسنے آہ کی ایرج نے دونون زنگیون کو یعنی
سہراب بن دودہ و مہراب بن دودہ کو قتل کیا بعد ازان مہراب نے پھر تلوار ماری وہ لقا کی کمر پر پڑی [illegible]
ہجوم کرکے لقا کو چھین لے گئے اور مہراب کی تلوار ٹوٹ گئی ایرج نے اس سے کہا دوسری تلوار طلب کر اُسنے دوسری
تلوار شکن اثر جنگ مین دوسری تلوار بھی شکست ہوگئی پھر ایرج نے کہا تیسری تلوار طلب کر اس اثنا مین شاہ خاور
سیم صمصام ایرج سے ترسان ہوکر نہانخانۂ مغرب مین گیا اور پردۂ شب حائل ہوا ایرج نے تمام شب زنگیون کو قتل کیا
اور بارگاہ مین خون کا دریا بہا دیا بیت بہر جا کہ شمشیر او کار کرد * یکے را دو کرد و دو را چار کرد * کشتون کے پشتے لاشون کے انبار
لگادیے جبکہ زنگی شب نے فرار کیا اور خورشید جہانتاب بعد آب و تاب دریچۂ مشرق سے برآمد ہوا یعنے صبح ہوئی عمرو جو بشکل
خدمتگار بنا ہوا بارگاہ مین موجود تھا اُسنے جوانمردی ایرج کی نہایت تعریف کی اور کہا افسوس دودہ نے ایرج کو

لڑتے ہوئے گذرے ہیں اب یہ قتل ہو جائیگا یہ خیال کرکے وہ خنجر کھینچکر اُسنے بھی جنگ آغاز کی اور مثل پروانہ کے گرد
ایرج کے پھرنا شروع کیا اُسطرف مہراب نے تیسری تلوار سونتکے ایرج پر حملہ کیا ایرج نے پھر اُسکے حربہ کو رد کیا
مہراب اپنے لشکر میں ایرج کے سامنے زمین پر گر پڑا ایرج نے ہنسکے کہا کہ اے جوان اسقدر بدحواس نہو اُٹھکر حملہ
کر مہراب ایرج کی جرأت پر عاشق ہوگیا اور کہنے لگا کہ میں آپکا غلام ہوں میں نے اپنی مدت العمر میں ایسا بہادر
آدمی نہیں دیکھا یہ کہکے اور تلوار پکڑ کے زنگیوں پر جا پڑا اور اُسکے ہمراہی بھی ایرج کے شریک ہوکے جنگ کرنے
لگے کچھ لوگ ان میں سے قتل ہوئے اور مہراب بھی زخمی ہو کر زمین پر گرا اور کہا کہ اے شہریار غلام آپ سے رخصت ہوتا
ہے زنگیوں نے قصد کیا کہ مہراب کا سر کاٹ لیں ایرج نے اُن سب کو دفع کیا اور عمرو سے کہا اے جد بزرگوار میری
قضا بھی قریب ہے عمرو نے کہا اے فرزند ہراسان نہو میں تمھارے ہمراہ ہوں اس اثنا میں ایک برق چمکی اور اُس
برق میں سے ایک پنجہ پیدا ہوا اور ایرج کی کمر پکڑ کے وہ پنجہ اُٹھا لیگیا اسطرف دودہ مہراب کی نعش پر آیا
اور دیکھا کہ فقط اندک نفس کی باقی ہے بسبب الفت دامادی کے اُسکو اُٹھوایا اور غلام سے کہا کہ اسکو یہاں سے
اُٹھاؤ اُس جانب عمرو بھی نکلے اپنے لشکر کی سمت روانہ ہوا جب دیوان خاص کے باہر آیا دیکھا کہ ایرج کا مرکب
زنگی لیے جاتا ہے عمرو نے اُس زنگی کو قتل کیا اور خود مرکب ایرج پر سوار ہو کر لشکر کیطرف روانہ ہوا

اب دو کلمہ داستان شاہزادگان نورالدہر و اسد وغیرہ کے سنیے کہ ایرج انکو سوتا چھوڑکے چلے گئے تھے

این صورت خاک هر دو دید تصور است | هم روی زمین پر است هم زیر زمین | اسپاجل ست گر جهان در بستی | دنیا خوابیست کشش عدم تعبیر است

راویان اخبار قدیم اس حکایت رنگین کو صفحۂ قرطاس پر منقش کرکے اسطرح خامہ فرسائی کرتے ہیں کہ جب ایرج انکو سوتا ہوا
چھوڑکر شب کو کسی سمت چلا گیا تو شہزادے اس مقام پر عمرو کا انتظار کرتے تھے کیونکہ عمرو انکو چھوڑکے ایرج کی تلاش میں
گیا تھا اور اسطرف یہ سب بسبب گرسنگی کے از بس پریشان خاطر تھے اسد نے کہا کہ اے برادر معظم اگر آپ فرمائیں تو میں تدبیر
طعام کروں نورالدہر نے کہا مناسب ہے مگر ایسا نہو کہ تم بھی وہاں جاکے بیٹھ رہو اسد نے بقسم عرض کیا کہ ایسا نہوگا میں
بہت جلد حاضر ہونگا یہ کہکے روانہ ہوا وہاں سے قریب ایک گاؤں تھا وہاں پہونچکر چند مرغ اور برنج و روغن و مصالح
وغیرہ خرید کرکے لایا سب سرداروں نے کہا ہمکو طعام پزی میں دخل نہیں ہے جن فرزندوں پر اسد سامان طعام لایا
تھا اُنسے اسد نے کھانا پکوانا شروع کیا اس اثنا میں ایک فقیر پیدا ہوا جب قریب آیا لوگوں نے پوچھا کہ شاہ صاحب
کہاں سے آنا ہوا اور اب کہاں کا قصد ہے فقیر نے اسد کے پاس آکر کہا کہ تمکو طعام پزی میں کچھ دخل ہے اسد نے
کہا کہ ہم لوگ اس کام سے بالکل ناواقف ہیں القصہ بعد گفتگو وہ فقیر کھانا پکانے میں مشغول ہوا اور اُس فقیر کو ان
لوگوں کے کلام سے معلوم ہوگیا کہ یہ سب امیر کے فرزند ہیں پس فقیر نے نہایت عمدہ پلاؤ طیار کرکے ان لوگوں
کے روبرو دسترخوان پر رکھا جب وہ پلاؤ سب نے کھایا بعد تھوڑی دیر کے بیہوشی نے اثر کیا اُس وقت فقیر نے
نعرہ کیا کہ منم شب آہنگ عیار دودہ زنگی میں تو عمرو کی گرفتاری کو آیا تھا مگر سب راہ میں گرفتار ہوئے القصہ جب
سب بیہوش ہوگئے شب آہنگ نے دلمیں تصور کیا کہ ان سات آدمیوں کا تنہا لیجانا کسی طرح ممکن نہیں لہذا انکے سر کاٹ
کے لیچلوں یہ تصور کرکے اور خنجر کھینچکر نورالدہر کیطرف چلا تھے میں خواجہ عمرو مرکب ایرج پر سوار پہونچے اور دور سے
یہ حال دیکھکے بہت پریشان ہوئے اور شب آہنگ کے قریب پہونچکے مرکب سے جست کی شب آہنگ عمرو کو دیکھکے
انھیں کیطرف دوڑا اور کہا کہ میں تو خاص تمھارے ہی فکر میں آیا تھا راہ میں شکار مفت ملگیا اب میں تمکو بھی چھوڑتا ہوں
یہ کہکے عمرو پر جا پڑا تھوڑے عرصہ میں عمرو نے اُسکو گرفتار کیا شب آہنگ نے دلمیں کہا کہ فی الحقیقت جسقدر اسکی

تعریف سنی تھی اس سے کہین زیادہ پایا پس عمرو سے کہا کہ ای شاہ عیاران مین جب تک زندہ ہون تمھارا غلام ہون
عمرو نے کہا اول مین سب کو ہوشیار کر کون بعد اسکے تم سے سوال وجواب کرون شب آہنگ نے کہا بہتر ہی عمرو نے خنجر کو
غلاف کیا اور کسیقدر سر جھکایا تھا کہ شب آہنگ نے بیضہ بیہوشی مارا عمرو بیہوش ہوکے گر پڑے پس شب آہنگ نے عمرو کو
گرفتار کرکے دلمین خیال کیا کہ مین نے سُنا ہی کہ اسکے پاس روپیہ بہت ہی یہ تصور کرکے عمرو کو ایک درخت سے باندھکر
ہوشیار کیا کہا اگر مجکو روپیہ دو تو مین تمکو چھوڑ دون عمرو نے کہا کہ میرا خزانہ لشکر مین ہی تو وہان میرے ہمراہ چل مین تجکو
روپیہ دون شب آہنگ نے یہ سُن کے درخنجر کھینچکے قتل عمرو کا قصد کیا عمرو نے بتضرع وزاری دعا کی دفعۃً بیابان
کیجانب سے ایک گرد اٹھی اور نقابدار سیاہ پوش مرکب باد رفتار سمند سیاہ کوہ پیکر پر سوار سر پہ باز سفید سایہ فگن اور عیار
نقابدار کیسے ہمراہ یہی نقاب دار گرد سے نکلا اور نعرہ کیا کہ خبردار مین آپہونچا یہ دیکھکے شب آہنگ نے ارادہ کیا
ہی تھا کہ خنجر مارے کہ آواز سیسر کمان کی اسکے کان مین آئی کہ شب آہنگ خوف زدہ ہوکر بھاگا اور کہا ای نقابدار اس
تونے میرے صید کو رہا کرادیا نقابدار نے اپنے عیار سے کہا کہ اس تیرسیاق کو گرفتار کر عیار نقابدار شب آہنگ کی طرف
دوڑا شب آہنگ نے مارے ڈرکے اپنے تئین دریا مین گرادیا نقابدار نے اپنے عیار کو آواز دی کہ چلا آ عیار نقابدار
نے آکے عمرو کو درخت سے کھولا نقابدار زیر درخت آیا اور زین پوش بچھا کر بیٹھا عمرو اور نورالدہر وغیرہ کو ہوشیار کیا
سب سردار نقابدار کو دیکھکے باادب تمام بیٹھے کہ ایکبار نقابدار نے اپنی کمان ان لوگون کے سامنے رکھکے کہا کہ اسکو کھینچو
اول داراب نے زور کیا مگر کچھ نہوا بعد ازان تورج وخورشید نے کمان کو کھینچا اُنسے بھی کچھ نہوا الغرض جب نورالدہر
کی باری آئی اُنھون نے استقدر زور کیا کہ ناک اور کان سے دُھوان نکل گیا اُسوقت نقابدار نے کہا ای نورالدہر یہ
میری کمان اپنے ہمراہ امیر کے پاس لیتے جاؤ اور امیر سے کہنا کہ خداوند تعالیٰ نے مجکو صاحبقران کیا ہی اگر میری اس کمان
کو تم کھینچو تو میرے تمھارے درمیان مین امتحان زور آزمائی ہو جائے اور اگر تم کمان نہ کھینچ سکو تو تمکو لائق ولازم ہی
کہ تمام اسباب صاحبقرانی مع بارگاہ سلیمانی واشقر دیو وغیرہ میرے پاس بھیجدو یہ کہکے نقابدار اپنے مرکب پر سوار ہوکے
صحرا کیجانب روانہ ہوا اور مرکب نقابدار بھی مثل اشقر کے سرجنتی ہی بعد اسکے عمرو نے قصد کیا کہ لشکر کیطرف روانہ ہو کہ دفعۃً
آواز طبل سکندری کان مین آئی عمرو نے دیکھا کہ بادشاہ اسلام مع امیر عالیمقام درۂ کوہ سے برآمد ہوئے نورالدہر وغیرہ یہ دیکھ
کے امیر کی خدمت مین حاضر ہوئے بارگاہ سلیمانی استادہ ہوگئی سب بیٹھے عمرو نے تمام حال ایرج کا اور عین جنگ سے اسکو
تنبیہ کا اٹھا لیجانا عرض کیا بعد ازان کمان نقابدار دیکے پیام نقابدار بھی بیان کیا امیر نے کمان مقبل کے حوالہ کرکے کہا
جسوقت وہ نقابدار آئیگا مین اُسیوقت اسکے سامنے کمان کھینچونگا بعد اس گفتگو کے امیر با توقیر وہان سے کوچ کرکے
غور وبیہ سے چار کوس کے فاصلے پر اُترے ؏ ازین قصہ یکدم فراموش کن ٭ زجائے دگر داستان گوش کن

اب حال جنگ شہردیو پر در لشکر اسلام سے بیان ہوتا ہی ؏

بلبل کو خزا مین جان کھوتے پایا ٭ صیاد کو سر پٹک کے روتے پایا ٭ گلچین کی بھی نیند اڑ گئی لیک سرود ٭ اہل دل مجھے انکو سوتے پایا

راویان شیرین زبان اس نقش بر دلپذیر کو اسطرح سرِ حرف بیان مین لاتے ہین کہ اسطرف دو دو زنگی بارگاہ مین خدمت
مین حاضر تھا کہ جبکارون نے آکر مجرا کیا اور دعائے ثنا بادشاہی بجا لاکر عرض کیا ؏ تا صبح دمد بدم سافر باشی ٭ تا سبزہ زند آفتاب
سرور باشی ٭ تاکاخ حیات بر سر خضر نشسته ٭ در عرصۂ اقبال سکندر باشی ٭ شہریار کی عمر دراز ہو میان سے چار کوس کے فاصلے پر لشکر امیر آکر
اترا ہی باقی خیر وعافیت ہی خبر آمد امیر سنکے لقا ایسا گھبرایا کہ تمام بدن مین اسکے رعشہ پڑ گیا اور برزاق وترسان مثل بید کے کانپنے لگا دودہ
کہا کہ ای خداوند آپ اسقدر ہراسان نہو جیے خاطر جمع رکھیے کوئی اندیشہ کی بات نہین ہی اسکے بعد حکم دیا کہ ہمارا لشکر بھی

بیرون شہر جاکے خیمہ زن ہوا اس عرصہ مین خبر ہوئی کہ بادشاہ سرزمین جابلقا ملک جالو خداوند لقا کی مدد کے واسطے
آتا ہے دودہ نے اپنے بیٹون کو اُسکے استقبال کے لیے بھیجا و ملک جالو کا استقبال کرکے بعزو احترام اسکو لائے بختیارک نے
کہا کہ ہم مین سے کوئی حریف کا مقابلہ نہین کرسکتا القصہ صحبت کفار گرم ہوئی جام مے ارغوانی گردش مین آیا آواز نوشا نوش
بلند ہوئی سے نوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند * چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند * اس عرصہ مین ایک ہواے تند چلی
آسمان کیطرف نگاہ کی دیکھا کہ ایک دیو آتا ہوا اوسکی گردن پر ایک بلا ہے سیاہ کہ سابق مین جسکا ذکر ہو چکا ہی سوار ہی اور
دو بادشاہ ایک تخت پر سوار ہین ایک کا نام شعلہ بخش جنی اور دوسرے کا داد بخش جنی ہی اور ایک دیو کا
نام گیر رنگ اور دوسرے کا نیر رنگ ہی ان سبنے بھی آکر لقا کو سجدہ کیا دودہ نے ان سب کو بکمال عزت و حرمت
جائے معقول پر بٹھایا اور اس بلا کا نام قمہورہ دیو پرور ہی چونکہ اسکو دیو نے پرورش کیا ہی اس سببسے وحشی اور
دیوانہ ہی ہر چند لوگون نے کہا کہ لقا کو سجدہ کر مگر اس نے کچھ سماعت نکی القصہ شعلہ اور داد بخش اس کو بٹھا کے تخت
لقا کے قریب لائے لیکن اس نے یہ بھی نہ جانا کہ یہ کون سگ خارشتی ہی مگر بختیارک نے دیکھا کہ اسکے چہرہ پر نشان اولاد
ابراہیمی ہی شعلہ سے کہا کہ یہ شخص اولاد حمزہ ہی غرضکہ صحبت بزم آراستہ ہوئی ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آہنگ
حاضر ہوئے دور شراب و نغمہ چنگ و رباب آغاز ہوا جبکہ دماغ سب کا بادہ ناب سے گرم ہوا دودہ نے کہا مین نے طبل
جنگ کا حکم دیا تھا لیکن تمھارے آنے سے جنگ موقوف رہی قمہورہ برابر تخت لقا کے بیٹھا تھا اُسنے کہا ای گیر رنگ
وہ دشمن کہان ہی جسکے واسطے تم مجکو لائے ہو گیر رنگ نے کہا کہ دشمن اپنے لشکر مین ہی قمہورہ نے کہا مجکو پتہ بتا دو
تاکہ مین ابھی جاکر اسکو قتل کردون نیر رنگ نے کہا یہان کا یہ قاعدہ ہی کہ ایک روز طبل جنگ بجتا ہی اور دوسرے
دن جنگ ہوتی ہی آج طبل جنگ بجا ہی کل صبح کو میدان مین مقابلہ ہوگا القصہ شب کو طبل جنگ بجا امیر کو بھی خبر ہوئی
فرمایا ہمارے یہان بھی بفضل پروردگار طبل جنگی بجے چنانچہ یہان بھی کوس رزمی نوازش مین آیا رات بھر دونون لشکر
مین سامان حرب و ضرب کی آراستگی درستی ہوا کی جبکہ سجادہ نشین ہا نے تسبیح ستارگان پڑھکے عبادتخانہ مغرب مین
منہ چھپایا اور خورشید خاوری با نیزہ خطوط شعاعی عرصہ افلاک پر نمایان ہوا یعنے صبح ہوئی دونون لشکر میدان مین
آئے دودہ سات لاکھ زنگی اور چار سو بیٹون اور نواسون اور پوتون کو ہمراہ لیکے بڑی چمک دمک سے میدان رزم
مین آیا آج قمہورہ بھی مرکب پر سوار تھا اور پوشاک چرم شیر کہ جسپر جواہر گران بہا نصب تھے زیب بدن تھی اس
جانبسے قمہورہ میدان مین نکلا اور امیر کے لشکر سے سہیلان اردبیلی اُسکے مقابلے کے لیے برآمد ہوا قمہورہ نے چوبدست
آہنی اسکے سر پر ماری سہیلان نے سپر کی پناہ کی لیکن جسوقت چوبدست سر پر پڑی سہیلان کا ہاتھ کانپا سپر سر پر
گری اور سر گردن مین گھس گیا اور گردن سینہ مین اتر کے شل کوفتہ ہیزم ہوگیا غرضکہ اسیطرح قمہورہ نے سترہ سردار یکے
بعد دیگرے جان سے مارا یہ معاملہ دیکھکے کرب بعد اجازت میدان مین آیا اور مستعد ہوا چھ قدم قمہورہ کا مرکب اور
پانچ قدم کرب کا مرکب پسپا ہوا قمہورہ نے کرب پر چوبدست ماری کرب نے گرز پر اسکی ضرب کو رد کا مگر بسبب ضرب کے
کرب کی آنکھین بند ہوگئین بمانند شل ستون کے قائم رہے قمہورہ نے اپنی زبان مین کہا کہ مین نے اسکو بھی مارا یہ
حال دیکھکے عیار کرب دوڑا اور مشکیزہ سے پانی لیکے کرب کے ایک چھینٹا دیا کرب نے آنکھین کھولدین مگر کرب نے دیکھا
کہ مرکب کے جسم کو رعشہ ہی بس کرب نے گھوڑے سے کودکے مرکب تو عیار کے حوالہ کیا اور خود قمہورہ کے برابر جاکے اور
اسکے مرکب کی لگام پکڑ کے اس زور سے جھٹکا دیا کہ اُسکا مرکب دور جاکر گرا قمہورہ بھی پیادہ پا ہوا اور باہم کشتی ہونی
شروع ہوئی ناگاہ کرب کا پانون موش خانہ مین جا پڑا یہ دیکھکے قمہورہ نے ایسی تکان دی کہ کرب کا کولہ اُتر گیا لیکن اسیحال

یمن کرب نے اپنے تئیں تھام کیا لابسبب درد کے کرب پر بیہوشی طاری ہوئی قمہور نے جب کرب کو بیہوش دیکھا
تو اس سے دست بردار ہوا عمرو نے یہ حال دیکھکے آواز دی کہ جلد پالکی لاؤ پس عمرو کرب کو پالکی مین ڈال کے لیگیا
قمہور نے دیکھا کہ عمرو میرے صید کو لیے جاتا ہے وہ عمرو کیطرف دوڑا عمرو نے حقۂ آتشبازی مارا قمہور نے چونکہ حقۂ
آتشبازی کبھی نہ دیکھا تھا اپنے لشکر کیطرف بھاگا دونون لشکرون مین آواز قہقہہ بلند ہوئی نیرنگ وغیرہ نے کہا کہ
بھاگنا نہایت معیوب ہے قمہور نے کہا کہ اب مین کبھی نہ بھاگونگا الغرض جبکہ شہسوار مرحلہ خاوری دن بھر کی تگاپو سے
تھک کر خلوت خانہ مغرب کیطرف چلا اور شب گرد ماہ نے مع لشکر ثوابت وسیار ظلمت کدۂ دہر پر اپنا عمل دخل کیا یعنی
شام ہوئی دونون لشکر اپنے اپنے قیام گاہ پر آئے امیر نے بارگاہ مین داخل ہوکے باواز بلند کہا کہ ماجو جو شخص اس
دیوانے سے لڑنے جائے خوب سمجھ کے جائے کیونکہ اس دیوانے کا حال نورالدہر وغیرہ سے سنا ہے کہ ایک ایک ضرب مین
یہ سب بیہوش ہوگئے تھے القصہ اُس طرف قمہور کے واسطے صحبت جشن آراستہ ہوئی اور جام مئے گلفام بے
دغدغۂ انجام گردش مین آیا ساقیان ماہرو مطربان خوش گلو حاضر ہوئے محفل عیش و عشرت گرم ہوئی قمہور نے
نشہ مین اپنے نام طبل جنگ بجوا دیا ادھر امیر نے بجابت پر درگاہ طبل جنگ کا حکم دیا ٭ دگر روز
کین چشمۂ آفتاب ٭ زدریاے گیتی برآورد آب ٭ صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے آج قمہور چوبدست
پکڑ کے پیادہ پا میدان مین آکے کھڑا ہوا اور شب آہنگ نے آواز دی کہ ای زندۂ خدا پرستان جسکو تم مین سے
آرزوے مرگ ہو وہ میدان مین آئے فرہاد خان یکضربی پسر لندھور امیر سے رخصت لیکر میدان مین گیا
قمہور نے چوبدست سے اُسپر حملہ کیا فرہاد نے اپنے گرز پر اُسکی ضرب کو روکا فرہاد خان کا مرکب تا کمر زمین مین
غرق ہوا اور گرز اور چوبدست دونون فرہاد کے سر پہ گرے فرہاد نے سر کو خم کیا وہ ضرب فرہاد کے شانہ پر پڑی
شانہ ٹوٹ گیا اور وہان سے چوبدست فرہاد کے پاؤن پر گری اُسکا پاؤن بھی ٹوٹ گیا فرہاد کو غش آگیا عیار چالاک
ہر طرف سے دوڑے اور فرہاد کو غش مین دیکھکے پالکی مین ڈال کے قصد لیجانیکا کیا مگر قمہور عیارونکا سد راہ ہوا اور ارشیون
نے اپنے بھائی کا یہ حال دیکھ کے بیتابانہ مرکب اُٹھایا اور آواز دی کہ ای دیوانے تو نے غضب کیا اور قمہور کو گرز مارا جو وقت
گرز قمہور کے قریب پہونچا اُسنے ایسی چوبدست ماری کہ ارشیون کے ہاتھ سے گرز نکل گیا اور کلائی ٹوٹ گئی قمہور نے
فوراً دوسری ضرب لگائی ارشیون نے گردہ سپر سر کی پناہ کی لیکن ضرب قمہور سے ارشیون کے ہاتھ قائم
نرہ سکے اور چوبدست مع سپر سر کیطرف چلی ارشیون نے سر کو خم کیا چوبدست مرکب کے سر پر پڑی کہ اُسکا
مغز پریشان ہوگیا راکب و مرکب دونون زمین پر گرے سب سمجھے ارشیون بھی قتل ہوا لندھور نے جب یہ
حال دیکھا بسبب جوش پدری کے تاب نرہی فیل طلائی کو کہ زریان کیدستی نے سنجان مین دیا تھا اور لندھور
نے اُس فیل کو زیر کیا تھا اور زریان بھی مسلمان ہوا تھا اُسکو کجک ماری لیکن امیر لندھور کے جانے سے چشم پر
آب ہوگئے اور فیل سر بلند کے میدان کی سمت روانہ ہوا چونکہ قمہور نے کبھی ایسا ہاتھی نہ دیکھا تھا قلقاری مارکے خوف
زدہ اپنے لشکر کیطرف بھاگا امیر کے لشکر مین غلغلہ ہوا کہ وہ دیوانہ بھاگا ہر چند کہ لندھور اپنے فرزندون کے
غم مین آزردہ و غمگین تھے مگر قمہور کی اس حرکت پر متبسم ہوئے اور قمہور بھاگ کے داد بخش کے پیچھے چھپ گیا نیرنگ
وغیرہ نے سمجھایا کہ یہ فیل مثل مرکب سواری کے ہے اور میدان سے بھاگنا مرد کیواسطے نہایت ننگ و عار ہے اور یہ شور و غل
جو لشکر اسلام مین برپا ہے تمہارے بھاگنے پر ہے قمہور یہ سُن کے برہم ہوا اور دوڑ کر لندھور پر چوبدست ماری لندھور
نے گرز خودی مردی پر اُسکی ضرب کو روکا مگر ہاتھی نصف زمین مین غرق ہوا اور دونون دانت ٹوٹ گئے اور دو [illegible]

خون کے دونوں دانتوں سے جاری ہوئے دیوانہ نے باآواز بلند کہا کہ میں نے اسکو بھی قتل کیا داد بخش نے کہا کہ جلد
اسکا سر کاٹ لے بختیارک نے کہا خسرو بلاد ہند ایسا نہیں ہے کہ ایک ضرب میں ہلاک ہو جائے اور عیار لندھور نے
قصد کیا کہ تیغ گرد میں داخل ہو مگر قہور نے چوبدست پڑے کسیکو جانے نہ دیا اور گرد کا چرخ تا باستر پہنچ گیا اور خود بھی
گرد کے اندر نہ گیا جب یہ ہنگامہ ہوا لندھور نے آنکھ کھول کے ہاتھی کو اشارہ کیا اور بد بخت اسکے دونوں دانت
ٹوٹ گئے ہیں لندھور زنجیر فیل پکڑ کے گرد کے باہر آیا اور فیل نے قہور کو دیکھتے زنجیر قہور کو ماری مگر قہور نے ایسی
چوبدست ماری کہ زنجیر ریزہ ریزہ ہو گئی فیل نے قصد کیا کہ قہور کو خرطوم سے پکڑے مگر لندھور نے پشت فیل سے جست کر کے
زمین پر آیا اور ایسا گرز مارا کہ قہور کو معلوم ہوا کہ گویا مجھ پر آسمان ٹوٹ پڑا دیوانہ نے ایسی چیخ ماری کہ تمام صحرا کانپ گیا
اور خود بیہوش ہو گیا اسطرف اورنگ نے دیکھا کہ میرے فرزند کو صدمہ سخت پہنچا اس صحرا میں شب آہنگ نے آواز دی
قہور نے آواز سنکے آنکھ کھولی اور برہم ہو کے چوبدست ہاتھ سے پھینک دیا اور لندھور سے لپٹ گیا اول کشتی ہوئی
بعد ازاں قہور نے لندھور پر چنگل مارا کہ زرہ مع گوشت کے پارہ پارہ ہو گئی چونکہ اسکے ناخن بہت تیز تھے لندھور
کے جسم سے خون جاری ہوا مگر لندھور کو کچھ ہراس نہ تھا اسطرف قہور نے لندھور کو گھونسا مارا لندھور کو معلوم ہوا کہ پہاڑ
مجھ پر گرا لندھور نے بھی گھونسہ مارا دیوانے نے چیخ ماری نیز رنگ نے آواز اسکی سنکے کہا کہ میرے فرزند کو صدمہ سخت پہنچا
بختیارک نے کہا کہ اگر آج قہور زندہ پھر آوے تو غنیمت سمجھو لیکن دیوانے نے برہم ہو کے لندھور کو ناخن سے مارا کہ
تمام زرہ اور گوشت پارہ پارہ ہو گیا لندھور نے دوسرا گھونسہ مارا قہور نے اپنے سر کو حرکت دیکے ایک چنگل مارا جو کہ
دو پہر تک جنگ ہوتی تھی اس باعث سے لندھور پریشان تھا جب امیر نے یہ حال دیکھا اور جنگ کو طول کھینچا امیر مجبور
ہو کے خود میدان میں آئے اور کہا کہ یہ طریقہ جنگ کون ہے بختیارک نے نیز رنگ سے کہا کہ غنیمت سمجھو کہ امیر اسکے آگے آئے
بیشک تمہارے فرزند کی جان بچ جاویگی اگر امیر نہ آتے تو تھوڑے عرصہ میں تمہارے فرزند کی زندگی کی خیر تھی اسطرف امیر نے آکر
ایک ہاتھ سے لندھور کا ہاتھ اور دوسرے ہاتھ سے قہور کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا بس اب جنگ موقوف کرو کیا جانتا لندھور
امیر کو دیکھ کر خاموش ہو گیا اور جبکہ قہور کے بال جو اڑے تو چہرہ مثل آفتاب کے درخشاں ہوا اور رنگ زلفین خلیلی تھی
امیر کے دل میں قہور کی محبت پیدا ہوئی اور اسطرف قہور امیر کو دیکھ کر باادب علیحدہ کھڑا ہو گیا امیر نے کہا بس اب اپنے لشکر میں
جاؤ لیکن داد بخش جنی نے آگے زبان جنی میں قہور کو سمجھایا اسوقت امیر سمجھے کہ قہور فقط زبان جنی جانتا ہے پس امیر نے
زبان جنی میں اس سے کہا کہ اے بہادر یہ طریقہ جنگ کیا ہے قہور نے ہنس کے کہا آپ میرے حاکم کو کہاں لیے جاتے ہیں امیر نے کہا
یہ شکار میں ہے الغرض بعد گفتگو کے بسیار نیز رنگ وغیرہ قہور کو لیکے داخل خیمہ ہوئے اور امیر لندھور کو ہمراہ لیکے بارگاہ میں تشریف لے گئے

اب دو کلمے موہائے جسم قہور کے دفع ہونے کے بیان کیے جاتے ہیں

راویان خوش تقریر اس حکایت دلپذیر کے بیان میں زلف سخن کو شانہ زبان سے آراستہ کر کے اسطرح تحریر کرتے
ہیں کہ جب داد بخش جنی نے قہور کے تمام جسم پر بال دیکھے اسکو نہایت ناگوار معلوم ہوا کہ ایسے بہادر کے جسم پر
مثل خرس کے بال ہونا نازیبا ہے پس دودھ سے کہا کہ اگر تم اجازت دو تو میں قہور کے موہائے جسم کا علاج کروں تاکہ
اسکے جسم سے یہ بال دفع ہوں کیونکہ ایک سیمرغ اسکا دشمن ہے وہ اسکے بال اور زبان کا علاج کر سکتا ہے جسوقت
یہ بال دفع ہو گئے تو مثل انسان کے ہو جائیگا دودھ نے کہا کہ یہ امر بہت ہی مناسب ہے مگر اسکی علیحدگی میں امیر کو
کون جواب دیگا داد بخش نے کہا کسی کو بھیجکے امیر سے چند روز کی مہلت لینا چاہیے پس نیز رنگ شب آہنگ سے کہا تم
جا کے ہماری طرف سے کہو کہ قہور اپنے علاج کے واسطے جاتا ہے مدت چالیس روز میں واپس آئیگا لہذا مجھکو چالیس روز کی

مہلت عنایت کیجیے الغرض جب شب آہنگ نے امیر با توقیر کو دودہ کا یہ پیام دیا امیر نے فرمایا بہتر ہے
شب آہنگ نے دودہ سے آکر عرض کیا کہ امیر نے چالیس روز کی مہلت منظور کی ہے بعد اسکے داد بخش قمہور کو
تخت پر سوار کر کے عرصہ چند روز میں قاف میں پہونچا اور ایک کوہ پر تخت رکھدیا قمہور نے دیکھا کہ ایک کوہ سفید
ہے اور نیچے کوہ دریا جاری ہے اور کنارہ کوہ پر ایک درخت عظیم الشان ہے جسکی بلندی بقدر دو کوس ہے اور چار
فرسخ تک اسکا سایہ ہے اور اس درخت پر عمارت چوب وغیرہ کی عجیب عجیب طرز کی نہایت عالیشان بنی ہوئی
تھی داد بخش نے قمہور سے کہا کہ یہ آشیانہ سیمرغ ہے یعنی یہی اسکا مسکن ہے کہ یکبار ہوائے تند چلی اور شور ہنگامہ برپا ہے
بعد ازان سیمرغ آکے اپنے آشیانے پر بیٹھا اور داد بخش سے مخاطب ہو کے اپنی زبان میں کہنے لگا کہ اے داد بخش آج تم
کہاں آئے داد بخش نے کہا کہ میں اس جوان کو تمہارے پاس لایا ہون تم اسکی زبان و بواسیر جسم کا علاج کرو سیمرغ نے یہ
کلام سنکے پرواز کی اور چند عرصہ میں قدرے گیاہ اور چند گلہائے بوقلمون لاکے داد بخش کو دیکھا کہا کہ یہ لاؤ
داد بخش تو اس دوا دوش میں گیا یہاں سیمرغ نے قمہور سے کہا کہ اے قمہور میں تمہارا حسب و نسب بیان کرتا ہون اور مجھ کو
خاطر حمزہ بھی منظور ہے لہذا تم سے کہا جاتا ہے کہ خبردار حمزہ اور اُنکے سردارون کو ذلیل نہ کرنا اور ہرگز انکے سوا روئین سے
کسی کو جان سے نہ مارنا ورنہ پشیمان ہو گے سیمرغ نے یہ کلام قمہور سے زبان جنی میں کہے قمہور نے پوچھا کہ میرا حسب و نسب
کیا ہے سیمرغ نے قصد کیا کہ بیان کرے کہ اس عرصہ میں داد بخش جنی گیاہ وغیرہ لیکے لایا سیمرغ اسکے آنے سے خاموش
ہوا اور گیاہ وغیرہ قمہور کے جسم پر ملی قمہور فوراً قے مار کے بیہوش ہو گیا مجرد بیہوش ہونے کے تمام پھپھولے بدن
زمین پر گر پڑے اور جسم مانند آئینہ کے نمایاں ہوا جب قمہور کو ہوش آیا اپنے جسم کو صاف دیکھ کے نہایت خوش ہوا
بعد اسکے سیمرغ نے وہ گلہائے بوقلمون قمہور کو کھلا دیے قمہور دوبارہ بیہوش ہوا اور تمام جسم و دہن سے عرق جاری ہوا
بعد ایک لمحہ کے جب ہوشیار ہوا تو زبان بھی نہایت صاف و فصیح ہو گئی اور الیاذون ریا حاصل ہوا کہ دوسرا شخص جو
ایک سال کے عرصہ میں حاصل کرے یہ ایک روز میں اُسے حاصل کرے القصہ بعد فراغت ان امور کے قمہور کو داد بخش دودہ
کے پاس لایا اب جسکی نگاہ قمہور کے حسن و جمال پر پڑتی تھی وہ محو حیرت ہوتا تھا اب قمہور نے پوشاک شاہانہ زیب
جسم کی بختیارک نے قمہور کو دیکھ کے کہا کہ مجھکو جو کچھ شک تھا وہ بھی اب رفع ہو گیا خدا خیر کرے جب قمہور کا
دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اسنے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا ہرکارون نے امیر سے بھی یہ خبر بیان کی اور حال
سیمرغ کے علاج کا مفصل بیان کیا امیر نے بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا صبح کو دونون لشکر میدان میں آئے
بعد صف آرائی دودہ زنگی کی سواری نمایاں ہوئی لقا بھی تخت پر سوار تھا اور قمہور مرکب پر سوار غرضکہ دونون
لشکر نہایت شان و شوکت سے میدان میں آئے قمہور اجازت لیکے عرصہ کارزار میں آیا اسطرف سے بہرام اسکے مقابلہ
کو گیا اور نیزہ مارا قمہور نے گلوگاہ پکڑ کے نیزہ اسکے ہاتھ سے چھین لیا بہرام نے تلوار ماری قمہور نے تلوار بھی
چھین لی اور کمربند میں ہاتھ ڈال کے بہرام کو قاش زین سے اٹھا لیا القصہ اسی طرح بہمن و اژدہائے بن بن و
بلند خان قندھاری وغیرہ بیس سرداران امیر کو تا شام باندھ کرے گیا بختیارک نے کہا جن سردارون کو
قمہور نے گرفتار کیا ہے انکو قتل کرو قمہور نے یہ سُن کے کہا کہ جبتک میں امیر کو گرفتار نہ کرونگا اسوقت تک ان
سردارون کو کسیکو نہ دونگا بس داد بخش نے ان سردارون کو ایک خیمہ کے اندر مقید کیا اور طعام عمدہ و شراب کباب
انکے واسطے بھیجا اس طرف امیر نے بارگاہ میں داخل ہو کے کہا کہ ان لوگون نے مجھکو نہایت پریشان و ذلیل کیا کیونکہ
بہرام کا حال دیکھ کے پھر ہر ایک نے جلدی اپنے تئین گرفتار کرایا اور مجھکو رنج دیا اور اسطرف قمہور نے پھر طبل جنگ کا

حکم دیا صبح کو دونون لشکر میدان مصاف مین آئے قہور نے تکل کر نقیب دیا آج شہزادہ ملک قاسم امیر علی مقام سے
رخصت حاصل کر کے میدان مین آئے اور ہم نگاور ہوئے دونون مرکب سات سات قدم پسپا ہوئے اور جنگ شروع ہوئی
نیزہ بازی مین برابر رہے قہور نے اراہ پیسے چوب دستی لیکے قاسم پر حملہ کیا قاسم نے گرزا فراسیابی پر لگی ضرب کو
روکا مگر قاسم کا مرکب تا بہ تنگ زمین مین غرق ہوا اور تق گرد بلند ہوا قہور نے نیزہ کیا کہ زدم وبیت کردم سیارہ
عیار قاسم نے دوڑ کے قاسم کے چہرہ پر پانی کا چھینٹا مارا قاسم نے گرد سے نکل کے قہور پر گرز مارا قہور کا مرکب
بھی تا بہ تنگ غرق زمین ہوا القصہ بعد تیغ زنی کشتی کی نوبت آئی تمام دن کشتی ہوئی شام کو قہور نے کہا کہ
شب واسطے آرام و استراحت کے ہے کل صبح کو پھر ہم سے مقابلہ ہوگا مگر قاسم نے منظور نہ کیا گرد میدان کے روشنی ہوگی
شمعہائے مومی و کافوری لگنون مین جلوا کر لگوا دی گئیں اور مشعلیں اور ہزارے چار سمت روشن ہوگئے تماشائی
اپنے اپنے بچھونے بچھوا کے تماشا دیکھنے لگے غرض کہ تین شبانہ روز کشتی ہوئی روز چہارم قاسم نے قہور کے بازو کو پکڑ کے
زور کیا قہور چند قدم پسپا ہوا تھا کہ قضارا قاسم کا پانون سوراخ موش مین جا پڑا قہور نے کیا حال دیکھا زور دیا
قاسم کا پانون ٹوٹ گیا اور صدمۂ درد سے قاسم بیہوش ہوا قہور نے قاسم کو بھی باندھ لیا ہر چند سعد نے کہا کہ اے
قہور یہ حرکت داخل نامردی ہے لیکن قہور نے کچھ سماعت نہ کی اور خیمہ مین آکے قاسم کو جراح کے حوالہ کیا اور شب کو پھر
طبل جنگ بجوا کے صبح کو میدان مین آیا اب مالک اژدر اسکے مقابلہ کو گئے قہور نے نیزہ مارا مالک نے نیزہ اسکا
ہوا کی کیا آخر کشتی ہوئی مالک کا پانون بھی سوراخ موش مین جا کے ٹوٹ گیا قہور مالک کو باندھ لے گیا اور جراح کے سپرد کیا

اب دو کلمہ داستان شاہزادہ ایرج سے کہ جو آلو بارگاہ دودہ سے اٹھا للہ تعالیٰ بیان ہوتے ہیں

بیان میں کیا لکھوں ... ادا ہم لیتے ہیں — ہم اپنی پلکوں سے اس کا قدم لیتے ہیں
ترے عزم کے ... قصے — قدم سب آپکے ... لیتے ہیں
شب وصال ... کیا کیا — نصیب تیرے ... لیتے ہیں
ترے ... تھا — جب ... لیتے ہیں
عقد ... غلام ... — وہ ... غلام لیتے ہیں
ہمارے ... — ہزاروں ... لیتے ہیں

سیہ جان کشور ... بیان کرتے ہیں کہ جب ایرج ... زمین پر
آکر الا ایرج نے ایک باغ نہایت آراستہ و پیراستہ دیکھا

صفا وہ سبز اس کی بعید ... — کے تو کرے ہر مرغ خوش بلبل
نظر ... کیا ایک خانہ باغ — کر بلبل ... بھی ... میں ...
ہزار ... ہون ... پانی ... — کرے ... مثل ... آسمان

نرگس شہلا کی آنکھیں ... زبان سوسن دہ زبان کی زبان ... کہ ... بہار رحمان بار ... تھا عجب لطف
سیر دکھا رہی تھی انگور کے خوشے عقد ثریا کی طرح اپنا جوبن دکھاتے سرو آزاد یک پانون سے ... شاہ ... لالہ ... ساغر
شراب بہریز رنگینی و خوش نمائی نارمان شہ ... درختان جلد لگائے خوشبو معروف نکہت افزائی درمیان مین باغ کے
ایک بارہ دری سنگ مرمر کی نہایت عمدہ بنی ہوئی کہ صفائی مین رشک آئینہ سکندری ہے دیوارون پر ایسی صیقل
ہوئی ہے کہ نگاہ نہیں ٹھہرتی ہے ... نفیس وہ مکان ہے وسعت سے زمین بھی آسمان ہے اور تمام بارہ دری مین فرش
قاقم و سنجاب بچھا ہوا ہے جھاڑ کنول شیشہ آلات سے آراستہ ہیں بارہ دری سنگ موسیٰ کا سائبان نہایت معقول اور
چبوترے کے برابر ایک حوض تھا اور فوارے اسمین نصب تھے فوارہ کا چھوٹنا ساون بھادون کا لطف دکھا رہا تھا چہلے
باغ مین بہی اور انار ناشپاتی وسیب تمام و ... کے میوؤن کے درخت تھے ایک سمت کیلون کی قطار تو دوسری جانب
بید مشک کی بہار سبحان اللہ باغ کیا تھا گلزار ارم تھا اگر فردوس بر روی زمین است ہمین است وہمین است
باغبانیان پری وش زربفت کے لہنگے پہنے مصروف کار ... پرسرخی کی مہندی کی ... پر ... ابہار ... باغبانون نے مہندی

بیان کی کہ صبح کو امیر میدان مین آئینگے دودہ اور دادبخش یہ خبر سنکے خوش ہوئے کہ کل لشکر اسلام کا خاتمہ ہی لیکن
بختیارک یہ حال سنکے رونے لگا دودہ نے کہا کہ ملک جی یہ مقام خوشی کا ہی کہ صبح کو لشکر اسلام کا خاتمہ ہوا اور تم روتے
ہو بختیارک نے کہا مجکو خوشی ہی اور مجکو بھاگنے کی فکر ہی کیونکہ حمزہ قہور کو روبروے خاص و عام حضور گرفتار کرینگے جب وہ
گرفتار ہوگیا اسوقت بھاگنا لازم ہوگا یہ سنکے شعلہ جنی و بختیارک نے کہ یہ کاہن بھی ہین رمل پھیکا معلوم ہوا کہ ستارہ قہور کا
تمامی لشکر پر غالب ہوا اور امیر کا ستارہ قہور پر غالب ہی شعلہ و بختیارک نے یہ حال دودہ زنگی سے بیان کیا دودہ نے شب آہنگ
کو طلب کر کے کہا کہ تو جا کر امیر کو چرا لا مین تجکو خلعت و انعام سے مالامال کر دونگا شب آہنگ اسیوقت لشکر امیر کیطرف روانہ ہوا
اور بصورت فراش در بارگاہ امیر پر منتظر کھڑا ہوا لیکن عیاران امیر نے جو بارگاہ دودہ مین حاضر تھے یہ حال دیکھ کے گروہ سے
آکر بیان کیا کہ آج بارگاہ کفار مین کچھ سرگوشی ہوئی ہی عمرو سمجھ گیا کہ بختیارک نے ضرور امیر کے قید کرنے کی صلاح دی ہوگی
یہ تصور کر کے چالیس سرہنگ واسطے حفاظت امیر کے مقرر کیے اور خود بھی لمحہ لمحہ آکے دیکھتا تھا لیکن شب آہنگ فراشون
مین آیا اور کہا کہ مین اب تازہ ملازم ہوا ہون عمرو کی پاسبانی دیکھ کے بہت حیران ہوا شب کو قابو نہ ملا لیکن جب چار گھڑی
رات باقی رہی اور امیر واسطے ادائے فریضہ صبح کے بیدار ہوئے عیاران نے دیکھا کہ اب امیر بیدار ہوئے ہین کچھ مقام
اندیشہ نہین ہی یہ تصور کر کے عیار اپنے اپنے مقام پر چلے گئے شب آہنگ نے خیال کیا کہ اب یہی وقت فرصت
ہی پس کسی قدر بینہ بیہوشی آمیز روشن کر کے بارگاہ کے اندر پھینکا اور بیرون بارگاہ فراشون وغیرہ کو بھی
آب و طعام مین بیہوشی دے کے بیہوش کر دیا تھا غرضکہ جب وہ بینہ بیہوشی فرش پر گرا اور کسی قدر فرش جلا اور
دود بیہوشی چیدہ ہوا امیر واسطے بجھانے کے اٹھے چونکہ دود بیہوشی دماغ مین سرایت کر چکا تھا امیر چھینک مار
کے فوراً بیہوش ہو گئے شب آہنگ نے پشتارہ باندھا اور بصورت گاذر دوش پر رکھکے روانہ ہوا اور
صحیح و سلامت لشکر سے نکل کے دودہ کی بارگاہ مین گیا اور پشتارہ امیر کا دودہ کے روبرو رکھدیا بختیارک
بہت خوش ہوا اور کہا کہ حمزہ کو اسی وقت قتل کرو دودہ نے جلاد کو طلب کیا مگر سلیم اختر شناس وزیر نے
دودہ سے کہا کہ انکا قتل کرنا مناسب نہین ہی کیونکہ اگر امیر کو قتل کیا تو انکے بیٹے پوتے اور عمرو تمکو زندہ نچھوڑینگے
سب نے بالاتفاق کہا کہ تم سچ کہتے ہو اس عرصہ مین قہور کی آمد آمد ہوئی دودہ وغیرہ نے امیر کو پوشیدہ کر دیا صبح کو
بادشاہ اسلام نے سنا کہ امیر کو عیار چرا لیگیا یہ خبر سنکے بادشاہ نہایت مکدر ہوئے اور اسطرف قہور مع لشکر میدان
کارزار مین آیا بادشاہ اسلام بھی مکدر و پریشان خاطر میدان مین گئے قہور نے نکل کے مبارز طلبی کی اسد بن کرب غازی
اسکے مقابل ہوگئے اور کہا کہ ای نامرد انسانی تف ہی تیری بہادری پر قہور نے اسد کو دیکھ کے بمحبت کہا کہ ای برادر
تم کیا کہتے ہو اسد نے کہا کہ شب کو تو نے اپنے عیار سے امیر کو چرا منگایا اور خود میدان مین آیا ہی اسی منھ پر
دعوی بہادری رکھتا ہی قہور نے کہا کہ مجکو یہ حال اصلا معلوم نہین اسد نے یہ سنکے کلمات سخت قہور کو کہے
قہور برہم ہو کے میدان سے چلا گیا اور دادبخش سے کہا کہ امیر کو کسنے کسواسطے چرا لیا اور مجکو رسوائی عالم مین
رسوا کیا جلد بتاؤ امیر کہان ہین سب نے انکار کیا اسطرف شعلہ جنی نے جب قہور کو برہم دیکھا پوشیدہ امیر کو عالم بیہوشی
مین تخت پر سوار کیا اور چار جنون سے کہا کہ امیر کو لیکے تم دریاے محیط پر چلے جاؤ عقب سے مین بھی آتا ہون بعد ازان قہور نے
برہم ہو کے کہا سچ بتاؤ کہ امیر کو کسنے منگایا اور کیا کیا چال دیکھ کے دودہ نے کہا اے قہور اصل امر یہ ہی کہ جنون نے
جبار جنی پدر شعلہ کو قتل کیا تھا اسنے امیر کو چرا منگایا قہور نے یہ سنکے کہا کہ بس لڑائی امیر سے ختم جبتک [illegible]
مین لاکے سر و سرون سے مقابلہ نکرونگا یہ کہکے دادبخش کے خیمہ مین آیا اور کہا اب مین انکی بارگاہ مین نجاؤنگا

ہر چند سواد شب نے اپنی سیہ بختی کا اثر اس ظلمتکدہ دہر پر ڈالا مگر شاہ انجم سپاہ نے اپنی چمک دمک سے ہر خاک ارض تیرہ
کو پرتو نور سے منور کر دیا جب وہ وقت آیا کہ خیمہ مشرق سے عیارۂ سحر کمند شعاع میں شاہ خاور کو باندھ حلق شب کو پکڑ
گئی اور سپاہ ظلمت شب لب بان تاریکی چشم فسونگر دیدۂ دہر سے زائل ہوئی سو کیا خوب کہ گرمی میدان شب کا صف مشرق
سے نکلکر چمکا وہ سحر پیدا ہوئی پھر جیب شب سے وہ بڑھا پائے ضیا مد ادب سے وہنگام ہوا دوسرے روز بعد قتل دوپہر کے
دن گذرا تھا کہ نفقی نے میدان میں آکر نسیب دی شاہزادہ ہاشم سیفی تن نے اُسکے مقابل صف سے گھوڑا نکالا یہ شاہزادہ
فن شمشیر زنی میں یگانۂ آفاق ہے میدان میں ایسے چمکے ایسی نگاہ دی کہ نفقی کا مرکب دس قدم پسپا ہوا بعد ازان ہاشم نے
تلوار ماری نفقی نے سر آگے بڑھا دیا ہاشم کی تلوار اسکے سر پر پڑی مگر کچھ اثر نہوا ہاشم حیران تھا کہ میری تلوار نے کچھ کام
نکیا بعد اسکے نفقی نے خنجر دور کر کے تلوار ماری ہاشم نے اسکے حربہ کو رد کر کے دل میں خیال کیا کہ میری ضرب نے اسپر کچھ
اثر نہ کیا اب اس سے کشتی لڑنا مناسب ہے یہ خیال کر کے دست و گریبان ہوا اور کشتی شروع ہوئی ناگاہ پائے اسپ
ہاشم ایک سوراخ میں گیا اور گھوڑے نے سکندری کھائی نفقی نے بے دیکھے تلوار ماری ہاشم کا مرکب قتل ہوا اور رانون
بھی ہاشم کا زخمی ہوا اس عرصہ میں نفقی نے دوبارہ تلوار ماری ہاشم کا شانہ بھی زخمی ہوا بعد اسکے نفقی نے ہاشم کو گرفتار
کر کے اپنے لشکر میں بھیجا لشکر اسلام میں تہلکہ ہوا اور جنگ مغلوبہ آغاز ہوئی مرجع الامان اور علمشاہ و نورالدہر لڑتے
ہوئے قریب تھا کہ پہونچ گئے مختارک نے یہ حال دیکھ کر طبل امان بجایا دونون لشکر اپنے اپنے قیامگاہ پر آئے نفقی کے خیمہ
مین داخل ہوئے فولادتن نفقی کے ہمراہ ہاشم کو لشکر کی سمت روانہ کیا اور شب کو طبل جنگ بجا کے دوسرے روز میدان
مین آیا سحر کو زورق کشتی آفتاب نے ساحل دریائے گنبد زرق پر سبب جنگ روز قہور بھی برائے تماشا میدان مین آیا
نفقی نے مبارز طلبی کی لشکر اسلام سے نورالدہر نکلنے کا ارادہ رکھتا تھا کہ ناگاہ جانب بیابان سے ایک بگولا گرد نمایان ہوا جب
دامن گرد شگافتہ ہوا ایرج اسپ باد پائے سلیمانی پر سوار جلوہ گر ہوا مختارک نے ایرج کو دیکھکر لقا سے کہا کہ
اس جوان کو بیچارا ہر لقا نے کہا بے تمیز مین نے تقدیر پر جیت کی ہر گز تیغ یہ ضرور قتل ہوگا لیکن دو دو مرکب
باد پا دیکھ کے متحیر ہوا اور دادبخش نے کہا کہ یہ دو دو مرکب اسکو کیونکر ملا مین نے تو یہ مرکب تجکو دیا تھا مختارک
نے کہا کہ ملک غروبیہ مین کوئی ایرج کا شریک ہوا ہوگا اگر دو مرکب ہیں تو عجب ہے اور اگر دیو ہو تو عجب نہیں لیکن
ایرج نفقی کو میدان مین دیکھا اسکی طرف آیا نفقی نے ایرج کو تلوار ماری ایرج نے اسکا ہاتھ پکڑ کے ایسی تکان
دی کہ اُس کے ہاتھ سے تلوار نکلی ایرج نے آگے کمربند مین ہاتھ ڈال کے صدر زین سے اٹھا لیا اور گرد سر چرخ دیکر
زمین پر مارا اور اُسکے سینہ پر سوار ہو کے سر ترازو اُسکا بدن سے کھینچ لیا اور عسکر باطل کفار مین آواز نوحہ کا بلند
ہوئی اور لشکر اسلام مین نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوئے ایرج نے نفقی کو قتل کر کے مبارز طلبی کی لشکر لقا سے کسی نے قصد مقابل
نکیا ایرج نے دوبارہ نسیب دی کہ تمہارے لشکر مین فقط ایک نفقی کے سوا دوسرا نہیں ہے یہ سنکر قہور نے جو چالیس گز
ہاتھی جوش مین آیا اور نعرہ مار کے ایرج کے مقابل آیا مختارک نے دیکھ کے کہا خوب ہوا کہ قہور کی قسم تو ٹوٹی کیونکہ جب امیر
تہ بوسنے تھے تو قہور نے قسم کھائی تھی کہ جب تک امیر لشکر مین نہ آئینگے مین اہل اسلام سے جنگ نکرونگا القصہ قہور نے
میدان مین آکے ایرج سے کہا کہ مجکو تم سے کچھ سروکار نہ تھا اور مین نے عہد کیا تھا کہ تاوقتیکہ امیر نہ آئین جنگ نکرونگا مگر یہ
تم نے کہا کہ سوائے نفقی کے ہمارے لشکر مین دوسرا نہ تھا غرضکہ بعد گفتگو دونون مین نیزہ بازی شروع ہوئی بعد
چند طعنوں کے نیزے ٹوٹ گئے قہور نے اسلحہ سے چوبدست نکالا اسکی بندش چوبدستی اٹھائی ایرج نے اپنے لشکر سے گرز طلب کیا لندھور
نے اپنا گرز بھیجا اور قہور نے چوبدست سے حملہ کیا ایرج نے اسکی ضرب کو گرز تند صورت پر رد کیا بسبب ضرب قہور کے ایرج کا گرز نصف

زمین میں غرق ہو گیا اور تیغ گرد بلند ہوا سیارہ نے دوڑ کے پانی کا چھینٹا دیا اور کہا حریف لاف و گزاف کرتا ہوا اگر
زندہ ہو تو حریف کو جواب دو ایرج نے یہ سن کے مرکب کو اشارہ کیا مرکب طرارہ بھر کے زمین سے نکلا مگر تمام سر میں غرق
تھا ایرج نے دیکھ کے سیارہ سے کہا کہ یہ میرا مرکب ہلاک ہوا اسکو لشکر میں لیجاؤ اور خود پیادہ پا جنگ میں مشغول ہوا
سیارہ مرکب لیکے چلا اہل لشکر نے مرکب خالی دیکھ کر خیال کیا کہ شاید ایرج قتل ہوا یہ تصور کر کے سب آبدیدہ ہوئے
سیارہ نے کہا کہ تم لوگ مضطر ہو ایرج زندہ ہے اور جنگ میں مصروف ہے اور یہاں ایرج نے قمہور پر گرز لگا جیسے مارا
قمہور کے مرکب کی کمر ٹوٹ گئی اور قمہور کا حال بھی ایرج سے زیادہ تغیر ہوا تب آہنگ نے قمہور کو ہوشیار کیا
قمہور ہوشیار ہو کے دست بدست جنگ کے ایرج سے لپٹ گیا دیر تک نہایت زور و شور سے کشتی ہوئی یہاں تک
ایرج کو قمہور نے دوڑایا اور ایسی ٹکان دی کہ ایرج کے گھٹنے زمین سے آشنا ہوئے ایرج نے پا لنگر قائم کیا قمہور
نے اسقدر زور کیا کہ تمام بدن سے دھواں نکل گیا جب قمہور زور کر چکا اسوقت ایرج نے زور کر کے قمہور کو دور تک دوڑایا
اسوقت قمہور نے ایرج کو طمانچہ مارا ایرج کو معلوم ہوا کہ بدن پر سے سر اڑ گیا مگر ایرج نے بھی ایسا طمانچہ مارا کہ قمہور بھی
بدحواس ہو گیا اور آپس کے دونوں رخسارے ورم کر آئے یہ حال دیکھ کے بختیارک نے کہا کہ آج قمہور کا زندہ بچنا مشکل
معلوم ہوتا ہے داد بخش و شعلہ بخش نے کہ ساحر بے بدل و کاہن زبردست تھے یہ کیفیت دیکھ کے کہا غضب ہوا اب
قمہور کو ایرج گرفتار کرے گا پس ان دونوں نے سو کیا سب لے کیا کہ شعلہ کے لبوں کو جنبش ہوئی اور اس نے کچھ پڑھ کے
آسمان کی طرف دیکھا اور دستک دی کہ دفعتہً ایرج کی طاقت زائل ہوئی قمہور نے ایرج کا کمربند میں ہاتھ ڈال کے
اسکو زمین سے اٹھا لیا اور گرد سر چند دفعے پھرا کے زمین پر مارا اور گرفتار کر کے عیار کے حوالہ کیا نور الدہر وغیرہ نے یہ حال
دیکھ کے کہا کہ ایرج تو قمہور پر غالب تھا دفعتہً یہ کیا ہوا معلوم ہوتا ہے کسی نے ایرج پر سحر کیا علمشاہ نے قصد کیا کہ میں
جا کے ایرج کو رہا کروں اور قمہور کو قتل کروں بدیع الزمان نے علمشاہ کو منع کیا کہ اے برادر اسمیں بدنامی ہوگی
لوگ کہینگے کہ قمہور پر بلوہ کر کے اسکو قتل کیا اور امیر بھی لشکر میں موجود نہیں ہیں الغرض طبل آسایش بجا اور دونوں
لشکر اپنی فرودگاہ پر گئے اس طرف قمہور نے ایرج کو قید خانہ میں بھیجدیا پیر خیدشہ کو داروغہ زندانخانہ نے
طعام حاضر کیا مگر ایرج نے بہ سبب غصہ کے کھانا نہ کھایا اور نہ روز سے کہا کہ یہ طعام مثل نادر کے زہر مار کرا اور بسبب
یہی کا فرزند کے شب کو آرام بھی نہ کیا صبح کو لقانے ایرج کو دربار میں طلب کیا ایرج نے بیو پیا کے بطور اہل اسلام
کے سلام علیک کی لقانے کہا ای بندہ قدرت آگے سجدہ کر ایرج نے جواب میں کہا اے کم بخت اگر میں ابھی ذرا
امیر سے تیری جان بخشی نہ کراتا تو مثل سنگ وسفال کے تو قتل ہو جاتا وہ وقت بھول گیا اور آج پھر کلمات لا طائل
زبان سے نکالتا ہے قمہور نے یہ سن کے کہا کہ بس اپنی زبان بند کر ایرج نے کہا او نامرد تجھکو شرم نہیں آتی قمہور نے کہا
میں نے میدان میں تمام عالم کے روبرو تجھکو گرفتار کیا ہے اور اب تو سرکشی کرتا ہے یہ کہکے جلاد کو طلب کیا تماق بن
دودہ اور سہراب بن دودہ ایرج کو کشان کشان بیرون بارگاہ لائے اور میدان خونی کی طیاری ہوئی یہ
خبر جاسوسان لشکر اسلام نے بادشاہ اسلام سے بیان کی بمجرد سننے اس خبر وحشت اثر کے علمشاہ و بدیع الزمان
واسطے رہائی ایرج کے روانہ ہوئے ابو شہاب نے یہ حال نور الدہر سے بیان کیا نور الدہر نے کہا افسوس بعد ایرج
کے لطف زندگی نہیں ہے اور اسیوقت مرکب پر سوار ہو کے روانہ ہوا راہ میں بدیع الزمان سے ملاقات ہوئی نور الدہر
نے کہا کہ ایرج قتل ہوتا ہے میں بھی جا کے اپنی جان دونگا بدیع الزمان نے کہا افسوس اسقدر جوان قائم قتل ہو اور
ہم زندہ رہیں یہ کہکے دونوں بہادر روانہ ہوئے لیکن قلعہ غروبیہ کے ایک سمت میدان ہے اور ایک طرف نالہ

اور دوسری جانب شکرہ ہر اسی جگہ دار استادہ کی تھی جلادون نے ایرج سے کہا کہ جو کچھ تمکو ہوس ہو بیان کرو کہ
تمھارا پیمانۂ عمر لبریز ہوا چاہتا ہے ایرج نے برہم ہو کے کہا کہ مجکو کچھ ہوس نہین ہے اس عرصہ مین طوفان بن دودہ کے حکم سے
ایرج کو واژگون دار پر آویزان کیا اور کفار نے کمانین ہاتھون مین لیکے قصد کیا کہ ایرج پر تیرباران کرین ایرج نے
باواز بلند کہا کہ میرے پدر بزرگوار قاسم کی خدمت مین عرض کر دینا کہ ایرج قتل ہوا آپ صبر کرین اور میرے حق مین
دعائے مغفرت کیجیے اور خود در حضور قلب سے دست دعا بلند کیے کہ اے پروردگار عالم اسوقت بجز مین سوا تیرے
کوئی حامی و مددگار نہین ہے چو عاجز بمانندہ دوام نگرانہ درین عاجزی چون تو از ترا بسوز تضرع و زاری
التجا کی کہ تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا دفعتاً نعرہ ہوا اور نورالدہر تلوار لیے ہوئے لشکر کفار پر آیا ایرج نے
نورالدہر کے نعرہ کی آواز سنکے کہا کہ آگئی امداد سے مرگ بچتا ہے یہ کون آیا اور برہم ہو کے ایسی تکان دی کہ رسیان
ٹوٹ گئی اور ایرج زمین پر گرا فوراً قید مثل تار عنکبوت شکستہ کر کے اور وہی چوب دار پکڑ لے اور قتل کرنا آغاز
کیا طوفان بن دودہ نے جب یہ ہنگامہ دیکھا بڑھکے نورالدہر پر حملہ کیا نورالدہر نے ایک ضرب کو روک کے کھینچ کر
چار پرکالہ کر دیا زنگیان اسکی لاش لیکے بارگاہ مین لقا اور دودہ کے پاس آئے اور تمام ماجرا بیان کیا یہ حال سنکے اسیوقت
دودہ اور شعلہ دواد بخش و قہور سوار ہو کے روانہ ہوئے پہونچ کے ایرج کو تلوار ماری چونکہ شہزادہ بے سلاح تھا
تا دو ابرو ایرج کے سر پر زخم آیا ایرج نے چوب دار سے قہور کی تلوار کو سر سے دفع کیا اور وہی چوب قہور
کے سر پر اس زور سے ماری کہ قہور کا سر بھی شگافتہ ہوا اس اثنا مین آواز بوق آئی اور اسد غازی بھی پہونچا
نورالدہر نے یہ حال دیکھکے کہا کہ آج لقا کو زندہ نہ چھوڑونگا کیونکہ یہ سب ہنگامہ اسکی ذات سے ہے اور مرکب اُٹھا کے
صف کفار مین در آیا اسطرف ایرج پر بسبب زخم شدید کے غشی طاری ہوئی طلمان وغیرہ یہ حال دیکھ کے ایرج کو لشکر کی
طرف لیکے روانہ ہوئے اسد نے لقا کو دیکھکر کہا کہ اے مردود اب مین تجھے کب چھوڑتا ہون یہ کہکے لقا کی طرف گھوڑا
مہمیز کیا لقا نے اسد کو دیکھ کے شعلہ کو آواز دی کہ اسد آ پہونچا جلد میری خبر لے شعلہ نے سحر پڑھا فوراً اسد کے ہاتھ پانو
بیکار ہو گئے قہور نے پہونچ کے فی الفور اسد کی کمر بند مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا اور شعلہ نے سحر کر کے تمام سردارون
کو بھی گرفتار کر لیا پس کفار ان سب کو گرفتار کر کے بخوشی تمام واپس گئے قہور نے خیمہ مین پہونچ کے اسد کو طلب
کیا اسد نے بطور اہل اسلام سلام کیا قہور نے ہنسکے کہا کہ مین نے تمکو گرفتار کر کے قید کیا اسد نے کہا کہ تیغ جادو سے مجھے
مقید کیا ورنہ تمھاری تاب و طاقت تھی کہ مجکو گرفتار کر سکتے قہور نے شعلہ سے پوچھا کہ تم نے اسد کو کسطرح گرفتار کیا
شعلہ نے کہا کہ سچ تو یہ ہے کہ مین نے تیری خاطر سے سحر کیا تھا قہور یہ سنکے برہم ہوا اور شعلہ سے کہا تو نے بہت بُرا کیا کہ مجکو مردان عالم
مین رسوا کرتا ہے پس اسیوقت اسد کو قید سے رہا کیا اور خلعت دیکے کہا کہ اے جوان مرد میری دعوت قبول کر اسد نے
کہا کہ تم کافر ہو اسوجہ سے مین تمھاری دعوت قبول نہین کر سکتا یہ کہکے اُٹھا اور بیرون بارگاہ آکر دیکھا کہ شاطر قہور کا گھوڑا
لیے ہوئے کھڑا ہے اسد نے شاطر کو قتل کیا اور خود گھوڑے پر سوار ہو کے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا یہ خبر قہور کو معلوم ہوئی
کہ اسد تمھارے گھوڑے پر سوار ہو کے اپنے لشکر کو گیا قہور نے برہم ہو کے کہا کہ مین اسیوقت جا کے اس دیوانہ کو اسکی بارگاہ
مین قتل کرونگا لیکن شعلہ وغیرہ نے قہور کو اس قصد سے منع کیا آخر قہور ان لوگون کے سمجھانے سے بیٹھ گیا ادھر اسطرف
بادشاہ اسلام نے عمرو سے امیر کی رہائی کے بارے مین کہا عمرو نے حسب معمول سردارون سے روپیہ حاصل کرنے روانگی
کا عزم کیا اور درمیان دربار مین بختیارک کو خفقان ہوا اور دربار سے نکل کے اپنے خیمہ کیطرف چلا اس اثنا مین عمرو
پہونچا اور بختیارک کو دیکھ کر کہا کہ اے ملک جی ذرا میرے ہمراہ صحرا مین چلو مجکو تم سے ایک کام ضروری ہے بختیارک نے عمرو کو

دیکھکر گھبرا گیا اور ہر چند با سے حیلے حوالے کیے مگر خواجہ اسکو صحرا میں لیگئے اور تلوار کھینچکر کہا کہ جلد امیر کا حال بیان
کر کہاں ہیں ورنہ ابھی تجکو قتل کرونگا تجتیارک نے کہا کہ اگر میں سچ کہدون تو پھر مجکو چھوڑدوگے عمرو نے کہا کہ ہان یہ ہماری
خوشی پر موقوف ہی القصہ تجتیارک نے کہا کہ امیر کو شعلہ جنی نے کنارہ جزیرہ محیط کے طلسم میں مقید کیا ہی اسکے سوا اور
حال مجکو معلوم نہین عمرو نے اُس سے پانچہزار روپیہ کا رقعہ لکھوایا اور کہا کہ اگر میں تیرے مکان پر جاتا اسوقت تو میری دعوت کرتا
لہذا یہ پانچہزار روپیہ عوض دعوت ہی بعد ازان تجتیارک کو بیہوش کرکے ایک درخت سے باندھدیا اور ایک زنگولہ باندھا
کہ بسبب اسکی آواز کے جانور سے محفوظ رہے غرضکہ عمرو اپنے لشکر میں آیا اور بادشاہ اسلام سے حال بیان کیا طرف صبح کو
بسبب سرد نرم کشتون کے تجتیارک بھی رہا ہو کے اپنے لشکر میں گیا اور کل حال لقا سے بیان کیا شعلہ نے کہا کہ عمرو ضرور وہان
جائیگا لہذا میں ابھی جاتا ہون اور ایسی فکر کرتا ہون کہ عمرو بھی اُسی طلسم میں گرفتار ہو یہ کہکے شعلہ غائب ہوگیا اور تجتیارک
نے روپیہ بابت رقعہ کے خواجہ کے پاس بھیجدیا عمرو دوسرے روز جزیرہ محیط کیجانب روانہ ہوا بعدہ زنگی عمرو دودہ نے
لقا سے کہا کہ میرے نام طبل جنگی بجے کل اہل اسلام سے میں جنگ کرونگا کیونکہ آج تک تھوڑی جنگ کی تجتیارک نے ہنسکے
کہا کہ ہر چند تو جانتا ہی کہ امیر کے تمام سردار سحر شعلہ میں گرفتار مگر تاہم امیر کے لشکر میں ابھی بہت سردار ہیں الغرض
دودہ کے نام طبل جنگ بجا لشکر امیر میں بھی طبل جنگ کی صدا بلند ہوئی کُل شب بطیاری سامان جنگ ہوا جبکہ
تاجر ماہ نے بساط انجم کو تہ کرکے صندوق مغرب میں رکھا اور تیغ آفتاب افق مشرق سے فلک پر علم ہوئی ع چو روز
دگر چشمۂ آفتاب * برانگیخت آتش ز دریائے آب * دونون لشکر میدان مصاف میں آئے بعد صف آرائی دودہ نے
میدان میں جاکے تیغ آدمیون کو لشکر اسلام کے شہید کیا دوسرے روز توریج میدان میں گیا اور اس سے جنگ ہونا شروع ہوئی
تمام فنون سپہ گری کا ردوبدل ہوا نیزہ بازی میں برابر ہے مگر دودہ کی ضرب سے توریج کا رکب کی کر ٹوٹ گئی اور
توریج پر غشی طاری ہوئی عیاران لشکر اسلام نے یہ حال دیکھ کے قصد کیا کہ شہزادہ کو میدان سے لیجائیں مگر دودہ
عیارون کا ارادہ دیکھکر دوڑا اور کہا کہ میرے شکار کو کہان لیے جاتے ہو اس عرصہ میں شیر افگن مرکب اٹھاکے دودہ
کے مقابل آیا اور ادھر عیار توریج کو لیکے روانہ ہوئے دودہ نے شیر افگن کو بھی زخمی کیا اور چند سردارون کو قتل کیا
شام کو طبل امان بجایا بادشاہ اسلام غمگین بارگاہ میں آئے اور کہا کہ جو شخص دودہ کے مقابلہ کو جائے وہ بہت سمجھکے جائے
کیونکہ دودہ نہایت زبردست ہی شب کو پھر طبل جنگ کی آواز آئی لشکر اسلام میں بھی طبل جنگی نوازش میں آیا صبح کو
علمشاہ مسلح و مکمل بادشاہ اسلام کے پاس آئے بادشاہ نے دیکھا کہ نور حسن علمشاہ مثل آفتاب کے درخشان
ہی بادشاہ نے علمشاہ کو دیکھ کے کہا کہ ماشاءاللہ عالم پیری میں بھی علمشاہ نور حسن ویسا ہی رکھتے ہیں بعد ازان
بادشاہ نے کہا ہی علمشاہ آج کیا ارادہ ہی علمشاہ نے کہا کہ میں نے شب کو خواب میں مادر مہربان ملکہ مہر نگار اور شیرویہ
و قباد کو با تجمل تمام پلنگ جواہر نگار پر متمکن دیکھا اور ان سبھون نے کہا کہ اے فرزند تم ہمکو کبھی یاد بھی نہین کرتے اور قباد وغیرہ
نے بھی اسی طرح کے کلمات شکایت آمیز کہے جب میں بیدار ہوا اسوقت سے مجکو یہ خیال و تصور ہی کہ دنیا چند روزہ ہی اسپر
کچھ اعتبار مرد عاقل کو نچاہیے بعد ازان مذمت دنیا میں چند اشعار پڑھکے کہا کہ افسوس میں نے عقبے کا کوئی کام نہ کیا
بادشاہ اسلام نے یہ کلمات سنکے اپنے عمرو کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ تعبیر خواب برعکس ہوتی ہی انشاءاللہ تعالی دنیا میں سرسبز
ہوگے بعد اس گفتگو کے میدان کارزار کی طرف روانہ ہوئے بعد صف آرائی طرفین عمرو بن رستم میدان میں گیا دودہ نے لپک
کے اُسکو گرز مارا عمرو اسکی ضرب سے بیہوش ہوگیا علمشاہ نے سیارہ سے کہا کہ جلد عمرو کی خبر لو دل میں کہا کہ میرے خواب
کی یہی تعبیر ہی سیارہ نے عمرو کے قریب پہونچے دیکھا کہ دودہ واسطے سر کاٹنے عمرو بن رستم کے خنجر بکف آمادہ ہی سیارہ نے

سنگ ہشت من کا در فلاخن میں رکھکر دودہ کو مارا اور اسطرف علمشاہ یہ حال دیکھ کے دودہ کے مقابل گئے اور ایسی
نکار دی کہ اسکا مرکب دس قدم پسپا ہوا دودہ فرخ چہرہ کا علمشاہ دیکھکے متحیر ہوا اور عمود دیکر ایک ہی علمشاہ پر مارا
علمشاہ نے اپنے گرز پر اسکا گرز روکا آواز تراقے کی تمام صحرا میں پیچیدہ ہوئی علمشاہ کے ہاتھوں میں ضرب شدید آئی اور مرکب
کی کمر ٹوٹ گئی علمشاہ کی آنکھیں بند ہوگئیں مگر دونوں ہاتھ مثل ستون قائم رہے سیارہ نے یہ حال دیکھ کے علمشاہ کے چہرہ
پر پانی کا چھینٹا مارا علمشاہ نے آنکھ کھول دی دیکھا کہ میرا مرکب ہلاک ہوگیا ہے بس فوراً رکابوں سے دونوں پاؤں نکال کے
گھوڑے سے کود پڑے دودہ علمشاہ کو پیادہ پا دیکھکے گرز پکڑکے دوڑا اور برابر ہو کے چاہا کہ گرز مارے علمشاہ نے دل میں کہا
کہ اس نابکار نے بہت گستاخی کی تم بھی اس کو مثل دویل و قویل کے مع مرکب اٹھالو بس دونوں ہاتھ بڑھا کے عمود دو
پکڑ لیا اور ایسی نکان دی کہ اگر دودہ گرز چھوڑ نہ دے تو اسکے دونوں ہاتھ شانے سے بیکار ہو جائیں دودہ نے گھبرا کے
گرز چھوڑ دیا علمشاہ نے گرز چھین کے دور پھینک دیا اور زیر مرکب دودہ جا کے اور گھوڑے کے ہاتھ پاؤں پکڑ کے اپنا سر
گھوڑے کے شکم میں دیکے ایک نعرہ جو کیا مع راکب و مرکب دونوں کو زمین سے بلند کر لیا اور قریب پچاس قدم کے
دوڑا کے اور چرخ دیکے زمین پر مارا بسبب زور کرنے کے زرہ وغیرہ علمشاہ کی پارہ پارہ ہوگئی تھی جسوقت دودہ کو
مع مرکب زمین پر دے مارا علمشاہ بھی بسبب نکان کے مرکب کے ہمراہ گر پڑے دودہ مرکب سے کود کے زمین پر آیا
اہل اسلام نے یہ شجاعت دیکھ کے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور لشکر کفار سے بھی بیساختہ صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی
سیارہ بن عمرو تعریف کنان قریب علمشاہ آیا علمشاہ زمین پر بیہوش پڑے تھے اس طرف سے دودہ تلوار کھینچکے
دوڑا بس سیارہ نے فلاخن میں پتھر دیکے مارا دودہ کا ہاتھ ضرب سنگ سے بیکار ہوگیا بعد ازاں سیارہ نے اسقدر پتھر
مارے کہ دودہ بد حواس اور بدست و پا ہوکے بھاگا اتنے میں سیارہ علمشاہ کے پاس آیا دیکھا کہ چہرہ پر آثار مرگ نمایان
ہیں بس سیارہ نے نوحہ و زاری کر کے کہا کہ افسوس میرا آقا راہی ملک عدم ہوا شاہ اسلام بھی تخت سے اتر کے دیکھا کہ علمشاہ
کی گردن ٹوٹ گئی ہے اور قریب مرگ ہیں شاہ اسلام نے یہ حال علمشاہ کا دیکھ کے گریبان پارہ کیا اور کہا کہ اے خواجہ یہ
تعبیر انکے خواب کی ہے القصہ علمشاہ کو اٹھا کے ماتم کنان بارگاہ میں آئے بادشاہ اسلام و سیارہ بن عمرو کی
نوحہ زاری سے تمام لشکر اسلام میں ہنگامہ شور و شر برپا تھا جب یہ خبر وحشت اثر خواتین مشکوئے کے گوش زد ہوئی
یکبار ملکہ رابعہ بانو اور ملکہ گردیہ بانو و ملکہ خورشید خاوری نے اپنی چوٹیاں توڑیں اور گیتی افروز مع عورات
محل خیمہ سے باہر نکل آئی مقبل نے یہ حال دیکھ کے آواز دی کہ سب اپنی اپنی آنکھیں بند کر لو القصہ لشکر اسلام
میں ماتم برپا تھا اور زبیدہ شیر دل بال کھولے ہوئے دعا کرتی تھی اور کہتی تھی کہ بار خدایا واسطہ اپنے حبیب کا اور
علی مرتضے کا میرے بھائی کو شفا عنایت فرما کہ دفعۃً اس ہنگامے سے علمشاہ کی آنکھ کھلی اور حضرت نے انکا تصدق کردہ
فرمایا علمشاہ کو صحت ہوئی لیکن جب خبر قتل علمشاہ لشکر کفار میں پہونچی قہور یہ حال سنکے گریان ہوا اور ریحام بسبب
جوش خون برادری کے واقع ہوا دودہ نے کہا کہ اس سے بہتر کوئی وقت نہ ملیگا میں ابھی جاکے اہل اسلام کا
کام تمام کرتا ہوں اور اسیوقت طبل جنگ بجا کے میدان کارزار کیطرف روانہ ہوا شاہ اسلام نے یہ خبر سنکے فرمایا
کہ ان کفار نے مجکو علمشاہ کے دفن و کفن کی بھی مہلت نہ دی انشاء اللہ ایسی شمشیر زنی کرونگا کہ یادگار زمانہ ہوگی اور
اپنی جان کو اپنے عم بزرگوار پر نثار کرونگا لیکن جسوقت علمشاہ کو ہوش آیا فرمایا میرے سلاح لاؤ یہ سنکے لشکر اسلام
میں طبل خوشی بجا اور آواز تہنیت ہر جانب سے بلند ہوئی ہرکاروں نے یہ خبر بارگاہ لقا سے بیان کی لقا نے کہا کہ
میں نے تقدیر صحت کر دی قہور نے یہ سنکے کہا کہ کل تو نے تقدیر مرگ کی تھی اور آج تقدیر صحت کرتا ہے معلوم ہوا تو [illegible]

دروغ گو اور کاذب ہے یہ کلام سنکے دودہ نے کہا کہ اے قہور تو خدا وند سے آگاہ نہین اور غصہ مین اُٹھ کے قصد کیا کہ قہور کے تلوار مارے قہور بھی یہ حال دیکھکے اپنے دنگل سے اُٹھا مجبوراس حال کے داد بخش جو کہ دونون کے درمیان مین آیا اور دونون کو سمجھا کے باہم صلح کرا دی اور شاہ اسلام صحت علمشاہ کا حال سنکے لشکر کی طرف پھر گئے اور لقا و دودہ بھی خبر صحت علمشاہ سے مطلع ہو کر میدان سے چلے گئے

اب دو کلمہ داستان عمرو کے کہ براے تلاش امیر جزیرہ محیط کی طرف روانہ ہوا ہے ساعت فرمایئے

توڑ کر ہم اور پتنگ کر لے جائے کو ہم
ایک کیڑے سے بھی کیا کچھ کم ہیں مچلا لیکے ہم
گل تلک تھا بس یکان پہ شہرہ یون کا ہجوم
حبیب غزہ امین تھی جو بند قفس مین اپنے کا تماشا کو ہم
رشک کے لطف یار سب افسردہ بین اسیر ہو کے سو سو

سوتے سجدے جائے مین زاہد سے بجالانے کو ہم
خوب سا کرتے تھے مین ہم ایام عشرت کو قیاس
چھاتے ہین اب جو فراق یار خیالی پروانے کو ہم
جرم کچھ صیاد کا ہی نہین اسیری مین نہین
اُڑ کے کچھ آشیانہ مین بیٹھیے جا کے سمجھانے کو ہم

شمع محفلین کب ہین یار پروانے کو ہم
دھیان میں لاتے ہین سب ہم گذرے فسانے کو ہم
اشک گلگون کے نشان چھوٹے کچھ بتا لماتا ہین
روتے تھے مین کنج قفس مین آب و دانے کو ہم
رہبر وان جادۂ فراق اور کشتگان

بادیۂ اشتیاق اس حکایت رنگین کو سبحہ قرطاس پر اطرح سے تحریر کرتے ہین کہ عمرو براے تلاش امیر روانہ ہو کے ایک کوہ کے قریب پہونچا زیر کوہ دریاے زخار کو موجزن دیکھا کہ ہر ایک لہر منہدم سے اڑاتی تھی برابر کوہ کے اُٹھ کے جاتی تھی بحر اخضر فلک کو ڈوب جانے کا ڈر تھا کشتی ہلال کو اس دریا مین روان ہونے سے عذر تھا وہ تھا بحر زخار ایسا دہان کہ ہر موج سے جیسے چشمہ روان ہے اگر کوئی اسمین نہانے لگے حباب سکو آنکھین دکھانے لگے درمیان دریا کے ایک طرف قلعہ دیکھا سنگ موسی کا نہایت بلند اور عالیشان او دوسری طرف ایک نہر اسی دریا سے آتی تھی تیسری طرف ایک گنبد رفیع مگر نہایت کہنہ تھا اور ایک جانب دس زنگیان قوی بازو مسلح و مکمل موجود تھے جب عمرو نے یہ دیکھا دل مین کہا کیا معاملہ ہے اور یہ کیا جگہ ہے شاید دریا سے محیط یہی ہے جو اتنی دیر سے دیکھا کہ ایک سمت کو ایک درخت ہے اور اسکے پتے کالے ہین اور ایک طائر مثل زغن یعنی چیل کے پر و بازو کھولے ہوئے شجر پر بیٹھا ہے مگر ایک جانور کے پر و بال منقش ہین پس عمرو نے اسیوقت اپنی شکل مثل دہقان کے تبدیل کی اس اثنا مین دیکھا کہ ایک دہقان براے رفع احتیاج لٹیا ہاتھ مین لیے ہوئے جاتا ہے عمرو نے بڑھ کے پوچھا کہ یہ قلعہ اور دریا کسکا ہے وہ کہنے لگا کہ جزیرہ محیط و مقام شعلہ جبینی یہی ہے پس عمرو نے ویسے ہی کے بصورت جراح اپنی شکل تبدیل کی اور ایک کر کے چھین مجوب شربا ڈال کے کیا تو زنگی عمرو کو بصورت جراح دیکھ کے اُسکے پاس آئے اور پوچھا کہ تم کیا بناتے ہو عمرو نے کہا کہ وہ دوا طیار کرتا ہوں جس سے بآواز بلند ہوتی ہے زنگیون نے کہا کہ یہ دوا ہمکو بھی دو عمرو نے انکار کیا مگر زنگیون نے زبردستی وہ دس گولیان لیکے کھالین مجبور گولیان کھانے کے سبب بیہوش ہو گئے عمرو نے خنجر کھینچکے اُنکے قتل کا قصد کیا کہ دفعتہً وہ زغن درخت پر سے اڑ کے آواز دی کہ باش باش اے عمرو سر عمرو گھبرا کے اسکی طرف دیکھ رہا تھا کہ ایکبار قلعہ جو دریا مین تھا اسکا دروازہ کھلا اور ایک شعلہ آتش نے عمرو کے برابر آکے کہا کہ باش اے عمرو عیار عمرو نے دیکھا کہ شعلہ جبینی نے عمرو کا بازو پکڑ کے پرواز کی اور گنبد کے پاس پہونچ کے باواز بلند کہا کہ اے ساکنان دریاے محیط یہ عمرو جو دشمن عمرو نے یاد سلیمانی کی کہ اے شعلہ فرزندان امیر عوض مین جو خون نے تجھے زندہ چھوڑ دینگے لہذا مجھے رہا کر دے مگر شعلہ نے کچھ نہ سنا اور عمرو کو دریا مین چھوڑ دیا فوراً ایک نہنگ نے سر پانی سے باہر نکالا اور عمرو کو پکڑ کے دریا مین غائب ہو گیا اور شعلہ بھی اس قلعہ پر پہونچ کے غائب ہوا اور وہ زغن حسب معمول درخت پر جا بیٹھی لیکن جب عمرو تلاش امیر مین چلا تھا تو چالاک بھی عمرو کے عقب مین روانہ ہوا تھا اُسنے دور سے یہ حال دیکھا اور نالان و گریان بادشاہ اسلام سے تمام حال گرفتاری عمرو کا بیان کیا یہ حال سنکے

فرزندان امیر نے قریب سات سو سرداروں کے ہمراہ لیے اور ایک لاکھ اسی ہزار شاگردان عمرو بھی ہمراہ ہوئے
غرضکہ اس مجمع سے چالاک کو ہمراہ لیکے روانہ ہوئے جب چالاک اور تمام سردار قریب دریا پہونچے اور خیمے برپا ہوئے
اس جیل نے جو لشکر کو دیکھا آواز دیکے درخت سے پرواز کی اور ابر تیرہ و تار پیش رفت نمایاں ہوا اور تین مرتبہ چرخ
مار کے پھر درخت پہ بیٹھ گئی ایک پہر دن باقی تھا کہ دفعۃً دروازہ کھلنے کی آواز آئی اب نے دیکھا کہ در قلعہ وا ہوا اور
سینکڑا اژدر آتش فشان اور انکی پشت پر ہزار اعلم نیلگون نمایاں ہوکے دریا پر بجائے پل قائم ہوگئے مگر ان اژدروں پر
کوئی سوار نہ تھا کہ ایک بار ناقوس کی آواز آئی اب جو دیکھتے ہیں تو ایک اژدہا اور چلا آتا ہے اور اسکی پشت پر تخت کھنچا ہوا ہے
اور اسی تخت پر شعلہ سوار ہے قلعہ سے برآمد ہوا اور عقب میں اسکے قریب ستر ہزار ساحر کے لبادہ قرقرے اور گینڈے
و خرس وغیرہ جانوروں پر سوار نمودار ہوئے اور آگے برابر لشکر اسلام کے صف آرائی کی ہر ایک ساحر کے ہاتھ میں تاریخ و ترنج
وغیرہ آلات سحر تھے ساحروں نے وہ تاریخ وغیرہ حربہ ہائے سحر زمین پر مارے بمجرد اسکے خیمے برپا ہوئے اور پلنگ و کرسی
وغیرہ سب سامان سحر سے تیار ہوگیا شعلہ آکے خیمہ میں بیٹھا اور طبل جنگ کا حکم دیا؛ قصہ اہل اسلام کے لشکر میں بھی
طبل جنگ بجا تمام شب دونوں لشکر کار سازی حرب میں مشغول رہے دلاوران شجاعت شعار و خنجر گذاران آزمودہ کار
اپنے اپنے ہتھیاروں کو صاف کرتے تھے عزم مصاف کرتے تھے تلواریں ابروئے خونریز جانان کیطرح جانستانی پر آمادہ تیروں
کا خدنگ مژگان میں معشوق کی صورت دل چھیدنے کا ارادہ کمندیں مثل زلف گرہ گیر چھیدنے میں کھینسانے کو طیار خنجروں کا
جوہر موج ستم دلبر ستمگر قتل کرنے کا اظہار کمانیں لب سوفار سے مثل عاجبان گوشہ گیر چلا چلا کر دشمن کو کوستیں سنان کی
نیزہ زبان بنکر طعنے دیتیں کلہ ہائے خود زبان حال سے جوانان بیہودہ دشمن کے سر کچلنے کو رجوع و سپر پشت پناہ بہادران
نہ تھی بلکہ خود پس پشت بہادران چھپی تھی شجاعوں کی شمشیر سے پناہ مانگتی تھی سے صدائے کوس جنگی نے جو کیبارہ
بہادر سب ہونے اسجا خبردار:: ہوئے تیار مردان دلاور :: بشکل ابر تر انڈا وہ لشکر :: صدا دینے لگے کر لیت ہر سو ::
بہادر جگے پہلو بہ پہلو :: غرضکہ شب بھر یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ وقت آیا کہ ساحرۂ شب نے مقابلہ میں شاہ خاور
سے شکست پائی اور بارگاہ و اسباب ستارگان سے لٹی ہوئی نظر آئی بموجب نظم کہ جبکہ عیار شب گو شکست میں آیا ::
جمال صبح نے جلوہ دکھایا :: تو پھر دیار شب سے بھر گیا جی :: تو نے صبح کی ہمت طلب کی :: ہنگام سحر دونوں لشکر پڑاؤ
گرد سے سوار ہوکر عازم میدان قتال وارد دشت مصاف ہوئے ایک طرف شعلہ جبینی اژدر دمان پر تخت کھچواکر
سوار ہوا اور گرد اسکے ساحران نامی بازو قرقرے جنس آتشی وغیرہ پر چڑھکر چلے ادھر سے بادشاہ اسلام تخت شاہی پر چڑھکر
روانہ ہوئے لشکر کثیر ہمراہ متعاقب وہ صبح کا وقت نسیم سحر کا چلنا مشعلہائے سحر کا جلنا شمعوں کا جھلملانا طائران سحری
زمزمہ پردازی ساحروں کا روئے ہوا پر غول باندھکر اڑنا زمین پر شجاعت شعاروں کا چلنا اسلحہ کی جھاچاق
بلند گھوڑوں کا شیہہ بھرنا سے غرض تھا جو لشکر وہ آراستہ :: تو دشت دغا کا تھا آراستہ :: اس لشکر جلیل نے بھی
میدان کارزار میں آکر پرا اپنا جمایا میدان صاف کیا گیا سقوں نے آب پاشی کر کے گرد و غبار کو ٹھایا پھر صفوف کارزار
کو آراستہ کیا بادشاہ لشکر قلب میں قائم ہوئے بعد صفوف آرائی جلالی قتال نقیبان بلند آواز نے تکلم کرنا شروع
کیا اور مذمت دنیائے فانی و تعریف شجاعت کو زبان پر جاری فرمایا حسب مجموعہ نظم

صفت یہ ملی ہے حق کو پسند تکیہ فضل خدا لطف ہے یہاں دیکھو دنیا کا ہے یہی انجام	بزدلوں کی نظر گریز پہ ہے از شجاعت توان گرفت جہان ایک کو تخت پر نشین آرام	اعتماد انکو تیغ تیز پہ ہے ہر کہ ترسد ز مرگ وائے بران دوسرے کا ہوا تو یہ مقام	کی نقیبوں نے جب صدایہ بلند فکر پائے گریختن ہے وہاں ہے یہ دنیا عرض فنا کا مقام سیر ہے ایک ایک طالب قوت

ایک کو تخت تختہ تابوت
اک کنار لحد مین سوتا ہے
ایک تو صبح کو اسیر ہوا
دیکھو کیسا تھا رستم دستان
شام کو دوسرا فقیر ہوا
کہ شجاعون مین تھا وہ چند زبان
اک دلمن سے دو چار ہوتا ہی
آنکہ جرأت بکارزار کنند
خویشتن را بزرگ دار کنند

ای بہادران نامی تم بھی اس جنگ مین جا ٹہین اور دو دشمنون کو مار بھگا دو یہ کہکر نقیب
کنارے ہوئے صفون پر مثل صف مژگان کے سناٹا آگیا اسوقت شعلہ نے للکار نہیب دی اور پرواز کرکے آسمان
پر سحر کیا سب نے دیکھا کہ باد تند چلی اور ایسی سوزش و شدت ہوا مین تھی کہ قریب تھا تمام سواران اسلام
از خود جامین لشکر اسلام یہ حال دیکھ کے پریشان ہوا چند عرصہ مین وہ ہوا موقوف ہوئی اسوقت شعلہ نے اس
زعن کی طرف دیکھا دفعۃً عقب درخت سے برق چمکی اور مثل رعد کے آواز آئی یہ معلوم ہوا کہ گویا آسمان گرا اور ایسی
چمک ہوئی کہ گویا ہزارون برقین چمکتی ہین مگر وہ روشنی و چمک نہ تھی بلکہ پنجے تھے کہ سات سو سردارون کو اٹھا لیگئے
اسوقت شعلہ نے پھر نہیب دی اور کہا کہ ای فرقہ خداپرستان یہ میرا ایک ادنی کرشمہ تھا اسی طرح تم سب کو مین
قتل کرونگا پس اسیمین بہتری ہو کہ چل کے خداوند کو سجدہ کرو چونکہ عمرو نے بہت ساحر قتل کیے تھے اس سبب سے
مین نے اول اسکو قتل کیا مگر ان سردارون کو مقید کیا ہی یہ سب زندہ و سلامت ہین یہ کہکے اور طبل آسایش بجا کے
روانہ ہوا اس طرف باقیماندہ اہل اسلام اپنے خیمون مین آئے اور اُس طرف شعلہ نے رات بھر طبل جنگ بجوایا صبح کو
دونون لشکر پھر میدان مین آئے شعلہ اپنا تخت صف سے نکال کے اس گنبد کہنہ کے برابر لایا اور جست
کرکے اُس گنبد بلند پر گیا اور باواز بلند کہا کہ ای مسلمانو جلد حاضر ہوکے خداوند کو سجدہ کرو جب یہ کلام
بیہودہ علمشاہ کے گوش زد ہوا مرکب بڑھا کے انھون نے کہا کہ اے خیرہ سر معلوم ہوا کہ مثل
ہزار شکل کے تیری بھی اجل آئی ہی اور تو بھی قتل ہوگا شعلہ نے یہ سن کے ناریل زمین پر مارا علمشاہ نے
تلوار کھینچکے مرکب مہمیز کیا کہ اُسکے برابر ہو کے اُسکو قتل کرون کہ دفعۃً علمشاہ کے ہاتھون کا زور و قوت زایل ہوگیا
اسطرف شعلہ نے گنبد سے کود کے اور علمشاہ کی کمر مین ہاتھ ڈال کے قصد کیا کہ انکو بھی اس جنگ مین پھینکدون اہل اسلام
نے یہ حال دیکھ کے واسطے مناجات کے ہاتھ بلند کیے اور جو حق طلب سے درگاہ نجات دہندہ عالم و عالم مین اس طرح
دست بدعا ہوئے بوجہ ~~نظم~~

تعویذ شفا ہی نام حیدر
حاکم ہو ترا بھی اپنا ہوئے
ہر چند کہ ہم ہین مبتلا مین
کیا حرز ہی نام شاہ مردان
ہی تجھ سے دعا یہ رب اکبر
سو جان سے غلام مرتضی ہین
اسوقت ہی مشکل اپنی آسان
اسوقت ہمین بھی تو بچا کے
کیا عقدہ کشا ہی نام حیدر
ای چرخ ستا ہمین نہ اتنا
ناگاہ تیرہ و تار فضا ہے پر

مصروف ہوا کہ ایکبار آسمان سے آواز نقارہ آئی اور ہوائے تند چلی سب نے دیکھا کہ چار ہزار تخت دیوون پر رکھے ہین
اور اُن تختون پر پریزاد بیٹھے ہین اور ہر تخت پر ہزار ہزار انسان بھی ہین اور بعض کے دو دو مرکب اٹھائے ہوئے ہین
اور ایک نقابدار سبز پوش ایک مرکب پر سوار ہی اسکو بھی ایک دیو اٹھائے ہوئے ہی اور وہ مرکب مثل اشتر کے سرپٹی
ہی اور باز سفید سر نقابدار پر سایہ افگن ہی ادھر شعلہ نے علمشاہ کو اس اژدر مین پھینکا نقابدار یہ حال دیکھکے برہم ہوا
اور مرکب کو مہمیز کیا اور باز سفید مثل برق طرف جلاجیل نے باز کو دیکھ کے فرار کیا مگر باز نے اسکو فرصت گریز نہ دی اور
پنجہ مین پکڑ کے ایسا دبوچا کہ اسکی روح نے قالب سے پرواز کی اور اسطرف نقابدار قریب شعلہ پہونچا اور سپر کو رد
کرکے اسکو زخمی کیا شعلہ نے ایک ناریل مارا کہ جس سے ہزار پنجہ پیدا ہوا اور ہر پنجہ مین تلوار برہنہ تھی اُن پنجون سے
نقابدار پر تلوارین پڑین لیکن تلوار جب نقابدار پر آتی تھی خود بخود غایب ہو جاتی تھی شعلہ جب زخمی ہو بھاگ کے
قلعہ مین داخل ہوگیا نقابدار نے کہا کہ مین جب تک اسکو قتل نکرونگا آرام نہ کرونگا یہ کہکے عقب شعلہ گھوڑا اٹھایا

نقابدار کے عیار نے کہ وہ بھی نقابدار تھا عرض کیا کہ حضور تعجیل فرمائیں اس قلعہ کی فتح غلام کے سپرد کیجیے اور
آپ اسی جگہ خیمہ استادہ کیجیے الغرض نقابدار کو فہمایش کر کے خیمہ مین داخل کیا بعدازان نقابدار نے اپنے عیار سے کہا کہ
سرداران لشکر اسلام سے میری طرف سے کہو کہ میرا آنا لا ایک واسطہ ہے لہذا تم لوگ شعلہ کی جنگ کا قصد نکرنا اس قلعہ کی
فتح اور شعلہ کا قتل میرے ذمہ ہے لشکر اسلام نے جب نقابدار کا یہ پیغام سُنا اُسکے حق مین دعاے خیر کی لیکن نقابدار کو
معلوم ہوا کہ حسین جیل کو یار سفید نے قتل کیا وہ ساحر بیرزال شعلہ کی دایہ تھی اسکی لاش میدان مین پڑی ہے بعدازان
عیار نقابدار نے کہا کہ اس قلعہ کی فتح کا عیاران لشکر اسلام نے بیڑا اُٹھایا ہے مگر مین تنہا اُس قلعہ کو فتح کرونگا حضور
عیش و آرام مین مشغول ہون مین فکر قلعہ مین جاتا ہون یہ کہکے جب قریب کوس بھر کے نکل آیا ایک عبادتخانہ برپا
کیا اور اسمین داخل ہوا اور صبح کو خوش و بشاش نقابدار کے پاس آیا اور کچھ خفیہ اُسکے کان مین کہکے گنبد کیطرف
روانہ ہوا جب خبر مشہور ہوئی کہ عیار نقابدار واسطے فتح طلسم کے گیا ہے تمام عیاران لشکر اسلام اور تمام خلایق براے
تماشا روبروے قلعہ جمع ہوئی اس عرصہ مین اُس عیار نے جست کی اور گنبد پر جاکے کھڑا ہوا کہ یکبار نہنگ دریا سے
دہن کشادہ نمایان ہوا پس عیار جست کر کے اُس نہنگ کے منھ مین گیا نہنگ غوطہ مار کے غایب ہوا تمام لوگ یہ حال
دیکھ کے چلے آئے ادھر اُسطرف عیار نے جب آنکھ کھولی تو اپنے کو ایک نقب تاریک مین پایا جب اُس نقب سے باہر
نکلا ایک میدان وسیع مین اپنے تئین دیکھا اور دو شیرون کو دیکھا کہ ایک مادہ گاؤ کے کھانے مین مشغول ہین جب اُن
شیرون نے اس عیار کو دیکھا اس مادہ گاؤ کو چھوڑ کے عیار پر حملہ کیا عیار نے بیضہ مار کے دونون شیرون کو بیہوش کیا
اور خنجر کھینچکے فوراً قتل کیا مجرد اُسکے شور و ہنگامہ ہوا اور تاریکی نے جہان کو گھیر لیا جب تاریکی رفع ہوئی سامنے ایک
باغ پر از لالہ و نافرمان نظر آیا عیار اس باغ مین گیا باغ کے درمیان نہایت عمدہ ایک بارہ دری تھی اور بارہ دری
مین ستر معشوقین بیٹھی تھین منجملہ اُنکے تین عورتین کہ اُنکے نام گلستان جادو گلزار جادو و بوستان جادو تھے یہ
تینون عورتین ان دونون مقتولون کی وارث ہین کہ جنکو عیار نے قتل کیا یہ عورتین اپنے وارثون کے غم مین گریہ وزاری
کر رہی تھین اور باقی عورتین تذکرہ کرتی تھین کہ عیاران لشکر اسلام آتے مین اور ایک عیار طلسم کے اندر آیا ہے اور وہ
ہر ایک کو قتل کرتا ہے اس اثنا مین ایک عورت براے رفع احتیاج اُٹھکے ایک گوشہ باغ مین گئی عیار نے فوراً اُسکو بیہوش
کر کے کسی جگہ پوشیدہ کر دیا اور خود اُسکی شکل بنکے وہان گیا اور طعام مین بیہوشی ملا کے سب کو بیہوش کیا اور خنجر کھینچ کے
سب کے سر کاٹ لیے ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوا اور چہار طرف تاریکی پھیل گئی اُسوقت ایک ستارہ آسمان پر چمکا اور نعرہ
ہوا کہ اے خیرہ سر تو نے غضب کیا بعدازان وہ ستارہ زمین پر غلطک مار کے بشکل ساحر ہو گیا اور نعرہ کیا کہ مین شرارہ جادو
ہون فوراً عیار نے جست کر کے خنجر مارا اُسکا بھی سر کٹ کے دور گرا اور پھر غلغلہ ہوا اور آواز آئی کہ اب میرے ہاتھ سے کہان
جائیگا عیار نے یہ آواز سنکے فوراً اپنے جسم مین عطر بیہوشی ملا جب تاریکی دفع ہوئی عیار نے چارونطرف نگاہ کی دیکھا
کہ ایک طایر درخت پر بیٹھا خندہ کرتا ہے اور اُسطرف عیار کے پاؤن غرق زمین ہوئے عیار نے کہا کہ اے نابکار تو کون ہے
مین تجکو قتل کرونگا وہ طایر فوراً زمین پر آیا اور غلطک مار کے بشکل ساحر ہوا اور خنجر کھینچ کر قریب آیا لیکن بیہوشی نے
اُسکے دماغ مین اثر کیا اور بیہوش ہو کے عیار کے روبرو گرا عیار نے اُسکا بھی سر قلم کیا شور و تاریکی برپا ہوئی اور آواز
آئی کشتی مرا نام مین طایر جادو بود اور پھر قتل ہوتے اُس ساحر کے طلسم ٹوٹ گیا یکبارگی چار معشوقین آئین اور کہا
کہ ہم فلان جنی کی دختر ہین لیکن امیر و علمشاہ و عمرو جوبیان مقید تھے بعد شکست طلسم اسیری سے بری طرف ہوا
اور سب بیرون بارہ دری آئے عیار نے امیر سے کہا کہ مین نے طلسم فتح کیا لہذا اب نہ عیار کی تعریف سنے کلیم

وغیرہ عمرو سے مجکو دلوا دیجیے مگر اُن عورتون نے کہا کہ یہان ایک نقب ہی کہ اُسکا دہنہ زیر تخت شعلہ نکلا ہی امیر اُنکے ہمراہ
ہوے شعلہ اُسوقت سو رہا تھا کہ امیر نے سیخ کے تخت اُٹھا لیا جسوقت شعلہ نے امیر کے نعرہ کی صدا سُنی جنون کو
آواز دی کہ اُنکو جلد گرفتار کرو اور خود تخت سے کود کے علیحدہ ہوا تمام جن امیر کی طرف دوڑے امیر و علمشاہ و
عمرو و عیار نقابدار نے شمشیر زنی شروع کی مارے تلوارون کے کشتون کے پشتے لگا دیے بعد ازان عیار نقابدار
نے جا کر نقابدار سے تمام کیفیت بیان کی بعد آنے عیار کے نقابدار طبل جنگ بجا کے قلعہ کی طرف روانہ ہوا
اہل قلعہ نے نقابدار کو دیکھ کے قلعہ پر سے گولے برسانا شروع کیے نقابدار اہل قلعہ کی ضربات کو رد کر کے خندق
سے گذر گیا اور گرز سے دروازہ قلعہ توڑ کے اُسوقت قلعہ مین پہونچا کہ شعلہ نے امیر پر تلوار ماری امیر نے ہاتھ پر رد کر کے
شل خیار کے اُسکے دو ٹکڑے کیے اور شور و غل برپا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من شعلہ جنی بود اور ہرطرف لشکر نقابدار بھی
شہر مین پہونچکے جنگ مین مشغول ہوا اور اثر طلسم بالکل برطرف ہوا آخر اہل قلعہ نے امان مانگی تمام قلعہ اسلام سے آباد
ہوا بعد ازان امیر نے شعلہ کے نواسے کو وہان کا بادشاہ کیا اور نقابدار سے کہا کہ تمام قلعہ کا مال و اسباب تم لو کیونکہ
تم نے اپنے زور بازو سے قلعہ فتح کیا ہی نقابدار نے تسلیم کر کے کہا کہ مین نے سابق مین ایک کمان برائے امتحان بھیجی بھی
مگر اب عرض کرتا ہون کہ بادشاہ صاحبقرانی مجکو عنایت کیجیے اور اسوقت تو مین جاتا ہون مگر دوسرے وقت آپکے امتحان
کرونگا اور عیار نقابدار نے عمرو سے کہا کہ تم بھی اسباب و بادہائے عیاری مجکو دو غرضکہ بعد گفتگو نقابدار مع لشکر
روانہ ہوا امیر اپنے لشکر کی طرف آئے

اب دو کلمہ لشکر اسلام اور لقا کے بیان ہوتے ہین

بسر شاران جام تمنائے فتح و نصرت و بادہ پیمایان ساغر ہمت و شوکت ستمان اخبار سرکہ جدال و قتال اس داستان
دل افروز کو یون بیان کرتے ہین کہ لقا بارگاہ دودہ مین بیٹھا تھا اور قہور بھی موجود تھا کہ بختیارک نے کہا
یقین ہی شعلہ نے امیر کو قتل کیا امیر کے تمام سرداران رہائی عمرو گئے ہین مگر جن سردارون کو قہور نے قید کیا ہی
ان سب کو قتل کرنا لازم ہی لقا نے کہا مین نے تقدیر کی ہی کہ سب قتل ہونگے یہ سنکے بختیارک بولا کہ مسلمانون نے سبق
فوت نہین پڑھا ہی اور یہ لوگ قتل ہونا نہین جانتے اگر انکے قتل کا ارادہ کیا تمام اہل اسلام آکے انکو رہا کر لیجائینگے
اُسوقت سوائے خفت کے اور کچھ حاصل ہوگا قہور کو بختیارک کا یہ کلام ناگوار معلوم ہوا اور لقا سے مخاطب ہو کے کہا
آپ ان لوگون کے قتل کا حکم دین دیکھون کسطرح اہل اسلام سرداران امیر کو چھڑا لیجاتے ہین پس لقا نے حکم دیا کہ دریا کے
اسطرف دار بر استادہ ہون قہور اور داد بخش نے کہا ہم دریا کے اسطرف جاتے ہین دودہ نے کہا مین لشکر
سمیت اسطرف کھڑا ہون اور کسی کو آنے نہ دونگا پس تمام سردارون کو کشتی پر سوار کر کے دریا کے پار لیگئے یہ خبر لشکر اسلام مین
پہونچی کہ کل سرداران لشکر اسلام جنکو قہور نے گرفتار کیا تھا قتل ہونگے بادشاہ اسلام نے یہ خبر سنکے فرمایا اگر کفار
کا یہ قصد ہی تو مین جا کے جان اپنی دونگا یہ کہکے بادشاہ لشکر اسلام نے کشتی اسلحہ طلب کی یہ حال دیکھکے کرب و اسد و
نور الدہر و لندھور وغیرہ نے سامان جنگ مہیا کیا اور مشغول تمام شب بسر کی سے چو گیتی در روشنی باز کرد و چرخ
بازی دیگر آغاز کرد و آتش بدل گشت مشت شرارہ کلیچہ شد آن سیمگا درس دار و صبح کو قہور بھی مسلح و مکمل ہو کے مع جلادون
کے میدان مین آیا اور ایک سمت دودہ مع لقا اور اپنے فرزندون کے استادہ ہوا شاہ اسلام کو خبر پہونچی کہ لشکر کفار صف
بستہ استادہ ہی اور سرداران اسلام کے قتل کا اہتمام ہو رہا ہی پس شاہ اسلام خنگ مرکب پر سوار ہو کے مع جمیع سرداران روانہ ہوے
اسد و کرب نے صلاح کی کہ دریا کے پار دار بر استادہ مین ہم کیونکر وہان پار جلین اسوجہ سے کہ کشتیان بھی قہور کے قبضہ

میں ہیں اسد نے کہا کہ زیر فلک مرکب شکین باندھ کے اس پار چلو کرب نے اسد کی رائے کو پسند کیا اور زیر حکم اسے
اسپان شکین باندھ کے گھوڑے دریا میں ڈالدیے اور اسطرف شاہ اسلام نے لشکر کفار پر حملہ کیا ادھر اس
طرف اسد و کرب نے مع سرداروں کے کنارہ پر پہونچکے تلواریں کھینچیں یہ حال دیکھ کے بختیارک نے دودھ
سے کہا کہ اے دودھ قہور سے کہلا بھیج کہ سرداروں کو جلد قتل کر کیونکہ لشکر اسلام آگیا ہے اب قیامت برپا ہوگی اسی اثنا
میں آواز برق آئی اور لشکر اسلام نے پہونچکے کفار کو قتل کرنا شروع کیا نورالدہر نے دیکھا کہ اسد و کرب اس پار پہونچگئے
بس نورالدہر نے بھی اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا اور تمام سرداروں نے نورالدہر کے ہمراہ اپنے گھوڑے بھی دریا میں
ڈالدیے کرب و اسد پہونچکے داد بخش کی طرف چلے جسوقت بدیع الزمان و قاسم و ایرج نے بہادران اسلام کی
آواز نعرہ سنی فوراً قید کو پارہ کر کے رہا ہوے اور تلواریں پکڑ کے کفار پر جا پڑے بہمن بن دودھ نے یہ حال دیکھکے
بدیع الزمان کے تلوار ماری بدیع الزمان نے اُسکی تلوار رد کر کے اس قوت سے چوب ماری کہ سر اُسکا تن سے جدا
ہوگیا فرہاد بن دودھ اپنے بھائی کو کشتہ دیکھکے بدیع الزمان کی طرف چلا کہ قاسم نے پہونچکے ایسی چوب ماری کہ وہ بھی
واصل جہنم ہوا یہ دیکھ کے تمام کفار نے بدیع الزمان اور قاسم پر ہجوم کیا بدیع الزمان تعجیل تمام بہمن بن دودھ
کے گھوڑے پر سوار ہوئے اور قاسم سے کہا کہ اے فرزند تم میرے مرکب پر سوار ہو قاسم نے کہا کہ اے شخص کیوں تو مجھ پر احسان
کرنا چاہتا ہے بدیع الزمان نے ایرج کو پیادہ دیکھ کے مجبوری وہ مرکب ایرج کو دیا اور فرہاد بن دودھ کے مرکب پر
قاسم سوار ہوا غرضکہ تمام سردار سوار ہو کے جنگ میں مشغول ہوئے بختیارک نے یہ کیفیت دیکھ کے صلوٰۃ پڑھی اور کہا
اے قہور کمبخت دیکھا کہ اہل اسلام نے اپنے سرداروں کو کیونکر رہا کیا قہور نے برہم ہو کے کہا مجھے یہ دیکھنا ہے کہ ان سرداروں کو
کیونکر لیجاتے ہیں یہ تلوار کھینچ کے جا پڑا قضارا نورالدہر اور قہور کا مقابلہ ہوگیا قہور نے خود در کر کے ایسی ضرب تیغ لگائی کہ
سپر کو کاٹ کے تا دو انگشت نورالدہر کے سر پر زخم آیا نورالدہر نے دانستہ مار کے اسکی شمشیر کو سر سے دفع کیا اور
جلدی تمام زخم باندھ کر ایسی تلوار ماری کہ قہور کے سر پر بھی چار انگل زخم آیا جب بختیارک نے یہ حال دیکھا
داد بخش سے کہا کہ اب جلد کچھ فکر کر ورنہ قہور اور ہم سب قتل ہوگئے یہ سنکے داد بخش نے آسمان کیطرف سحر کیا دفعۃً
ایک ابر سیاہ پیدا ہوا اور اس سے ترشح ہونے لگا اہل اسلام سے جسپر بوند پانی کی پڑی فوراً طاقت دست و پا کی زائل
ہوگئی لیکن غضنفر بن اسد کہ اسپ یاقوت سلیمانی پر سوار تھا اور انگشتری مہرہ ماہ اور تیغ زمرد شگاف اسکے پاس
تھا کہ جسکے باعث سے سحر اسپر بے اثر ہوا غضنفر نے یہ حال دیکھا تمام سرداران لشکر کے گرد پھرنا شروع کیا بدیع الزمان
و قاسم نے دعا کیواسطے ہاتھ بلند کیے کہ ناگاہ آسمان پر ابر گہر بار پیدا ہوا اور مقبل جادو نے آکے سحر داد بخش کو باطل
کر دیا داد بخش جنی نے دوبارہ سحر کیا کہ دفعۃً ابر سرخ رنگ پیدا ہوا اور اُس ابر سے آتش باری شروع ہوئی مقبل جادو
نے برہم ہو کے کچھ بولے نکالے کہ ہوا چلنے لگی کہ ابر سفید فلک پر ظاہر ہوا اور بارش ہونے لگی جس سے آتش باری
موقوف ہوئی اور سرداران امیر سحر سے رہا ہو کے جنگ میں مصروف ہوئے کہ دفعۃً دوسرا ابر پیدا ہوا اور برق چمکی سب
نے دیکھا کہ اسطرف جادو مشغول عمل و مخمور ہوا اور اُس طرف غضنفر نے داد بخش کے برابر پہونچ کے
آواز دی کہ اے کافر اب تو میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاتا ہے یہ کہکے تلوار ماری داد بخش کا سر بھی زخمی ہوا اور اس
کے سر سے جوے خون جاری ہوئی دیو تیز رنگ و گیر رنگ نے جب قہور کو زخمی دیکھا اپنے دوش پر سوار کر کے
لیگئے داد بخش نے دیکھا کہ میں زخمی ہوا اور میرا سحر بھی کسی کا باز نہیں کرتا وہ بھی بھاگا پس لقا و بختیارک بھی تخت پر
سوار ہو کر بھاگے بختیارک نے لقا سے کہا کہ قلعہ عروسیہ نہایت مستحکم ہے وہاں چلکے پناہ لو غرضکہ کفار آدھی طرف لعنت ہوئے

اور اس طرف شاہ اسلام نے دودہ کے لشکر پر حملہ کیا دودہ نے شاہ اسلام پر تلوار ماری لندھور یہ حال دیکھ کے اور اپنا ہاتھی بڑھا کے قریب آیا اور بادشاہ کو علیحدہ کر کے دودہ پر ایسا گرز مارا کہ اسکے تمام اندام میں رعشہ پڑ گیا پس زنگی دودہ کو بھی اٹھا کر لیگئے الغرض تمام لشکر کفار پسپا ہوکے داخل قلعہ غرو بیر ہوا اور کل مال و اسباب کفار لشکر اسلام کے ہاتھ آیا اور بفتح و فیروزی نقارہ فتح بجاتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے اور کفار قلعہ بند ہوگئے

اب دو کلمہ داستان ہاشم تیغزن سے کہ جسکو لقفی رو بین تن نے قید کر کے نمرودیہ کی طرف بھیجا ہے بیان ہوتے ہیں

روز ہجران شب فرقت یار آخر شد
زدم این فال گذشت اختر و کار آخر شد
آن ہمہ ناز و تنعم کہ خزان می فرمود
عاقبت در قدم باد بہار آخر شد
شکر ایزد کہ باقبال کلہ گوشۂ گل
نخوت باد دی و شوکت خار آخر شد
صبح امید کہ شد معتکف پردۂ غیب
گو برون آی کہ کار شب تار آخر شد

مطربان خوش آہنگ داستان نغز آہنگ کو یون زمزمہ سنج بیان کرتے ہیں کہ جب شہزادہ ہاشم تیغزن کی قید نمرودیہ کے قریب پہونچی عرش بن نمرود کو خبر ہوئی کہ کل ایک خدا پرست کی قید شہر میں داخل ہوگی اسنے حکم دیا کہ تمام شہر آئینہ بند ہو القصہ دوسرے روز صبح کو ہاشم مطوق و مسلسل شہر نمرودیہ میں داخل ہوا چونکہ تمام شہر آراستہ تھا اور کل ساکنین شہر کو ہاشم کے آنے کا انتظار تھا لہذا ہاشم کو تمامی شہر میں پھرا کے ایوان شاہی پر لے گئے اس ایوان رفیع کے سات دروازے تھے اور تمام عمارت طلا کار تھی اور ہر جا جواہر آبگین نصب تھا اور عرش بن نمرود تخت شاہی پر مع پہلوانان کفار بصد افتخار بیٹھا تھا ہاشم نے پہونچ کے بطریق اہل اسلام سلام کیا عرش نے برہم ہوکے قتل کا حکم دیا مگر وزیر نے عرض کیا کہ پہلے خداوند کو خبر کر دینا لازم ہے پس عرش نے آکے نمرود سے تمام حال بیان کیا کہ ایک خدا پرست کو لقفی نے گرفتار کر کے بھیجا ہے اسکے بارہ میں کیا حکم ہوتا ہے پس پردہ سے آواز خندہ آئی اور کہا کہ اس میرے بندہ کو میرے دوزخ اور بہشت کی سیر کراؤ پس عرش پسران وزیر کو جن کے نام خسرو زرتاش اور تاش زرین تھے ہمراہ لیکے مع ہاشم روانہ ہوا جب پس دیوار بہشت کے قریب پہونچے اس دیوار کو یاقوت نگار دیکھا اور دیوار کے اندر تمام درخت زمرد کے تھے اور درختوں پر جواہر نصب تھا اور چار سمت نہرہا سیماب جاری تھیں نہایت عمدہ باغ مدکش بطور ارم تھا ہاشم سیر کنان جاتا تھا کہ ایک طرف سے چار سو معشوقان طناز سراپا ناز حوران قدرت اور انکے درمیان میں ایک معشوق لعبت سرداری نمایان ہوئی وہ معشوقین ہاشم کو دیکھکر بیہوش ہوگئین ہاشم نے اس سردار کشور محبوبی سے کہا۔ ۵ مراشتی و نکیرے نگفتے ۵ عجب سنگین دلے اللہ اکبر ۵ اس نازنین نے کہا کہ خداوند نمرود کو سجدہ کر ہاشم نے کہا کہ نمرود کون ہے فساق پھر نازنین نے یہ سنکے ہاشم کو کلمات درشت کہے ہاشم نے ایسی ہتکڑی ماری کہ ہاتھ کا سر پھٹ گیا اور وہ نازنین فوراً مر گئی غلغلہ عظیم برپا ہوا یہ حال عرش نے نمرود سے بیان کیا کہ اس خدا پرست نے غضب کیا حور قدرت کو قتل کر ڈالا نمرود نے حکم دیا اس قیدی کو لیجا کر اعراف میں مقید کرو پس ہاشم کو ایک مقام پر لاکے کہ جہان دو مکان ایک جانب شمال دوسرا جانب جنوب بنا تھا سمت جنوب سے ایسی ہوائے گرم آتی تھی کہ بدن کو جلائے دیتی تھی اور جانب شمال سے نہایت خنک ہوا آتی تھی ان دونون مکانوں کے درمیان میں ایک برج تھا اسی کو اعراف کہتے تھے ۵ حوران بہشتی را دوزخ بود اعراف از دوزخیان پرس کہ اعراف بہشت است ۵ غرضکہ ہاشم کو لیجاکے اسی برج کے اندر بند کیا اور باہر ایک قفل بہت مضبوط اور وزنی لگا دیا اور وہاں پہرہ مقرر کر دیا بعد ازان عرش نے جاکے نمرود کی خدمت میں یہ حال شرح عرض کیا اور کہا کہ ہاشم بہت مشکل سے گرفتار ہوا ہے نمرود بہت خوش ہوا اور کہا کہ اسکو میرے پاس لاؤ میں اسے نمایش کردن

گرد عمارت پاکیزہ بنی ہوئی ہے ایک قصر عالیشان رفعت میں ہمسر آسمان درمیان میں بارہ دری نہایت نادر بنی ہوئی
غرضکہ کسی قدر شب باقی تھی کہ ایک عیار بچے نے آکے عرض کیا کہ حضور کو غلام لایا ہے آپ خاطر جمع رکھیں اس گفتگو میں
ایک ضعیفہ آکے ہاشم کے تصدق ہوئی اور کہا خداوندزادی نے آپکو طلب کیا ہے وہ جو کچھ کہے اس سے انکار نہ کیجیے
اور یہ ضعیفہ ملکہ زہرہ جبین کی دایہ ہے دل آرام اسکا نام ہے اور اس عیار بچے کی مادر ہے اس سبب سے وہ عیار بچہ ملکہ کا کوکا
ہوتا ہے القصہ وہ پیرزال ہاشم کو ہمراہ لیکے بارہ دری میں آئی وہاں ملکہ چند کنیزوں کو ہمراہ لیے بیٹھی تھی جس وقت
ہاشم کی نگاہ اُس پری تمثال حور خصال پر پڑی فوراً بیہوش ہو گیا اور ملکہ بھی اس یوسف عصر حسن و جمال کو دیکھ کے
ازخود رفتہ ہوگئی ~

تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی
ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ
وہ نظر ہی وداع طاقت تھی
دلبری کرنے لگا طپیدن ناز
صبر رخصت ہوا الٰہ آہ کیا تھا
رنگ چہرے سے کر گیا پرواز

جب دونوں ہوش میں آئے ملکہ نے پوچھا تمھیں پسر حمزہ ہو اور شاہزادہ بدیع الزمان اور رستم کا نام لیکر کہا یہ دونوں برادر بطن رابعہ
دگر دیہ بانو سے ہیں یہی دو سیبان ہیں اور شاید تم کسی کنیز کے بطن سے ہو شاہزادہ نے شرمندہ ہو کر کہا کہ میں ملکہ
مہینہ بانو کے بطن سے ہوں کہ جو بہرام بردی کی ہمشیرہ ہیں بعد اس گفتگو کے ملکہ نے شاہزادہ کو حمام کرایا اور
پوشاک نفیس پہنائی اور قریب پردہ ہاشم کو طلب کیا دایہ نے کہا اے عزیز خداوندزادی کو سمجھاؤ کہ ہاشم نے یہ کلام
سُنکے چند کلمہ وحدانیت پروردگار میں بفصاحت بیان کیے آخر ملکہ کے آئینۂ دل سے زنگ کفر دور ہوا از صدق
مسلمان ہوئی اور ہاشم کو بلا کے اپنے پہلو میں بٹھایا وہ تمام دن عیش و نشاط میں گذرا اور شب کو شب ماہ میں
بزم انبساط کی تیاری ہوئی جبکہ ہاشم نے عشق بدیع الزمان کا حال ملکہ گوہر ملک سے اور گیتی افروز اور
قاسم کا عشق بیان کیا اور صبح تک یہی صحبت رہی صبح کو ہاشم نے پوچھا کہ اس باغ کا کیا نام ہے ملکہ نے کہا اس
باغ کو عدن کہتے ہیں اور یہ نہر نہر سلسبیل ہے اور باغ عدالت بھی اسکا نام ہے جس شخص پر خداوند کا غضب ہوتا ہے اسی
باغ میں آکر اُسپر حکم جاری کرتا ہے اور اسکے روبرو ایک قصر تھا اُس طرف ملکہ نے اشارہ کرکے کہا کہ یہ مکان عدالت گھر
ہے اور عادل شاہ نمرود شاہ کی طرف سے اس سرزمین کا حاکم ہے وہ حسب الحکم نمرود شاہ موافق گناہ کے مجرم کو
سزا دیتا ہے اس اثنا میں ہاشم کو خیال آیا کہ میں کب تک یہاں مخفی رہونگا اگر میرے بھائیوں کو یہ حال معلوم ہو گیا
تو ہاشم نے عیش و آرام میں سب کو اور کوئی کار نمایاں نہ کیا اسوقت اُنسے خجالت ہوگی پس یہ خیال کرکے ملکہ سے کہا
مجکو تمنے اپنے پاس طلب کر لیا مگر مرکب نہیں ہے ملکہ نے کہا کہ مرکب کیا کروگے ہاشم نے کہا کہ مجھے سیر کروں گا
مگر باغ سے باہر نجاؤنگا ملکہ نے یہ سنکے کہا کہ مرکب ایسا عمدہ نایاب میرے پاس ہے کہ جسکا مثل و نظیر نہیں مگر وہ
کسی کو سواری نہیں دیتا اور خونی ہے نمرود شاہ نے وہ مرکب اپنے واسطے رکھا ہے بلکہ میرے بھائی عرش نے نمرود شاہ
سے اس مرکب کو طلب کیا تھا مگر نمرود شاہ نے وہ مرکب اسے نہ دیا اور مجکو دیدیا اور اُس مرکب کا نام برق باد بہار
اسماعیلی ہے اور وہ مرکب فلان مکان میں زنجیر طلائی سے بندھا ہے شاہزادہ نے کہا اس مرکب کو میں بھی دیکھوں ملکہ نے
اول ہاشم کو مت منع کیا آخر ہاشم کے ہمراہ سے اسکو اصطبل میں لیگئی ہاشم نے دیکھا کہ وہ مرکب مانند فیل کے ہے
ہاشم اس مرکب کو دیکھ کے ہنسا عاشق ہو گیا اور پوچھا کہ اسکا زین و لجام کہاں ہے ملکہ نے کہا تمسے اول کہدیا
ہے کہ یہ مرکب خونی ہے زین و لجام کیا کروگے میں ہرگز نہ دونگی ہاشم نے ملکہ سے کہا کہ یہ روز اول ہے اگر آج میرا کہنا
قبول نکروگی تو میرے تمھارے موافقت نہوگی آخر ملکہ نے ناچار ہوکے زین وغیرہ ہاشم کو دیا ہاشم وہ اسباب لیکر مرکب کے
قریب آیا مرکب نے ہاشم کے چہرہ کو دیکھا خال اولاد ابراہیمی و زلف خلیلی دیکھ کے مرکب ہلم ہو گیا ہاشم اس مرکب کو اصطبل سے

باہر لایا اور زین باندھکر اُسپر سوار ہوا اُبجد سوار ہونے کے مرکب نے جست کی اور دیوار کو پھاندکے بیرون باغ آیا
اب مرکب نے شوخی موقوف کی ہاشم نے اسکو اصطبل مین باندھ دیا اور خود صحبت مین آیا ملکہ نے کہا کہ ہاشم پہر دور ہو دور کرتے شمس العلوم
ہوتے ہو ہاشم نے کہا اے ملکہ مین قید ہوکے آیا تھا اور میرے سلاح کہ بہت قیمتی ہین وہ سوفار اژدر ہا صولت کے پاس
ہین کہ جو مالک جہنم ہر کسی طرح سے وہ ہتیار اُسکے پاس سے آسکتے ہین ملکہ نے کہا کہ وہ ملعون مالک جہنم نہایت مغرور
ہو اور تیس ہزار زنگیان آدم خوار اُسکے ہمراہ رکاب ہین رہین اُس سے ہتیار منگا سکتی ہیون اور نہ وہ ہتیار دیگا
ہاشم نے کہا کہ مین جاکے اُسنے قتل کرونگا اور اپنے ہتیار لے آونگا ملکہ نے کہا کہ جب تم باغ سے باہر جاوگے تم کو
سب شناخت کرلینگے اسوقت میری رسوائی ہوگی ہاشم نے کہا کہ مین نقاب ڈال کے جاونگا ملکہ یہ سنکے زار زار
رونے لگی اس اثنامین چار گہڑی رات آئی ہاشم نے مرکب پر زین باندھا ہر چند ملکہ نے منت وسماجت کی مگر مرکب پر
ہاشم سوار ہوا اور ملکہ کو گریان چھوڑکے باغ سے باہر نکلا اسوقت ملکہ نے بیتاب ہوکے کہا کہ اے پروردگار مین نے
اپنے وارث کو تیری حفظ وامان مین دیا اور اس طرف ہاشم نے باغ سے نکل کے پوچھا کہ سوفار کے مکان کی
راہ کس طرف ہو لوگون نے کہا کہ بسمت کوہ ہاویہ جسقدر مکانات ہین وہ اُسی کے ہین ہاشم نے متصل کوہ ہاویہ پہونچ
کے دیکھا کہ بکثرت روشنی ہورہی ہو اور قصر ہاے دوزخ دہشت برابر ہین پس ہاشم مرکب اُٹھا کے ایک مکان مین
گیا زنگیون نے ہر چند منع کیا مگر ہاشم داخل مکان ہوا سوفار نے ہنگامہ سن کے سر اُٹھایا دیکھا کہ ایک جوان ستم صولت
مثل آفتاب درخشان کے آتا ہو اسوقت سوفار کو رہائی ہاشم کا تصور ہوا کہ وہ کہان غائب ہوگیا اب ہاشم کو
دیکھ کے کہا کہ اے خیرہ سر تو کون ہو لیکن زنگیون نے سوفار سے کہا کہ یہ وہی خدا پرست ہو جو قید سے غائب ہوگیا
تھا پس سوفار نے کہا کہ غضب خداوندی مین تو گرفتار ہوگیا تھا اسلیے خداوند نے اپنی قدرت سے خود بخود تجکو
یہان پہونچا دیا اور ہاشم کا اسباب اُسکے روبرو رکھا ہوا تھا کیونکہ ہاشم کا اسباب سب کے پسند تھا وہ ہر ایک
اسکی تعریف کرتا تھا پس ہاشم نے اُس سے کہا کہ اے ملعون مین اپنے اسلحہ لینے آیا ہون سوفار یہ کلام سنکے اُٹھا کہ
ہاشم کو پکڑکے دوزخ ہاویہ مین ڈالدون یہ سوچکر ہاشم کی طرف ہاتھ بڑھایا ہاشم نے اُسکا ہاتھ پکڑکے ایسا جھٹکا مارا
کہ سوفار سر کے بل زمین پر گرا ہاشم نے اُسکے سینہ پر سوار ہوکے اسلام کا سوال کیا سوفار نے انکار کیا پس ہاشم
نے پس پشت سے مع زرہ خود اُسکی گردن کہینچ لی اور بجلدی تمام اسلحہ اپنے جسم پر آراستہ کرکے اپنے مرکب پر سوار ہوا
زنگیان سوفار نے ہاشم کو گہیر لیا ہاشم چند زنگیون کو قتل کرکے مکان سے باہر نکلا چونکہ شب تار تہی اس سبب سے
شہر عدن کی راہ فراموش کی اور تمام شب سرگردانی مین بسر ہوئی صبح کو ایک دروازہ کلان کے متصل پہونچا
دیکھا کہ وہ دروازہ فولادی ہو اور دروازہ پر ایک عمدہ نہایت بنگلہ بنا ہو اور چار پانچ آدمی روبرو بنگلے کے ورزش
کررہے ہین اور تمام آلات ورزش وہان موجود ہین ہاشم اس خیال سے مرکب بڑھاکے دروازے کے اندر گیا کہ
اہالیان شہر مرود یہ اس مرکب کو ضرور پہچانتے ہونگے اور اب دن نکل آیا ہو لہذا اس مکان مین پوشیدہ
ہونا چاہیے یہ تصور کرکے اندر گیا دیکھا کہ جابجا مکانات عمدہ بنے ہین اور صحن بھی بہت وسیع ہو لوگون نے ہاشم
کو دیکھ کے کہا کہ اے عزیز تو کون ہو اور ہمارے مکان مین کیون آیا ہاشم نے کہا کہ صاحبو مین اس شہر مین تازہ وارد ہون
اور راہ بہول کے تمام شب سرگردان رہا تمہارے مکان مین اس قصد سے آیا ہون کہ تھوڑی دیر آرام کرکے چلا جاونگا
مگر یہ مکان کسکا ہو اور صاحب خانہ کا کیا نام ہو لوگون نے کہا کہ یہ مکان طائفہ کوہ بازوان کا ہو اور ہمارے سردار کا
نام شہباز کوہ بازو ہو لیکن جب شہباز نے صداے غلغلہ سنی بنگلے پر سے نیچے نظر کی دیکھا کہ ایک جوان آفتاب طلعت

رستم صولت مرکب باد رفتار پر سوار ہی اور لوگ اُسکو گھیرے ہوے ہین اور بسبب مرزش کے شہباز اُسوقت لنگی باندھے تھا اور اُسکا سن بھی قریب پچیس ۲۵ سال کے تھا ہاشم کو دیکھ کے فوراً عاشق جمال ہاشم ہو گیا اور سب کو منع کیا کہ خبردار کوئی اس جوان کا مزاحم نہو یہ کہکے اور دعیٹہ ریشمی اوڑھکے ہاشم کے قریب آیا اور کہا آپ یہان تشریف لائیے اور اس مکان کو اپنا ہی تصور فرمائیے بعد ازان سائیسون کو حکم دیا کہ حضور کا مرکب اصطبل مین لیجاؤ اور ہاشم کو لیجاکے باعزاز تمام بنگلے مین بٹھایا اس اثنا مین ایک خدمتگار نے آکے شہباز کے کان مین کچھ کہا ہاشم نے تصور کیا کہ اس خدمتگار نے میرا ہی بیان کیا ہی درمیان مین دوسرے خواص نے آکے کچھ اور شہباز کے کان میں کہا پس شہباز نے ہاشم کی طرف دیکھا ہاشم نے کہا ای شہباز یہ لوگ سچ کہتے ہین ہاشم میرا ہی نام ہی یہ جرأت دیکھ کے شہباز نے کہا کہ اگر آپ ہاشم ہین تو کچھ اندیشہ نہ کیجیے میرا بھی سر آپ کے ہمراہ ہی اور میرے ساتھ تیس ہزار جوانان رستم صولت ہین اور مین بسبب غرور بہادری و پہلوانی کے کبھی عرش بن نمرود کے پاس بھی نہین جاتا ہاشم نے یہ سنکے کہا کہ ای بہادر یہ امر مجکو منظور نہین ہی کہ میرے سبب سے تم کو کچھ ضرر پہونچے اور مین تو آمادہ مرگ ہون شہباز اور اسکے ہمراہیون نے کہا کہ ای بہادر مردو نکا قول ایک ہوتا ہی اگر تم آمادۂ مرگ ہو تو ہم بھی تمھارے قدم پر اپنی جانین نثار کرین گے بقول کہ قول مردان جان دارد و سخن مردان اعتبار جب ہاشم نے اُنسے یہ کلام سنا تو کہا کہ شہباز تمنے سنا ہوگا کہ نمرود بابل مین گیا تھا اور خواجہ عمرو نے اُس مردود کی ریش تراشی کی تھی اور قبطلون کو جلا دیا تھا مگر سام جنی اُس کو لیکے بھاگا پس اُسنے یہان آکے پھر دعوی خدائی کیا یہ سنکے سب نے کہا کہ مکاری نمرود پر لعنت خدا ہو شہباز نے کہا ای برادر فرہاد کوہ بازو نمرود مشیک مکار ہی اتنے مین ایک شور و ہنگامہ کی صدا آئی شہباز نے دیکھا کہ ایک لاش چارپائی پر پڑی ہی اور گرد زنگیان سیہ رو سر برہنہ گریہ و زاری کرتے ہوئے اُس لاش کو لیے جاتے ہین شہباز نے لوگون سے کہا دریافت تو کرو کہ یہ لاش کسکی ہی جب لاش قریب آئی لوگون نے زنگیون سے حال دریافت کیا اُنھون نے کہا کہ یہ لاش سوفار اژدہا صولت مالک جہنم کی ہی شب کو ہاشم آیا اور اُسکو قتل کرکے اور اپنے ہتھیار لیکے صحیح و سالم نکل گیا شہباز نے یہ سن کے ہاشم سے کہا کہ باشارا قدر یہ کام بھی حضور ہی نے کیا اب یہ فرمایئے قید سے کیونکر رہائی ہوئی تب ہاشم نے تمام حال ملکہ زہرہ جبین کے لیجانے اور مرکب دینے کا بیان کیا بعد ازان ہاشم و شہباز عیش و عشرت مین مشغول ہوے ع کیا پوچھتے ہو ہمدم اس جسم ناتوان کی ✽ رگ رگ مین مثل نغم ہو کہیے کہان کہان کی ✽

داستان پہونچنا لاش سوفار کا نمرود کے پاس اور اُس کا برہم ہوکے تلاش ہاشم کا حکم دینا

بہشت نہ کر دست جنون تاب کیا ہو پیرہن کے پاس
خود بخود گردن کھنچی جاتی ہی کچھ کھلتا نہین
خاک تو پہونچیگی اُڑکر دامن گل تک کبھی
آتش سوز جنون کی شعلہ افشانی نہ پوچھ
مرکے بھی خالی نہوگا بے لوث تربت مرا

دھجیان ہوکر گریبان آ چکا دامن کے پاس
سحر ہی افسون ہو گیا ہی طوق آہن کے پاس
بلبل بیکس کو کہین دو قدم گلشن کے پاس
آتے آتے طوق تشنہ ہو گیا گردن کے پاس
بیکسی رو یار کی بیٹھ کر مدفن کے پاس

داستان گویان شیرین سخن فرداند شرح این داستان چنین کرده اند کہ جب سوفار کی لاش عرش کے روبرو پہونچی طلسم زرین پیغمبر نمرود اور وزیر اُس کا بلند اختر دربار مین موجود تھے عرش سوفار کے قتل کا بیان سنکے اور اُسکی نعش دیکھ کے خائف ہوا اور طلسم سے کہا معلوم ہوتا ہی کہ وہ مغضوب خداوند نکا کہین ہی اور اطراف نمرود کی

یہ خبر سنکے حکم دیا کہ جلد اُس قیدی کو پیدا کرو اور طنطل عیار کو کہ اُسکا نام ارقم بھی ہی ہاشم کی تلاش کے واسطے
تاکید اکید کی طنطل نے اپنے مکان مین آکے تمام حال خفگی نمرود کا اپنی مادر سے بیان کیا اُس ولادنے ہاشم کو
تمام مکانات شہر مین تلاش کرنا شروع کیا اور اُس جانب شہباز نے اُن لوگون کو جو حال ہاشم سے آگاہ ہوے
تھے اس خوف سے قید کیا کہ شاید یہ حال کسی سے بیان کردین اور اس طرف ارقم نے یہ خیال کیا کہ مین نے عرش
سے تین روز کا وعدہ کیا تھا دو روز گذر گئے ہین فقط ایکدن باقی رہ گیا ہی اگر ہاشم کا نشان نملا تو اُسکے عوض
قتل کیا جاؤنگا ارقم یہ تصور کرکے شہر مین پھرنے لگا جب شہباز کے دروازہ پر پہونچا اسکا دروازہ بند دیکھ کے
اس کے دل مین شک پیدا ہوا اتفاقاً اُسیوقت ہاشم نے بھی بنگلہ سے سر باہر نکالا تھا کہ ارقم نے فوراً اسے پہچان
لیا اور عرش سے آکے تمام حال بیان کیا پس عرش نے یہ سنکے شہباز زرین تاج و شہباز تاجدار کو حکم دیا کہ تم جاؤ
اور اس خدا پرست کا سر مع شہباز کے جلد لاؤ اور یہ دونون تین لاکھ سوار کے سردار ہین غرضکہ یہ دونون مع فوج
روانہ ہوے جب قوم شہباز نے اس فوج کو دیکھا **قیفال** سے پوچھا کہ یہ فوج کہان جاتی ہی اُسنے کہا کہ شہباز
نے ہاشم کو اپنے مکان مین پوشیدہ کیا ہی لہذا حکم خداوند ہی کہ اُسکا سر حاضر کرو اگر شہباز بھی مزاحم ہوگا تو اُسکا
بھی سر کاٹا جائیگا غرضکہ وہ [illegible] ان نے کہا کہ ہم بندۂ نمرود ہین ہمکو شہباز سے کچھ سروکار نہین یہ کہکے قیفال شہباز
کے دروازہ پر آیا اور کہا کہ ای شہباز اگر اپنی خیریت چاہتا ہی تو اُس خدا پرست کو ہمارے حوالے کرو ورنہ
ہم سب تجکو گرفتار کرکے عرش کے حوالے کرینگے شہباز نے یہ سنکے دروازے کا بندوبست کیا شہباز کی بی بی نے یہ
حال سنکے کہا کہ ہاے غضب یہ تمنے کیا کیا اُس خدا پرست کو جلد اپنے مکان سے نکالدو شہباز نے کہا کہ ای بی بی اسنے
تجکو دولت اسلام سے سرفراز کیا اُس مومنہ نے یہ سنکے کہا کہ مین بھی مسلمان ہوئی لیکن ہاشم یہ ہنگامہ سنکے تلوار
پکڑکے اُٹھا اور شہباز سے کہا کہ برادر خدا حافظ مین جاتا ہون تم ان لوگون سے کہدینا کہ یہ شخص زبردستی یہان چلا
آیا تھا بلکہ تم بھی اپنی جان بچانے کے واسطے مجھپر حملہ کرنا شہباز نے کہا کہ یہ امر مجھسے ہرگز نہوگا جو کچھ مین نے زبان سے
کہا وہی ہوگا اسطرف تو یہ ہنگامہ تھا اُس طرف ملکہ نے سنا کہ اُس خدا پرست نے سوفار کو قتل کیا اور اب وہ شہباز
کے مکان مین ہی اور فوج اُسکی گرفتاری کو جاتی ہی ملکہ نے یہ سنکے مقبوع تیز رفتار اپنے عیار کو کہ جو ہاشم کو لایا تھا
بھیجا کہ تو جلد جاکے ہاشم کی خبر لا مقبوع یہ سنکے روانہ ہوا اور اس طرف ہاشم مرکب بادپاے ہمچلی پر سوار ہوا
اور شہباز کوہ بازو و مہران کوہ بازو و نعمان کوہ بازو و فرہاد کوہ بازو وغیرہ سات آدمی تلوارین کھینچ کے
ہاشم کے ہمراہ دروازے سے باہر نکلے لیکن **قیطال** و **فعال** و **قیفال** وغیرہ ملازم شہباز کے منحرف تھے کہ قیفال نے
ہاشم کی طرف چلا نعمان نے یہ دیکھکے تلوار ماری قیفال کے دو ٹکڑے ہوے لیکن قیطال و فعال یکبار دوڑ کے
نعمان کے برابر آئے نعمان نے قیطال سے مقابلہ کیا اور فعال نے پشت سے آکے نعمان کو زخمی کیا لیکن ہاشم
نے یہ حال دیکھ کے گھوڑا بڑھایا اور قیطال کو بھی دو ٹکڑے کیا اور مغفر کب فعال کو چار ٹکڑے کیا اور شہباز کوہ بازو
دو دو آدمیون کو پکڑکے قتل کرتا تھا پس یہ حال دیکھ کے تمام فوج بھاگ کے شہباز زرین تاج و شہباز تاجدار کے
پاس جمع ہوئی ایمان دونون نے مع فوج ہاشم پر حملہ کیا اختصار از زرین تاج اور ہاشم کا مقابلہ ہوگیا ہاشم نے
زرین تاج کو زخمی اور شہباز تاجدار کو قتل ہی کر ڈالا مگر مہران نے اکثر ہمراہیان ہاشم کو قتل کیا ہاشم یہ حال
دیکھ کے برہم ہوا اور سیہ تیغ کے مہران کو بھی جہنم واصل کیا ہاشم شہباز کوہ بازو وغیرہ کو گھر [illegible]
غرضکہ اسی طرح تمام دن جنگ مین گذرا کہ ایکطرف سے آواز نقارہ بلند ہوئی سب نے دیکھا کہ علم از زرین [illegible]

برحق ہے تو ضرور میرے کوچے مین اُسکا گذر ہوگا اور میرے اور اُسکے باہم جنگ بھی ہوگی اُسوقت مین اُسکا شریک
ہونگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ تم میرے کوچے مین آئے اور میرے تمھارے باہم جنگ بھی ہوئی اور مین تمکو یہان لے آیا اس
گفتگو کے بعد ہاشم نے شہباز کے زخمون کو بجیہ کیا اور چونکہ تمام روز جنگ کی تھی اور نہایت خستہ تھے سب نے
آرام کیا اور اُس طرف منصور و فیروز وغیرہ نے تاکید کی کہ خبردار دروازہ مکان نہ کھلنے پائے اور خود باہر آکے دیوانخانے
مین بیٹھے جب منصور کے ملازم جمع ہوئے منصور نے کہا کہ شہباز کوہ بازو نے عجب جرأت کی میرا دل چاہتا ہے کہ مین
بھی اُس جوان کا شریک ہو جاؤن ان لوگون نے یہ سُنکے کہا کہ خدا نکرے آپ اُسکے شریک ہون یہ سن کے منصور
خاموش ہو گیا اس عرصہ مین ایک شخص نے آکے کہا کہ آج خداوندزادے نے حکم دیا ہے کہ شہباز کے ناموس وغیرہ
کو گرفتار کرکے لاویں اُنکی گرفتاری کے واسطے سردار گئے ہین منصور نے یہ سن کے آہ سرد کھینچی اور اپنے خواہرزادے
سے کہا مین نے سنا ہے کہ آج شہباز کے ناموس کی بےعزتی ہوگی مین چاہتا ہون کہ اُسکے ناموس کو بھی یہان
لے آؤن اُسکے خواہرزادے نے کہا کہ اُسکی فقط ایک بی بی ہے اور ہماری ایک دختر اور ایک بی بی ہے پس اس
صورت مین اگر یہ راز افشا ہوا تو تمھارا بھی یہی حال ہوگا منصور نے یہ سن کے اسکو کچھ جواب نہ دیا اور اپنے
منھ پر نقاب ڈال کے اور مرکب پر سوار ہو کے عقب باغ سے شہباز کے مکان کی طرف روانہ ہوا اور وہان
منصور کے خواہرزادہ نے شہباز سے یہ حال بیان کیا چنانچہ منصور کو ہر چند تلاش کیا مگر نہ پایا خیال کیا کہ شاید
منصور شہباز کے مکان کی سمت گیا ہے اور یہان شہباز یہ حال سُنکے گریان ہوا اس اثنا مین ہاشم کی آنکھ
جو کھلی شہباز سے سبب گریہ پوچھا لوگون نے تمام حال بیان کیا ہاشم بھی مرکب پر سوار ہو کے روانہ ہوا اُسکے
بعد شہباز و فیروز و نعمان وغیرہ بھی مرکبون پر سوار ہو کے روانہ ہوئے

اب ذکر فولاد و فرہاد روئین تن کا بیان ہوتا ہے

کہ فولاد مع لشکر شہباز کے مکان پر آیا اور تمام مکان کو گھیر لیا زن شہباز کی گود مین چار سال کا لڑکا
تھا وہ اُسکو اپنے سینہ سے لگا کے رونے لگی فولاد نے دل مین کہا کہ زن شہباز کو گرفتار کرکے قبضہ مین لانا چاہیے
اور اُسطرف فرہاد کے دل مین بھی خیال آیا آخرکار دونون باہم شہباز کے مکان مین گئے اور قصد کیا کہ زن شہباز
کو گرفتار کرین مگر اس باعث سے فرہاد و فولاد مین نزاع ہوئی کہ فرہاد چاہتا تھا کہ مین زن شہباز کو گرفتار کرون
اور فولاد کا یہ منشا تھا کہ مین اُس عورت کو اپنے قبضہ مین لاؤن غرضکہ دونون مین باہم نوبت شمشیرزنی پہونچی لیکن چونکہ
دونون روئین تن تھے اس سبب سے کوئی زخمی نہوا عین جنگ مین منصور کوہ بازو پہونچا اور اُن ملعونون کو قتل کرکے
زن شہباز کو مرکب پر سوار کیا اور اُسکے لڑکے کو اپنے آگے بٹھا لیا یہ حال دیکھ کے زنگیون نے چار طرف سے منصور
کو گھیر لیا منصور نے تلوار کھینچکے ہزارون زنگیون کو قتل کیا قضارا اُسوقت ساوات زنگی مع دو ہزار زنگیون کے
دربار مین جاتا تھا زنگیون نے یہ حال دیکھ کے ساوات کو خبر کی ساوات نے مع فوج کے منصور کو گھیر لیا
زن شہباز نے سراسیمہ ہو کر دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے اور وہ لڑکا بھی رو رو کے دعا کرتا تھا کہ اُسوقت ہاشم
پہونچا منصور نے سنا کہ ایک نقابدار آیا ہے منصور نے سمجھا کہ شاید شہباز اپنی بی بی کا حال سُنکے نقاب ڈالے
آیا ہے اور اس عرصہ مین ہاشم بھی قریب پہونچ گیا منصور نقابدار کو دیکھ کے ترکیب اعضا سے سمجھا کہ یہ
نقابدار شہزادہ ہے پس زن شہباز سے کہا کہ ہراسان نہو ہمارا سردار آ گیا اور اس طرف ساوات نے
شہزادہ کو دیکھ کر تلوار ماری ہاشم نے اُس کا حربہ رد کر کے ایسی شمشیر ماری کہ مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے بعد ازان

منصور کے پاس آکے کہا کہ اے منصور یا زن شہباز کو مجھے دو یا لڑکے کو تا کہ تم سبک ہو جاؤ منصور نے اُس طفل کو
ہاشم کے حوالے کیا اور جنگ میں مصروف ہوا الغرض تمام دن ہنگامہ جنگ برپا رہا جب دو گھڑی رات گذری یہ
دونوں گلیوں میں ہو کے روانہ ہوئے جو لوگ کہ جنگ سے بھاگے تھے اُنھوں نے یہ خبر عرش سے جا کے بیان کی
اور اس طرف ہاشم و منصور وغیرہ اپنے مکان میں داخل ہوئے شہباز اپنی زن و فرزند کو دیکھ کر گریان ہوا اور
اس طرف عرش نے ارقم سے تاکید کی کہ ان مفسدون کو جلد تلاش کر ارقم نے اپنے گھر میں آکے اپنی مادر سے ماجرا
بیان کیا اور اُسکی مادر سے چابک بیچنے کے حیلہ سے ہر ایک مکان میں پھرنے لگی ناگاہ منصور کے بازار میں گیا تھا اور مظفر نے کسی ضرورت
سے دروازہ کھولا تھا کہ اُس زن حیلہ ساز نے پہچان کے ہاشم وغیرہ کو دیکھ لیا اور اُسی وقت پھر کے روانہ ہوئی لیکن مظفر
بھی اُسکو دیکھ کے اُسکے عقب میں دوڑا اور اُس طرف سے غضنفر آتا تھا یہ دونوں اُس عورت کو پکڑ کے اپنے مکان میں لائے
اور اُس زن پیرفن کو ذبح کر کے دفن کر دیا لیکن سوسن نامی مظفر کی کنیز ہاشم کا حسن و جمال دیکھ کے اُس پر عاشق ہو گئی
ایک شب وہ آراستہ ہو کے ہاشم کے پاس آئی اور اپنا اظہار عشق کیا ہاشم نے اُسکے طمانچہ مارا سوسن نے دل میں
خیال کیا کہ صبح کو ہاشم مظفر و غضنفر سے یہ حال ضرور بیان کریگا پس یہ خیال کر کے اور دوڑ کے روانہ
ہوئی کہ یہ تمام ماجرا ارقم سے بیان کرون اُس وقت ارقم چبوترہ کوتوالی پر بیٹھا تھا کہ کنیز نے آکے کہا کہ میں ہاشم کا حال
جانتی ہوں پس یہ سنکے ارقم زیر چبوترہ اُس کنیز کے پاس آیا کنیز نے قصد کیا کہ میں ارقم کے کان میں سرگذشت بیان کرون
کہ ناگاہ مہتر توفیق کہ سابق میں جسکا نام معصوم عیار ملکہ زہرہ مصری تھا پہونچا اور پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے لوگون
نے کہا کہ ایک کنیز آئی ہے اور وہ کہتی ہے کہ میں ہاشم کا نشان بتادونگی توفیق نے یہ سنکے دل میں کہا غضب ہوا پس قریب
جا کے ایسا اُسکے خنجر مارا کہ وہ کنیز مر گئی فقط وہ کنیز اسقدر کہنے پائی تھی کہ ہاشم منصور کے مکان میں ہے اور تیری ماں کو
قتل کر کے باغ میں دفن کیا ہے توفیق کچھ کہتا ہوا ارقم کے پاس آیا اور اسکو بھی ایسا خنجر مارا کہ وہ بھی جہنم واصل ہوا لوگون نے
توفیق کو گرفتار کیا توفیق نے کہا کہ یہ حرامزادہ ولد الزنا اشرافون کے مکان میں بھیجکے زنان شرفا کو گمراہ و خراب
کرتا تھا اسواسطے میں نے اُسے قتل کیا لیکن کوتوالی کے پیادون نے توفیق کو گرفتار کر کے قصد کیا کہ عرش بن مردود
کے پاس لیجائیں اور اُسطرف صبح کو منصور کو معلوم ہوا کہ شب کو کنیز کہیں بھاگ گئی اور حال عشق بھی سنا تھا اور مظفر
بازار میں آتا تھا اُسنے یہ تمام ماجرا دیکھ کے ہاشم سے آکر بیان کیا کہ توفیق نے سب کو قتل کیا ہاشم نے کہا کہ اے منصور
تم جاؤ اور کہو کہ توفیق میری کنیز کو گمراہ کر کے لے گیا تھا اور اُسکو قتل بھی کیا غرضکہ منصور بموجب فہمائش
ہاشم کے آیا اور توفیق کو گرفتار کر کے کہا کہ میرا مال کنیز لیکے بھاگی تھی تو نے اسکو قتل کیا میرا مال مجکو دے
اور مجھے خداوندزادہ کا کچھ خوف نہیں ہے چنانچہ توفیق کو پکڑ کے اپنے گھر میں لایا توفیق نے ہاشم کو دیکھ کے
ملکہ کی جانب سے بہت شکایت کی ہاشم نے کہا کہ اے برادر میں نے شب کو راہ گری کی اور صبح کو میں ایک مکان میں
ہو بچا اور جو کچھ حال گذرا تھا سب کیفیت بیان کیا توفیق شب کو مخفی ہو کر ملکہ کے پاس آیا اور تمام حال
ملکہ سے بیان کیا اور ہاشم نے توفیق سے یہ بھی کہدیا تھا کہ میں آج ضرور آؤنگا ملکہ یہ سنکے بہت خوش ہوئی
اور آراستگی باغ کا حکم دیا اور ہاشم بھی اُسطرف چلنے کی طیاری میں مصروف ہوا

اب دو کلمہ داستان عرش بن مردود کے سماعت فرمایئے

نقد سخنان بوستان سخن ۔ نازکی بخش داستان کہن ۔ شاخسار بیان پہ بلبل بیان ۔ ہم نغمہ ہوتے ہیں نواسنج یون
جبکہ ارقم قتل ہوا عرش عیار کہ طاوس اُسکا خطاب ہے اور برق بریق کا شاگرد ہے اُسنے اپنی طرف سے

طوفان ازرق چشم کو بھیجا اور کہلا بھیجا کہ ای عرش اسکو کوتوال شہر کر کہ یہ ہاشم کو تلاش کرے گا غرضکہ اسکو کوتوال
شہر کیا اور اس طرف ہاشم نے مع بارہ مردوں یعنی فیروز و شہباز وغیرہ کے باغ ملکہ زہرہ ستین میں جانے کا قصد
کیا یہ دیکھ کے مہتر سائیسان منصور نے جا کے تمام حال طوفان ازرق چشم سے بیان کیا کہ ہاشم مع شہباز منصور
کے مکان میں ہے اور آج انکا قصد بھاگنے کا ہے پس طوفان نے یہ اہتمام کیا کہ چور مہتاب روشن کر کے جابجا چوکی پہرے
کی جسوقت ہاشم مع ہمراہیوں کے روانہ ہوا اطلاع دار سد راہ ہوئے طوفان نے حکم دیا کہ حقہ ہای آتشبازی مارو چنانچہ
حقہ ہای آتشبازی سے سب مرکب بھڑکے اور گھبرا کر فرار کرنے لگے مگر ہاشم نے طوفان کے برابر ہو کے ایسا ایک ہاتھ
تلوار کا مارا کہ اسکو مع مرکب چار ٹکڑے کر دیا اور توفیق نے سائیس کو قتل کیا اور چند مردان دیگر کو ہاشم نے قتل کیا
جب تمام فوج بھاگ گئی ہاشم وہانسے روانہ ہو کے مع رفقا باغ عدن میں داخل ہوئے ملکہ نے ہاشم سے بہت شکایت
کی اور کہا کہ تم سا بے مروت آدمی ہم نے دوسرا نہیں دیکھا ہاشم نے عذر معذرت کی اور تمام کیفیت گذشتہ ملکہ سے
بیان کی ملکہ سنکے خاموش ہو گئی اور سرداروں کے واسطے پلنگ و فرش وغیرہ سامان استراحت بھیجی مگر ہاشم خواہر زادہ
منصور سے کہہ آیا تھا کہ ابھی تم اسی مکان میں رہو اور بعد میری روانگی کے عرش کے پاس جانا اور بیان کرنا کہ مجکو اپنے
ماموں منصور سے کچھ سروکار نہیں ہے جو کچھ منصور کا منصب ہے وہ مجکو عنایت ہو یقین ہے کہ تمہارے اس بیان سے
عرش خوش ہوگا اور منصور کا عہدہ تمکو دیدیگا غرضکہ حسب فہمایش ہاشم خواہر زادہ منصور نے عرش سے جا کر عرض
کیا کہ منصور سے جو حرکت ظہور میں آئی مجکو اصلا اسکی خبر نہیں اسنے تو نمک حرامی کی مگر میں خداوند کا شریک ہوں
عرش نے یہ سنکے منصور کا عہدہ اسکے خواہر زادہ کو مرحمت کیا ادہر منصور کے بھانجے نے [illegible] ہاشم و منصور
نے لیے مرکب روانہ کیے اور بیان کا حال سنیے کہ ہاشم کو جب باغ میں تین دن گذرے روز چہارم ہاشم نے اپنے
رفقا سے کہا کہ اب میرا ارادہ شبخون مارنے کا ہے یہ سنکے سب طیار ہوئے اور جہاں تمرود کی فوج قیام پذیر تھی وہاں
پہونچ کے لنڈھور و امیر و سرداران امیر کے نام سے نعرہ کر کے فوج پر جا پڑے چونکہ اہل لشکر تمرود غافل تھے لہذا
چند عرصہ میں کشتون کے پشتے لگ گئے لیکن چار سرداروں کا ملایہ تھا کہ انکے نام اجلال و جمال جلال و جہلال
و ضلال تھے وہ یہ حال دیکھ کے چار جانب سے دوڑے اجلال نے پہونچ کے شہباز کو تلوار ماری کہ شہباز کے
سر پر دو انگشت زخم آیا ہاشم نے پہونچ کے اجلال کو تلوار ماری وہ تو بچ گیا مگر اسکا مرکب قتل ہوا شہزادے نے
اس سے کہا کہ دوسرے مرکب پر سوار ہو وہ مرکب کی فکر میں گیا اسی عرصہ میں جہلال ہاشم کے روبرو آیا ہاشم نے
اسکو بھی زخمی کیا اسکے مردان ہمراہی اٹھا لیگئے مگر جہلال کے ہاتھ سے نعمان شہید ہوا ہاشم نے پہونچ کے جہلال کو بھی
زخمی کیا اسکے لوگ اٹھا لے گئے اس عرصہ میں اجلال دوسرے مرکب پر سوار ہو کے آیا اور ہاشم پر تلوار ماری مگر ایسی
تلوار ٹوٹ گئی ہاشم نے کہا کہ جا کے دوسری تلوار لا مگر اس عرصہ میں تمام رفقای ہاشم زخمی ہو گئے تھے ہاشم نے یہ
حال دیکھ کے سب سے کہا کہ اب باغ کی طرف چلو کیونکہ اب ہجوم لشکر کفار زیادہ ہے لہذا مفت جان تلف کرنا کچھ مناسب
نہیں ہے یہ کہکے خود لشکر کفار میں در آیا اور کشتون کے پشتے لگا دیے اس اثنا میں اجلال دوسری تلوار لیکے آیا مگر
ہاشم جنگ گاہ سے نکل گیا تھا قضارا ہاشم نے ایک مقام پر دیکھا کہ دو سو آدمی ورزش کر رہے ہیں اور یہ ظالم
برق اندازوں کا تھا اور انکے سرداروں کا نام داراب و مہراب و سہراب برق انداز تھا اور تینوں سردار نامی
ہین جب داراب نے یہ شور و ہنگامہ سنا کہا کہ اگر میں پسر حمزہ کو گرفتار کرکے خداوند کے روبرو لیجاؤنگا تو یقینی
خداوند میرے رتبہ میں ترقی کریگا یہ کہکے تینوں سردار ہاشم کے مقابل آئے اور سہراب نے عقب سے ہاشم کو [illegible]

اور چار طرف سے بلو ملک کے کمند سے ہاشم کو گرفتار کر لیا اور اپنے مکان میں لا کے ہاشم کو ستون سے باندھا اور
دروازہ بند کر لیا لیکن اجلال کج بخت بعد گرفتاری ہاشم وہان آیا اور تمام حال سنا کہ داراب ہاشم کو گرفتار
کرکے گیا پس داراب کے دروازہ پر آکے کہا کہ ہاشم کو میرے حوالے کر داراب وغیرہ نے کہا ہاشم کو ہم نے
بمشکل گرفتار کیا ہی تجکو نہ دینگے اور عرش بن نمرود کے پاس خود لیجائینگے اجلال کا سات اربع کا عدد ہو
اور ساتھ حرامزادہ ہی آتشی یہ سنکے ایک لات ماری کہ دروازہ ٹوٹ گیا اور اندر گھسکے داراب کے ساتھیون
کو قتل کیا داراب یہ حال دیکھ کے خود اسکے مقابل ہوا اجلال نے داراب کو زمین پر دے مارا اور اسکے سینہ پر سوار
ہوکے قصد کیا کہ اسکو ذبح کرے ہاشم نے یہ حال دیکھ کے کمند کو پارہ کیا اور اجلال کو آواز دی کہ ای مادر قحبہ میں نے
تیری جان بخشی کی پھر بیان آیا اجلال نے بموجب اس کلام کے داراب کو چھوڑ دیا اور ہاشم پر حملہ آور ہوا لیکن ہاشم
نے پہونچ کے قتل کیا اور جلدی تمام اپنے مرکب پر سوار ہو کے روانہ ہوا داراب یہ حال دیکھ کے ہاشم کی جرات
پر فریفتہ ہوگیا اور دل میں کہا کہ ایسے بہادر کی رفاقت اختیار کرنا بہتر ہی چونکہ ہاشم روانہ ہو گیا تھا اور
داراب کو شاہزادہ کا مقام سکونت معلوم نہ تھا اس سبب سے داراب خاموش ہو رہا اور اسطرف جب زخمی
یعنی ہمراہیان ہاشم ملکہ کے پاس پہونچے ملکہ ہاشم کو ان میں نہ دیکھ کے نالہ و فریاد کرنے لگی اور عجب رنج و الم میں تھی
کہ ناگاہ ہاشم بھی پہونچا ملکہ نے ہاشم کو دیکھ کے کہا کہ ای شہزادے تمنے مجھسے عجب سلوک کیا تم تنہا مجکو چھوڑ کے
چلے جاتے ہو اور میں تمہارے فراق میں تڑپا کرتی ہوں بس تمہاری محبت ظاہر ہو گئی اگر مجکو یہ حال معلوم ہوتا تو
کبھی تمکو اپنے باغ میں نلاتی غرضکہ بعد شکوہ ہای بسیار صحبت جشن و نشاط گرم ہوئی ارباب نشاط طلب ہوے
دورہ مے گلگون صدائے چنگ و ارغنون بلند ہوئی لیکن ملکہ کی ایک مخلدار تھی اور اس مخلدار کی ایک دختر تھی اور
وہ دختر مخلدار عرش کی ملازم تھی اتفاقاً ایک روز وہ اپنی مادر کی ملاقات کو آئی دربانون نے اُسے منع کیا اُسنے
کہا تمکو نہیں معلوم کہ میں عرش کی ملازم ہون اور میری ماد ملکہ کی نوکر ہی لوگون نے یہ سنکے مخلدار کو خبر کی مخلدار
فوراً دروازہ پر آئی اور اپنی دختر سے باتیں کرکے اُسکو جلد رخصت کردیا مخلدار کے جلد رخصت کرنے سے وہ
رنجیدہ ہوئی مخلدار نے اُسکو کبیدہ خاطر دیکھ کے کہا کہ ای دختر میں تجکو کیونکر باغ میں لے چلون کیونکہ اسوقت
ہاشم پسر حمزہ ملکہ کے پہلو میں بیٹھا ہی اور ملکہ کی ممانعت ہی کہ کوئی غیر شخص باغ میں نہ آنے پائے مگر ای دختر
خبردار یہ راز کسی سے نہ کہنا یہ کہکے مخلدار باغ میں چلی گئی اب طرفہ ماجرا سنیئے کہ دختر مخلدار ایک آوارہ عورت ہی
اور مہتر برق برلیق استاد قرش عیار کی وہ آشنا ہی اُس قحبہ نے آکے تمام حال اپنے آشنا سے بیان کیا اُس نے
جاکے عرش بن نمرود کو اس حال سے مطلع کیا کہ ہاشم ملکہ کے باغ میں موجود ہی اس اثنا میں اجلال اور برق
اندازون کی لاشیں پہونچیں اور لوگون نے کہا کہ ہاشم اجلال کو قتل کرکے نکل گیا عرش نے حکم دیا کہ ای
مخمور ناظم تم برق برلیق کے ہمراہ جلد جاؤ اور اس گیسو بریدہ کو مع ہاشم گرفتار کرکے حاضر کرو اور
سماوات زنگی روئین تن و دمات زنگی کو مع چار ہزار سوار مخمور ناظم کے ہمراہ کیا قضارا اسوقت مہتر توفیق
بھی وہان موجود تھا اُس نے تیاری لشکر دیکھ کے پوچھا کہ یہ لشکر کہان جاتا ہی کسی نے کہا کہ ہاشم کا پتہ باغ عدن
میں ملا ہی اُسکی گرفتاری کو یہ لشکر جاتا ہی اور بیان ملکہ ہاشم سے کہہ رہی تھی کہ ای صاحب اب تم شبخون مارنا ترک کرو
اور باغ سے قدم باہر نرکھو اسی عرصہ میں توفیق نے پہونچ کے آنے کا حال بیان کیا پس ہاشم یہ
سُن کے جلد مسلح و مکمل ہوا اور سردارون سے کہا کہ تم سب چلے جاؤ سب نے عرض کیا کہ یہ ہمسے کبھی

نہ ہوگا ہم سب آپ کے قدمون پر اپنی جانین نثار کرینگے پس عورتون کو سوار کرکے بعجلت تمام سردار ملکہ کے پاس
آئے ملکہ بھی بچشم گریان سوار ہوئی اور وہان دیکھیے کہ برق بریق مع سات سو سوارون کے پس باغ سے دیوار
توڑکے اندر آیا اور قصد کیا کہ ملکہ کو گرفتار کرون یہ دیکھ کے نستر توفیق نے جست کی اور برابر پہونچ کے برق بریق
کے ایک تیغہ مارا وہ ضرب تیغہ سے گر پڑا توفیق نے قصد کیا کہ دوسرا تیغہ مارون ہاشم نے بآواز بلند کہا اے
توفیق گرے ہوے کو مارنا نامردون کا کام ہے یہ سنکے توفیق نے اسکو گرفتار کرکے درخت مین باندھدیا برق بریق
شہزادہ کی یہ جرأت دیکھ کے عاشق ہوگیا اور دلمین مسلمان ہوا لیکن بیرون باغ بھی فوج تھی شہزادہ بیرون باغ
آیا اور عورتون کو درباغ پر چھوڑ کے خود دریاے فوج مین غوطہ زن ہوا اس اثنا مین شہباز کوہ بازو سے
حیات زنگی کا مقابلہ ہوا حیات نے شہباز پر تلوار ماری شہباز نے اُس کا وار رد کرکے ایسی تلوار ماری کہ تا
جگرگاہ دو ٹکڑے کیا سماوات یہ دیکھ کے شہباز کے برابر آیا چونکہ سماوات روئین تن ہے اس باعث سے
شہباز کی تلوار اُسپر کارگر نہوئی اور شہباز سماوات کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور اُس طرف منصور فیروز نے
حمات کو قتل کیا اور دیکھا کہ درباغ پر کوئی نہین ہے پس منصور ملکہ کے پاس آیا اور اُس طرف فرہاد و سہراب بھی زخمی
ہوے جب ہاشم نے دیکھا کہ میرے رفقا تمام زخمی ہوگئے اُن سب سے کہا کہ تم ملکہ کے پاس جاؤ اگر مین قتل ہو جاؤن
اُسوقت تم ملکہ کو قتل کر ڈالنا اور اگر مین زندہ بچا تو دیکھا جائیگا مگر بالفعل تمھارا ملکہ کے پاس قیام کرنا مناسب ہے
پس تو درباغ پر آئے اور ہاشم سماوات کے قریب پہونچا مگر اُسکے ہاتھ سے شہزادہ زخمی ہوا یہ حال دیکھ کے
مرکب شہزادہ کو جنگاہ سے لیکے ایک سمت کو روانہ ہوا اور یہان جنگ ہو رہی تھی کہ ناگاہ داراب کرجو اجلال
کا حال دیکھ کے مشرف باسلام ہوا تھا مع اپنے فرقہ کے عین جنگ مین پہونچا اور خواہرزادہ ہاے منصور مع چار
ہزار فوج کے آئے اور جنگ مین شریک ہوے لیکن ہمراہیان غضنفر سب قتل ہوگئے اور کفار دیوار باغ توڑ
کے اندر آئے اور برق بریق کو درخت سے بندھا ہوا دیکھ کے اُسے کھولا برق بریق بھی دل مین
مسلمان ہوا ہے اُسکا قصد ہے کہ مین بھی خداپرستون کی طرف سے کوئی کار نمایان کرون اُس طرف عرش بن
نمرود نے سنا کہ ایک شبانہ روز سے جنگ ہو رہی ہے اور ہنوز سامان فتح نہین معلوم ہوتا پس یہ بھی سوار ہوکے
مع تمام سرداران نامی کے آیا داراب و سہراب نے جب عرش کو دیکھا فوراً اُسکے تخت کے برابر آکے جست کی اور
تخت پر پہونچے اور خنجر کھینچ کے عرش بن نمرود کے شکم پر رکھ کے کہا کہ جلد اپنی فوج کو جدال و قتال سے منع کر ورنہ
یہ خنجر آبدار ہے اور تو ہے عرش نے گھبرا کے فوج کو ممانعت کی کہ خبردار تم لوگ جنگ سے باز رہو اتنے مین برق بریق
نے پہونچ کے داراب سے کہا کہ اے بہادر جبتک مین ملکہ کو بیرون سرحد نمرودیہ نلیجاؤن اُسوقت تک عرش
کو نچھوڑنا بعد ازان داراب نے کہا اے عرش جلد کہارون کو حکم کر کہ تیرا تخت ہمارے ہمراہ لیکے روانہ ہون
بعد ازان تمام سردارون اور ملکہ اور کنیزون کو سوار کرکے اہل اسلام کا حال ظاہر کیا اُس گیدی نے خوف جان
سے فوج کو منع کیا اور خود ہمراہ ہوا جسوقت برق بریق نے دیکھا کہ اب ہم سرحد نمرودیہ سے نکل گئے اُسوقت
عرش بن نمرود سے کہا کہ اپنی فوج کو حکم دے کہ یہان سے چلی جائے اُسنے خوف جان سے یہی حکم دیا جب اُسکی فوج
روانہ ہوئی اُسوقت برق بریق نے عرش کو بہت سخت سست کہا اور اُسکے منھ پر تھوک دیا اور ملکہ کو لے کر
روانہ ہوا عرش بن نمرود بعد رہائی اپنے لشکر مین آیا اور برق بریق ملکہ کو لیکے دو دہ باختر مین آیا
اور صاحبقران کا شریک ہوا امیر نے خوش ہوکے ملکہ کو داخل حرم محترم کیا

اب دو کلمہ داستان شہزادہ ہاشم کے کہ مرکب اُن کو جنگگاہ سے لیگیا تھا بیان ہوتے ہین

وصل مین بھی مری قسمت کی برائی نہ گئی
حالت درد جگر مجھ سے سنائی نہ گئی
سو کے اُٹھے سحر وصل تو ہنسکر بولے
ہم جہان سے گئے پر آنکی رکھائی نہ گئی

دل سے دہشت تری اے دشمن جانی نہ گئی
ہجر دی کا بھی چلا عذر نہ بوسہ لیکر
تم سے سوتی ہوئی قسمت بھی جگائی نہ گئی

دعیان یہ تھا کہ نہ غمگین ہون نہ جمن کے
وہ یہ بگڑے کہ کوئی بات بنائی نہ گئی
عوض گل وہ چڑھاتے ہین لحد پر توری

گلدستہ بندان گلشن سخنوری و درود دہندگان بزم فسانہ گستری گیسوے تقریر کو شانہ زبان سے پیراستہ کرکے یون تحریر کرتے ہین کہ جب مرکب برق باد بپائے سلیمانی ہاشم کو لیکے جنگگاہ سے نکل گیا بعد تین روز کے سرزمین القاریہ مین پہونچا اور ایک چشمہ آب کے کنارے پہونچ کے پانی پیا اور گھڑی بھری لی ہاشم چونکہ زخمی اور بیہوش تھا مرکب کی پشت سے گر پڑا جب ہاشم اسکی پشت پر سے جدا ہوکے زمین پر گرا تو سر ہاشم کا پانی مین اور پاؤن بیرون چشمہ رہے تقضائے الٰہی دریا ایک باغ تھا اور دختر مالک القاریہ ملکہ گلفام سرو قد دلبر تماشا دیکھ رہی تھی اور وہ نہر جہان ہاشم گرا تھا دریا سے ملی تھی جب ہاشم گھوڑے سے گرا تو بسبب نکلنے کے زخم سے خون جاری ہوا اور وہ آب رنگین نہر مین پہونچا ملکہ آب رنگین دیکھ کے باغ کے دروازہ پر آئی اور دیکھا کہ ایک جوان رعنا لب جو بیہوش پڑا ہے اور مرکب اسکے قریب کھڑا ہے ملکہ دیکھ کے فوراً عاشق ہوگئی اور ہاشم کو اٹھا کے باغ مین لیگئی جراح کو بلوا کے اسکے سپرد کیا جراح نے شاہزادے کے زخم سر پر ٹانکے لگائے بعد تھوڑی دیر کے ہاشم نے آنکھ کھولی اور دیکھا کہ مین ایک باغ مین ہون اور چند زنان حسینہ وجمیلہ میرے گرد ہین جب ہاشم نے دیکھا کہ ایک باغ ہے نہایت آراستہ وپیراستہ ہر طرف اہتمام بہار ہے ہر شجر رشک قامت یار ہے ہوا سرد چل رہی ہے باد صبا مچل رہی ہے درخت گل بار سے لدے ہین سبزہ نوخیز کی بہار خط کے دلکو لبھاتی ہے درختون پر بلبل خوش الحان گل کے شائق گاتی ہے عروس چمن پر جوبن کہین نرگس شہلا کہین یاسمن غنچے دہان معشوق کی کیفیت دکھاتے گل فرط عشرت سے کھلے جاتے نرگس مست کی بہار مانند چشم پر انتظار درخت حلہ پوشان جنان کی طرح سب سبز پوش آپس مین مثل معشوق وعاشق ہم آغوش دور تک سبزہ زنگاری کا فرش بچھا تھا یہ عالم نظر آتا تھا ؎

ہوائے بہار بین سے گل لہلہے
روش کی صفائی پہ بے اختیار
خرامان صبا صحن مین چار سو

چمن سارے شاداب اور دہڑ ہے
گل اشرفی نے کیا زر نثار
دماغ چمن سب ہر ایک گل کی بو

زمرد کے مانند سبزے کا رنگ
چمن سے جدا باغ خلد سے چمن
کھڑے سرو قاز اور قمرے

روش پر جو ابر نگا جیسے سنگ
کہین نرگس وگل کہین یاسمن
لیے ساتھ مرغابیون کے پرے

ہاشم نے جو یہ باغ پر بہار دیکھا وجد کرگیا اُن عورتون سے پوچھا کہ یہ باغ کسکا ہے اور مجھکو یہان کون لایا ہے یہ سُنکے ملکہ آگے بڑھی اور کہا کہ اے جوان یہ سرزمین ملک القاریہ ہے اور مین یہان کے حاکم کی دختر ہون تمکو لب دریا زخمی اور بیہوش دیکھ کے مین اپنے باغ مین اُٹھا لائی اس مکان کو اپنا نقش خانہ تصور کیجیے اور یہان قیام فرمائیے ؎ رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ÷ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست ÷ ہاشم نے پوچھا کہ تمہارا دین وآئین کیا ہے ملکہ نے کہا کہ ہم سب آتش پرست ہین یہ سُنکے ہاشم نے کہا کہ اگر تم آتش پرست ہو تو مین ہرگز تمہارے پاس نہین رہ سکتا کیونکہ مین مسلمان ہون اور تم کافر ہو چونکہ ملکہ ہاشم پر فریفتہ ہوچکی تھی اور کوچۂ عشق مین کفر واسلام سے کچھ بحث نہین شعر ہم عشق کے بندہ ہین مذہب سے نہین واقف ÷ گر کعبہ ہوا تو کیا بتخانہ ہوا تو کیا ÷ بلکہ یہ کہا کہ جو کچھ تمہارا دین ومذہب ہو تلقین کیجیے شاہزادہ نے جب کلمۂ وحدانیت پروردگار مین بفصاحت وبلاغت بیان کیے کہ ملکہ کے لوح دل سے زنگ کفر دور ہوا کلمہ پڑھ کے از صدق مسلمان ہوئی سامان عیش وعشرت مہیا ہوا ساقین شیرین ادا

ومطربان خوشنوا حاضر ہوئے دور جام ہے گلفام گردش میں آیا نغمہ چنگ ورباب چھڑنے لگا کچھ دیر تک یہ صحبت
عیش رہی تھی کہ مطلوب خواجہ سرا اس امر سے واقف تھا کیونکہ ملکہ اُس خواجہ سرا کے روبرو شاہزادہ کو لائی
تھی اپنے جا کے محکوم نواب ناظر سے تمام حال بیان کیا نواب ناظر یہ حال سنکے القاریہ کی جانب واسطے خبر
کرنے کے روانہ ہوا اتفاقاً ملک القاریہ کے دو غلام ایک کا نام اسلم زنگی اور دوسرے کا نام سالم زنگی تھا اور
اُن دونوں نے ملکہ کے ہمراہ پرورش پائی تھی اور اُن دونوں کے ہمراہ رکاب تیس تیس ہزار سوار رہتے تھے اور ملکہ کے
تمام کارخانے اُن دونوں کے حوالے تھے اور یہ دونوں نہایت شجاع و بہادر بھی ہیں غرضکہ انھوں نے محکوم کو آتے
دیکھا اُس سے ملکہ کا حال پوچھا اور کہا کہ ہم بھی ملکہ کے پاس جاتے ہیں کہ مدت سے ملازمت حاصل نہیں ہوئی اور یہ بتاؤ
کہ ملکہ کا مزاج کیسا ہے محکوم نے تمام حال ہاشم کا بیان کیا وہ دونوں برہم ہوکے روانہ ہوئے اور یہاں ملکہ نے سُنا کہ
کہ محکوم نہیں ہے فوراً خیال کیا کہ میرے پدر کے بالکل خبر کرنے کو گیا ہوگا یہ تصور کرکے ہاشم سے کہا کہ اے صاحب برائے خدا
تم مخفی ہو جاؤ کیونکہ میرے پدر کے پاس سات لاکھ فوج ہے اور محکوم گیا ہے وہ ضرور تمام حال بیان کریگا ہاشم نے
کہا کہ ملکہ مضطر نہو میرے ہمراہ بھی خدا ہے نظر بفضل پروردگار رکھو یہ گفتگو ہی تھی کہ سالم و اسلم پہونچ گئے اور فوج نے
باغ کا محاصرہ کر لیا ہاشم یہ غلغلہ سنکے باہر نکلا اور ملکہ درِ دروازہ سے دیکھنے لگی اور دعا مانگ رہی تھی دل میں
اسکے ٹھیکے لگے ہوئے ہیں غرضکہ اسلم نے ہاشم کو دیکھ کے حملہ کیا شاہزادہ نے اُسے زخمی کیا سالم نے قصد کیا کہ اسلم چونکہ
زخمی ہو گیا ہے اسکو ہم لیجائیں یہ دیکھ کے ہاشم نے کہا کہ میں خود جس شخص کو زبون کرتا ہوں اسکو قتل نہیں کرتا اسلم یہ
سنکے شاہزادہ کی ہمت و جرأت پر مفتون ہو گیا اور اُٹھ کے خود اپنی فوج پر حملہ آور ہوا اور قتل کرنا شروع کیا بعد ازاں
ہاشم کے پاس آیا اور دست بستہ عفو تقصیر کا خواستگار ہوا سالم بھی یہ کیفیت دیکھ کے ہاشم کے قریب آیا اور دونوں
کلمہ پڑھ کے از سر صدق مسلمان ہوئے اور دونوں نے اپنی فوج کی جانب مخاطب ہوکے باآواز بلند کہا کہ ایہا الناس
ہم دونوں تو مطیع اسلام ہوئے تم لوگوں میں سے جسکو ہمارے پاس رہنا منظور ہو وہ چلا آئے اور جسکو اپنی ضلالت کفر
میں ہشیار رہنا ہو وہ ہماری فوج سے نکل جائے یہ سنکے جو وہ ہزار زنگی نور ایمان سے ضیا پا کے مسلمان ہوئے اور باقی سیہ قلب
القاریہ کی سمت راہی ہوئے اس معرکہ کے بعد ہاشم ملکہ کے پاس آیا لیکن اُس طرف محکوم نواب ناظر بندر القاریہ
میں آیا اور تخلیہ میں مادر ملکہ گلفام سے تمام حال کا بیان کیا ملکہ نے اپنے شوہر القار شاہ کو طلب کر کے جو حال محکوم
سے سنا تھا بیان کیا اور جو سوار سالم و اسلم کے شریک ہوئے تھے وہ بھی اُسی وقت پہونچے انھوں نے کہا کہ سالم و
اسلم مسلمان ہو گئے القار شاہ یہ سنکے محل سے باہر آیا اور فولاد زنگی و شمشاد زنگی سے کہ یہ دونوں سات ہزار
سوار کے سردار ہیں کہا کہ تم جا کے اُس گیسو بریدہ گلفام کو مع ہاشم گرفتار کر کے حضور میں لاؤ یہ دونوں زنگی سات ہزار
کی جمعیت سے روانہ ہوئے اور اس طرف ہاشم اپنے ہمراہیوں کی زخم دوزی میں مصروف تھا کہ ناگاہ سامنے سے
گرد بلند ہوئی جب دامن گرد شگافتہ ہوا فولاد و شمشاد نمودار ہوئے ہاشم نے اُنکو دیکھ کے اپنے ہمراہیوں سے
کہا کہ تم اس باغ میں ملکہ کی حفاظت کے واسطے رہو اور تم سب زخمی بھی ہو اور خود سوار ہوکے بیرون باغ آیا
اور اُس طرف فولاد و شمشاد نے پہونچ کے دیکھا کہ ملکہ کی دو کنیزیں بھاگی جاتی ہیں اُن دونوں نے کنیزوں کو گرفتار
کر کے پوچھا کہ ہماری خبر آمد سنکے وہ خدا پرست بھاگ گیا یا ملکہ کے پاس موجود ہے اُن کنیزوں نے کہا کہ ہر چند اس
جوان سے ملکہ نے کہا کہ برائے خدا تم کسی طرف بھاگ جاؤ مگر اُس نے کچھ ممانعت نہ مانی اور یقین ہے کہ تمھارے مقابلہ کو
آئے یہ سنکے ان دونوں کے دل میں محبت پیدا ہوئی جب ہاشم باغ سے باہر آیا فولاد نے ہاشم کے قریب جا کے

سلام کیا اور کہا کہ مین نے سنا ہی ملکہ خود تمکو لائی ہی اور تم چھپا ہوا اگر تمکو اپنی جان عزیز ہی تو ہمارے بادشاہ کے پاس
کہ وہ پیغمبر اور عادل ہی چلو اور خداوند کو سجدہ کرو ہمارا بادشاہ بہت رحم دل ہی تمھاری خطا معاف کریگا ہاشم نے کہا
کہ مین تمھارے پیغمبر کی خطا معاف نکرونگا شمشاد نے یہ سنکے کہا کہ اے جوان دوسرا لطیفہ یہ ہی کہ تم ملکہ کو اپنے ہمراہ لیکے
میدان سے بھاگ جاؤ ہم جاکے بادشاہ سے کہدینگے کہ وہ کسی طرف فرار ہو گیا ہمارے ہاتھ نہ آیا ہاشم نے کہا کہ مین نے
آج تک بھاگنے کا سبق نہین پڑھا اور نہ مین جانتا ہون کہ بھاگنا کسے کہتے ہین یہ سنکے اُن دونون نے کہا کہ پھر آخر
کیا ارادہ ہی ہاشم نے کہا کہ میرا قصد یہ ہی کہ یا القار کو قتل کرون یا خود قتل ہون یا اُس کو مسلمان کرون ان
دونون نے کہا کہ اگر یہ ارادہ ہی تو بسم اللہ ہاشم نے کہا کہ ہم مسلمانون کا قاعدہ اول حربہ کرنے کا نہین ہی جبکہ حریف
کے حملہ سے خداوند بچائیگا اُسوقت دیکھا جائیگا یہ سنکے اُن دونون نے اپنی فوج کو اشارہ کیا تمام فوج نے ہاشم
کا محاصرہ کر لیا ہاشم نے طرفۃ العین مین دو سو آدمیون کو قتل کیا یہ دیکھ کے فولاد نے کہا کہ اے شمشاد اس خدا پرست
کی شجاعت تم نے دیکھی شمشاد نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ تو بھی اس کا طرفدار ہی کہ بار بار اُس کی تعریف کرتا ہی فولاد
نے کہا کہ بہادر کو بہادر کی تعریف کرنا زیبا ہی شمشاد نے کہا تامل کرو کہ اس خدا پرست کو قتل کرلون اُس کے بعد
تجکو بھی قتل کرون یہ سنکے فولاد نے باواز بلند کہا کہ اے شہزادہ ہاشم گواہ رہنا کہ مین مسلمان ہوا اور ہاشم کیطرف سے
اپنی فوج پر حملہ کیا اور شمشاد کو زخمی کر کے اُسکے مرکب کو قتل کیا شمشاد دوسرے مرکب پر سوار ہوا آخر اُسکے کہ واردن
نے کہا کہ اگر تمکو جنگ کرنا منظور ہی تو کشتی لڑو دونون نے منظور کیا اور کشتی شروع ہوئی ہاشم بھی ایکطرف استادہ
ہو کے انکا تماشا دیکھنے لگا کہ ناگاہ ایک طرف سے زنجیر کی جھنکار کی صدا آئی یعنی ایک دیوانہ ہی کہ نام اُسکا شیر دم
ہی اور یہ دیوانہ ملکہ کا عاشق ہی اور ستاون من کی چوبدست اُس دیوانہ کا حربہ ہی اور القار شاہ بسبب اُسکے
زور و قوت کے اُس سے خوفناک رہتا ہی اُسکو جب معلوم ہوا کہ میرے معشوق کو ایک خدا پرست لیے جاتا ہی
پس وہ دیوانہ میدان مین آیا اور لوگون سے پوچھا کہ میرے معشوق پر کسنے دست درازی کی ہی لوگون نے
ہاشم کی طرف اشارہ کیا پس دیوانہ آکے ہاشم سے دست و گریبان ہو گیا ہاشم نے اُسکے ہاتھ سے چوبدست چھین کے
دور میدان مین پھینکدی دیو نے ہاشم کا لباس پارہ پارہ کیا القصہ تا شام ہاشم و دیوانہ مین باہم کشتی ہوئی
فولاد و شمشاد بھی دور سے ہاشم و دیوانہ کا تماشا دیکھتے تھے اسی عرصہ مین شام ہوئی اور آفتاب تابان دیو دار
دن بھر کی زور آزمائی سے تھک کر سمت مغرب روانہ ہوا اور ماہتاب مشعل انجم لیکر کشتی کی سیر دیکھنے نمایان ہوا ۵

ہوا پیدا تو فلک میں جب ماہ تابان	نگاہ و چشم سے دست و گریبان
کواکب بن گئے سب خاک بر	سیاہی چاہے ہی کی لطف بکھیر

جب تاریکی ہو گئی دیوانہ ہاشم کو چھوڑ کے روانہ ہوا ہاشم نے دوڑ کے اُس دیوانہ کو پکڑا دیوانہ نے کہا کہ اب
وقت شب ہی صبح کو پھر جنگ ہوگی ہاشم نے اُسکو نہ چھوڑا اور کہا مصرعہ رند خانہ سوز با مصلحت بینی چکار
ابھی تو خواہ سا نیارا ہوا جاتا ہی غرضکہ پھر کشتی ہونے لگی فولاد و شمشاد اپنے دل مین جرأت ہاشم کی تعریف کر رہے
تھے آخر رات بھر اسی زور آزمائی مین بسر ہوئی جبکہ گل خورشید بہ امانت نسیم سحری چمنستان چرخ مین شگفتہ ہوا ۵

چراغ شمع پہ آئی اُداسی	نزاع شب مین بجلی پڑ رہی ہی
بجھی سامان ظلمت کی تباہی	دھوان ہو کر چلی شب کی سیاہی

دوسرے روز چونکہ دیوانہ از حد گرسنہ ہوا تھا اور ہر دم لشکر کو اسکے کھانا کھاتے دیکھا پس دوڑ کے
اُن لوگون سے کھانا لیکے کھاتا تھا اور جنگ کرتا تھا اہل لشکر اُسکی اس حرکت پر خندہ زنی کرتے تھے
الغرض بعد چند عرصہ کے ہاشم نے اُسکی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا اور سر سے بلند کر کے ایک چرخ دیا

دیوانہ یہ حال دیکھ کے گھبرایا اور کہا ہے آفتاب سرخ میں تیرا غلام ہوں ہاشم نے یہ سنکے اُسے چھوڑ دیا دیوانہ کلمہ
پڑھکے مسلمان ہوا پس یہ ماجرا دیکھ کے فولاد و شمشاد بھی مسلمان ہوئے اور اپنے سرداروں سے کہا کہ جسکو ہمارا
ساتھ دینا منظور ہو وہ اسلام اختیار کرے پس یہ سنکے چار ہزار آدمی مسلمان ہوئے اور باقی القار کیطرف روانہ ہوے
بعد فراغان تمام امورات کے ہاشم باغ میں آیا ملکہ نے جو جو منتیں مرادیں مانی تھیں سب کا ایفائے نذر کیا اور باہم
عیش و عشرت میں مصروف ہوے

اب دو کلمہ خورم زرین درفش سے کہ جس کا نام القار شاہ ہے سماعت فرمایئے

پلا ساقی شراب ارغوانی
غنیمت ہے بہار زندگانی
نہیں کچھ اعتبار زندگی پر
فقط یہ چار دن کی چاندنی ہے
فنا ہے آخرش دنیا کا انجام
پلائے جا جہاں تک ہو سکے جام
چنین گفت دانندۂ داستان
بہ شیرین زبانی و لطف بیان

کہ جب فوج ہزیمت خوردہ سے پہونچے خورم زرین درفش سے فولاد و شمشاد و دیوانہ کا سارا حال بیان کیا خورم
نے برہم ہوکے سات لاکھ زنگیوں کی جمعیت سے خود جانے کا قصد کیا یہ حال دیکھ کے مادر ملکہ گلفام گریان ہوئی
خورم نے کہا اے ملکہ تم کسواسطے گریہ وزاری کرتی ہو ملکہ نے کہا کہ مجکو اپنی دختر سے کمال الفت ہے یہ خیال آیا ہے ایسا نہو
کہ تم جاکے اسکو قتل کر دو یا تمہارے جانے سے خوف کے مارے ہلاک ہوجائے خورم یہ سُن کے لاچار ہوا اور اپنے عیار
شہروان کو طلب کرکے کہا کہ تو جاکے ہاشم کو گرفتار کر لا شہروان یہ سُن کے روانہ ہوا اُس طرف ہاشم بیٹھا
تھا اور ملکہ سے کہہ رہا تھا کہ اے ملکہ آج طیاری جشن کا حکم دو چنانچہ ملکہ طیاری جشن میں مصروف ہوئی ملازموں
کو حکم دیا کہ باغ و بارہ دری کی آراستگی کریں روشنی کا انتظام فرش فروش کی درستی کا اہتمام ہو غرضکہ حسب الحکم
ملکہ گلفام تمام باغ آراستہ کیا گیا خس و خاشاک سے صاف ہوا روشیں بجری قائم کی سُرخی کے عوض سرخ کر
کے بچھائی گئی خوشہ ہائے انگور ہر تاکی کی تھیلیاں چڑھائی گئیں گلدان نقرۂ مصقول کے رکھے گئے جا بجا گلدستہ
قرینے سے لگائے گئے ہر طرف میوہ رنگا رنگ لگا ہوا جسکی خوشبو سے دماغ جان معطر ہوجائے چمن بندی کی کیفیت
دیکھ کر باغبان یکتا کی قدرت یاد آئے صحن باغ میں ایک خیمہ رشک خیمہ زنگاری فلک بجائے بارگاہ کے قائم کیا گیا
اور گرد اس خیمہ کے نقرئی شیشیاں روشنی کے لیے باندھی گئیں اندر خیمے کے مخمل کاشانی کا فرش بچھایا گیا موقع مناسب
پر فانوسیں ہر دو رنگین رکھی گئیں سقف خیمہ میں جھاڑ و قمقمے لگائے گئے شیشہ آلات سے تمام خیمہ رشک نگار خانہ چین
بنا دیا گیا روشوں کی شیشیوں میں نقرئی چراغ روشن ہوئے تمام باغ جگمگ جگمگ کرنے لگا گل لالہ زمین کی نئی وردیاں
تبدیل کی گئیں یعنی ہر ایک پوشاک و لباس سے آراستہ ہوا غرضکہ اسطرح کا سب سامان اس باغ و مکان کا آراستہ پیراستہ
کیا گیا کہ باغ شداد بلکہ بہشت عنبر سرشت کا نمونہ معلوم ہوتا تھا اتفاقاً وہ شب شب چہاردہم تھی ماہ عالمتاب برج حمل سے
نکلا ہوا تھا آسمان کی چاندنی اور زمین کی روشنی طرفہ بہار دے رہی تھی روشوں پر چھڑکاؤ کرا ہوا تھا اور چاندنی کا
عکس جو اُسپر پڑ رہا تھا ایک عالم نور نظر آتا تھا فلک زبرجدی بھی چشم ثوابت و سیار سے نگران تھا وہ شب
چاردہ وہ جلوہ بدرجہ زیب ہے گر اسے کہوں شب قدر تو شرم سے صبح نور بخش جہان چہرہ شب میں چھپ گئی تھی نمان
رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار چشم ہر تھا گمان ہو تیارہ عکس اُس خیمہ زرنگار پر اسطرح کا چڑھا ہوا کہ مہر نیم روز معلوم
ہوتا تھا خیمہ کے گرد قناتیں اسطرح کی منقش اور پر تزئین کہ مانی مصوری دیکھ کے مانی و بہزاد بھی دنگ ہوجائے
سقف خیمہ کی نقاشی دیکھ کے صناعان چین کی آنکھیں چھت ہی کو لگی رہیں چاروں طرف چبوترہ بلور کا بنا ہوا
صاف و شفاف سائبان تامی کا کھنچا ہوا چار طرف شیشہ آلات لگا ہوا آئینہ بندی کی ایسی بہار تھی کہ روح سکندر

نثار تھی بموجب نظم

جھاڑ سب ایک ڈال نور کے تھے
کہئے بستان شاہد دیوا
یا کلس عرش کے اتارے تھے

آئینہ تھے کہ بلغ جوہر تھے
طرفہ فرشی کنول پہ تھا جوبن
عطر کے یون چڑھے ہوئے تھے گلاس

بے تکلف دل سکندر تھے
نور و نار ایک جا پہ تھا روشن
جس سے شرمائے ساغر الماس

جو کٹے سنگ کوہ طور کے تھے
ایسی دیوار گیرین پہ بہار
فلک انجمن کے تارے تھے

الغرض بادشاہزادہ ہاشم و ملکہ گلفام خیمہ مین آکر کرسیون پر بیٹھے گرد و پیش انیس جلیسین مصاحبین اپنے اپنے درجہ کے مطابق بیٹھین ملازمین کی زیور و لباس سے آراستہ دست بستہ استادہ ساقیان مہر طلعت جام و صراحی ہاتھون مین لیکر حاضر ہوئے مجراگاہ پر سے مجرا کیا اجازت حضوری حاصل ہوئی بعد ازان مطربان زہرہ صفت اپنے ساز و سامان سمیت شرف قدمبوسی سے مشرف ہوئے مغنیان حاضر ہوئین جام شراب گلرنگ گردش مین آیا عیش و سرور کا سمان سندھا ایک ناہید طلعت شیرین ادا نے پیشواز پہن کے ناچنا شروع کیا نظم

وجد کرنے لگا تو دادا
کبھی دامن سنبھالتے جانا
ابھرے سینے کی جو وہ مہر سے سک
مسکرائی تو گر پڑی بجلی
جان آئینے سنگ سنگ کر دیا

کیا نئے ہاتھ وہ نکالتی تھی
کبھی غمزہ سے مسکرا دینا
سر پہ رکھا اٹھا کے جب آنچل
جسکو تیوری بدل کے بتلایا
اہل محفل کی تھی یہ کیفیت

دلکو ہر بار جیسے داتی تھی
کبھی تیوری کا وہ چڑھا لینا
ماہ تابان پہ چھا گیا بادل
وہین تیور اُٹھے اُسکو غش آیا
محو نظارہ تھے بعد حیرت

ناچی گت اسطرح وہ ماہ لقا
کبھی سارا بدن وہ مٹکانا
وہ کلائی مین شاخ گل کی لچک
تیر مارا جدھر نظر سے ملیکی
جسکی جانب بتا کے مسکی لی

شہزادہ اور ملکہ بھی نہایت محظوظ ہوئے جب گت ناچ چکی تو شہزادہ نے حکم دیا کہ بس بی بس تم دیر تک ناچین اب بیٹھ کر گاؤ تو ناہید طلعت سلام کرکے بیٹھ گئی سازندون نے پھر ساز ملائے اور ناہید طلعت نے یہ غزل بالحان داؤدی گانا شروع کی غزل

خیر ہو حضرت دل مین کہین آنے والے
خاک اُڑوایا کرین یہ خاک اُڑانے والے
آہ کرتے ہوئے ڈرتا ہون کہ نازک ہین بہت
اُٹھتے جوبن کی بندھی چوٹ لگانے والے
شمع دلسوز تھی یہ سوختہ قسمت کی کبھی
لو بجھے جاتے ہین جگنون کو رُلانے والے
گرمیان بھی جو وہ کرتے ہین تو ٹھنڈی ہے
چھیڑتے ہین جو سر بزم ستانیوالے
کوئی آفت زدہ اب آہ کیا چاہتا ہی کہ
چاہ مین حضرت یوسف کے گرانیوالے

دوست کو جان کا دشمن ہین بنانے والے
بیٹھ جا یار سے دل درد بھی اُٹھے لیکن
چوٹ کھا جائین نہ یہ چوٹ لگانیوالے
اور سب ایک طرف حضرت دل کیا کم ہین
اسکو بھی ضد سے جلاتے ہین جلانیوالے
دیدۂ تر مین کرامات تو دکھائین گے ضرور
کیا بجھائینگے لگی دل کی بجھانے والے
انقلاب اُلٹے ہوئے دل کے یہ دیکھا تو نکلا
تھام لین دلکو ذرا دل کے دکھانیوالے
دیدۂ تر لب خشک آہ جگر سوز جلال

جا ہو بیٹھے ہین عدم جان سے جانیوالے
خوش ہین محفل مین مرے رنج اُٹھانیوالے
بیٹھ جائین نہ کہین تھامے دل ہاتھ سے
جی کو کھا بیٹھے جلن انکو سکھانے والے
کیون نہ دل کھول کے مین روؤن کہ لیکر دل
تیرے بڑھکر مین یہ طوفان اٹھانیوالے
جانتے ہین مجھے بیکار ہوا بیوڑا سا ہم
کہ ہین ہنس کے رُلاتے ہین رُلانیوالے
کوئی ڈھونڈا ہوا دل بھی تو نکالین کر
رنگ عاشق کا یہی تو مین جانیوالے

اس ٹھاٹھ اور ایسی سُر کی آواز سے اس غزل کو گایا کہ سب اہل بزم مثل تصویر خاموش اور اکثر بیہوش ہو گئے تان سین کی روح تہ مرقد مین وجد کرتی تھی تحسین و آفرین کی صدا ہر سمت بلند تھی اہل محفل کی آنکھون سے آنسو جاری عجیب کیفیت طاری تھی شہزادہ و ملکہ بھی نہایت محظوظ ہوئے جب وجد مین آکے سر جھکا دیتے تھے تو وہ سلام کرکے اور بھی زیادہ جی توڑ کے گاتی تھی شہزادہ نے نہایت تعریف کی اور ملکہ نے بقدر انعام و اکرام دیا کہ اُٹھانا مشکل ہوا غرضکہ دو پہر رات تک ناہید طلعت گاتی رہی بعد اسکے چوبدارون نے آکر عرض کیا کہ اور طائفے بھی حاضر ہین ملکہ نے شہزادہ سے کہا کہ اب نصف شب گذر چکی ہی اب آرام فرمائیے یہ کہکر اُٹھ کھڑے ہوئے جلسہ برخاست ہوا رفقاو

مصاحبین اپنے اپنے آرامگاہ کو گئے اور اُسی خیمہ مین ایک جانب ایک نمگیرہ علیحدہ استادہ تھا اُسپر کار چوبی کام
نہایت پرتکلف کیا ہوا نیچے اُسکے فرش قاقم و سنجاب بچھا ہوا اور جواہر نگار ایک پلنگ بہت ہی نادر لگا ہوا پلنگ
کے برابر مسند سفید بادلے کا کام اُسپر کیا ہوا موتیون کی جھالر لگی ہوئی پلنگ پر ادوقچے برق تاب کھنچے ہوے
کہ جسپر آنکھ نہین ٹھہرتی پھولون کی چنگیرین گرد پلنگ کے قرینہ سے رکھی ہوئی ہین اور پلنگ پر عجیب پھول پڑے ہوے
ہین خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا ہی القصہ ملکہ و شہزادہ اُس مسند پر آکے بیٹھے ملکہ نے حکم دیا کہ دو چار اُسوقت
خواصین باورچیخانہ مین گئین داروغہ باورچیخانہ کا خوان لنگر تیار حاضر ہوا الحاصل نے دسترخوان بچھا کر کھانا چنا ملکہ
گلفام اور شہزادہ ہاشم نے باہم کھانا کھایا جب کہ [illegible] تو دونون پلنگ پر جا بیٹھے چاہا کہ اب آرام
کرین اتنے مین دیوانے نے آکر قدم پر سر رکھدیا اور کہا کہ اگر حکم ہو تو مین جا کے خود ... دیکھ
کے فولاد و شمشاد برہم ہوے اور دیوانے سے کہا کہ اے بے ادب تو شہزادے کے ... مین کیون آیا
دیوانہ یہ سن کے ہشیار ہوا اور ہاشم کے قدم پر گر کے کہا کہ بے قصور ہون ... نور آگاہ ہو
نکل آیا لیکن نہروان بھی اس جلسہ کے ہنگامہ مین لوگون کے ہمراہ باغ کے اندر آیا اور کسی گوشہ باغ مین
پوشیدہ ہو گیا جب ہاشم و ملکہ نے آرام کیا نہروان نے آکے شمع وغیرہ کو گل کر دیا اور قصد کیا ہاشم کو گرفتار
کرون تقدیرا اُسوقت ہاشم کی آنکھ کھل گئی دیکھا تمام مکان مین اندھیرا ہی دلمین خیال کیا کہ کوئی آیا ہی
بس اٹھ کے اسکی تلاش مین مصروف ہوا اس اثنا مین ہاشم کو پیشاب کی احتیاج ہوئی اور گوشہ باغ مین
برائے رفع حاجت گیا اُسوقت عیار نے پلنگ کے نیچے سے نکل کے اور ... بیہوشی مار کے ملکہ کو بیہوش کیا اور
چادر مین پشتارہ باندھکے اور دیوار باغ سے جست کر کے نکل گیا بعد فراغ پیشاب جب ہاشم آیا تو ملکہ کو
پلنگ پر نہ پایا سمجھا خیال کیا کہ کوئی عیار ملکہ کو لے گیا یہ تصور کر کے بجلدی تمام بیرون باغ آیا اور مرکب پر سوار
ہو کے جسقدر رات باقی تھی رہروی کرتا رہا مگر تاریکی مین ملکہ کا کہین سراغ نہ پایا جب کہ گریبان صبح چاک ہوا ہاشم
نے دیکھا کہ ایک عیار ملکہ کا پشتارہ لیے جاتا ہی ہاشم نے للکارا کہ بس آگے قدم نہ بڑھانا کہ مین آپہونچا یہ کہکے مرکب
کو جولان کیا عیار نے ہاشم کو دیکھ کے تصور کیا کہ اسکے ہاتھ سے جان بری مشکل ہی یہ سمجھ کے ایک درخت کے گرد پھرنا
شروع کیا ہاشم بھی مرکب سے اتر کے نہروان کے عقب مین چلا کہ دفعۃً ایک سوار مثل آفتاب لمعان صحرا سے
نمودار ہوا یہ سوار خورم زرین درفش ہی کہ بعد روانگی عیار اس غرض سے تنہا آیا تھا کہ مین جا کے ہاشم کو گرفتار
کرونگا اور خورم نہایت پہلوان زبردست ہی اور دعوے شجاعت رکھتا ہی جب عیار نے خورم کو دیکھا کہا کہ اے
خورم یہی ہاشم ہی کہ جسکی گرفتاری کو تمنے مجھے بھیجا تھا ہاشم نے جب خورم کو دیکھا فوراً اپنے مرکب پر سوار ہوا
اس طرف خورم نے پہونچ کے نیزہ مارا ہاشم نے بعد چند طعنون کے اُس کے ہاتھ سے نیزہ ہوائی کر دیا جھلا کے
اس نے تلوار کھینچی مگر شمشیر زنی مین بھی مراد حاصل نہوئی القصہ کشتی شروع ہوئی اس عرصہ مین سرداران
ہاشم بھی پہونچ گئے مگر ہاشم نے اپنے سردارون کو منع کیا اور کہا کہ تم لوگ دور سے تماشاے جنگ دیکھو یہ امر
داخل نامردی ہی کہ بلوہ کر کے تنہا شخص کو گرفتار کرین اور اُس طرف مردان سپاہ خورم بھی آگئے اسنے
بھی اپنے سردارون کو منع کیا غرضکہ ہاشم نے تھوڑے عرصہ مین خورم کو زیر کیا خورم ہاشم کی جرأت دیکھ کے
بصدق دل مسلمان ہوا اور باغ مین آکے ملکہ کو محافے مین سوار کر کے دربند القاریہ کی طرف روانہ ہوا اور
اپنے ملک مین پہونچ کے تمام شہر کو اسلام آباد کیا اور خود سامان عقد ملکہ مین مشغول ہوا۔

اب دو کلمہ داستان عرش بن نمرود کے معرض بیان مین آتے ہین

تو دیکھنے حسرت جو بہت کنار باقی ہی
وہی ہاتھی مین سفید و سیاہ کا عالم
مٹا فساد کی بنا دہر ہم کو راحت

ہنوز رم حلقہ کو بہار باقی ہی
دکھا دہر کی اصل بنا باقی ہی
وجود سنگ ہی جبتک شرار باقی ہی

تب جنون سے فقط جسم زار باقی ہی
ادھر بھی آنکھ اٹھا کر ہو دیکھنا لازم
کہا ہی کسنے فقط موفقان کرد قفس

بہ نکلے جامہ سے یہ ایک تار باقی ہی
نگاہ لطف کا امیدوار باقی ہی
اٹھاؤ جبر جو کچھ اختیار باقی ہی

غواصان قلزم معانی و آشنایان بحر نکتہ دانی زورق سخن کو دریاے بیان مین اسطرح روان کرتے ہین کہ عرش شکا کہ مین تخت سلطنت پر متمکن تھا اور تمام اہالیان دربار جمع تھے کہ ناگاہ در بند القاریہ سے پرچہ اخبار آیا اسمین یہ تحریر تھا کہ القار شاہ کشتی مع تمام شہر کے مطیع اسلام ہوا اور تمام حال جو کچھ گذرا تھا اوس پرچہ مین مندرج تھا عرش نے برہم ہوکے شہنشاہ زرین کمر مالک کوہستان کو اس مضمون کا نامہ لکھا کہ بمجرد دیکھنے میرے نامہ کے پسر حمزہ کو مع خودہم اور عش کی دختر کے جلد گرفتار کرکے بھیجو وہان اون سب کے سر روانہ کردو چنانچہ نامہ دوار نامہ لیکے روانہ ہوا اور شہنشاہ زرین کمر کے پاس پہونچا اور بجا آوری مراسم تعظیم و تکریم کے نامہ پیش کیا شہنشاہ مضمون نامہ سے مطلع ہوا اور اپنے وزیرون سے کہا اسمین ایک عیار بھی تھا کہ نام اوسکا سرطان تھا اس بارہ مین اوسنے شورہ کیا سرطان نے کہا کہ لشکر کشی کرکے پسر حمزہ پر فتحیاب ہونا مشکل امر ہے گر مین جاکے بلقیس عیاری اوسکو گرفتار کیے لاتا ہون شہنشاہ نے کہا کہ ای سرطان اگر تو ایسا کریگا تو مین اپنے ملک سے چہارم حصہ تجھے دونگا سرطان نے کہا اس مضمون کا ایک نوشتہ مجھکو دیجیے شہنشاہ نے لکھ دیا کہ اگر سرطان پسر حمزہ کو گرفتار کر لائیگا تو مین اپنے ملک سے چہارم حصہ اوسے دونگا اور اوس کاغذ پر تمام سردارون کی گواہیان ثبت ہوئین جب وہ کاغذ تیار ہوا سرطان القاریہ کی طرف روانہ ہوا اور بعد قطع منازل و طے مراحل القاریہ مین داخل ہوا اوسوقت وہ زمانہ تھا کہ کاسالم و اسلم اوس شادی مین مصروف ہین اور ہاشم کی چوتھی کا دن ہے غرضکہ سرطان بھی اوسی بزم مین ایک محافہ کے ہمراہ بشکل کہاریکی داخل ہوا جب چوتھی کا ہنگامہ ختم ہوا اور تمام عورات محل نے آرام کیا سرطان خلوت خانہ مین آیا اور ہاشم کو بیہوش کرکے اور پشتارہ باندھ کے کوہستان کی سمت روانہ ہوا جب کہ عروس شب نے چادر مہتاب مین منہ چھپایا اور نوشاہ خورشید خلوتکدۂ مشرق سے عالم شہود مین آیا ملکہ گلفام سرو قد نے ہاشم کو نہ دیکھا اپنا حال تباہ کیا ملکہ کی گریہ وزاری و اشکباری پر گلہاے گلشن نے گریبان چاک کیا ہر نخل کف افسوس ملنے لگا نرگس چشم حسرت سے نگران تھی سبزہ بیگانہ کی طرح پامال آلام دغنان بھی یہ حال پر ملال دیکھ کے فولاد و شمشاد و کاسالم و اسلم مع سردارون کے تلاش ہاشم کے لیے روانہ ہوے اودھر سرطان بخوشی تمام داخل سرحد کوہستان ہوا کہ ناگاہ صحرا کیجانب سے گرد بلند ہوئی اور ایک نقابدار مرکب باد رفتار پر سوار نمودار ہوا عیار سے کہا کہ مین دیکھون تیرے پشتارہ مین کیا ہے اس عرصہ مین اور نقابدار بھی آئے عیار نے پشتارہ کھولنے مین تامل کیا نقابدار نے عیار کے تیر مارا وہ تیر عیار کی ران مین لگا نقابدار نے دوسرا تیر مارنے کا قصد کیا کہ سرطان نے کہا تم تیر نہ مارو اس پشتارہ مین ہاشم شیر افگن پسر حمزہ ہے اور اسکے لانے کا حال بیان کرکے کہا کہ شہنشاہ زرین کمر نے اسکو طلب کیا ہے یہ کہکے پشتارہ نقابدار کے حوالہ کیا نقابدار نے پشتارہ کھول کے ہاشم کو دیکھا اور فوراً اوسکے جمال بیمثال کو دیکھکر عاشق ہو گیا سرطان سے کہا کہ جلد میرے سامنے سے ورنہ ابھی تجھکو قتل کرونگا سرطان مجبور ہو کر روانہ ہوا اور نقابدار نے ہاشم کو اوسی حالت بیہوشی مین مرکب پر ڈال کے باغ مین لایا اور بارہ دری مین لاکر پلنگ پر لٹا دیا ناظرین فسانہ کو معلوم ہو کہ یہ نقابدار شہنشاہ زرین کمر کی دختر ہے کہ نام اوسکا ملکہ نگین شیرین کلام ہے اور چند نقابدار جو اوسکے ہمراہ تھے وہ وزیرزادی اور مصاحبین اوسکی تھین

ہر چند ملکہ نے دل مین تصور کیا کہ اگر پدر اس حرکت سے مطلع ہوگا تو میرے حق مین بہتر نہوگا مگر دل کی بیقراری اور
حضرت عشق کی مددگاری سے یہ خیال نقش باطل کی طرح صفحۂ دل سے دفع ہو گیا فوراً ہاشم کو لخلخہ وغیرہ سنگھا کے
ہوشیار کیا ہاشم نے آنکھ کھول کے جو دیکھا کہ مین ایک مکان غیر مین ہون اور چلمن کے اندر سے ایک ماہ تابان جلوہ گر
ہوا اور میرے گرد کنیزان زہرہ جبین کا حلقہ ہے پس یہ دیکھ کے ہاشم پلنگ سے اٹھا اور کہا کہ مجھ کو یہان کون
گرفتار کر کے لایا ملکہ نے اپنا چہرۂ بے نظیر چلمن سے باہر نکال کے تمام حال سرطان کے گرفتار کرنے اور اس سے
پشتارہ چھین کے یہان لانے کا من وعن بیان کیا چونکہ بسبب شادی کے ہاشم کے دست و پا مین مہندی
لگی تھی ملکہ نے رنگینی دست و پا کا باعث دریافت کیا ہاشم نے اپنی شادی کا کل حال بیان کیا اور کہا کہ عیار
مجکو جو تھی کی شب کو گرفتار کر لایا اسوجہ سے میرے دست و پا رنگین ہین ملکہ نے دل مین خیال کیا کہ جب اس کی
بی بی موجود ہے تو یہ جوان میری طرف کیون مخاطب ہوگا یہ تصور کر کے ملکہ نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی ہاشم نے
ملکہ کو افسردہ دیکھ کے کہا کہ اے ملکہ تم کچھ اپنے دل مین خیال نہ کرو ہر ایک کا مرتبہ موافق اسکے رتبہ کے ہوگا بعد ہی گفتگو
کے ہاشم نے ملکہ سے اسلام کا سوال کیا اور چند کلمہ وحدانیت الٰہی مین بفصاحت بیان کیے ملکہ تو مائل ہو ہی چکی تھی
اور ادھر کلام صدق انضمام نے قلب پر تاثیر کی فوراً آئینۂ دل سے زنگ کفر زائل ہوا کلمہ پڑھ کے مع کنیزان
حور تمثال صدق دل سے مشرف باسلام ہوئی بعد ازان بزم عیش و طرب آراستہ ہوئی ساقیان سیمین ساق و مطربان
شہرۂ آفاق حاضر ہوے جام بے گلرنگ گردش مین آیا زمزمہ سرائی ہونے لگی اور وہان کی کیفیت سنیے کہ سرطان
نے جا کر شہنشاہ سے تمام حال ہاشم کی گرفتاری اور نقابدار کے باعث رہائی کا بیان کیا شہنشاہ یہ سن کے نہایت
برہم ہوا اور کہا کہ اے سرطان قسم بخدا لے مزہ دار اگر تو ہاشم اور نقابدار کو تلاش کر کے پیدا نہ کرے گا تو
تجھ کو عذاب الیم سے قتل کرونگا پس سرطان برہمی شہنشاہ دیکھ کے اسیوقت پھر روانہ ہو مگر ملکہ نے مدت سے
باغ مین بشکل مینا بازار ایک میلہ مقرر کیا تھا اور تمام زنان شہر اس میلہ مین آکے خرید و فروخت کیا کرتی تھین چنانچہ
حسب معمول زنان شہر در باغ پر آئین کنیزون نے ان عورتون سے کہا کہ ملکہ عالم کے دشمن علیل ہین اس سبب سے
میلہ ملتوی ہو گیا ہے ایک کنیز کی زبان سے نکلا کہ ملکہ عیش و عشرت مین مشغول ہین میلہ کیونکر ہوگا وہ عورتین جو میلہ
مین آئی تھین یہ سن کے باہم گفتگو کرتی ہوئی واپس ہوئین اور اس طرف سے سرطان ہاشم کی تلاش مین آتا
تھا اسنے عورتون کا مجمع دیکھ کے پوچھا کہ تم سب کہان سے آتی ہو ان عورتون نے کہا کہ ہم سب اسباب لیکے ملکہ
تمکین شیرین کلام کے باغ مین گئے تھے مگر وہان پہونچ کر سنا کہ ملکہ کسی کو لائی ہین اس سبب سے میلہ موقوف کیا
سرطان نے دل مین خیال کیا کہ جو نقابدار مجھ سے پشتارہ لے گیا ہے یقین ہے کہ وہ ملکہ ہی تھی غرضکہ سرطان یہ
سنکے خاموش ہوا اور شب کو بذریعہ کمند پشت باغ سے دیوار باغ پر پہونچا اور ملکہ و ہاشم کی صحبت بے تکلفانہ دیکھکے
فوراً زیر دیوار آیا اور کسی گوشہ مین پوشیدہ ہوا جسوقت ہاشم نے آرام کیا سرطان ہاشم و ملکہ کو بیہوش کر کے
اور دونون کے پشتارے لیکے جست و خیز کرتا ہوا روانہ ہوا اور صبح کو بر ابر بارگاہ کے پہونچا شہنشاہ کا ایک
مکان لب دریا تھا شہنشاہ اسوقت اسی مکان مین بیٹھا تھا کہ سرطان ہر دو نون پشتارے لیے ہوے
پہونچا اور شہنشاہ کے سامنے لیجا کر رکھدیے شہنشاہ نے دونون پشتارون کے کھولنے کا حکم دیا اول ہاشم
کا پشتارہ کھولا گیا شہنشاہ نے ہاشم کو جوان وجیہ و خوبصورت مثل آفتاب عالمتاب کے پایا مگر جب اس کی
دختر کا پشتارہ کھلا شہنشاہ نے ملکہ کو دیکھ کے سرطان سے کہا کہ اے قرساق یہ کیا معاملہ ہے عیار نے تمام حال بیان کیا

شہنشاہ نے یہ سنکے کہا کہ اے مادر قحبہ تو مجکو بدنام کرتا ہے یہ کہکے حکم دیا کہ اس حرامزادے کو شہر سے نکالدو اور ہاشم کو صندوق مین بند کر کے دریا مین ڈالدیا بعد ازان گویا ہوا کہ اس نمرود مردود نے کیسی تقدیر کی تھی کہ اپنی دختر کو ہاشم پر عاشق کیا اور اس شوخ دیدہ کو بھی اسیر دل کیا شاید رسم دنیا یہی ہے یہ کہکے اپنی دختر کے سینے پر سوار ہوا اُسوقت ملکہ کی آنکھ کھلی اور اپنے پدر کو درپے قتل دیکھ کے مجرا کیا اور کہا کہ اے پدر میرا شیشہ ننگ و ناموس سنگ ظلم سے محفوظ ہے مین نے کوئی حرکت خلاف نہین کی شہنشاہ نے یہ سنکے کہا کہ مین ضرور تیری ناک کاٹونگا یہ کہہ کے ملکہ کی بینی پر تلوار رکھ کے زور کیا مگر ملکہ کی ناک پر خط بھی نہ پڑا شہنشاہ یہ حال دیکھ کے زیادہ برہم ہوا اور ملکہ کو ستون سے باندھ کے تیر مارنا شروع کیا تیر سے بھی ملکہ کے جسم نازنین پر اثر نہ کیا اور قدرت خدا سے ملکہ کا جسم ایسا سخت ہو گیا کہ گویا فولاد پر تیر پڑتا تھا یہ دیکھ کے شہنشاہ نے اپنی دختر کے پانون پر سر رکھدیا اور مسلمان ہوا اگر ہاشم کے واسطے گریان ہوا ملکہ نے ہاشم کا حال سن کے لباس شجرفی زیب بدن کیا اور سب کنیزون کے لب دریا فقیرانی ہو کے بیٹھی اور شہنشاہ زرین کمر نے شہر مین ہیر بیخ کے بتخانے مسمار کیے اور ہاشم کے غم مین بیہوش ہوا

اب وہ کلمہ داستان حیرت بیان اس نہنگ بحر شجاعت یعنی ہاشم والا مرتبت کے کہ شہنشاہ نے برہم ہوکے اسکو دریا مین ڈالدیا تھا بیان ہوتے ہین ٭

گو رہین دل سے خیالات جہان دور ہے
لامکان سے بہت اے قید مکان دور ہے
اے زبان ہجر کی شب کا تو افسانہ بیان
وہ تماشا ہے جہان گذران دور ہے

وہ دیار اور وہ بستی وہ مکان دور رہے
تلخکامی دم نزع بھی شیرین ہو جائے
ہول ان جس سے ہوا ایسا خفقان دور ہے

روح کو قالب خاکی سے نکل چلنے دے
زندگی مین جو حلاوت ہے زبان دور ہے
بند کین خواب اجل نے مری آنکھین آتش

شنا وران قلزم نکتہ دانی و غوطہ زنان بحر سخندانی اس مضمون طلل افزون کی تلاش مین در مکنون سخن کو صدف فکر سے نکال کے یون سلک بیان مین لاتے ہین کہ جب شہنشاہ نے شہزادہ ہاشم کا صندوق دریا مین ڈلوا دیا وہ بحر زخار ایسا محیط تھا کہ جوش و خروش اسکا آشوب زمانہ بلکہ شور محشر کا ایک نمونہ تھا ہر موج اسکی زنجیر ستم قہرناک شکل چین جبین ظالم اظلم گرداب کے پیچ و تاب سے مردمان آبی چکراتے تھے حباب چشم قہر آلود سے ڈرتے تھے غضب کا وہ قہر دریا تھا کہ جزر و مد اسکا کوسون تک جاتا تھا وسعت آب بحدے تھی کہ جہان تک نگاہ کام کرتی تھی عالم آب نظر آتا تھا ٭

آب کیسا کہ بحر تھا زخار
گذر موج جسے شوخ نے دیکھا

تند وہ موج ویرو وتر دار
ساحل اسکا نہ خشک لب دیکھا

موج کا ہر کنارہ طوفان تھا
مارے جھنک حباب عمان پر

چنانچہ وہ صندوق بہتے بہتے اس جزیرہ مین پہونچا کہ جہان کا حاکم داراب دریا نشین ماہی خوار ہے اُسنے ایک مکان لب دریا بنایا ہے مکان کے ایک جانب دریا ہے اور دوسری سمت باغ تعمیر کیا ہے اور داراب دیوانہ مزاج بھی ہے دو سو سردار اور ستر ہزار سوار مگر سب دیوانہ مزاج اسکے ہمراہ رکاب ہین اتفاقاً ایک روز لب دریا شکار ماہی مین مشغول تھا کہ ایک صندوق دریا مین اسکو نظر آیا لوگون کو حکم دیا کہ اس صندوق کو جلد حاضر کرو بموجب حکم کے تمام لوگ دریا مین کود پڑے مگر صندوق کسی سے نہ نکل سکا خود داراب نے زور کر کے صندوق کو کسیقدر دریا سے ابھارا بعد ازان رسیان باندھ کے صندوق کو باہر نکالا اس صندوق مین ہاشم کو دیکھ کے حیران ہوا اس عرصہ مین ہاشم بھی ہوشیار ہو گیا تھا صندوق سے باہر نکلا داراب نے ہاشم سے حال دریافت کیا ہاشم نے تمام ماجرا دیوانے سے بیان کیا اسنے تمام حال سنکے کہا کہ ارے تو خداوند کی اور پیغمبر زادی کا نام لیتا ہے بس دیوانہ را ہوے بس است فوراً برہم ہو گیا اور قصد کیا کہ ہاشم کو طمانچہ مار دن ہاشم نے ارادہ معلوم کر کے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا آخر کشتی شروع ہوئی زور ہونے لگے ہاشم نے کود پھیر مین اُسکو

زیر کیا دیوانہ بھی صدق دل سے مسلمان ہوا اور بوق بجایا کہ تمام دیوانے بیابان سے آکے جمع ہوے اور سب کے ہاتھون مین جو بدست آہنی تھی داراب نے اُن دیوانون سے تمام سرگذشت بیان کی وہ دیوانے تو مطیع داراب تھے ہی اُن سب نے بھی لصفائی قلب اسلام قبول کیا داراب نے ہاشم کی عزت نہایت تکلف سے کی اور تین دن تک ضیافت کے چرچے اور عیش و طرب کے جلسے رہے روز چہارم ہاشم نے کہا کہ ایک آدمی میرے ہمراہ کرو کہ مجھ کو راہ کوہستان کا نشان بتادے داراب نے کہا کہ مین خود آپ کے ہمراہ رکاب ہون جہان حضور تشریف فرما ہونگے خادم بھی آپ کے ہمراہ چلیگا غرض لشکر ستر ہزار دیوانون کی جمعیت سے ہاشم کوچ کر کے کوہستان کی طرف عازم ہوا اور اسطرف ملکہ نگین شیرین کلام بصد رنج و آلام لب دریا اُس شجر کے نیچے بیٹھی تھی اور جتابی دل سے یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی تھی اشعار

جب سے دیکھی نہین تری صورت
دل مین رہ رہ کے درد ہوتا ہے
دشت وحشت ہوا ہے گریبان ہے
سلسلہ آنسوون کا جاری ہے
ساتھ ہوش و خرد نے چھوڑا ہے
منھ کو غم سے کلیجہ آتا ہے
اب یہ تڑپا دلبر خدا کے لیے

کیا کہون ہو جو قلب کی حالت
رنگ چہرہ کا زرد ہوتا ہے
پرزے پرزے تمام دامان ہے
اشکباری ہے بیقراری ہے
دستگیرون نے دل کو توڑا ہے
تن بدن سنسنایا جاتا ہے
شکل دکھلاؤ دلبرا کے لیے

اس جوان نے آکے گھیرا ہے
تن بدن کی ہوئی ہے حالت غیر
دم نکلتا ہے غیر حالت ہے
دل مین خار الم کھٹکتا ہے
حضرت عشق کی چڑھائی ہے
دم نکلجائیگا کوئی دم مین

صبر و طاقت نے منھ کو پھیرا
دل زخم کھایا ہے غم سے قلب
خدا کیا عجیب صورت ہے
شکل قسمل یہ دل پھڑکتا ہے
درد ہجر و شان و دانائی ہے
طاقت صبر اب نہین ہم مین

یہ کہکر ارطرح غش آئی ہوئی اٹھی اور پھر دل کی طرح بلبلا گئی اور بے اختیار یہ کلمہ زبان پر لائی ؎

تصور ہر گھڑی کا قلب پر خنجر ہوا تا ہے
مرا درد لیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
ایسی پریت پریت کا کیسے کرون اپاؤ

اُدھر یاد مژہ کا تیر دلکو توڑ جاتا ہے
دگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد
اپنے پیتم لال سے بچھڑے مین جسکو

خیال زلف دلکو اک پریشانی دکھاتا ہے
تڑپ ہوتی ہے زلزلہ لب پہ لب کے جوانا
آہ کرون تو جگ جلے اور چپکے لاگے گھاؤ
بچھڑے دلکو جانے وہی جو کوئی بچھڑا ہوے

اور کبھی بار بار لب گوہر بار سے یہ اشعار پڑھتی تھی
کبھی مین اس کنارے اور کبھی ہون اُس کنارے ہم
حال دل کس سے کہون کوئی بھی غمخوار نہین۔ کسیکا ہو رہا

ہر پیاسے محبت دور ری آتا غم کے مارے ہم
اور کبھی تڑپ کر یہ شعر پر درد بیقرار زبان پر لاتی تھی
دل نکلجائے جو گھر تو کسی تاکش سے بچون موت کی جلد طلب

اور کبھی ہاے کا نعرہ مارتی تھی اور یون پکارتی تھی ؎ سمجھے تھے کہ نیک اس عشق کا انجام ہوتا ہے

عوض دل کے جگر پہ داغ دل جام رہتا ہے
عرض دل چپ نظر معشوق صبح و شام رہتا ہے
بدل سوختن می کردم چراغ آشنائی را

سدا غفلت مین دربارہ کا انعام رہتا ہے
نہ واقف تھی کہ فرقت سے بشر ناکام رہتا ہے
جو مین ایسا جانتی کہ پریت کیئے دکھ ہوے

زور عشقت و رندی سے جوش جام ہوتا ہے
اگر دانستم از روز ازل داغ جدائی را
نگر ڈھنڈورا پیٹتی کہ پریت نکرے کوے

کبھی مایوس ہو جاتی تھی اور یون فرماتی تھی ؎ وصل بننے کا کچھ بنا و نہین ❊ وان لگا دل جہان لگا و نہین ❊ سیکتے ہین ڈوبے اُچھلتے ہین ❊ ایسے ڈوبے کہین سنگلے ہین ❊ غرض کہ اس طرح بلک بلک کر روتی تھی کہ دیکھنے والون کا کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا تھا ہر چند ہمنشین جلیسین خواتین مغلانیان کنیزین سب با چشم اشکبار ملکہ کی ہمدردی کرتی تھین اور سمجھاتی تھین کہ ملکہ اس قدر مضطر و بیقرار نہو جامع المتفرقین کے فضل پر نظر رکھو چنانچہ ملکہ کی ایک مصاحب نجوبہ نام

بڑھی گریا گرم اور چھیلی کھائی ہوئی تھی اسنے تنکے ملکہ کو گلے سے لگا کر آنکھ تحمو سے سر کا یا اور یوں تسکین دینے لگی کہ
ملکہ عالم آپ نے عجب حالت اپنی بنائی ہے عشق دعاشق کی آبرو خاک میں ملائی ذرا ہوش میں آؤ تمہیں
انوکھی عاشق نہیں ہوئی ہو سلف سے یہ بات ہوتی آئی ہے ماشاءاللہ پڑھی لکھی ہو قصوں میں تو دیکھا ہوگا کہ کسنے

نہیں ایذا اٹھائی ہے کسے
کیا اسنے لیلے کا خیمہ سیاہ
دمن کا بھی احوال مذکور ہے
کہاں خون سے غازہ کاری نگی

کیا قیس ناشاد ہی عشق میں
سنا ہوگا واقعہ کیا کچھ ہوا
کوئی شہر ایسا نہ دیکھا یہاں
زمانہ میں ایسا ہیں تازہ کار

گئی جان فرہاد کی عشق میں
کل اس عشق میں کس طرح سے ہوا
ہنوز اس سے آشوب محشر عیاں
غرض ہر یہ انجوبہ روزگار

ہوئی اس سے شیرین کی حالت تباہ
جو عذرا پہ گذرا وہ مشہور ہے
کب اس عشق نے تازہ کاری نگی
یہ سون خاک چھنواتا ہے

دشت غربت کی سیر کراتا ہے ہر طرح آزماتا ہے جب دیدار معشوق دکھاتا ہے اور یہ بھی صاحبان قسمت کے لیے ہے کہ انکو وصل معشوق ہوتا ہے ورنہ آدمی حرارت تپ درون سے سوکھ سوکھ کر مدقوق ہوتا ہے صحرا صحرا پھرتے پھرتے جی سے گذر جاتا ہے تڑپ تڑپ کر مرجاتا ہے فرہاد نے جان شیرین گنوائی تھی مجنون نے بیابان میں مرگ نوجوانی پائی تھی ملکہ نے کہا کہ اے مجو بہ یہی تو زیادہ اضطراب کا باعث ہے کوہکن کوہ میں اور قیس صحرا میں ٭
سر پٹکنے میں رہا کوئی نہ ہمسر اپنا ٭ مجو بہ بولی کہ یہ تو سُن لیا اور یہ نہ دریافت کیا کہ بعد وصل کبھی صدمہ فرقت ہوتا ہے اور کبھی وصل سے پہلے رنج مہاجرت ہوتا ہے چاہیے کہ وصل نہ ہو یہ غیر ممکن ہے بعد غم فرقت کے وصل کی شادی مزہ ایک دن ہے چنانچہ دیکھو جب تڑپ بلبل کے دل میں زیادہ ہوتی ہے موسم گل آتا ہے ہاں معشوق بھی اپنے عاشق پر رحم کھاتا ہے اول تو محبت ہی نہ کرے قدم کو عشق میں نہ دھرے اور جانا اگر دل آجائے تو ضرور ہے کہ ضبط فرمائے اگر وہ ہی چار دن میں مرجائے گا تو واللہ وصل کون اٹھائے گا خداوند کریم مسبب الاسباب ہے کوئی سبب ایسا پیدا کرے گا کہ وہ خود تمہارا محبوب تم سے آکر ملے گا مجوبہ تو یہ سمجھاتی تھی سہیلیں اٹھا اٹھا کر راہ پلاتی تھی کہ دفعۃً ملکہ کی بائیں آنکھ پھڑکی اور زلف سے ایک معنی کہ کہیں نوچنے کھسوٹنے میں الجھ کر رہ گیا تھا جدا ہو کے ملکہ کے روبرو گرکے ٹوٹ گیا کنیزون نے یہ دیکھ کے کہا کہ اے ملکہ شہزادہ سے آج ضرور ملاقات ہوگی یہ کہتی رہی تھیں کہ ناگاہ ہاشم شکار کنان صحرا کی جانب سے نمودار ہوا ملکہ شہزادہ کو دیکھ کر بیہوش ہوگئی کنیزون نے آواز دی کہ اے شہزادہ جلد ملکہ کی خبر لیجیے ورنہ فرط خوشی میں دشمنون کو شادی مرگ کا اندیشہ ہے ہاشم نے فوراً پہونچ کے ملکہ کا سر اپنے زانو پر رکھا اور مقویات کیوڑہ وغیرہ چھڑکا ملکہ نے آنکھ کھول کے گریہ شادی کیا اور اپنے پدر کے مسلمان ہونے کا حال بیان کیا یہ حال سنکے شہنشاہ بھی آیا اور دوبارہ ہاشم کے ہاتھ پر مسلمان ہوا اور مع چار لاکھ سوار و پیدل نہایت تزک واحتشام سے ہاشم کو ہمراہ لیکے جانب لشکر کے روانہ ہوا القصہ ہاشم مع شہنشاہ خورم زرین کمر و دیوانہ کے واسطے جنگ مرزوقہ کے روانہ ہوتے ہیں آگے دیکھیے کیا ہوتا ہے

اب دو کلمہ داستان بادشاہ اسلام اور دودہ رنگی کے بیان کے حسب سے ہیں

خامہ طوطی ہوئے ہر کس چند اہل کمال میں ہے
بنائے عمو کا سایہ دنیا کے طلسمات میں ہے

بے بنائی جس شہر کی ساعات میں ہے
راقمٔ ذوق عشق ایجاب میں جیسے ہیں

اسپ نازان ہیں جو نادان ہیں ہیں نازقم
سو اس عالم ہستی کی خرافات میں ہے

شاعر د لپذیر سخن کو مشاطہ کلک جادو تحریر آراستہ کرکے یوں حرف زن ہے کہ بادشاہ اسلام اپنے لشکر میں مع امرا امیر چند سرداروں کے جزیرہ محیط میں تشریف فرما ہیں اور دودہ زخمی ہو کے اپنے قلعہ میں پہنچ گیا ہے

جب دودہ کا زخم مندمل ہوا اُسنے حکم دیا کہ تمام لشکر بیرون قلعہ جائے بختیارک ملعون نے کہا کہ ای دودہ تو نورالدہر و سرداران امیر کی جنگ کے لائق نہین ہی جو کچھ مین کہون اُسپر عمل کر یعنی شب آہنگ عیار کو بھیج کہ وہ جاکے بفن عیاری تمام سردارون کو گرفتار کر لائے دودہ کو بختیارک ناہنجار کی یہ رائے پسند آئی اور قلعہ سے باہر نکل کے شب آہنگ سے کہا کہ تو جاکے تمام سردارون امیر کو گرفتار کر لا پس شب آہنگ یہ حکم پاکے مع چھ سو شاگردون کے لشکر امیر کی طرف روانہ ہوا اپنے شاگردون سے کہا کہ لقا دروغ گو ہی اب شاہ اسلام کی خدمت مین جاتا ہون چنانچہ بعد قطع مسافت دربارگاہ پہونچ کے عادی سے کہا کہ شاہ کو میری خبر کر عادی نے جاکے عرض کیا کہ شب آہنگ عیار دودہ زنگی مع اپنے شاگردون کے برائے ملازمت حضور حاضر ہی اسکے بارہ مین کیا ارشاد ہوتا ہی شاہ اسلام نے فرمایا کہ اُسکو آنے دو پس شب آہنگ نے حاضر ہو کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور بعد عجز و ادب یون گویا ہوا ؎

خاقان چین و قیصر روم و شہ فرنگ ۔ فرمان حکم تو بسر و چشم می برند ۔ کاؤس کیقباد و کیخسرو و یزدجرد
پیوستہ در رکاب تو فخر سپہر و ... ۔ در روز رزم سطوت تو برده و کا شتر ۔ ہم بزم شام و روم و خاقان چین خبند ۔ تا ہست آفتاب و مہ و خط استوا
تا طائران سدرہ بر افلاک می پرند ۔ باشی تو شاہ نادر کشور ستان دہر ۔ ہیبت ز بیم نام سکندر رمے برزم ۔ ای خسرو فلک کاب اب

مجکو معلوم ہوا کہ لقا نہایت دروغ گو اور کاذب شیخ ہی لہذا اُسپر لعنت کر کے مین مسلمان ہوتا ہون شاہ اسلام نے خلعت عنایت کر کے اسکے حال پر بہت نوازش کی اور فرمایا کہ اسکے جسقدر شاگرد ہین وہ ایک ایک ہمارے سردارون کی خدمت مین حاضر رہین شب آہنگ نے عرض کی کہ غلام شہزادہ نورالدہر عالیقدر کی خدمت مین حاضر رہے گا مگر ایرج کو یہ کلمہ شب آہنگ کا ناگوار ہوا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہی یہ عیاری کر رہا ہے مگر جب شب ہوئی عیارون نے تمام سرداران باقیماندہ کو بیہوش کیا اور شب کے پشتارے باندھ کے لشکر لقا کی طرف روانہ ہوئے اسطرف جب زنجیر کہکشان ماہ گردون روزگار سے اتری اور تارہاے شعاع کا توڑ شاہ صبح نے گلے مین پہنا ؎

ستارہ صبح کا ناہید نکلا ۔ بھبوکا بنکے پھر خورشید نکلا ۔ شب تیرہ پہ آفت آنے ڈالی ۔ ہوئی پھر دن کے افسر کی بحالی

ہنگام سحر لشکر اسلام مین غلغلہ ہوا کہ عیار سردارون کو لیگئے شاہ اسلام یہ حال سنکے متردد ہوئے اور کہا کہ اب ناموس کی حفاظت کرنا ضرور ہی پس حکم دیا کہ گرد خیمون کے خندق کھودکے اُسکو پانی سے پر کرو کہ کل ناموس ان خیمون مین مقیم ہون غرض کہ ایسا ہی کیا اور وہان شب آہنگ سردارون کو گرفتہ و بستہ کرکے دودہ کے روبرو لے گیا دودہ نے ان سب کو مقید رہنے کا حکم دیا بختیارک نے کہا ای دودہ یہ کیا غضب کرتا ہی اسیوقت ان سب کو قتل کر دودہ نے کہا کل صبح کو قتل کرونگا کیونکہ اول جنگ مین بادشاہ اسلام کو مغلوب کرکے قتل کرلون بعدہ ان سب کو قتل کرون یہ کہکے طبل جنگ کا حکم دیا دونون لشکرون مین صدائے طبل جنگ بلند ہوئی رات بھر دونون لشکر کارسازی حرب و درستی سامان رزم مین مشغول رہے جب سفیدۂ سحری نمودار ہوا ؎

کہ چون صبح رخشان چین باز داد ۔ عروس عدن در بدینار داد ۔ رسید ند لشکر بجاے مصاف ۔ دو پرکار بستند چون کوہ قاف

دونون لشکر میدان مین آکے صف آرا ہوئے دودہ نے نیزہ مارا بعد چند طعنون کے شاہ نے اُسکے ہاتھ سے نیزہ ہوائی کیا دودہ نے گرز مارا شاہ نے بمشکل اُسکے گرز کو بھی رد کیا دودہ نے گرز پھینک کے تیغ آبدار نیام سے کھینچا اور شاہ پر حربہ کیا شاہ زخمی ہوئے تمام سرداران اسلام یہ دیکھ کے دودہ کی طرف دوڑے اور جنگ مغلوبہ ہونے لگی مگر ہمراہیان مالک ولندھور جان بازی کرکے بادشاہ کو نکال لے گئے اور ہطرف جنگ مغلوبہ مین دو لاکھ زنگی اور بارہ ہزار اہل اسلام قتل ہوئے آخر بختیارک نے طبل آسایش بجایا دونون لشکر

میدان سے اپنے اپنے خیموں میں آئے

سر روشن از تیرہ شب تافتہ | چو آئینہ روشنی یافتہ
چو گوہر برآمود زنگی بتاج | شہ چین فرود آمد از تخت عاج
دو لشکر بیکجا گروہ آمدند | بعیش خصومت ستوہ آمدند

لیکن اس جنگ میں دودہ کے چالیس پسر قتل ہوئے دودہ اپنے فرزندوں کی لاشیں دیکھ کے رونے لگا لقا نے کہا کہ اے دودہ تو کچھ غم نہ کر بروز نوروز میں ان سب کو زندہ کر دونگا دودہ یہ سنکے خوش ہوا اور کہا کہ آج شب کو لشکر اسلام پر شبخون مارنے کا قصد ہے اور اس طرف بادشاہ اسلام زخمی بارگاہ میں بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے آکے عرض کیا کہ لشکر کفار کا شبخون مارنے کا قصد ہے یقین ہے آج شب کو وہ لوگ شبخون ماریں یہ سنکے بادشاہ اسلام نے حکم دیا کہ آج شب کو تمام لشکر کمر بستہ موجود رہے اور خندق پر روشنی ہو جب دودہ کو بھی معلوم ہوا کہ شبخون کی خبر لشکر اسلام میں پہونچ گئی اُسنے کہا کہ میرے لشکر کے پانچ لاکھ زنگی شناوری جانتے ہیں اور میں بھی فن شناوری سے آشنا ہوں بس میں اسیوقت جا کے شبخون مارونگا یہ کہکے اٹھا چار گھڑی رات آئی تھی کہ دودہ چار لاکھ زنگیوں سے سوار ہو کے لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوا اور اُسوقت پہونچا کہ لب خندق پر جا بجا خیمے نصب ہو رہے تھے کہ دفعتہً دودہ چار لاکھ زنگیوں سے پہونچ کے خندق میں کودا اور خندق کے پار پہونچکے قتل و غارت شروع کیا ہندیوں اور عربیوں نے دودہ کو دیکھ کے تلواریں علم کیں اور زنگیوں کا اسقدر کشت و خون کیا کہ اکثر بالون اٹھ کے بھاگ کے خندق میں گرے اور اسطرف لقا مع فوج استادہ تھا کہ دودہ برائے قتل بادشاہ اسلام خیمہ کی طرف چلا قراولان نے شاہ اسلام سے جا کے یہ کیفیت بیان کی کہ دودہ بارادۂ فاسد آتا ہے بادشاہ بجلدی تمام خنگ جہان پیما پر سوار ہوئے اور زمتاش بہادر مع سرداران یونانی ہمراہ رکاب ظفر انتساب ہوئے جب یہ خبر خواتین معظمہ نے سنی کہ بادشاہ سوار ہو کے جنگگاہ کی طرف جاتے ہیں خواتین میں کہرام برپا ہوا اور سب نے بال کھول کے درگاہ مستجاب الدعوات میں دعا کرنا شروع کی کہ ناگاہ بیابان سے گرد بلند ہوئی اور نعرہ امیر عالیمقام کا بلند ہوا کیونکہ امیر جزیرہ محیط سے شباشب اس خیال سے آئے تھے کہ لشکر شاہی معلوم نہیں کہ میری غیبت میں لشکر پر کیا حادثہ گذرا ہوگا غرضکہ عین گرمی جنگ میں امیر بھی آئے القصہ تورج و داراب و خورشید بھی خندق کے برابر پہونچے شاہ اسلام نے امیر کو دیکھ کے سر کب اٹھایا اور پسر دودہ یعنی تروہین بن دودہ کو قتل کر کے دودہ کے مقابل پہونچے کہ دودہ نے شاہ اسلام پر تیغہ مارا شاہ اسلام نے اسکا وار رد کر کے ایسی تلوار ماری کہ مع مرکب دودہ کے چار ٹکڑے ہوئے امیر نے یہ دیکھکے باواز بلند کہا کہ ماشاء اللہ شہنشاہ کی تیغ میں کیا صفائی ہے اور سرداران امیر جو دودہ کی قید میں تھے انھوں نے نعرہ امیر سنکے قید کو پارہ کیا اور آکے جنگ میں شریک ہوئے یہ حال دیکھ کے بختیارک نے لقا سے کہا کہ اب گریز کرنا مناسب ہے پس لقا شکست فاش کھا کے بیابان کی طرف روانہ ہوا اور رستم بن دودہ آکے مسلمان ہوا امیر نے رستم بن دودہ کو قلعہ دودہ کا بادشاہ کیا اور دختران دودہ کی شادی ایرج و تورج کو داراب و خورشید سے کر کے جشن فتح شروع کیا

اب دو کلمہ داستان بھاگنا لقا کا بیناے زرد بخش جادو کے پاس بیان ہوتے ہیں

سرخوش از کوی خرابات گذر کردم دوش | بطلبگاری ترسا بچۂ بادہ فروش | چشم آمد بسر کوچہ بی رخسارے
کافرے عشوہ گری زلف چو زنار بدوش | گفتم این کیست چہ کیست ترا خانہ کجاست | اے مہ نو خم ابروے ترا حلقہ بگوش
گفت تسبیح بخاک افگن و زنار بہ بند | سنگ بر شیشۂ تقوی زن و پیمانہ بنوش | بعد ازین پیش من آتا بتو گویم خبرے

۲۵

راہ بنمایم اگر بر تخم داری گوش
دل زکف دادم و بیہوش دیدم مستش پیش
شلک ماند و نہ آدم نہ طیور و نہ وحوش
بے نے و مطرب و ساقی ہمہ عیش و سرور
خواستم تا خبرے پرسم ازو گفت خموش
این خرابات مغانست و درو مستانند
دین و دنیا بیکے جرعۂ عصمت بفروش

بگذر از صومعہ و راہ بہ میخانہ طلب
تا رسیدم بمقامے کہ نہ دل ماند و نہ ہوش
دیدم از دور گروہے ہمہ دیوانہ و مست
بے مے و جام و صراحی ہمہ در نوشا نوش
نیست این کعبہ کہ بے پا و سر آئی بطواف
از دم صبح ازل تا بقیامت مدہوش

خرقہ بیرون فگن و کسوت رندانہ بپوش
محو گشت اندر کون و مکان نقش وجود
لب و بادہ و نے آمد در جوش و خروش
چونکہ سررشتۂ دریافت برفت از دستم
نیست مسجد کہ در و بے ادب آئی بخروش
گر ترا ہست درین کوچہ سر بے رنگی

چابک خرامان عرصۂ سخندانی و چاشنی گیران مذاق شیرین بیانی منازل داستانہائے کہن کو طے کرکے یوں خوشخرامی کرتے ہیں سے سخن سنج دعوائے دریائے ہوش بہ چنین ریخت گوہر بدامان گوش کہ جب لقائے بے لقا قلعۂ عروبہ سے شکست فاش کھا کے بیابان کی طرف بھاگا اور صحرا میں پہونچ کے اپنی بیکسی پر گریان ہوا بختیارک نے ہرچند اسکی تسکین کی مگر لقا کا رونا موقوف نہوا اور کہا کہ ای بختیارک اب ہمیں جائے امن معلوم نہیں ہوتی کہ وہاں جاکے چندروز آرام سے بسر کریں اور دو روز گذر رہے ہیں کہ فرط رنج والم سے نوبت طعام تک نہیں آئی القصہ تمام شب لقا نے نالہ و زاری میں بسر کی جب صبح بھی اسکے حال زار پہ گریان ہوئی ایک طرف سے صدائے نالہ و بکا گوش زد ہوئی نگاہ اٹھا کے دیکھا کہ ایک زاغ باہ ہے کہ وہ گریہ و بکا کرتا ہے بختیارک نے اس زاغ کو دیکھ کے کہا کہ ای زاغ اپنے حال زار سے ہم شکستگان بال و پر کو زیادہ رنج والم میں مبتلا نکر زاغ نے کہا ہرچند مجھکو معلوم ہے کہ خداوند نے ایک شبانہ روز گریہ کیا ہے اور کھانا تک نہیں کھایا لیکن خداوند اپنی خاطر شریف میں کسی طرح کا فکر و اندیشہ نہ کریں کہ دوبارہ خداوند مرتبۂ خدائی پر کامیاب ہونگے اور خداوندے یہی تقدیر کی تھی کہ قلعۂ مینا حصار میں پہونچ کے اہل اسلام کا استیصال کرونگا چنانچہ وہ قلعہ یہان سے دس کوس کے فاصلے پر واقع ہے بعد اس گفتگو کے زاغ پرواز کرکے قلعۂ مینا کی طرف روانہ ہوا فی الجملہ قلعۂ مینا کا حاکم پسر دودہ زنگی مینائے زربخش ہے اور دو دختران دودہ بھی اپنے برادر کے پاس قلعہ میں مقیم ہیں اور ان کے نام میگونہ و شگونہ جادو ہیں اور قلعۂ مینا کا حصار نقرۂ خالص کا ہے اور مینا کاری سے ہنگ نگار خانۂ چین ہو رہا ہے اور قلعہ نہایت آباد اور ازبس رفیع و مستحکم ہے چنانچہ زاغ جادو نے قلعہ میں جاکے مینائے زربخش سے بیان کیا کہ دودہ قتل ہوا اور اہل اسلام خداوند کے تعاقب میں آتے ہیں اور خداوند صحرائے آفت خیز میں اپنے حال زار پر گریان ہیں مینائے زربخش اور میگونہ و شگونہ نے یہ خبر وحشت اثر سنکے اول اپنے پدر کا ماتم کیا بعد ازان مینائے زربخش برائے استقبال زمرد شاہ مع فوج سوار ہوکے روانہ ہوا اور صحرائے آفت خیز میں پہونچ کے لقا کے قدموں کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ میں مثل پدر کے اپنی جان خداوند کے قدم پر نثار کرونگا بعد اس کے لقا کو بہ تجمل تمام زر نثار کرتا ہوا شہر میں لایا اور تمام شہر کو آراستگی کا حکم دیا تمام کوچہ و بازار صفائی و زیبائی سے آراستہ و پیراستہ ہوے اور ہر ایک مقام پہ سامان آرایش و زیبایش مہیا ہوا الغرض نہایت اعزاز و اکرام سے لاکر لقا کو تخت نکبت خداوندی باطل پر متمکن کیا اور شراب گردش میں آیا ساقیان سیمین عذار و مطربان طرحدار حاضر ہوے آواز نوشا نوش و نوشا نوش بلند ہوئی بختیارک نے زربخش سے پوچھا کہ تم خداوند کو کس بھروسے پر لائے ہو اس گفتگو میں ابر نارنجی آسمان پر نمایان ہوا اور ابر سے ایک طاؤس اور ایک تخت ظاہر ہوا اسپر ایک ساحرہ کہ جس کا نام شگونہ ہے سوار تھی اور طاؤس پر

سیگونہ جادو سوار تھی ان دونون نے مع سات سو ساحرہ آکے لقا کو سجدہ کیا بختیارک نے اُن ساحرون کو
دیکھ کر کہا کہ اب کسی قدر میرے دل کو تسکین ہوئی مگر تمنے حلقۂ فگن گوش گردن کشان و سربریدۂ ساحران کا ذکر
بھی سُنا ہوگا کہ اُنھون نے ساحران جہان کے شمع حیات کو گل کر دیا ہی بختیارک کے اس کلام سے سیگونہ و خنگونہ
کے دل مین خوف پیدا ہوا اور ایسا سحر کیا کہ قلعہ مینا حصار کی خندق سے شعلے نکل کے آسمان کی طرف بلند
ہوے ہرکارون نے جو باہر جاسوس متعین تھے یہ خبر زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر کشور گیتی ستان سے
جا کر عرض کی امیر تمام حال سُن کے مع لشکر بعد قطع مراحل برابر قلعہ مینا حصار کے پہونچے لشکر اُتر پڑا بارگاہین
برپا ہوئین بازار کھل گئے کوسون تک خیمہ و خرگاہ راوٹی اسپ چوبے قلندریان سرا پچے برپا ہوے
بارگاہ فلک رفعت استادہ ہوئی صاحبقران مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی اور بادشاہ اسلام
کے مع لشکر فیروزی اثر داخلہ فرمایا پانچ ہزار پانسو چھپن سرداران و پہلوانان نامدار بارگاہ سلیمانی زیب کرسی
و دنگل ہوے بعد اسکے امیر نے فرمایا کہ مینا بے زر بخش کے نام ایک نامہ طیار ہو دبیر عطارد تحریر
طلب ہوا اس نے ایک نامہ بعنوان شائستہ رقم کیا امیر نے ملاحظہ فرمایا اور آواز دی کہ کوئی بہادر
جا کے مینا بے زر بخش سے اس نامہ کا جواب باصواب لاوے فرزند عالیشان رستم پیلتن یعنے علمشاہ
نوجوان اپنے دنگل سے اُٹھے اور نامہ لے کے مع بارہ ہزار سوار اپنے ہمراہیون کے در قلعہ پر آئے دیکھا کہ ایک قلعہ
ہم سر بفلک کشیدہ اور گرد قلعہ خندق سے شعلہ ہاے آتش بلند ہین قلعہ تک پہونچنا بہت مشکل ہی علمشاہ
اس فکر مین تھے ناگاہ آواز آئی کہ یہان سے چلے جاؤ یہ جگہ جانے کی نہین ہی علمشاہ نے کہا کہ مین
باطل السحر کا نامہ دار ہون اور میر درد زمرد شاہ باختری قلعہ مین ہی اتنے مین آواز قہقہہ آئی اور
شعلے بلند ہو کے سرداران پر گرے اور ہر ایک کو کشان کشان خندق مین لیگئے اور انھی مین سے
ایک شعلہ شاہزادہ پر گرا کہ اُسکے پیکر ہستی کو جلا کے خندق مین لے گیا باقیماندہ لشکر علمشاہ گریان و
دل سوزان صاحبقران کے پاس آیا اور تمام حال بیان کیا امیر نے فرمایا کہ اُس حرامزادے نے میرے بچے
سے یہ سلوک کیا بخدا مین اسیوقت جاتا ہون اور سزاے معقول دیتا ہون یہ کہکے سواری طلب کی اور
اسلحہ سے درست ہو کے اشقر پر سوار ہوے یہ حال دیکھ کے تمام سردار بھی سوار ہوے فقط شاہ اسلام لشکر
مین باقی رہے عمرو نے ہرچند منع کیا مگر امیر نے جواب بھی نہ دیا ناچار عمرو بھی ہمراہ رکاب امیر کے روانہ ہوا جب
امیر دروازہ مینا حصار کے برابر پہونچے ایک مقام پر استادہ ہوے ناگاہ خندق سے دود غلیظ پیدا ہو کے
بصورت ابر تیرہ نمودار ہوا اور اسقدر محیط ہوا کہ گرد لشکر امیر کے مثل حصار کے ہو گیا اور ابر سے برق نے آتش بار
پیدا ہوئین اور سردار غائب ہونے لگے عمرو نے یہ کیفیت دیکھ کے کہا کہ ای حمزہ اب سوائے گریز کے چارہ نہین امیر نے اسکا بھی
کچھ جواب نہ دیا کہ ایک بار فیل لندھور بھاگ کر خندق مین گیا اور مع فیل لندھور غائب ہو گیا اور سالک تو بھی
آتش کی مادیان لیکے خندق مین غائب ہوئی اسطرف عمرو بن رستم نے ایرج سے کہا کہ اگر دعوی بہادری ہی
تو خندق مین آؤ ایرج اور عمرو بن رستم سے تکرار ہو ہی رہی تھی کہ یہ دونون بھی خندق مین جا کے غائب ہوے
غرضکہ اسی طرح تمام سردار باہم تکرار کر کے خندق مین داخل ہوے اسی اثنا مین امیر کے برابر زمین شق ہوئی
اور ایک رنگ ماہی نے زمین سے نکل کے امیر سے آنکھ ملائی اور کہا کہ تمکو تمھاری شامت یہان لائی ہی وہ
رنگ ماہی نے یہ کہکے ایک قہقہہ مارا کہ اُس کے دہن سے ایک لال تیز پرواز نے نکل کے گرد امیر کے گردش کی

اور پھر اسی ریگ کے تودہ مین چلا گیا بعد ازان وہ ریگ ماہی بھی چلی گئی عمرو نے کہا یا امیر اسم اعظم تو پڑھیے امیر
نے عمرو کے کہنے سے اسم اعظم پڑھنے کا قصد کیا مگر یاد نہ آیا اُسوقت ایک زنگی بلند بالا قوی جثہ خندق سے پیدا ہوا
اور کہا کہ عمرو عیار کہان ہے عمرو نے کہا مین موجود ہون پس زنگی عمرو کو پکڑ کے خندق مین لیگیا بعد ازان ایک
شاطر بچہ نے خندق سے نکل کے آواز دی کہ ای شاگردان عمرو عمرو تمکو طلب کرتا ہے یہ سنکے تمام عیاران لشکر اسلام
جو کہ وہان موجود تھے خود بخود خندق مین جا کر غائب ہوے امیر یہ کیفیت دیکھ کے نہایت فکرمند تھے کہ اس
عرصہ مین خواجہ بزرگ نے آکر عرض کی کہ اب حضور بارگاہ سلیمانی مین تشریف لے چلین کہ وہان سحر نہین کر سکتا
امیر نے فرمایا مجکو شرم آتی ہے مین کسواسطے آیا تھا اور جبکہ میرے سردار اور ہمراہی سب میرے ہاتھ سے گئے تو مین
واپس جاؤن اس گفتگو مین تھے کہ ایک سوار نے خندق سے نکل کے کہا کہ یا امیر عمرو سے مقدمہ مذہب مین تکرار ہو
رہی ہے اور عمرو نے آپ کو گواہی کے واسطے طلب کیا ہے امیر نے یہ سنکے گھوڑا اٹھایا اور اُس سوار کے ہمراہ خندق مین
جا کے یہ بھی غائب ہوے جو عیار کہ دور سے تماشا دیکھ رہے تھے انھون نے شاہ اسلام کی خدمت مین آکے تمام حال
عرض کیا شاہ اسلام نے یہ کیفیت سنکے تاج سر سے زمین پر پھینکدیا اور لشکر اسلام مین آواز نوحہ وگریہ بلند ہوئی
خواجہ زادون نے شاہ سے عرض کیا کہ اگر حضور بھی نالہ وزاری کرینگے تو تمام لشکر بیدل ہو جائیگا لہذا دامن استقلال
کو ہاتھ سے نہ چھوڑنا چاہیے صبر کرنا مناسب ہے القصہ کیا رچالاک اور ابوالفتح باہم تکرار کرکے رقص کنان جا کے
خندق مین داخل ہوے اور ناپدید ہو گئے سمک و شاپور دیکھ کے بھاگے شاپور نے صحرا کی طرف رخ کیا
پانچ کوس پہونچ کے ٹھہرا گر بد حواس تھا کہ راہ مین سمک کو بصورت پیر زال دیکھا کہ بجلدی تمام چلا جاتا ہے
شاپور نے سمک سے کہا کہ تجھے ابھی کیا وضع بنائی ہے سمک نے کہا کہ خاموش رہ مگر ان دونون پر ساحرون کا
خوف اسقدر طاری تھا کہ جلد دونون دامن کوہ مین پنہان ہو گئے بعد چار گھڑی کے جب ہوش آیا تو اپنی صورت
بشکل کلاونت مفلوک بنا کے شاپور نے دہل لیا اور سمک طنبورہ لیکے دونون مینا حصار کی طرف روانہ ہوے
جب قریب قلعہ پہونچے دیکھا کہ چار طرف سبزہ زار ہے اور چشمے و چبوترہ و تالاب ہین اور کنیز قاز قرے و کلنگ بزنگلے
پر قلعون بیٹھے ہین اور خندق کے اسطرف میدان وسیع ہے اور مخمل سبزہ زار مین دھان لگے ہین پس شاپور ایک چشمہ
پر بیٹھ گیا اور ڈھولک اور طنبورہ بجا کے نغمہ دلفریب شروع کیا کہ ایکبایک مادہ آہو جسکی پشت پر جھول کارچوبی
پڑی تھی نمایان ہوئی اور ان دونون کے قریب پہنچ کے اور قلابازی کھا کے بشکل انسان پری چہرہ ہو گئی اس کا سن
قریب پندرہ سولہ برس کے تھا اور پوشاک سبز جواہر نگار زیب جسم تھی اس عورت کو دیکھ کے دونون خاموش ہو گئے
مگر اُسنے انکو خوف زدہ دیکھ کے کہا کہ تم کچھ خوف و اندیشہ نکرو مین تمہاری آواز نغمہ سن کے یہان آئی ہون مجکو بھی
گانے بجانے سے نہایت شوق ہے اور میرا نام غدار جادو ہے بعد ازان اُسنے ان دونون کا نام پوچھا سمک نے کہا
میرا نام گل رنگ ہے اور یہ طفل میرا برادر زادہ ہے اس کا نام نیز رنگ ہے بعد اس گفتگو کے دونون عیارون نے ایسا
نغمہ دلفریب گایا کہ جسکے سننے سے غدار نہایت محظوظ ہوئی اور ان دونون سے کہا کہ میرے ہمراہ آؤ عیارون نے
کہا کہ خندق تو آگ سے بھری ہے اور شعلے بلند ہو رہے ہین ہم کیونکر چلین غدار نے ایک اسم کہ پڑھا وہ آگ خاموش ہوئی
اور غدار عیارون کو لیکے شہر مینا حصار مین آئی عیارون نے شہر کو دیکھا کہ نہایت آباد ہے چار طرف دوکانین
آراستہ ہین برابر صرافہ جوہری بازار کھلا ہوا عجب رونق پاکیزہ تمام شہر مین دیکھی کہ ہوش اُڑ گئے غرضکہ
جاتے جاتے قریب دار الامارۃ شاہی کے پہونچے اس اثنا مین ایک چوبدار نے آکر غدار سے کہا کہ مینا شاہ زرکش

باغ میں بیٹھا ہوا ہے آپ کو یاد کرتا ہے غدار یہ سنکے باغ میں آئی گر دونوں عیار بھی اسکے ہمراہ تھے ادہر غدار
بادشاہ کی خواہر زادی ہو غدار نے عیاروں کو دیباغ پر ایستادہ کرکے چوبداروں کو حکم کیا ان دونوں گویوں کو
تمام اپنے پاس رکھو جب میں طلب کروں انکو بھیجدینا چنانچہ غدار باغ میں گئی بود جاکے میناشاہ زریں بخش اپنے
ماموں کو سلام کیا اور بعد کچھ گفتگو کے دونوں گویوں کا ذکر کرکے انکی نہایت تعریف کی میناشاہ نے حقیقت سنکے
گویوں کو روبرو طلب کیا دونوں عیار باغ کے اندر آئے دیکھا کہ باغ نمونہ جنت بریں ہے درختان طلا و نقرہ
و جواہرات کے جا بجا نصب ہیں اور تمام باغ رشک روضۂ رضوان ہے جا بجا چوبرنگی نہریں جاری ہیں فوارے
چھوٹ رہے ہیں بلبلیں درختوں پر نغمہ زن ہیں غرضکہ ان عیاروں نے میناشاہ کو باادب تمام سلام کیا میناشاہ
ان دونوں کو مفلوک الحال دیکھ کے متبسم ہوا غدار نے کہا کہ حضور انکی مفلوکی پر خیال نفرمائیں انکے کمال
پر نظر ہو اس اثنا میں ہنگامہ ہوا کہ خواہران میناشاہ میگونہ و شگونہ آتی ہیں اول ہزاران کنیزیں
زریں پوش و نازنینان جواہر پوش آئیں بعد انکے نہایت تزک و احتشام سے میگونہ و شگونہ
با لباسہاے نفیس و پرتکلف صحبت میں آئیں سب نے انکی تعظیم دی اور دونوں مسند پر بیٹھیں میناشاہ
نے شگونہ سے کہا کہ تمھاری صاحبزادی دو گویوں کو لائی ہیں میگونہ نے دونوں عیاروں کی صورت دیکھکے
اول قہقہہ مارا بعد ازاں گانے کا حکم دیا ان دونوں عیاروں نے ایسا نغمہ خوش آہنگ گایا کہ تمام اہل محفل بیخود
ہوگئے میناشاہ نے کئی ہزار روپے اور دو خلعت گران عنایت کیے سمک جنگل پیر تھا اٹھتے وقت اور خلعت اٹھانیکا
قصد کیا اتفاقاً سمک کی میانی چاک تھی شگونہ نے اسکا عضو تناسل دیکھ کے خندہ کیا سمک شگونہ کے خندہ سے
خفیف ہوا اور آگے دامن ڈال لیا بعد ازاں تمام شب عیش و عشرت میں بسر ہوئی اور دونوں عیاروں کو میناشاہ
نے ایک مکان عنایت کیا اور کہا کہ تم دونوں اس مکان میں قیام کرو جب ہم یاد کریں تب حاضر ہونا غرض کہ
دونوں عیار اس مکان میں مقیم ہوئے اور باہم کہنے لگے کہ ہمنے اسواسطے اہل محفل کو بیہوش نہیں کیا کہ اول
امیر کے اسم اعظم کی فکر کرلیں اور مقام قید امیر و عمرو بھی دریافت ہوجائے تو پھر ان کفار کی فکر کریں یہ
دونوں اس منصوبہ میں تھے کہ ایک روز میناشاہ نے تخلیہ میں سمک و شاپور کو طلب کیا اور حکم دیا کہ کچھ گانے بجانے
کا شغل کرو ان دونوں نے اپنے نغمہ دلفریب سے میناشاہ کو نہایت محظوظ کیا سمک نے باتوں باتوں میں امیر
کا تذکرہ کیا اور کہا کہ مجکو خدا پرستوں کا بہت خوف ہے اور میں نے سنا ہے کہ لشکر حمزہ مقابل قلعہ اترا ہوا ہے میناشاہ
نے ہنس کے کہا کہ امیر و عمرو جو کہ سرگروہ پہلوانان و عیاران تھے بیوقت ان دونوں کو میں نے گرفتار کیا سمک نے
کہا کہ اسم اعظم کیونکر بند کیا مینا نے کہا کہ ایک پتلا آزماش کا تیار کرکے اسکی بانہ میں تعویذ دیا ہے کہ اسکی وجہ سے
امیر کا اسم اعظم بند ہوگیا اور اس پتلے کو شیشہ میں بند کرکے ایک صندوق میں رکھا ہے اور صندوق مع شیشہ
ایک بتخانہ میں ہے اور وہ بتخانہ بہ یک سرکل کو موکل کردیا ہے اب تمہیں بتاؤ کہ وہ شیشہ کسیکو کیونکر مل سکتا ہے اور امیر
کیونکر رہا ہو سکتے ہیں یہ سنکر سمک نے ہنسکے کہا کہ اب میرے دلکو تسکین ہوئی مگر مجکو یہ خوف ہے کہ عمرو بڑا مکار ہے
ایسا نہو کہ وہ قید سے بھاگ جائے مجکو حکم ہو تو میں جاکے اسکو قتل کروں میناشاہ نے کہا کہ امیر و عمرو فلاں جگہ
قید ہیں کل تو جاکے انکو قتل کرنا القصہ سمک نے بخوبی اسم اعظم اور امیر کا حال دریافت کرکے میناشاہ کو بیہوش
کیا اور باہر نکلکے تمام ملازموں کو بھی بیہوش کرکے دونوں عیار طرف شیشہ اسم اعظم کے روانہ ہوئے کہ اول امیر اور
اسم اعظم کو رہا کرلیں بعدہ میناشاہ کو قتل کریں اور بہ حسب نشان دہی میناشاہ بتخانہ میں پہنچے وہاں پہونچکے

دوسرا استخانہ دیکھا جب دوسرے استخانہ مین پہونچے تو وہان دیکھا کہ ایک نہر پُرآب موجزن ہی اور نہر کے اُسطرف
صندوق رکھا ہی جب ان عیارون کی نگاہ صندوق پر پڑی بہت خوش ہوے اور سمک نے پیش قدمی
کی مگر میناشاہ نے مفصل حال بیان نہ کیا تھا سو جیسے جون ہی سمک نے نہر مین پانون رکھا اُسکی موج مثل
زنجیر کے سمک کے تمام بدن مین لپٹ گئی اور سمک کو کھینچتی ہوئی روانہ ہوئی سمک نے ہر چند داد وبیداد کی اور کہا
کہ ای شاپور میری خبر لے یہ کہتے کہتے سمک غائب ہوگیا شاپور یہ حال دیکھکے بوجہ عیاری کرکے نہر کے
اُس پار گیا اور بعجلت تمام صندوق کے پاس پہونچا دیکھا کہ ایک مار سیاہ صندوق پر بیٹھا ہی اُس مار نے شاپور
کو دیکھکے کہا کہ ای دزد تو نے غضب کیا اور میناشاہ کیسا غافل ہوگیا ہی کہ تو یہان تک پہونچا بعد ازان اُس
مار نے ایک پھنکار ماری کہ شاپور کے دست وپا کی حس وحرکت زائل ہوئی پس وہ مار سیاہ صندوق سے
اُترا اور کہا کہ مین میناشاہ کا نوکر ہون مجکو میناشاہ نے یہان اسم اعظم حمزہ کا نگہبان مقرر کیا ہی اور میرا نام
سوسان جادو ہی شاپور نے یہ کلام سنکے درگاہ قاضی الحاجات مین عاجزی کی پروردگار اسوقت بیکسی و عالم مجبوری
مین تو ہی معین ومددگار ہی اسطرح رجوع قلب سے اس نے استغاثہ کیا کہ تیر دعا ہدف اجابت پر لگا معشوق ہوا
اور دفعتہ جانب جیب سے ایک تیر سوسان کی کوکھ پر ایسا کاری لگا کہ وہ آہ کرکے فوراً مر گیا ہنگامہ عظیم برپا ہوا اور
آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سوسان جادو بود افسوس کہ بردم وجان دادم و مطلب خود نرسیدم شاپور نے دیکھا کہ
اجروس بھی کھڑا ہوا ہی سوسان کے مرنے سے اسکی وغیرہ علامات سحر زائل ہوگئے رہ گئے سامنے سے سمک بھی نمودار
ہوا اور اسطرف اجروس نے صندوق کے قریب پہونچکے شیشہ جسمین اسم اعظم بند تھا نکالکر توڑ ڈالا اور فوراً
قیدخانہ مین جاکے امیر کو رہا کیا امیر پر جو غفلت طاری تھی اُس سے افاقہ ہوا اور اسم اعظم بھی یاد آگیا عمرو نے
کہا ای حمزہ جلد اپنے لشکر مین تشریف لے چلیے ایسا نہو کہ ساحران غدار کوئی مکر تازہ برپا کرین پس امیر مع سرداران
اور عمرو اور اجروس وسمک وشاپور کے زیر دیوار قلعہ روانہ ہوے عمرو نے پیشتر لشکر مین پہونچ کے خبر کی شاہ اسلام
برائے استقبال امیر خیمہ سے برآمد ہوے اور امیر کو لیکر بارگاہ مین داخل ہوے اور اسطرف صبح کو میناشاہ کی
آنکھ کھلی اُس نے تمام ساحرون وخدمتگارون کو بیہوش دیکھ کے سب پر دم کیا سب ہوشیار ہوے اور اسطرف
سے لقا اور بختیارک بھی پہونچے میناشاہ استقبال کرکے انکو بارگاہ مین لایا بختیارک نے کہا کہ ای میناشاہ تو ہی
زندہ ہی مین ابھی گوریون کو دیکھنے آیا ہون کہ وہ کون مین کہان سے آئے ہین میناشاہ نے متعجب ہوکے کہا کہ ای شیطان
کسی عیار کی کیا مجال ہی اور کیا تاب طاقت رکھتا ہی کہ یہانتک آسکے اسکے بعد حکم دیا کہ گرنگ اور سرنگ کو بلا لاؤ
لوگون نے کہا کہ وہ نہین ہین میناشاہ یہ سنکے متعجب وسراسیمہ در دروازہ خانہ پر آیا دروازے کو کھولا اور شیشہ کو
شکستہ پایا اور زیادہ بیہوش ہوا اور آکر بختیارک سے کہا کہ تم سچ کہتے تھے لقا بھی یہ کیفیت سنکے گھبرایا کہ ای یار
ابر تار بیچھا ہوا اور شنگونہ وسیگونہ نے آکے لقا کو سجدہ کیا اور حال پوچھا کہ باعث تشویش کیا ہی بختیارک نے
خندہ زن ہوکے کہا کہ عیاران لشکر اسلام سب کو رہا کر لیگئے شنگونہ نے کہا کہ تب پریشان نہ ہون مین حمزہ کو دوبارہ
گرفتار کرلونگی بختیارک نے کہا یہی خیریت ہوئی کہ عیارون نے میناشاہ کو زندہ چھوڑ دیا شنگونہ نے یہ سنکے کہا
کہ اب میرے نام طبل جنگ بجنے کا حکم ہو اور میرا کارنامہ ملاحظہ ہو پس میناشاہ نے قلعہ سے نکل کے طبل جنگ
بجنے کا حکم دیا اور صبح مین ہزار ساحرون نے تیاری سامان جنگ مین مشغول ہوے شنگونہ بھی خیمہ مین داخل ہوئی
مگر غدار جادو کو جو گوریون کو لائی تھی ہر ایک طعن وتشنیع کرتا تھا کہ خوب گوریون کو لاکے جشن کیا غدار

نے لوگوں کے کلمات طعن آمیز سے رنجیدہ ہو کے دل میں کہا کہ اب چل کے تو امیر کو گرفتار کرا دو اسطرف امیر کے
لشکر میں بھی صدائے طبل جنگ بلند ہوئی کہ نصف شب کو غدار پرواز کنان در بارگاہ حشمت پناہی پہنچی اور کچھ
افسون سحر پڑھکے چند دانہ ماش کے مارے کہ تمام پاسبان اور محافظان بارگاہ غافل ہو گئے اور امیر پر بھی غلبہ خواب
ہوا غدار بارگاہ کے اندر آئی اور ایک افسون پلنگ پر پڑھا کہ خود بخود پلنگ نے پرواز کی غدار بھی پرواز کر کے ہوئی
ہمراہ پلنگ اپنے لشکر کے سمت روانہ ہوئی صبح کو جب لشکر مخالف میدان میں آیا اور لشکر اسلام کے سرداروں نے
بھی عزم میدان مصاف کیا ہر کاروں نے بادشاہ اسلام سے جا کر عرض کیا کہ آدھی رات کو امیر کو کوئی لے گیا بس یہ
سننا تھا کہ بادشاہ نہایت ملول اور پریشان خاطر ہوے مگر خواجہ عمر و بادشاہ کو سمجھا کے اور تسکین دیکے میدان میں
لائے اسطرف لقا و میناشگونہ و غدار میدان میں آئے غدار نے آواز بلند لشکر اسلام کی جانب مخاطب ہو کے
کہا کہ میں نے امیر کو گرفتار کیا ہے اب تم لوگوں کے لشکر کو بھی پامال کرتی ہوں یہ کہکے شگونہ و میگونہ نے سحر
کیا کہ انکا تخت بلند ہوا اور آسمان کی طرف جا کے غائب ہو گیا بعد دو گھڑی کے بادشاہ اسلام اور تمام
لشکر نے دیکھا کہ بیابان کی طرف سے دو کوہ چلے آتے ہیں ان پہاڑوں نے لشکر اسلام کا محاصرہ کر لیا اب گھٹا تو
پہاڑ گرم ہونے لگے یہ دیکھ کے لشکر اسلام میں شور و ہنگامہ بلند ہوا اور بادشاہ نے واسطے دعا کے ہاتھ بلند کیے
کہ اے کس بیکسان و اے فریادرس مظلومان اسوقت بیکسی میں کہ امیر بھی یہان موجود نہیں ہیں تو ہی حامی و مددگار
ہے کہ بس دفعۃً ان پہاڑوں سے ہزارہا برق چمکی اور مثل رعد کے آواز مہیب پیدا ہوئی کہ ناگاہ و یکبار آسمان پر
نمایان ہوا اور ملکہ محروق بیس ہزار ساحروں کی جمعیت سے پہونچی اور بادشاہ اسلام کو مجرا کیا طاؤس جادو
و فضل جادو بھی ہمراہ محروق کے حاضر ہوئیں اور پہاڑوں پر سحر کیا مگر سحر نے پہاڑوں پر کچھ اثر نہ کیا
کہ یکبار آواز قہقہہ آئی اور کہا کہ اے طاؤس و محروق تمھارا علاج بھی کرتی ہوں محروق کو آواز سے ثابت
ہوا کہ یہ صدا شگونہ و میگونہ کی ہے اور فوراً ایک ہار کہ جسکے گلے میں کچھ دانے پڑے ہوے تھے اور پیشانی پر سیندور
کا ٹیکہ دیا ہوا تھا لشکر میناشاہ سے نکلکر جانب لشکر اسلام آئی اور محروق و طاؤس سے آنکھ ملا کر انکی طرف
چلی گئی بمجرد اسکے محروق و طاؤس بلکہ تمام ساحروں میں قوت گویائی باقی نہ رہی بادشاہ ایک تو متشوش تھے
ہی یہ حال دیکھ کے زیادہ تر سراسیمہ ہوے اور تمام لشکر دعا میں مصروف ہوا کہ دفعۃً پردہ بیابان سے گرد تیرہ و تار بلند
ہوئی جبکہ ہوا سے دامن گرد شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ غضنفر بن اسد سپ باد خور پر سوار تیغ ہندی میں شگاف علم
کیے ہوے اور انگشتر مہر و ماہ ہاتھ میں کہ جس کے باعث سے سحر ساحر تاثیر نہ کرتا تھا دل کردے نمایان ہوے
عمر و نے غضنفر کو دیکھ کے آواز دی کہ اے غضنفر یہ سب دیکھ اور انگشتر سب بیکار ہیں غضنفر نے یہ سنکے مرکب
جولان کیا جب پہاڑوں کے برابر آیا دیکھا کہ اس طرف میدان وسیع ہے اور شگونہ و میگونہ کرسیوں پر بیٹھی ہیں

غضنفر نے نعرہ کیا کہ سنا ہم گذر کرد از چرخ و ماہ	شہنشاہ دوران علی علاہ ہمراہ و رسم پلنگ آوردم	غضنفر منم ابن حمزہ سوار سر سرکشان زیر پا آوردم	بنام روے گشود ہیبت سپاہ یہ نعرہ سنکے شگونہ و میگونہ

نے سحر کیا مگر غضنفر پر انکے سحر نے کچھ اثر نہ کیا بس میگونہ شکل مادہ شیر غضنفر پہ دوڑی جب قریب پہونچی اور
انگشتری کا عکس اسپر پڑا فوراً بصورت اصلی ہو گئی اور بے دو سو رو میں تن ہو کے مقابل کیا غضنفر نے تیغ جوہر
کش نیام سے لیا ٹوٹنے اپنا سر بجاے سپر روبرو کر دیا اسطرف سے تیغ دو پیکر شگاف ہوا بیجان اسکو دیکھا اسکے ہوتے
شگونہ نے یہ حال دیکھا بھاگ کے میناشاہ کے پاس گئی غضنفر نے دریں ہونچ کے اسکو بھی مثل خیار تر کے

دو ٹکڑے کیا یہ دیکھ کے میناے نے نیب دی کہ ہی اجل رسیدہ میں کب زندہ چھوڑتا ہوں اور سحر کرنیکا قصد کیا غضنفر نے اسکے برابر ہوچکے اور اسکی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے اٹھالیا اور طرف آسمان کے پھینکا اور بروقت گرنے کے اسکو چور رنگ ہوائی کیا یہ حال دیکھ کے غدار دوڑی اسکی کیا حقیقت تھی غضنفر نے اسکو بھی ایک ہی وار مین قلم کیا جب یہ ساحر قتل ہوچکے اسوقت امیر اور سرداروں کو ہوش آیا جب غدار قتل ہوئی اثر سحر برطرف ہوا امیر مکان قید سے باہر نکلے اور نعرہ کیا سب سرداروں نے امیر کی آواز سنی عمرو واشقر لیکے امیر کے پاس پہونچا اسطرف بختیارک نے لقا سے کہا کہ اے خداوند اب حسب قاعدہ قدیم بجز دعانیت فرار کیجیے چونکہ بسبب قتل ساحرون کے شور و ہنگامہ و تاریکی تھی پس لقا اسی تاریکی مین بھاگ کے ایک سمت کو روانہ ہوا اور زن بہار ریزہ ریزہ ہوکے غائب ہوگئے القصہ امیر بالفتح و فیروزی قلعۂ مینا مین داخل ہوے اور تمام شہر کو اسلام آباد کیا اور بجاے بتخانون کے مساجد و مدارس کی تعمیر کا حکم دیا اور جشن فتح شروع ہوا

اب دو کلمہ داستان پہونچنا لقا کا مع لشکر حکیم فیلوس کے پاس اور عجائبات حکیم کا اور یہ اگند کی امیر کا ذکر بیان کیا جاتا ہی

ہان اے مرے مہربان ساقی — رندون کی ہے تو ہی جان ساقی
وہ مے کہ جو کھوئے سر گرانی — وہ مے کہ جو ہووے زعفرانی

وہ بادہ کہ جو کرے مجھے مست — وہ مے کہ عدو بھی جس سے ہو پست
اس مے کا پلا دے ساقیا جام — جس سے کہ بجز ہووے نہ کام

گلشن مین کھلے ہین پھول خوش رنگ — بلبل کے ترانے مین ہے آہنگ
ہر چشم ہے نرگس صورت جام — ہے نرگس ابر مست خود کام

ہے زلف عروس زلف سنبل — سیخواہ مین جیسے پیچ مین گل
انگور کو تاکتے ہین مے خوار — ہین بنت عنب کے عاشق زار

سوسن کی زبان ہے وہ خاموش — شاید یہ بھی ہو گئی ہے مدہوش
اے ساقی بزم عیش سامان — دے راہ نمائے بادہ خواران

ہون ایک ہی جام سے مین مدہوش — ساقی مجھے کر دے خود فراموش
اور غم کی نصیحتین ہین مانون — ہین پیر مغان بھی کہ جانون

دو دن ہی بہار زندگانی — جبتک تو رہے نشہ جوانی
اے خضر کہ فنا ہے سب جہان کو — چھیڑین ہین پھر اپنی داستان کو

غافل کش جوہر مضامین — زینت دہ داستان رنگین
ہو وقت ہم سخن مین مدہوش — آئین شاہد قصہ ہم آغوش

ایک روز کا ذکر ہے کہ صاحبقران عالیمقام مع سرداران ذی احتشام محفل صاحبقرانی پر جلوہ فرما تھے با تسبیحین سرداران جان نثاران والا تبار کا گروہ پیش جمع تھا بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ فرما تھے تمام ارکین سلطنت کا دربند حاضر ہوا تھا اور ذکر لشکر کفار ہورہا تھا کہ جو جاسوس لشکر کارون کی لپیٹے مین غرق سامنے سے نکلا ہوتون دیکھ آگے زمین عبودیت کو لب ادب سے بوسہ دیا ہاتھ اٹھا کے دعا و ثناے بادشاہی بجا لاے کہ

تا مہر زند آفتاب برو باشی — تا صبح دمد ہمیشہ مظفر باشی
تا عالم حیات بہ خضر بود — در خانۂ اقبال سکندر باشی

شہریار عالم کی عمر دراز فتح و نصرت دمساز رہے کہ لقا سے بے بقا راندہ درگاہ کیر ہزیمت خوردہ بھاگا جاتا تھا اور یہ لوگ اسکے عقب مین روان تھے کہ دفعۃً شب کو وہ غائب ہوگیا ہم نہین جانتے کہ اسکو زمین کھا گئی یا آسمان پر چلا گیا امیر یا تو قیر نے جب ہرکارون سے یہ خبر سنی عمرو سے مخاطب ہوکے ارشاد فرمایا کہ اے خواجہ اگر یہ چاہتے ہو کہ میں سفر موقوف کرون اور اس کافر خاسر کے تعاقب سے باز آؤن یہ امر ہرگز نہوگا جبتک اس مردود کو قتل نکرونگا چین نہ آئیگا قرار ہوگا اوسکے بعد لقا کو تعین پیدا کرنا ہوگا عمرو نے عرض کیا کہ میں ضرور تلاش کرکے اسکا پتہ لگاؤن گا عمرو نے کہکے اسباب عیاری سے چست و چالاک ہوکے براے تفتیش حال لقا قدم زن ہوا جاتے جاتے ایک درہ کوہ مین پہونچا کہ اس درہ کا نام افشان تھا اور اندرون درہ دو سرا درہ تھا اوس درہ کا رنگ دھانی تھا ادھر اب کی

قطع اس درہ کی تھی ہر طرف گلہائے رنگا رنگ کھلے تھے اور طائران خوش الحان نوا سنج تھے ہوائے سرد عیسیٰ نفس
چل رہی تھی آبشار اپنی روانی سے رفتار معشوق کی کیفیت دکھا رہے تھے اور درہ کے سامنے ایک میدان وسیع اور
پر فضا نظر آتا تھا کوسوں تک سبزۂ زمردین کا فرش بچھا ہوا تھا اور سازہ مردنگ کی آواز آتی تھی عمرو بلندی پر
چڑھ گئے دیکھا کہ جا بجا اس میدان فرحت خیز میں خیمہائے پرتکلف استادہ ہیں خیموں میں فرشہائے تکلف بچھے
ہوئے اور فانوسہائے زمردین آویزاں بیچ میں ایک دنگل یاقوت لگا ہوا ہے اور ایک تکیہ وا تھا وہ چوب کا لعل
بجواہر استادہ ہے اس تکیہ کے نیچے لقا مسند زرین پر بیٹھا ہوا مےخواری میں مشغول ہے اور بختیارک برابر بیٹھا
ہے اور سامنے میدان ہے کہ آئین منقش مترصع کا فرش ہے جب عمرو نے یہ سامان دیکھا دل میں کہا کہ کسی بادشاہ
عالیجاہ نے لقا کی حمایت کی ہے اس سبب سے عیاران لشکر اسلام یہاں تک نہ پہونچ سکے اور یہ اسباب و جواہرات
کو دیکھ کے عمرو کے منہ میں پانی بھر آیا پس اس خیال سے عمرو بیشتر روانہ ہوا کہ کسی شخص سے دریافت کروں
لقا کو کس بادشاہ نے پناہ دی اس ارادہ سے جس درہ کی طرف لقا تھا اسی جانب چلا جب بیرون درہ آیا
دیکھا کہ لشکر کا کہیں نشان تک معلوم نہیں ہوتا اور شعبدہ مقام ہے عمرو نے دل میں کہا کہ یہ کیا اسرار ہے اور پھر اس جگہ
آیا وہی سامان دیکھا غرضکہ تین مرتبہ اتفاق ہوا آخر تصور کیا کہ یہ مقام یا طلسم ہے یا سحر کا کارخانہ ہے پس یہ خیال
کرکے اسی درہ اول پہ آ کے کھڑا ہوا اور بختیارک کو آواز دی لیکن دل میں خوف پیدا ہوا کہ بختیارک تیرا
جانی دشمن ہے ایسا نہ ہو کسی ساحر سے گرفتار کرائے لیکن پھر تصور کیا کہ امیر نے مجکو خبر کے لیے بھیجا ہے اگر مفصل
حال بیان نکرونگا تو امیر آزردہ ہونگے چنانچہ بختیارک آواز عمرو سنکے دوڑا اور کہا اے عمرو اگر میرے لشکر میں
آنے کا ارادہ کریگا تو ایسی پاپوش کاری کرونگا کہ تمام عمر تجکو یاد رہیگا عمرو نے بختیارک کے یہ کلام سنکے دل میں
خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے یہاں اسکو ہر طرح سے اطمینان ہے ورنہ کبھی بختیارک نے مجھسے ایسی گفتگو نہیں کی تھی آج
اسکو کیا ہو گیا اور غصہ کو ضبط کر کے پوچھا کہ اے بختیارک مجکو تو یہ بتا دے کہ لقا کو کسنے پناہ دی ہے بختیارک نے
کہا اے ونٹہ خوار یہ مکان حکیم ارغوش کا ہے اور وہی حکیم لقا کا معاون ہوا ہے لیکن لقا جب حکیم سے جنگ عدوان
کے واسطے کہتا ہے حکیم قبول نہیں کرتا مگر حکیم نے خداوندی کی دعوت کی ہے اور حکیم کہتا ہے کہ اگر حمزہ میرے کلبۂ احزان
کی طرف آئیگا تو نہایت پشیمان ہوگا اور اگر نہ آئیگا تو مجکو اس سے کچھ سروکار نہیں ہے اے عمرو اگر بار دگر تو نے بھی
اسطرف کا ارادہ کیا تو تو ذلیل ہوگا عمرو یہ سنکے اور برہم ہوا اور سنگ فلاخن مارا بختیارک بھاگا اور سنگ
پلٹ کے عمرو کے پاؤں پر لگا اور ضرب شدید آئی عمرو یہ حال دیکھ کے وہاں سے روانہ ہوا اور صاحبقران
کے پاس حاضر ہو کے سب حال بیان کیا اور عرض کی کہ حضور لقا کے تعاقب میں نجائیں امیر نے کہا کہ
میں نے قسم کھائی ہے ضرور جاؤنگا اور حکیم زادوں کو طلب کر کے استفسار کیا کہ تم حکیم ارغوش کو جانتے ہو
اُنھوں نے جب حکیم کا نام سنا رنگ چہرہ زرد ہو گیا اور کہا کہ یا امیر آپکو اس حکیم سے کیا کام امیر نے
فرمایا کہ لقا اسکے دامن پناہ میں گیا ہے حکیم زادوں نے کہا کہ ہماری رائے میں مناسب ہے کہ بالفعل لقا کا
تعاقب ترک کیجیے کیونکہ ہمنے خواجہ بزرجمہر کی زبانی سنا ہے کہ وہ حکیم نہایت زبردست ہے اور ارسطاطالیس
کا شاگرد ہے اور اُسنے حبس دم بھی کیا ہے امیر نے یہ سنکے فرمایا کہ لکھو ہے ان اللہ عزیز حکیم حکیم علی الاطلاق
سب پر زبردست ہے اور عادی سے حکم کیا کہ پیش خیمہ عساکر نصرت قرین اُسی سرزمین کی طرف روانہ کرو
عادی پیش خیمہ لدوا کے حسب الحکم امیر عالیشان اُسی سمت کو روانہ ہوا سے لدا پیش خیمہ بصد دھوم دھام ٭

کہیں چہل پہل تھی ہر سو دم و شام ٭ خیمون کے جھگڑے اور بار برداری کا اژدہام مدنے نگین کا ٹیا زنگی تک تک کی آواز
گھوڑون کے سر اٹھا کے پہل پہ حیا کے گھنگرون کا شور چار طرف بلند ہوا لشکر صف بستہ سوار کلہ بکلہ بیٹھے سے چپ ہو گا کسی جگہ
پانچ سات سوار آپس میں ہنستے باتیں کرتے ایک طرف بدبل کے گھونگرو سے بچندے کدرہ کا شور و غل بعیر بنگاہ کا
ہنگامہ سقے کٹورا بجاتے ساتھ تھے پیدل کی پلٹنین عجیب ساز سنگیز اگائے تو شیدار بندوقین کاندھون پر رکھے ٹوپے
چڑھے شاگرد پیشہ اور اہل حرفہ کے غول ساتھ آیک جانب مستورات کی فنسین محلات کے محافے گرد سنہاتیون اور
حبشی خدمتون کے چوپہلون کی قطار کہاریان برق دش ہمراہ انکی بولی ٹھولی پیادو نسے جیم جھار جھوبلی بہت
کے لوگ سر جن پہ اسباب لادے توشک و لحاف رسیان دیگل فرش و ظروف وغیرہ ہر طرح کا اسباب چھکڑون پر
لدا ہوا آگے پیچھے دو دو چار چار سوار حفاظت کے لیے ساتھ ساتھ چلے برون شہر ناکے پر فقیر بیٹھا ہوا آگ ٹھیک میں لی
دو چار حقے رکھے ہوے کوری ٹھلیون میں پانی بھرا ہوا آیندہ و روندہ کا وہان تانتا فقیر کی صدا بابا راہ باٹ کی خیر دم
بیلو حقہ پانی پی کر چلے جانا کوئی زیر درخت بیٹھ کر روٹی کھانے لگا کسی نے کمر باندھی پیسہ فقیر کو دیا چلتے ہر دم ملا اور چلا غرض
اسی طرح سے اہل لشکر روانہ تھے بعد قطع منازل و طے مراحل منزل بمنزل قریب درہ کوہ پہونچے بارگاہ فلک رفعت
استادہ ہوئی صاحبقران نے مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی اور بادشاہ اسلام نے مع لشکر فیروزی اثر نزول اجلال
فرمایا کوسون تک خیمہ و خرگاہ راوٹی اسیک بیجو بے قلندریان سراپچے برپا ہوے لشکر اتر پڑا بازار مین چہل پہل
ہر طرف گہما گہمی ہونے لگی دوسرے روز علی الصباح حمزہ صاحبقران مع سرداران ذیشان و رشاہ عیاران
عیار بیک طرار عمرو بن امیہ نامدار درۂ کوہ کے ملاحظہ کے لیے سوار ہوے جب وہان پہونچے دیکھا کہ تمام
دشت میں سبزہ لہلہا رہا ہے جانوران خوش الحان درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین گلہاے بوقلمون
سے جنگل نمونہ بہشت برین ہے کہیں لالہ صحرائی کی عجیب و غریب بہار دامن کوہ رشک دامن گلچین معلوم
ہوتا ہے طرفہ موسم فرحت خیز ہے کہ خالق کائنات نے تمام نباتات کو لباس زمردین عطا کیا ہے شاخہاے
درخت بہ باثمار مصروف شکر پروردگار ڈالیان جھوم جھوم کر وجد مین حمد خدا کر رہی ہین ؎
ہر نہال و شاخ ہے مصروف شکر کردگار ٭ خاک پر ہر شاخ سجدہ کر رہی ہے بار بار ٭ چادر آبشار پہاڑ سے گر رہی
ہے رنگ برنگ کی پتھریان ریتین غلطان چلی آتی ہین عجیب لطف دکھاتی ہین ہواے لطیف مسیحا دم چل رہی ہے
کیا نادر سمان ہے اگر مردہ صد سالہ اس صحراے فرحت افزا کی ہوا کھائے اسمین بھی جان آجائے ہر سمت
قدرت پروردگار کا جلوہ نظر آتا تھا ؎ برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ٭ ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار ٭
صاحبقران عالیمقام اس دشت پر فضا کی گلگشت فرماتے ہوے قریب درۂ کوہ پہونچے وہ درہ بھی پہاڑ
گل و ریحان دیکھا اور چار کوہ برابر برابر تھے ایک انمین سے زمردین اور دوسرا یاقوت احمر کا تیسرا پکھراج
اور چوتھا فیروزہ کا تھا اور گیاہ اگی ہوا معلوم ہو مانند مقیش کے لہراتی تھی اور جب شعاع آفتاب کا عکس
اسپر پڑتا تھا تو ایک عالم نور نظر آتا تھا غرضکہ صاحبقران نے یہ کیفیت ملاحظہ فرما کے بارگاہ سلیمانی لب
نہر کے نصب ہونے کا حکم دیا لیکن عمرو اس مکان کی تلاش مین روانہ ہوا آج ہر چند تلاش کرتا ہے گر وہ درہ
اسکو نظر نہین آتا ناچار ہو کر عمرو نے امیر سے آکر بیان کیا کہ ہر چند مین نے تجسس کیا مگر جس درہ مین نقب تھا
آج وہ نہین معلوم ہوتا امیر یہ سنکے برہم ہوے اور سہ پہر کو مع فرزندون اور سردارون کے عمرو کو جلو مین
لے کے روانہ ہوئے اور عمرو سے کہا اگر یہ امورات سحر و طلسم کی نیرنگی کے باعث ہین تو برکت اسم اعظم سے برطرف

ہو جائیں گے پس عمرو برابر دو سوز مرد کے امیر کو لایا اور کہا میں ایسا بیوقوف نہیں ہوں کہ مقام کو فراموش کروں
یہ وہی درہ ہے جہاں میں آیا تھا امیر بالوقیر نے اسم اعظم پڑھ کے دم کیا دفعتہً ایک آواز مہیب پیدا ہوئی اور
دروازہ طلائی مثل بجا چمک کے نمایاں ہوا پیش دروازہ میدان سبزہ زار تھا اور اُس طرف لشکر لقا قائم تھا پس
امیر اس مقام سے مراجعت فرما کے بارگاہ میں تشریف لائے اور منشی عطارد رقم کو طلب فرمایا دبیر مشکین تحریر
کو حکم ہوا کہ اس مضمون کا نامہ لکھو کہ اے گوشہ گزین کنج عزلت والے سجادہ نشین صومعہ عبادت بندہ مقبول
بارگاہ رب العزت حکمت مآب افلاطون دستگاہ ثانی فیلقوس حکیم ارغوش زاہد محبتہ بس از حمد الٰہی شربت
ملاقات نشور مرض مفارقت یعنی نامہ محبت کہ المکتوب نصف الملاقات مشہور ہے قلم صحت رقم سے تحریر کرتا ہوں
کہ اس مریض علت کفر و نفاق یعنے لقا نے تمسے موافقت کی ہے اور اُسکے سر میں سودائے الوہیت پیدا ہوا ہے
اور کور باطن نکو رو او پرستاری حکیم علی الاطلاق سے برگشتہ کرتا ہے پس اُس مفرح القلوب صداقت سے بجون عنایت
کا خواہان ہوں کہ بجرد دیکھنے سواد نامہ کے کہ کحل البصر چشم حقایق ہے اُس دیوانہ کی فصد اُس خنجر جان ستان
سے لیکے میرے حوالے کرو اور اگر اسکے خلاف خاطر شریف میں مرسن ہو تو میرا کلام کہ دوستوں کے واسطے نبات ہے
مگر تمہارے حق میں زہر تریاق ہو جائیگا اور اس کا خیال بھی ملحوظ خاطر رہے کہ میں نے سحر و طلسم باطل کیے ہیں
مجموعہ نیرنجات کو مثل نسخہ بیمار چاک و زائل کر دیا ہے والسلام جب یہ نامہ تیار ہوا امیر نے ترغیب دی کہ کوئی
بہادر ایسا ہے جو اس نامہ کو لیجائے اور جواب باصواب لائے یہ سن کے غضنفر بن اسد اپنے دنگل سے اٹھا
امیر نے کہا اے غضنفر تم جاہل و دیوانے ہو یہ کام تمہارا نہیں ہے حکیم مرد مقرر ہے اگر تم سے اُسنے کچھ دلیل یا بحث
کی اُسوقت کیا جواب دو گے غضنفر نے کہا یا امیر یہ کام خاص میرے ہی لائق ہے کیونکہ میرے پاس انگشتر مہر و ماہ
ہے جو کچھ حکیم کہے گا میں اُسکا جواب معقول دونگا اور عمرو نے بھی سفارش کی آخر امیر نے اجازت دی لیکن
اسد یہ حال دیکھ کے بہت پریشان ہوئے اور غضنفر اپنے خیمہ میں جا کے تیاری میں مصروف ہوا اسد بھی
غضنفر کے خیمہ میں آئے اور دیکھا کہ غضنفر تیار ہے اسد نے سبب گریہ پوچھا غضنفر نے کہا کہ میرے پاس
سامان نہیں ہے پس اسد نے ابراہیم بن مالک و مرزبان بن گیر تک کو مع پچیس ہزار سوار اور تینتالیس
عیاروں کے غضنفر کے ہمراہ کیا اور کہا کہ اے صاحبو یہ ہنوز طفل ہے آپ سب صاحب اسکا خیال رکھیں
اور کرب نے بھی پانچ ہزار سوار اور قتاح عیار کو مع ساز و سامان کے ہمراہ کیا پس بارہ ہزار سوار فیروزہ پوش
و یاقوت پوش ہمراہ لیکے صبح کو غضنفر بڑے تزک و احتشام سے برائے ملاقات حکیم روانہ ہوا اور عمرو بھی
بصورت طفل دوازدہ سالہ صاحب حسن و جمال بنکے غضنفر کے ہمراہ رکاب ہوا جب غضنفر درہ کوہ کے برابر
پہونچا راہ درہ مسدود پائی پس انگشتر مہر و ماہ کا عکس ڈالا دفعتہً تمام کوہ میں زلزلہ پڑا اور صدائے مہیب
پیدا ہوئی بعد کچھ جب شور و ہنگامہ موقوف ہوا اُسوقت درہ ظاہر ہوا غضنفر اُس درہ میں داخل ہو اتمام
میدان میں گیا ہر طرف دیکھی اور دور سے قلعہ نقرئی نمودار ہوا عمرو نے دل میں کہا مقام تعجب ہے کہ اول میں نے
یہ قلعہ نہ دیکھا لیکن وسواس و خناس غضنفر کو دیکھکر لقا کے پاس آئے اور غضنفر کے آنے کا حال بیان کیا
لقا نے حکیم کی طرف دیکھا حکیم یہ خبر سنکے اپنے ماموں حکیم قیلوس کے پاس گیا حکیم قیلوس قلعہ میں تھا اور
ارغوش بوجہ دعوت لقا کے بیرون قلعہ آیا تھا غرضکہ ارغوش نے قیلوس سے ایلچی کے آنے کا حال کہا
حکیم نے کہا کہ تم جا کے ایلچی کا استقبال کر کے لاؤ اور ایلچی سے کلام سخت نہ کرنا کیونکہ حمزہ مرد عاقل

ومے بیرا اسوجہ سے اُسنے دیوانے کو بھیجا کہ اگر یہ کوئی امر خلاف کرے تو ہمکو اُسوقت جانے کلام ہو کہ وہ دیوانہ
تھا کیونکہ صاحب لشکر و دیوانہ پر حجت شرعی جائز نہیں ہو پس ارغوس یہ سُنکے لقا پاس چلا آیا اور اس طرف
غضنفر نے مرکب کو اُٹھا کے قصد کیا کہ قلعہ کے پاس جاؤن مگر تین پہر سرگردان رہا اور قلعہ کے پاس نہ پہونچا اور
لقا کا لشکر بھی نظر سے پنہان ہو گیا غضنفر نے کہا کہ اگر حکیم مرد ہوتا تو امیر اور لقا کا مقابلہ کراتا اور اُسوقت دیکھتا کہ
لقا میرے ہاتھ سے کیونکر رہائی پاتا اس گفتگو مین تھے کہ ایکبارگی سواری لقا کی نمایان ہوئی غضنفر نے دیکھا کہ لقا
کا تخت بارہ ہاتھیون پر کھنچا ہوا ہے اور صنیغم وغیرہ ہمراہ ہیں غضنفر نے دل مین کہا کہ ابھی گرج کیسی لقا کو پکڑ کے
امیر کے پاس لیے چلتا ہون یہ خیال کر کے مرکب اُٹھایا اور لشکر لقا مین آکے شمشیر زنی شروع کی تین پہر تک
شمشیر زنی کی مگر کوئی زخمی نہوا اور لقا کا گرفتار کرنا کیا اُس تک پہونچنا میسر نہوا جبکہ عیار ظلمت شب نے لوح
طلائی خورشید کو جیب مغرب مین رکھا اور نیرنگی بیداے عالم مین کواکب ماہ و کہکشان کی ظاہر ہوئی سے
فلک نے لیکے تختہ یہ دامن شب ٭ چھپایا اور یہی صورت کا مطلب ٭ چھپا اون خوف سے پاس آگئی شام ہمراہ جن نے بھی
چاہی بارسم آرام ٭ لشکر لقا مین جھاڑ و فانوس روشن ہوئے اور غضنفر نے تمام شب شمشیر زنی کی صبح کو دیکھا کہ شمشیر پر خون کا
دھبا تک نہین ہو اور لشکر لقا مین کوئی شخص زخمی بھی نہین ہوا اور دیکھا کہ ارغوس کے نیزہ پر ایک تعویذ بندھا ہوا اور
وہ تعویذ چمکتا تھا غضنفر نے عاجز ہو کے کہا کہ اے حکیم تمھارے یہان ایلچی سے ایسا ہی سلوک کرتے ہین آواز آئی
کہ اے شخص یہ سحر نہین ہو اور ساحر پر لعنت خدا ہو اگر ایسا تو کہتا ہو تو مع لشکر چلا آ پس غضنفر چند قدم گیا تھا کہ
لشکر لقا نمایان ہوا غضنفر نے پہونچ کے بطور اہل اسلام سلام کیا حکیم نے تعظیم کر کے غضنفر کو کرسی جواہر نگار
پہ بٹھایا غضنفر نے کہا ہمارا دشمن تمھارے پاس آیا ہے یا اسکو گرفتار کر دو یا اپنے مکان سے نکال دو حکیم نے کہا
مین نے اُسکو طلب نہین کیا وہ خود آیا ہے پس اگر سگ بھی کسی کے مکان مین آوے تو وہ اُسکو نکال نہین سکتا
اور چونکہ امیر نے اپنے ایلچی کو اس فقیر کے پاس بھیجا تو مجکو جا سے فخر ہوا ادھر عمرو نے غضنفر کو منع کیا کہ گفتگو بیجا
نکرو بعد ازان حکیم نے کہا کہ سرفراز نامہ کہان ہے غضنفر نے کہا کہ یہ نامہ بادشاہ اسلام کا ہے اسکی تعظیم لازم ہے
غرضکہ حکیم نے تمام شرائط احترام نامہ کے بجا لائے اور دونون ہاتھون سے نامہ لیکے سر پر رکھا اور پڑھ کے
غضنفر کو دیا اور کہا کہ لقا میرے پاس خود آیا ہے مین اُس کو کیونکر نکالدون اگر وہ میرے پاس سے خود
چلا جائے اُسوقت صاحب کو اختیار ہے غضنفر نے کہا اگر آپ کو لقا سے کچھ سروکار نہین تو مین ابھی اُسکو پکڑ کے
لیے جاتا ہون اور لقا سے مخاطب ہو کے کہا اے گیدی اُٹھ لقا یہ سُنکے بد حواس ہوا حکیم نے کہا اے غضنفر اگر تمھارا
اختیار ہو تو لقا کو پکڑ لو مین مانع نہین ہون اور جو تمھارا جی چاہے تم اُس کے ساتھ کرو غضنفر نے اِس
بات کو سُن کے دل مین طیش کھایا اور غصہ ہوا غضنفر لقا کی جانب چلا اور اس طرف حکیم نے لقا کو ایک
تعویذ دیا لقا نے وہ تعویذ غضنفر کے سامنے کیا غضنفر نے لقا کی طرف ہاتھ بڑھایا مگر اُسکی گردن ہاتھ مین
نہ آئی غضنفر جست و خیز کر کے لقا کی طرف دوڑتا تھا لقا اور بختیارک خندہ کرتے تھے عمرو نے غضنفر کا ہاتھ
پکڑ کے کہا اے نادان یہ تو طلسم ہے اب چل کے امیر سے جواب نامہ بیان کر غضنفر مجبور ہو کے اپنے مرکب پر
سوار ہوا اور امیر کی خدمت مین پہونچ کے تمام حال بیان کیا امیر نے کسی کے کہنے پر اعتنا نہ کیا اور جس درہ
سے لشکر لقا معلوم ہوتا تھا اسی درہ مین آکے بارگاہ ایستادہ کی لیکن لشکر لقا غائب ہو گیا فقط بیابان نقش
سو بہو نمایان تھا اور اُس طرف لقا بد حواس حکیم ارغوس کے پاس آیا اور کہا کہ امیر کا لشکر آگیا

حکیم نے کہا کہ یہ امر بہتر معلوم ہوتا ہے کہ تم کسی شہریار کے پاس پناہ لیجاؤ لقا نے کہا مین ہرگز نہ جاؤنگا حکیم نے
یہ سنکے کہا کہ اگر تم میرے پاس آئے ہو تو امیر کو آنے دو اور تم بیٹھو

اب دو کلمہ داستان پراگندگی امیر کی اور جانا واسطے شکار کے بیان کیے جاتے ہین

دلم رمیدہ شد و غافلم من درویش
کہ دل بدست کمان ابروی است کافر کیش
بکوے میکدہ گریان و سرفگندہ روم
نزاع بر سر دنیاے دون مکن درویش
ز آستین طبیبان ہزار خون بچکد
کز شرح عاشق نباشد شکایت از کم و بیش

کہ آن شکاری سرگشتہ را بجام پیش
خیال حوصلہ بحر مے پزم ہیہات
چرا کہ شرم ہمی آیدم ز کردہ خویش
نیاز من آن مژہ شوخ عافیت کش را
کرم بجز بہ دستی نشد بدل ریش
بدان کمر نرسد دست ہر گدا اما فقط

چو بید بر سر ایمان خویش مے لرزم
چہ جاست بر سر این قطرہ محال اندیش
نہ عمر خضر بماند نہ ملک اسکندر
کہ صبح میز مرش آب نوش بر سر نیش
تو بندہ گلہ از بادشہ مکن اے دل
خزینہ بکف آورد ز گنج قارون بیش

صیادان مضامین رنگین بیانی و شکار افگنان صحرائے معانی آہوے سخن کو تیر قلم عنبرین رقم سے شکار کرکے یون
صید افگنی فرماتے ہین کہ جب امیر با توقیر نے اس درہ کوہ کی سیر کی اور صحرائے عجائبات کو مشاہدہ فرمایا دیکھا کہ
ایکبار لشکر اسلام مین ہنگامہ و شور برپا ہوا لوگون نے کہا کہ وہ لقا و بختیارک بیٹھے ہین امیر نے دیکھا کہ ایک میدان
کلان کہ جسکے عرض و طول کا پتا نہین اور اُس میدان مین ایک منار اسقدر بلند ہے کہ جس پر تیر نہین پہونچ سکتا
اور دو شخص حکیم وضع اس منار پر بیٹھے ہین اور لقا و بختیارک اُن حکیمون کے روبرو دست بستہ استادہ ہین
یہ حال دیکھ کے سردار دوڑے کسی نے گرز اور کسی نے تیر اُس منار پر مارا مگر اُن مین سے کسی کا تیر اُس تک
نہ پہونچا اور گرز بھی کچھ کارگر نہوا یہ دیکھ کے بختیارک نے آواز بلند کہا کہ وہ دزد مکار کہان ہے اُس سے کہو
کہ یہان ہمارا بال بھی بیکا نہین کرسکتا حکیم نے یہ کلام سنکے کہا کہ اے بختیارک یہ گفتگو خوب نہین اس اثنا مین
سوارون نے دوبارہ گرز و تیر مارے مگر منار پر کچھ اثر نہوا بختیارک نے پھر کہا کہ کرامات حکیم صاحب سے کچھ
ضرر نہوا اہل اسلام نے حکیم کو گالیان دین اور کہا کہ وہ مکار ہے کہ ایکبار منار غائب ہوگیا اور امیر مراجعت
کرکے بارگاہ مین آبیٹھے عمرو نے عرض کیا یا امیر یہ روز اول ہے لقا کا تعاقب ترک کیجے پھر سمجھا جائیگا وہ جاتا
کہان ہے مگر فی الحال مصلحت یہی معلوم ہوتی ہے امیر نے عمرو کی بات کا کچھ جواب نہ دیا یہ تو مزاج دان ہے خاموش
ہو رہا چنانچہ اسی طرح ایک ماہ گذرا اور لقا کا حال دریافت نہوا خواجہ زادے ہر روز کہتے تھے کہ یا امیر
اس جگہ آب بہ ایسا قران صعب ہے کہ کبھی نہوا تھا مگر امیر کہتے تھے کہ مین بقیہ عمر اپنی اسی جگہ صرف کرونگا بغیر
سررشتہ مطلب ہاتھ آئے بے نیل مرام مراجعت نہ کرونگا ؎ تا جان ندہم پا نکشم از سر کویش * نامردی
و مردی قدمے فاصلہ دارد * کاتب تقدیر نے جو کچھ ہماری سرنوشت مین لکھا ہے وہ لامحالہ ظہور مین آئیگا
؎ چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو * سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے * رضینا بما قسم ؎ سر بنہ تسلیم بر خشم
حبیب * ہر چہ آید بر سر من یا نصیب * امیر تو اس فکر مین ہین ؎ من در چہ خیالم و فلک در چہ خیال * کار یکہ خدا کرد
فلک را چہ مجال * ایکروز سردارون نے امیر کی خدمت مین عرض کیا کہ حریف تو مقابل نہین ہے ہمارا دل شکار
کو چاہتا ہے مناسب ہو تو جب تک صید و شکار مین دل بہلایئے صحرا بھی نہایت سبزہ زار ہے اور شکار بھی
یہان بکثرت معلوم ہوتا ہے یہ سنکے امیر نے شکار کا حکم دیا الغرض صبح کو صاحبقران بیلیے قراول
میر شکار یوز باشی اپنے ساتھ لے کر بہر صید افگنی سوار ہوئے تمام جانوران صید گیر ہمراہ تھے

باز جرہ ترمتی شکرہ باشہ بہری بھوسہ
وہ کتون کی قسمین جو تھین لاجواب
پرندون کا چھوڑین نہ نام و نشان

سیہ گوش چیتے وہ سب آشکار
دل شیر دہشت سے ہو جن کے آب
لیے بازہاتھون پہ تھے بازدار

ہرن وہ کہ شیرون کا کرلین شکار
کسی سمت چرتے کہین ہیریان
کہ ہو طائر روح جن کا شکار

جانور باز باشی پگڑیان باندھے انوے رنگے پہنے ہوے مشرقن کے پائجامے پاؤن مین جانور ہاتھون پر لیے ہوے ساتھ ساتھ چلے تا صبح صادق کا وقت تھا صحرا مین جو پہونچے پہلے صاحبقران نے نماز صبح پڑھی وظیفہ سے فارغ ہوے بعد ایک حکم دیا کہ شکار شروع ہو پہلے میر شکار سب حاضر تھے انھون نے بموجب حکم اپنے آقاے نامدار کے جھاڑی جھنڈی کو ڈھونڈھنا شروع کیا تیتر لوے بٹیر کا شکار ہونے لگا جب پرندون کا شکار بخوبی ہو چکا اسوقت امیر نے فرمایا کہ اب چرندون کی تلاش کرو بموجب ارشاد عالی سوار و پیادے تفحص مین چرندون کے روانہ ہوے دم بھر مین شکاریون نے آکر عرض کیا کہ یہان سے تھوڑے فاصلے پر ایک چراگاہ ہے وہان سب قسم کے جانور مثل ہرن ونیل گاؤ چیتل وبارہ سے وغیرہ چرنے مین مصروف ہین امیر عالیشان اُس جانب کو روانہ ہوے تمام سردار بھی اُسی سمت چلے جب کہ قریب چراگاہ پہونچے آواز سم مرکب کی چرندون نے کان کھڑے کیے اور ارادہ کیا کہ چوکڑی بھر کے فرار ہو جائین کہ امیر نے تمام سردارون کو حکم دیا کہ یہ چرند جانے نہ پائین بموجب حکم سوارون نے گھوڑے ڈالے اور شکار کرنا شروع کیا غرضکہ مین روز و شب شکار مین مشغول رہے روز چہارم شکار گاہ مین نہ ہوا امیر یہ دیکھ کے رنجیدہ ہوے کہ ناگاہ ایک مادہ آہو سامنے سے نمایان ہوئی کہ ایک زنگ طلائی اُسکے گلے مین آویزان اور جھول زرّین پشت پر تھی امیر نے مادہ آہو کو دیکھ کر عمرو سے کہا کہ یہ مادہ آہو کسی کی پرورش یافتہ معلوم ہوتی ہے اور سردارون سے فرمایا اگر ہو سکے اسکو زندہ گرفتار کر لو یہ سن کے سردارون نے اسکو گھیر لیا ہرنی نے کیفیت دیکھ کے امیر کے سر سے جست کی اور چوکڑی بھر کے روانہ ہوئی امیر نے برہم ہو کے اُس کے عقب مین اشقر کو جولان کیا جاتے جاتے بہت دور نکل گئے تمام سردار و عمرو وغیرہ سب چھوٹ گئے اور وہ مادہ آہو چوکڑیان بھرتی ہوئی ایک درہ کوہ مین چلی گئی امیر نے درہ کے برابر پہونچ کے دیکھا کہ درہ کی راہ نہایت تنگ ہے مرکب جانے کی جگہ نہین ہے پس اشقر پر سے اُتر کے پیادہ درہ مین داخل ہوے جب اُس درہ سے باہر نکلے ایک میدان سبز و خرم مین پہونچے اور وہ مادہ آہو غائب ہو گئی امیر نے دیکھا کہ وہ وقت صبح ہے اور عمرو کہ جو عقب امیر مین آتا تھا دوسرے درہ مین چلا گیا لیکن امیر پیادہ پا درہ گلزار کی سیر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جب مین مادہ آہو کے تعاقب مین آیا تھا تو پہر دن چڑھا تھا اور یہان صبح معلوم ہوتی ہے امیر نے حیران ہو کے واپسی کا ارادہ کیا دیکھا کہ اب راہ نہین ہے اور جس درہ سے آئے تھے اُسکا شگاف بند پایا یہ دیکھ کے دوسری جانب روانہ ہوے کہ دور سے ایک شہر نظر آیا امیر نے اس شہر مین پہونچ کے دیکھا کہ شہر بہت وسیع پر فضا نزہت خیز حسن خیز ہے خلقت انبوہ در انبوہ عمارتین بلند و عالیشان دوکانین آراستہ و پیراستہ چوبچہ کا بازار بنا ہوا صراف و بزازہ جوہری بازار کھلا ہوا ایک جانب بساط خانہ کی سجاوٹ ہے ہر ایک ملک کا اسباب عمدہ و نادر سجا ہوا ایک جانب میوہ فروشون کی دوکانین انواع و اقسام کے میوہ ہاے تر و خشک رکھے ہوے کہین کہین شکر قند پارہ پارہ ہر ایک بازار و کنج مین جھنڈے گڑے ہوے کہین حلوائیون کی دوکانین پُر آب و تاب ہر قسم کی مٹھائیان نفیس و خوش ذائقہ تھالون مین

لگی ہوئین کہین نانبائی کہین تنبولنین کہین کنجڑے کہین بھٹیارین بیٹھی ہوئین وسازون کا ہجوم مکانات پختہ وبلند
کمرے نہایت نادر ودلپسند سے قصر اعلے اس طرح آباد تھے ؛ چرخ جن پر پیچ کرتا تھا نثار چشم جن
ابروے حسینان جہان ؛ اس طرح کے طاق تھے محراب وار ؛ امیر سیر دیکھتے ہوئے آگے بڑھے دیکھا کہ سنگ
مرمر کا ایک قلعہ ہی نہایت عالیشان اور تمام مکانات گرد وپیش جواہر نگار سائبان زربفتی کھچے ہوئے ہر ایک طرح
کی آرایش وزیبایش سے آراستہ غرضکہ ہر کوچہ وبازار کی سیر کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ ناگاہ گذر امیر
کا ایک حلوائی کی دوکان پر ہوا لیکن کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا تھا کہ امیر نے بازار سے کوئی چیز خود خریدی
ہو جب امیر نے اُس شیرینی فروش کو دیکھا کہ تھا لے جینی روبرو رکھی ہین اور ایک پیر مرد مقطع کرسی پر بیٹھا ہی
اور اُس پیر کے عقب مین ایک خدمتگار مرد جنبانی کر رہا ہی امیر نے دل مین کہا کہ بیشک یہ شخص میری گفتگو
کے لائق ہی اس سے مین اپنے لشکر کا پتہ دریافت کرون گا پس امیر اُس پیر کے عقب مین آکر کھڑے
ہوے اور سلام علیک کی پیر نے بکراہت چین بجبین ہو کے جواب دیا اور امیر کی جانب سے منھ پھیر لیا
امیر دوسری کرسی پر جو اُس کے برابر بچھی تھی بیٹھ گئے پیر مرد نے کہا کہ لاحول ولا امیر نے دل مین کہا کہ مین آدمی
سمجھا تھا مگر یہ نہایت نامعقول ہی امیر نے بکراہت اُس سے پوچھا کہ اس شہر کا نام کیا ہی پیر نے کہا ای شخص
کیون میرا مغز پریشان کرتا ہی امیر نے برہم ہو کے کہا ای نامعقول تو شریفون سے ایسا کلام کرتا ہی پیر نے
کہا ای نامعقول مسخرے ہان ایسا ہی کہتا ہون امیر نے یہ سنکے اُس پیر کی داڑھی پکڑ کے ایک طمانچہ مارا
پیر نے فریاد کی کہ اس ظالم نے مجکو ذلیل کیا کہ ایک دوسرے پیر مقطع نے آکے کہا کہ ای عزیز اس پیر نے جیسی
گفتگو کی اُسکی سزا پائی اور امیر کو سمجھا کے اپنے مکان مین لے گیا اور کہا کہ اگر تمھارے مزاج مین ایسا ہی
غصہ ہی تو اس شہر مین کیونکر مزدوری کر کے اپنی اوقات بسری کرو گے امیر نے فرمایا تو مجکو نہین جانتا مین
صاحبقران ثانی سلیمان ہون پیر نے کہا کہ اسی ایک جینی دو دو کوڑی پر نام صاحبقرانی لیتے ہیں خواہ بادشاہ ہو
خواہ غریب جو کچھ ہو اپنے واسطے ہی امیر برہم ہو کے وہان سے بھی روانہ ہوے اور بازار مین آکے ایک اور
حلوائی کو زر وجواہر دیکے کہا کہ مجکو شیرینی دے اُسنے زر وجواہر دیکھ کے غلام سے کچھ کہا غلام جلکے اسی قسم کا
جواہر لایا اور کہا کہ ایسے کنکر پتھر یہان بہت ہین بلکہ تمام مکانات طلائی اور نقرئی ہین اگر سکہ رایج الوقت لاؤ تو
کوئی چیز مل سکتی ہی امیر نے اُسکے قتل کا قصد کیا حلوائی نے کہا کہ اگر مجکو ناحق قتل کرو گے تو پیش خدا کیا جواب
دوگے اور امیر کے حال پر رحم کر کے صندوقچے سے ایک گول کاغذ نکالا کہ جسپر ایک جانب لقا کی تصویر تھی دوسرے
رخ پر حکیم کی تصویر تھی اور کہا کہ یہ سکہ رایج الوقت ہی اور جو شخص اسکو دیکھتا ہی سجدہ کرتا ہی امیر نے لاحول
پڑھکے کہا کہ برائے رفع گرسنگی اس گبر کو سجدہ کرون فاقہ سے مرجانا بہتر ہی مگر یہ سمجھے کہ تو گا اور یہ کام اُسی حکیم کا ہی
یہ تصور کر کے امیر روانہ ہوے اور تین روز بے آب ودانہ رہے اور کسی سے کچھ نہ کہا بعد سوم اُسی حلوائی کی
دوکان کے قریب آئے اور بسبب گرسنگی کے غش طاری ہوا نشست بدیوار ہو کے بیٹھ گئے اور وہ شب بھی
یون ہی بسر ہوئی صبح کو جب حلوائی نے دوکان کھولی رحم کھا کے امیر کے پاس آیا اور کہا ای شخص اس
شہر مین بغیر مشقت کے کسی کو غذا نہین میسر آتی امیر نے کہا کس محنت کے تجھسے خواستگار ہون اس وقت میں
اپنا جاہ وحشم یاد کر کے گریان ہوے حلوائی نے کہا کہ میری دوکان کے نیچے خوانچہ شیرینی لیکے بیٹھو اور جو خریدار
آئے اسکو اس ترازو سے وزن کر کے جس چیز کا خریدار خواہان ہو اُس کو دو غرضکہ امیر نے ایسا ہی کیا اور اُسنے

تین روز امیر کو کچھ کھانا دیا روز چہارم حلوائی نے ایک مکان مختصر امیر کو خالی کر دیا اور ایک پلنگ و توشک بھی
دی امیر تمام روز شیرینی فروخت کرتے تھے اور نصف شب کو دوکان برخاست کر کے اُسی مکان میں آرام کرتے
تھے اور اپنا تمام اسباب یعنی زرہ اور خود وغیرہ بقچہ مین باندھ کے زیر پلنگ کے رکھ دیا تھا کہ اس اسباب سے دوکانداری
سے کیا مناسبت ہی ایک روز امیر نے حلوائی سے کہا کہ اگر تمھاری اجازت ہو تو مین کسی وقت برائے سیر شہر مین
جایا کرون حلوائی نے کہا کہ تم کو کسی امر کی ممانعت نہین ہی دو وقت صبح و شام کہ وہ وقت دوکانداری کے ہین
اُس وقت نہ جانا اور باقی تمام روز و شب تم کو اختیار ہی امیر نے پوچھا کہ شہر سے باہر جانے کی راہ کونسی ہی حلوائی
نے کہا کہ مین نے تمام عمر مین دروازہ شہر کا نہین دیکھا اور نہ اس شہر سے باہر نکلا پس امیر نے اپنا لباس اور اسلحہ
پہن کے دل مین کہا کہ اس شہر سے نکل جانا مناسب ہی کیونکہ یہ شہر ناپرسان ہی پس یہ خیال کر کے امیر روانہ ہوئے
اور تمام دن سرگردان رہے شب کو پھر اُسی حلوائی کی دوکان پر خود بخود پہونچ گئے غرض کہ اسی طرح تین روز
امیر سرگردان رہے مگر شب کو پھر اُسی شیرینی فروش کی دوکان پر اپنے تئین پایا روز چہارم امیر جنوبی سرحد
کی طرف روانہ ہوے دور سے ایک دریا دیکھا کہ موجزن ہی نہایت صاف و شفاف کہ تہ تک کی چیز معلوم ہوتی
تھی غرضکہ وہ نہنگ بحر شجاعت دریا کی سیر دیکھتا ہوا چلا جاتا تھا کہ ایک مقام پر دیکھا کہ قریب دو سو نازنینون
کے دریا مین نہا رہی ہین اتنے مین ایک نازنین دوپٹہ شبنم کا اوڑھے ہوئے غسل کر کے دریا سے نکلی اور کنارہ پر
ایک چوکی بچھی ہوئی تھی اُسپر بیٹھ گئی تمام جسم اُس کا زیر پیراہن سے ظاہر تھا اور ایسی حسین تھی کہ آفتاب اسکے حسن
کے روبرو شرمندہ ہوتا تھا شمشاد قد خورشید خد ماہ تابان مہر درخشان گلرخسار غنچہ دہان آنکھین دونون نرگس
قتال بھرے بھرے بازو خنجر جانستان دونون ابرو شانے نور کے ساعد بلور کے ؎

قد وہ اس گل کا غیرت شمشاد
پر نہ اتنی طوالت شمشاد
زلف پر پیچ رشک مشک ختا
صورت نافہ وہ بندھا جوڑا
صفحۂ حسن کی تھی پیشانی
پر ضیا وہ جبین لاثانی
دونون آنکھین غزال دشت ختن
وہ نگاہ اور وہ تیر کی چتون
مرغ دل کو بنا ہے نخچیر
لیکن سیاہ پر مژہ کے تیر
چہرۂ پاک پر تھی وہ مینی
پاکر اک ہر دو چشمی لکھی تھی
گورے گورے بھرے بھرے سینے
رشک خورشید وہ وہ رخسارے
نازکی مین وہ دونون لب اسکے
رنگ گلبرگ تر سے افزون تھے
موتیون سے جڑا ہوا تھا تن
تھا ہر اک دانت گوہر عدن
اور وہ سیب ذقن نیا پھل تھا
جو کہ بے کھائے دے اشتہا
شیشۂ صاف بادۂ گلنار
تھا وہ پیارا گلا صراحی دار
مخزن نور حسن تھا سینہ
معدن حسن کا وہ گنجینہ
پا کر وہ دو حباب نور کے تھے
چھاتیان تھین بلور کے
نازک اندام تھا وہ نرم شکم
جب ابر نظر سے ہوئے درم
چاہ مین جسکی لاکھ دل غرقاب
ناف دریاے حسن کا گرداب
ای قلم بس نہ مو شگافی کر
دیکھو تو ہو بجا وصف موے کمر
اک موے مژہ کا سایا گھو
عکس تار نگاہ شوق کا لکھو
تھی ہر اک حسن سے وہ حوران
دیکھ پانے پری تو ہو حیران
کلک ہونے لگا دوات مین مست
اب ہی آگے مقام وہ سربست
الغرض سر سے تا بہ فندق پا
فی الحقیقت تھی نور کا پتلا
جسم مین وہ سفید پیراہن
لاکھ لاکھ اُسپہ دیتا تھا جی سے ؎
کیا تن نازک ہی جان کو بھی حسد جسکی تن ہی ؛ کیا بدن نازک ہی جسکی پیراہن ہی ؛

غرضکہ اس مہ جبین نے لب دریا چوکی پر بیٹھ کے بہ نگاہ معشوقانہ امیر کی طرف دیکھا امیر بمجرد دیکھنے اس کی صورت
کے دلدادہ ہو گئے اور بیتابانہ دوڑ کے اس معشوقہ سے دست و بغل ہو گئے اور چند بوسے لیے یہ حال دیکھ کے وہ
دو سو نازنینین امیر کی طرف دوڑین اور گالیان دینا شروع کین امیر نے اس نازنین سے کہا کہ یہ سب
عورتین مجھکو دشنام دیتی ہین تم ان کو منع نہین کرتین اُس نازنین نے کہا کہ اس شہر کا یہ قاعدہ ہی کہ جو شخص جسپر

عاشق ہوا اسکی شادی اسکے ساتھ ہوتی ہے پس مین اب تیری زوجہ ہون مجکو اپنے مکان مین لیچل مین تیرے ہمراہ ہون
اور ان عورتون کو گالیان دینے سے منع کیا امیر خوشی خوشی اسکو ہمراہ لیکے حلوائی کی دوکان پر آئے حلوائی نے
دیکھکر کہا کہ تمہاری بسراوقات تو مشکل ہوتی تھی اس عورت کی کیونکر گذر ہوگی اور مین نے جو کچھ تمھارے
واسطے مقرر کیا ہے اُس سے زیادہ نہ دونگا امیر نے کہا جو کچھ ہو مین اس پری تمثال کے جمال پر فریفتہ ہون پس
امیر دوکان پر بیٹھکے شیرینی بیچنے لگے شب کو حلوائی جو مٹھائی کا چورہ دیتا تھا امیر مع اُس نازنین کے
وہی چورہ کھاکے بسر کرتے تھے اس عرصہ مین وہ نازنین حاملہ ہوئی اور بعد نو مہینے کے ایک پسر خجل مہر درخشان
پیدا ہوا امیر نے حلوائی سے پوچھا کہ اس شہر مین دایہ بھی مل سکتی ہے حلوائی نے یہ سنکے ایک دایہ کو بلوایا اور اپنے
پاس سے اُسکی اُجرت دی غرضکہ اسی طرح چار سال امیر کو حلوائی کے مکان مین گذرے امیر اس لڑکے کو دیکھ کے
اور اپنا جاہ و تجمل یاد کرکے گریہ کرتے تھے ایک روز شور و ہنگامہ برپا ہوا اور چوبدارون نے ہر دوکاندار سے
آکر کہا کہ اپنی اپنی دوکانین اس ملک کے بادشاہ کے دردولت پر لیچلو کیونکہ بادشاہ نے جشن کیا ہے یہ حکم سنکے
تمام دوکاندار دوکانین لیکر روانہ ہوے اور امیر نے بھی حلوائی کے ہمراہ تمام اسباب دوکان کا لے کے
دردولت شاہی پر چلنے کا قصد کیا اُسوقت حلوائی نے امیر کو خوشخبری دی اور کہا کہ آج جشن شاہانہ ہے
جو کچھ مجکو بادشاہ اور امرا سے ملیگا وہ سب تجکو دونگا امیر بوجہ خرچ خانہ داری کے نہایت پریشان تھے یہ
مژدہ سنکے خوش ہوے کیونکہ اس نازنین کو امیر سے دوسرا حمل بھی رہا تھا اور بسبب محتاجی کے دودھ بھی خشک
ہوگیا تھا اور امیر جہان جاتے تھے وہ لڑکا بھی انکی اُنگلی پکڑے ہوے ہمراہ جاتا تھا القصہ امیر حلوائی
کے ہمراہ آئے اور دیکھا کہ ایک میدان وسیع ہے اور چار نہرین درمیان میدان کے موجزن ہین اور ہر نہر
کے کنارے بازار آراستہ ہے اور میدان مین گرد سبزہ نوخاستہ ہے وہان خیمہ ہاے زرنگاری استادہ ہین
ایک طرف مکان طلائی ہے کہ اُسکی چمک اور ضیا پر نگاہ نہین ٹھہرتی اور شامیانہ جا بجا نصب کیا ہوا ہے ادھر طرف
لشکر اُترے ہین غرضکہ مشرق سے تا مغرب اور جنوب سے شمال تک یہی آراستگی تھی اور حلوائی سے پیشتر
مزدورون نے آکے ایک مقام پر سائبان مخملی استادہ کیا ملازمان حلوائی نے آکر دوکان آراستہ کی اور
خوانچے شیرینی کے لگا دیے حلوائی نے امیر کو سب ملازمون پر سردار کیا تھا کیونکہ حلوائی امیر کو بہت کم
اور سلیقہ شعار جانتا تھا پس امیر بھی دوکان پر بیٹھے دیکھا کہ مکان طلائی کا دروازہ کھلا مگر کسی کا وہان ہجوم
نہین ہوتا تھا پس امیر نے ایک شخص سے دروازہ بند کے ہونے کا سبب دریافت کیا اُس نے اپنی لاعلمی
بیان کی بعد ازان امیر نے دیکھا کہ آواز نقارہ بلند ہوئی اور علمہاے رنگین دکھنا اور دو سانڈنی سوار
آگے اور جلوس شاہی و ماہی مراتب وغیرہ نمایان ہوا بعدہ دیکھا کہ ہاتھیون پر تخت ہاے نقرئی و طلائی
نصب ہین اور بنگلہ ہاے جواہر نگار مین معشوقان طرحدار مع جام و صراحی حاضر ہین اور ان بنگلون مین اسقدر
وسعت تھی کہ ناچ ہو رہا تھا اور بیچ مین لقا بیٹھا تھا خدمتگار مگس رانی کر رہے تھے یہ جاہ و تجمل دیکھکے دل مین
کہا کہ مین نہین جانتا کہ خدا کو کیا منظور ہے کہ مردک کو یہ درجۂ رفیع عنایت فرمایا جب سواری لقائی با این تزک
و احتشام قریب مکان طلائی آئی ایک مرد حکیم وضع مکان سے نکلا اور لقا کا استقبال کرکے قصر طلائی مین لے گیا
صنغیم اور بختیارک بھی لقا کے ہمراہ تھے حکیم نے آواز دی تخت خانہ طیار کرو اور حکم دیا تمام شاہی دکانین
مکان کے اندر لاؤ یہ سنکے چوبدار حلوائی کے پاس آئے اور کہا تم کو حکیم صاحب یاد فرماتے ہین امیر

لقا کو دیکھ کے پوشیدہ ہو گئے تھے اُسوقت حلوائی نے امیر سے کہا کہ تم شیرینی لیکے حکیم کے پاس جاؤ امیر دل مین
خوش ہوئے کہ بہتر ہوا مین جا کے لقا کو قتل کرونگا مگر امیر نے اوّل حلوائی سے دریافت کر لیا تھا کہ مین اپنا
اسباب لیلون اُسنے کہا تھا کہ تمکو کس نے منع کیا ہے غرض کہ امیر مسلح و مکمل ہوے اور مزدورون کے سر پر
خوانہاے شیرینی رکھواکے مکان کے اندر گئے چوبدار نے کہا کہ ایک خوان مین قدرے شیرینی ہر قسم کی رکھوا کے
حکیم کے واسطے مزدور کے ہاتھ بھیجدو ہم اُسکو مزدوری دیدینگے پس امیر نے خیال کیا کہ لقا کے روبرو جانا
بہتر نہین ہے اور تمام خوانہاے شیرینی مزدورون کے ہمراہ کر کے لقا کے پاس بھیجدیے بعد ازان ایک مرد خوش وضع
نے آکے امیر سے کہا کہ جو خوان حکیم کے واسطے رکھے ہین وہ میرے ہمراہ مزدورون کے سر پر رکھواکے لے چلو
پس امیر نے چار گلدستہ شیرینی کے ہمراہ لیے اور مسلح و مکمل اُسکے ہمراہ حکیم کے پاس آئے وہان پہونچ کے
دیکھا کہ ایک باغ نہایت پر فضا ہے کہ جسکی زمین صندل کی اور مکان جواہر نگار ہین اور جا بجا گلدستہ ہاے
بوقلمون رکھے ہین اور ایک بنگلہ نقرئی نصب ہے اور اُسکے روبرو مخمل کا سائبان کھچا ہوا ہے اور بنگلہ مین
فرش سفید عمدہ بچھا ہے اور ایک مرد پیر جبہ و خرقہ پہنے ہوے بشکل نورانی بیٹھا ہے جب حکیم نے امیر کو دیکھا
براے تعظیم اُٹھا اور کہا اے شیر بیشۂ عربستان تشریف لائیے بعد ازان عرض کی یا امیر عالیقدر لاحول ولا قوۃ
کفالت کافر لعین لقا ملعون مین کبھی نہ کرتا لیکن وہ میری سرحد مین آیا تھا اور مین نے اُسکو دعوت کیا
تھا لہذا آج اُسکو اپنی سرحد سے نکالے دیتا ہون اب حضور مالک ہین امیر نے پوچھا کہ کہا تمھارا پاس و لحاظ
ہے ورنہ ابھی اُسکو قتل کرتا اور مین نے بیوقوفی سے اس شہر مین ایک نازنین سے عقد کیا ہے اور اُس سے لڑکا
پیدا ہوا ہے وہ دونون زن و فرزند حلوائی کے مکان مین ہین حکیم نے کہا یہ فقط آپکا خیال ہے آپ کو اپنے
لشکر سے آئے ہوے چند گھڑی کا عرصہ ہوا ہے اور یہ حال آپکو بروقت جانے اپنے لشکر کے معلوم ہوگا بعد ازان
حکیم نے اُٹھکے لقا سے کہا کہ اب تمھارا جہان جی چاہے وہان چلے جاؤ مین تمھاری دعوت سے فارغ ہوا لقا
نے کہا کہ مین آپ کے قدم چھوڑکے نہ جاؤنگا کہ دفعۃً ایک طرف سے ایک شیر پیدا ہوا اور لقا کی جانب دوڑا
لقا نے دیکھا سرداران امیر مرکب اُٹھائے چلے آتے ہین اور لقا کے تمام سردارون نے بھی یہی حال
مشاہدہ کیا پس لقا مع بختیارک بھاگ کے ایک سمت روانہ ہوا حکیم نے امیر سے کہا کہ حضور اپنے لشکر
مین تشریف لیجائیں کیونکہ تمام لشکر کو تشویش ہوگی امیر نے فرمایا کہ مین تمسے ایک طلسم تیار کراؤنگا حکیم نے
عرض کیا کہ آپ جسوقت مجکو طلب فرمائینگے مین فوراً حاضر ہونگا بلکہ دو حکیم اور کہ جو علم و کمال مین مجھ سے
بہتر ہین وہ بھی حاضر ہونگے بعد ازان امیر کا ہاتھ پکڑکے دروازہ تک لایا امیر اشقر کو دروازہ پر استادہ
دیکھ کے سوار ہوے چند قدم گئے تھے کہ حکیم کا مکان نظر سے غائب ہوا اور عمرو نے پوچھا کہ یا امیر شاید
وہ مادہ آہو آپ کے ہاتھ نہین آئی امیر نے تمام حال گذشتہ عمرو سے بیان کیا مقبل نے عرض کی حضور کو گئے
ہوے چار گھڑی گذری ہین غرض کہ امیر بارگاہ مین آئے اور شاہ اسلام سے تمام ماجرا گذشتہ بیان کیا سب کو
یہ کیفیت سنکے کمال استعجاب ہوا بعد ازان صحبت عیش و عشرت و بزم مسرت گرم ہوئی

اب دو کلمہ زمرد شاہ باختری کے بیان ہوتے ہین سو

جسکو اے جان جدائی کا تری غم ہووے
دست و پا دیکھیے ہین اُسکے بیدم ہووے

خانۂ عیش کبھی سے خانۂ ماتم ہووے
ہم سے کوئی تو تدبیر بتاؤ ایسی

تیرے بیمار کا یہ حال ہوا ہے اب تو
دیکھنا اُسکا میسر کوئی دم ہووے

اسنے رونے کی بھی ابر فراموش کرے
ایسی گریہ کی یہ ور دتو کچھ کم ہووے
دو بیدہ اس سے جو یہ دیدۂ پرنم ہووے
جرأت یہ اس بھی یہان مین تو نہین ہو سکتا

شہسواران عرصۂ سخندانی و یکہ تازان معرکۂ خوش بیانی اشہب تیز گام قلم کو میدان بیان مین یون جولان کرتے ہین کہ لقاے بے بقا یہ جانتا تھا کہ سرداران امیر میرے تعاقب مین آتے ہین اس سبب سے شبانہ روز بھاگا آخر بختیارک نے کہا ای لقا تعاقب کرنا اہل اسلام کا دستور نہین ہی بس دامنہ کوہ مین پہونچ کے قیام کیا مگر لقا اپنے حال زار پر رونے لگا بختیارک نے اوسے بہت سمجھایا اور کہا کہ اپنے بھائی نمرود کے پاس شکاکیہ مین چلو لقا نے کہا کہ نمرود نہایت متکبر ہی مین اوسکے پاس نہ جاؤنگا اس سے بہتر ہی کہ مین پھر حمزہ کے پاس چلون غرضکہ بختیارک لقا کو سمجھا کے شکاکیہ کی طرف روانہ ہوا بعد قطع مراحل سرحد شکاکیہ مین پہونچے یہان ایک دربند ہی اور اوس دربند کے حاکم کا نام تہمتن شیر شکار تھا تہمتن ہر روز صحرا مین جاکے ایک شیر کو گرفتار کرتا تھا اور اوسکے کان چھید کے اوس پر سوار ہوتا تھا اس سبب سے شیر شکار اوس کا لقب تھا اور تین لاکھ سوار کا مالک تھا جب تہمتن نے آمد لقا کی خبر سنی سردارون سے مشورہ کیا کہ اب مجھکو کیا کرنا چاہیے سردارون نے عرض کیا کہ اس حال کی خداوند کو عرضی لکھو جیسا خداوند فرمائین اوسپر عمل کرو غرضکہ تہمتن نے عرضی مین لقا کا حال مندرج کرکے عرش بن نمرود کے پاس روانہ کی عرش تہمتن کی عرضی نمرود کے پاس لیگیا اور تمام حال لقا کے آنے کا سرحد تہمتن مین بیان کیا اور کہا کہ تہمتن نے عرضی لکھی ہی اور دریافت کیا ہی کہ لقا کے بارے مین جو حکم ہو اوس کی تعمیل کی جائے نمرود نے یہ سنکے کہا تہمتن کو لکھ بھیجو کہ لقا کو بعزت و احترام میرے پاس لے آئے عرش نے یہی جواب لکھکے ہرکارون کے حوالے کیا ہرکارے عرضی لیکر روانہ ہوے اور نمرود نے لقا بدار زرد پوش کو حکم دیا کہ تو تین لاکھ کی جمعیت سے جا اور باعزاز تمام لقا کو اپنے ہمراہ لے آ مگر خبردار اوسکو سجدہ نکرنا چاہیے عرش نے ہرکارون کے عقب مین لقا بدار زرد پوش کو تین لاکھ سوار کی جمعیت سے روانہ کیا اول ہرکارون نے پہونچکے تہمتن کو جواب عرضی دیا تہمتن حسب الحکم تین لاکھ کی جمعیت سے نوبت و نشان وغیرہ سامان ترک و احتشام ہمراہ لیکے روانہ ہوا اسطرف لقا کو تین روز گذرے تھے اور لقا بختیارک سے کہ رہا تھا تمنے دیکھا کہ ابتک کوئی میرے استقبال کو نہین آیا ناگاہ تہمتن پہونچا مگر لقا کو سجدہ نہ کیا لقا اس کے سجدہ نہ کرنے سے رنجیدہ ہوا تہمتن نے لقا سے کہا کہ ابتک تمھارے ونمرود کے دعوے خدائی نہین نکلا چلو تمکو خداوند نمرود شاہ نے یاد کیا ہی یہ کہکے اور لقا کو سوار کراکے روانہ ہوا کہ دفعۃً لقا بدار زرد پوش فرستادۂ نمرود مردود بھی پہونچا اور شرف ملازمت حاصل کرکے یہ بھی ہمراہ رکاب نکبت انتساب ہوا

اب دو کلمہ داستان ہاشم تیغ زن کے بیان ہوتے ہین

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہی
ہماری جیب کو اب حاجت رفو کیا ہی
رگون مین دوڑنے پھرنے کے ہم نہین قائل
تو کس امید پہ کہیے کہ آرزو کیا ہی
تمھین بتاؤ کیہ انداز گفتگو کیا ہی
جلا ہی جسم جہان دل بھی جل گیا ہوگا
جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہی
چپک رہا ہی بدن پر لہو سے پیراہن
کریدتے ہو جو اب راکھ جستجو کیا ہی
رہی نہ طاقت گفتار اور اگر ہو بھی

دور بینان خورد بیندہ طلسم معانی و نظر بازان عرصۂ سخندانی دوربین فکر دیدۂ خیال پر لگا کر سیر اطراف زمین سخن یون فرماتے ہین کہ جب شہزادہ ہاشم نے داراب دریا نشین اور خرم زرین درفش اور زرین تاج دونون بادشاہون کو گرفتار کرکے مسلمان کیا اوسکے بعد بارہ لاکھ

فوج کی جمعیت سے مزدود کی طرف روانہ ہوے سرحد سنکاکیر مین پہونچا اور مزدود کے قیتول جوتیس کوس سے
تیس کوس تک بتے نمایان ہوے پس ہاشم اسی سمت روانہ ہوا کہ ایکبارگی گرد بلند ہوئی اور دو لاکھ سوار اور اُن کا
سردار فولاد خارا شکن کہ جو مزدود کی مدد کے واسطے جاتے تھے پہونچے اور اپنے عیار سے ہاشم کا حال سُن کے
قیتول مزدود کی طرف سجدہ کیا اور کہا ہم ہاشم سے جنگ کے واسطے آئے تھے اُنکو راہ مین پایا اور اپنے سردارون
سے حکم دیا کہ تم جاکے ہاشم کو گرفتار کر لاؤ اُنھون نے آکر ہاشم سے کہا کہ ہمارا سردار کہتا ہی کہ جلد آکر
خداوند مزدود کو سجدہ کرو ہم تمھاری خطا معاف کردینگے ہاشم نے کہا معلوم ہوا کہ تم مزدود پرست ہو
پس تمھارا قتل کرنا واجب ہوا اُن سردارون نے ہاشم کا رعب و داب اجاہ و جلال دیکھ کے خود مقابلہ کیا
اور جاکے تمام حال فولاد سے بیان کیا فولاد نے اپنے لشکر کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ خبردار تم مین سے کوئی
میرے ہمراہ نہ آئے اور خود تنہا لشکر ہاشم مین جاکے پوچھا کہ تم مین پسر حمزہ کون ہی شیر مردم در دیوانہ نے
جوابدیا کہ او بے ادب اسطرح ہمارے شہزادہ کا نام لیتا ہی فولاد یہ سنکے دیوانہ کی طرف دوڑا دیوانہ نے چوبدست
پکڑکے فولاد پر حملہ کیا فولاد نے ہاتھ بڑھا کے چوبدست چھیننے کا قصد کیا پس دونون جانب سے ایسی کشاکش
ہوئی کہ چوبدست ٹوٹ گئی اور دونون گھوڑون سے اُترکے کشتی مین مصروف ہوے دیوانہ نے ایسا ناخن مارا
کہ زرہ فولاد کی پارہ ہوگئی اور جسم فولاد کا زخمی ہوگیا مگر فولاد نے بھی ایسا گھونسا مارا کہ دیوانہ کی
آنکھین بند ہوگئین اور غش طاری ہوا فولاد نے قصد کیا کہ دوسرا طمانچہ مارے اس اثنا مین ہاشم نے
پہونچ کے کہا کہ ای فولاد تیرا حریف مین ہون فولاد نے جمال شہزادہ دیکھ کے کہا کہ پسر حمزہ تمھین ہو ہاشم
نے کہا ہان مین ہی ہون اس عرصہ مین دیوانہ کو ہوش آیا اور دوڑ کے پھر فولاد سے لپٹ گیا اور کشتی شروع
ہوئی فولاد کے سردارون نے قصد کیا کہ ہم بھی فولاد کے شریک ہون لیکن اُس نے منع کیا کہ تم لوگ علیحدہ
رہو مگر خواہرزادہ فولاد فرہاد خارا شکن نے کہا کہ ای پسر حمزہ تو نہایت متکبر ہی کہ اپنے ملازمون سے
جنگ کراتا ہی یہ کہکے اور تلوار کھینچ کے ہاشم کی طرف آیا اور حملہ کیا ہاشم نے آہستگی اُسکے ہاتھ سے تلوار چھین لی
اور کمر مین ہاتھ ڈال کے خانہ زین سے اُٹھا لیا فرہاد یہ زور و طاقت شہزادہ کی دیکھ کے مسلمان ہوا لیکن
فولاد اور دیوانہ مین تمام روز کشتی ہوئی آخر فولاد کا پاؤن ایک سوراخ موش مین جاکے ٹوٹ گیا ہاشم یہ
دیکھ کے دوڑا اور دیوانہ کو علیحدہ کرکے فولاد سے کہا کہ ای بہادر اب جاؤ جب تم کو صحت ہوگی اُسوقت آنا
یہ دیوانہ پھر تمسے اُسوقت جنگ کریگا فولاد بھی یہ جرأت و ہمت شہزادہ کی دیکھ کر عاشق ہوا دلمین اپنے
تصور کیا کہ فرہاد اتنے بڑے پہلوان کو اسنے کسطرح بآسانی گھوڑے سے اُٹھا لیا اور دوسرے یہ دیوانہ کہ جسنے
مجھسے ایسی جنگ کی اسکو بھی اسنے زیر کیا ہی پس مین اس شخص سے سر برہو نگا چنانچہ فولاد بھی مع اپنے
دو لاکھ سواران ہمرہی کے بصدق دل ایمان لایا اسی جلد بارگاہ جہان استادہ ہوئین تین شبانہ روز سب نے
قیام کیا روز چہارم شہزادہ ہاشم نے دیوانہ مردم در اور فرہاد کو ہراول لشکر کیا اور چودہ لاکھ کی جمعیت سے
اپنی بارگاہ سنکاکیر کی جانب روانہ کی اور خود بھی عقب مین روانہ ہوا

اب دو کلمہ داستان لقا کے اور بیوکتا اس مردود کا مزدود کے پاس بیان ہوتے ہین

نہ پوچھ عشق کے صدمے اٹھائے ہین کیا کیا	شب فراق مین ہم تلملائے ہین کیا کیا	ذرا تو دیکھ کہ صناع دست قدرت نے
طلسم خاک سے نقشے بنائے ہین کیا کیا	مین اسکے حسن کے طالع کی کیا کرون تعریف	نہ پوچھ مجھسے کہ عالم دکھائے ہین کیا کیا

ذرا تو دیکھ لے گھر سے نکل کے اے بے مہر ترے خرام نے فتنے اٹھائے ہیں کیا کیا	کہ دیکھنے کو ترے لوگ آئے ہیں کیا کیا نگاہ غور سے ٹک مصحفی کی جانب دیکھ	کوئی پٹکتا ہے سر کوئی جان کھوتا ہے جگر پہ اپنے ترے زخم کھائے ہیں کیا کیا

بلبلان نغمہ سنج گلزار معانی و طوطیان شکرستان شیرین زبانی شاخ رنگین و پر بہار خامۂ تحریر سے مضمون بوقلمون
کی گلفشانی اسطرح فرماتے ہیں کہ جب لقا قریب شاکیہ پہونچا عرش نے معطر زر وزیر سے کہا کہ تم جا کے لقا کو
باعزاز و اکرام لے آؤ کہ وہ بھی اٹھارہ ہزار ملک باختر کا مالک ہے اور نمرود کے عرش کے علاوہ چالیس بیٹے
ہیں اور وہ بھی سب صاحب فوج وحشم ہیں عرش نے اپنے تمام بھائیوں کو بھی برائے استقبال لقا بھیجا
اور خود بھی شہر سے سات منزل تک کے خیمہ زرنگار میں مقیم ہوا جس وقت لقا پہونچا عرش اُسکا استقبال
کرکے اپنے خیمہ میں لایا اور دعوت کی اور ظروف ہائے طلا اہل لشکر کو عنایت کیے اور لقا کے ہمراہ اُس
روز چونسٹھ لاکھ سوار ستھے عرش و معطر زر و خسرو و بلند اختر نے پایۂ تخت لقا کو بوسہ دیا لیکن لقا بہ سبب
اُنکے سجدہ نکرنے کے از بس رنجیدہ ہوا بختیارک نے کہا کہ اے دیوانے تجکو اس جاہ و جلال سے طلب کیا
ہے اے بیہودہ اُنکو تیری کیا پروا ہے کہ تجکو سجدہ کریں غرض کہ عرش لقا کو نہایت تجمل و شان و شوکت سے
شاکیہ میں لایا لقا نے شاکیہ میں پہونچ کے دیکھا کہ تمام مکانات طلائی و جواہر نگار ہیں لقا یہ سامان کر و فر
دیکھ کے ملک سائل کو بھول گیا تمام شہر میں اُس کی آمد کی وجہ سے آرائشگی و صفائی ہوئی تھی اور ہر مقام پر
اُسکے دیکھنے کے لیے ہجوم عام تھا لیکن ہر شخص لقا کی صورت کریہ کو دیکھکر لاحول پڑھتا تھا یہانتک کہ
سواری اسکی ایوان شاہی تک آئی تمام سرداران اور ارکین دولت نے استقبال کرکے باادب تمام لقا
کو لیجا کر تخت جواہر نگار پر بٹھایا بختیارک ہر بار کہتا تھا کہ اس ملک میں مثل سنجان و باختر کے کوئی
مسلمان نہیں آیا جیسا کہ بدیع الزمان اور قاسم و ختران خداوند کو سائل سے لیگئے اس اثنا
میں سیک وصال نے آکے کہا کہ نمرود نے لقا کو طلب کیا ہے یہ سن کے عرش لقا کو دوسرے مکان میں
لے گیا لقا وہاں کی طیاری اور آرائشگی شاہانہ دیکھ کے متحیر ہوا اسنے دیکھا کہ ایک جوان تخت زبرجد نگار پر
بیٹھا ہے اور اُسکے دونوں شانوں پر دو پر جواہرات کے نصب ہیں اور مکان کا صحن نہایت وسیع ہے اور
ایک زنجیر طلائی از قیطول تا زمین آویزاں ہے پس جسطرح ہاشم کو بالائے قیطول لے گئے تھے اسی طرح لقا
کو بھی لیگئے لقا نے نمرود کو بیٹے سے زیادہ کریہ منظر پایا غرضکہ سب نے نمرود کو سجدہ کیا مگر لقا نے سجدہ
نہ کیا نمرود نے برہم ہوکے کہا کہ ہنوز تمھاری سرکشی دفع نہیں ہوئی بختیارک نے دیکھا کہ نمرود کا مزاج برہم
ہو چلا ہے پس فوراً بختیارک نے فریاد و الغیاث کی نمرود نے بختیارک سے سبب پوچھا بختیارک نے
اپنا سر کھول کے کفشکاری عمرو کا حال بیان کیا نمرود نے بختیارک کی سنوری دیکھ کے اُسکو اپنا غلطان نگاہ
کیا اور طوق لعنت طلائی اُسکی گردن میں ڈالدیا اور تخت لقا زیر تخت نمرود بچھایا گیا اس اثنا میں
مہران سیک وصال نے پرچۂ اخبار نمرود کے روبرو پیش کیا نمرود نے پڑھکے عرش سے کہا کہ وہ قیدی گرفتار
نہیں ہوا بختیارک حیران کہ کیا راز ہے خسرو و بلند اختر نے بختیارک سے تمام حال ہاشم کا بیان کیا بختیارک نے
کہا کہ میں بھی اس امر میں حیران تھا کہ اہل اسلام یہاں تک نہیں آنے سکیں نمرود نے حکم دیا کہ رزاق دیوانہ
کو ہراول لشکر کے مع فوج گران مقابلہ کو روانہ کرو کہ وہ روئین تن ہے اس طرف بھی ہراول لشکر
ہاشم دیوانہ مرحوم و رہیم لعنہ اللہ ابھی دیوانے کو بھیجو کہ یہ جاکے ہاشم کا پیش خیمہ لے آئے مصرع

معلوب گندرے کی جول مشہین گے دیوانے دوہ بختیارک نے کہا ہے خداوند سپر حمزہ بھی پسر نور ہی کیونکہ داماد نوری
لہذا اسکے حق مین کوئی کلام سخت زبان سے نہ نکالیے نمرود برہم ہوا بختیارک نے کہا کہ وہ شخص شیطان ہی جو مجھ
مین کہون اُسپر آپ برہم ہوتے ہیں نمرود نے احکام نامہ کہ معاذ اللہ اسکو وحی کہتے ہین اور وہ ایک تختی طلائی ہی
کہ جسپر حروف کندہ ہین اور جو شخص واسطے جنگ کرنے کے جاتا ہی وہ تختی تمغا وتبرکا اپنے سر پر باندھ لیتا ہی
چنانچہ وہ احکام نامہ عرش نے ارزاق دیوانے کو عنایت کیا ارزاق نے تختی سر پر باندھی اور تین لاکھ
دیوانون سے ہاشم کی طرف روانہ ہوا لیکن دیوانہ شریر مردم در جس منزل پر پہونچتا تھا اُس جگہ خیمہ نصب
کرتا تھا جب ہاشم اُس خیمہ مین داخل ہوتا تھا دیوانہ دوسرا خیمہ دوسری منزل کے پیشتر جا کے نصب کرتا
تھا اس اثنا مین دیوانہ ارزاق پہونچا اور دیوانے دونون طرف سے نکل کے جنگ کرنے لگے ہر ایک کے ہاتھ
مین گیارہ سو من کی چوبدست تھی اس عرصہ مین ارزاق و شریر کا مقابلہ ہوا ارزاق نے چوبدست ماری
شریر نے بمشکل تمام اسکو رد کر کے ایسی چوبدست ماری کہ ارزاق پیوند زمین ہو گیا ہمراہیان ارزاق
بھی شکست کھا کے بھاگے اور تمام حال جا کر نمرود سے عرض کیا اس طرف سے نمرود مع بختیارک و
خسرو بلند اختر و عرش بن نمرود حسب الحکم زیر قبطول آئے اور دو لاکھ سوار کی جمعیت سے مع
سوہان ببر دندان و سالم فیل دندان قلعہ سے نکل کے شریر مردم در کے مقابل پہونچے اور خیمہ برپا کیے

از این قصہ یکدم فراموش کن ✲ ز جائے دگر داستان گوش کن ✲

جانا ہاشم کا طلسم فریدون مین بیان کیا جاتا ہی

کوئی چاہیے نقال بچارے کہدے
ہم اور بھی لفظ چند تکرار کرین

تا آپ ذرہ لوزی جوہر دار کرین
این وقت را عجز مقابل گرفتہ ایم

تو با وجود تقاضائے مرگ شدت سرع
باشی اجل کردہ تامل گرفتہ ایم

نظارگیان نیرنگ طلسمات وسیاحان منازل دشت عجائبات صفحۂ قرطاس کو مشاطگی سے غیرت دہ
طلسم خیال بنا کر گوہر آبدار کلام کو زیب گوش شاہد سخن یعنی اسطرح فرماتے ہین کہ شاہزادہ ہاشم تیغزن نے رات کو
اپنے خیمہ مین دیکھا کہ ایک پیر نورانی شکل آیا اور اُسنے ایسی حقانی گفتگو کی کہ شاہزادہ محو ہو گیا اس پیر نے کہا کہ
بہ راہ درہ کوہ کی کہ جانب دست چپ ہی راہ دور ہی اور دوسری راہ نہایت قریب اور راحت رسان
مسافران ہی وہ پیر یہ کہکے روانہ ہوا اور پھر صبح کو آگے ہاشم کے لشکر کا رہبر ہی جب ہاشم درۂ کوہ سے باہر
نکلے ایک ریگستان مین پہونچے کہ فرط حرارت سے وہان کا ذرہ خورشید محشر کا نمونہ تھا کرۂ خاک کرۂ نار بنا ہوا
تھا حدت آفتاب اس درجہ تھی کہ تمام ریگ بیابان اخگر سوزان معلوم ہوتی تھی گویا سوا نیزہ پہ خورشید جہان تاب
تھا پانی وہان گوہر نایاب تھا بسبب تشنگی کے تمام لشکر قریب ہلاکت پہونچا جب بدون پانی رہا اور حرارت
آفتاب کی کم ہوئی ہاشم مع لشکر آگے بڑھے ناگاہ ایک قلعہ نمودار ہوا کہ جسکے تمام برج طلائی احمر سے بنے تھے اور
کل حصار پر کار جواہر کیا ہوا تھا اور ایک جانب اُس قلعہ کے دریاے مصفا و پر نزہت رفضا تھا ہاشم نے
لب دریا پہونچ کے خیمہ برپا کرنے کا حکم دیا اتفاقاً ایک شخص آفتابہ لیکے واسطے پانی کے لب دریا گیا دیکھا کہ اندرون
دریا کے ایک مکان طلائی بنا ہوا ہی اور ایک معشوق بنگلہ مین کرسی جواہر نگار پر بیٹھی ہوئی اپنے بال خشک کر رہی
ہی جب اُس شخص نے اُس معشوق کو دیکھا اُس نازنین نے اسطرح اشارہ کیا کہ وہ شخص دیوانہ ہو کے دریا مین
کود پڑا اور غرق ہوا اسی طور سے اکثر اہل لشکر جا کے دریا مین غرق ہوے چنانچہ دیوانہ نعمان برق دندان

جب لب دریا آیا وہ بھی اس نازنین کے اشارے سے غرق ہوا اور جو لوگ اسکے پکڑنے کو کودے وہ بھی غرق
بحر فنا ہو گئے جب ہاشم نے یہ ماجرا سنا وہ بھی آیا اور مثل اور لوگون کے وہ بھی اشارۂ نازنین سے لڑا کے دریا مین
غائب ہوا یہ نازنین شرارہ جادو دربان طلسم فریدون تھی اور اسکا زوج طوران جادو ہی جب شرارہ نے
ہاشم کو بھی گرفتار کیا طوران نے سحر کر کے قصد کیا کہ اسکو قتل کرے اسوقت اسکی زوجہ نے کہا کہ اس جوان
کی شرکت کر کہ یہ جوان طلسم فتح کر کے تجھ کو بادشاہ کر دے گا طوران نے اسکا کہنا کچھ سماعت نہ کیا اور ایک
چھری ہاشم کی ران پر لگائی اور قصد کیا کہ دوسری چھری لگائے کہ اسکی زوجہ نے خنجر کھینچ کے طوران کے
پہلو پر مارا کہ وہ فوراً گر کے مر گیا پس آواز آئی کہ کشتی مرا نام من طوران جادو بود لیعبا نان شرارہ نے
ہاشم سے کہا کہ اے شہریار مین نے تمھاری وجہ سے اپنے شوہر کو قتل کیا ہاشم نے کہا کہ مین تجھکو بادشاہ طلسم کرونگا
یہ سنکے شرارہ نے تصور کیا کہ یہان رہنا بہتر نہین ہی لیکن ہاشم کی محبت مین بیقرار تھی غرضکہ شرارہ نے ہاشم
کو ایک مکان مین لیجا کے پلنگ پر بٹھایا اور کہا کہ اے ہاشم مین جا کے تمھارے واسطے مرہم لاتی ہون اور
طلسم کا حال بھی دریافت کر کے آتی ہون غرض کہ اسنے سحر کر کے پرواز کی اور یارہ کوہ پر جا کے
دامن کوہ مین پنہان ہوئی اور یہان ہاشم بسبب زخم کے بیقرار رہا جب وہ ساحرہ چلی گئی ہاشم نے
دست دعا بدرگاہ کبریا بلند کیے کہ دفعۃً حضرت خضر تشریف لائے اور اپنا دست حق پرست ہاشم کے زخم پر
ملا فوراً ہاشم صحیح و سالم ہو گیا اور ایک رقعہ دیکے اسیوقت شہزادہ کی نظر سے غائب ہو گئے ہاشم نے دیکھا
کہ صبح صادق کا وقت ہی پس انھون نے فریضہ سحر ادا کیا کہ اتنے مین شرارہ بھی پہونچی اور ہاشم کو نماز
مین مشغول دیکھ کے کہا کہ تم اسم عظیم کرتے ہو ہاشم نے بعد فراغ نماز اُس ساحرہ سے کہا کہ مین نماز پڑھتا تھا
اور ایک بزرگ نے آکے میرے زخم کو اچھا کر دیا اور بحکم خدا اسے مجھکو لوح طلسم کا پتہ بھی بتا دیا شرارہ نے
کہا کہ مجھکو ساٹھ سال اس طلسم مین گذرے آجتک مین نے نام لوح نہین سنا ہاشم نے کہا اے شرارہ مجھکو
بیشۂ فیض مین لیچل شرارہ نے کہا کہ وہان ساحران زبردست ہین تمھارا وہان جانا مناسب نہین ہی
القصہ بعد گفتگو کے بیکر شرارہ نے ہاشم کو لے کے پرواز کی اور شب تاریک مین لب دریا پہونچی جب
وہان اتری دیکھا کہ ایک طرف سے اُس شب دیجور مین مکانات کی چمک معلوم ہوتی تھی ہاشم نے
کنارہ دریا بیٹھ کے کہا کہ اے قرطاس جادو میرے پاس حاضر ہو تاکہ مین تیری حاجت روائی کرون
شرارہ نے کہا کہ یہ کیا غضب ہی کہ تم دشمن کو طلب کرتے ہو قرطاس ممتاز جادو کا پسر ہی اور مختار
کارخانۂ طلسم اور فریدون شاہ کے مکان کا جو اک طلسم ہی ہمارا اسکا ہی تم دونون کے حال سے واقف ہو کے
فوراً دونون کو قتل کریگا ہاشم نے کہا تم چپ رہو اور دیکھو خدا کیا کرتا ہی لاؤ تم سے روشنی کرو شرارہ نے روشنی
کی ہاشم نے ایک رقعہ لکھا کہ اے قرطاس تو ماہ پرور پر عاشق ہی میرے پاس آ تاکہ مین تجھکو اسکے وصل سے
شادکام کرون اور شرارہ سے ہاشم نے کہا کہ یہ رقعہ میرا قرطاس کے پاس لیجا شرارہ مجبور ہو کے مکان ممتاز
کی طرف روانہ ہوئی اور وہان پہونچ کے دیکھا کہ قرطاس ایک پلنگ پر آنکھین بند کیے پڑا ہی اور اسکے
مادر و پدر گریہ و زاری کر رہے ہین اور کہتے ہین کہ اے پسر اپنے حال زار سے ہمکو آگاہ کر تاکہ ہم اسکی تدبیر کرین
اور قرطاس اس خیال مین ہی کہ ماہ پرور مجھکو قبول نہین کرتی ہین مین اپنی جان دیدونگا مگر حال عشق
کسی سے بیان نہین کرتا اسوقت شرارہ نے ہوا پر ٹھہر کے رقعہ اسکے پلنگ پر پھینکدیا قرطاس وہ

رقعہ پڑھ کے اُٹھ بیٹھا اور کہا بیشک وہ شخص صاحب کشف و کرامات ہی کہ جو میرے راز دل سے آگاہ ہو گیا
ممتاز نے یہ سنکے کہا کہ اگر وہ شخص دوست ہو تو اُسکو ہمارے پاس لاؤ قرطاس نے اُسکی بات کا جواب نہ دیا
اور بزور سحر پرواز کر کے ہاشم کے پاس آیا اور کہا کہ تمکو میرے عشق سے کیونکر آگاہی ہوئی اور اُس کا وصل
مجھسے کیونکر ہوگا ہاشم نے کہا اگر ماہ پرور تمکو قبول نہین کرتی ہی تو مین طلسم فتح کر کے اور اُسکو قید کر کے حوالے
کرونگا قرطاس نے کہا تم تنہا کیونکر طلسم فتح کروگے ہاشم نے کہا مین پسر حمزہ صاحبقران ہون قرطاس
نے امیر کا نام بارہا سنا ہی بس خوش ہو کے کہا اے جوان بیان کر کہ مین کیا کرون ہاشم نے کہا کہ تیرے باپ
کے پاس لوح طلسم ہی بس اپنے پدر سے لوح لے کر میرے حوالے کر کہ مین طلسم فتح کرون اور فریدون کو یا مسلمان
یا قتل کر کے تیری معشوقہ کو تیرے حوالے کرون قرطاس نے کہا اول تو مین نے اسکا نام لوح نہین سنا
دوسرے اگر لوح میرے پدر کے پاس ہی تو وہ کاہے کو دیگا کہ تم تمام ساحران عالم کو قتل کرو ہاشم نے کہا کہ
بس مجکو اپنے پدر کے پاس لیچل شہزادہ نے کہا اے شہریار مجکو معلوم ہوتا ہی کہ شاید تمھاری قضا آئی ہی لیکن جب
قرطاس کو عرصہ ہوا تو اسکے مادر و پدر مسند سحر پر بیٹھ کے ہاشم کے پاس آئے اور ہاشم کو باشان و شوکت
دیکھ کے مادر قرطاس ہاشم کے قدم پر گری اور کہا کہ اگر تم اسکے راز سے آگاہ ہو تو ایسی فکر کرو کہ اسکی
جان بچ جاوے ہاشم نے کہا کہ تمھارا فرزند ماہ پرور دختر فریدون شاہ پر عاشق ہی اور مین اسکی شادی
اسکی محبوبہ کے ساتھ کر دونگا اُسنے کہا ہر چند کہ ایک چیز ایسی میرے پاس ہی کہ اُس سے فریدون بھی خائف ہی
لیکن اسکا زبان پر لانا مناسب نہین مگر تم طلسم کیونکر فتح کروگے ہاشم نے کہا کہ وہ چیز لوح ہی جو تمھارے
پاس ہی وہ لوح مجکو دیدو تا کہ مین طلسم فتح کر کے قرطاس کی شادی کرون ممتاز نے استفسار کیا کہ لوح کا
حال آپ سے کسنے کہا ہاشم نے اُس سے حال بشارت بیان کیا ممتاز نے کہا کہ مجھے ہرگز منظور نہ ہوگا کہ مین بربادی
طلسم کا درپے ہون ہاشم نے قرطاس سے مخاطب ہو کے کہا کہ اے برادر انشاء اللہ مین بغیر لوح طلسم فتح کر کے
تمھارا کام انجام کرونگا ممتاز نے دل مین کہا کہ یہ شخص عجب عالی ہمت ہی اور اُسی وقت ہاشم کو سوار کر کے
اپنے باغ مین لایا اُسکا باغ بھی نہایت پر فضا تھا اور اُسمین مکان بہت عمدہ بنا ہوا تھا اُسی مکان کے ایک
درجہ مین علحدہ مقیم کر کے کہا کہ لوح اور مقام پہ جو بیان نہین ہی ہاشم نے کہا کہ تم طریقہ اسلام اختیار کرو ممتاز
نے کہا کہ ابھی میرا مسلمان ہونا مناسب نہین ہی بعد فتح طلسم مین مسلمان ہونگا اور لوح ابھی حاضر کرتا ہون
یہ کہکے روانہ ہوا لیکن ملازمان ممتاز نے یہ رنگ دیکھ کے آپس مین چرچا کیا کہ ممتاز نمک حرام ہو گیا کہ فاتح طلسم
کو اپنے مکان مین پناہ دی ہی ہم جا کے شاہ طلسم سے یہ حال بیان کرتے ہین اور ایک ساحر نے اُس گروہ
سے جا کے ماہ پرور سے کہا کہ اے ملکہ جب تمنے قرطاس کو قبول نکیا تو وہ شکنندۂ طلسم پسر حمزہ کو لایا ہی
اور شہزادہ اپنے شوہر طوران کو قتل کر کے اُسکے ہمراہ ہی اور ممتاز لوح لینے کے واسطے گیا ہی اور اُس کا
قصد ہی کہ طلسم فتح کر کے تم کو قرطاس کے حوالے کرے ماہ پرور یہ سنتے ہی برہم ہو گئی اور کہا کہ مین ابھی
جا کے سب کو قتل کرتی ہون پس فوراً اپنے تخت پر سوار ہو کے روانہ ہوئی جب ممتاز کے مکان پر پہونچی
قرطاس کی نگاہ ماہ پرور پر پڑی قرابت شوم کہہ کے بیہوش ہو گیا خواصان ملکہ نے کہ گل گلنار
اور گلعذار ان کے نام تھے شہزادہ پر سحر کیا شہزادہ نے دوڑ کے چوب سحر ماری کہ وہ دونون ہلاک
ہوئین چار سو کنیزین کہ ملکہ کے ہمراہ آئی تھین وہ یہ حال دیکھ کے شہزادہ پر دوڑین ہاشم

تیغ کھینچ کے اُسپر حملہ آور ہوا اور دو چار کو قتل کیا اب کنیزون نے شہزادہ کو چھوڑ کے راہ فرار اختیار کی اُسوقت
ماہ پرور قرطاس کے برابر آئی اور تیغ کھینچی قرطاس نے یہ شعر پڑھا ؎ اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا
سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے ‖ لگا ذرا سینے سے دے جھگڑے کو یار تو باقی ‖ کہے نہ ماجرا ابھی ہے رگ گلو باقی
غرضکہ یہ اشعار عاشقانہ پڑھ کے سر آگے بڑھا دیا ملکہ نے تلوار سے قرطاس کو زخمی کیا ہاشم نے دوڑ کے ملکہ کو آغوش
مین اُٹھا لیا ملکہ نے سحر کرکے ہاشم کے دست و پا بیکار کر دیے لیکن شہزادہ نے ایسا سحر کیا کہ ملکہ کی زبان بند
ہو گئی ہاشم نے ملکہ کو گرفتار کرکے قرطاس سے کہا کہ مین نے تجھ سے اقرار کیا تھا اب اپنی معشوقہ کو لے قرطاس
نے کہا اے شہزادہ ملکہ پر سے اپنا سحر اتارے کہ مین خلوت خانہ مین لیجاؤن جب شہزادہ نے ملکہ پر سے اپنا سحر
اتار لیا ماہ پرور نے سحر کرکے پرواز کی مادر قرطاس اپنے فرزند کو زخمی دیکھ کے گریان ہوئی لیکن اُسی وقت
ممتاز جادو بھی آپہونچا اور لوح طلسم ہاشم کے گلے مین ڈال دی اور اپنے فرزند کی کیفیت دیکھ کے حقیقت
دریافت کی شہزادہ نے تمام حال بیان کیا مگر ہاشم نے جب لوح کو دیکھا تو کوئی حرف اُس مین ظاہر نہ ہوا حیران
ہو کے وضو کیا اور درگاہ رب العزت مین التجا کی اُس شب کو حضرت سلیمان علیہ السلام خواب مین تشریف لائے
اور فرمایا کہ لوح کو چشمہ فیض مین کہ اُسکا پانی باعث صحت مریضان ہے غوطہ دو صبح کو جب کہ فتاح طلسم چہارم
لوح نورانی گلے مین ڈالے ہوئے چشمۂ فیض مشرب سے منوّر ہوا ہاشم نے اُٹھ کے ممتاز سے حال چشمۂ فیض
دریافت کیا ممتاز نے کہا وہ چشمہ اسی بیشۂ فیض رسان مین ہے اور وہ چشمہ معبد ساحران غدار ہے اور نام اُسکا
چشمۂ فیض اسیوجہ سے ہے کہ بیمارون کے لیے اسکا پانی آب حیات کی خاصیت رکھتا ہے اور کنارے اُس
چشمہ کے ایک درخت عظیم الشان ہے پس ہاشم تو یہ کیفیت دریافت کرکے جانب چشمہ روانہ ہوا اور ادھر
ماہ پرور جب شکست کھا کے اپنے پدر کے پاس آئی اور تمام حال اُس سے بیان کیا فریدون سنکے بہت غمگین
ہوا اور ساحرون کو حکم دیا کہ تم جا کے ممتاز جادو کا گھر بار تباہ و برباد کرو اور اگر ہو سکے تو اُسکو گرفتار کر لاؤ
بمجرد صدور حکم کے ساحر روانہ ہوے اور ممتاز کے مکان مین پہونچے وہان فقط قرطاس اور اُسکی والدہ کو
پایا دونون کو گرفتار کرکے قتل کیا اور اُس طرف ہاشم و ممتاز و شہزادہ چشمہ کے کنارے پہونچے ہاشم نے اُس
چشمہ مین تین مرتبہ لوح کو غوطہ دیا بمجرد اُس عمل کے لوح مین حروف یونانی ظاہر ہوے ہاشم نے بسم اللہ کہکے
لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اس چشمہ مین داخل ہو ہاشم ممتاز و شہزادہ کو لب چشمہ چھوڑ کے خود چشمہ مین کود پڑا فوراً
چشمہ جوش کھا کے مثل دریا کے تلاطم خیز و شور انگیز ہو گیا جب ہاشم چشمہ مین داخل ہوا اسوقت ممتاز و شہزادہ
نے کہا کہ قرطاس مکان مین تنہا ہے ایسا نہو کہ فریدون اُسکو ضرر پہونچائے یہ تصور کرکے مکان کی طرف
روانہ ہوے جب مکان مین پہونچے دیکھا کہ قرطاس کو قتل کر ڈالا ہے پس اُسیوقت ساحرون نے آکے ممتاز
و شہزادہ کو بھی گرفتار کیا اور فریدون شاہ کے روبرو لے گئے فریدون نے اُنکو مقید کرکے حکم دیا کہ جو
شخص طلسم کشا یا لوح کو لائیگا مین اُسکو مالک طلسم کرونگا یہ سنکے تمام ساحران نامی و گرامی روانہ ہوے لیکن
ہاشم نے جب آنکھ کھولی اپنے تئین ایک صحراے مہیب و ہولناک مین پایا تمام دن اُس بیابان ہول خیز مین
قطع مسافت کی شام کو ایک درخت کے برابر پہونچا چونکہ دن بھر کی رہروی مین از حد گرسنہ تھا درخت
سے ایک ثمر توڑ کے تراشا اُس ثمر سے ایک آدمی بقدر یک بالشت کے تلوار لیے ہوے نکلا اور سات قدم
دوڑ کے سات ہاتھ دراز ہو گیا اور یہ قد و قامت پیدا کرکے ہاشم کو تلوار ماری ہاشم نے خالی دی وہ زمین پر

منھ کے بھل گرا اور فوراً مر گیا ہاشم نے دوسرا ثمر توڑا اُس مین سے بھی ایک شخص مع شمشیر باہر نکلا اور مثل
اول کے اس نے بھی دراز ہوکے ایک ضرب لگائی اور مر گیا غرضکہ اسی طرح ہزار آدمی پیدا ہوکے مر گئے
مگر انکی لاشین صحرا مین پڑی ہین بعد ازان ایک شخص نے پیدا ہوکے نعرہ کیا تمام لاشین جو پڑی تھین
اُنمین حرکت ہوئی اور حربے لے کے ہاشم کی طرف دوڑے ہاشم بھی تلوار پکڑ کے اُن کے انبوہ مین
در آیا اور شمشیر زنی کرتے کرتے ہاشم درماندہ ہوا اُسوقت لوح یاد آئی لوح کو جو دیکھا اُسمین لکھا پایا کہ
ہرگز ہرگز زیر درخت نہ جانا اور جانا تو اگر زیر درخت چلے گئے تو ہر ثمر درخت سے مردم باشمشیر پیدا
ہونگے اور تمپر حربہ کرکے مر جائینگے تو یہ اسم اُنپر دم کرنا فوراً زمین سے پانی جاری ہوگا تم وہ
پانی اُنپر چھڑکنا وہ سب مثل حباب ہو جائینگے غرضکہ ہاشم نے وہی کیا اور پھر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہی چشمہ
جواب ظاہر ہوا اسی کے کنارہ جاؤ ہاشم نوشتہ لوح دیکھ کے روانہ ہوا آب ہاشم نے اپنے کو ایک دوسرے
صحرا مین پایا کہ وہ صحرا مثل گورستان ہندوان کے تھا یعنی جا بجا مردے جل رہے تھے اور ایک
طرف ایک نازنین ایک لاشہ پر بال کھولے ہوے رو رہی تھی ہاشم اُسکی صورت زیبا اور جمال
جہان آرا دیکھ کے عاشق ہو گیا اور اُس نازنین سے سبب گریہ پوچھا اُسنے کہا ہے طلسم کشا میرا شوہر تمھارے
ہاتھ سے قتل ہوا اور وہ مسلمان تھا یہ ساحر چاہتے ہین کہ میرے پیکی لاش کو بھی جلا دین اگر حضور میرے پیکی
لاش اُٹھا کے جو باغ سامنے معلوم ہوتا ہے وہان پہونچا دین تو مین اُسکو وہان دفن کردون ہاشم نے یہ سنکے قصد
کیا کہ اُسکی لاش اُٹھا کر لیجاؤن کہ ناگاہ ایک آواز آئی کہ لوح کو دیکھو ہاشم لوح کی طرف متوجہ ہوا اتنے مین
وہ عورت فرصت پاکے بھاگ گئی بس عرصہ مین ایک جوان کہ جسکا سن قریب پچاس سال کے تھا ہاشم کے پاس
آیا اور کہا یہ ساحرہ دختر عجائب جادو تھی اور وہ چاہتی تھی کہ تمکو فریب دے اور میرا نام مجنون اختر شمار ہے
اور مین تمھارا دوست ہون بعد ازان مجنون ہاشم کو اپنے باغ مین لایا ہاشم نے یہ کلام سنکے لوح کو دیکھا تحریر تھا
کہ بیشک مجنون تمھارا دوست ہے غرضکہ ہاشم مجنون کے ہمراہ جانب باغ قدم زن ہوا اور اندر اُس گلشن کے
بصد نشاشت داخل ہوا اور دیکھا کہ ایک باغ ہے نہایت سرسبز و پر فضا لعل یمن ہر گل اُسکی سرخی کھاے
خوشرنگ دیکھ کر رشک سے پیر اکھاتا سنگ مرمر گل یاسمین کے غش مین مرمر جاتا وہ اُس گلشن کی بہار
برابر برابر اشجار کی قطار ہواے سرد کا چلنا درختون کا جھوم کر مثل مشتاقان ملنا فوارون کا برنگ دل
بیقرار عاشق اچھلنا نہرون کا بسان خاطر شاعر روان ہونا پانی کا مثل شوریدگان الفت شور کرنا
کلیون کا تبسم کرنا شاہدان دہر کا ہنسنا تھا پتون کا ملنا عاشقون کا کف افسوس ملنا تھا طوطی کا بولنا
گویا اس باغ کا طوطی بولتا تھا عقدۂ دل تنگ غنچہ کھولتا تھا باغ سارا مہکتا تھا بلبل چہکتا تھا ؎

تھا داغ جگر نصیب لالہ	بلبل کو عشق سے پیالہ	سوسن کا لباس تھا سیہ فام	سو ورد کیون مین لکھا ہوا نام
خندان تھے چمن چمن مین گل	گلشن مین چہکتا تھا بلبل	ہر غنچہ وہان شکر لب تھا	گویا کہ زبان شکر لب تھا
دلگیر بہت تھا غنچۂ گل	گل ہوکے ہنستا تھا بے تال	غرضکہ وہ گل باغ ارجمندی سیر کرتا ہوا بارہ دری کے جانب	

اس گلستان پر خوبی کے آیا مجنون نے کہا کہ آپ یہان قیام فرمائیے مین آپکے واسطے سامان دعوت مہیا کرنے
جاتا ہون یہ کہکے وہ روانہ ہو گیا اور ہاشم باغ مین تنہا بیٹھے تھے کہ سامنے سے ممتاز جادو نالہ و زاری کرتا ہوا
نمایان ہوا اور کہنے لگا کہ اے شہریار فریدون نے قرطاس کو تنہا پاکے سحر کیا کہ وہ قریب ہلاکت ہے

لوح جلدی مجکو عنایت کیجیے کہ مین اسکو دھو کے پانی اُسسے پلادون ہاشم نے فوراً لوح ممتاز کو دیدی ممتاز نے لوح
لیکے نعرہ کیا کہ سنو دختر عجائب جادو فتنہ سحر چشم اور سحر کیا کہ ہاشم کے دست و پا بیکار ہوے اسنے قصد کیا کہ ہاشم
کو گرفتار کرکے لیجائے کہ دفعۃً مجنون اختر شمار پہونچا اور یہ حال دیکھکے فتنہ سے جنگ سحر مین مشغول ہوا
قضارا فریدون کو معلوم ہوا کہ فتنہ نے ہاشم کو گرفتار کیا مگر مجنون اس سے جنگ کرتا ہے فریدون نے فوراً
فوج ساحران بھیجی اس فوج نے پہونچ کے فوراً مجنون و ہاشم کو گرفتار کیا اور فریدون کے پاس لے گئے
فریدون نے فتنہ سے لوح لیکے سعد پر رکھی اور مجنون سے کہا کہ او شکیم اب مجکو شراکت طلسم کشا کا مزا
حاصل ہوگا یہ کہکے جلاد کو طلب کیا لیکن جب ماہ پرور قرطاس کی گرفتاری کے لیے گئی تھی اور ہاشم نے
اُسکو گود مین لیکے کہا تھا کہ اے قرطاس اپنی معشوقہ کو لے اُسوقت ماہ پرور ہاشم پر عاشق ہوگئی تھی کہ بسبب
شرم کے وہان نہ ٹھہر سکی لیکن جب یہان ہاشم کو مقید دیکھا بیتاب ہوکے دل مین کہا کہ اگر اسوقت مین اسپر
احسان کرون تو ضرور یہ مجکو قبول کرے گا پس یہ خیال کرکے اور فوراً لوح اٹھا کے ہاشم کو دی اور کہا
کہ اے جوان یہ لوح لے جب کہ ہاشم کے پاس لوح پہونچی فوراً سحر برطرف ہوا ہاشم نے تلوار پکڑ کے فریدون
کو قتل کیا جب ساحرون نے دیکھا کہ بادشاہ جادو مارا گیا اب لڑنا فضول ہے پس سب نے اطاعت قبول کی
اور ممتاز و شرارہ کو قید خانے سے نکال کے حاضر کیا ہاشم نے ممتاز سے کہا کہ قرطاس کی قضا تھی اور
منظور خدا یون ہی تھا لہذا صبر کرو ممتاز نے کہا کہ تم میرے فرزند سے بہتر ہو اگر میرے ہزار فرزند ہوتے
تو مین آپ پر نثار کرتا پس ہاشم نے ماہ پرور سے عقد کیا اور بارگاہ فریدونی ذوالفقار خانہ فریدون
اور زرہ جوشن جواہر نگار لیکے اور ماہ پرور کو بادشاہ شہر اور مجنون اختر شمار کو وزیر اور ممتاز کو
مدار المہام اور شرارہ کو انتظام امورات خانگی سپرد کرکے باشان و شوکت مرکب فریدون پر سوار ہوکے
اپنے لشکر مین آیا دیکھا کہ تمام اہل لشکر صحرا کے کنارے غمگین با دل حزین مقیم ہین ہاشم کے آنے سے سب
شاد و خرم ہوگئے پس ہاشم نے تمام لشکر کو ہمراہ لیا اور بکمال شان و شوکت لنکا کیہ کی طرف روانہ ہوا۔

اب دو کلمہ داستان لشکر ہاشم اور لشکر عمرو کے بیان ہوتے ہین

لگا کر تیغ جب وہ قاتل عالم نکلتا ہے
تمھاری ہی ادا سے یار کا عالم نکلتا ہے

فلک پر خون ملے ترک فلک کا دم نکلتا ہے
مقید ہین زلف اسکی برابر یہ زمانہ ہین

کوئی اندازہ ہو تمام حد اقیز سب ہی
نہ اسکا بل نکلتا ہے نہ اسکا خم نکلتا ہے

شجاعت شعاران معرکہ سخن فرس راندگان مضامین کہن سمند خوش خرام قلم کو میدان بیان مین اس طرح
جولان دلاتے مین کہ ہراول لشکر ہاشم شیر پیر مردم دریا ورود اراب دریا کنتین یکجا مقیم تھے کہ عرش
جنگ عمرو دیا فوج کثیر پہونچا حالانکہ اہل اسلام کا طریق آغاز جنگ کرنے کا نہین ہے مگر دیوانے کے سبب
دیوانگی کے اور نیز اس وجہ سے کہ ہاشم کے آنے تک مین فتح کرون طبل جنگ بجایا کہ دفعۃً خبر مشہور ہوئی
کہ شہزادہ ہاشم تشریف لاتے ہین سب سردارون نے استقبال کیا اور ہاشم بارگاہ فریدون مین داخل ہوا
صدائے کوس تہنیت سے گوش گردون کر ہوتے تھے جب ہاشم کے آنے کی خبر عمرو کو پہونچی اسنے ایک
گبر نامنجار سے کہ جس کا نام سہیلان اژدر چشم تھا حکم دیا کہ تو جاکے پسر حمزہ کو قتل کر اسنے زیر
قبول کیا اور نقارہ رزمی بجوایا شہزادہ بارگاہ مین متمکن تھا اور حسب یہ ہاشم خفا
ہوتا تھا دیوانے اسکے سینے پر سوار ہوتے تھے ہاشم ان کو منع کرتا تھا کہ دفعۃً آواز طبل جنگ

سمع ہمایون مین آئی شاہزادہ نے بھی طبل جنگ کا حکم دیا دیوانے یہ حکم پاکے آئے اور نقارچیون کے سینون پر سوار ہو کے کہا کہ طبل جنگ بجاؤ نقارچیون نے کہا کہ وقت طبل بجنے کا تمام ہو گیا دیوانون نے کچھ نہ سنا اور خود طبل جنگ بجایا ہاشم نے یہ ہنگامہ سنکے دیوانون کو منع کیا اور کہا بیشک طبل جنگ بجنے کا قاعدہ شب کا ہے دیوانون نے کہا ہم سے قصور ہوا غرضکہ وہ وقت آیا کہ یکہ تاز خاور رخ سیاہ کرکے بارگاہ مغرب مین آیا اور شاہد لیل نے غبار ماہ کا غازہ چہرہ پر ملکر یہ آرائش کر لیا ہے

چھپا جب شہب گرد نکار ہو رہا　پیادے بنگئے سب نجم و سیار
شب مہتاب نے جوبن دکھایا　عروج ماہ کا پھر وقت آیا

سر شام شاہزادہ عالیمقام نے کوس حرب بجنے کا حکم دیا عیارون نے تعمیل حکم مین ذرا دیر نہ کی نقارخانہ فریدونی مین طبل فریدون پر چوب پڑی دنیا دہل گئی مریخ کا مالا سے خرخ گلیم کا پنا کاس فلک مین جھنجھنا پیدا ہوا گنبد عالم مین صدا گونج گئی دلاوران شور دستگاہ و جاوران جلادت پناہ ہوشیار ہوئے دو لشکر پرہ والا تبار برخاست ہوا سرداران اپنے مقام پر آکر درستی اسباب رزم کرنے لگے تلوارین نیام سے نکلین خنجرون کے نیام جو کچھ دل مین رکھتے تھے وہ پر اگلنے لگے رشتۂ حیات تیغ سے سررشتۂ محبت ٹوٹنے کا زمانہ آیا سلسلۂ دشمنی مستحکم ہوا شمشیر بران نے گلے ملکر گردن کاٹنا چاہی زبان تیرنے شوخی سنائی حلقۂ خنجر طوق گلوگیر اجل تھے نکل تماشے گردن مین تلوارون کے طبل بجتے دونون جانب کے لشکرون مین غلغلۂ عظیم برپا تھا ستیغون کی جھنکار اور خنجر کی دھار سے پانی کی لہر دور شور کا رنگ نظر آتا دل سینہ مین خوف سے پانی پانی ہوا جاتا تا قلزم رزار جدال و قتال جن طوفان عظیم اٹھا تھا کفا کا جہاز خشکی مین ڈوبتا تھا کمان ہمک عرض کرون رات بھر یہی شور و ہنگامہ برپا رہا تلوارین سان پر چڑھین ہتیار دلاورون پر چڑھے سوار توسن پر چڑھے اجل سوتمن پر چڑھی شجاعت شہلون کے سن پر چڑھی تیر زہر آبدار ہونے لگے نیزے بیرپکار رتیز و تیار ہوئے گھوڑون کا ساز و یراق درست ہوا ہر پیادہ چاق و چست ہوا شور قرنا و بوق سے گوش روزگار مین پنبہ ابر دیا تھا دشت عالم گونج رہا تھا ذرہ ذرہ بیابان شیر غرّاتا تھا اسی ہنگامہ مین آخر شب کی رحلت کا وقت آیا شہسوار آسمانی المقیمہ جانستانی فرق اختر و ماہ پر اسلحۂ شعاع سے مسلح و مکمل ہو کر میدان افلاک پر آیا ہے جو خورشید پرکشور لاجورد سے پردۂ زرد بیابان دو وقت سحر دونون لشکر وارد میدان قتال ہوئے شاہزادہ بعد فراغ طاعت باری سلاح سوگ سے آراستہ ہو کر دربار گاہ پر آیا سرداران ذیوقار بھی بانتظار قدوم میمنت لزوم حاضر تھے آداب بجا لائے اور ہمراہ رکاب ظفر انتساب ہوئے دیوانے بھی حسب طلا زمان ہمراہ تھے جان نثار و خیرخواہ تھے اسی طرح سوار و پیادے تمام فوج بڑی شوکت و شہامت سے جلوہ دہ دشت کارزار ہوئی اگس طرف سے آمد لشکر حریف گمراہ ہوئی تھی گرد و غبار سے سیاہ ہوئی دل دہر سوہم چشم زمانہ پرآشوب تھی غیرت گریبان آفتاب

ہاتھ باندھے کھڑی تھی نظم
کہ ردے زمین عنبر و ارضیل

یکے ابر بست از پے گرد سم　زمین فرش و ستان انود اندانہ بست
بر آمد خروشیدن گاودم　خروار گرد بر آسمان تازہ بست
شدہ جمع چندان سپہ پیل　حاصل مرام بعید دروہ ہب

ہنروآزما کے صفوف تمام رہے ہر دو سو ترتیب پذیر ہوئین میمنہ نے تعیین ہوئے کا دم بھرا میسرہ کو عزم جان نثاری میسر تھا ساقہ نے پائے ہمت گاڑ دیے جناح نے بازو سے سعی کو لے کمین گاہ والے گھات سوچنے لگے چودہ صفین جب آراستہ ہوئین نقیبون نے نعرہ مار کر کیت گرانا کہنے لگے ذرت دنیا بیوفائی

زبان پر جاری کی بموجب **نظم**

رتبۂ دولت قیصر ہے نہ اقلیم قباد
جس کو گل کر گئی جنبش دامان قضا
وہ گل تازہ نہ اس باغ میں کھلتے دیکھا
جنکی رفتار سے ہر گام پہ تھے فتنے بپا
لطف و خلاص کہ بلبل جو تھے بھول گئے
روز جنگ است جنگ باید کرد
مردوں کا آسمان کے تلے نام رہ گیا

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
پایۂ دولت سنجر ہے نہ ملک دارا
اس خیابان میں ہر اک نخل ہے نخل ماتم
ٹھنڈی ہی سانس بھرے جسکے لیے باد صبا
نہ وہ ہنگامۂ صحبت ہے نہ وہ طرز نشاط
نغمۂ سیمبوسہ و آب میں بھول گئے
کوشش نام و ننگ باید کرد

نہ سکندر ہے نہ آئینۂ حیرت افزا
کسکی اس بزم میں روشن ہوئی شمع اقبال
کف افسوس ہے یہ جو ہے اس گلشن کا
لیے پھرتی ہے صبا دوش پہ آج انکا غبار
نہ وہ انداز سخن ہے نہ زبان گویا
اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید
رستم رہا زمین پہ نہ سام رہ گیا

اے بہادرو کونسا ایسا دلاور و نامدار ہے کہ جو آج نکلکر میدان میں نبرد کرے نام اپنے جد و آبا کا روشن کرے۔ اس کہنے کو سنکر لشکر کی صفوں پر مثل صف مژگان سناٹا چھا گیا علم لشکر کے جادہ گر ہوئے ہاشم مع پسر بادشاہوں کے میدان میں آئے اور اُس طرف لقا و غیرہ دونوں پر نقاب ڈال کے سر تخت قیطول پر آ بیٹھے سہیلان نے میدان میں نکلکر خوب سلحشوری کی اور ہنیب دیگر ہاشم کو طلب کیا ہاشم نے میدان کا قصد کیا کہ دیوانہ شیر سم مرکب سے لپٹ گیا اور کہا کہ اے آقا میں اسکے مقابلے کو جاؤنگا ہاشم نے کہا کہ جسنے میرا نام لیا ہے تم کیونکر جاؤ گے مگر دیوانہ بھی ہاشم کے عقب میں روانہ ہوا سہیلان نے ہاشم سے کہا کہ تم دیوانہ کو ہمراہ کیوں لائے ہاشم اسوقت سمجھا کہ شاید دیوانہ بھی میرے ہمراہ آیا ہے پس یہ خیال کرکے دیوانہ کی طرف دیکھا حسب شہزادہ کی نگاہ پھری فوراً سہیلان نے تلوار ماری کہ شہزادہ زخمی ہوا بعد اسکے مارکے تلوار کو سر سے دفع کیا اور بجلدی تمام زخم سر باندھا اور سہیلان کی کمر میں ہاتھ ڈال کے اسکو قاش زین سے اٹھا لیا اور آسمان کی طرف پھینک کے اسکو چونک ہوائی کیا سہیلان کی تمام فوج نے یہ حال دیکھ کے ہاشم پر حملہ کیا ہاشم نے ستر آدمیوں تک کو قتل کیا مگر بسبب زخم سر کے ہاشم پر غشی طاری ہوئی پس ہاشم نے مرکب کی گردن میں ہاتھ ڈالدیے مرکب ہاشم کو جنگ گاہ سے لے نکلا اُس طرف دونوں لشکروں میں خوب تلوار چلی کشتوں کے ڈھیر اور لاشوں کے انبار لگ گئے جب پہر دن باقی رہا طبل امان بجا خرم زرین درفش نے دیوانہ سے کہا کہ اب جنگ موقوف کرو دیوانوں نے کہا کہ قیطول پردہ میں بیٹھا ہے ہم اسے قتل کرینگے خرم نے کہا کہ تمہارا آقا تمکو طلب کرتا ہے القصہ جنگ موقوف ہوئی اور ہاشم کو نہ دیکھ کے تمام سردار پریشان خاطر ہوئے ہر چند تلاش کیا مگر ہاشم کا کہیں پتہ نہ ملا لشکر گریان تمام کالکوہ پر آیا

اب ہاشم کا حال سنو

کہ تمام شب مرکب ہاشم کو لیے چلا گیا صبح کو ایک بیابان فرحت خیز میں پہونچا نسیم سحری جو مرکب کے جسم کو لگی مرکب نے جھرجھری لی ہاشم مرکب کی پشت سے جدا ہو کے زمین پر گرا اُس بیابان میں ایک دیوانہ کہ جسکا نام ثعبان برق دندان تھا رہتا تھا اس دیوانہ نے یہی تفریح طبع کے واسطے اس بیابان کو آراستہ کیا تھا اور ایک بنگلہ جواہر نگار تعمیر کیا تھا اُسکے ہمراہیوں نے ہاشم کو بیہوش دیکھ کے ثعبان سے کہا کہ اس وضع کا ایک جوان فلاں جگہ بیہوش پڑا ہے ثعبان نے آکے ہاشم کو دیکھا اور سات بار ہاشم پر قربان ہوا لیکن ثعبان نے ہاشم کو خواب میں دیکھا تھا جب سے اُسکے دل میں محبت پیدا ہو گئی تھی پس فوراً پلنگ منگوا کر ہاشم کو پلنگ پر ڈالا اور پچیس ہزار دیوانے جو اُس کے مطیع تھے اُنسے کہا کہ اس پلنگ کو آہستگی سے اٹھاؤ مگر ہاشم کا مرکب

یہ دیکھ کے اُنکی طرف جلاد دیوانہ نے کہا کہ ای اسپ وفادار میں تیرے آقا کا دوست ہون مرکب نے یہ
سنکے سر جھکا لیا پس دیوانہ ہاشم کو اسی بنگلہ مین لایا اور جراح کو طلب کرکے ہاشم کا علاج شروع کیا ہاشم
جب تندرست ہوا دیوانے نے ایک روز ہاشم سے کہا کہ تیس ہزار دیوانے میرے مطیع ہین اور شاہان
ذوالاقتدار مجکو خراج دیتے ہین مگر ایکدن ایک بزرگ نے مجکو تمھاری بشارت دی پس مجکو لازم ہے کہ مجکو پیر کرو
کہ تمام دیوانے تمھارے مطیع ہون یہ سنکے شاہزادہ نے ایک روز سب کے روبرو مقابلہ کرکے اسکو زیر کیا دیوانہ
نے دعوت کا سامان کیا اور تمام بیابان مین روشنی کا حکم دیا بڑے تزک و احتشام سے شہزادہ کی دعوت
کی اور ایک نامہ لکھ کے شاہ صحرانشین اپنے پدر کے پاس روانہ کیا بعد ازان ہاشم نے کہا کہ کل مین خنگاکیہ
کی طرف جاؤنگا ہاشم نے کیا کہ وقت خندہ ثعبان کے دانت مثل برق کے درخشان ہوتے ہین تیجے کہ
اسی وجہ سے اسکا نام ثعبان برق دندان ہے القصہ ہاشم اس دیوانہ کو ہمراہ لیکے خنگاکیہ کی طرف عازم ہوا
تین شبانہ روز طے مسافت کی روز چہارم ایک منزل پر بارگاہ مین مقیم تھے کہ آواز حقہ ہاے آتشبازی و
صدای دوتارہ کان مین آئی ہاشم نے سراچۂ بارگاہ بلند کرادیا کہ ناگاہ سام بارہ سو عیارون کی جمعیت
سے نیچہ نئی دوف نوازی کرتے ہوے پہونچے اور سام نے سامنے آکر ہاشم کو مجرا کیا شاہزادہ نے سام کو
دیکھ کے بہت پسند کیا اور کہا کہ ای سام اگر تم میرے لشکر کی سرنگی قبول کرو تو بہت مناسب ہے سام نے
عرض کی کہ مین دو سال سے قدم ہمایون کا منتظر رہتا تھا کہ ایک بزرگ نے عالم رویا مین آپکی تشریف آوری
کا مژدہ جان بخش مجھے سنایا تھا ہاشم نے اُس کو خلعت سرہنگی اور کرسی عیاری مرحمت فرمائی اور کوچ کرکے
خنگاکیہ کی طرف مرحلہ پیما ہوے اور یہان جبکہ لشکر ہاشم بے سردار تھا نمرود نے فرصت وقت غنیمت جان کے
تہمتن شیر شکار سے کہا کہ تو جاکر لشکر پسر حمزہ سے جنگ کر اُسنے پانچ میدان دو روز مین چالیس سردارون
کو زخمی کیا اور گرفتار کرکے گیا جب شہر یمن کی نوبت آئی نمرود نے شہر پر مردم درکوانچہ عیار خونخوار خوک بیابانی
کے ہاتھ چھڑوا منگایا اور قید کیا صبح کو یہ حال خرم اور شہنشاہ زرین کمر کو معلوم ہوا کہ شب کو کوئی عیار شہر کو لے
گیا اور یہ بھی خبر پہونچی کہ نمرود نے طبل جنگ بجوایا ہے اہل لشکر نے کہا کہ شہزادہ کے ناموس کی نگہبانی کرنا ہے ضرور
ہے سب آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہوے لیکن نمرود کو ہرکارون سے معلوم ہوا کہ ہاشم آتا ہے یہ سنکے اس کا رنگ
منھ زرد ہوگیا بختیارک نے اسکو سراسیمہ دیکھ کے سبب اضطراب دریافت کیا نمرود نے کہا کہ وہی بندہ مغضوب
آتا ہے اور تہمتن سے کہا کہ تو جلد جاکے خدایر ستون کا کام تمام کردے صبح کو نمرود وغیرہ بالاے قیطول آبنوس
تہمتن نے میدان مین آکر مبارزطلبی کی اہل لشکر بہت پریشان ہوے کہ کیا کرین ناگاہ سامنے سے تیغ تازگرد اُٹھا
ہوا خرم و شہناز نے دیکھا کہ ہاشم مع ثعبان چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے نمایان ہوے اور میدان مین
پہونچ کے تہمتن کیجانب مرکب جولان کیا تہمتن نے شہزادہ کو دیکھ کے تلوار ماری شہزادہ نے اسکا حربہ رد
کرکے مثل خیار تر اُس کو قلم کیا جنگ مغلوبہ ہو رہا ہوئی اور ہر ایک نا رفعل ہوتے شام کو طبل آسایش بجا
دونون لشکر اپنے اپنے قیامگاہ پر آئے مگر ہاشم بہ نہایت برہم اپنی بارگاہ مین داخل ہوا

اب ذکر داستان ملکہ نمرودہ خلخال جادو کو بیان ہوتے ہین

ای جوش بادہ تو بھی ہوا آکے دھوم کر مجرا کرو زمین ادب چوم چوم کر	ای ابر نو بہار برس جھوم جھوم کر دشمن کرے جو خلق تو لازم ہے خوف جان	دربار میفروش ہوا گرم سے تو تلوار کا متی ہے گلا جسکا چوم کر

زدرد ہمین درد کا دل ہے زار جلے
رکھو دو جب سے طاق پہ مصحف کو چوم کر
وہ دل خوشی ہمزور ہو آیا ہے تغزلن
صندلی سحر پوشام شہ ہو بخت شوم کر

زخمون مین بھر لیے مہ مہتاب تو ہم کر
مجھ سے نہ پوچھ داغ ہین سینہ مین کسقدر
سر تک بچے تو بچ گئے عشق قدم کر
ہے لقد جان اسیر کا قصہ تمام ہے

نکلی نہ فال وصل کی چھانا ورق ورق
ذرات کا حساب سے شمار نجوم کر
مدت کے بعد آنکھون نے دیکھا ہی روے وصل
جلاد کی کچہری مین داخل ہو روم کر

حنا بندان بیچہ رنگین سخن و پیرہن سازان عرائس مضامین زینت دہ انجمن رونق دہندگان بزم افسانہ گستری و شیفتگان گیسوے تقریر سخنوری عروس سخن کو کا شانہ بیان مین اس طرح مشکین فرماتے ہین اور طرے ہم و خلخال کو تحریر سے یون زینت دیتے ہین کہ جب نمرود کو شکست ہوئی یہ خجل ہوکے فلک چہارم پر گیا اور دیوتون کو رخصت کرکے جس جگہ تخت خداوندی بچھا تھا اور دیوار گیری نصب تھی اس دیوار گیری کو دور کرکے جس جگہ اُنکو جا ملتی گیا کیونکہ دیو اقوال اس مردود کا مربی ہی اور بارہ سو دیوان قوی ہیکل خنجر بلب فلک پکڑے ہوے کوہستان مین بیٹھے ہین اور نمرود کا فلک مقوی ہی غرضکہ نمرود اقوال کے پاس جا کے گریان ہوا اور کہا کہ تو ملکہ خلخال جادو کے پاس جا اور میرا حال بیان کرکے اُس سے کہنا کہ تو جلد نمرود کے پاس پہونچ ورنہ اہل اسلام کے ہاتھ سے مجھے اور تجھے جہنم مین ملاقات ہوگی اقوال نے ملکہ خلخال کے پاس جا کے تمام حال بیان کیا خلخال جادو یہ حال سنتے ہی مع چار ہزار ساحرہ کے نمرود کے پاس آئی اور تمام سرگذشت سنکے کہنے لگی کہ تو نے مجھکو قبل سے کیون نہ اطلاع دی بختیارک نے خلخال کو دیکھ کے کہا کہ اے نمرود اب جبتک تو نے تدبیر معقول کی نمرود نے خلخال سے کہا کہ مین نے پسر حمزہ کے چالیس سردار قید کیے ہین تو اُنکو لیجا ورنہ عیاران اسلام اُنکو چھڑا کر لیجائینگے اور اُس شب کو نمرود نے تمام شب خلخال سے منھ کالا کیا طرفہ یہ کہ خلخال نمرود کی خالہ بھی ہوتی تھی اُس خبیث نے اپنی خالہ سے فعل قبیح کیا صبح کو خلخال سرداروں کو ہمراہ لے کے میدان مین آئی اور لشکر نمرود کی پشت پر ایک خیمہ قیدیون کے واسطے استادہ کیا اور دو ساحرون کو نگہبانی کے واسطے مقرر کیا ایک کا نام صنوبر جادو اور دوسرے کا نام زعفران جادو تھا اور بروقت سوار ہونے کے ایک ساحرہ کو طلب کرکے اُس کے کان مین کچھ کہا وہ بہت خوب کہکے روانہ ہوئی اور خلخال تخت پر سوار ہو کے لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوئی اُس جانب کو شہزادہ صبح کے وقت مع سردارون کے بارگاہ فریدون مین بیٹھا تھا صحبت عیش و عشرت گرم تھی کہ اس اثنا مین جوڑی ہرکارہ گردن مین آلودہ پسینے مین غرق فرودگاہ پر آکر کھڑی اور بعد دعاے شاہزادہ گردون وقار حال ساحرہ خلخال کے آنے کا معرض عرض مین لائی سب لوگ خلخال کا حال سُن کے بدحواس ہوے جو بودے تھے وہ لشکر سے بھاگ گئے مگر شہزادہ ہاشم پچاس ہزار کی جمعیت سے روانہ ہوا لیکن ایک طرف لاکھ سوار نمرود کی طرف سے کوہستان مین مقیم تھے خلخال اس لشکر کو لشکر ہاشم تصور کرکے اُس طرف گئی اور ہاشم بھی جو اس طرف سوار ہوا تھا وہ بھی وہان آن پہونچا خلخال نے ہاشم کو دیکھکے کہا کہ اے ہاشم اگر تو خداوند کو سجدہ نکریگا تو مین تجکو غارت کرونگی اتنے مین وہ ساحرہ کہ جسکے کان مین خلخال نے کچھ کہا تھا دو شیشے سبز و سُرخ لیکر حاضر ہوئی اور خلخال کو وہ دونون شیشے حوالے کیے خلخال نے کہا اے ہاشم دیکھ مین اسطرح تجکو قتل کرونگی یہ کہکے سر شیشہ کھولا آتش اُس شیشے سے نکل کے اُن لاکھ سواران نمرود پر گری اور سب کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اُس فوج کے سردار کا نام فرید نمرود پرست تھا وہ ناری تھی جلکر خاکستر ہوا اور آتش بازگشت کرکے خلخال کے پاس

آئی اور پیچ کھاکے شیشہ میں چلی گئی بعد ازان خلخال نے ہاشم سے کہا کہ تو نے دیکھا تیرا بھی یہی حال کرونگی لیکن
ساحران فرید نے آکے خلخال سے کہا کہ تمنے لشکر خداوند کو کیون جلا دیا اسنے کچھ جواب نہ دیا اور ہاشم سے مخاطب
ہوکے کہا کہ آج تم کو مہلت دیتی ہون اگر کل خداوند کی اطاعت نہ کی تو تم سب کو قتل کرونگی یہ کہکے چلی گئی اور
شاہزادہ بھی مراجعت کرکے اپنی بارگاہ مین آیا سام صحرا شکن نے عرض کیا کہ مردمان لشکر خوف ساحرہ سے
بھاگے جاتے ہین ہاشم نے کہا کہ منادی کردو کہ جس شخص کو جانا منظور ہو ہم بخوشی کہتے ہین کہ وہ ہمارے
لشکر سے نکلجاے یہ سنکے بلعض بزدلون نے چلتا دھندھا کیا اور سام بھی بحیلۂ دعا ہاشم سے رخصت ہوکے صحرا
کی طرف روانہ ہوا جب وہ وقت آیا کہ زرگر دہر نے طلاے احمر خورشید کو بوتہ مغرب مین رکھا اور کورۂ آہنگر فلک
پر اخگر نجم تابیدہ ہوے کہ اُس دنکے قدم اُٹھے دہانسے :: ہوا سامان رخصت اس جہان سے :: دود شام نے دامن
اٹھایا :: ہجوم شام کا اک ابر آیا :: سر شام اُس ساحرہ بد انجام نے طبل جنگ بجوایا صداے طبل سے لشکر مین
بدحواسی ہوئی مگر شہزادہ ہاشم نے بھی جوش شجاعت مین حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل خداے قدیر
طبل رزمی پر دوال دیجاوے بحکم شہزادہ والا تبار طبل فریدون پر چوب پڑی جلادت شعار دم تہوری کا
بھرنے لگے تیاری آلات حرب کرنے لگے اسی تردد و درستی سامان جنگ مین سرہنگ مہر جان پر طبل کے
دمدمہ گاہ فلک پر آیا اور شاطر روزگار غدار نے زرہ طلائی ضیاء خورشید کی پہنی کہ

ہوئی پیدا سحر تھے مین ناگاہ	ستارون نے بھی لی سوئے عدم راہ	ہوئی جب صبح روشن آشکارا	فلک پر صبح کا چمکا ستارا

لشکر ساحران گمراہ آراستہ ہوکر جانب جنگگاہ چلا خلخال تخت سحر پر سوار پیچھے اسکے جوق جوق ساحران نابکار کبھا
سحر پر چڑھکے روانہ ہوے اس طرف شاہزادہ والا مقام زرہ و چار آئینہ وخود جسم پر آراستہ کرکے
مرکب فریدون پر سوار ہوے جلو مین یکہ تازان و رسالدار ہوے فوج گروہ گروہ وجوقہ جوقہ مثل دریا کی طرح رواں
ہوئی شجاعت انکی ہمت پر آئینہ دار حیران ہوئی آمد سے لشکر کی گرد اڑی تھی یا کہ گرد کدورت دہن کی اٹھی ہوئی تھی طبل
و بوق کے قلب بھی ہول سے خالی تھے گر سامان بجالی تھے قد کوہ سے پامین کوہ تک نرگستان کا اک ادر کوہ پایۂ تنک لالہ
کھلا تھا کرن خورشید کی کلگی آتی تھی لشکر مین باجا بجتا تھا اسلحہ کی جھقا جاق بلند تھی برقین سرخ سبز جلوے دکھاتی
تھین ساحر طلا اسان آتش بار رواز دران مردم آزار پر سوار تھے غرضکہ پست و بلند زمین کو بیلچہ کارون نے
ہموار کیا سقون نے آبپاشی کرکے گرد و غبار کو بٹھایا میمنہ میسرہ آراستہ ہوئی نقیبون نے نقابت شروع کی

عاقلان باغ یہ نہین دلکش خاک جب ہوگئے قدر عنا خاک مین گلرخان جو سوتے ہین موت سے کسکو رستگاری ہے	جسکو دیکھو وہ ہے پریشان گل تب ہوا سرو خوشنما پیدا باغ مین گلعذار روتے ہین آج وہ کل ہماری باری ہے	اس چمن کی ہوا ہی ہمین ہے لالہ رو دلپہ نکلے ہے داغ عندلیبون کے ہین یہی الحان بیاہ لیجاتا ہے عروس موت کو	آستین زن چراغ عقل ہے ہی تب ہوا لالہ سے محفل بلغ فانظر کل من علیہا فان دو طلاق اس زندگی کی ہے تاکہ

نقیب جب کڑکا کہکے کنارے ہوے خلخال نے میدان مین نکل کے مبارزطلبی کی کہ ناگاہ ایک پیادہ نقابدار
شیشہ ہاے سبز و سرخ لیے ہوے پہونچا اور شیشون کا منھ کھولدیا خلخال اور اسکے تمام لشکر پر شعلہ ہاے آتش
گرنے لگے اور چہار طرف سے اُس لشکر ناری کو آتش سوزان نے ایسا گھیرا کہ طرفۃ العین مین سبکو جلاکے فی النار والسقر کیا
شور و شیون بلند ہوا مگر وہ یہ حال دیکھکے گریان و نالان اپنے قبول پر جلا گیا اور تمام گبر شکست کھاکے بھاگے جن
سرداران کو خلخال نے قید کیا تھا اور ایک خیمہ مین بس لشکر رکھا تھا ہاشم نے انکو رہا کیا اور وہ پنچ ہمراہ لیکے بارگاہ مین

رونق افزا ہوئے اسوقت سام صحرا نشین نے آکر مجرا کیا تب شہزادہ کو معلوم ہوا کہ یہ کار نمایان سام صحرا نشین سے
ظہور مین آیا اور سام نے تمام حال اپنی عیاری کا بیان کیا کہ شب کو اسطرح مین نے بلقیس عیاری شیشہ کو تبدیل کیا
اور اسی کے سحر سے اسکو جلایا ہاشم یہ کیفیت سنکے بہت مسرور ہوے کمال تعریف کی اور خلعت پر زر عنایت فرمایا

اب دو کلمہ داستان امیر با توقیر حمزۂ عالیشان کے بیان ہوتے ہین سنو

کر رہین ہین باغبان گلشن مین طغیان بہار
گلفشانی سے ہی رنگین ہو رہے دامان بہار
آتش سوز درون کی شعلہ افشانی ہی یہ جو
ہر تنک شبنم سے ہین زخم شہیدان بہار
اسکی چاک جیب سے کی تختۂ نسرین کی سیر
شمع مرقد ہو گئی شمع شبستان بہار
وصل کی شب گریۂ عاشق مین ہی کیا لطف

جام عمر بلبلان کو بھر دیگا طوفان بہار
اسکے باغ حسن کے گلچینی کی کیونکر ہی ہوس
شمع محفل ہو گئی سرو چراغان بہار
ہر نبات سبزہ کو دایہ ہی آغوش چمن
فصل گل مین پیر ہو ہی بچہ مہمان بہار
فصل گل مین رشتۂ تار نفس ہی عندلیب
اسی اثر کیا خوشنما ہوتا ہی باران بہار

اندنون کیا اوج پر ہی ساز و سامان بہار
چاک ہی کاکل گل سو جا سے دامان بہار
یار کی تیغ تبسم ہی چمن مین یادگار
غنچۂ سربستہ ہی طفل دبستان بہار
سوز دل سے دل جلونکی قبر پر لوجا جوگی
کر رہی ہی بخیہ چاک گریبان بہار

بادہ کشان رحیق خوش کلامی و جرعہ نوشان ساغر شیرین زبانی پیمانۂ سخن کو بادۂ پر جوش کلام سے اسطرح لبریز فرماتے ہین کہ صاحبقران با وقار مع سرداران نامدار شہر قبلقو سے مین جلوہ فرما ہین وہان خبر معلوم ہوئی کہ لقا شکست کھا کر نمرود کے پاس گیا ہی امیر با توقیر نے اسی طرف کا قصد کیا ہر کارون نے آکر عرض کی کہ راہ شکار مین ایک دربند ملتا ہی کہ اسکو طاق کہتے ہین اور اس دربند کے دو بھائی حاکم ہین انکے نام طارق دربندی و مطارق دربندی ہین اور یہ دربند بمنزلہ پھاٹک شہر نمرودیہ کے ہی اور دربند کے گرد سمندر ہی گویا دربند پانی مین ہی امیر نے یہ خبر سنکے لشکر کو کوچ کا حکم دیا بعد قطع منازل و طی مراحل دربند سے سات کوس کے فاصلہ پر مقام کیا یہ خبر سنکے مالکان دربند یعنی طارق و مطارق دربندی نہایت ہراسان ہوے اور بند سمندر کو توڑ دیا جسکے سبب سے دربند کے گرد عالم آب ہو گیا اور اس مضمون کی عرضی نمرود کو لکھی کہ حمزہ یہان آیا ہی اور ہمنے خوف سے بند سمندر توڑ دیا لہذا جلد ہماری خبر بھیجے نمرود جس وقت مضمون عرضی سے مطلع ہوا رنگ رخ زرد ہو گیا بختیارک نے پوچھا کہ اس عرضی مین کیا لکھا ہی کہ جس سے خداوند کا حال متغیر ہو گیا نمرود نے کہا کہ میر ابندۂ مغضوب حمزہ آگیا ہی بختیارک نے کہا یا خداوند ہاشم کے ہاتھ سے تمہاری یہ حالت ہی اب حمزہ آتا ہی اس سے تو جان بری دشوار ہی نمرود نے زرم شاہ سے کہا ای نائب من دو لاکھ سوار لیکے تو جا اور لشکر حمزہ کو تاراج کر لقا دو لاکھ سوار ہمراہ لیکے تین روز کی مسافت طے کرکے داخل دربند ہوا طارق و مطارق استقبال کرکے بڑے کر و فر سے لقا کو اندرون قلعہ لیگئے لقا نے وہان پہونچ کے اپنی تقدیرات بحر جاری کین اسطرف امیر کو خبر ہو چکی کہ حاکمان دربند نے بند سمندر کو توڑ دیا اور لقا مع دو لاکھ سوار کے آیا ہی یہ حال سنکے امیر نے عمرو سے کہا کہ تم انکی کچھ تدبیر کرو اس اثنا مین سرداران علمشاہ یعنی آلا گردوما لا گرد نے دست بستہ عرض کیا اگر حکم ہو تو ہم جا کر دربند کو فتح کرین امیر نے فرمایا بہتر ہی مین نے تم کو خدا کے سپرد کیا آلا گرد و ما لا گرد نے ایک جنگی جہاز کو توپون سے آراستہ کیا اور پانچ ہزار گرز بردارون کو لیکے روانہ ہوے اس طرف حاکمان دربند نے سنا کہ جہاز جنگی آتا ہی پس دونون بھائی فیلبند دروازے پر آکے خاموش بیٹھے جب جہاز قریب ہی بخا دربند سے توپین مارنا شروع کین اور گولون کی بوچھار سے جہاز کو شکست کر دیا چار ہزار اہل اسلام شہید ہوے اور دونون سردار ایک تختہ پر لا رہے ہاتھ

دریا سے نکلے امیر نے یہ حال سنکے عمرو سے فرمایا کہ ای خواجہ تمہین کچھ تدبیر کرو غرضکہ خواجہ نے بعد مضحکات
امیر سے زر کثیر لیکے کہا کہ مین جن پہلوانون کو پسند کرون وہ میرے ہمراہ ہون القصہ عمرو نے کرب بیدو
نوح و بدیع و خورشید بن ہاشم وغیرہ چار سو سردارون کو ہمراہ لیا اور کرب کو اپنا گماشتہ مقرر کرکے اپنا نام
خواجہ نصیر بازرگان رکھا اور تمام سردارون کو صندوقون مین بند کرکے اور اسباب تجارت درست کرکے جہاز
روانہ کیا اور اس طرف امیر شاہ اسلام سے اجازت شکار لیکر ستر ہزار کی جمعیت سے چار کوس تک گئے گرد بیابان
سے گرد تیرہ و تار اٹھی جب گرد مین گرد ہوا سے چاک ہو ا دیکھا کہ ایک دیوانہ جسین ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے چلا
آتا ہے اسنے پہونچ کے امیر کے روبرو دست ادب باندھ کے سلام علیک کی اور عرض کیا کہ مین حضور سے کشتی لڑونگا
امیر سنکے گھوڑے سے اُترے اور اس سے مقابلہ کرکے دو روز کی زور آزمائی مین اسکو زیر کیا اور اس سے
کہا کہ اب تم اپنا حال بیان کرو اُسنے کہا کہ میرا نام ارزان روئین تن ہے اور یہان سے تین کوس پر ایک
مقام ہے کہ اسکو سرزمین روئین کہتے ہین اور مین سترہ سال کی عمر سے مجنون و دیوانہ ہون اور پچیس ہزار
آدمیون کو مین نے اپنا مطیع کیا ہے ایک شب مین نے عالم رویا مین ایک بزرگ کو دیکھا اور انھین کی برکت قدم مبارک
سے مشرف باسلام ہوا اور انھین بزرگ نے حضور کی تشریف آوری کی خبر دی تھی امیر اُسکو اپنے ہمراہ بادشاہ جمجاہ
کی خدمت مین لائے اور تمام حال اس دیوانہ روئین تن کا بیان کیا

اب دو کلمہ داستان عمرو بن امیہ ضمری سے بیان ہوتے ہین

کہ جب عمرو کا جہاز فیلبند دروازہ پر آیا اہل بیان دربند نے آواز دی کہ اسی جگہ ٹھہرو اہل جہاز نے
چادر ہلائی اہل دربند کو معلوم ہوا کہ یہ جہاز کسی تاجر کا ہے پس ان لوگون نے مالکان دربند کو اطلاع کی
حاکمان مذکور نے لقا سے عرض کیا کہ ایک تاجر آیا ہے اگر حکم ہو تو اُسے بلالین لقا نے کہا مین نے بھی یہی
تقدیر کی تھی اُس تاجر کو بلالو لوگون نے آکے عمرو سے کہا کہ حضور نے یاد کیا ہے عمرو کاروانسرا مین مع
صندوقہا سے سرداران کے مقیم ہوا اس اثنا مین ہرکارون نے آکر کہا کہ خداوند نے تمکو طلب کیا ہے
اور اسباب تجارت جو عمدہ و نفیس ہو کہ شہ دربار کا لائق ہو برائے ملاحظہ اپنے ساتھ لیچلو عمرو سردارون
کے صندوق ہمراہ لے کے بارگاہ مین آیا بختیارک حال عمرو دیکھ کے بد حواس ہوا اور سوداگر نے صندوق
کھول کے سردارون کو باہر نکالا اسد اور تمام سردار نعرہ کرکے برآمد ہوے لقا اور بختیارک تو یہ حال
دیکھ کے بھاگ گئے انھون نے طارق و مطارق کو گھیر لیا تمام اہل قلعہ مسلمان ہوے امیر یہ خبر سنکے دربند
مین آئے اور فرمایا دریافت کرو کہ یہان سے شکاکیہ کے منزل ہے لوگون نے کہا کہ یہان سے بارہ کوس تک
دریاے منقار حائل ہے جسکا نام بحر خداوند و شہر پناہ شکاکیہ ہے اور اسپر ایک پل ہے کہ جس کو پل سکندر کہتے
ہین چونکہ لقا یہان سے بھاگ کے گیا ہے وہ ضرور نمرود سے کل حال بیان کرے گا اور نمرود برائے
محافظت پل ضرور کسی سردار کو بھیجے گا امیر نے فرمایا ہماری بارگاہ اسی طرف روانہ ہو عادی
اُٹھا بارگاہ کا لے کے روانہ ہوے اور کہا کہ اگر میری مدد کو کوئی نہ آئے تو مین تنہا کافی ہون یہان
خونخوار خوک پیکر جبار نے نمرود سے تمام کیفیت شکست لقا کی بیان کی اور کہا کہ مین نے سنا ہے لقا کے
تعاقب مین پہلوان عادی آتا ہے نمرود نے اوطاق دراز بینی و صمصام شترگردن کو حکم دیا کہ تم جا کے
امیر کی بارگاہ لیلو اور عادی کو اس طرف مت آنے دو دیدہ دونون سردار دو لاکھ کی جمعیت سے روانہ ہوے

بعد انکے صفدر اژدہا خوار کو نمرود نے حکم دیا کہ تو بھی جا وہ بھی ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے روانہ ہوا لیکن اوطاق
پیشتر پہونچ کے نصف پل پر کھڑا ہوا اس طرف عادی کو قاسم تنگ رو اجلی نے خبر دی کہ ایک سردار اوطاق
نامے جس کی مینی سات گز کی ہے وہ سد راہ ہوا ہے عادی یہ سنکے اس کے مقابلہ کو آئے اوطاق نے
عادی کو گرز مارا عادی نے تخت شدادی پہ گرز کو روکا اور بسبب کہنگی کے تین لٹھے پل کے ٹوٹ گئے
اور جب عادی نے تخت شدادی کی ضرب لگائی وہ گبر زمین مین دھنس گیا اور جس جگہ وہ کھڑا تھا
وہان سے بھی پل شکستہ ہو گیا اور چار سو ہمراہیان اوطاق دریا مین غرق ہوے اور آدھا پل بھی
دریا مین گر گیا عادی بارہ ہزار عرب ہمراہ لے کے پل سے نیچے آئے اور شمشیر زنی کر کے تیس ہزار کفار کو
واصل جہنم کیا باقی ماندہ فوج بھاگ گئی عادی نے اُن کفار کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا اور نمرود کی طرف
روانہ ہوے اور فتحنامہ امیر کی خدمت مین بھیجا لیکن اثنا راہ مین صفدر اژدر خوار نے خبر قتل اوطاق
کی سنی اور بہت جلد پہونچ کے عادی سے مقابلہ کیا ایک ہی حملہ مین اُس نے عادی کو زخمی کیا اور لشکر پر
جا پڑا بہت لوگ لشکر عادی کے ہاتھ سے شہید ہوے اور کفار نے عادی کو مع اُنکے بھائیون کے حلقہ ہا
کمند سے مقید کیا اور بارگاہ پر قابض ہوے لشکر عادی کو شکست دی اور شکاکیہ کی طرف روانہ ہوے
ہنوز تھوڑی دور گئے تھے کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم نقابدار نیلی پوش اور نقابدار فوراً آسمان سے زمین
پر آیا اور دیو جن بہادرونکو مع اسپان اپنی پشت پر سوار کیے ہوے تھے انکو زمین پر اتار دیا اور اسپ
پری پیکر پر ایک جوان خوشرو نقاب نیلگون رخ انور پر ڈالے ہوئے سوار تھا تسنے نعرہ کیا کہ اے کافران بدفعا
و نابکاران سمجھا بارگاہ حمزہ کو ایسا بے وارث سمجھا ہے کہ اس طرح بے خوف خطر لیے جاتے ہو یہ سنکے فوراً
صفدر نے نقابدار پر حملہ کیا نقابدار نے اسکا حملہ رد کر کے مع مرکب اُس کے چار ٹکڑے کیے اور شمشیر زنی
کر کے اُسکے نصف لشکر کو بھی جانب جہنم روانہ کیا فوج باقی ماندہ شکست کھا کے بھاگی نقابدار نے عادی
کو رہا کیا اور ایک ڈبیا مرہم عنایت کر کے کہا کہ اس مرہم سے تم کو دو پہر مین شفا حاصل ہو گی جاؤ اور
میری طرف سے امیر کی خدمت مین سلام شوق کہدینا اور یہ بھی کہنا کہ میرا قصد تھا کہ بارگاہ پہنچاؤن لیکن پھر
یہ خیال آیا کہ لوگ کہینگے چونکہ امیر نہ تھے اسوجہ سے نقابدار بارگاہ لے گیا لہذا اب لازم ہے کہ امیر نشانہ
صاحبقرانی مجھ کو بھیجدین ورنہ سر میدان لے لونگا یہ کہکے نقابدار ایک دیو کی گردن پر سوار ہو کے روانہ
ہوا اور عادی کوچ کر کے شکاکیہ سے سات کوس اس طرف پہونچے اور بارگاہ استادہ کی دوسرے روز
امیر بھی مع فوج دریا موج تشریف لائے یہ خبر جاسوسون نے نمرود مردود کو پہونچائی یہ سنکے تمام اندام مین
اُسکے رعشہ پڑ گیا اور نہایت سراسیمہ ہو کر دریچہ قدرت سے داخلہ لشکر امیر با توقیر کا معائنہ کیا امیر نے
بارگاہ مین رونق افزا ہو کے عمرو سے کہا کہ یہ ناسعادتمند ہاشم میری ملاقات کو کیون نہین آیا عمرو نے کہا یا
امیر ہاشم بھی بدیع الزمان کا شاگرد ہے چنانچہ بدیع الزمان بھی بعد ہفت صف کے حاضر ہوا تھا امیر نے
فرمایا کہ تم ہاشم کے پاس جاؤ عمرو نے ہاشم کے پاس آکے کہا کہ اے ناسعادتمند تو امیر کی ملازمت کے لیے کیون
نہ آیا ہاشم نے کہا کہ مین بعد فتح نمرود مثل بدیع الزمان کے حاضر ہونگا اور ہاشم نے دس ہزار اشرفی اور پانچ
صندوقچے جواہر کے عمرو کو دیے اور سام صحرانشین کو عمرو کا شاگرد کرا دیا خواجہ بہت خوش ہوے اور
ہاشم کی تعریف کی ہاشم نے سام کی عیاری کا تمام قصہ بیان کیا کہ اس طرح اس نے طلخال جادو کو

صحرا مین مارا عمرو نے بھی تعریف کی اور کہا کہ ای ہاشم شکر کر کہ خدا نے ایسا عیار تجھکو عنایت کیا بعد از ان امیر کی خدمت مین آکر عرض کیا کہ ہاشم نے بہت شان و شوکت پیدا کی ہی اور کہا ہی کہ مین ایک جنگ کر کے حاضر حضور ہونگا امیر نے یہ خبر سن کے سجدۂ شکر کیا اور صحبت عیش و نشاط و جلسہ سرود و طرب مقرر کیا

اب وو کلمہ حال ایلچی گری ایرج نوجوان کے بیان ہوتے ہین

ہان او مرے لالہ فام ساقی
دست مین جو بھی ہو دخت چنگی
آتا ہی جو میرے گھر مین مہمان
طاقون پہ چنے ہوے ہین شیشے
ایسا ہو لباس ارغوانی
شیشے سے پری وہ جام مین لئے
نشہ مین بیان ہو یہ قصا

وہ مے دے جو آئے کام ساقی
میخوارون کو اب لگی ہی ہنسی
دعوت کا ہو کی کرنا سامان
گلدستے ہون بزم عاشق کے
پوشاک دلہن کی جون شہانی
پھر بادہ کشون کے کام مین آئے
کچھ لطف ہو ایلچی گری کا

تو بے شگفتی ہو اپنا دستور
کو دینے مین کرے نہ اب توقف
آراستہ ہون مکان بھی نایاب
ہو دختر رز یہ خوب جوبن
میخوار کی کن ہو یہ جوش پیدا
ہر جام لبا لب ہو مشتاق
استاد کو لطف قصہ خوانی

کر ساقیا جام مے سے مخمور
ورنہ مجھے ہوے گا تاسف
اور اس مین بچھا ہو فرش مخمل
شیشے سے پری یہ نکلے بن ٹھن
نیرنگی نشہ ہو وہ پیدا
دل شاد ہون سب قدردان
اپنی کرے کلک درفشانی

قاصدان منازل افسانہ گری و عازمان کشور قصہ خوانی ایلچی سخن کو میدان عا مین یون گرم خیز کرتے ہین کہ امیر عالیمقام نے عین صحبت انبساط مین دبیر عطارد تحریر کو بلا کر ایک نامہ لکھوایا اور چوبکی پر رکھ کے آواز دی کہ مین ایسا بہادر چاہتا ہون کہ جو میرا نامہ لیجائے اور نمرود سے آداب نامہ ادا کر آئے ہنوز یہ کلام نہ تمام ہوا تھا کہ ایرج نوجوان اپنے دنگل سے اٹھا اور عرض کی یہ غلام اس کام کو انجام دیگا اور نامہ اٹھا کے سر سے باندھا اور اپنے خیمہ مین آکے تیاری ایلچی گری مین مصروف ہوا دوسرے روز صبحکو جب کہ ایلچی فلک چہارم نامۂ خطوط شعاعی لیے ہوے افق مشرق سے برآمد ہوا لوا مہ مع بادشاہ و عمرو واسطے دیکھنے سواری ایرج خیمے کے باہر آئے شان و شوکت لشکر ایرج دیکھکر ترک فلک رعب سے تھرانے لگا عمرو بھی ایرج کے ہمراہ روانہ ہوا ایسان خونخوار عیار نے نمرود سے خبر کی کہ ایلچی نامہ لیکر امیر کا آتا ہی بختیارک مردک نے جب نام ایلچی کا سنا حال بیان کیا اور آداب نامۂ امیر سے نمرود کو آگاہ کر کے کہا کہ یا خداوند ایسا انتظام کیجیے کہ ایلچی بالائے قیطول نہ آنے پائے نمرود نے دیو خسرو کو طلب کر کے کہا کہ حمزہ کا ایلچی آتا ہی تو اسکو بالائے قیطول نہ آنے دینا اسنے کہا بہت خوب اور بہت بہتر یہ کہکے وہ دیو اپنی جگہ پر کہ جہان پر بود و باش تھی چلا گیا مگر عمرو جو ایرج کے ہمراہ روانہ ہوا تھا اپنے ایرج سے پہلے اپنے تئین زیر قیطول پہونچایا اور راہ پر جانے کی فکر اور تشویش مین تھا کہ کسی طرح قیطول پر چڑھ جاؤن قضا را اسوقت عرش کا ایک ملازم تلاش و قدم واسطے پیشاب کرنے کے سواری سے علحدہ ہوا اور ایک کونے مین رفع حاجت کے لیے بیٹھ گیا عمرو نے موقع پاکے فوراً اسکو بیہوش کیا اور آپ اُسکی صورت بنا اور سپاہی کا لباس پہن کے عرش کی سواری کے ہمراہ روانہ ہوا جب سواری قریب قیطول پہونچی دیو خسرو نے عرش اور چند خدمتگارون کو اپنے ساتھ لے کر قیطول پر پہونچایا عمرو بھی بجالائی تمام انہین خدمتگارون مین مل کے قیطول پر پہونچا سب لوگ تو نمرود کے پاس گئے لیکن عمرو بہوشیاری و بعجلت لسیار فلک اول پر پہونچ کے مخفی اور پوشیدہ ہو گیا کیونکہ ہر فلک پر دیو اپنی گردن اور دوش پر سوار کر کے لیجاتے ہین جب یہ سب لوگ نمرود کے پاس پہونچے خواجہ بہت خوش ہوے اور دنگل کے قیطولون کی سیر کرنے لگے کہ ناگاہ صدائے طبل

دردش جو کی کان مین آئی اور سواری ایرج زیر قیطول نمایان ہوئی ایرج نے دیکھا کہ قیطول پر جانے کی
راہ نہین ہو متحیر ہو کے دیو خسرو سے کہا کہ مجکو نمرود کے پاس پہونچا دے کیونکہ مین برسم ایلچی گری آیا ہون
دیو نے کہا تامل کرو حکم نمرود کا آلے تو جانا ایرج یہ سن کے خاموش ہوا جب دو گھڑی کا عرصہ
گذر گیا ایرج نے برہم ہو کے دیو سے کہا کہ جلد میری خبر کرو یو قیطول سے اُتر کے روبرو آیا اور کہا
کہو کیا کہتے ہو ایرج نے کہا کہ میرے قریب آؤ تو کچھ تمہارے کان مین کہون دیو ایرج کے پاس آیا ایرج
نے بائین ہاتھ سے اسکا سر پکڑا اور داہنے ہاتھ سے اسکے شقیقہ پر ایسا گھونسا مارا کہ دیو غل مچانے لگا اور
کہا کہ ای شخص تو مجکو کیون قتل کرتا ہی ایرج نے کہا کہ بس بہتر یہی ہی کہ مجکو نمرود کے پاس لیچل دیو بلا چاری
اپنی گردن پر سوار کر کے بالائے قیطول لیچلا جب ایرج قریب قرق زنجیر پہونچے ایک خدمتگار نے آکے کہا
ع آفرین باد برین ہمت مردانہ تو ایرج نے عمرو کو پہچان کے کہا کہ ای جد عالی وقار تم کیونکر یہان پہونچے
عمرو نے کہا خدائے عز و جل نے مجکو بھی یہان تک پہونچا دیا وہان ایرج نے دیکھا کہ ایک زنجیر طلائی طناب
کے بندھی ہوئی ہو اُس زنجیر کو ایرج نے تلوار سے قطع کیا اور خواجہ نے جھٹ اسکو زنبیل مین داخل کیا اور وہان
نمرود نے کہا کہ ای خدمتگار تو نے کیون زنجیر لے لی عمرو نے کہا کہ مین نے حکم نمرود سے غائب کر دی اس اثنا مین
خونخوار نے دوڑ کے نمرود سے کہا کہ ایلچی بالائے قیطول آگیا نمرود نے حکم دیا ای خونخوار تو باہر جا اور ایلچی کو
لیکر اس مقام پر موجود رہ اگر آ کے مجکو سجدہ کیا تو خیر ورنہ اسکو کمند دون مین گرفتار کر لینا اور دو دیو جو
کہ ایک کا نام زرباب فیل گردن اور دوسرے کا نام مسمار کوہ شکن تھا دائین بائین اپنے بٹھائے اتنے مین
ایرج نے قریب پہونچکے سلام علیک کی اور زرباب کے برابر آکے کہا کہ تو اپنی جگہ سے اٹھ کہ مین یہان بیٹھ کے
کچھ کلام کرون گا اُس حرامزادے نے گفتگوے نامعقول کر کے ایرج کو خنجر مارا ایرج نے تھپکی دی اور ہاتھ سے
خنجر چھین کے دور پھینکدیا اور تان کے ایک گھونسا مارا کہ مغز اُسکا پریشان ہو گیا اور خود اُسکے دنگل پر بیٹھ کے
کہا تم نامہ ورد سنو نامہ دار نمرود یہ حال دیکھ کے کانپنے لگا اور ایرج سے کہا کہ لاؤ ایرج نے کہا ای وقت قبول
کیا تو آداب نامہ بیے تو اور تعظیم جو طرح نامہ طلب کرتا ہی اور اُٹھ کے نمرود کے سینہ پر سوار ہوا نمرود نے
کہا ای نبیرۂ حمزہ مجکو قتل نکر مین آداب نامہ بجا لاتا ہون جو لوگ نمرود کا یہ حال دیکھ کے دست لطیفہ ہوے
تھے اُنکو نمرود نے منع کیا اور کہا کہ ای ایرج مجکو چھوڑ دے قسم بقدرت خود مین آداب نامہ بجا لاؤنگا شاہزادہ
ایرج اُسکو چھوڑ کے اپنے دنگل پر آ بیٹھا نمرود نے تب اُٹھکے نامہ ادا کیے یعنی بہت کچھ زر و جواہر منگوا کر نامہ پر
نثار کیا اور ایرج سے نامہ لیا اُسوقت ایرج نے نہیب دی کہ ای اہالیان دربار دیکھو مین نے تمہارے
خداوند کو کیسا ذلیل کیا جس شخص کو کچھ جرأت ہو وہ مجھے سمجھ لے نمرود نے سردارون کی طرف دیکھ کر کہا
کہ شاید ایرج تمہارا داماد ہی جو تم اسکو نہین مارتے ہو یہ سنتا تھا کہ کفار تلوارین کھینچ کے ایرج پر جا پڑے
ایرج بھی تلوار کھینچ کے اُن مین در آیا اور چند لوگون کو قتل کیا لیکن خونخوار جو کمین گاہ مین بیٹھا تھا
اُسنے کمند مار کے ایرج کو گرفتار کر لیا اور نمرود کے روبرو لے گیا نمرود نے کہا ایرج سے ای بندۂ مغضوب
تجکو یہ وقت یاد نہ تھا اور ای نابکار تو نے میری قدرت نہ دیکھی ایرج نے لفظ نابکار سنکے قید کو پارہ کیا اور دوڑ کے
نمرود کو گرفتار کر لیا نمرود نے آواز دی کہ ای مربیان خداوند خداوند کی مدد کرو کہ وہ قتل ہوتا ہی سب نے دیکھا
ساحر تخت کے نیچے سے نکلے اور دو ترنج ایرج پر مارے کہ ہاتھ پاؤن ایرج کے بیکار ہو گئے ان ساحرون نے ایرج کو

گرفتار کر کے نمرود کے حوالہ کیا نمرود نے ایرج کو زندان مین بھیجدیا اور کہا کل مین اسکو قتل کرونگا جب عمرو نے
یہ دیکھا قیطول سے اُتر کے ہمراہیان ایرج سے کہا کہ تمہارا آقا گرفتار ہو گیا مردمان ایرج نالان و گریان جانب
لشکر اسلام روانہ ہوئے اور عمرو نے آکے جرأت ایرج کا حال امیر سے بیان کیا اور کہا ایرج کو سحر سے گرفتار کیا
ہے امیر غم ایرج مین گریان ہوئے تمام لشکر مین بسبب گرفتاری ایرج تلاطم پڑ گیا ہر طرف شور گریہ بلند ہوا

اب دو کلمہ داستان گرفتاری ہاشم تیغزن بدست عیار نمرود بیان ہوتے ہین سب

فکر بلبل ہمہ آنست کہ گل شد یارش | گل در اندیشہ کہ چون عشوہ کند در کارش | دلربائی ہمہ آن نیست کہ عاشق بکشند
خواجہ آنست کہ باشد غم خدمتگارش | بلبل از فیض گل آموخت سخن ورنہ نبود | اینہمہ قول و غزل تعبیہ در منقارش
آن سفر کردہ کہ صد قافلہ دل ہمرہ اوست | ہر کجا ہست خدایا بسلامت دارش | اگر از وسوسۂ نفس و ہوا دور شوے
بیشکے رہ ببری در حرم دیدارش | ای کہ از کوچۂ معشوقۂ ما میگذری | باخبر باش کہ سر میشکند دیوارش
دل حافظ کہ بدیدار تو خوگر شدہ بود | ناز پروردۂ وصال است فرومگذارش | مستیان تحفہ خوش آہنگ شیرین

زبانی و رامشگران لحن داؤدی خوش سمائی ترانۂ سخن کو مضراب بیان سے یون چھیڑتے ہین کہ نمرود مردود
جب بہت ذلیل ہوا تو اس نے برہم ہوکے خونخوار سے کہا کہ تو جاکے ہاشم کو گرفتار کر لا خونخوار یہ سن کے
روانہ ہوا اور لشکر ہاشم مین پہونچ کر دیکھا کہ سام صبح الشّین نے لشکر کا خوب بندوبست کیا ہے حفاظت کا انتظام
نہایت عمدہ ہے یہ تمام دن لشکر مین بصورت مبدل پھرا کیا مگر بسبب حسن انتظام سام کے اس کو
موقع نملا آخر مجبور ہوکے شب کو پشت بارگاہ ہاشم سے نقب دے کے زیر پلنگ ہاشم نقب کا دہنہ توڑا اور
نقب سے نکل کر پروانہ بیہوشی چھوڑ دیے جو شمعون پر جلے اور دود بیہوشی تمام بارگاہ مین پھیل گیا اس صورت
سے ہاشم کو بیہوش کر کے اسی نقب کی راہ سے لے نکلا اور دیو خسرو کے پاس پہونچ کے کہا کہ مجھ کو جلد قیطول پر
نمرود کے پاس پہونچا جب خسرو نمرود کے پاس خونخوار کو لے گیا اُسنے ہاشم کا تمام حال بیان کیا نمرود
نے فوراً ہاشم کو مقید کیا اور کہلا کہ جادو دختر غام جادو سے کہلا بھیجا کہ مین کل ایرج کو برادر حمزہ کو قتل کرونگا
لہذا تم بھی آ تماشا دیکھو جب یہ خبر سنی روتا ہوا امیر کے پاس آیا اور کہا کہ کل ایرج قتل ہونگے اور ہاشم
کو بھی دشمن چرا لیگئے امیر نے یہ خبر سنکے جام کلاہ عزت سکو کے کہا کہ کوئی بہادر ایسا ہے کہ اس جام کو پیے اور
ان دونون کو رہا کر لائے یہ سنکے نور الدہر اپنے دنگل سے اٹھے اور عرض کی کہ اگر حکم ہو تو یہ غلام جاکے
انکو رہا کرے امیر یہ دیکھ کے بہت خوش ہوے اور نور الدہر کو اجازت دی نور الدہر نے لشکر امیر سے
لاکھ سوار منتخب کیے اور آخر شب کو مسلح ہوکے سوار ہوئے لیکن امیر نے دوبارہ کہا کہ کسی دوسرے کو بھی
نور الدہر کی مدد کو جانا چاہیے یہ سنکے کرب و غضنفر بن اسد امیر سے رخصت ہوکے عقب نور الدہر
روانہ ہوئے صبح ہونے تک یہ تمام سرداران مذکورہ مع فوج لشکر زیر قیطول پہونچ گئے اور یہان
تمام رات نمرود نے میدان خونی کی تیاری کی تھی زیر قیطول دو رین استادہ تھین جلاد پیرا باندھے کھڑے تھے
نمرود دریچہ قدرت سے دیکھ رہا تھا کہ صبح کو شہزادون کو زندانخانہ سے لاکر زیر قیطول دارون کے پاس کھڑا کیا
جلاد حکم نمرود کے منتظر تھے کہ ایکبار غل ہوا اور آسمان سے پتھر برسنے لگے تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کہ ہم
نقابدار گیلی پوش اور ہمراہیان نقابدار اسپہاے پرندہ پر سوار تھے بس نقابدار نے تیغ زنی ایک عمل
مین اسی ہزار کافرون کو داخل جہنم کیا کہ دو خنگ اسطرف سے نور الدہر و غضنفر کے نقارے کی آواز آئی اُس طرف

نقابدار نے ایرج و ہاشم کے پاس پہونچکر کہا کہ تمھاری رہائی کا وقت آگیا ایرج و ہاشم نے پیشکے قید کو پارہ پارہ کیا نقابدار نے اسلحہ و مرکب انکو دیے ایرج و ہاشم سوار ہوئے یہ حال دیکھکے نمرود کے گلفام و ضرغام نے کہا کہ اے مرہیان من یہ کیا ہوا انھون نے ہنس کے کہا تم خاطر جمع رکھو ہم انکی خبر کرتے ہین یہ کہکے دونون نے آسمان کی طرف پروازکی ادھر میدان زیر قیطول ایسی شمشیر زنی ہوئی کہ الامان قریب تھا کہ لشکر نمرود کو شکست ہو کہ ناگاہ ایک لکہ ابر اہل اسلام پر محیط ہوا اور اس ابر سے آگ برسنے لگی تمام اہل اسلام اس آفت مین مبتلا ہو گئے مگر غضنفر اور نقابدار پر سحر کا کچھ اثر نہ ہوا قریب تھا کہ بسبب شعلہ باری کے لشکر اسلام کے پانون اکھڑ جائین کہ دفعتاً نعرہ ہوا منم شاہ عاشور برادر مکلل جادو و منم گلشن جادو ہمشیرہ برق جادو یہ یہ حال دیکھکے ضرغام بھاگا عاشور نے ایک ترنج مارا کہ ضرغام واصل جہنم ہوا اور گلفام قیطول کیطرف بھاگا قریب دریچہ قدرت پہونچا تھا کہ برق اسکے سر پر گری اور اس کافر کو دو پارہ کیا پس ان دونون ساحرون کے جہنم رسید ہونے سے مسلمانون پر سے تاثیر سحر دفع ہوئی اور جنگ مین مصروف ہوئے بختیارک نے کہا یا خداوند مرہیان خداوند قتل ہو گئے نمرود نے یہ سنکے طبل آسایش بجوایا اور گنبد قدرت مین داخل ہوکے شکا کیہ کا دروازہ بند کرلیا شاہ عاشور و گلشن نے ایرج سے ملاقات کی اور نقابدار نقارہ نوازان ایک طرف روانہ ہوا اور الدہر نے آواز دی کہ اے سپاہ صاحب امیر تمھاری ملاقات کے مشتاق ہین نقابدار نے کہا کہ میری جانب سے بعد تسلیم کہدینا کہ بابہانے صاحبقرانی مجھکو بھیجے ہین یہ کہکے نقابدار روانہ ہوا اور ہاشم و ایرج امیر کی خدمت باسعادت مین آئے

اب دو کر نقابدار زنگی پوش کے بیان ہوتے ہین سے

خالی رہی وزیرہ ہمارے لیے دل	راحت کبھی اگر تو کیا رنج نے گذر	الصدہے رتبہ حرم کبریائے دل	ہو عرش آستانہ وہ تو تسخیر ہے دل

سیاحان گلشن معانی و تماشائیان گلزار نکتہ دانی نقاب بیان کو رخ پر نور شاہد مضمون سے اٹھا کے چہرہ زیبائے سخن کو بزم مدعا مین یون جلوہ فگن کرتے ہین کہ امیر باتوقیر کو جب خبر پہونچی کہ ایک نقابدار زنگی پوش آیا ہے اور شب کو اسنے طبل جنگ بجوایا ہے شاید اسکا ارادہ فاسد معلوم ہوتا ہے یہ سنکے امیر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے بیان بھی طبل رب دو و طبل جنگ بجے حسب ارشاد منیقی فنیاد عمرو نقارخانہ مین آیا اور غاشیہ طبل سکندری و شاہی پر سے اٹھا کر چوب لگائی صدائے شور و فساد تمام عالم مین پھیلی کہ اسی عرصہ مین مہر عالم افروز کہ چوتھا آسمان جہانبانی ہیرو افروز ہوا وہ جانب مغرب روانہ ہوا سامان شب کا شامیانہ و دربار سورے سے برخاست ہوا داوران صف شکن و غازیان بہمتن اپنے اپنے مقام پر آئے ہتھیار سلح خانون سے منگوائے چار طرف شور تلوارون کی جھنکار کا بلند ہوا اہل جنگ و بنی و ہر ایک گرد رجبند ہو اشمشیرین چرخ پر چڑھنے لگین مریخ کا دل خوف سے خون ہوا کہ آب تیغ کی موجین بڑھنے لگین زمانہ پر یہ خوف و بیم کا عالم تھا کہ اسکا دمبدم رنگ بدلتا تھا قلب برش تیغ سے دہلتا تھا ہر لشکری نہنگ بحر آہن تھا موذی کے بے مارے ہستین دشمن تھا رات بھر یہ فوج ظفر موج درستی آلات حرب مین مصروف رہی دونون طرف ہنگامہ عظیم برپا رہا کہ ظلمت کفر تیغ نور سحر سے مثل جبین اہل اسلام مٹی اور رشتہ خط سفیدی سحر پر انجم نے مثل دانہ تسبیح گردش قبول کی سے سجا خورشید نے عمامہ نورانی ہوئی بالکل سیاہی شب کی کافور ہوا سینۂ فلک کا نا گہان چاک ہوا اس سے نمایان مہر افلاک ہوا دم سحر نقابدار و امیر والاتبار مع لشکر میدان مین آئے نقابدار نے اپنے لشکر سے نکل کے ہیبت دی کہ یا امیر مین آپ سے مشتاق جنگ آیا ہون

امیر نے یہ سنکے اشقر کو جولان کیا اور نقابدار کے مقابل آئے اور دو بدل فنون سپہ گری کے ہونے لگے نیزہ بازی شروع ہوئی پھر گرز بازی و شمشیر زنی کی نوبت آئی آخرالامر کشتی شروع ہوئی تیسرے روز امیر نے نقابدار کو سر سے بلند کر لیا اور نقاب اُسکے چہرہ سے دور کی رخ انور سے اُسکے نشانہائے خلیلی نمایان ہوئے نقابدار امیر کا قدمبوس ہوا اور دست بستہ کھڑا ہوا امیر نے اُسکا نام دریافت کیا نقابدار نے کہا غلام کو لیس بن قاسم کہتے ہین اور لیس بن ابرہا بھی میرا نام ہی کہ ابرہا دُرشت چنگال نے مجکو پرورش کیا ہی امیر نے ابرہا سے پوچھا کہ صاف صاف بیان کر تو نے کیونکر پایا اگر دروغ نہ بیان کیا تو مین تجکو ملک قاف سے ایک ملک کا بادشاہ کر دونگا ابرہا نے کہا یا امیر میری زوجہ کے کوئی فرزند نہوتا تھا اور مین ہر دہ دنیا مین جاکے ہر مرتبہ ایک لڑکا لاکے پرورش کرتا تھا جب وہ لڑکا لائق کھانے کے ہوتا تھا مین اُسکو کھا لیتا تھا ایکروز مین سجان کی طرف گیا مین نے دیکھا کہ ہرمز بن زلازل بیک حبشی نے جزیرۂ فندق مین لشکر کثیر جمع کیا ہی اور کوچک باختر پر اُسکا قصد خروج کرنے کا ہی اور وہ چاہتا ہی کہ صنم سیاہ پوش کو اپنے قبضہ مین لاؤن ابوسہان تو زلازل کا حال سنکر ذوالامان کی طرف بھاگا اور صنم سیاہ پوش سو نقابدار کی جمعیت سے اس طفل کو لیکے ذوالامان کیطرف جاتی تھی اسوقت اس طفل پر میری نگاہ پڑی اور دل مین اسکی محبت پیدا ہوئی ملکہ سے کہا او ملکہ آفاق اپنے دل مین کچھ اندیشہ نہ کرو اس طفل کو برائے پرورش مجکو عنایت کرو اور مین نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی قسم کھاکے کہا کہ تم میری ہمشیرہ ہو ملکہ نے اس طفل کو میرے حوالہ کیا اور خود گریان طرف ذوالامان کے روانہ ہوئی اور مین نے اس کو پرورش کیا اسوقت اسکو آپ سے مقابلہ کی ہوس ہوئی مین اسکو لیکے یہان آیا امیر نے یہ حال سنکے لیس کو سینے سے لگایا اور قاسم و ایرج نے بھی سینہ سے لگا کے اپنے برابر اُسکو جگہ دی اور امیر نے سند ملک اپنے لکھکے ابرہا کو عنایت کی ابرہا تو قاف مین جاکے سرحد سوم کا مالک ہوا اور یہان سب بیٹھے اپنے عیش و عشرت مین مشغول ہوئے

اب حال نمرود مردود کا سنئیے

ذرا ہان ساقیا بیہوش رکھنا ۔ لب ہر رند کو خاموش رکھنا
کہ پھر زاہد سے عیاری ہی کرنا ۔ مجھے غفلت سے تو بھی جام بھرنا
نہ لے کوئی صراحی آج ہچکی ۔ لب شیشہ پہ ہو مہر خموشی
گرفتہ ہو بلبل کی بھی آواز ۔ رہے خندہ سے ساغر کا دہن باز
صدائے قلقل مینا بھی ہو پست ۔ ہر غفلت سے ہو ہر رند بدمست
نہ نکلے ہو وقت بربط سے آہنگ ۔ ہین خاموش مطرب کے نے و چنگ
رہین خاموش سب جام صراحی ۔ ہو سرمست در گلو ہر اک مغنی
کہ مین تاثی کو عیاری سے لاؤن ۔ اسے بھی قید دام سے چھڑاؤن
کمند بیخودی کو مین لگا کر ۔ چڑھونگا بام میخانہ پہ آکر
بیابان ہو رند بزم تنگ ظرف جام ۔ بنوشد از بادۂ نیرنگ یک جام

جمعبندان و اصلاح سخن سازی و تتمہ نویسان باقیات جریدۂ افسانہ پردازی فاضلات رقوم مستوفی سخن گزیدہ دفتر بیان مین میزان فکر سے یون قلمبند کرتے ہین کہ نمرود اس شکست فاش و قتل مربیان قدرت سے متفکر اور پریشان و رنجیدہ بیٹھا تھا اور دل مین کہتا تھا کہ کیا کرنا چاہیے کوئی تدبیر ذہن مین نہین آتی تھی اتفاقاً ایک غار آئی اور بصورت ساحر ہو کے ایک کاغذ نمرود کے ہاتھ مین دیا اور سجدہ کیا نمرود نے اُس کاغذ کو اول سے آخر تک مطالعہ کیا عزرائیل جادو نے اُس کاغذ مین یہ لکھا تھا کہ مین دودک آدم خوار کو روانہ کرتا ہون کہ جو تمام لشکر حمزہ کو کھا جائے گا اور اس کا قد ایک سو پانچ ارج کا ہی نمرود یہ نامہ مسرت پڑھ کے بہت خوش ہوا اور اپنے ہمصحبتون سے ذکر کر رہا تھا کہ دودک آدم خوار ہماری مدد کو آتا ہی اب اسوقت ہمارا تردد جاتا رہا اور کمال اطمینان ہوا یہ ذکر ہو ہی رہا تھا کہ یکایک دو گھڑی رات گئے دودک مع اپنی فوج کے زیر قیطول

پہونچا اور ایک پاؤن ایک قبتول پر اور دوسرا پاؤن دوسرے قبتول پر رکھ کے نمرود کے روبرو آیا اور سجدہ
کیا نمرود نے اُسکی پشت پر آستین نحوست جھاڑی اور دنگل آہنی عنایت کیا بختیارک نے اُسکا قد و قامت
معائنہ کیا اور دیکھا کہ دونون آنکھین مثل طاس خون کے اور سر مانند گنبد کے ہے اور اس تن و توش پر
نہایت چست و چالاک ہے اور بانہا ے عیاری سے آراستہ ہے دودک نے نمرود سے کہا کہ ایسا بندوبست
ہو کہ میرے آنے کی خبر مشہور نہو تو علیں عنایت ہوگی یہ کہکے براے تدبیر کوہستان کی طرف روانہ ہوا جب
صبح ہوئی امیر کو خبر پہونچی کہ تورج و خورشید خوابگاہ سے غائب ہین عمرو نے اُسکے پیترا اُٹھا پا لشان قدم
دو گز پایا امیر سے بیان کیا کہ کوئی دیو ان دونون کو لے گیا کیونکہ آدمی کے قدم کا نشان نہین ہے امیر یہ
سنکے خاموش ہوے مگر بدیع الزمان اور ہاشم کو اپنے فرزندون کا نہایت صدمہ ہوا دوسرے روز غلغلہ ہوا
کہ تورج و خورشید کی لاشین لشکر کے کنارے پڑی ہین امیر نے لاشین طلب کر کے دیکھا کہ ناخن سے پا تک
گوشت نہین ہے اور استخوان باقی ماندہ پر سلاح و پوشاک مقتولون کی موجود ہے یہ کیفیت دیکھ کے تمام لشکر
مین کہرام پڑ گیا فرط غم و الم سے کسی نے تمام دن کھانا نہ کھایا امیر نے لاشون کو دفن کرا دیا دوسرے روز
امیر نے سنا کہ داراب و مالک بھی شب کو غائب ہو گئے اور اسی وقت عیار صحرا سے اُنکی لاشین بھی لائے
امیر نے گریہ کر کے اُنکو بھی دفن کرایا اور لشکر خدا کر کے کہا کہ معلوم ہوتا ہے شاید میری صاحبقرانی کا خاتمہ ہے کیونکہ
بعد ایسے سردارون کے زندگی بیکار ہے عمرو و دیگر عیارون نے امیر کا یہ حال رنج و غم دیکھ کے ہر چند بندوبست
کیا اور تلاش و تجسس قاتل مین کوئی دقیقہ باقی نرکھا مگر کچھ نہو سکا ایک روز اسلم پیادہ و روح جہانگیر جہان گشت
براے بالا دوی گئے تھے اُنھون نے دیکھا کہ لشکر کی طرف ایک کوہی آتا ہے اُنھون نے پوشیدہ ہو کے دیکھا
کہ ایک شخص پوستین پہنے ہوے آتا ہے اور سواے آنکھون کے کوئی اعضا نہین معلوم ہوتا اور قدم پانچ گز
پر پڑتا ہے دونون عیار اُس کے عقب مین دوڑے مگر اُسکو نہ پایا ناچار ہو کے اپنے لشکر مین آئے کیان
پہونچ کے سنا کہ شہنشاہ و شہریار عراقی بھی غائب ہو گئے اور اُن کے لاشے بھی امیر کے پاس آئے اسلم و
جہانگیر نے تمام حال کوہی کے دیکھنے کا بیان کیا امیر سنکے گریان ہوے اور کمال رنج اور تردد امیر
کی خاطر اقدس پر ہوا دوسرے روز صبح کو اسلم و جہانگیر آتے تھے کہ پھر اُس شخص کو دیکھا کہ دو قتال سے
لیے جاتا ہے دونون عیارون نے آواز دی کہ باش اے مادر قحبہ دودک اُنکو دیکھ کے ٹھہر گیا ان دونون نے
پہونچ کے خنجر مارے مگر اُس نے باآہستگی اُنکے خنجر چھین لیے اور دونون کو بغل مین دبا کے جہان اُس کا قصد
تھا وہان گیا چہار عیار بھی ایک درخت کی آڑ مین کھڑا ہوا تھا کیونکہ تمام عیارون کو اُس کی فکر ہے اور
ہر ایک بصورت مبدل اس تلاش مین تمام صحرا و کوہستان مین پھیلے ہوے ہین چنانچہ چہار یہ حال دیکھ کے
بھاگا اور بہت جلد پہونچ کے عمرو سے تمام حال مشرح بیان کیا عمرو و شاپور و قران کو ہمراہ لیکے کوہستان
مین جا کے پوشیدہ ہوا دودک لشکر کی طرف سے نمایان ہوا شاپور نے اُسے دیکھ کے زنبیل عیاری
بجائی عمرو وغیرہ نے دیکھا کہ ایک شخص نور الدہر و بہرام کو لیے جاتا ہے عمرو نے اُس کا تعاقب کیا
نیم فرسخ تک تو اُس کا نشان معلوم ہوا بعدہ نظر سے غائب ہو گیا عمرو و قران وغیرہ ناچار ہو کے
ایک درخت پر چڑھ گئے اور برگہاے درخت مین پوشیدہ باطمینان تمام بیٹھے بعد دو گھڑی کے بالاے کوہ سے
دیکھا کہ یکایک سنگ کوہ کو جنبش ہوئی اور ایک شخص دیو خصال نے زیر سنگ سے سر نکالا اور ایک قریب

کی طرف روانہ ہوا بعد دم بھر کے دو آدمیوں کو پکڑ کے لایا اور دونوں کو ذبح کر کے از فرق تا ناخن پا گوشت و
پوست چھیل کے زہر مار کر لیا عمرو وغیرہ نے یہ کیفیت بالائے درخت سے دیکھی مگر کسی کو شجر سے اترنے کی جرات
جرات نہ ہوئی شاپور نے قصد کیا لیکن عمرو نے انگشت سے منع کیا بعد ازاں دیکھا کہ سلاح و پوشاک سرداروں کی
ان لاشوں کو پہنا کے لشکر اسلام کے کنارے ڈال آیا اس کے جانے کے بعد تینوں عیار
بھی زیر درخت آئے اور کہا معلوم ہوتا ہے کہ سرداروں کو اس نے نہیں کھایا وہ سب
زندہ ہیں پس تینوں عیار قریب سنگ آئے عمرو نے پتھر اٹھا کے دیکھا کہ زیر سنگ مثل تہخانہ کے ایک غار ہے اور اس
گڑھے میں تمام سردار کمند سے بندھے ہوئے موجود ہیں عمرو نے غار میں پہنچ کے سب کو رہا کیا اور ہمراہ لیکے کوہ کی طرف روانہ
ہوا جس روز عمرو نے سرداروں کو رہا کیا تھا اسدن دودک ہمزوک کے پاس جلسۂ رقص و شراب میں مشغول تھا بعد ازاں عمرو
نے آکے امیر کو سرداروں کی رہائی کا مژدہ سنایا اور کل حقیقت دودک کی بیان کی امیر بہت خوش ہوئے
عمرو و قران و شاپور کو خلعت عنایت کیے عمرو نے کہا کہ آپ کیوں ان ناشدنیوں کو یہ گران بہا اشیا دے کے
خراب کرتے ہیں لاؤ ان چیزوں کو میں اپنے پاس بحفاظت رکھوں عید بقرعید کو دیا کرونگا خلعت وغیرہ
ان سے لیکر داخل زنبیل کیے اور ایک ایک ٹوپی کارچوبی کی ان دونوں کو دی انھوں نے استاد کا تبرک
سمجھ کے سلام کر کے لیلی امیر نے عمرو کی ظرافت پر تبسم کیا اور ان کو اور پوشاک منگا کر مرحمت کی لیکن دودک
مردک جب ہمزوک کی صحبت سے اپنے مقام پر آیا تو سرداروں کو اس نے نہ پایا سمجھا کہ یہ کام سوائے عمرو کے
دوسرے شخص کا نہیں ہے پس برہم ہو کے بہیئت عمرو کی گرفتاری کو روانہ ہوا یہاں ترک ختائی و برق فرنگی
نے آکے عمرو سے کہا کہ استاد ایک بھوربھوجہ چالیس آدمی کی جمعیت سے آیا ہے مگر ہمنے کبھی ایسا بھوربھوجہ نہیں دیکھا
خواجہ نے درمیان چارطاق بلقیس کے بھوربھوجہ سے ملاقات کی بھوربھوجہ نے مجرا کر کے ایک سو ایک اشرفی نذر
کی اور کہا کہ دو دو اشرفی روز حاضر کرونگا مجھکو لشکر میں دوکان عنایت ہو خواجہ نے صرافہ میں اسکو جگہ دی صبح کو
امیر نے سنا کہ دو سردار آج پھر غائب ہوئے اور اسکا نشان بازار چارطاق اور چوب تخت شاد سے آگے معلوم نہیں
ہوتا امیر نے عمرو کو حفاظت لشکر کے باب میں بہت تاکید کی دوسرے روز صبح کو پھر سنا کہ دو سردار غائب ہوئے
امیر متفکر بیٹھے تھے کہ عادی ایک طفل کو ہمراہ لیے ہوئے بارگاہ میں آئے امیر نے ایک عیار بچہ کو دیکھا کہ نہایت
حسین ہے اور بانہ عیاری اسکے جسم پر آراستہ ہیں اس عیار بچہ نے پہنچ کے امیر کو مجرا کیا اور عمرو کی طرف
دیکھ کے کہا کہ یہ شخص جو کرسی پر ہے کیوں بیٹھا ہے کہ جس سے دودک کی تدبیر اب تک کچھ نہ ہوئی یہ سن کے خواجہ
کے چہرہ کا رنگ فق ہو گیا شاہ اسلام نے اس طفل کو دیکھ کر کہا اسے میں اپنا عیار کرونگا پھر اس سے نام
پوچھا اسنے کہا نعمان خنجر گزار میرا نام ہے اور یہ نام مجھ پر بہت مناسب ہے شاہ اسلام نے فرمایا تو میرے پاس رہیگا
اسنے کہا آپ کی خدمت میں رہنا میرا باعث فخر ہے بادشاہ نے اسکو خلعت دینے کا قصد کیا اسنے کہا انشاء اللہ
بعد کار نمایاں کے غلام خلعت لے گا لیکن یہ شخص جو کرسی پر بیٹھا ہے اٹھ جائے پھر بادشاہ اس طفل کا ہاتھ
پکڑ کے خلوت میں لیگئے اور اسکا حسب نسب دریافت کیا اسنے کہا میں فرزند عمرو ہوں اور بطن یاقوت ملک
سے میرا تولد ہے بعد ازاں بارگاہ میں آکے کہا کہ جو شخص تین روز میں دودک کا سر لائے وہ کرسی عمرو پر بیٹھے اور
اگر میں اسکا سر لاؤں تو خواجہ میری شاگردی کریں عمرو نے جھلا کے کہا قبول ہے بعد اس گفتگو کے ہر ایک عیار
اپنی اپنی فکر میں مصروف ہوا لیکن دودک بعد نصف شب کے اپنی دوکان سے بارگاہ سلیمانی کے قریب

آیا اور نقب دینے کا قصد کیا مگر دلمین خیال کیا کہ بارگاہ معجزہ کی ہے نقب کارگر نہوگی یہ تصور کر کے مجبوری کی بارگاہ
مین گیا اور جمہور کو بیہوش کر کے کمند مین باندھا اور حلقۂ کمند بارگاہ سلیمانی پر پھینکا وہ جا کے قبۂ بارگاہ مین پیچیدہ
ہوا دودک بذریعہ کمند بالاے بارگاہ پہونچا اور قبہ کو چاک کر کے دیکھا کہ امیر عالم خواب مین ہین اور مقبل
تیر و کمان لیے ہوے سرگرم پاسبانی ہے دودک نے پروانہاے بیہوشی شمعون پر ڈالے کہ جسکے دھوئین سے مقبل
بیہوش ہوا دودک نے بارگاہ مین اُترکے دیکھا کہ امیر بالکل غافل سوے ہین پس اس نے بیلۂ عیاری کا ہاتھ
پر چڑھا کے کنجہ مین کئی مثقال بیہوشی رکھ کے نتھنون کے قریب لے گیا جب امیر نے نفس کشی کی بیہوشی دماغ پر
چڑھ گئی اور چھینک آئی اسنے جھٹ پٹ امیر و مقبل کا پشتارہ باندھا اور زیر بارگاہ آیا اتفاقاً اُسی وقت
شاپور شیر دل بھی پہونچا اور دودک کو پشتارہ لیجاتے دیکھ کر آواز دی قران و چالاک بھی شاپور
کی آواز سنکے آگئے اور للکارا کہ او مادر بخطا اب تو کہان جائیگا دودک نے عیارون کی آواز سنکے خیال کیا کہ
اگر مین پشتارے لیکے جاؤنگا تو سب مجکو پہچان لینگے یہ تصور کر کے پشتارے زیر بارگاہ رکھ کے مثل برق کے
نکل گیا عمرو نے پہونچکے فتیلۂ رفع بیہوشی دیا اور امیر کو ہوشیار کیا اسوقت امیر نے ثعبان سے فرمایا کہ اے ثعبان
اپنے پدر سے مصافحہ کرے کہ عمرو تیرا بزرگ ہے بقول ؎ تکیہ بر جاے بزرگان نتوان زد بگزاف * مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی
اور اے عمرو یہ تمھارا فرزند ہے بطن یاقوت ملک سے اسکا تولد ہوا ہے عمرو یہ سنکے نہایت خوش ہوا اور ثعبان کو
سینے سے لگا کے بہت پیار کیا ثعبان نے کہا جو عمر کھونجہ تمھارے لشکر مین مقیم ہے وہ دودک ہے عمرو نے یہ سنکے
ثعبان کو تحسین و آفرین کی اور چھ ہزار عیار کی جمعیت سے عمرو روانہ ہوا شاپور و قران بھی ہزار ہزار عیار
لیکے گئے لیکن ثعبان سب سے پیشتر گیا عمرو عمر کھونجہ کی دوکان پر پہونچا دودک عمرو کو دیکھ کے پہچان گیا
کہ عمرو بار اوہدی آیا ہے پس دودک فوراً اُٹھکے دوکان کے اندر گیا اور غائب ہوا خواجہ بھی دوکان کے
اندر پہونچے اور تلاش کیا مگر دودک کو نپایا ایک کونے مین جسپر تختہ لگا تھا اسکو اُٹھا دیا دیکھا نقب معلوم ہوا
شاپور و قران نقب مین کود پڑے اور عمرو بھی انکے عقب مین کود دیکھا کہ قران و شاپور اور دودک
کے لوگون سے باہم شمشیر زنی ہو رہی ہے عمرو بھی بیچ پڑکے جا پہنچا اس جگہ دودک کے بائیس عیار نوکر تھے جو
دودک جیسے سردار کو گرفتار کر کے لا تا مقابلہ کی اسکو فوراً نمرود کے پاس لیجاتے تھے الغرض قران و عمرو
نے ان سب کو قتل کیا مگر دودک نملا جب دوسری طرف صحرا مین نقب سے نکلے دیکھا کہ ایک کوہ زمین پر
پڑا ہے اور ایک ستارہ بالاے کوہ کے بیٹھا ہے جب قریب ہوے دیکھا کہ ثعبان دودک کے سینہ پر سوار
ہے حلقہ ہاے کمند مین اسکو گرفتار کیا ہے اور اسکی چھاتی پر بیٹھا ہے الا دودک نے ثعبان کو زخمی کیا ہے اور
ثعبان نے بھی دودک کو زخمی کیا ہے دودک ہر چند اپنی رہائی کا قصد کرتا ہے لیکن ثعبان اسکو نہین چھوڑتا ہے
اس اثنا مین عمرو نے پہونچ کے چند بیضہ بیہوشی دودک کو مارے اور بیہوش کر کے اسکا سر کاٹ لیا اور دھڑ کے
پانون مین ریسمان باندھکے کشان کشان امیر کے پاس لائے امیر نے ثعبان کا حال سنکے اُسپر بہت نوازش
فرمائی اور خلعت ہاے فاخرہ سے مخلع کیا بعد ازان امیر نے حکم دیا کہ دودک کی لاش تشہیر کی جاے
غرضکہ اُس کی لاش ہاتھی کے پانون مین باندھکر تمام قیطولون کے نیچے پھرایا خونخوار نے یہ خبر نمرود سے
بیان کی وہ حرامزادہ یہ خبر سنکے بہت گریان ہوا مگر یہ کمبخت اپنی فکر سے کب غافل ہوتا ہے ہر روز فکر تازہ
مین تھا کہ ایکدن ہواے تند چلی عمرو نے اپنا منہ اس دیوار گیری مین کہ جو دریچہ گنبد قیطول مین تھی ڈالا

اور کہا کہ اے شیطان مین نے تقدیر تازہ کی یعنی ایک سوار قدرت کہ جسکو ابتک مین نے پوشیدہ رکھا ہے اب وہ جنگ کرے گا یہ کہکے طبل جنگ کا حکم دیا ہرکارے جو بامر جاسوسی یہان لگے ہوے تھے خبرین لیکر امیر باتوقیر کی خدمت مین حاضر ہوے اور دست ادب باندھ کے عرض کیا کہ نمرود مردود نے طبل جنگ بجوایا ہے اور اُسکا قصد ہے کہ آتش فساد کو دوبالا کرے باقی خیر و عافیت ہے امیر نے بھی اپنے لشکر مین کوس حرب کی نوازش کا حکم دیا نقارخانۂ سکندری مین طبل سکندر پر چوب پڑی جسکی ہیبت سے گاؤ زمین دہل گئی ع نقارہ آواز آمد عجیب ، بکرا اضطرابش [illegible] فتح قریب ہوا رات بھر دونون لشکرون مین تیاری سامان جنگ ہوا کی شجاعون کے سر مین سوداے شجاعت عروس مرگ کے دیوانۂ الفت لیکن ان دیوانون کو نام ضیاع ہر کار زندگی سے ننگ و عار آمادۂ کارزار پر دے مال نہ خواہش زندگی صرف آبرو کے طلبگار رشتون کی جھنکار ان سودازدون کے حق مین دیوانہ کے لیے جرأت کا جوش نامور ہونے کی جستجو اگر دشت بیابانی کا عزم کرتے تو دامن صحراے کارزار مین بھرتے عوض جامہ دری دامن حیات دشمن کی دھجیان اڑاتے سر ہر سر کو نوک خار صحراے شجاعت سمجھ کر آبلۂ دل کے آبلے پھوڑتے لباس نامردی پارہ کرکے شاہد تہور کے عشق مین جان گنواتے غرضکہ پھر رات تک یہی شورش رہی کہ نیزے بسان دیوانگان صحراے نبرد سر کھولے تھے تلوارین پیراہن علاقت و نیام اتار کر عریانی پسند تیر وحشت کی لیکر بھاگنے پر آمادہ خلش آنکی علاج دل دردمند سپرین برنگ خون سودائیان سیاہ گرز انکو بہ میدان حرب رکھنے کی جی وہ لب سوفار چلا کر ہر بار نا چاہتے گوشۂ کمان سے خدنگ نکلکر روبفرار ہاتے کمندین زلف گرہ گیر کی طرح دل کی الجھن کا پتہ بتاتین زرہین حلقۂ زنجیر دیوانگان کی صورت آنکھین دکھاتین ہر سمت سے

غل اور شورش برپا ہنگامہ تھا گرم ع

تیغون کی لپٹ آگئی جال — دل ہو گیا مثل سبزہ پامال

دیوانۂ رزم تھا دل زار — بھایا زخمون کا مسکرانا

پروانۂ حرب شمع رخسار — دل شوق مین حرب کے دوانا

جب جوش سوداے شب خاطر دہر سے کم ہوا اور سحر بیداری قوم سے ہر غافل چونکا ع

وہ بھی تھی اک سیمیا کی سی نمود — تھی نظر بندی کیا جب سحر

صبح کو بازار سے وا خمر کھلا — بادۂ گلرنگ کا ساغر کھلا

صبح آیا جانب مشرق نظر — لوکے ساقی نے صبوحی کے لیے

اک نگار آتشین رخ سر کھلا — رکھدیا ہے ایک جام زر کھلا

صبحدم سرداران مسلح و مکمل ہوکے در دولت شہنشاہ صولت پر حاضر ہوے بادشاہ بھی لباس رزمی سے آراستہ برآمد ہوے ہر ایک نے مجرا کیا ع

ملک کے وارث کو دیکھا خلق نے — پہلے دارا کا گل آیا ہے نام

اب وہین طغرل و سنجر کھلا — اسکے سرہنگون کا جب فر کھلا

تاج زرین مہر تابان سے تھا — مہر کا پیا چرخ جگر کھا گیا

خسرو آفاق کے مغفر پر کھلا — بادشہ کا رایت لشکر کھلا

غرضکہ تخت شاہ گردون اساس کا ہر ایک جرأت شناس قلب لشکر مین رکھکر روانہ ہوا فوج ظفر موج سویرے ہی سے گروہ گروہ قشون قشون جانب وعدہ گاہ مصاف روانہ تھی شاہ کے چلنے سے دریاے لشکر موج مارنے لگا ہلہلی کی آواز تا گنبد مینا پہونچی نقارون سے صداے نصر من اللہ بلند ہوئی جب شجاعان روزگار عرصۂ کارزار مین پہونچے ترتیب صفوف مین مصروف ہوے نقیب بول کر ہٹ گئے ادھر نمرود فلک چہارم پر بیٹھا اور لقا لشکر کثیر لیکے صفوف اسلام کے مقابل آکر جمگیا کہ ناگاہ پردۂ بیابان سے ایک گرد تاریک بلند ہوئی جب ہوا سے دامن گرد شگافتہ ہوا نقابدار زرد پوش با لباس جواہر نگار ہویدا اور نمرود کو سجدہ کرکے میدان کی طرف مرکب کو جولان کیا اور ہیبت دی کہ اے قوم اسلام تم مین سے جسے تمناے مرگ ہو میرے مقابلہ کو آئے مگر ایک عقاب بلاے رب

سر نقابدار سایہ فگن تھا توریج بن بدیع اجازت لیکر میدان مین آئے لعد نگاورزنی نقابدار نے نیزہ مارا بعد چندے طعن کے نیزے پھینک دیے اور توریج نے نقابدار کے تلوار ماری لیکن تلوار نے کچھ اثر نہ کیا اور نقابدار نے ہاتھ بڑھا کر توریج کا گریبان پکڑا اور کشتی شروع ہوئی اثناے کشتی مین نقابدار نے عقاب کی طرف دیکھا عقاب نے توریج پر اپنا سایہ ڈالا بس فوراً توریج کے جسم سے زور و قوت زائل ہوئی نقابدار نے توریج کو گرفتار کر کے خونخوار کے حوالے کیا اور آواز دی کہ اور جسکو اپنی جان دوبھر ہو وہ میرا سامنا کرے کہ دست چپ سے خورشید بن ہاشم نے گھوڑا اپنا مہمیز کیا اور اسی طرح نقابدار کے ہاتھ سے گرفتار ہوا بعدہ نقابدار طبل بازگشت بجوا کے صحرا کی طرف چلا گیا امیر میدان سے غمگین واپس آئے دوسرے روز پھر دونون لشکر میدان کارزار مین آکر صف کشیدہ ہوئے اسی طرح نقابدار آیا اور مبارزطلبی کی ادھر سے داراب مقابلے کے لیے گیا بعد رد و بدل فنون سپاہ گری مثل توریج و ہاشم کے یہ بھی اسیر ہوا بعدازان نو سردار یکے بعد دیگرے میدان مین آئے اور نقابدار کے ہاتھ سے گرفتار ہوئے یہ دیکھ کے مقبل نے ایک تیر عقاب کو مارا مگر عقاب کے دہن سے شعلہ نکلا جس سے تیر جلکر زمین پر گر پڑا القصہ جب وہ وقت آیا کہ دہن سیماب روز تمازت آفتاب سے پارہ ہوا اور مہوس دہر نے زیبق مہ کاکشتہ بنا کے قرص ماہتاب پر چڑھایا

شعر

چو سلطان شب چتر بر سر گرفت کہ نہد زمین گاؤ بر گنج راند	سواد جہان راہ عنبر گرفت فرود آمد ندازدو جانب سپاہ	ستارہ چنان گنج از زر فشاند یہ کہانت شاندزبا سے گاہ

دونون لشکر میدان سے بازگشت کر کے اپنے اپنے قیام گاہ پر آسایش پذیر ہوئے خواجہ نے عیارون سے کہا کہ نقابدار کا حال جلد دریافت کرو عیارون نے کہا کہ ہم آپ کے حکم سے پیشتر گئے تھے الا نقابدار کا کچھ نشان معلوم نہوا غرضکہ سات میدان داری مین اکیس سردار نامی و نامور نقابدار نے گرفتار کیے ایکروز مہرزود نے فلک چہارم پر نقابدار کی دعوت کی عیار تو یہان بھی بہر استخبار حالات موجود ہی رہتے ہین شاپور نے حال دعوت نقابدار سنکے زیر قیطول اپنے تئین پہونچایا اور دل مین اسنے خیال کیا کہ جب نقابدار یہان سے مراجعت کر کے اپنی جگہ پر جائیگا اسوقت مین اسکا کام تمام کرونگا لیکن مہرزود نے نقابدار سے کہا کہ اے شہسوار قدرت کوہستان مین تمہارا رہنا مناسب نہین ہے ایسا نہو کہ عیارون کے ہاتھ سے کچھ صدمہ پہونچے نقابدار نے ہنسکے کہا وہین رہنا بہتر ہے مین خود چاہتا ہون کہ وہان کوئی آئے اور آنیکا مزہ چکھے القصہ جب نصف شب گزری نقابدار جلسۂ دعوت و بزم مسرت سے فراغت حاصل کر کے بقصد مراجعت زیر قیطول آیا اور مرکب صبا رفتار پر سوار ہوکے جانب کوہ روانہ ہوا شاپور نے پہلے ہی سے جا کے قریب کوہ حلقہاے کمند بچھا کے پوشیدہ ہو رہے تھے جب نقابدار حلقون کے نزدیک پہونچا شاپور نے کمند کا جھٹکا مارا نقابدار اپنی رو مین چلا جاتا تھا کہ جھٹکا کھا کے گھوڑے کا پانون الجھا اور نقابدار پشت زین سے زمین پر رسید ہوا فوراً شاپور نے قریب ہوکے قصد کیا کہ خنجر مارے دفعتاً اسی عقاب نے بہونچکے شاپور پر اپنا سایہ ڈالا شاپور بحس و حرکت ہوگیا اور عقاب نے حلقہاے کمند اپنی منقار سے کاٹ دیے نقابدار نے اُٹھ کے کہا کہ مین تجکو ایسے عذاب الیم سے قتل کرونگا کہ مرغان ہوا و ماہیان دریا تیرے حال پر گریہ و زاری کرینگے یہ کہکے اور شاپور کو اپنے ہمراہ لیکے قیطولون کی طرف روانہ ہوا اور مہرزود سے تمام حال بیان کیا اور کہا مین نے دام واسطے عمرو کے بچھایا ہے کہ وہ ضرور شاپور کو چھڑانے آویگا مین اسکو بھی گرفتار کرونگا بعدازان کہا کہ میرے نام طبل جنگ کا حکم دو مین اہل اسلام سے کسی کو زندہ نچھوڑونگا یہ کہکے نقابدار تو

اسطرف روانہ ہوا اور یہان صداے طبل جنگ بلند ہوئی سرداران لشکر اسلام نے آواز کوس حرب سنکے امیر
سے عرض کیا امیر نے بھی بفضل رب قدیر اپنے لشکر مین نقارۂ رزمی کی نوازش کا حکم دیا یہان بھی کوس حربی پر
چوب پڑی شب بھر درستی اسباب جنگ ہوتی رہی جب شاہ زرین کلاہ خاوری نے عرصۂ افلاک پر رخ روشن اپنا دکھایا

دگر روز کین ساقی صبح خیز	زمی کرد بر خاک یاقوت ریز	دو لشکر چو دریاے آتش دہان	کشادند بازو کشیدند کمان

صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آکر صف بستہ ہوئے نقیب گرکا کہکے کنارہ ہوئے کہ نقابدار زرد پوش نے
صف سے نکل کے نشیب دیا کہ دفعۃً آسمان پر آواز قرنا و شہنا بلند ہوئی اور زمین لالکھا اور گردن بلان پر سوار اور
ایک نقابدار سبز پوش لباس زرین پہنے بالائے تخت الماس دو چالیس ہزار پریزادین گرد ایران اور باز سفید پر
سایہ فگن نمودار ہوا اور فوراً نقابدار زرد پوش کے مقابلہ مین آیا نیزہ بازی گرزبازی خنجرزنی سپہ گری ردوبدل ہوکر شمشیرزنی
ہونے لگی آخرالامر سب حربون کے بعد نوبت کشتی کی آئی نقابدار زرد پوش ہر بار عقاب کی طرف دیکھتا تھا عقاب
قصد کرتا تھا کہ مین سبز پوش پر اپنا سایہ ڈالون لیکن باز سفید کے خوف سے باز رہتا تھا قریب نہ آسکتا تھا آخر
زرد پوش نے بنگاہ قہر عقاب کیجانب دیکھا عقاب نے قصد کیا کہ سبز پوش پر سایہ ڈالون کہ باز سفید نے عقاب کی
آنکھون مین چنگل مارا اور اسطرف سبز پوش نے زرد پوش کو زمین پر مارا اور وہان باز نے عقاب کو دبوچا باز نے عقاب
کو اور سبز پوش نے زرد پوش کو دوپارہ کیا تاریکی برپا ہوئی اور آواز آئی کہ مرا نام عزرائیل جادو بود افسوس کہ
مردم وجان دادم بمطلب خود نرسیدم واضح ہو کہ یہ ملعونہ نمرود کی جدہ تھی اور عمر اسکی سات سو برس کی تھی اور
تین گز کا قد تھا جب وہ ساحرہ قتل ہوئی تو نمرود کے لشکر نے جنگ مغلوبہ کرنے کا ارادہ کیا مگر بختیارک ایک ہی
ہوشیار ہے اپنے جھٹ پٹ طبل بازگشت بجوادیا نمرود رنجیدہ ہوکے اٹھ گیا مگر عیار نقابدار نے امیر کی خدمت مین حاضر
ہوکے کہا کہ سبز پوش آپسے اسائش ما حقیر کی طلب کرتا ہے اور عیار خواجہ ہے باظلے عیاری طلب کرکے اپنے مقام پر روانہ ہوا

اب دو کلمہ داستان نمرود کے بیان ہوتے ہین

کہ نمرود اپنی جدہ کے غم و الم مین بیٹھا تھا کہ ایک کبوتر نے آکر نامہ دیا نمرود نامہ پڑھ کے بہت خوش ہوا اور
جواب نامہ خود لکھکے کبوتر کو دیا کبوتر تو اسطرف روانہ ہوا اور یہان نمرود نے لاف و گزاف از سر شروع کیا اور کہا
مین نے تقدیر کی ہے کہ کل لشکر اسلام کو تباہ کردونگا اب رود کہ ممی کے چار تخت جانب فلک سے اترے اور ایک زن
جمیلہ کہ جسکا سن بیس برس کا تھا پوشاک نافرمانی پہنے ہوے زیور و لباس سے آراستہ و پیراستہ تخت پر سوار تھی
اور چارسو ساحرہ اسکے ہمراہ تھین مٹنے پہونچ کے نمرود کو سجدہ کیا اور کرسی پر بیٹھی نمرود اسکی آن بان و حسن و
جمال دیکھکر فریفتہ ہوا یہ عزرائیل جادو جدہ نمرود کی دختر ہے اسکا نام فتنہ انگیز جادو ہے نمرود و بختیارک نے
فتنہ سے عمرو کی بہت شکایت کی فتنہ نے کہا اول تو مین عمرو کی تدبیر کرتی ہون نمرود نے دربار برخاست کیا اور
اسطرف امیر نے بھی دربار برخاست کیا عمرو امیر کے ہمراہ جاتا تھا کہ دفعۃً ایک پنجہ آیا اور عمرو کی کمر مین ہاتھ ڈال
کے لیچلا عمرو نے ہر چند داد و بیداد کی اور امیر نے یہ حال دیکھکے تیر مارا مگر کارگر نہوا پنجہ عمرو کو لیے ہوے جلوہ جا
ایک سمت کو روانہ ہوا امیر نے غم عمرو مین تمام دن کھانا نہ کھایا اور اسطرف پنجہ نے عمرو کو مقتول پر نمرود کے پاس
پہونچایا عمرو کی جب آنکھ کھلی نمرود و فتنہ و کفار کو دیکھکر افسوس کیا اور کہا کوئی میری فریاد نہین سنتا فتنہ نے
کہا خداوند نمرود رحیم ہے جو کچھ کہنا ہو کہو عمرو نے کہا حمزہ میری کچھ قدر نہین کرتا اور دو روپیہ اٹھ آنہ ماہواری
مجکو دیتا ہے جسمین میری بسر نہین ہوتی میرا قصد ہے کہ نمرود کو سجدہ کرون مگر یہ خیال آتا ہے کہ بختیارک میرا

عدو سے جانی ہو وہ مجکو زندہ چھوڑے گا نمرود نے کہا اگر تو مجکو سجدہ کرے تو سب سے زیادہ تیرا مرتبہ کرونگا عمرو نے
یہ سنکے سجدہ کیا بختیارک نے عمرو کے بارہ مین کچھ کہنے کا قصد کیا نمرود نے کہا اگر مقدمہ عمرو مین تو نے کچھ کہا
تو ایسی کفش کاری کرونگا کہ تو بھی یاد کریگا بختیارک یہ سنکے زیر قیطول آیا اور خونخوار سے کہا کہ تو جا کے نمرود کو
عمرو کے مکر سے جلد آگاہ کر چنانچہ خونخوار نے آکے عمرو کے مقدمہ مین کچھ کہا نمرود نے اسکو بھی نکلوا دیا اور عمرو کو
خلعت بیش بہا عنایت کیا عمرو نے کہا یا خداوند و شمعدان محفل مین روشن کرائیے اور لوگون کی آمد و رفت
موقوف کرا دیجیے اور عمرو گوشہ میں جا کے بصورت زن جمیلہ آراستہ ہو کے روبرو آیا فتنہ نے عمرو کی بہت تعریف
کی عمرو نے نے کی جوڑی کو نکال کے بالحان داودی بجانا شروع کی اور حالت ترنم مین جو نئی متھو مین کو کے تارین پردے
اور انواع اقسام کے کرتب و شعبدہ دکھا کے حضار مجلس کو محو تماشا کیا اور سب کی آنکھ بچا کے شراب مین داروے بیہوشی ملا کی اور ساقی
گری کرکے سب کو بیہوش کر دیا اور نمرود کی ریش تراشی کرکے لقا و نمرود کو شل تماثیل و مفعول ایک کو دوسرے پر ڈال کے
دونون کے منھ کالے کیے اور خود زیر تخت نمرود پوشیدہ ہوا کیونکہ راہ آمد و رفت قیطول معلوم تھی جب کہ بعد عرصہ
کے کفار کو ہوش آیا خیال کیا کہ یہ کام عمرو کا ہے ایک نے کہا کہ عمرو تو خود بردے سیاہ بیہوش پڑا ہے نمرود نے کہا اسکو
میرے پاس لاؤ اور خواجہ سے حال پوچھا خواجہ نے کہا کہ عداوت خونخوار نے یہ حرکت مجھ سے سرزد کرائی مگر فتنہ
نے کہا کہ جان بخشی کا یہی عوض تھا اور برہم ہو کے سحر کیا مگر عمرو فی الفور منڈھی استادہ کرکے اسمین بیٹھا اور
کہا کہ اب کوئی میری پشم بھی کندہ نہین کر سکتا گلستان جادو برادر زادی فتنہ نے بڑھ کے سحر کیا مگر کچھ اثر نہوا
اور جب منڈھی کے روبرو آئی سرنگون آویزان ہو گئی فتنہ یہ حال دیکھ کے زیادہ تر برہم ہوئی اور خود سحر کرتی
ہوئی تب منڈھی کے آئی وہ بھی سرنگون ہو کے لٹک گئی عمرو نے سیخ نکال کے آگ روشن کی اور کہا اب مین ان
دونون سے کباب لگاؤنگا نمرود نے کہا اے عمرو انکے عوض جو کچھ تو مانگے مین تجکو دونگا مگر انکو رہا کر دے عمرو نے کہا کہ
مادر تجہ یہان سے جا کے دوسری جگہ پوشیدہ ہو اور جسقدر تیرے پاس روغن نفت و پارچہ وغیرہ موجود ہو
وہ مجکو منگوا دے نمرود نے مارے خوف کے سب اشیا مہیا کر دین بختیارک یہ سب تماشا دیکھ رہا ہے مگر کیا کرے دم
نہین مار سکتا آخر اسنے چپکے سے لقا سے کہا کہ ہو گیا بس جلد یہان سے بھاگ کر وقت بد آیا ہی چاہتا ہے اور نمرود
دریا سے دوسری جگہ مختفی تھا عمرو آکے جس جگہ وہ تھا وہان کھڑا ہوا عمرو کو پہچان کے دیو عاشور آیا اور قیطول
پر سے عمرو کو اٹھا لایا اور خدمت امیر مین حاضر کیا امیر سے ملاقات ہوئی امیر نے کیفیت دریافت کی خواجہ نے
حال بیہوشی اسنے تمام محفل کا اور داڑھی تراشنا نمرود اور لقا کا بیان کر کے وہ داڑھی پیش کش کی اسیوقت
رسیان اسکی جوڑا کے گدھون کے سمون مین بندھوائیں یہ خبر نمرود اور لقا کو پہونچی دیو سرخاب کو نمرود نے
حکم دیا کہ عمرو کو پکڑ لا غرضکہ یہ آیا اور عمرو کو تلاش کر رہا تھا کہ حسب اتفاق بدیع الزمان کی نظر جا پڑی انھون نے
ایک تیر کمان مین جوڑ کر مارا کہ وہ ملعون گر کر واصل جہنم ہوا یہ خبر بھی نمرود کو پہونچی یہ نہایت مضطر تھا کہ طلال جادو آئی
اور حال پریشانی نمرود کا دیکھ کے اپنے عرض کیا کہ یا خداوند اب سراسیمہ ہوتا ہون میرے نام طبل جنگ بجنے کا حکم دیجیے مین
سب خدا پرستون کا خاتمہ کر دونگی اور حضور ملاحظہ فرمائینگے کہ لونڈی نے کیا کیا کار نمایان کیے غرضکہ تجہ نے اپنے
نام طبل بجوایا باہر کارے جو نامور جاسوس تھے وہ خبر لے کے خدمت امیر مین حاضر ہوے اور دعا و ثنا
بادشاہی زبان پر لائے نظم

ہے ترا جو ہر کرامت زمین پہ	چاہیے اگر کوئی دو جہان کا متاع و مال	تیرے گدا سے در سے کرے آکے وہ سوال
	پیدا کیا جائے وہ تیری ہون ہزار سال	مرجی سے گر چلے تو ترے اک دم یہ مہر

دست قضا اٹھائے اُسے دیکھ گر شال | ہر پیر غزوہ کی رگ گردن مین خوف سے | ہو جائے خشک خون رگ یاقوت کی مثال

غرض کیا کہ نمرود بے ایمان نے بنام طالہ جادو طبل جنگ بجوایا ہے کل وہ تمکار آتش فساد کو دو بالا کرے گی باقی خیر و عافیت ہے امیر نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بہت جلد بتاکید ربانی طبل رزم بجے جیسا کچھ کہ نقاش ازل نے ہماری سرنوشت مین تحریر کیا ہے وہ پیش آئیگا شاگردان عمرو نے نقارخانہ سکندری مین جاکر طبل جنگ پر چوب لگائی صدائے فساد ہر سو بلند ہوئی دربار سو بہرے سے برخاست ہوا ہر ایک بہادر ذوی الاحتشام اپنے اپنے مقام پر آکر تیاری آلات حرب و ضرب کرنے لگا ہنگامہ عظیم برپا ہوا تلوار جن کی چمک سے دمکیان ہوئے جرانان نبرد آزما زبان شمشیر سے ثنا کی حق سے

رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا | گردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا | او مرد مان کہ شیتا جار زبان خورشید سے
روز جنگ است جنگ باید کرد | کوشش نام و ننگ باید کرد | کہ اکیت کرو کہ یہ پکار تے تھے

کہ یک آگے بیت رہے اور یک پاچھے ہٹ جاوے وہ کاگا ایسے پوت کپوت کا کبھون بلیس نہ کھاوے ٭ کمانین چلاتی تھین کہ صبح کو فوج کفار کا سامنا ہے تیغین زبان حال سے گویا تھین کہ کل سر میدان دشمن کو ڈانکر مارنا ہے سپاہ ور شجاعت مین سر شار تھے تا ایک شمشیر تیز کے خون سے رات بھی کٹ گئی دو پہر رات گئے نقیبون نے لشکر بعد اوی سے

جوانون جوان بخت ہشیار ہو | سلاحون سے اپنے خبر دار ہو | اب وہ زمانہ آیا کہ تیغ آفتاب کو نیام مشرق

سے نکال کر ترک دہر نے چمکایا اور شاہد شب نے برقع روز مین منہ چھپایا ٭ ہوا خورشید طالع مشرق سے
جہان مین ہر طرف پھیلا اجالا | ہو اجب مہر تابان روشنی با | اگلے ترکش کو سب تیر سے سردار | صبح دم لشکر خیل خیل دہ حشم

پلٹنین اور سارے سب سردار فوج کو سنبھالے جانب میدان کارزار روانہ ہوئے اور جملہ سرداران لشکر کو میدان مین پہونچاکر خدمت امیر مین آئے امیر سجدہ کرے پاس مین درود و وظائف سے فراغت حاصل کر چکے تھے کہ ابوالفتح اصفہانی نے خدمت امیر والا منزلت مین عرض کی کہ یا امیر کشور گیر سے دو لشکر رسیدہ بجائے مصاف دو پہ کالہ لستیند چون کوہ قاف ٭ امیدوار قدم میمنت لزوم صاحب قرانی ہین یہ سنکر صاحبقران نے تسبیح صد دانہ کو رکھکر سر سجدہ مین جھکایا اور دعا ے فتح و ظفر مانگی کہ سے خداوندا مجھے فتح و ظفر دے پہ جو ہر کافر کو جا کے مارے ٭ الٰہ العالمین فردوس لے ٭ مجھے ان کافرون پر فتح تو دے ٭ غرض سر سجدہ سے اٹھا کر صندوق اسلحہ کو طلب فرمایا اور کل اسلحہ کو جسم انور پر مزین فرماکے باہر برآمد ہوئے دیوانہ بن قندیل شعر دیوانا دوپٹے ہوئے قدم چومنے صاحبقران نے اسکے قریب ہو کر انگشت شہادت سے یا علی اسکی گردن پر لکھکر خانہ زین کو مثل خانہ آفتاب منور فرمایا صدائے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بلند ہوئی جلوہ ارے عزوہ من عباد قبا کو درست کیا اشقر شیر کی طرح کلیلین اوڑاتا ہوا اکبجد ریان کرتا جانب دعش محل شہنشاہ اسلام روانہ ہوا امیر میان اکر ٹھہرے نوجوان آتش تو سے بنا کر تیر اندازی کرنے لگے اسوجہ سے کہ ابھی بادشاہ برآمد نہوئے تھے غرض بعد کچھ دیر کے شاہ تجباہ برآمد ہوئے ہوئے دیوڑھی عیش محل کی ڈیوڑھی کا چرخی پر رکھنا آواز غرانے کی بلند ہوئی امیر اور سب سردار مودب کھڑے ہوئے تھے اور جلوگاہ پر جاکر ٹھہرے کہ یکایک جلوس شاہی ماہی مراتب وغیرہ نکلا ڈنکے پر چوب پڑنے لگی صدائے نصر من اللہ فتح قریب آئی چوبدار و خدمتگار پکارے نقیب وغیرہ آگے بڑھے طفلان ماہ طلعت عود و عنبر کے ظروف لیے خوش بوئیون کا بخور کرتے ہوئے نکلے کہاریان پری تمثال دو دیان زرکار پہنے مچھلیان ہاتھے پر لگائے تخت بادشاہ کا کندھون پر اٹھائے نمودار ہوئین گرد پیش کنیزین مہر طلعت اور پیش خدمتین قبول صورت کنول اور اسکے نقرئی و طلائی لیے روان تھین غرضکہ زنانی ڈیوڑھی سے سواری برآمد ہوئی کہارون نے بڑھکر

کہا یوں سے تخت بدلوا دیا شہنشاہ ذیجاہ گردون بارگاہ برآمد ہوئے امیر نے زانو مجرا کیا دربار برخاست ہوا بادشاہ جہان سلطان عالم ظل اللہ نگاہ روبرو بادشاہ نے حمزہ صاحبقران کو دیکھکر سینہ پر ہاتھ رکھا اس سے یہ مراد تھی کہ جگہ تمہاری ہمارے دل میں ہے بعد ازان سب سرداران و افسران فوج کا مجرا و سلام ہوتا ہوا سواری بادشاہ کی بہ لسان ملا و بہاری جانب جنگاہ روانہ ہوئی وہ صبح کا وقت نسیم عنبر شمیم کا چلنا شمعون کا جھلملانا نقیبوں کی منقبت خوانی کرنا ہر دم ڈنکے پر چوب پڑتی تھی گھوڑے ہنہناتے تھے ترک فلک بھی لشکر کی شان و شوکت پر نثار تھا غرضکہ باین تجمل و شوکت وارد دشت مصاف ہوئے چپقلشین جم گئیں رسالون کے پرے قائم ہو گئے سقون نے تحل کر چھڑکاؤ کیا گرد و غبار کو بٹھایا صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے بہ خوش لحانی مذمت دنیائے فانی سنانا شروع کی ؎

ہاں ذرا کر نظر بدیدۂ غور | دیکھ دنیائے بے ثبات کا طور
بعبرت دیکھ کچھ آرایش | نہیں دنیا مقام آسایش
کوئی بزم طرب کا بانی ہے | کہیں ماتم ہے نوحہ خوانی ہے
رنگ کارخانہ یہ کچھ ہم نشاط فزا | جسنے دیکھا ظہور کرتا ہے تو غور کر
دیکھ یہ بیاہ لیجا کے عروس موت کو | در طلاق اس زندگی کی سرت کو
نام رستم کا مٹا دو آج ہر وہ عصر کو | کھا کے بھل تلوار کا اور ہول سو گر گیا ملا کا

یہ صدا دیتے نقیب کنارے ہوئے تھیں میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ جو آراستہ تھیں انبر مثل صف مژگان سناٹا چھا گیا اسوقت طلالہ جادو اپنے تخت کو بڑھا کر سامنے نمرود کے آئی اور ہاتھ باندھکر پکاری کہ یا خداوند اجازت میدان دیجیے نمرود نے کہا ای بندی قدرت زود برو دمار مسلمانان را تمام کن مین نے تجھے اپنے یہ قدرت کے سپرد کیا طلالہ یہ اجازت پا کر بیچ میدان میں آئی اور پکاری کہ ای فرقہ خدا پرستان وای گروہ زبردستان تم میں سے جسے تمنائے مرگ ہو وہ میرے مقابلے میں آئے ؎ گران ہر کرا بار سر بر تن است ٭ حکیم علاجش بدست من است ٭ ایک شیر اسکے ہمراہ تھا اسکو لیے ہوئے مبارز طلبی کر رہی تھی کہ لشکر امیر سے موج دریا باری صف سے نکل کر اجازت خواہ ہوا امیر نے اسے دیکھکے کہا کیا زلیت سے کنارہ کیا عرض کی غلام اسی دن کے واسطے ہوتے ہیں یہ کہکر میدان میں آیا شیر نے دوڑ کے ایک طمانچہ مارا موج دریا باری بیہوش ہو گیا شیر اسے اٹھا کے لے گیا طلالہ جادو کے حوالے کیا اب تو سرداران کا تار بندھ گیا جو مقابلہ کو نکلا شیر نے ایک طمانچہ مارکر اسکو بیہوش کر دیا اور اٹھا لے گیا اسی طرح طلالہ جادو نے تین شبانہ روز میں ستر سردار شیر سے پکڑوا لئے چوتھا دن تھا کہ صحرا سے گرد اٹھی جب دامن گرد پھٹا تو ہاشم شمشیرزن اور مقبول دیو پیدا ہوئے اور جھک کر امیر کو مجرا کیا اور شیر کے مقابلہ پر متوجہ ہوئے کیونکہ شب کو انکو بشارت ہوئی تھی کہ یہ لوح اس شیر پر جا کر مارو وہ طلسم خاک سیاہ ہو جائیگا چنانچہ انھوں نے حسب ہدایت لوح ایسا ہی کیا شیر فے النار و السقر ہوا فوراً طلالہ جادو شیر کی صورت بنکر ہاشم پر چلی ہاشم نے وہی لوح پیش کی عکس پڑتے ہی وہ سحر بھولی انھوں نے تلوار ماری کہ اسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے یہ معرکہ نمرود نے جو دیکھا قنطوس بن شتنبوس کو مع تین لاکھ فوج کے حکم دیا کہ ہاشم کو پکڑ لا سنے آکر جنگ مغلوبہ کر دی خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی ؎ چقاچاق خنجر بگردون رسید ٭ از زمین خون شد و خون بہ گیجون رسید ٭ اسطرح جگر تلوار چلی کہ ملک الموت روح قبض کرتے کرتے حیران ہو گئے لاکھوں آدمیوں کا کھیت پڑا ایک یہ بھی کھیت رہا سرداران لشکر اسلام نے چن چن کے ہر ایک کافر کو فی النار و السقر کیا نمرود نے فرزود کو پکڑ لیا اور مقبور نے وہ جنگ مردانہ کی کہ امیر نہایت خوش ہوئے مدعا بولا کہ مجھے تقدیر اپنی ختیاری یہ کہکر لقا بھاگا

امیر نے نمرود کو دعوت اسلام کی اُس مردود نے انکار کیا امیر نے تیرباران کر دیا اور سب بادلہ نمرود کا قہور
کو دیا اور قیطول تو کاغذ کے بنے عمرو نے سب کو جلا دیا قہور اپنی جانب سے یہان سردار مقرر کرکے آپ لشکر
ظفر پیکر امیر کے ہمراہ ہوا۔

اب دو کلمہ حال بلا شور کے سماعت فرمائیے

کہ وہ جولقا سے کہکے لشکر اسلام تباہ کرنے کو چلا تو قریب لشکر امیر کے آیا اور عمرو کی تلاش کرنے لگا اتنے
مین عمرو سامنے سے نمودار ہوا اسنے جھک کے مجرا کیا اور دست بستہ عرض کی کہ حضور پرنور نے مجکو نہین پہچانا
غلام جعفر کبابی بن باقر کبابی ہے حضور نے مجکو پہچانا ہوگا یہ کہکے اُسنے قدم آگے بڑھا کر موب پچیس
اشرفیان نکال کر عمرو کو نذر دین عمرو تو لالچی بندہ ہے جلدی سے اُٹھ کے گلے سے لگا لیا اور کہا کہ بھائی تم تو ہمارے
بچپنے دوست ہو اُس نے کہا آپ کیا فرماتے ہین مین ایک ادنے خادم اور تابعدار ہون حضور کو کباب بناکر
کھلاؤن گا عمرو نے خوشی خوشی اپنے ہمراہ لاکر امیر سے ملاقات کرائی اور اُسکی ایسی تعریف کی کہ امیر اُس سے
نہایت خوش ہوئے اور عمرو نے قلب لشکر مین اُسکو دوکان دلوائی مگر وجہ بلاشور کے آنے کی یہ ہوئی تھی کہ جبکہ
امیر نے چندروز سبائل مین قیام کیا تھا اور تمام ارکان دولت و عیان مملکت نے آکر وہین ملاقات کی تھی
امیر نے شادی کرنا موقوف رکھا تھا اور عمرو نے بھی شادی ملتوی رکھی اور سردارون نے اپنی اپنی طرف
کوچ کیا امیر نے بسبب موسم برسات کے سبائل ہی مین قیام فرمایا شدہ شدہ یہ خبر زمرد شاہ کو پہونچی ملک
جمشید جابلقا نے کہا کہ علاج عمرو عیار کا بلاشور کریگا اور امیر کا علاج اکوان جہاردست سے ہوگا
چنانچہ بلاشور سے پہلے دادبخش جنی آیا دیو اور نگ اسکے ہمراہ تھا دادبخش نے دیوزن سے کہا کہ قہور
کو لشکر صاحبقران سے اُٹھا لاؤ غرضکہ دیو گئے اور قہور کو لشکر سے اُٹھا لائے بس سحر سے دادبخش نے
قہور کو اسی طریق پر کردیا جیسا کہ سابق مین بھوت اور دیوانہ تھا اور اُسکو بلاشور کے ہمراہ شکار کے لیے روانہ
کیا کہ درین اثنا لقا مع جمشید کے داخل قلعہ ہوا جمشید نے بہت دلدہی کی کہ خاطر جمع رکھو حمزہ اور اُس کے
سردارون کا مین بخوبی انتظام کرونگا کہ ناگاہ اُس درمیان مین بلاشور شکارگاہ سے آکر بارگاہ مین داخل ہوا
ور زمرد شاہ کو سجدہ کرکے عرض کیا کہ مین لشکر حمزہ دیکھکر آیا ہون یعنی بلاشور ایک سوداگر کی صورت بن کے
ایک لاغر گھوڑے پر سوار ہوا اور پانچسو بیس گھوڑے اپنے ہمراہ لیکر بازار لشکر مین آکر بیچنا شروع کیے ناگاہ عمرو
نخ بازاری لینے آیا تھا اسنے پوچھا کہ تو سوداگر ہے اسنے کہا ہان مگر عمرو تو ایک ہی عیار قیافہ شناس ہے اسنے عقل سے
دریافت کیا کہ یہ کوئی عیار معلوم ہوتا ہے غرضکہ بعد قیل و قال خوب رلجھکر بلاشور بھاگ گیا اور چندروز مین
پھر کبابی بن کر آیا اور بطریق مذکورہ بالا اسنے دوکان اپنی لشکر مین جائی اور انکے اندر رنگ بارہ کوٹس کی تیار
کی اسنے دوکان اپنی خوب آراستہ کی ایک جانب گوشت بھن رہا ہے اور کباب تیار ہو رہے ہین سیخین طلائی و نقرئی
چڑھی ہوئی ہین کہ حسب اتفاق عمرو بھی ایک روز بر رسم بالادوی مسلف سے جارہا تھا اور چند عیار اُسکے ہمراہ تھے
جب قریب دوکان کبابی کے پہونچا تو کبابی دوکان سے اُٹھ کے عمرو کے سامنے آیا اور دست بستہ عرض کی کہ اے
خواجہ کباب تیار ہین کھاتے جائیے یہ سنکر عمرو ٹھہر گیا اور وہان معلوم تھا کہ سیارہ رومی اپنے شاگردون
سمیت دوکان کے اندر بیٹھے ہوئے شراب اور کباب اُڑا رہے تھے کھاتے کھاتے انکو پیاس لگی پانی طلب کیا انکے
پانی طلب کرتے ہی بلاشور نے تخت کی کل کو جنبش دی سیارہ مع شاگردون کے تہخانے مین جارہے عیاران

بلاشور نے بسمون کے سر کا ٹکڑا انکے گوشت کے کباب بنائے اور وہی کباب عمرو کو کھلائے خواجہ عمرو وہ کباب
کھا کے بہت خوش ہوے اور وہان سے چلتے ہوے جب چل پھر کر رات کو اپنے خیمے مین آئے تو بلاشور بھی خیمہ عمرو
کے قریب آیا اور ایک کاغذ اس مضمون کا لکھکر در خیمہ پر آویزان کر کے چلا گیا کہ اے عمرو آگاہ ہو کہ مین بلاشور
عیار ہون سیارہ کا کام تمام کر چکا اب تمھارا کام بھی بہت ہوشیاری کے ساتھ عنقریب اپنے خنجر آبدار سے تمام کیا
چاہتا ہون غرض جب صبح ہوئی اور خواجہ عمرو ادائے فریضہ سحری کے لیے بیدار ہوے اور بیرون خیمہ تشریف
لائے تو دیکھا کہ ایک جانب سر سیارہ رومی کا مع سر گیارہ عیارون کے در خیمہ پر لٹکا ہوا ہے اور ایک جانب ایک کاغذ
آویزان ہے یہ دیکھکر خواجہ بہت متالم ہوئے اور روتے پیٹتے خدمت امیر با توقیر مین حاضر ہوے تمام کیفیت گذشتہ
عرض کرکے انکے غم مین سیاہ پوش ہوے یہ حال سنکر تمام عیار کانپ اٹھے اور امیر عیار سیہ پوش ہوکے بیس شاگردون
کو اپنے ساتھ لیکر بیرون لشکر چلا گیا اور گرد صحرا کے پھرنا شروع کیا ہر چند جستجو کی لیکن کوئی اثر کسی قسم کا معلوم نہوا
اور عمرو واسطے لشکر اپنے خیمے مین چلے آئے جب دوسرے وقت بارگاہ امیر مین جانے لگے تو رستہ مین جعفر کبابی کی
دوکان ملی وہ اپنی دوکان سے اٹھکر عمرو کے سامنے آیا اور عرض کیا کہ آپ اسوقت کہان جاتے ہین عمرو نے کہا کہ
بارگاہ امیر مین جاتا ہون جعفر نے کہا کہ خواجہ سلامت کباب بہت عمدہ تیار ہین نوش کرتے جائیے عمرو نے کہا نہین بھی
اسوقت تو جی نہین چاہتا جعفر نے کہا کہ خواجہ آج بہت ہی نفیس کباب بنائے ہین آپ کھائیے تو سہی خواجہ نے کہا کہ اجی
کباب تو پھر ہو رہینگے یہ تو کہو کہ آجکل کیا خبرین ہین جعفر نے کہا کہ تو جناب بادشاہ اور اقبال حضور سے سب امن امان ہے
عمرو نے کہا کہ بس یہی چاہیے یہ کہکر چلے جعفر نے پھر اصرار کیا کہ مین آزردہ ہونگا کچھ کباب کھاتے جائیے تب عمرو نے صاف
کہدیا کہ بھیا کباب تمھارے فی الواقع عمدہ ہونگے اور کیون نہون تم باقر کبابی کے بیٹے ہو مگر مین اب کسی جگہ کا
کھانا کھاتا ہی نہین یہ کہکر بارگاہ امیر کی طرف روانہ ہوے اور وہان پہونچکر امیر کو سلام کیا امیر نے پوچھا کہو بھائی
کیا خبر ہے عمرو نے کہا حضور بدستور امیر نے کہا کہ خیر اب تو ہوشیار رہنا کہ مبادا پھر کوئی شخص ویسی ہی چوٹ کر
بیٹھے عمرو نے کہا کہ حضور خدا مالک ہے اپنے حتی الامکان تو بھی بہت سعی و کوشش کرونگا غرض جب دوپہر کا وقت آیا
تو دربار برخاست ہوا سب اپنی اپنی جگہ آکر مقیم ہوے اور عمرو اپنے خیمہ مین آکے جاگزین ہوے گرمی نہایت تھی جب سہ پہر
کا وقت آیا تو عمرو اپنے خیمہ سے نکلکر کوتوالی چبوترے پر تشریف لائے اور جا بجا چوکی پہرے کے لیے عیارونکو روانہ
کیا اور بہت کچھ تاکید اکید کی کہ خبردار ہر ایک سمت نسبت ہوشیاری رکھنا آجکل بہت ظلم و شور مچا ہوا ہے غرض سب کے
سب اپنے اپنے مقام معینہ پر چلے گئے اور باقیماندہ عیارون نے کہا کہ عمدہ چار عیار مثل مہتر قران وغیرہ کے آجکل علیل
ہین انکی عیادت کے لیے چلنا ضرور ہے سب نے یہ صلاح پسند کی اور سب مہتر و عیار سرہنگ قندھاری سعید سحر
سرہنگ قصاب سرہنگ مصری خجستہ زابلی دیورک عیار فرہاد برق منوچہر سباق وغیرہ کل تیرہ
اشخاص عیادت مہتران قران کے واسطے روانہ ہوے اتفاقاً یہ خبر بلاشور کے ایک شاگرد کو بھی پہنچ گئی اس
حرامزادہ نے جا کر بلاشور کو اطلاع کی بلاشور نے کہا کہ ہمارے شاگردون مین ہے کوئی کہ جو جاکر ان علیلون کا کام تمام کرے
یہ سنکر ایک شاگرد دانشکا اپنی جگہ سے اٹھا اور بولا کہ مین اس کام کو انجام دونگا یہ سنکر بلاشور بہت خوش ہوا اور کہا
کہ تو چل اور مجھے بھی پہونچا ہی ہوا سمجھ غرض کہ وہ عیار خود ایک قوال کی شکل بنکر چلا اور ایک [illegible] اپنے ساتھ
اپنے گلے مین ایک ڈھول ڈال لیا اور اسے لباس پر تکلف پہنا کے خیمہ کلباد کی راہ لی اور یہ سب عیار کوئی دو گھڑی دن
رہے کلباد کے مکان پر پہونچے جاکر کیا دیکھا کہ کلباد بیحس و حرکت اپنے بستر پر پڑا ہے ان سب نے جاکر کلباد کو ہوشیار کیا اور حسب

سلامت کرکے مزاج پرسی کی گلباد نے جواب سلام دیکر پوچھا کہ کیوں آج تم سب کدھر آ نکلے سب نے کہا کہ تمھاری عیادت
کو آئے ہیں کبھی خداوند عالم تمکو شفائے کامل و صحت عاجل عطا فرمائے دعائے خیر کیے اور یہ کہکر سب کے سب
بیٹھ گئے ادھر ادھر کی باتیں ہونے لگیں گلباد نے کہا بھئی خدا تم سب کو بھی سلامت رکھے اسوقت تم سب کے آنے سے
بہت کچھ جی بہل گیا اور تم سب کی بات چیت میں یک ذرا تم غلط ہو گیا اسوقت تو جی یہ چاہتا ہے کہ ساز بجے اور
گانا چھڑے ان سب نے کہا اب اسوقت تو حضرت دوا پیجئے اور آرام کیجئے گلباد نے کہا کہ ارے بھائی یہ تو
بھی شعر۔ غنیمت شمر صحبت دوستان ؛ کہ گل پنج روز ست در بوستان ؛ خدا جانے کہ زندگی ہماری وفا کرے
یا نہ کرے آج تو زندہ موجود ہیں معلوم نہیں کل ہوں کہ نہوں یہ کہکر گلباد کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے یہ
حالت اسرار دیکھکر سب منجھ گئے ایک نے گانا شروع کیا صحبت عیش و عشرت برپا ہوئی تا اینکہ اسی سخن میں
کوئی چار گھڑی رات آگئی ہوگی کہ وہ عیار بد کردار یعنی شاگرد بلا شو را … نازنین کو لیے ہوئے در خیمہ گلباد
عراقی پر آ پہونچا اور لوگوں سے پوچھنے لگا کہ کیوں بھائیو اسلم کا مکان بھی کسی کو معلوم ہے اگر کوئی جانتا ہو تو
ہمیں بتا دے یہ آواز سنکر ایک عیار دربان اپنی جگہ سے اٹھا اور … کر اس سے پوچھا کہ تو کون ہے اور کیوں پوچھتا ہے
اس نے جواب دیا کہ آپ کو اس سے کیا بحث ہے میں کوئی ہوں اگر آپ کو اسلم کا مکان معلوم ہو تو بتا دیجیے میرے
اسکے آج دن کو بازار میں ملاقات ہوئی تھی تو انھوں نے کہدیا تھا کہ رات کو ہمارے خیمہ میں آنا ہم خیمہ کا پتا
بتا دیا تھا مگر میں بھول گیا چار طرف ناچتا پھرتا ہوں مگر کسی طرح مکان نہیں ملتا اس عیار دربان نے پوچھا کہ یہ
برقع پوش تیرے ساتھ کون ہے اسنے کہا کہ یہ میری دختر ہے خوب ناچتی ہے اس عیار دربان نے کہا کہ … تو ان
سے اسنے کہا جی ہاں عیار دربان نے کہا پھر جب سے کیوں نہ کہا اچھا ٹھہرو ہم جاکر اطلاع کریں یہ کہکر وہ عیار خیمہ
کے اندر آیا اور عرض کیا کہ ایک قوال اسلم کا گھر پوچھ رہا ہے یہ سنکر سب نے کہا کہ خیر اسلم تو اسوقت یہاں نہیں ہے جب
آئیگا دیکھا جائیگا اسوقت اسے یہاں بلاؤ یہ حکم سنکر وہ عیار باہر آیا اور اسے اپنے ہمراہ لیکر داخل خیمہ ہوا یہ استاد و بچہ
چاہتے ہی تھے خوشی خوشی داخل خیمہ ہوئے اور جاتے ہی سلام کرکے ڈھولک بجانے لگے اور وہ نازنین ناچنے لگی
اس سج دھج سے اس عیار نے ساز بجایا اور وہ نازنین ناچی کہ سب کے سب بیخود ہو گئے اور کہنے لگے کہ نازنین
مرحبا اس ہنگامۂ عیش میں ایک ساقی کی بھی ضرورت ہے۔ در حسن اتفاق سے اسوقت کوئی ساقی بھی نہیں ہے
آپ تو ہی ساقی گری بھی کر … یہ سنکر وہ نازنین مسکراتی ہوئی آگے بڑھی اور صراحی شراب کی اٹھا کر اور آنکھ بچا کر
تھوڑی سی بیہوشی اسمیں ملا کے ساقی گری کرنے لگی یہ سب پانچ پانچ چھ چھ پیالے پیکر لگے حرکات بیخودی ظاہر
کرنے تا اینکہ چند ہی عرصہ میں سب کے سب بیہوش ہو گئے اس اثنا میں بلا شو بھی آ پہونچا اور دربانان
خیمہ کو قتل کرکے اور وہیں سے نقب لگا کے اندر خیمہ کے آیا گلباد نے جو بلا شو کو دیکھا چاہا کہ کچھ چیخے پکارے
یہ نقشہ دیکھکر بلا شو نے ایک ہاتھ میں پہلے اسکا کام تمام کیا بعد اسکے تمام عیاروں کے سر کاٹے اور گوشت
ان سب کا جدا کرکے ایک پشتارہ میں باندھکر اپنی دوکان پر بھیجا اور ساقی اور لوگ بھی جو خیمہ میں تھے انکو بھی
قتل کرکے وہیں لوٹ دیا اور چلتے وقت سر کل عیاروں کے مع گلباد کے دروازہ عمرو عیار کے لٹکا کے …
اسی مضمون کا چسپاں کرکے اپنی دوکان پر چلا گیا اور جاتے ہی مصالحہ لگا کر کباب تیار کرنا شروع کیے ادھر صبح کو جو عمرو
دروازے پر نکلے ہیں تو دیکھا کہ دروازہ پر سترہ سر کٹے ہوئے لٹک رہے ہیں جنمیں ایک بیٹے کا سر ہے اور سولہ شاگردوں کے
سر ہیں یہ دیکھکر عمرو نے ایک سرد دل پر درد سے کھینچی اور کلیجہ پکڑ کے بیٹھ گئے چار طرف سے عیار آپڑے اور عمرو کو سمجھانے

جب عمرو ہوشیار ہوے تو ایک شاگرد نے وہ رقعہ دروازہ پر سے اوٹھا کے ہاتھ میں دیا عمرو نے اُسے پڑھا لکھا تھا کہ اے
خواجہ جی خوب آرام سے ٹانگ پھیلا کر سوتے ہو کار بلاشور سے ہشیار نہیں رہتے یہ بلاشور کا کام ہے کہ تمھیں خون کے آنسو
سے رُلوا دیا یہ دیکھکر عمرو باچشم گریان اور دل بریان بارگاہ امیر کیجانب روانہ ہوئے راستہ میں جعفر کبابی کی
دوکان ملی بلاشور نے تبدیل صورت کر عمرو سے کہا کہ خواجہ سنتے ہین کہ آپ کے سترہ عیاروں کو ایک ہی دفعہ کسی نے مار ڈالا
عمرو نے کہا ہان بلاشور نے کہا لاحول ولا قوۃ کیا بیرحم شخص تھا خواجہ صبر کرو تقدیر مین ایسا ہی لکھا تھا یہ سنکر عمرو آگے
بڑھے کبابی نے کہا خواجہ جی چاہے تو کباب کھائے جاؤ خواجہ نے کہا کہ میان کیا ب خاک کھاؤں دل ہی کباب ہو رہا ہے
کھانا پینا سب حرام ہے یہ کہکر خواجہ وہان سے آگے بڑھے اور بارگاہ امیر کا راستہ لیا جب تھوڑی دیر کے بعد بارگاہ امیر
مین غمگین و حزین داخل ہوئے تو امیر نے پوچھا کیون خواجہ کیا خبر ہے عمرو نے کہا کہ حضور کیا عرض کرون قسم ہے
آپ کے نمک کی کھانا پینا سب حرام ہو رہا ہے امیر نے فرمایا کہ آخر کچھ کہو تو سہی عمرو نے کل کیفیت ابتدا تا انتہا بیان
کی امیر نے عمرو کو بہت تسلی و دلاسا دیا اور فرمایا کہ خواجہ صبر کرو اور دل کو تسلی دیکر کچھ تدبیر کرو عمرو نے شاگردون سے
کہا لاکے یہ کیا غضب ہے بلاشور ہر روز ایک چھاپہ آکر مار جاتا ہے اور تم کچھ نہیں کر سکتے اوسے کوئی تو پکڑ لاؤ کہ یہ حرامزادہ
کدھر سے آتا ہے اور کہان جاتا ہے عیارون نے عرض کیا کہ حضور کے حسب الارشاد ہم شب بھر پہرہ چوکی دیا کرتے ہین
مگر کوئی پتہ نہیں چلتا کہ وہ بدبخت کدھر سے آتا ہے اور کدھر سے جاتا ہے غرض یہان تو یہ گفت و شنید ہو رہی تھی اور وہان
اتفاقاً نسیم بن عمرو دکان جعفر کبابی کی طرف سے ہوا جعفر نے دوکان سے اتر کے مجرا کیا اور چند اشرفیان نذر دیکر کہا کہ اے
خواجہ زادے امیدوار ہون کہ کچھ ماحضر تناول کرتے جائیے آج کباب بھی مین نے بہت عمدہ تیار کئے ہین یہ سُن کر
نسیم دوکان کے اندر آیا جعفر نے دسترخوان بچھایا طرح طرح کے کھانے اور کباب لاکر حاضر کئے نسیم نے خوب کھانے
کھائے کباب خوب نوش جان کئے بعد کھانے کے جعفر نے شراب حاضر کی ابھی نسیم پینے بھی نہ پائے تھے کہ یکایک
آواز سرود کان مین آئی نسیم نے کہا یہ کیا ہے جعفر نے کہا آپ سے کیا پوشیدگی ہے یہ سب میرے خدمتگار ہین مین نے
انھین سرود بجانا سکھا دیا ہے چلئے وہین دم بھر بیٹھئے نسیم اپنی جگہ سے اٹھا اور جعفر نے لاکر ایک کرسی پر نسیم کو
بٹھلایا نسیم کے بیٹھتے ہی کرسی سند ھکی نیچے نسیم اور کرسی گولا لا کھی ہو کر داخل تہخانہ ہوئے اسیوقت عیارون نے
نسیم کا سر کاٹ کر بلاشور کے پاس حاضر کیا بلاشور نے اسی وقت سر نسیم کا عمرو کے دروازہ پر جسطرح سابق لٹکوا دیا غرضکہ اسی
طرح فہیم و جسیم و فرخ و فلارس وغیرہ کو بھی دو تین روز مین پے در پے مار ڈالا اب ادھر تو عمرو حیران و پریشان ہو کر کہتا
ہے کہ تمام عمر مین یہ ہی ایک واقعہ عقل ربا مجھکو پیش ہوا ہے کچھ خاک سمجھ مین نہیں آتا کہ کیا تدبیر کرون اور ادھر امیر کا
یہ حال ہے کہ رہ رہ کر تاؤ پیچ کھاتے ہین اور فرماتے ہین کہ ہائے کیا تدبیر کرون اور کیا فکر کرون کچھ ذہن مین نہیں آتا
ہے عمرو پر کیا تاکید کرون اس کے تو خود فرزند و شاگرد ہلاک ہو رہے ہین اسی بنا پر جب عمرو آتا ہے امیر تسلی و تشفی
اسکی کر دیتے ہین اور فرماتے ہین کہ بھائی صبر کرو تقدیر سے کیا چارہ ہے غرض ایکدن عمرو نے عیارون کو طلب کر کے
غصہ ہو کر کہا کہ اب تمھاری غفلت کی انتہا گذر چکی اب جسطرح بنے کوئی فکر و تدبیر ایسی کرو کہ یہ عقدہ لاینحل حل ہو ورنہ
تمھارے حق مین بہتر نہ ہوگا یہ سنکر سب عیارون نے آپس مین یہ صلاح کی کہ ہم سبکو دو فرقے ہونا چاہیے ایک جماعت
کے لوگ ایک ایک پتھر کے فاصلے سے گرد لشکر کے بیٹھے رہین اور ایک جماعت گرد لشکر کے طلایہ پھرے غرض شب بھر
ان سب نے یہی تدبیر کی اور تمام شب متفحص رہے مگر کچھ خبر معلوم نہ ہوئی جب صبح ہوئی تو شاپور نے اپنے دل مین کہا کہ
او شاپور افسوس کہ تیرے عزا و احبا کو اس نابکار نے ناحق قتل کیا اور کوئی تدبیر اس حرامزادے کے دفع کی بن نہ پڑی اسے

شاپور جب تک کوئی خبر بلاشور کی معلوم ہو جانب لشکر مراجعت بیکار ہے یہ سوچکر اسنے بے کسی کے کپڑے پہنے ہوئے راہ صحرا
کی اختیار کی کبھی داہنی جانب چل نکلتا تھا اور کبھی بائیں طرف کی راہ اختیار کرتا تھا غرض اسقدر جلد جلد راہ طے
کرتا تھا کہ ہر یک خیال کا پہونچنا بھی دشوار تھا القصہ جاتے جاتے ایک مقام پر ایک لشکر نمودار ہوا شاپور
نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے ایک ہیزم فروش نے کہا کہ یہ لشکر جمشید شاہ کا ہے کہ لقائے بے بقا کو
ہمراہ لیکر خداپرستوں کے مقابلہ کو جاتا ہے شاپور یہ سراغ پاکر داخل لشکر ہوا اتفاق سے اس روز جمشید شاہ کے دربار
کا دن تھا جوق جوق گروہ گروہ جمشید شاہ کے دربار میں لوگ چلے جاتے تھے شاپور نے بھی اپنی صورت تبدیل
کرکے دربار جمشید کا راستہ لیا جب داخل دربار جمشید ہوا تو دیکھا کہ ایک عظیم الشان دنگل ہے ایک پہلوان قہور دیو دل
نام ایک سو تین من کا سیل آگے رکھے ہوئے بیٹھا ہوا ہے چنانچہ شاپور بھی کوئی ایسا ویسا شخص نہیں ہے ایک
نوجوان کا عیار ہے لیکن صولت قہور کو دیکھکر کانپ گیا مگر جی کڑا کرکے ایک طرف کھڑا رہا بختیارک نے کہا اے
جمشید بلاشور نے عجب کارستانی کر رکھی ہے بچا کھچا ابتک تمام کر چکا ہے جسمیں صرف نو نفر عمرو کے بیٹے
تھے اور باقی سب شاگرد تھے جمشید شاہ نے کہا تم نے تو ابتک اس سے اسے نہیں سمجھا تھا فقط لشکر کی خبر لینے گیا تھا
اسپر اس نے یہ کارستانی کر رکھی ہے بیشک اگر ہم کسی خاص کام پر اسے معین کرینگے تو وہ بہت خوب کارنمایاں کریگا اور شاید
کہ خداپرستوں کی کبھو بھی نہ باقی رکھیگا بختیارک نے کہا کیا ابھی وہ وہیں ہے جمشید شاہ نے کہا ہاں ابھی تک وہیں
ہوگا جائیگا کہاں مگر واقعی عجب کام کر رہا ہے ابتک آیا نہیں بختیارک بولا کہ معلوم نہیں اب وہ کس طرح رہتا ہے
جمشید نے کہا ہاں میں بھی اس امر سے مطلع نہیں ہوں مگر جس طرح رہتا ہو گا ابھی تک وہیں ہے شاپور چھپا کھڑا ہوا اور
کان لگائے ہوئے یہ سب گفتگو سنتا رہا جب دربار برخاست ہوا اور لوگ دربار سے اٹھے تو یہ بھی سب کے ساتھ
دربار سے باہر آیا اور وہاں سے نکلتے ہی لشکر اسلام کی راہ لی اور بہت جلد جلد راہ کو طے کرکے داخل لشکر اسلام
ہوا اور تمام لشکر اور ہر ایک خیمہ اور فرودگاہ کے گرد اگرد خوب طلایہ پھرا اور خوب سا چکر لگایا جبکہ کوئی اثر اور علامت
بلاشور کی نہ پائی تو آخر تھک کر ایک جگہ بیٹھ گیا اور اپنے دلمیں سوچنے لگا کہ خداوندا اب میں کیا تدبیر کروں جو بلاشور
کا سراغ پاؤں سوچتے سوچتے یہ ذہن میں آیا کہ ذرا چلکر جعفر کبابی کے یہاں تو پوچھ گچھ کروں شاید کوئی سراغ پیدا ہو
یہ سوچکر کبابی کی دوکان پر آیا اور پوچھا کہ جعفر ہے یہ پوچھتے ہی شاگرد اسکا اٹھا اور جعفر سے اطلاع کی کہ استاد
شاپور عیار آپ کو پوچھ رہا ہے یہ خبر سنتے ہی جعفر شاپور کے سامنے آیا اور چند طومان زرین نذر کرکے عرض کیا
کہ تشریف لائیے بیٹھئے جو کچھ ماحضر ہے نوش فرمائیے شاپور نے کہا کہ گو تین روز سے بھوکا ہوں مگر کچھ نہ کھاؤنگا اسلئے
کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ جبتک قاآلان احبا و اعزا کو پیدا نہ کرلونگا تب تک آب و دانہ مجھپر حرام ہے جعفر
نے کہا کہ شاپور ذرا اپنے منھ کو تو دیکھیے کہ کیا حالت ہے اگر کھانا نہیں کھاتے تو کچھ کباب اور تھوڑی سی شراب ہی نوش
فرما لیجئے پھر جہاں جی چاہے جائیگا شاپور نے بھی یہ سوچا کہ جبھی بیٹھنا چاہئے شاید کوئی حال معلوم ہو جائے یہ
سوچکر شاپور دوکان کے اندر آیا جعفر نے نہایت تعظیم و تکریم سے شاپور کو بٹھایا اور فوراً کچھ کباب خوش ذائقہ
اور چند جام مے گلگون سامنے شاپور کے لاکر حاضر کئے شاپور اس کباب و شراب کو دیکھکر اور اپنے احبا و اعزا
کو یاد کرکے چشم پرآب ہوا مگر بہت ضبط کیا اور آنکھوں سے آنسو پونچھکر اور دل کو سمجھا کے چاہتا تھا کہ کباب
نوش کرے کہ یکایک آواز سرود کی اس کے کان میں آئی اور کسی شخص نے چند ابیات ایسے دلسوز گائے
کہ آئینہ دل میں شکستگی آگئی شاپور نے کہا یہ کون ہے جعفر نے کہا سب میرے خدمتگار ہیں اور میں تابعدار ہوں

آپ میرے مالک ہیں کچھ فکر و اندیشہ دل میں نہ کیجئے آپ شوق سے اندر تشریف لائیے آپسے کیا پوشیدگی ہے
شاپور نے کہا بہتر کیا معاذ اللہ سے یہ کہکے اندر جانے کا قصد کیا جعفر نے اسی وقت پردہ اٹھایا شاپور اندر داخل
ہوا چند حسینان خوش جمال کو دیکھا کہ ساز ہاتھوں میں لئے گاتی بجاتی ہیں چاہا کہ بیٹھے کہ گانے سے جعفر نے
عرض کیا کہ اے شاپور آپ کی شان شفقت اس امر کی ہے کہ آپ یہاں کرسی پر تشریف رکھیں شاپور وہاں سے
اٹھکر کرسی پر جلوہ گر ہوا بیٹھنا تھا کہ یکایک کرسی خود بخود بالائے ہوا بلند ہوئی ٹکڑہ پھٹ گیا نیچے اس کے
تہ خانہ تھا شاپور غلطان و پیچان زمین پر گر پڑا جب تہخانہ میں پہونچا تو عجب تماشا دیکھا واہ واہ ہیں گل دیگر
شگفتہ کہ ستر ہزار مسیح و کل و ریائے ... ہیں غوطہ زن ہیں ہر شخص چاہتا تھا کہ اس گرفتار دام بلا کو ورطہ بحر فنا
میں غرق کر دے یہ کیفیت دیکھ کے شاپور نہایت متعجب و پریشان ہوا اسوجہ سے کہ ایک متنفس تن تنہا کیا کرے ایک
کی دوا دو ... دو کی دو چار دس کی دوا ایک نہیں ہو سکتا ہے جا بجا نگہبان اتنے میں کوئی صورت جان بری
کی ذہن میں نہ آئی مجبور اس کے سر دست یہ بات ہاتھ لگی موافق اس قول کے کہ ع مرد باید کہ ہراساں نشود
مشکلے نیست کہ آسان نشود ❊ مرد کے ہوش و حواس درست ہونا چاہئے اور ہمت نہ ہارنا چاہئے بقول قدیم ع
ہر کار سے کہ ہمت بستہ گردد ❊ اگر خارے بود گلدستہ گردد ❊ بقول سعدی ع وقت ضرورت چو نماند گریز ❊
دست بگیرد سر شمشیر تیز ❊ پھر اگر سو پہلوان بھی مقابل ایک شخص کے ہوں کیا پروا ہے یہاں پر موقع تلوار کا
ہے یہ سوچ دل میں یہ تصور کیا کہ بجز اس تدبیر کے دوسری فکر نہیں جب آخر کار ایک دن مرنا ہے پھر تم کیوں عاجزی
سے مرو تم بھی تلوار اپنی رکھو میان سے کھینچکر جنگ کرو اور ہاں صاحب کیوں نہیں نام خدا ابھی تو زمانہ میں زور
جوانمردی و مردانگی کا ہے یار ہا نکے ... وصاف و ہنر سے تیغ لیس تلوار صاعقہ بار کو علم کرکے شاپور آمادہ جنگ
ہو گیا شعر زمانہ بر سر جنگ است یا علی مددے ❊ کمک بغیر تو تنگ است یا علی مددے ❊ یہ کہکر مصروف جدال و
قتال ہوا ایک ساعت کامل تلوار چلی انجام کار یہ ہوا کہ اسنے بیدرد شرار کو ... سے راہی دار البوار کیا جو باقی
ماندہ تھے سامنے سے بھاگے تھے تو للکار کے کہا کہ او نامرد لو کہاں جاتے ہو کیوں شیروں سے مقابلہ کرکے آخر کار
شکار ہو گئے اب تم میرے چنگل سے کہاں بچکر جاؤ گے دیکھو تو تمہارا بھی ابھی میں شکار کرتا ہوں یہ کہکر ان دونوں کا
تعاقب کیا دوڑ کر دو دو کا ... کے دونوں کو زمین پر منہ کے بل گرا کے انکو بھی تہ تیغ کیا جبکہ فتحیاب ہوا اب جانے کی
فکر میں استادہ ہو کر راہ تجویز کرنا شروع کی دیکھا کہ ایک نقب ہے سوچا کہ اس راہ کو اختیار کروں یا اور کسی طرف جاؤں
یہ خیال کرکے یکبارگی شمشیر تنہا اسطرح جانا مناسب نہ سمجھا اور عقل سے راہ دریافت کرنے لگا آخر الامر نقب میں آگے بڑھ
دس کوس راستے کی یہانتک کہ سر النقب کا نمودار ہوا وہاں سے نکلکر دیکھا کہ یہ راہ کدھر کو گئی ہے معلوم ہوا کہ راستہ یہاں
کے پیچھے سے ہے واسطے تصور کیا کہ ایسا تو نہو کہ پھر او جعفر جعلسازی کیطرف نکلی جو جن نابکار نے میرے بھائیوں کو فریب سے
قتل کیا لیکن یہ سوچکر راہ جمشید کی اختیار کی اب یہاں کا حال سنئے کہ عمرو فکر میں بیٹھے تھے کہ کیا سبب ہوا کہ
تین شبانہ روز گذر گئے اور شاپور ابھی تک نہیں آیا واللہ اعلم کیا افتاد پڑی اسی تصور ہی میں تھے کہ شاپور سامنے
سے نمودار ہوا عمرو نے شاپور کو گلے سے لگا لیا اور کہا خوش آمدی اللہ اللہ بابا کہاں تھے میرے دل کو نہایت
تشویش اور فکر تھی کہ عرصہ دراز سے شاپور سے ملاقات نہیں ہوئی معلوم نہیں کہ کہاں اور کس طرف کو گیا ہے
اور کس مصیبت اور کس آفت میں مبتلا ہے شاپور نے جواب دیا کہ اس کا حال کچھ نہ پوچھئے جو کچھ گذری خوب گذری
خداوند تعالے کا شکر ہے کہ غلام آپ کا صحیح و سالم آپکے قدم مبارک تک بخیر و عافیت پہونچ گیا

عمرو نے کہا کیوں خیر تو ہے کہو تو شاپور نے کہا کہ بلا شور کی تلاش میں گیا تھا یہ بلا شور جعفر کبابی ہے اس نے
ایک خیمہ الیا القب کیا ہے اور کرسی ایسی انداز سے بچھائی ہے اور اسمیں یہ بھی دھوکا رکھا ہے کہ جو شخص اسپر بیٹھتا ہے
تہخانہ میں گر پڑتا ہے وہاں عیار مسلح بیٹھے ہوئے ہیں سب مل کر اسکو قتل کر ڈالتے ہیں میرے ساتھ بھی یہی سلوک
کیا تھا مگر میں اس طریقے سے ان نامردوں سے لڑ بھڑ کر نکل آیا میرے ہمراہ چلئے عمرو نے سپید مہرہ بجایا ایک
ہزار عیار جمع ہوگئے آئے شاپور نے عیاروں کو تو سر نقب پر قائم کیا کہ تم یہاں موجود رہو اگر بلا شور
اس طرف آئے مع شاگردوں کے اُسے کمندوں میں گرفتار کر لینا العرض ان عمرو و شاپور مع نو سو عیاروں
کے جعفر کبابی کی دوکان کی طرف روانہ ہوئے جعفر نے یہ مجمع دیکھ کے معلوم کیا کہ یہ سب لوگ میری گرفتاری
کے لئے آئے ہیں یہ دیکھتے ہی جعفر نے سب رخت دوکان چاندی و سونے کا پیالے اور کاسے دیگچے دیگیں
پتیلیاں کفگیر چمچے رکابیاں اور سینیاں و طباق سینیچین نقرئی و طلائی کل اسباب زیب دوکان پھینکنا شروع کیا
راہگیروں نے جو دیکھا کہ اسباب چاندی سونے کا ظروف نقرئی و طلائی بیش قیمت لٹ رہے ہیں مال مفت دل
بیرحم سب لوٹنے لگے بلا شور نے اپنے تئیں مع شاگردوں کے نقب میں پوشیدہ کر دیا عقب سے شاپور و عمرو
مہتر قران و مفتاح و اندلس بھی نقب میں آئے بلا شور نے اپنے دل میں تصور کیا کہ جس شخص نے میرے
شاگردوں کو قتل کیا ہے شاید وہی میرے گرفتار کرنیکو آیا ہے مگر اسنے یہ چالاکی کی کہ نقب کے سرے کی طرف
نہ گیا اور ایک جانب نقب میں مخفی طور سے ایک کھڑکی اسطرح بنائی تھی کہ کسیکو معلوم نہ تھی یہ اس چور کھڑکی
کی طرف سے نقب سے باہر نکل گیا مگر اس کے چالیس پچاس شاگردوں کو عیاران عمرو نے زغہ کرکے
اور گرفتار کر لیا لیکن بلا شور اپنی حکمت عملی سے صاف نکلا ہوا چلا گیا بلا شور کے نکلجانے سے شاپور
دست افسوس ملتا تھا آخر الامر یہ رائے قرار پائی کہ اسکا تعاقب کرنا چاہیے بس شاپور اور اندلس مع چند
فتنہ انگیزوں کے بلا شور کے پیچھے روانہ ہوئے القصہ بلا شور اپنے نام کا آسرا ہے بیدرماں بھی تھا
اپنی عیاری و مکاری سے بجلی کی تمام جست و خیز کرتا ہوا مانند برق کے اپنے تئیں لشکر جمشید میں پہونچا دیا اور
بارگاہ میں داخل ہوکے اور خداوند کو سجدہ کرکے اپنی کرسی پر بیٹھ گیا وہاں کا تو یہ حال تھا اب یہاں کا ذکر سنئے
کہ شاپور اور اسکے تابعین نے جب یہ خیال کیا کہ بلا شور نکل کے جانب لشکر جمشید گیا ہے پس اپنی صورتوں کو
تبدیل کرکے اور بہروپ بدل کے اس طرح پر کہ اسی بارگاہ کے لوگ ہیں جھٹ بارگاہ میں داخل ہوکے ایک طرف
کھڑے ہو رہے دیکھا کہ دربار جمشید کا آراستہ ہے ارکان دولت و عیان مملکت خدام بارگاہ و مقربان درگاہ
اپنی اپنی جگہ پر متمکن ہیں غلامان زرین کمر مودب دست بستہ حاضر ہیں کہ یکایک زمرد شاہ نے اپنی زبان
خوش ترجمان سے یہ ارشاد کیا کہ اے بلا شور کیوں ہم نے کیا تقصیر کی بلا شور نے عرض کیا کہ فرمائیے مخدوم
آپ نے ایسی تقصیر کی تھی کہ میں نے نوکروں اور پچیس شاگردان عمرو کو قتل کیا آخر کار شاپور نے کر اپنے
بھیس میرے راز کو افشا کیا اور نقب میں عمرو شاگردوں کو میرے مار ڈالا عمرو تو خود بیش ہی ہے مگر شاپور بھی آفت
کا پرکالہ ہے کتھیا پرے نے کہا بیشک عمرو و شاپور ثانی اپنا نہیں رکھتے اب اے بلا شور تو ایسی کچھ تدبیر کر کہ جس طرح بنے
حمزہ کو تو لا زمرد شاہ نے کہا کہ تیری یہی تقدیر کی ہے اور جو پیالہ شراب کا زمرد شاہ کے ہاتھ میں تھا وہ
بلا شور کو اسنے دیدیا بلا شور نے تسلیم کرکے پیالہ لے لیا شاپور اس کے ہمراہیوں نے فکر کی کہ اب یہ لشکر
میں جائیگا اس راستے ہی میں اسکو پکڑنا چاہیے یہ خیال کرکے یہ تو اس طرف کو روانہ ہوئے اور ادھر بلا شور بھی

لباس عیاری پہن کے وہ بلائے عیاری کے جسم پر آراستہ کر کے راہی ہوا دیکھا کہ قدم آگے نہیں بڑھتا ہے دل مین
اپنے خیال کیا کہ شاید اس راہ مین کچھ خطرہ ہے پس اپنے راہ چپ کو ترک کر کے وہ راہ جو کہ پہاڑ کی جانب
گئی تھی اختیار کی کسیقدر راہ طے کی کہ وہ راہ نہ ملی اور جب اسکو معلوم ہوا کہ یہ راہ اور طرف گئی ہے ادھر
سے واپس ہو کے دوسری سمت روانہ ہوا اور لشکر مین پہونچ کے اپنی فکر مین مصروف ہوا ادھر شاپور اور
اسکے عیارون نے پہلے سے لشکر مین پہونچ کے عمرو کو خبر دی کہ بلاشور دعوی کر کے امیر کی گرفتاری کو آتا ہے
عمرو نے یہ سنکے کہا کہ یاران ہوشیار اور خبردار رہنا یہ بہت بڑا کہے اتنے مین چند شاگردان عمرو نے آکر کہا
آپ نے نہیں سنا کہ بلاشور نقبہ مین آگیا اور چند گوسفند خرید کر کے اپنی صورت کو بشکل دہقان مبدل کیا ہے
اور لشکر مین درمیان بکری فروشون کے بکریان بیچنے کھڑا ہے عمرو بھی بکری فروشون مین آیا دیکھا کہ دہقانی
سے ایک شخص نے بکری خریدی جو بکری کہ دو روپیہ کی تھی اسکی پانچ روپیہ قیمت کر دی جو شخص کہ لیتا تھا اس سے
اسقدر گفتگو ہوئی کہ نوبت گالی گلوچ کی آئی جب وہ بکری لیکر چلا بلاشور نے داد فریاد کی عمرو نے وہان پہونچ کے
اوسندی کہ کون ہے دہقانی نے کہا کہ مجھپر ناحق ظلم کرتے ہین اور جھٹ دوڑ کے قدمون پر عمرو کے
گر پڑا اور جلدی ہی سے بغلی دو ذب کے جا بانہ بال ثمر ملکاہ کے اکھاڑے اور خنجر سے موئے زہار تراش دیے
مگر ہاتھ نے خطا کی تاہم زخم کاری لگا عمرو نے آہ کی آہ کرنا تھا کہ چہار طرف سے عیار دوڑ پڑے مگر یہان
بلاشور زخمی کر کے جلدی تمام روانہ ہوا شاہ ابوالفتح نے للکار کر کہا او حیرو سرہیا تامین نے کہ لو بلاشور
ہے پس مجرد اس کے جس عیارون نے چالاکی سے چار طرف سے نرغہ کر کے گھیر لیا اور گرفتار کرنے کا
قصد کیا مگر یہ بلاشور ہے کب صید ہو سکتا ہے چار گھڑی تک خوب ہشت مشت ہوئی حالانکہ چارون طرف
سے حملہ کر کے عیارون نے بلاشور کو گھیر لیا تھا اور خوب ہی جدال و قتال برپا ہو رہا تھا مگر وہ ارے بلاشور کیا
جنگ آزمودہ اور معرکہ آرا تھا باوصفیکہ اتنے شمشیر زنون کے دائرہ مین تھا مگر ایک کا زخم بھی اپنے بدن پر کھایا
ایسا قواعد و اصول جنگ سے واقف تھا کہ اپنی جوانمردی سے عیارون کو زخمی کر کے صاف صابون کا سا تار
نکل گیا ایک غل و شور برپا ہوا کہ ہان یار دلینا پکڑ تا جانے نپائے عیارون نے ہر چند تعاقب کیا مگر وہ ہوا
ہوگیا اسکی گرد تک کو بھی نہ پایا غل کرتے تھے کہ عمرو کو مارا ہے یہ ہنگامہ جو امیر نے سنا خیمہ سے بزودی
تمام بحواس دوڑے آکر پوچھا بھائی خیر تو ہے عمرو نے کہا پیر و مرشد حضور کے اقبال سے خیریت ہے فدوی کے
بدن پر جو کالباس تھا حربہ نے کام نہیں کیا فقط حریف نے دامن میرا اٹھا کر ران پر خفیف سا زخم لگایا خیر اب
یہ تو جو کچھ ہوا وہ ہوا مگر ایک التماس فدوی کی حضور لامع النور کی خدمت مین یہ ہے کہ بلاشور عجب فتنہ انگیز
بچہ شیطان ہے ایسا نہو کہین خدا نخواستہ نصیب اعدا شیطان کے کان بہرے کوئی امر مکروہ حضور کے دشمنون
کو اسکی ذات سے پہونچے لہذا حضور خواب و خور اپنے اوپر حرام سمجھین نہایت ہوشیار رہین اور چوکی پہرے کا
انتظام بھی کمال بیدار مغزی اور خبرداری سے عمل مین آئے یہ بلاشور بلا کا گرگ باران دیدہ ہے اور بڑا
زور مکار ہے امیر نے جواب دیا کہ جو کچھ مرضی الٰہی ہوگی وہ ہوگا یہ فرما کر عمرو کو اپنے خیمہ مین اٹھوا لائے اور حکم
دیا کہ جلد جراح کو لاؤ حکم کے ساتھ ہی جراح حاضر ہوا عمرو کے زخم کو دیکھ کر بخیہ اور مرہم پٹی کی اور جراح نے
کہا اے دوستداران عمرو مقتضائے وقت یہ ہے کہ تم لوگ ہر وقت و ہر ساعت شب و روز اپنی خدمت پر
نہایت سرگرم اور مستعد رہو خبرداری و ہوشیاری مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھو کیونکہ تم لوگ بھی خوب جانتے ہو کہ بلاشور

بڑا ہی مفتنی ہے اور کیا تم نے خبر بلاشور کی نہین سنی کہ یہان سے گریز کرکے جمشید شاہ کے پاس پہونچا ہے
دشمن توانا حقیر و بیچارہ شمرد یعنی چرخ نے سب پر تاکید و اکید کی تمام علما نے اس کے قول کی تائید کی اور تعمیل
حکم مین مصروف ہوئے یہان تک کہ خدا کے فضل سے اور متبرک توجہات امیر حمزہ صاحبقران چند روز
مین عمرو اچھے ہوئے جب کہ تندرست ہو چکے غسل صحت سے فراغت کرکے خدمت بابرکت صاحبقران مین
حاضر ہو کر بعد دعائے دولت و ترقی جاہ و اقبال دست بستہ سر جھکا کے روبرو استادہ ہوئے اور عرض کیا کہ حضور
کی پرورش سے اب غلام اچھا ہوا ہے اس بلاشور نے غضب کیا ہے کہ غلام زادون اور شاگردون کو قتل کیا ہے بس
اب مین بھی جبتک انتقام اسکا نہ لون گا مجھے دہنے ہاتھ کا کھانا حرام ہے تاکہ وہ بچہ بھی کچھ تو یاد کرین کہ
ہان ایسا ہوتا ہے یہ عرض کیا اور زمین ادب کو بوسہ دیکے روانہ ہوا العرض طے مراحل جلد جلد قریب لشکرگاہ جمشید
کے پہونچا اور اس فکر مین مصروف ہوا کہ اب کیا کرنا چاہیے کہ دفعتہً اسکے خیال مین آیا فقیر کی صورت بنکر جمشید
کے باورچیخانہ مین چلو بس ایسا ہی کیا کہ ایک فقیر گداگر کی صورت بنکر جھٹ پٹ جمشید کے باورچیخانہ
مین پہونچا اور مانگنا شروع کیا اور کہا کہ مین ایک مسافر غریب الوطن ہون اور بہت تھکا ماندہ تکلیف سفر سے
نہایت خستہ ہو رہا ہون کہ طاقت ایک قدم اٹھانے کی باقی نہین رہی اور دوسرے یہ کہ اس شہر کے کوچے
اور محلون سے بھی مین واقف نہین ہون غرض عجب حالت اپنی ظاہر کی حتیٰ کہ داروغہ باورچیخانہ کو بھی
اسکے حال زار پر رحم آگیا اور خادمون سے حکم دیا کہ اسکو دونون وقت اچھی طرح طعام دینا اور ان سے کہا
کہ شاہ صاحب آپ یہین رہین شاہ جی دعا دینے لگے کہ بابا لقا تیرا مہربان رہے اور اسکی نیک نظر
ہمیشہ رہا کرے داروغہ صاحب نے خوش ہو کے ایک انگرکھا پائجامہ بھی عنایت کیا عمرو اسی طور سے
رہا کئے مگر موقع و محل اپنے کام کا نگاہ رکھتے تھے اور خوب خیرخواہی و اطاعت سے ہر ایک کی خدمت کرتے
رہے اور بعض بعض کامون مین دخل در معقولات بھی دینے لگے یہ تو اپنی گھات مین لگے ہوئے تھے
اتفاقات روزگار ایک دن موقع وقت پاکر انھون نے اپنا کام کیا یعنے داروغہ باورچیخانہ کو شیشے مین بیہوشی
پلا کر اسکا کام تمام کیا اور اپنی صورت داروغہ کی ایسی بنا اہتمام و انتظام طعام اس سلیقہ و خوش اسلوبی
سے کرنا شروع کیا کہ سب لوگ تعریف کرتے تھے اور بہت ہی عمدہ لذیذ اور خوش ذائقہ طعام ہائے لطیف و نفیس
تیار کرائے کہ بادشاہ انکو نوش جان کرکے بہت خوش و محظوظ ہوا اور اس حسن خدمت کے نعم البدل مین
خلعت و اسپ مع ساز و یراق مرصع نگار انعام مین مرحمت کیا عمرو مجرا کرکے مکان پر اسی داروغہ کے آئے
اور تمام مال و اسباب خوشی خوشی تہ زنبیل کیا اور رات کے وقت بلاشور کے مکان مین بتجسس گیا
مگر اسے وہان نہ پایا ہان ایک فرزند ارجمند اسکا تھا بلاچہ نام نہایت حسین و خوبصورت وہ سو رہا تھا اس کو
بیہوشی کی پڑیا سنگھائی تاکہ جلد بیدار نہ ہوئے اسکا گہوارہ باندھا اور تمام اثاث البیت جوکہ عمدہ تھا بلکہ ادنیٰ
چیزین بھی مثل توے اور لوٹے بدھنے وغیرہ کے سب داخل زنبیل کر لیا شب وہان سے تیز اسکی طرف
روانہ ہوا وہان جاکر اس طفل بد نہاد کو ذبح کرکے اور گوشت اسکا استخوان سے علیحدہ کرکے سر تو داخل
زنبیل کیا اور فوراً اسی وقت گوشت لئے ہوئے باورچیخانہ مین آئے مصالح اس گوشت مین لگا کے باورچیون
کو جگایا اور کہا کہ جلد کھانا تیار کرو بادشاہ کو خاصہ سویرے سے ملے چنانچہ سب تیاری طعام
مین مصروف ہوئے اور خود بہ نفس خبیث دست ستم پرست سے اسی پسر مقتول کے گوشت کے کباب

کئی قسم کے یعنی کچھ گولر کباب شامی کباب کچھ سیخ کے کباب پکانا شروع کیے جس وقت اور کھانے تیار ہو لیے
اسیوقت کباب بھی تیار تھے ان کھانون مین بجاے گرم مصالحہ کے مصالحہ بیہوشی ملا دیا۔ مگر کبابون مین نہ
ملایا اور سب خاصہ خوانون مین لگا کر حسب قاعدہ روشن چوکی بجتی ہوئی بارگاہ بادشاہ مین حاضر ہوئے اور
دسترخوان بچھا کے انواع و اقسام کے طعام اسپر چن دیئے اسوقت ملک بختیارک و خداے باختر سب
وہان موجود تھے مگر بلاشور کسی ضرورت سے کہین گیا ہوا تھا وہ موجود نہ تھا عمرو نے کہا کہ خوب خرگز بیل کنند
یہ کہکے دل مین نہایت خوش ہوا دیکھا کہ کسی نے واسطے کھانے کے ہاتھ دراز نہین کیا تھا کہ ناگاہ بلاشور سامنے
سے معلوم ہوا ایکبارگی بادشاہ نے اور لقانے ملکہ سب اہل دربار نے کہا کہ آؤ خوش آمدی اے بلاشور کہان تھے
اسنے عرض کیا کہ لشکر مین گیا تھا برائے تلاش عمرو تمام شب تجسس کرتا رہا مگر کہین پتہ و نشان عمرو کا معلوم نہوا
بختیارک نے کہا کہ تو کسکو تلاش کرتا ہے بغل مین لڑکا اور شہر مین ڈھنڈورا وہ استاد کامل یہین موجود ہین بس
یہ سنتے ہی عمرو کا رنگ فق چہرہ زرد ہو گیا بلاشور نے جو ہین یہ بات سنی نہایت خفا ہوا اور کہا کہ تم مجھسے مزاح
کرتے ہو بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا پہلے کھانا کھاؤ پیچھے عذر کرنا بلاشور ہو بہ بیٹھا اول اپنے ہاتھ کو کھانے کے لیے
بڑھایا تو کبابون کی جانب بڑھایا اور ایک کباب اس مین سے کھا کر کہا کہ واہ عجب کباب تیار ہوئے ہین یہانتک
کہ بختیارک و لقا نے دس کباب تک بلاشور کو دیئے یہ کچھ خوشی مین آئے تو بے عقل دانش تعریف
کرکے کھاتے جاتے تھے سب نے باورچی کو انعام دیا مگر اب جو خواب غفلت سے چونکا تو بلاشور نے کھانے
کی جانب دیکھا کہ کسی نے نہین کھایا سمجھا کہ باعث نہ کھانے کا کیا ہے کچھ نہ کچھ سبب ایسا ہی ہے معلوم ہوتا
ہے کہین کسی نے بیہوشی تو نہین ملا رکھی ہے یہ خیال کرکے اب کچھ کچھ پاتے ہین عمرو نے جو ہین دیکھا
بس دیکھتے ہی یہ لوگ کو بھاند انگ ہوئے اور کہا کیون ہر فرعونے را موسی تو ڈال ڈال شد تو مین پات پات
اور بلاشور دیکھ ہوشیار ہو کر مین گرد تیر اعہنر عیار ہون یہ کباب جو اس وقت تو نے کھائے یہ بلاچو کے تھے
اور سب اسباب تیرے گھر کا لے لیا اور دیکھ جو نہ تیرے رکھا یا تو تجھکو نہ جانتا تھا کہ مین عمرو ہون ارے تو بلاشور
ہے تو آخر مین بھی تو عمرو ہون یہ کہکے کچھ افسون پڑھ سامنے سے اڑنچھو ہو گیا ایک بجلی سی کوندگئی کسی نے
اسکا نشان تک بھی نہ پایا وہان سے روانہ ہو یہ جادہ جا غائب ہو گیا سب ششدر رہگئے اور کہا عمرو
نے تو بڑی عیاری کی حالانکہ کچھ لوگ پیچھے دوڑے مگر اسکی گرد کو بھی نہ پایا عمرو نے خدمت بابرکت
صاحبقران مین حاضر ہو کر تمام ماجرا مفصل عرض کیا امیر یہ کیفیت سنکے بہت مسرور ہوے اور
زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ شاباش اے عمرو واہ جیسا کہا ویسا ہی کیا خواجہ کیا کہنا یہ بات تمھین پر ختم ہے
؎ این کار از تو آید و مردان چنین کنند ٭ یہ فرماکر زرکثیر بطریق انعام مرحمت کیا اب عمرو پھولون نہین سماتے خیر
یہان کی تو یہ کیفیت ہے اب وہان کا حال پر ملال سنئے کہ بلاشور نے اپنے پسر کے غم مین گریبان چاک کیا
خوب رویا پیٹا خاک اڑائی ہرچند سب اسکو سمجھاتے تھے تسکین دیتے تھے مگر اسکی آنکھ سے آنسو نہ تھمتا
تھا غرض کہ بعد سوم بلاشور نے بادشاہ جمشید کی خدمت مین حاضر ہو کر دست بستہ عرض کیا کہ خیر جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا
جو مرضی لقا کی تھی وہ واقع ہوئی مگر اب فدوی کو اجازت ہو کہ جاکر اس کا انتقام لون کیونکہ بغیر اسکا بدلا لیے
غلام کو خواب و خور حرام ہے دنیا و مافیہا میری نظر مین تیرہ و تاریک ہو رہی ہے جبتک مین بھی عمرو کو گھنی کا
ناچ نہ نچوا لون گا اپنا نام بلاشور نہ رکھون گا بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا پس بلاشور وہان سے تین تسلیمین

کرکے زمین ادب کو بوسہ دیکر رخصت ہوا اور تمام لباس عیاری و مکاری کا جسم پر آراستہ و پیراستہ کرکے کمر ہمت
کو خوب مضبوط باندھا اور چست و چالاک ہوکر لشکر صاحبقران کیطرف روانہ ہوا دل مین کہتا جاتا تھا کہ دیکھ
رہ جا اے عمرو تیری پیسے پر رکھکر لوٹیاں نہ اُڑائی ہون تو کچھ کام نہ کیا ہو یہ تصور کرتا ہوا منزل بمنزل طی مراحل
کرکے جلد جلد چلا جاتا تھا یہانتک کہ داخل لشکر اسلام ہوا پس پہونچتے ہی گھسیارے کی صورت بن گھاس کا
گٹھا سر پر رکھ گھسیاری منڈی مین آگھسیارون مین مل بیٹھا جو شخص گھاس خریدنے آتا تھا اُس سے قیمت
بہت کرتا تھا کوئی شخص خرید نکرتا یہانتک کہ سب گھسیارے اپنی اپنی گھاس بیچکر چلے گئے اور یہ گٹھا لیے ہوے
بیٹھا رہگیا کہتا تھا کہ آج بال بچے میرے کیا کھائینگے گھسیارون کے چودھری نے دیکھکر کہا کہ تو قیمت زیادہ
مانگتا تھا اسوجہ سے کسی نے نہ خریدا آج کی شب تو یہین رہ جا کل بیچکر چلا جانا پس اُس گٹھے کو ٹھیلے کی
بہانا اُسکا تو خاص یہی مطلب تھا شب کو وہین رہگیا جب آدھی رات گذری اور دستہ گیاہ کہکشان فلک پر
پھیلی اپنے اسباب عیاری درست کرکے بارگاہ کی راہ لی چار طرف بارگاہ کے پھرنا شروع کیا تاک جھانک کرتا رہا
مگر کوئی موقع اسکو ہاتھ نہ لگا بارگاہ کیجانب سے پھر کے خیمۂ سکندر تاج بخش کے پاس آیا دیکھا کہ خدام
سکندر روح تھا سب چوکی پہرے لیے ہشیار و بیدار تھے اس نے غبار بیہوشی اُڑایا کہ ہوا کے رخ سے پاسبانان خیمہ کے
دماغون مین پہونچا چھینکین مارکر یہ تو بیہوش ہوئے وہ سراپردہ چاک کرکے اندر داخل ہوا دیکھا کہ سکندر
تاج بخش غافل سوتے ہین پس اپنے بیلہ عیاری کا ہاتھون پر چڑھا کر کانٹے سے دو فتالہ مرکا کے کفی پر باندھے
تین مثقال بیہوشی رکھ کے نتھنون سے ملا دیا سکندر نے جب نفس کشی کی بیہوشی دماغ پر چڑھ گئی ایک تو یہ
غافل سو ہی رہے تھے دوسرے بیہوشی سرایت کرتے ہی اور بھی بیہوش ہوگئے جھٹ پٹ پشتارہ باندھکر کاندھے پر
لادا اور خیمے سے نکلکر آواز دی کہ یارو ہوشیار و خبردار ہو مجکو عمرو نے بھیجا ہے کہ کوئی عیار اپنی عیاری قائم نکرسکے
چوکیدارون نے جانا کوئی ہرکارہ ہے کوئی متعرض نہوا یہ کہتا ہوا باہر نکل گیا جب کہ کاہ فروش شب نے
گٹھا گیاہ انجم کا سر پر سے اُتارا اور عیار خورشید خطوط شعاعی کا پشتارہ باندھے ہوے مشرق سے نمودار
ہوا تب صبح ہوئی عمرو کو خبر پہونچی کہ کوئی سکندر تاج بخش کو اُٹھا لیگیا عمرو نے عیارون کو بلاکر پوچھا
کہ سکندر کو کون لے گیا سب نے کہا کوئی بھی نہین آیا تھا مگر آپ نے ایک ہرکارہ آج شب کو بھیجا تھا کہ لوگون کو
ہوشیار کرے عمرو نے کہا مین نے تو کوئی بھی ہرکارہ نہین بھیجا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بلاشور تھا اور یہان
سکندر کو بلاشور لیے ہوے زمرد شاہ کے پاس پہونچا اور پشتارہ سامنے رکھدیا اور کہا کہ سکندر کو
لایا زمرد شاہ یہ دیکھکر بہت خوش ہوا اور سکندر کو مقید کیا بلاشور اُس روز پھر آدھی رات کو نکل کے
لشکر اسلام مین آیا اور جس جگہ خیمہ عمرو بن حمزہ یونانی کا تھا اسی کی حد مین ایک پاخانہ نصب تھا
اُس مین بصورت حلال خور داخل ہوا اور وہان بیٹھکر سرنگ کھودنا شروع کی سر نقب کا طرف بارگاہ کے نکلا اتفاقاً
مہتر قران اور برق گشت کرتے کرتے جو اسطرف آنکلے برق کو پیشاب معلوم ہوا وہ پیشاب کرنے کو
بیٹھا دیکھا کہ کچھ مٹی تازی کھدی ہوئی معلوم ہوتی ہے غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ کسی نے سرنگ
لگائی ہے اپنے دل مین خیال کیا آخر اسی راہ سے آئیگا کمندون مین پھانس لونگا یہ تصور کرکے سر نقب پر
آبیٹھا اور وہان بلاشور نے بطریق معمولی عمرو بن حمزہ یونانی کو بیہوش کرکے پشتارہ باندھا اور سرنگ
مین داخل ہوا دیکھا پاؤن آگے نہین اُٹھتا ہے بہت غور و فکر کی اور دل مین کہا کہ کچھ کھٹکا ہے اگر

کوئی سرنگ پر بیٹھا ہو تو کیا حال ہو ع چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ٭ اس سے بہتر یہ ہے کہ ادھر جاؤ ہی
نہیں پس اُسیوقت سرنگ در سرنگ کھود کے باہر نکل گیا عیاروں نے کہا کہ یہ بڑا بلا ہے خاموش رہو اگر
خواجہ سنیں گے تو کہیں گے کہ جب تم نے سرنگ کو دیکھا تھا تو ہم سے کیوں نہ خبر کی غرضکہ یہ خبر امیر کو پہونچی
فرمایا کہ خدا حافظ ہے عمرو بن حمزہ یونانی کا عمرو نے کہا کہ خدا شرم رکھے لیکن بلاشور پشتارہ لیے ہوئے لقا
کے پاس پہونچا کہا عمرو بن حمزہ یونانی کو لایا ہوں زمرد شاہ نے عمرو بن حمزہ کو بھی قید کیا اور کہا کہ امیر
کو اگر لے آ تو بڑا کام کرے بلاشور نے کہا کہ اب کی پھیرے میں امیر کو لاؤں گا بلاشور آیا اور پہاڑ کی کھوہ میں اپنا
بستر اجایا اپنے خیال کیا کہ یہیں چھپ رہنا چاہیے جسوقت بادشاہ اُٹھ کے بارگاہ میں جائیں گے اُسوقت تو نکلکے
اپنا کام کرنا جب کہ پچھلے پہر بادشاہ اُٹھتے ہیں اُسوقت بھی آمد و رفت سرداروں کی ہوتی ہے بلاشور صورت
ایک خدمتگار کی بن کے ایک سردار کے ہمراہ داخل بارگاہ ہوا اور ایک قالین کے نیچے چھپ رہا جبکہ سب
سردار اور بادشاہ جا چکے امیر نے مقبل کو طلب کر کے حفاظت کی تاکید کی مقبل نے عرض کیا کہ اے
صاحبقران میں دروازہ کو مقفل کر کے جاگتا رہونگا امیر نے خاصہ نوش کر کے آرام کیا بلاشور نے
فکر کی کہ دروازہ بارگاہ مقفل ہے پہلے راستہ اپنے نکلنے کا تجویز کر لینا چاہیے بعدہ قصد گرفتاری کرنا مناسب
ہے یہ اسی فکر میں تھا کہ ایک فراش نے باہر سے پکارا خدمتگار اُٹھا اور فراش کو اندر بلا لیا سب خدمتگار دنج
وزدی یہاں تک کہ امیر بھی بیدار ہوئے فراش نے شمعوں کے گل کترے اور اپنا کام کر کے چلا گیا خدمتگاران
نے بارگاہ کے باندھے اور سو رہے امیر نے بھی آرام کیا بلاشور نے جب سب کو غافل دیکھا قالین کے
نیچے سے باہر نکلا اور تمام شمعوں کا گل کر دیا ٹھنڈا پانی پردے کی کھول کے امیر کے متصل پہونچا اور پاؤں
کی طرف سے چاہا کہ دوشالہ امیر کے منہ پر سے اُٹھا کے بیہوشی دے کہ دفعۃً آنکھ امیر کی کھل گئی صاحبقران نے
سمجھا کہ ایک سیہ پوش چلا جاتا ہے انکو بیہوشی دے جانا کہ بلاشور ہی ہے امیر ہاتھ دراز کر کے چاہتے تھے کہ گردن اُسکی
پکڑیں بلاشور نے جست کی امیر نے دامن اُسکا پکڑ لیا اور کہا کہ میں نے اس خیرہ سر کو پکڑا اب میرے ہاتھ سے
چھوٹ کے کہاں جائیگا بلاشور نے خنجر مارا دامن کٹ گیا اور جلد خیمہ چاک کر کے نکل گیا مقبل باہر کا دروازہ
کھول کے دوڑا خدمتگار بھی سب دوڑ پڑے اور کہا کہ کہاں ہے امیر نے کہا کہ دامن کاٹ کے چلدیا دیکھو یہ کٹا ہوا
دامن اُسکا میرے ہاتھ میں موجود ہے ہر چند کیداروں نے چاروں طرف بہت تلاش کیا پتا نہ پایا امیر بھی حیران ہوئے کہ
کسطرف سے آیا کچھ معلوم نہوا ایک روز بلاشور نے بال دیا نہ آیا دوسرے روز پھر اول شب خدمتگار کی قطع
بنکے ہمراہ ایک خدمتگار کے امیر کی بارگاہ میں داخل ہو کر کسی گوشہ میں پوشیدہ ہو رہا جبکہ صحبت برخاست
ہوئی آرام کرنے کا وقت آیا امیر نے مقبل کو بلایا اور کہا آج کیا کرنا چاہیے مقبل نے عرض کی اے صاحبقران
آج کی رات میں دروازہ بارگاہ کھول کر ایک سمت لیٹ رہونگا اور بیدار رہونگا ظاہر میں یہ معلوم ہو کہ سوتا ہے
اور باطن میں جاگتا رہونگا جو کوئی شخص آئیگا ایسا ایک تیر ماروں گا کہ دو پلے پار ہو جائیں گے بلاشور جو مخفی
بیٹھا تھا چپکا سنا کیا خاموش بیٹھا رہا اور دل میں کہتا کہ تو آپ بیا ایسے بہادر ہوئے ع
قدرت خدا کی دیکھیے اور انکو دیکھیے ٭ القصہ مقبل نے دروازہ کو کھلا رکھا اور اپنے تئیں ظاہر میں خفتہ کی
صورت بنا کے خوب زور زور سے خراٹے لینے لگا اور بلاشور مع دنگل صاحبقران کی طرف چلا امیر بسبب
کھٹکے کے سر اُٹھا اُٹھا کے نظر کرتے تھے اور بیدار تھے اکثر اُسی کھٹکے میں آنکھ جھپک بھی جاتی تھی تو جب

بیدار ہوتے دیکھتے کہ عیار غائب اور دنگل کھڑا ہوا ہے علے ہذا القیاس امیر چھ دفعہ بیدار ہوے کہ پہر رات باقی تھی
امیر پر ایکی مرتبہ خواب نے ایسا غلبہ کیا کہ بالکل غافل سو رہے اب بلا شور قریب امیر کے آگے دنگل
کے نیچے سے نکل کے کھڑا ہوا اور یہ فکر کی کہ امیر کو بیہوش کرنا چاہیے کہ صاحبقران نے ملکہ مہر نگار کو
خواب مین دیکھا کہ پہلے تو بہت کچھ شکوہ کیا پھر کہا کہ عیار تمھارے چرانے کو آیا ہے ہوشیار ہو یہ کہکر ملکہ
غائب ہوگئین امیر بیدار ہوے بلا شور چاہتا تھا کہ بیہوشی دے امیر نے دیکھا اور بہت جلدی ہاتھ
بڑھا کر چاہا کہ پکڑ لین بلا شور نے بفن عیاری ہاتھ کھینچا اور اس طرف امیر پر مارا کہ ہاتھ بلا شور کا چھوٹ
گیا بلا شور بھاگا امیر نے جست کر کے ایک گدا بلا شور کے سر پر مارا کہ بھیجا پلپلا ہو گیا اور گردن پکڑکے ایک
چکر دیا کہ بلا شور منھ کے بل زمین پر گرا امیر نے کہا کہ مارا مین نے اس نابکار کو مقبل یہ آواز سنکے دوڑا اور
بلا شور کی طرف تلوار کھینچکر چلا مگر بلا شور تو ایک بلا کا آدمی ہو یا شیطان تھے اسکے قالب مین جاول کیا
ہی اس پھرتی سے اس نے جست کی اور مقبل کے ایک لات مارتا ہوا اسطرح دروازہ سے نکل گیا جیسے
بجلی کوند جاتی ہے کسی کو معلوم بھی نہین ہوا کہ کون آیا تھا اور کون چلا گیا بڑی تلاش و جستجو ہوئی اور نہایت
دوڑ دھوپ کی گئی مگر کچھ نشان بلا شور کا معلوم نہوا تمام عیار جمع ہوے اور خواجہ عمرو بھی آئے امیر نے
کہا کہ ای بھائی مجکو نیند حرام ہو گئی اس کمبخت کے کھٹکے مین عجب بے چینی ہے عمرو نے عیارون پر نہایت
تشدد کیا اور کہا اگر تمنے ذرا بھی غفلت کی تو مین تمکو قتل کر ڈالونگا دیکھو بہت ہوشیار رہنا خبردار
غافل نہو جانا ورنہ سزاے معقول دیجاویگی عمرو تو اس انتظام مین مصروف ہین لیکن شاپور اسکو ڈھونڈھتا
ہوا نکل گیا اور تمام لشکر مین اس نے تلاش کیا مگر بلا شور کا پتہ کہین اسکو نملا اور بلا شور نے اس عرصہ مین
سرنگ کھودنا شروع کی اور سر نقب کا قریب سراپردۂ بارگاہ کے پہونچایا شاپور تو اس دوا دوش مین
سرگردان تھا ہی اس کا گذر جو اسطرف ہوا تو یہ کرشمہ دیکھا جلد جاکر عمرو سے خبر کی اور قران مع چند عیارون کے
بر سر نقب آئے عمرو نے کہا کہ اندر جانا صلاح نہین ہے سر نقب کا بند کردو عیارون نے پتھر سے نقب کا دہانہ
بند کر دیا اور جریب ہاے عیاری زمین پر مارنا شروع کین خالی آواز آنے لگی ایسی آواز پر روانہ ہوے اور یہان دیکھیے
ہر چند بلا شور کھودتا تھا اور چاہتا تھا کہ سر نقب کا پردہ تک پہونچادون مگر وہ کسی طرح نہ کھدی اسوجہ سے
کہ سراپردہ بارگاہ کا زمین مین ڈوب گیا تھا بلا شور نے شمع عیاری جلائی دیکھا کہ سنگ نہین ہے سراپردۂ
زیر زمین غرق ہو گیا ہے اسکو یہ خبر نہ تھی کہ بارگاہ معجزہ کی ہے اور اس مین یہ کرامات ہے ہر چند کوشش کرتا
تھا مگر بارگاہ زمین مین غرق ہوتی چلی جاتی تھی یہ تو اس حیرت مین متفکر تھا اور وہان عمرو و شاپور وغیرہ جو
مجلس مین تھے انھون نے دیکھا کہ سر نقب کا آگے سراپردۂ بارگاہ کے کھود لایا ہے عمرو نے کہا کہ بارگاہ تک
پہونچا ہوگا غرضکہ عیارون نے اوپر سے سرنگ کو کھودنا شروع کیا بلا شور کو معلوم ہو گیا اس نے جھٹ سرنگ
مین دوسری سرنگ لگائی اور مع اپنے شاگردون کے دوسری نقب کا مہرہ توڑ کے نکل گیا اب جو عیار عمرو کے
سرنگ مین آئے تو دیکھا کہ وہان کوئی بھی نہین ہے غور جو کیا تو معلوم ہوا کہ سرنگ در سرنگ تیسری راہ
پیدا کرکے اس راہ سے باہر نکل گیا عقل کسی کی بجا نہ رہی اور کہنے لگے کہ سخت بلاے بے درمان ہے
عیارون نے سرنگ کو تو بند کر دیا مگر لشکر مین یہ حال ہے کہ کسی کو دم بلا شور سے راحت و آرام نہین
سب کا خواب و خور حرام کر رکھا ہے صاحبقران اور تمام سرداران لشکر و افسران فوج سب کا

عیش و آرام تلخ ہو رہا ہے بلا شور دو روز کا مغالطہ دیکر تیسرے روز بارگاہ کے قریب آیا چاروں طرف چکر
لگایا کہیں سے اندر جانے کی تدبیر اسکے ذہن مین نہ آئی حیران کھڑا ہوا سوچ رہا تھا کہ ایک طناب کا پیچ
اسنے دیکھی دستور ہے کہ بادشاہوں کی حفاظت کے واسطے گرد محل سرا کے روند پھرنے کے لیے ایک طناب
کھینچی جاتی ہے بلا شور اس طناب کے وسیلے سے وقت شب بالائے بارگاہ آیا دیکھا کہ امیر جلوہ افروز
ہین اور کتاب یوسف زلیخا پڑھ رہے ہین شمع روشن ہے اور مقبل دست بستہ سر جھکائے ہوے
خاموش سامنے استادہ ہے بلا شور نے چند پروانے بیہوشی کے بنے ہوے اپنی کسوت عیاری سے نکالے
ایک کونے مین رکھکر پھونکے وہ شمع پر جا کر گرے اور جلنے لگے اسی طرح کئی بار پروانہ اس نے شمع تک پھونک بجھائے
جب وہ جلے اور دود بیہوشی بارگاہ مین پھیلا امیر مقبل دونون اثر بیہوشی سے غافل ہوے بلا شور نے
کمند ستون پر ڈالی اور اس کے ذریعہ سے نیچے اترا مقبل کی طرف تو متوجہ نہوا مگر امیر کو دوبارہ بیہوشی
سنگھا کے جلد پشتارہ باندھ کے کندھے پر لاد لیا دیکھا کہ دروازہ بارگاہ کا کھلا ہوا ہے اس باعث سے
کہ مقبل بیٹھا تھا اور امیر بھی بیدار تھے غرضکہ بلا شور دروازہ کی راہ سے باہر نکلا اور سب کی نظر سے
مخفی ہوتا ہوا لشکر اسلام سے نکل گیا اور اپنے لشکر کی راہ لی پہر رات باقی تھی شاپور جو گشت کرتا ہوا
ادھر آیا تو دروازہ بارگاہ کا کھلا ہوا دیکھتے ہی اسکا رنگ فق ہو گیا اندر جا کر دیکھا کہ مقبل بیہوش
پڑا ہے اور امیر نہیں ہین آہ جگر سوز اس نے کھینچی اور کہا کہ بلا شور امیر کو لے گیا عمرو کو بھی خبر ہوئی
افتاں و خیزاں خیمہ سے دوڑا تمام عیار و سردار جمع ہو گئے اور ایک شور قیامت برپا ہوا لیکن شاپور
تلاش بلا شور روانہ ہوا اور راہ لشکر کفار کی اختیار کی اسطرف بلا شور پشتارہ لیے بخط مستقیم
زمرد شاہ کے پاس آیا اسوقت زمرد شاہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا بلا شور نے پشتارہ امیر کا
زمرد شاہ کے روبرو حاضر کیا زمرد شاہ بہت خوش ہوا اور امیر کو مقید رکھنے کا حکم دیا آخر کار بعد صلاح
و مشورہ کے گردن زنی کی رائے قرار پائی جلاد حاضر ہوے اور امیر کو زیر تیغ بٹھایا امیر نے بصد رجوع قلب
سے اپنی رستگاری کی دعا بدرگاہ مجیب الدعوات کی جلاد کو ایک طمانچہ غیبی ایسا پڑا کہ راہی دار البوار ہوا
دوسرا جلاد طلب ہوا وہ بھی مبتلائے بلا ہوا اسیطرح تین جلاد واصل جہنم ہوے بختیارک اپنی کرسی اٹھا کے
نیچے لایا اور کہا کہ قسم ہے مجھے اپنے دین و مذہب کی صراحی اس مقام پر رکھی تھی وہ اڑ کے میدان مین گئی اور آواز
آئی کہ اگر امیر کو کچھ بھی ضرر پہونچایا تو تجکو زندہ نہ چھوڑونگا جس طرح صراحی کو مین نے اڑایا اسی طرح تیرے
تمہارے سر اڑا دونگا بلا شور نے جست کی اور کہا کہ دیکھو تجکو زندہ نہ چھوڑونگا شاپور جست کرکے بارگاہ
نکل گیا جلو خانہ مین پہونچا یہاں شاگردان بلا شور موجود تھے چار طرف سے شاپور کو گھیر لیا مگر شاپور بھی
مقابلہ مین موجود ہو گیا تیغ چلنے لگا شاپور نے ایک ہی حربہ مین کئی شاگردان بلا شور کو قتل کیا اور پیٹ
انکا پھاڑ کر خون پی لیا اور آنتین چیل کوون کو کھلائین کہ اسیوقت بلا شور آپہونچا اور شاگردوں سے
کہا کہ تم گھبراؤ نہین قائم ہو گریز نکرنا بلکہ موقع محل دیکھتے رہو مین اسکو ابھی مارے لیتا ہون یہ کہکر شاپور کے
مقابلہ کو آیا باہم پھیر پھار جنگ ہوا کی بلا شور نے خنجر مارا شاپور نے خنجر خالی دیا اور ایسا تیغ بازو پر بلا شور
کے مارا کہ وہ زخمی ہوا شاپور جست جو کرتا ہے وہان سے نقار خانے پر پہنچے اور پھر وہان سے بھی
جست کرکے بجلی کی طرح کوند کر نکل گیا بلا شور زمرد شاہ کے روبرو آیا اور کہا ایسی تقدیر بچا سکی

ہوتی یعنے جب تک تونے شاپور و عمرو کو قتل نہ کر لیا ہوتا جبتک ارادۂ قتل امیر سے باز رہتا امیر کو
اسوقت تک قید رکھنا چاہیے بلاشور نے کہا کہ مقراض کوہ پر چار دیواریں مدت مدید سے بنی ہوئی ہین انھین
دیوارون پہ چوب عقابین کھینچنا چاہیے پس امیر کو پنجرۂ آہنی مین قید کرکے درمیان چار دیواری پہاڑ کے
پچاس گز بلند چوب نصب کرکے عقابین پر کھینچ دیا اور چار ہزار عیارون کا پہرہ اُس مقام پر مقرر کیا
لیکن شاپور یہ حال دیکھ کے اپنے لشکر مین آیا اور بادشاہ اسلام سے عرض کیا بادشاہ نے فرمایا
کہ مین نے سنا ہی تونے عجب کام کیا ہی شاپور نے دست بستہ سر جھکا کر عرض کیا کہ جہان پناہ کام میرا
اسوقت معلوم ہوگا جبکہ امیر کو چار ہزار کی قید سے چھڑا لاؤن گا خیر اُدھر کا حال سنیے کہ سابق بیان
ہو چکا ہی کہ قمہور دربار لقا سے اُٹھکر چلا گیا تھا اس درمیان مین وہ بھی آیا اور لقا سے استفسار کیا کہ حمزہ
کے ساتھ تونے کیا سلوک کیا زمرد شاہ نے کہا کہ امیر کو عقابین پر کھینچ دیا ہی قمہور نے کہا کہ خوب کیا
بعد ازان قمہور گویا ہوا کہ میرے نام طبل ظفر بجوا مین سرداران اسلام سے مقابلہ کرون گا چنانچہ لقا نے
بنام قمہور دیو پیر طبل جنگی بجنے کا حکم دیا یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی وہان بھی طبل جنگی نوازش مین آیا
رات بھر دونون لشکرون مین تیاری سامان حرب و ضرب ہوا کی صبح کو دونون لشکر بڑی چمک دمک سے میدان
مصاف مین آئے حسب قاعدہ صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئیں نقیب کڑکا کہکے کنارے ہوئے
قمہور میدان مین آیا اور مبارز طلبی کی شہباز گرد نشین مقابلے کے واسطے نکلا اور قمہور کے ہاتھ سے مارا
گیا بعد ازان ہاشم تیغزن سے مقابلہ ہوا اور بعد رد و بدل فنون سپاہگری نوبت بکشتی پہونچی قمہور نے
ہاشم کو کشتی مین زیر کرکے باندھ لیا اور طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر مراجعت کرکے اپنے مقام پر آرام
پذیر ہوئے شاپور کو رہائی امیر کی نہایت فکر تھی ہر وقت اسی تردد مین رہتا تھا چنانچہ ایک دن پہاڑ کے
نیچے چکر لگا رہا تھا اور راہ جانے کی ڈھونڈ کر رہا تھا مگر کوئی جگہ قدم جانے تک کی نپائی آخر مجبور و حیران
ہوکر لشکر زمرد شاہ مین گیا ایک آدمی بدے کا بنا کر اپنے آگے اور آپ اُسکے پیچھے پیچھے چلا یہان پہ نگرانی
کیلیے ایک شاگرد بلاشور کا پہرا مقرر تھا اُسنے دیکھا کہ ایک سیاہ پوش چلا آتا ہی ڈھال تلوار لیکے شاپور
کی طرف چلا شاپور نے بدے کے آدمی کو خوب مضبوط اپنے ہاتھ سے پکڑ لیا وہ آگے منھ کے سامنے
ہوا اور شاپور اُسکی آڑ مین پیچھے اُسکے ہوا راہ مین جب اُسکو خدشہ معلوم ہوا شاپور نے
بدے کے آدمی کو ہاتھ سے ڈال دیا اور خود لوٹ پھیر کے فکر مین اور سمت چلا عیار نے جانا
شاید جو مستا تھا راہ مین گر پڑا ہی نیمچہ نکال کے بدے کے آدمی کو لگایا شاپور نے پھر کے جو دیکھا کہ
عیار جھکا ہوا ہی جلدی پیچھے اُسکے پہونچکر ایسا نیمچہ مارا کہ وہ دو ٹکڑے ہوا جلدی سے اُسکے نیچے زمین
کے اسکو گاڑ دیا اور خود اُسکی جگہ پر جا بیٹھا چارون طرف دیکھنا شروع کیا جب دیکھا کہ کوئی اس
حال سے مطلع نہین ہوا شاپور وہان سے اُٹھا اور بارگاہ کے اندر پہونچا دیکھا کہ لقا سو رہا ہی کرسیان
جواہر کی بچھی ہوئی ہین اور ڈامین زرین رکھی ہوئی ہین پہلے دل مین کہا کہ اسی کو لو یہ رقم کاہے کو مفت
جانے کا کام آنے کی یہ خیال کرکے اسنے چادر عیاری بچھائی جملہ اشیاء زرین یعنے ڈاب اور تکیہ تاج مرصع
سب لیکر باندھا اور خنجر نکال کے گلوئے زمرد شاہ پر رکھا یہ بیدار ہوا اور گھبرا کر کہنے لگا
تو کون ہی اسنے کہا کہ مین شاپور ہون تیری جان کا ملک الموت تیری قبض روح کیلیے آیا ہون زمرد شاہ د

نے کہا مجکو قسم ہی اپنی عزت وجلال کی مین نے ایسی تقدیر نکی تھی شاپور نے کہا تو نے تو یہ تقدیر نہ کی تھی
لیکن مین نے یہ تدبیر کی کہ ان چیزون کو لیا مین مفلس تھا کچھ ہنی ہی ہوگئی زمرد شاہ نے کہا کہ تو نے
اچھا کیا یہ شوق سے ان اشیا کو لے مین نے بھی یہی تقدیر کی تھی لیکن مجکو قتل نکر شاپور بولا کہ اس شرط
سے مین تجھے چھوڑے دیتا ہون کہ جب تک امیر یا تو قید تیری قید مین ہین انکو آب وطعام غذاے لطیف
پہونچوایا کر اگر امیر کو کسی طرح کی تکلیف کھانے پینے مین یا کسی قسم کی ایذا رسانی کریگا تو خوب سمجھ لینا کہ
اسی طرح آکر قتل کرون گا زمرد شاہ نے کہا مین نے قبول کیا پھر شاپور نے کہا کہ جب تک مین یہان سے
جا نہ لون تب تک خبردار غل نہ مچانا اُس نے کہا بہتر ہی چنانچہ شاپور زمرد شاہ کے سینہ پر سے
اترا اور اُن چیزون کو لیے ہوے لشکر زمرد شاہ سے صحیح وسلامت باہر نکل گیا زمرد شاہ نے
مارے خوف کے دو تین گھڑی تک دم نہ مارا خاموش پڑا رہا بعد اسکے غل مچایا خدمتگار دوڑے
زمرد شاہ نے کہا کہ نالائقو اسی طرح کا پہرا دیتے ہو کہ ابھی ایک شخص نے مجکو قتل ہی کیا ہوتا تمامی لشکر
مین غلغلہ ہوا کہ آج کی شب کسی نے خداوند کو مار ہی ڈالا ہوتا مگر بچ گئے مال ہی پر خیریت گذری
جان محفوظ رہی بختیارک نے سنا یہ بھی دوڑکر حاضر خدمت ہوا کہا کہ ای خداوند یہ کس بندہ سے
بے ادبی کی زمرد شاہ بولا کہ شاپور آیا تھا اور میرے سینہ پر سوار ہوا مگر مین نے تقدیر کی تھی کہ وہ میرا
تاج لیجاے اس شرط سے مجکو چھوڑ جاے ورنہ مار ڈالا جاتا اور یہ بھی میری مشیت مین گذرا کہ شاپور
قتل نہ کیا جاے صحیح وسالم زندہ بچ کے نکل جاے حمزہ کو آب وطعام پہونچایا جاے ای بختیارک تو
جاکے جمشید شاہ کو لے آ بختیارک تو جانب خیمہ جمشید شاہ روانہ ہوا ادھر شاپور نے اپنے دل مین
خیال کیا کہ پھر طرف مقراض کوہ کے چلنا چاہیے شاید کچھ قابو مل جاے شاپور یہ تصور کرکے پہاڑ
کی جانب روانہ ہوا اور یہان عمرو کا حال سنیے کہ آپ چوبدار کی صورت بنا اور عیارون کو ہمراہ لیکر
مہتر قران والو الفتح و مفتاح وغیرہ سب کی شکلین مشعلچیون کی بنائی اور مشعلین ہاتھون مین دیکر
روانہ ہوا اس پہاڑ کی چوٹی پر آیا پاسبانون نے پوچھا کہ تم کون ہو عمرو نے خوب چلاکر انکو جواب دیا کہ ہم
مشعلچی جمشید شاہ کے ہین جمشید شاہ نے دس دس تومان کا خلیط ہمکو دیا ہی کہ جو شخص جاگتا ہے گا
اور اپنے پہرہ پر ہوشیاری رکھے گا اُس کو جاکر دو اور ہمارے پاس بھیجدو کہ ہزار ہزار تومان مین انکو انعام دونگا
اور جو شخص سو جاے گا وہ اپنی نوکری سے برطرف ہوگا جس نے یہ سنا ہو کہ سوتا تھا وہ بھی جاگ پڑا سب دوڑے
عمرو نے ایک ایک خلیطہ سب کے ہاتھ مین دیا اور کہدیا کہ تم سب شاہ کی خدمت مین جاؤ وہ ہزار ہزار
تومان تمکو انعام دیگا ہر شخص نے خوشی خوشی خلیطہ لیا اور جمشید کی طرف روانہ ہوے یہان تک کہ سب
چلے گئے چالیس شخص نہ گئے اور کہا یارو ہم کس طرح عقابین کو تنہا چھوڑ کے جائین جسوقت اور لوگ واپس
آئینگے اُسوقت ہم بھی جاکر انعام لینگے عمرو اُنکے پاس آیا اور کہا آفرین ہو تمھاری ہمت پر تم بڑے نمک حلال
ہو یہ کہکے اُنکے پاس آ بیٹھا اور کہا میوہ کھاؤ گے اُن لوگون نے کہا کہ لائیے عمرو نے چار چار دانے سب کو
دیے کھاتے ہی سب بیہوش ہوے عمرو نے چالیسون کو قتل کیا اور برابر چوب عقابین کے آیا امیر کو آواز دی
امیر نے کہا تو کون ہی عمرو نے کہا مین عمرو ہون آپ کا غلام اگر آپ فرمائین تو مین زنبیل مین ڈالکر آپ کو
لیجاؤن امیر نے کہا ای بھائی ایسا نہین ہو سکتا ہی میری صاحبقرانی مین فرق آجاے گا سب یہی کہین گے

کر حمزہ کو عمرو زنبیل مین ڈالکر لے گیا البتہ اگر تم پنجرے کو کھول دو اور قید سے مجبور رہا کردو مین اپنی جگہ پہ
چلا جاؤن اگر کوئی میرا سدراہ ہوگا تو مین اُس سے جنگ کرون گا اور قید میری خاردار ہے کہ تمام اعضا سے
بدن مین چبھی جاتی ہے باہم امیر و عمرو کے یہی باتین ہو رہی تھین کہ ناگاہ اُس طرف سے بختیارک جمشید شاہ
کو لیکر چلا بلاشور ہمراہ تھا پاسبان صف باندھکر کھڑے ہوے اور برابر آواز دی کہ اے مالک ہمارے ہم
ہوشیار و بیدار ہین جمشید نے جو یہ ہنگامہ سنا سواری ٹھہرا لی اور کہا کیا خبر ہے سبھون نے عرض کیا کہ
حضور نے مشعلچیون کو بھیجا تھا اور خلیطے دس دس تومان کے دلوائے تھے اور فرمایا تھا جو شخص بیدار رہیگا
اُسکو یہ دینا کہ آتشی نشان سے ہمارے پاس آوین ہم ہزار تومان اُنکو دین گے یہ خلیطے حاضر ہین بختیارک
نے کہا صلواۃ بر محمد آگاہ ہو کہ عمرو یہ عیاری کرکے امیر کو لیگیا جمشید شاہ نے حکم دیا کہ فوج نرغہ کرکے
چارون طرف سے گھیرے کہ عمرو نکل کے جانے نپائے بلاشور نے دیکھا کہ اسوقت مین یکہ و تنہا ہون یہ تو گرد پھر
کر گیا عمرو بھی پہاڑ سے اُترا اور اسیوقت شاپور بھی وارد ہوا اور کہا اے بدر ریزہ کو اور اس حرامزادہ کو آپ کیون
زندہ چھوڑ دیا بلاشور نے دیکھا کہ مین عمرو کے پاس نہین جاسکتا ہون یہ خیال کرکے بانس کے جنگل مین آیا
عمرو نے بھی مع عیارون کے بلاشور کا تعاقب کیا ایک حقہ آتشی مارا اُس جنگل مین آگ لگ گئی عمرو نے
دیکھا کہ آگے بھی وہ نخوذ رہا تب ایک نعرہ مارا کہ کبھی تو میرے جال مین پھنسے گا پس عمرو وہان سے پھر کر اپنے لشکر
مین آیا لیکن جمشید شاہ پہرے چوکی کا انتظام کر و امیر کرکے زمرد شاہ کے پاس آیا زمرد شاہ نے مقدمہ
شاپور جمشید سے بیان کیا جمشید نے بلاشور کو بلوا کر فرمایا کہ جسطرح ہو سکے شاپور کو قتل کر بلاشور نے کہا
شاپور بد بلا ہے مگر خیر بہر تقدیر شاید کہ ہمین ہمیشہ برآوے وہاں ہو شب کے وقت جاؤن گا جبکہ تاریکی شب نے
مثل شب فرقت اطراف عالم کو گھیر لیا اور عیار شب گرد ماہ مع شاگردان انجم کمند کہکشان لیکر خیمہ زنگاری
افلاک پر نمودار ہوا بلاشور نے لباس شب روی درست کرکے قتل شاپور پر کمر مستحکم باندھی اور راہ لشکر اسلام
کی اختیار کی اور یہان شاپور بھی اسی فکر مین تھا کہ وہ بلائے بیدرمان ہاتھ لگجائے تو اسکو قتل کرنا چاہیے
یہ بھی پوشاک شب روی جسم پر آراستہ کرکے بازبانے عیاری سے چست و چالاک ہوکر لشکر کفار کی سمت
چلا جب کہ لشکر مین پہونچا ہرچند تلاش کیا بلاشور کو نہ پایا فکر کی کہ اگر قہور رقہ لو مین جانے تو اسی کو
گرفتار کرنا چاہیے ایک جمعدار کا خیمہ متصل بارگاہ قہور کے تھا شاپور جست کرکے جمعدار کے خیمہ پر آیا اور
پانون کے دونون انگوٹھے چوب خیمہ پر خوب مضبوط جمائے وہان سے ایک ایسی جست کی کہ قہور کے خیمہ پر
قائم ہوا اسطرح پر کہ خیمہ کی چوب تک نہ ہلی فوراً خیمہ کی چھت کو چاک کرکے چوب کے سہارے سے خیمے کے
اندر اُترا اور قہور کو بیہوشی دیکے پشتارہ اسکا باندھا اور کاندھے پر لاد کر اُسی چوب کو پکڑکے خیمہ پر چڑھا وہان سے
دونون پنجے جوڑ کر جست جو کرتا ہے جمعدار کے خیمہ پر پہونچا اور وہان سے اُترکے میدان مین آیا اور صحیح و سالم
لشکر سے نکل کے خوب سیر کرتا ہوا بہ ہوشیاری اور چستی اور چالاکی سے اپنے لشکر کیطرف چلا اور یہان بلاشور لشکر
اسلام مین آیا بہت کچھ تجسس کیا اور بڑی فکر اور غور مین گیا انجام کار جب تلاش کرتے کرتے حیران اور پریشان
ہوگیا اور شاپور کی بو سی بھی کہین نپائی اسنے خیال کیا کہ یہان سے خالی نجانا چاہیے کسی سردار ہی کو لیجانا
چاہیے بلاشور نے اپنے دل مین یہ خیال کیا پس بلاشور یہ تصور کرکے بارگاہ طہمورث دیوبند کی طرف
آیا تھوڑی دیر بارگاہ کے پاس ٹھہرا رہا اور سب حال وہان کے باقدسے دریافت کیا آج از راہ ماندگی

سب حال کہدیا اور کہا کہ اس وقت خسرو زرین کلاہ مع چالیس مصاحبون کے دربار خاص مین
جلوہ گر ہی بلاشور نے گرد خیمہ کے گشت کی دیکھا کہ سب بیدار ہین مگر ایک مشعلچی کونے مین مشعل لیے ہوئے
اونگھ رہا ہی بس یہی موقع تاک کر کمند ڈال کے وہان پہونچا اور اُسکو بیہوشی دیکے وہان سے غائب
ہوکر اُسکے کپڑے خود پہنے اور وہین مشعل لیکر استادہ ہوا جب رنگ محفل دیکھ چکا تھوڑی دیر کے بعد دوسرے
مشعلچی کو مشعل دیکر باہر خیمہ سے آیا اور اپنی صورت کو بشکل عمرو تبدیل کرکے بارگاہ مین آیا خسرو نے
دیکھا کہ عمرو آتا ہی تعظیم کو اُٹھا اور کہا کہ خواجہ سلامت کسطرح تمھارا آنا ہوا اُسنے کہا کہ جب روز سے
بلاشور نے میرے فرزند کو مارا ہی اور چند سردارون و امیر کو پکڑ لے گیا ہی اُسدن سے مجکو قرار نہین تمام شب
پھرتا ہون اسی خیال سے کہ بلاشور اور کسی کو نہ لیجائے یہ کہکے اور ایک شراب کی بوتل کمر سے نکال کے
پینے کو بیٹھا اور خسرو سے کہا کہ کیا تو بھی پیے گا خسرو نے کہا آپکی عنایت اُسنے تھوڑی شراب خسرو کو دی
اور مصاحبون کی طرف ہوکر کہا کہ بھائیو تم تھوڑی تھوڑی سب پیو یہ نہایت عمدہ شراب گل گلاب کی مینے
تیار کی ہی یہ کہکے وہ شراب سب حاضرین بارگاہ کو دی اور خسرو سے کہا کہ جا خبر لا کہ بدیع الزمان
بیدار ہی یا سوتا ہی خسرو اُٹھا بیہوشی نے اُسپر اثر کیا تھا اُٹھتے کے ساتھ گر پڑا مصاحبون نے
چاہا کہ اُٹھکر اُسے سنبھالین کہ وہ بھی سب بیہوش ہوے بلاشور بدبخت نے خسرو کو مع چالیس آدمیون
کے ذبح کیا اور بارگاہ بدیع الزمان مین آیا اور بدیع الزمان کو بیہوشی دیکر کاندھے پر ڈال لشکر
اسلام سے صحیح و سالم نکل کے اپنے لشکر کی راہ لی یہان سنیے کہ عمرو نے دل مین خیال کیا کہ اگر قابو ملے تو امیر کو
کسی طرح لانا چاہیے سب کو ایک لحظہ قرار نہ تھا ہر وقت یہی فکر تھی چنانچہ عمرو اپنے مقام سے چلکر قریب
پہاڑ کے گیا دیکھا چارون طرف چوکیدار بیدار ہین عمرو دیوار پر گیا اور دونون پاؤن اپنے دیوار پر خوب
جما کے ایک جست جو کرتا ہی پنجرے پر امیر کے جا بیٹھا امیر نے استفسار کیا تو کون عمرو نے کہا مین ہون
امیر نے کہا کیون آیا ہی کہا آپ کی رہائی کے واسطے حاضر ہوا ہون ابھی یہ باتین ہی تھین کہ کچھ کھٹکا ہوا ایک
عیار اُدھر سے گذرا فتیلۂ عیاری روشن کرکے جو دیکھا تو عمرو چوب عقابین سے چڑھ کے پنجرہ پر بیٹھا ہی اُس
عیار نے اور عیارون کو پکارا کہ یارو جلد آؤ یہ پڑا تا کہ وہ امیر کے پنجرے پر بیٹھا ہوا ہی بمجرد اس آواز کے
سب عیار ننگے پاؤن دوڑے اور کہتے تھے ہان لینا پکڑنا زندہ جانے نہ پاے عمرو نے جو دیکھا کہ مقدمہ
خراب ہوا جلدی اپنی زنبیل مین سے ایک مشک عیاری نکال کر اُسکو خوب پھونکا کہ وہ پھول گئی وہ لوگ سمجھے
کہ عمرو ہی ہتھیار لیے ہوے سب کے سب گھیر کر کھڑے ہوے اور یہان عمرو جست کرکے جانب دست چپ دیوار کے
آیا اور دیوار سے جست کرکے پہاڑ پر قدم جمائے اور نہایت جلد پھرتی کے ساتھ نیچے اُتر آیا عیارون نے یہان
مشک کے ٹکڑے ٹکڑے کیے اب جو دیکھا تو مشک تھی اُوپر دیکھتے ہین تو کوئی بھی نہین حیران ہوے وسواس
نے کہا عمرو تمکو دھوکا دے کے نکل گیا اُسکو ہرگز ہاتھ سے نہ دینا مگر گرد پہاڑ کے دو ہزار حبشیون کی پھرتی تھی
اُنھون نے دیکھا کہ ایک سیاہ پوش پہاڑ سے نیچے اُترا ہی اور اوپر پہاڑ کے غل ہو رہا ہی ابھی عمرو بیٹھا تھا
اُسنے جانا کہ عمرو یہی گھوڑا سمجھ گیا اور عمرو کو آواز دی عمرو نے کہا بیا بیا دیکھون مین کہ کہان سے
تو آتا ہی فیلاس حبشی نے مع چار ہزار حبشیون کے عمرو کا پیچھا کیا یہ تو اسطرف جاتے ہین اور یہان کا
حال سنیے کہ ادھر سے شاپور جاتا تھا اور اُدھر سے بلاشور آتا تھا جبکہ ان دونون عیارون کا مقابلہ ہوا

بلاشور بدنہاد نے پوچھا تو کون ہے شاپور نے جواب دیا کہ مین شاپور ہون قہور دیو پرور کو لایا ہون ہم
شاپور نے دریافت کیا کہ تو کون ہے اس نے جواب دیا کہ مین بلاشور ہون بدیع الزمان کو لایا
ہون بلاشور نے کہا کہ قہور کو مجھے حوالہ کر اور جانتا نہین تو مار ڈالا جائیگا شاپور گویا ہوا کہ تشتارہ
بدیع کو میرے حوالہ کر ورنہ آج تجھے زندہ نہ چھوڑونگا جب بہت رد و بدل ہوئی دونون نے اپنے ہتیارے
پکڑ کر تلوار میان سے لی باہم جنگ ہونے لگی دو طبلین گتھی ہوئی تھین اور تیغے کے ہاتھ چل رہے
تھے کبھی اِسنے تیغہ مارا اُس نے خالی دیا کبھی اُس نے تلوار لگائی اس نے گردن بچائی غرض کہ جہان پر
حفاظت امیر کے لیے طلایہ پھر رہا تھا دونون لڑتے بھڑتے قریب اس مقام کے آئے قیلاس نے
دیکھا کہ دو عیار آپس مین لڑ رہے ہین اس نے آواز دی کہ تم کون ہو بلاشور نے قیلاس سے کہا کہ مین
بدیع الزمان کو بیہوش کر کے لایا ہون اور یہ شاپور پسر عمرو ہے قہور دیو پرور کو لایا ہے مین
چاہتا ہون کہ قہور اور بدیع الزمان دونون کو لشکر مین لے جاؤن اور شاپور چاہتا ہے کہ
مجکو قتل کر کے دونون کو لے جائے اس اثنا مین عمرو کو بلاشور نے آواز دی اور کہا کہ اے قیلاس
عمرو کو مین قتل کرتا ہون اور تو اس کو قتل کر قیلاس بحکم بلاشور کا سنکے آیا عمرو یہ حال دیکھ کے
دوڑا بلاشور اور عمرو دونون مین جنگ ہونے لگی اور قیلاس نے اپنے سوارون سے شاپور کو گھیر لیا
شاپور بفوج کفار سے جنگ کرتے کرتے تشتارہ قہور کو سرکا کے قریب تشتارہ بدیع الزمان کے لایا اور
گرد دونون تشتارون کے خود پھرتا تھا جو کافر تشتارہ کے پاس آتا تھا ایسی تلوار مارتا تھا کہ بیکار جاتا
تھا اسی طرح دو تین گھڑی مین بارہ کافر واصل جہنم کیے لیکن چار ہزار عیار مار پیٹ کرتے تھے لشکر
اسلام متصل تھا اور طلایہ دار کرب دلاور تھا جب اُس نے یہ دار و بیداد سنی اندلس کو کہا کہ خبر لا اندلس
نے جلد اپنے تئین وہان پہونچایا اور قندیل عیاری روشن کر کے شاپور کو دیکھا بعجلت تمام جاکے کرب
کو خبر دی کہ شاپور پہ چار ہزار حبشیون نے نرغہ کیا ہے کرب تین ہزار سوارون سے آپہونچا اور ایک
چیخ اس زور شور سے قیلاس پر ماری کہ یہ گھبرا گیا بلاشور نے دیکھا کہ کرب آ گیا ہے چاہتا تھا کہ جست
کرے کہ عمرو نے کمند آصفی ماری بلاشور دونون ہاتھ برابر کان کے لایا اور دونون ہاتھون سے حلقہ
کمند کا کھولا اور تمام جسم باہر نکالا مگر پاؤن کمند مین رہگئے عمرو چاہتا تھا کہ جھٹکا دے بلاشور نے
خنجر عمرو کے ہاتھ پر مارا عمرو نے کمند کو چھوڑ دیا اور جھکائی دی اگر یہ نکرتا تو ہاتھ عمرو کا کٹ گیا ہوتا
بلاشور مع کمند کے بھاگا عمرو نے تعاقب کیا بلاشور بھاگتے بھاگتے قریب دریا کے پہونچا اور اپنے تئین
دریا مین گرا دیا اور ایسا غوطہ مارا کہ مع کمند آصفی کے غائب ہو گیا لیکن قیلاس نے کرب پر حملہ کیا کرب نے
اسکی ضرب بچا کے ایسا ایک تیغہ مارا کہ دو ٹکڑے کیے قزاق زنگیون پر ٹوٹ پڑے اور چار گھڑی
مین سب کو مار گرا دیا تشتارہ بدیع الزمان کو جہدپوش نے اٹھا لیا اور تشتارہ قہور کو شاپور نے اٹھایا
کرب نے مردانگی شاپور کی نہایت تعریف کی اور دونون تشتارہ ہمراہ لیے ہوے اپنی بارگاہ مین
داخل ہوے کہ اس اثنا مین نورالدہر نے سنا کہ خسرو چالیس عیارون سمیت مار ڈالا گیا
نورالدہر گھوڑے پر سوار ہو کر خود آئے کہ جا کر حال دریافت کرین شبرنگ نے عرض کیا کہ تشتارہ
بدیع الزمان و تشتارۂ قہور حاضر ہین کہا کہ کس مقام پر ہین اُسنے کہا کہ کرب کے مکان مین نورالدہر

جو کچھ تمھارے دل مین آئے اب تو مین تمھارے جال مین پھنسا ہون عمرو نے کہا کہ اے نقابدار اس نے ستر
شاگردون کو میرے قتل کیا اسکا مار ڈالنا واجب ہی اور اُس سے کمند کو میری دلوا دیجیے نقابدار نے کمند
عمرو کی اُسکے سے دلوا دی اور کہا اے بلاشور اگر تو پھر آیا تو اسقدر کفشین تیرے منھ پر مارونگا کہ دہن حلق مین
گر جائینگے خبردار اب کبھی ادھر رخ نہ کرنا بلاشور نے کہا تو یہ ہوئی اب کبھی نہ آؤنگا اسکو بھی چھوڑ دیا یہ اپنے
لشکر کی طرف بھاگا اور نقابدار مع اپنے سردارون کے داخل بارگاہ ہوا نقابدار نے کہا کہ مجھے بارگاہ لینا ہی طبل
جنگی بجاؤ لشکر مین طبل رزمی نوازش مین آیا ادھر لشکر اسلام مین بھی کوس حربی پر چوب پڑی رات بھر سامان
جنگ کی تیاری رہی جبکہ نقابدار سیہ پوش شب نے مع ہمراہیان ثوابت وسیار خیمہ گاہ افلاک سے بنا تھا نہ
مغرب کی راہ لی اور یکہ تاز چرخ چہارم نیزہ خطوط شعاعی لیکر بارگاہ شرق سے نمودار ہوا دونون لشکر میدان نبرد
مین آئے نقابدار نے پشت بجانب لشکر کفار کی اور مسلمانون کو آواز دی کہ اے فرقہ خداپرستان و اے زبردستان
تم مین سے جو آمادہ قضا و بہانہ مرگ ہو وہ میرے مقابلہ کو آئے ملک شیرکش بن ملک جہرش نے مقابلہ
نقابدار کا کیا نقابدار نے حملہ اُس کا رد کر کے ایک طمانچہ ایسا مارا کہ وہ تیورا کر زمین پر گرا اُسکو قید کر کے
بھیجدیا پھر ہیبت دی کہ اور جسے دعوی بہادری ہو اور جان جنگی دو بھر ہو وہ آکر مجھسے ہم نبرد ہو چنانچہ
سعد جرگہ نشین و سعید جرگہ نشین و رستم و خسرو دین گنجاب نے یکے بعد دیگرے آکر مقابلہ کیا اور نقابدار
کے ہاتھ سے زخمی ہوکر قید ہوئے پھر عطو صفا لشکر سے نکلا اور ہم نبرد ہوا بعد رد و بدل فنون سپاہ گری
کشتی شروع ہوئی دو شبانہ روز کشتی ہوا کی آخر الامر نقابدار کشتی مین غالب رہا اور طبل بازگشت بجوا کر اپنی بارگاہ
کی طرف پھر گیا اور نقا کی طرف مخاطب ہو کر کہتا گیا کہ کل تیری باری ہی تینون لشکر اپنی فرودگاہ پر چلے
نقابدار نے اپنے آدمیون سے کہا کہ جن سردارون کو مین نے قید کیا ہی سب کو نظربند کر کے نگاہ رکھو اور
وحش بچھونے سب کو بچھاؤ طعام و شراب اور سب طرح کی نعمتین اُنکو کھلاؤ کہ کسی کو تکلیف نہو اور کوئی اپنے
دلمین آزردہ نہو جب کہ رات ہوئی پھر طبل جنگ بجوایا یہ خبر زمرد شاہ کو پہنچی بختیارک اور قہور نے
کہا کہ تو کیون رنجیدہ ہی تو بھی خوش ہوکر طبل جنگ بجوا غرضکہ شب بھر طرفین مین تیاری اسباب حرب و
ضرب ہوا کی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے نقابدار نے نکل کر مبارز طلبی کی جو مقابلے کے لیے نکلا نقابدار
کے ہاتھ سے زخمی ہوا چنانچہ بدر رعد مقابلہ کر کے زخمی ہوا اور پھر گیا بختیارک نے کہا اے بدر تجکو مین جا دو
خفتان مرنج نے جو بسکل بنوا دی تھی اُسکو اپنے پاس رکھ کر حربہ ہر شکرے بدر نے بجبر کے اُسکو اپنے پاس رکھا مگر
شہربانو نے جو مقابلہ مین مرنج کے بسکل بنوائی تھی اُسنے اپنے پاس رکھی تھی تے مین پھر طبل جنگ بجا اور دونون
لشکر وارد دشت قتال ہوئے نقابدار اپنی فوج سے نکلا اور شہربانو نے لشکر سے آخرکار ایسی جنگ و پیکار
دونون لشکرون مین ہوئی کہ زمین و آسمان گرد و غبار سے تیرہ و تار ہو گیا یکا یک شہربانو نقابدار کے
ہاتھ سے زخمی ہوئی وقت بھاگنے کے نقابدار نے چو تیر شہربانو کے ایک زخم لگایا ایک مرتبہ باجے فتح
کے بجے لقا نے بلاشور کو بلایا اور اپنی زبان کفر ترجمان سے بیان کیا کہ او نابکار جلد جا اور نقابدار کو لا
بلاشور نے عرض کی اُسنے مجھ سے نہ آنے کا عہد لیا ہی زمرد شاہ نے کہا کہ اگر نجائیگا تو مین تجکو کندہ دوزخ
بناؤنگا بلاشور نے دست بستہ سر جھکا کر کہا بہت خوب غلام جاتا ہے یہ کہکے اسیوقت سے سامان جانیکا شروع
کیا جبکہ نصف شب گذری پوشاک شہر دی جسم پر آراستہ کر کے جانب لقا بدار روانہ ہوا رات بھر بہت پھرا کیا

مگر راہ بھول گیا جب مایوس ہوا چاہتا تھا پھر آوے کہ ایک عیار سے ملاقات ہوئی بلاشور نے پوچھا تو
کون ہے اُسنے جواب میں کہا بندہ الماس آپکا شاگرد ہے یہ کہہ اور کہکے استادہ ہوا اور پوچھا کہ آپ کس فکر
میں ہیں بلاشور نے کہا کسی طرح میری ہو سکے نقابدار تک نہیں ہو سکتی اور یکو قابو میرا نہیں چلتا اور تمام حال بیان
کیا کہ نقا نے اسطرح کا حکم دیا ہے اسمین اس سے بھی ضرور ہے الماس نے کہا کیا غم ہے آپ کچھ اندیشہ نہ کیجے بلاشور نے کہا
ہر تنہا ہون تو نے کہا تھا کہ میں جا کے چالیس شاگردون کو لاتا ہون چنانچہ الماس گیا کہ چار شاگردون کو دادے
یہان بلاشور زیر درخت بیٹھ گیا اتفاقاً شیرنگ جو لشکر کفار میں بھر جاسوسی گیا تھا اسی طرف آ نکلا دیکھا کہ بلاشور
درخت کے نیچے بیٹھا ہوا ہے فکر کی کہ کمند ماروں مگر اتنی جرأت نہوئی دل میں اپنے خیال کیا کہ عمرو کو خبر کرے چنانچہ
شیرنگ نے بعجلت تمام عمرو سے آ کر خبر کی عمرو و شاپور و فتلج و شیرنگ چالاک پھر دو میں کئی عیاروں کو
اپنے ہمراہ لیکے اس درخت کے پاس آئے بلاشور نے دیکھا کہ عیار آتے ہیں یہ بھی خوب مستعد ہوا کمر باندھ کر مستعد ہوا
کہ اُسی ہنگام میں چالیس شاگرد بلاشور کے بھی آپہونچے اب دونوں طرف پورا پورا سامان جنگ ہوگیا دونوں جانب
صفین فوج نصرت موج کی آراستہ و پیراستہ ہوئیں اور نعرہ قلب و قال بسیار کے تیرے بدل بدل کے آگے پیچھے ہٹنے
پیچھے چلنے لگے کہ دفعۃً اُس جنگ و پیکار میں ایک سپاہی جرار نے ایک حقہ آتشبازی بلاشور کے بند پاؤں اٹھی کہ بند
بلاشور کو بھی یاد آگیا مگر یہ بلاشور ہی تھا ہر چند اس نے پھرتی سے بہت جلد اسکو بچایا مگر پھر بھی اسکا شعلہ
بلاشور کے منہ تک پہونچا کہ پوست جل گیا پھر تو اُسنے بھی جھلا کے ایسی کارزاری کہ باقی عیاروں کے منہ پھٹ گئے اور سب
عیار بھاگ کھڑے ہوئے الماس نے کہا کہ استاد آؤ اب اپنے لشکر میں چلیں بلاشور نے کہا کہ میں جس کام کو آیا ہوں جب تک
اُس کام کو نہ کر لونگا تب تک واپس نجاؤنگا یہ کہا اور نیچے اُس درخت کے نقب کھودنا شروع کی کہ زمین خیمہ نقابدار میں
نکلی المختصر کمند ہاتھ میں لیے ہوئے پہونچا اُس مقام پر جہاں قالین کا بچھا ہوا تھا اسپر ٹھوکری ماری آواز آئی نقابدار
سوتا تھا اُسکی آنکھ اس آواز سے کھلی دیکھا خنجر زمین سے باہر نکلا ہے معلوم ہوا کہ کوئی عیار ہے نقابدار کمند
ہاتھ میں لیے ہوئے ٹہلا کیا بلاشور قالین ہٹا کے باہر نکلا جیسے ہاتھ دکھائی دیا پھر گردن نظر پڑی نقابدار نے
کمند کا پھندا اسکی گردن میں ڈال کے اور کھینچ لیا اور ستون میں باندھ دیا اُس طرف سے عیار نقابدار کا
لشکر کفار سے آتا تھا دیکھا کسی نے سرنگ لگائی ہے شاگرد بلاشور کے سرنگ میں تھے عیار نقابدار نے چند حقے
بارود کے نکال کر سرنگ میں ڈالے اور آگ لگا دی سب کو اسنے جلا دیا اسطرف نقابدار نے آواز دی کہ ارے کرسی لا
نقابدار سنتے ہی دوڑ آئے نقابدار کے آباد کیا کہ عجب ماجرا ہے نقابدار نے بلاشور سے پوچھا کہ تو کون ہے بلاشور
نے کہا کہ میں بلاشور ہون نقابدار نے کہا کہ میں نے تجھے اقرار لیا تھا کہ خود میرے لشکر کیطرف رخ نکرنا پھر
تو نے وعدے کے خلاف کیوں ایسی حرکت کی اسنے کہا تقصیر ہوئی نقابدار نے زنبور منگوایا اور چاروں دانت اُسکے زنبور سے
توڑ دیے اور کہا کہ اگر پھر آئیگا تو ابکی تجھے زندہ نہ چھوڑونگا بلاشور جلدی سے اٹھا اور نقب کیطرف آ کے
دیکھا کہ چالیس شاگرد مع الماس کے نقب میں جل گئے ہیں بلاشور نے خاک اپنے سر پر ڈالی زمرد شاہ کے
پاس آیا اور کل واقعہ بیان کر کے کہا کہ ایسا تھا ایسا مقصد ہے زمرد شاہ نے کہا کہ خاطر جمع رکھو دو روز کے
بعد تیرے دانتوں کو بنا دونگا بلاشور نے کہا کہ عمرو نے میرا منہ بھی جلا دیا اور میری ہلاکت میں کچھ باقی نہ رکھا تھا
مگر حضور کے اقبال سے بچ گیا خیر جب تک دانت نہ بنیں میں اچھا ہو لوں تب تک میں زیر عتاب میں لیٹے رہونگا اور اپنے
علاج و معالجہ میں مصروف ہونگا زمرد شاہ نے کہا بہتر ہے تو اسطرف کو روانہ ہو لیکن یہاں نقابدار نے کہا

اگر زمرد شاہ نے عیار کو میرے چرانے کے واسطے بھیجا تھا بہتر ہے کہ طبل کارزار بجوا کر پہلے کام زمرد شاہ کا تمام
کیا جائے یہ کہکر نقابدار نے طبل کارزار بجانے کا حکم دیا لشکر کفار میں خبر پہونچی بدر نے نقاب سے کہا کہ اب بہ انعم
اچھا ہو گیا ہے میرے نام پر طبل رزم بجایا جائے چنانچہ یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا رات بھر تینوں لشکروں
میں آلات حرب وضرب کی درستی ہوا کی جبکہ شاہ خاور چشمہ مشرق سے نمودار ہوا صبح کو تینوں لشکر میدان میں
آکر صف کشیدہ ہوئے نقابدار نے میدان میں آکر لشکر کفار کیجانب مخاطب ہو کے نعرہ کیا کہ اے کافران بجادہ ہو
نابکاران بیدین تاتم میں سے جسے تمنائے مرگ ہو میرے مقابلہ کے لیے نکلے بدر جرار ای صف لشکر سے نکلا اور نقابدار پر
حملہ آور ہوا تین حملے نقابدار پر کیے نقابدار نے اُن حملوں کو رد کر کے عمود مارا کہ شانہ بدر کا جھول گیا اور بیہوش
ہو کر گرا بعد ازان مہلیل دراز رکاب نکلا اور نقابدار سے مقابلہ کیا بعد چند حملوں کے یہ بھی زخمی ہوا مقبل
کرگدن سوار نے اپنے گینڈے کو بڑھا کے نقابدار کا مقابلہ کیا بعد زد و خورد یہ بھی نقابدار کے ہاتھ سے زخمی
ہو کر پسپ ہوا غرضکہ دوپہر تک بہت سے پہلوان نامی و گرامی دست نقابدار سے زخم رسیدہ ہوئے زمرد شاہ
نے دیکھا کہ لڑائی کا رنگ بیطور ہے جھٹ پٹ طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا ہر ایک سردار اپنے اپنے لشکر میں جا کر
آرام پذیر ہوئے وقت شب قہمور بارگاہ جمشید میں بیٹھا تھا کہ اسنے حکم دیا کہ ہان ڈنکہ پر چوب پڑے کہ
نور الدہر نے مجھسے دعوی بہادری کی کل میرا اُسکا مقابلہ ہوگا یہ خبر نور الدہر کو پہونچی انھوں نے بھی فرمایا کہ
ہمارے نام پر ڈنکہ بجے ہرکارے خبر لیکر زمرد شاہ کے پاس گئے کہ قہمور نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے اسکا
ارادہ ہے کہ نور الدہر سے مقابلہ و مجادلہ کرے زمرد شاہ نے بھی اپنے یہاں کوس رزم بجنے کا حکم دیا رات بھری
مختصر رہا جبکہ صبح طالع ہوئی اور تینوں لشکر میدان میں آئے قہمور نور الدہر کو دیکھ کر جلگیا اور دلمیں خیال
کیا کہ اسنے میرے چچا کو زیر کر کے قید کیا ہے تو بھی اسے گرفتار کرو ورنہ یہ کام ابتر کرے گا نقابدار ابھی باہر نہیں نکلا تھا
کہ قہمور گھوڑے کو مہمیز کر کے میدان میں آیا اور نور الدہر کو آواز دی نور الدہر نے اپنے تیغی جمل برق کے
ہو نچایا کر لا کیا ضرب یکتا ہے سب بیار انجہ واری زمردی نشان ٭ کمان کیانی و گرز گران ٭ قہمور نے کہا کہ تو
تجدا بجنگ کر نور الدہر نے کہا کہ میں نے پہلے طبل جنگی نقابدار کے نام بجایا تھا خیر اب تو آیا ہے تو بچی رہو ورنہ
جا اپنے لشکر میں چلا جا قہمور نے گرز اکسو چالیس من کا نور الدہر پر پھینکا یا نور الدہر نے بجاہ کی دار خالی دیا القصہ
بعد عمود بازی و نیزہ بازی و تیغ زنی کے دونوں واسطے کشتی کے آمادہ ہوئے ایکدن و رات گاؤ زوری
اور داؤ پیچ ہوا کیے یہاں تک کہ دونوں پہلوانوں پر یاس نے غلبہ کیا دونوں برابر ہے لڑنے سے ہاتھ
اٹھایا اب طبل بار بار چھوٹنے اور پھر جانے کا ہوا مگر نور الدہر کے بدن سے خون جاری ہوا اور زرہ پارہ
پارہ ہو گئی اسوجہ سے کہ قہمور کو دیوزادوں نے پرورش کیا ہے ناخن قہمور کے دراز ہیں نور الدہر کے بدن
ناخن اسکے پڑے تھے کہ تمام جسم فگار ہو گیا تھا تمام سردار نور الدہر کی عیادت کے لیے جمع ہوئے تھے نقابدار
نے اپنے عیار کو طلب کیا اور کہا کہ بہت جلد نور الدہر کے پاس جاؤ اور میری جانب سے بہت بہت
مزاج پرسی کرنا عیار نے بموجب ارشاد پاس نور الدہر کے جا کر کہا کہ مجکو نقابدار نے آپکے پاس بھیجا ہے کہ
میری جانب سے خیر و عافیت پوچھنا نور الدہر نے کہا کہ میں خیریت سے ہوں میری طرف سے نقابدار کو
دعا کہدینا اور کہنا کہ خیریت ہے آپ نے مجھے سرفراز کیے تو آپکا گھر ہے عیار چاہتا تھا کہ رخصت ہو ویسے ہی اسد نے بلایا کہا
میرے پاس آ جب عیار قریب آیا اسد نے کہا کہ صاحب مسخو عیار نے اپنے دلمیں کہا کہ یہ بھی عجیب شخص ہے کہ آپ ہی

بلاتا ہو اور آپ ہی کہتا ہی مصاحبت ہو اسکی بات کا کچھ اعتبار نہین گانے جھنجھٹ وگا ہے جان لیکن اسد
نے کہا کہ جگر گوشہ میر انقابدار کی قید مین ہی اور نقابدار نے خبر خیریت نور الدہر کے لیے بھیجا اور ہم نے
ایسی خطا کی ہی یہ بھی کوئی مروت وانسانیت ہی عیار نے کہا کہ شہزادہ غضنفر وغیرہ نظر بند مین آپ کچھ اندیشہ
نہ کیجیے کھانا پینا شراب وکباب ناچ رنگ سب سامان عیش انکے لیے مہیا ہین آپ خاطر جمع رکھین اسد نے
کہا بس یہی دریافت کرنا تھا ہماری خبر بھی پہونچا دینا غرض کہ عیار وہان سے رخصت ہو کر اپنے لشکر مین آیا
سب کیفیت نقابدار سے بیان کی عمرو بھی اس مقام پر بیٹھا تھا کہا آہ کسی نے خبر پسر کی پوچھی تھی کسی نے احوال
برادر کا دریافت کیا تھا دیکھا تو بیا شور بھی بیٹھا ہی مگر کچھ قابو نہ پایا شاپور نے اپنے دل مین کہا کہ خالی کیون جاؤن یہ
تصور کرکے لشکر کفار مین آیا جمشید کو بیہوش کرکے باندھا عمرو نے بھی یہی خیال کیا اور اپنے جال مختیارک کو
بیہوشی دیکر باندھ لیا راہ مین عمرو وشاپور سے ملاقات ہوئی عمرو نے شاپور سے پوچھا کہ تیری پشت پر کیا ہی
اس نے کہا کہ جمشید کو لایا ہون عمرو نے کہا تو نے خوب کام کیا مین مختیارک کو لایا ہون چنانچہ عمرو اپنے
خیمہ مین آیا اور مختیارک کو فتیلہ رفع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا اور کہا کہ اے نالایق تیری ہی بدولت سے کیمر کو
عقابین پر کھینچا ہی مختیارک منکر ہوا مگر عمرو نے کچھ خیال نہ کیا مختیارک اور جمشید دونون کو طوق وزنجیر
آہنی مین مسلسل کرکے عقابین پر کھینچ دیا جبکہ عیار شب نے کمند کہکشان سے شاطر ماہ کو مع ستارگان انجم
گرفتار کر کے عقابین فلک پر کھینچا اور ترک خاور نقاب خطوط شعاعی منھ پر ڈالے ہوئے برج چہارم سے نمایان
ہوا یعنی صبح ہوئی زمرد شاہ کو خبر پہونچی کہ جمشید ومختیارک کو مسلمانون نے عقابین پر کھینچا ہی قہمور یہ سنکر
غضب مین آیا اسی وقت ڈنکہ کوچ کا بجوا کر سوار ہوا جاسوسان لشکر اسلام نے یہ خبر بادشاہ عالیجاہ کو پہونچائی
کہ قہمور بہ تہیہ جنگ سوار ہو کر مع لشکر آتا ہی نقابدار کے عیار بھی ہمراہ رکاب حاضر تھے انھون نے مفصل خبر
نقابدار کی خدمت مین جاکر عرض کی نقابدار نے کہا کہ دیکھو تو صاحبقران ایسے مرد غازی علی سبیل التشہیر
کو عقابین پر کھینچا ہی تو جمشید وشیطان اگر عقابین پر کھینچے گئے تو کیا ہوا غرض نصف لشکر مسلمانون کا
میدان مین آیا تھا کہ نقابدار مسلح ومکمل ہو کر سوار ہوا اور مثل برق جہندہ کے اپنے تئین عرصہ نبرد مین
پہونچایا قہمور کو پکار کے نعرہ کیا اور تلوار کھینچ کے آمادۂ جنگ ہو گیا قہمور نے تیغہ مارا کہ سپر نقابدار کی
کٹ گئی اور سر پر چھون تک اتر آیا نقابدار نے دستانہ مارا وہ بھی قلم ہوا مگر نقابدار نے ایک تیر قہمور
پر ایسا مارا کہ بازو میں اسکے بیٹھا قریب تھا کہ جنگ مغلوبہ واقع ہو زمرد شاہ نے جب دیکھا کہ خوب زور شور
کی لڑائی ہو رہی ہی فکر کرنے لگا کہ اب کیا کرنا مناسب ہی فوراً اسکے ذہن مین آیا کہ طبل موقوفی جنگ کا
بجایا جائے چنانچہ طبل بازگشت بجا اہل لشکر نے اپنی اپنی جانب مراجعت کی نقابدار نے اپنے عیار سے
کہا کہ معلوم ہوتا ہی تیغہ قضا کا میرے سر پر پڑا مناسب خیال کیا جاتا ہی کہ اپنے وطن جاؤن جب زخم
اچھا ہو جائے گا پھر چلا آؤنگا عیار نے کہا کہ بہت بہتر ہی یہ امر قرین مصلحت معلوم ہوتا ہی نقابدار نے
کوچ کیا اسد نے سنا کہ نقابدار کوچ کرتا ہی اور مسلمانون کی قید کو ہمراہ لیے جاتا ہی انھون نے کسی سے
کچھ کہا نہ سنا گھوڑے پہ سوار ہو کر جس راہ سے کہ نقابدار جاتا تھا اسی راہ مین یہ بھی پہونچے اور جا کر سلام
کیا نقابدار نے جواب سلام دیا اسد نے کہا اے نقابدار تو کیا خوب بہادر اور منچلا ہی اور تلوار سر پر کھائی ہی
مگر ان مسلمانون کو جو تیری قید مین ہین کس واسطے اپنے ساتھ لیے جاتا ہی اور انکے ساتھ کیا کریگا جیسے کہتے جاؤ

کہ مین بھی اس بار سے آگاہ ہو جاؤن نقابدار نے کہا کہ مین نے سوچا تھا ان قیدیون کو منزل بمنزل اچھی طرح
سے با آرام تمام لیجاؤن اور چند روز اپنے لشکر مین ٹھہرا کر پھر بھیجدون مگر خوب ہوا کہ تم آگئے اب اپنے ہمراہ
انکو لیتے جاؤ یہ کہکر قیدیون کو اسد کے حوالے کیا اور خود اپنی منزل مقصود کی جانب روانہ ہوا اسد بھی
اپنے فرزند غضنفر اور دیگر سرداران نامور کو ہمراہ لیکر اپنے لشکر مین آیا یہان زمرد شاہ نے بلاشور کو بلایا
اور کہا کہ جس طرح بنے ممکن ہو سکے جمشید کی رہائی کی کچھ فکر کر اس نے کہا بہت خوب یہ کہکر روانہ ہوا
سرنگ کھودنا شروع کی سر نقب کا اُس خیمہ تک پہونچایا جہان کہ دیو تیز تگ مقید تھا نقب سے نکل کر
اسکے قید بند تگ کو کاٹا اور اُس سے کہا کہ اب جلد چل اور پردہ اٹھا کے جمشید و بختیارک کو لیجا اور خود خیمہ
زندان سے نکل کر نقب کے پاس آیا طاہر بن قہرمان نے کہا کہ تو کون ہے اُسنے کہا کہ مین بلاشور ہون طاہر
اُسوقت بے سلاح تھا بلاشور نے نیمچے سے طاہر زندان بان کو قتل کیا اور ایک چیخ عیارون بسیاری کہ ہم بلاشور جو
عیار کہ گرد عقاب مین بیٹھے تھے دوڑے مگر بلاشور اپنے تئین سرنگ مین ڈال کے باہر نکلگیا اور تیز تگ دیو
پرواز کر کے قفس جمشید و بختیارک کو بالاے چوب سے اٹھا کر لے گیا ایک غلغلہ بلند ہوا کہ تیز تگ دیو
قید سے چھوٹ کر جمشید و بختیارک کو لیگیا یہ خبر بادشاہ کو پہونچی بدیع الزمان نے پوچھا کہ طلایہ کسکا تھا لوگون
نے کہا کہ ایرج کا بدیع الزمان نے تبسم کیا ایرج نے سنا کہ بدیع الزمان نے تبسم خندہ کیا چنانچہ ایرج قاسم کے
پاس گیا اور کہا کہ اے پدر بزرگوار جمشید کو دیو ہوا پر لے گیا اور بدیع نے اس بات پر ہنسی کی کہ طلایہ ایرج کا تھا
پس مین حضور سے رخصت ہوتا ہون اور جا کر بارگاہ زمرد شاہ تمام کفار مین سے جمشید کو لاتا ہون ایرج
نے قاسم سے یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہو کے تن تنہا لشکر کفار کی راہ لی قاسم بھی سوار ہوا اور عقب سے ایرج کے روانہ
ہوا مالک وغیرہ تمام دست چپی مسلح و مکمل تیار ہو کے آراستہ و پیراستہ ہو کے چلے بدیع الزمان نے سنا اپنے دل مین کہا
کہ اگرچہ ایرج بارگاہ سے جمشید کو لے آیا تو مجکو طعنہ زنی کریگا پس وہ جمشید کو لاوے اور مین جا کر امیر کو رہا
کرتا ہون چنانچہ بدیع یہ قصد کر کے بجالا کی تمام مقراض کوہ کی طرف روانہ ہوا بادشاہ نے یہ سُن کے
غصہ کیا کہ مجھسے نہ پوچھا آپ ہی آپ چلے گئے لیکن ایرج نے اپنے تئین بارگاہ زمرد مین پہونچایا اور چوبدار کو
مار کر اندر داخل ہوا اور بطریق اہل اسلام جا کر سلام کہ ایسی نے جواب سلام نہ دیا ایرج بلاشور کی جانب
متوجہ ہوا یہ خیال کر کے کہ اگر یہ تیز تگ کو رہا نہ کرتا تو وہ کیونکر چھوٹ جاتا اول اسی کو مار ڈالنا چاہیے
یہ تصور کر کے بلاشور کی طرف چلا بلاشور نے دیکھا کہ ایرج میری طرف آتا ہے اپنے تئین جلدی سے دنگل
الوند کوہ پیکر کے پیچھے چھپا دیا ایرج برابر الوند کے آیا اور کہا کہ بلاشور کو میرے حوالے کر کوہ پیکر غصہ
مین آیا اور تیغ ایرج کے مارا ایرج نے تیغ اسکا رد کر کے کمر کوہ پیکر کی پکڑی اور زمین پر دے پٹکا
اور ٹانگین پکڑ کے چیر ڈالا بلاشور نے جو یہ دیکھا کہ ایرج اسطرف مصروف ہے یہ موقع پا کے وہ تو بھاگا
لیکن ایرج وہان سے جست کر کے برابر تخت جمشید کے آیا اور جمشید کو ہاتھ پکڑ کے اٹھا لیا اور
گھوڑے پر سوار ہوا زمرد نے اپنے آدمیون کو آواز دی کہ گھیر لاؤ یہ سنتے کے ساتھ ہی تمام کافر ایرج پر
دوڑ پڑے جو شخص برابر ایرج کے آتا تھا تلوار ایرج پر لگاتا تھا ایرج جمشید کو بجاے پناہ کے
لیتا تھا وہ مارنے سے باز رہتا تھا کیونکہ وہ خیال کرتا تھا کہ اگر تلوار مارتا ہون تو بادشاہ مارا جاتا ہے
یہ تدبیر ایرج کو خوب پسند آئی جو شخص قریب آتا تھا ایرج اسپر ایک تلوار ایسی لگاتا تھا کہ سر اسکا

تھوڑا سا اُتر جاتا تھا کچھ لوگ لشکری زمرد شاہ کے آ پہونچے مگر آ کے وہ کر ہی کیا سکتے تھے کیونکہ جو مارنے
کا قصد کرتا تھا ایرج جمشید کو سپر بناتا تھا اس اثنا میں قمہور جو شکار کو گیا ہوا تھا اتفاقاً اسکا آنا ہو وقت
ہوا دیکھا ایرج جمشید کو لیے جاتا ہے قمہور نے مقابلہ ایرج کا کیا اور چاہا کہ تلوار ایرج پر لگائے ایرج
نے بجائے سپر کے جمشید کو آگے کر دیا قمہور نے ہاتھ کو روک لیا اور ایرج نے جو حملہ کیا قمہور نے اُس کو
سپر پر روکا اور اپنے دل میں کہا کہ خداپرست ارادہ بڑا مضبوط رکھتے ہیں پس فوج کفار نے ایرج کو گھیر لیا
تھا کہ اتنے میں قاسم نے آ کے نعرہ کیا کہ ما ہم رسیدیم اور پہونچے کارزار شروع کی اس طرف سے لقا
نے فرامرز وغیرہ کو بھیجا فرامرز خون آشام نے آ کر شمشیر زنی کرنا شروع کی خوب جنگ مغلوبہ واقع ہوئی
نور الدہر دست راست سے اور مقراض کوہ کے پہونچے اس طرف زمرد شاہ نے شیر بانو کو بھیجا جنگ
مغلوبہ ہونے لگی تمام دن گذر اگر طرفین سے کوئی جنگ سے باز نہ آیا رات بھر ہنگامہ کارزار گرم رہا غرض پھر
خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی دلاور مرگ شمشیر زن کھڑی تھی قریب تھا کہ لشکر کفار شکست کھائے کہ ایک
گرد پیدا ہوئی گرد نے مارا باد کو اور باد نے مارا گرد کو جب دامن گرد شگافتہ ہوا اُسوقت معلوم ہوا کہ
ایک لاکھ چوبیس ہزار سوار لیکر قمطوش بن القاش خون آشام آیا ہے زمرد شاہ نے طبل بازگشت
بجنے کا حکم دیا دونوں لشکر اپنے اپنے مقام پھر واپس گئے ایرج بھی مراجعت کر کے اپنے لشکر میں آیا جمشید
کو بجائے سپر ہاتھ میں لٹکائے ہوئے جب بارگاہ میں آیا زمین پر پٹکدیا اور دست بستہ سر جھکا کے عرض کی
اے جہان پناہ یہ جمشید حاضر ہے بادشاہ نے ایرج سے کہا کہ بغیر ہماری اجازت کے تم کیوں وہاں چلے
گئے ایرج نے کہا کہ مجھسے تقصیر ہوئی معاف فرمائیے بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کہ میں نے تقصیر تمہاری معاف
کی بار دگر ایسی حرکت نہ کرنا کہ بغیر حکم چلے جاؤ یہ فرما کر حکم دیا کہ جمشید کو قید کر لو لیکن لقا نے قمطوش
سے کہا کہ میں نے خداپرستوں کی موت تیرے ہاتھ سے تقدیر کی ہے قمطوش نے عرض کیا کہ پھر طبل جنگ بجنے
کا حکم دیجیے چنانچہ کوس حربی نوازش میں آیا یہ خبر بادشاہ اسلام کو پہونچی فرمایا کہ ہمارے یہاں بھی بفضل
پروردگار طبل رزم بجایا جائے پس لشکر اسلام میں بھی طبل جنگ بجا تمام رات طرفین میں تیاری سامان
جنگ ہوا کی جب کہ خورشید جہان تاب دریچۂ مشرق سے برآمد ہوا دونوں لشکر میدان میں پہونچ کر
صف آرا ہوئے قمطوش نے صف سے نکل کر نعرہ دی کہ اے گروہ خداپرستان تم میں سے جسے تمنائے مرگ ہو
وہ میدان ہو کر میرا مقابلہ کرے ادھر سے قارن بلند کمان و ورقا بے زنجیر غار مقابلہ کے لیے نکلے
اور قمطوش کے ہاتھ سے زخمی ہوئے عیاران داراب نے صف لشکر سے نکل کر مقابلہ کیا اور حملہ ہائے
مردانہ کر کے قمطوش کو پکڑ لیا اور تخت بادشاہ کے سامنے لا کر زمین پر دے مارا اور باندھ کر گرفتار کر لیا
زمرد شاہ نے یہ دیکھتے ہی طبل بازگشت بجوایا دونوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پھر واپس گئے بادشاہ جب بارگاہ
میں تشریف لائے فرمایا کہ قمطوش کو بھی جمشید کے ساتھ گرفتار کر کے قید کرو لیکن زمرد شاہ نے اپنی بارگاہ
میں آ کر بختیارک سے کہا کہ حمزہ کو قتل کر ڈالنا چاہیے بختیارک نے کہا کہ اگر حمزہ کو قتل کیجیے گا تو مسلمان
جمشید و قمطوش کو ہلاک کریں گے پس زمرد شاہ نے کہا کہ میں نے تقدیر کی ہے کہ پہلے جمشید و
قمطوش کو قید سے چھڑانا چاہیے بعد ازاں حمزہ کو قتل کرنیکا اختیار ہے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ بارگاہ میں ایک
شور پیدا ہوا اب جو غور سے دیکھا تو یک ایک غول سفید دروازۂ بارگاہ سے نمایاں ہوا اور آتے ہی زمرد

سجدہ کیا زمرد نے پوچھا کہ تو کہان سے آیا ہی اور کیا ارادہ رکھتا ہی غول سفید نے عرض کیا کہ خداوند مین بیابان
تنگرگ سے آیا ہون آپ کے گھر مین اور آپ کے شیطان درگاہ بختیارک کے گھر مین بھی فرزند نرینہ
پیدا ہوا ہی انکی خوشخبری سنانے آیا ہون اب یہ ارشاد ہو کہ حضور اس مولود مسعود کا کیا نام رکھین گے یہ سنکے
زمرد نے بختیارک سے کہا کہ ذرا اسکے طالع تو دیکھو بختیارک نے اسیوقت بقاعدۂ نجوم ملاحظہ کر کے عرض کیا
کہ خداوند یہ فرزند نہایت ارجمند اور نیک طالع ہی بعد آپ کے تخت خدائی پر رونق افروز ہوگا اور خدا پرست اسکے
ہاتھ سے بھاگتے راستہ نپائینگے اور یہ ان سب کو جان سے ہلاک کریگا اور آپ بعوض مسلمانون سے اچھی طرح بدلا لیگا اور نام
نامی اسم گرامی اس فرزند نیک اختر کا غول نکلتا ہی یہ سنکر زمرد شاہ نے تاج و خنجر اپنا غول سفید کو دیکر کہا کہ مین نے اس فرزند
کا لا ہوتک غول نام رکھا اور تقدیر کی کہ یہ لڑکا بعد میرے تخت خدائی پر جلوہ افروز ہوگا سفید غول نے وہ
تاج و خنجر زمرد شاہ سے لیکر ادب سے سلام کیا اور رخصت ہوا جب یہ چلا گیا تو زمرد شاہ نے بلاشور کو طلب کیا

اب دو کلمہ بلاشور کے بیان کیے جاتے ہین نظم

بزم سے آخر شب ہی سفر جام شراب
نہ چھٹے دست سبو سے کمر جام شراب
محتسب دیگا جواب اپنے ستم کا تو کیا
آ ہر کے ہو بچی ہی جو تجھ تک خبر جام شراب
بزم دشمن میں ہے اب تو صوفی جگر
چشم ناسور ہوئی چشم تر جام شراب

شام غربت ہوئی ساقی ہو جام شراب
کثرت مجمع اغیار سے محروم رہا
کل جو کوثر پہ ہوا وا در جام شراب
خون سدید گا سری پاس سے کہا ہی ساقی
سر ہے اگر ہون کہان تیغ ہو جام شراب
نہیں معلوم کہا ہر داغ ہو نرگس دمن مین

مست و سرشار کو سرشار سمجھا کہا خاک
ہو بزم مینا تجھ تک گذر جام شراب
یہی ای محتسب اس لال پری کا ہو دشمن
کوئی پتھر کا نہیں ہو جگر جام شراب
ہو گلرنگ بنا ہجر مین خونناب دل
نہ تلاش اب ہوش نہ سر جام شراب

سرشاران بادۂ خوش بیانی و سیہ مستان رحیق شیرین زبانی گلرنگ سخن کو جام قرطاس مین یون نقل
مخفل کرتے ہین کہ زمرد شاہ نے بلاشور سے بلا کر کہا کہ ای بلاشور تجھے لازم اور لایق یہ ہی کہ جسطرح
ہو کے جمشید و شطوش کو لشکر امیر سے چھڑا لا بلاشور نے دست بستہ عرض کیا کہ تعمیل ارشاد مین
کوئی عذر نہین مین ابھی جاتا ہون اور اگر تدبیر بن پڑی تو لاتا ہون اپنے امکان بھر کوئی دقیقہ فرو گذاشت
نہوگا القصہ وہ دن تو جون تون کر کے کٹ گیا جب مسافر روز دن بھر کی کڑی منزل طی کر کے سرای مغرب مین فروکش
ہوا اور شب رو ماہ یاران طریق ثوابت و سیار کو ہمراہ لیکر فلک اول پر نمودار ہوا بلاشور لباس شب روی
زیب جسم کر کے اپنے لشکر سے نکلکر جانب لشکر اسلام راہی ہوا حسن اتفاق سے شاپور و شیر جنگ اور خورو ک
بن گرد خرد بھی لشکر کفار کی جانب جا رہے تھے اسے آتے دیکھ کر پہچان گئے کہ ہو نہو یہ بلاشور راہی
ہے سوچ کر آپسمین مشورہ کیا کہ آج جسطرح بنے اسکو گرفتار ہی کر لو پھر ہمکو ایسا عمدہ موقع ملنا بہت دشوار ہی
یہ صلاح کر کے داہنی جانب سے راہ کاٹ کے علاوہ دیگر بلاشور کے سامنے آگئے اور شاپور نے ایک رومال
مین ایک اشرفی اور کلچہ بیہوشی لپیٹ کے اسطرح بلاشور کے سامنے ڈالدیا کہ جیسے کسی کے ہاتھ سے بھول کر
وہان گر پڑی ہی اور وہان سے ہٹ کے ایک گوشہ مین پوشیدہ ہو رہے بلاشور نے آتے ہی اس رومال
کو اٹھا لیا کھولکر جو دیکھا تو ایک اشرفی اور ایک کلچہ اشرفی تو اٹھا کر نذر جیب کی اور کلچہ زیر بغل کیا اور
آواز دی کہ مین سمجھا کوئی عیار بھائی ہین مجھے دیکھکر کسی گوشہ مین ہو رہے ہین خیر یہ تو مین یہان سے کیا
پھر و نگا . بے آقا کی تعمیل ارشاد کو جاتا ہون جو کوئی سامنے آئے گا سمجھا جائیگا یہ کہکر وہان سے آگے بڑھا

شاپور نے کہا کہ بھی کیا بد بلا ہے کہیں چوکتا ہی نہیں یہ کہکر سب کے سب وہان سے آگے بڑھے اور داہنی جانب
سے راہ کاٹ کے سامنے جاکر کمند پھیلائے چپ رہے جیسے ہی بلاشور برابر پہونچا کچھ آہٹ سی معلوم ہوئی
وہین سے جو جست کرتا ہے تو کوئی بارہ گز کے فاصلے پر تھا اور پکارا کہ مین نے معلوم کیا کہ کسی صاحب نے کمند
پھیلائی ہے خیر اب ہم بھی دوسری راہ اختیار کرینگے یہ کہکر بائین جانب سے راہ کاٹ کے روانہ ہوا یہ سب بھی
اُس جانب سے بیشگی چھپے چھپے روانہ ہوئے اور آگے جاکر ذوالقعام طلبہ جرس زیر خاک چھپا کر بیٹھ رہا
جب بلاشور نزدیک طلبہ جرس کے پہونچا تو ہاتھ اسکا کانپ گیا کہنے لگا کہ معلوم ہوا کہ طلبہ جرس لگا دیا ہے تم چاہتے
ہو کچھ تماشہ کرو مین تمھارے فریب سے نہ ڈرونگا اور پھیر رہا ہے نہیں یہ سب عیار کہنے لگے کیا بد بلا ہے بد ذات کسی پیچ پر آتا
نہیں اسکا بچاؤ کیسے چلے ہی جاؤ جہان یہ جائے تم بھی جاؤ یہ کہکر اُسے جبادا دیکر آگے بڑھ گئے اتفاقاً وہان پر
ایک پل ملا اُن سب نے صلاح کی کہ بھی بلاشور اسی طرف سے جائیگا اسیلئے کہ اور راستہ ہی کون سا ہے یہ کہکر اُس
پل مین ایک سوراخ کر کے میان خوردک نیچے اُس پل کے اُتر گئے اور کمند کے حلقے اس سوراخ کے باہر رکھدیے
اور ایک سرا اسکا خود پکڑے رہے جیسے ہی بلاشور اُس پل کے قریب آیا پاؤن اُسکے حلقہ ہاے کمند مین اُلجھ گئے
ہر چند چاہا کہ جست کر کے نکل جائے مگر ممکن نہوا عیارون نے کمند کو کھینچ لیا اور بلاشور حلقہ ہاے کمند مین گرفتار
ہوکر گر پڑا اُسکے گرتے ہی یہ سب عیار نکل آئے اور خوردک بھی سامنے آیا بلاشور نے ایک گھونسہ خوردک کے
رسید کیا خوردک گھونسہ کھاکے بلاشور کے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی شاپور اور شبرنگ وغیرہ دوڑ پڑے اور
بلاشور کو باندھ لیا اور کھینچتے ہوئے لشکر مین لائے اتفاقاً اُسطرف سے خواجہ عمرو بھی تشریف لاتے تھے شاپور
نے خواجہ کو دیکھکر آواز دی کہ لیجیے مبارک ہو یہ میان بلاشور موجود ہین عمرو نے پوچھا کہ کیونکر یہ ہاتھ آئے بارک اللہ
کیا کار نمایان کیا ہے شاپور نے کل کیفیت من وعن بیان کی اور بارگاہ مین حاضر کیا بلاشور نے بارگاہ مین آکر
مثل کفار کے سلام کیا بادشاہ نے بلاشور سے مخاطب ہوکر کہا کہ کیون بلاشور تجکو اسدن کی خبر نہ تھی بلاشور نے
کہا اے بادشاہ بہت بلا میرا راز افشا ہوگیا ورنہ میرا تو یہ قصد تھا کہ مین مع خواجہ عمرو کل عیارون کا کام
تمام کردون ان سب کی زندگی باقی تھی کہ مین اسطرح گرفتار ہوگیا ورنہ میرے ہاتھ سے یہ لوگ کیا بچ سکتے تھے اب
بادشاہ نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ اگر مین بلاشور کو قتل کرتا ہون تو ایسا نہو کہ زمرد امیر حمزہ صاحبقران کو کوئی چشم
زخم پہونچائے بس یہ سوچکر حکم دیا کہ اس حرامزادہ مصیبت شیطان ملعون کو مع جمشید اور قمطوش کے عیار
قلعہ ذوالامان مین جاکر قمرات کے حوالہ کر آئین کہ وہ انکو نہایت حفاظت سے قید مین رکھے کہ جسوقت امیر قید
سے رہا ہونگے اسوقت ان سب کو تہ تیغ کیا جائیگا یہ حکم سنکر اسی وقت شاپور اور شبرنگ وغیرہ نے ان
تینون کو بیہوش کر کے پشتارہ باندھ کر صبح میلاد کے وقت شب لشکر سے نکلکر قلعہ ذوالامان کی راہ لی ایک
شبانہ روز مین راہ کو وہ صبح اعلیٰ کر کے قلعہ ذوالامان مین پہونچے اور تمام ماجرا حکم بادشاہ کے قمرات
سے بیان کیا اور جمشید و قمطوش و بلاشور کو قمرات کے حوالہ کردیا قمرات نے اسیوقت ان تینون مخصوصون کو
ایک آہنی گنبد مین قید کیا اور ایک دربان کو دروازہ پر مقرر کیا کہ انکی حفاظت کامل طور سے بجالائے اور
ایک وقت معین پر دروازہ کھول کے جو کی روٹیان اور ایک ایک کوزہ پانی کا دیدیا کرین ان سب کو تو
قمرات نے اس گنبد مین مقید کرایا اور یہ سب قمرات سے رخصت ہوکر عازم لشکر ہوئے ایک شبانہ روز مین
راہ دشت و جبل طے کر کے داخل لشکر ہوئے اور ادھر کا حال سنیے کہ جب بلاشور کو گئے ہوئے دو روز گذر چکے

کہ وہ واپس ہوکر نہ آیا تو زمرد شاہ کو نہایت وسوسہ پیدا ہوا اور عیار کو حکم دیا کہ جاکر خبر تو لاؤ کہ بلا شور پر کیا گذری وسواس عیار اسیوقت بحکم زمرد شاہ جانب لشکر امیر روانہ ہوا اور جاکر حال بلا شور کا تفحص ہوا اور بعد تحقیق خدمت زمرد شاہ میں جاکر گذارش کیا کہ خداوند بلا شور لشکر اسلام میں گرفتار ہو گیا جمشید و قسطوش کے ساتھ مقید ہی مگر یہ حال معلوم نہیں کہ بعد مقید ہونے کے بلا شور اور جمشید و قسطوش پر کیا گذری اور نہ یہ معلوم ہی کہ کہاں مقید ہین اور قتل کی خبر بھی نہین سنی گئی یہ حال پر ملال سنکر زمرد شاہ نہایت غمگین ہوا اور وسواس عیار اپنی جگہ پر چلا گیا بختیارک نے کہا کہ ای خداوند اگر وہ قید ہو گیا تو اسکا زندہ رہنا تعجب خیز ہی ضرور قتل ہوگا اور اگر فرض محال زندہ بھی ہو تو وہان سے رہائی پاکر آنا کجا یہ دونون امر آپ تو خلاف عقل معلوم ہوتے ہین ابھی یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک وسواس نے آکر اطلاع دی کہ یا خداوند ملک قیصر ناوک انداز سات لاکھ سوارون کی جمعیت سے آپکی اعانت کیواسطے آیا ہی یہ خبر سنکر زمرد شاہ بہت خوش ہوا اور بختیارک کو حکم دیا کہ قیصر ناوک انداز کو پیشوائی کرکے جلد لے آؤ بختیارک حسب الحکم اسیدم گیا اور پیشوائی کرکے ملک قیصر ناوک انداز کو زمرد شاہ کے سامنے لایا زمرد شاہ نے ملک قیصر سے کہا کہ ای ملک قیصر خوب ہوا کہ تم آگئے تمہارے ہاتھ سے یہ عرب خست و نابود ہو جاینگے اسلیے کہ مین نے ایک مدت ہوئی کہ ان سبکی اجل تمہارے ہاتھ پر مقرر کی ہی فقط تمہارے آنے کی دیر تھی قیصر نے کہا کہ پھر دیر کیا ہی طبل جنگ بجوایے زمرد شاہ نے اسی وقت بنام قیصر طبل بجانے کا حکم دیا

اب دو کلمہ داستان جنگ ملک قیصر ناوک انداز کے بیان کیے جاتے ہین جو کہ لقا کی اعانت کے واسطے آکر آمادہ نبرد ہوا ہی

نظم

ارمان بھرے دل کا دیون نام نکلتا
تو اے دل ناکام بڑا کام نکلتا
وہ کاش مرے قتل کو آتے مگر آتے
گر لاکھ برس ہاتھ سے یہ کام نکلتا
پیغام میں اس شوخ کو لایا مجھے لیکن
گر شعر کوئی قابل انعام نکلتا

ناکامی جاوید سے بھی کام نکلتا
وہ چپ ہی رہے ورنہ مرے ذکر عتاب
ارمان تو اب گردش ایام نکلتا
مجھ کو اسکے گلستان ترا ناوک دلدوز
خالی تری باتون سے نہین کام نکلتا

گر سلسلہ نامہ و پیغام نکلتا
تو لیف مین بھی پہلو دشنام نکلتا
فرہاد کو آتی نہ کبھی سینہ خراشی
پہلو مین اگر گوشہ آرام نکلتا
ای داغ سناتے غزل اس شوخ کو پھر بھی

صف آرایان معرکہ سخندانی و لشکر کشان میدان معانی ہمہ جلوہ عنبرین رقم کو عرصہ بیان مین یون جولان کرتے ہین کہ جب لشکر اسلام مین خبر ورود ملک قیصر ناوک انداز شہرہ ہوئی اور طبل جنگ بجنے کا حال معلوم ہوا ایمان بھی نقارہ سکندری کو رزش مین آیا بات بھر درستی اسلحہ حرب و ضرب مین بسر ہوئی دونون طرف صدائے ہوشیار باش بیدار باش بلند ہی سے

نظم

ز دو شست گردون قبار دگل
بر آورده سر تیغ با تیغ و لشت
ز ہر تیغ گوئی کہ کوہ تیغ
سپہر تیغ و رایت بہ باز افتند

شب تیرہ پہلو بہ بستر نبرد
بران تیغ گو طشت خوناب
دو لشکر نگون ہم ...

بطالع بروز ہی ستارہ نبرد
سر افگندہ تیغ گشت آفتاب
ز بسیاری از آب بیا قون

چو خورشید بر زد سر از تیغ نیل
زمین فرش فیروز چون صفحہ شست
بر آمد آواز بہ جا نیزہ و تیغ
ستبر سپر خلق رخ تن تا فتند

صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال و نقابت نقبائے بلند آواز قیصر ناوک انداز میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ ہی کوئی بہادر ایسا لشکر اسلام مین جو میرے مقابلہ پر آئے یہ نعرہ سنکے کند هور لشکر اسلام سے باہر آیا برابر قیصر کے پہونچ کر نعرہ کیا کہ او قیصر اگر تجھ مین کچھ دم دعوے ہی تو لا ضرب اپنی قیصر نے یہ سنکے ایک ہاتھ تلوار کا مانند صدید یارانند هور کے ایسا ضرب

کو خالی دیکر چلا جاتا کہ میں بھی حملہ کروں کہ یکایک دو پنجہ آسمان سے آکر گرے اور کمر بند لندھور کا پکڑ کر
ہوائے آسمان ہو گئے قیصر نے پھر نعرہ کیا کہ لندھور کو تو پنجہ لے گیا اب اگر دوسرا بہادر اسیر پنجۂ قضا
ہو تو وہ بھی میرے مقابلہ پر آئے یہ نعرہ سن کے مالک مقابل قیصر آیا اور چاہتا تھا کہ قیصر پر حملہ آور ہو کہ
دفعۃً وہی دونوں پنجہ آسمان سے گرے اور مالک کو اڑا لیگئے دن بھر یہی ہنگامہ رہا اور بہت سے سردار لشکر اسلام
کے اسیر پنجۂ قضا ہوئے قریب شام زمرد ناکام نے طبل بازگشت بجوایا اور بختیارک سے کہا کہ ای بختیارک
یہ دونوں پنجے میں نے تیار کر دیے تھے اور دیر سے بنائے ہوئے تھے غرضکہ دونوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ کو
واپس گئے اہل اسلام متفکر ہوئے کہ دیکھیے لندھور اور مالک پر کیا گذرتی ہے انکو تو اس حال میں چھوڑیے اور

دو کلمہ داستان لندھور و مالک سے ملاحظہ فرمائیے

کہ انھیں جو پنجے اٹھا لیگئے تو یہ دونوں آنکھیں بند کیے ہوئے چلے جاتے تھے کہ تھوڑی دیر کے بعد
دونوں کی آنکھ کھلی دیکھا کہ دونوں برابر ایک ہی جگہ پر بیٹھے ہوئے ہیں یہ دیکھ لندھور نے مالک
سے کہا کہ ارے ماہی خور تو کیوں میرے برابر بیٹھ گیا مالک نے لندھور سے کہا کہ اے روستائی تو کیوں
میرے برابر بیٹھ گیا اب دونوں میں مباحثہ ہونے لگا ابھی مالک اور لندھور سے یہ بحث ہو رہی تھی کہ
یکایک ایک دیو نے آکر دونوں کی آنکھوں میں سرمۂ سلیمانی کی سلائیاں لگا دیں اب جو یہ دونوں آنکھ
مل کر دیکھتے ہیں کہ ایک جانب ایک لاکھ دیو اور ایک طرف ایک لاکھ پریاں پرا باندھے ہوئے
کھڑی ہیں چونکہ سابق ازیں یہ پردہ قاف کو دیکھ چکے تھے اس سبب سے پہچان گئے کہ یہ پردہ قاف ہے
اور ایک عظیم الشان بارہ دری میں ایک تخت جواہر نگار پر آسمان پری بیٹھی ہے ان دونوں نے
اٹھ کر آسمان پری کو مودب ہو کر سلام کیا آسمان پری نے جواب سلام دیکر بیٹھنے کی اجازت دی
ان دونوں نے عرض کیا کہ آپ نے ہم دونوں کو کیوں طلب کیا ہے آسمان پری نے کہا کہ اصل حقیقت
یہ ہے کہ پردہ قاف میں ایک طلسم ہے طلسم گلزار سلیمانی اسکا نام ہے وہ نہایت ہی عظیم الشان بنا ہوا
ہے خاصیت اسکی یہ ہے کہ ایک دریا ہے اور اس دریا میں چار دیواریں ہیں اور اس چار دیواری میں
بہت بڑے بڑے بلند درخت دکھلائی دیتے ہیں اور وہ چار دیواری شکل ایک قلعہ کے ہے اور اسکے
چار برج ہیں ہزار ہزار حسینان نازنین ساز و ستار لیے بیٹھی ہیں اور ان درختان بلند کے پتے طلائی
ہیں سونے کی طرح جگ جگ کر رہے ہیں اور کنارہ دریا کے نہایت صاف و شفاف ایک چبوترہ بنا ہوا ہے
اور اس چبوترہ پر ایک تختہ سنگ سفید کا رکھا ہوا ہے اور اس پر لکھا ہوا ہے کہ کوئی شخص اس طلسم کے
توڑنے کا دعوی نہ کرے ہاں اگر زبان جانوروں کی سمجھ سکتا ہو تو اس چبوترے پر جائے پس جس وقت کہ
کوئی شکنندۂ طلسم اس چبوترہ پر جاتا ہے تو یکایک باد تند ایسی چلتی ہے کہ وہ تمام مقام معطر ہو جاتا ہے اور
وہ سب نازنین ساز بجانے لگتی ہیں اور ادھر ان نازنینوں نے بربط میں سُر سنبھالا بجایا اور ادھر درختوں
کے پتے ٹوٹ کر بشکل جانوران متشکل ہو گئے اور پرواز کرنے لگے اور ہر ایک جانور با لحان داؤدی گانے لگا
پس ان جانوروں کے گاتے ہی پانی دریا کا جوش زن ہوتا ہے اور اس پانی میں سے ایک دیو نکل کر نعرہ کرتا
ہے کہ ستم عناصر آواز سے اس دیو کی اسیوقت اس قلعہ میں ایک آگ سی لگ جاتی ہے اور دیو تھو جانے لگتا
ہے اس پتھر کی آواز سے ایک ایسی تیرگی پیدا ہو جاتی ہے کہ تمام بیابان تاریک ہو جاتا ہے بعد گھڑی کے

وہ تاریکی رفع ہو جاتی ہے اور وہ شخص جو چبوترہ پر گیا تھا وہ غائب ہو جاتا ہے بعد اسکے غائب ہونے کے دیو پکار کر کہتا ہے کہ اب تم جاؤ شکستندۂ طلسم غارت ہو گیا یہ کہکر وہ دیو اپنے تئیں حد یا میں ڈال دیتا ہے اور پھر نہیں معلوم ہوتا کہ اس شخص پر کیا گذرتی ہے تیے درختوں کے اور وہ تازنین سب بدستور ہو جاتی ہیں تو اوّ رستم زمان قریشیہ قمرزاد فرخ نژاد گوہر نژاد ملک نادوس طلسم کو توڑنے آئے تھے وہ بھی اسی طرح غائب ہو گئے جب قہقہہ حبشی نے یہ خبر سنی کہ قریشیہ طلسم میں بند ہو گئی تو وہ مجبور ہو کر یہاں آیا میں نے زیرون کو بھیج کر تم کو طلب کر لیا یہ سنکر لندھور نے کہا کہ اس طلسم کو نورالدہر توڑے گا مالک نے یہ سنکر کہا ایں ہنے دیکھیے یہ امر بجز جو اس طلسم کو ایرج توڑے گا آسمان پری نے کہا کہ خیر اس بحث سے کیا ہے جو کوئی اس طلسم کو توڑے گا وہ بعد امیر کے آصف بن برخیا کی کرسی پر جسپر اب امیر رونق افروز ہوتے ہیں متمکن ہوگا مالک نے کہا کہ ایرج ہی اس کرسی پر متمکن ہوگا لندھور نے کہا کہ واہ ہی خوب خاموش کیا بکتا ہے نورالدہر ہی توڑے گا اور اسی کرسی پر بیٹھیگا آسمان پری نے یہ مباحثہ سنکر کہا کہ ارے مباحثہ سے کیا مطلب اب دیکھا چاہیے کہ قہقہہ کیا سرانجام کرتا ہے اور نورالدہر اور ایرج میں سے کون اس طلسم کو توڑتا ہے لندھور نے کہا بہتر ہے میدان میں نکلیے اب یہاں سے آسمان پری توجہ کر کے قہقہہ کے مقابلے کو جاتی ہے ان کو تو اسی طرف جانے دیجیے

اب حال جمشید شاہ اور بلاشور اور قطوش کا گذارش کیا جاتا ہے

ممکن نہیں کہ تیری محبت کی بو نہ ہو	کافر اگر ہزار برس دلمیں تو نہ ہو	کیا لطف انتظار جو وعدہ جو نہ ہو	کس کام کا وصال اگر آرزو نہ ہو
محشر میں اور گئے لے سیہ رو نہ ہو	کہنے کی بات ہے جو کوئی گفتگو نہ ہو	قاتل اگر نہ تیغ ہو خنجر اگر نہ تیز	رگ رگ میں بیقرار ہمارا لہو نہ ہو
دلکو وصال کی ذرا قدر سو جیسے	ممکن نہیں کہ خون تمنا کی بو نہ ہو	ناز و نیاز تو جب ہو عذاب و ثواب کا	دوزخ میں یاد کش حق جنت میں تو نہ ہو
ہم بادہ نوش آن کی کمیں خشت میں	عینک ہار سامنے جام سبو نہ ہو	ایسے کہاں نصیب کہ وہ بستہ ہو بلا	ہم طور پر بھی جائیں تو کچھ گفتگو نہ ہو
عشق ان کا نے دیکھے قاتل کو بیچ خون	نازک بزبان کا کہیں ہلکا لہو نہ ہو	ہر لاگ کا مزا دل بے مدعا کا سا	تم کیا کرو کسی کی اگر آرزو نہ ہو
لے تو جلا ہو ناصح نادان یار وصل	میں شرط باندھتا ہوں جو پیمانہ بو نہ ہو	کھٹکا ہو ہوں خدا تنا سے بیقرار	ڈرتا ہوں دل سے بھی کہیں کہ دشمن نہ ہو
اس فکر میں یہ ہنسنے ہم بات کر کے	یہ گفتگو نہ کہیں وہ گفتگو نہ ہو	جا کر دل رقیب کی جستجو کیجے	پہلے یہ دیکھ لیجیے پیمانہ رفو نہ ہو
یہ ذکر بھی نہ تھا کسی سے ج	زاہد شکستہ توبہ شکست سبو نہ ہو	ہر دم انشا کہ بمنید کیا کرن	پوری جو نام اور تری آرزو نہ ہو

محبوسان زندان محن و اسیران محبس قصہ ہائے کہن قیدی مضمون کو رہائی فکر سے دلا کر کے لیل عرصۂ شہود میں لاتے ہیں کہ قزاقت نے جس شخص کو جمشید اور قطوش و بلاشور پر مقرر کیا وہ شخص موافق حکم کے ایک ایک کوزۂ آب اور نان جو ان دروازہ کھولکر دیدیا کرتا تھا مگر اندر گنبد کے نہ جاتا تھا بلاشور ہر روز دروازہ پر جا کے سو جھی لے لیا کرتا تھا حسب معمول بعد چند روز کے جو ایک دن وہ دربان آیا اور اُسنے دروازہ کھولکر کہا کہ یہ روٹی لیلو تو بلاشور نے اسکے جواب میں کہا کہ اے شخص اب ہم میں اُٹھنے کی طاقت نہیں ہے تو ہی آگے بڑھ کے دیدے یہ سنکر وہ شخص گنبد کے اندر آیا بلاشور نے کہا کہ رکھدے جیسے ہی وہ دربان روٹی رکھنے کو جھکا ویسے ہی بلاشور نے گردن اُسکی پکڑ کے اس زور سے مروڑی کہ کام اُس کا تمام ہو گیا اور خنجر جو اسکی کمر میں تھا وہ لیکر زمین میں توپ دیا اور فریاد کرنا شروع کی کہ اے مسلمانو دوڑو آج جو یہ دربان روٹی دینے آیا تو خود ہی کانپ کانپ کر گر پڑا یہ فریاد سنکر لوگ دوڑ پڑے اب جو آ کر دیکھا تو واقعی مردہ پڑا ہوا ہے سب لوگوں نے بہت

غور اور فکر سے چاروں طرف دیکھا جب کوئی نشان خنجر و شمشیر وغیرہ کا پتا یا آخر کار مجبور ہوکر لوگوں نے
یہ خبر قمرات کو پہونچائی قمرات نے کہا کہ اس گنبد میں کوئی آسیب معلوم ہوتا ہے اس دروازے کو چن دو اور
راہ نابدان سے آب و غذا پہونچا دیا کرو بموجب حکم اُسی وقت دروازہ چن دیا گیا اور اب نابدان سے
آب و غذا ملنے لگی ہر روز ایک شخص آتا ہے اور نابدان کی طرف سے آکر پکارتا ہے بلاشور نابدان سے
ہاتھ نکالکر لے لیتا ہے ایک روز جمشید نے کہا کہ اے بلاشور یہ تو نے کیا غضب کیا کہ اس دربان کو مار ڈالا
جب تک وہ زندہ تھا تب تک اتنا تو ہوتا تھا کہ وہ ایک وقت دروازہ آکر کھول دیتا تھا ذرا آسمان
کی شکل دکھائی دے جاتی تھی تو نے اُسے مار کے اس دروازے کو بھی مسدود کرا دیا اب یوں ہی گھٹ گھٹ کر
رہ جائینگے بلاشور نے کہا کہ تم اس مصلحت کو نہیں جانتے میں نے جو کچھ کیا خوب کیا جب رات ہوئی تو
بلاشور نے افسانہ گوئی شروع کردی جمشید و قمطوش کہانی سُنتے سُنتے سو گئے جب یہ دونوں بے خبر
ہو گئے تو اُٹھے وہ خنجر زمین سے نکال کر نقب لگانی شروع کردی رات بھر نقب کھودی جب عیار شب
نقب مغرب میں مختفی ہوا اور سرہنگ آفتاب عرصۂ افلاک پہ برآمد ہوا صبح ہوتے ہی بلاشور اپنی
جگہ پر آگیا اور نقب کا مہرہ بند کر دیا اسی طرح سات روز میں نقب کھودتے کھودتے قلعہ تک پہونچائی
کوئی ایک تیر کا فاصلہ قلعہ سے رہ گیا اور ایک علحدہ گوشہ میں اس نے سرنقب کا چھوڑا کہ مبادا کسی
پر ظاہر ہو جائے جب رات ہوئی تو بدستور جمشید و قمطوش نے کہا کہ ہاں بلاشور اب کہانی شروع
کرو بلاشور نے کہا کہ نہیں کہتے جمشید و قمطوش نے کہا کہ ہم تمھیں مارینگے بلاشور نے کہا کہ میں
مرجاؤں ہی گا نہیں جمشید نے کہا کہ آج یہ بگڑا ہوا ہے آشتی کا کام لینا چاہیے بہت کچھ منت و سماجت کی
مگر اسنے ایک نہ مانی جب تو جمشید و قمطوش کو غصہ آگیا دونوں اسے مارنے اُٹھے یہ اُٹھکر گنبد میں چکر
لگانے لگا دوڑتے دوڑتے ایک مرتبہ کنارہ کاٹ کے دم سے نقب میں کود پڑا جمشید و قمطوش نے کہا
کہ او مردک کہاں جاتا ہے اس نے وہیں سے آواز دی کہ جہاں جی چاہتا ہے یہ سُنکر یہ دونوں بھی نقب
میں کود پڑے آگے آگے بلاشور اور پیچھے پیچھے یہ دونوں دوڑتے چلے جاتے ہیں جاتے جاتے ایک مقام
پر جاکے جلدی جلدی نقب کے سرے پر دس بیس خنجر مارکے سرنقب کا توڑ کے اس طرف نکل گیا یہ دونوں
جو بلاشور کے پیچھے آرہے تھے اُسے تو نہ پایا ایک راستہ مل گیا تو یہ دونوں بھی باہر نکل آئے
اب جب نقب سے باہر آگئے تو بلاشور کھڑا ہو گیا کچھ سانس پھولتی جاتی ہے کچھ مسکرا رہا ہے جب
جمشید و قمطوش برابر پہونچے تو ہنس کر کے کہنے لگا کہ لے اب غصہ کو تھوک ڈالیے اور یہ کہیے کہ اگر
میں کہانی شروع کر دیتا تو میں اور آپ قید سے کیونکر چھوٹتے یہ سنکر جمشید و قمطوش نے بلاشور
کی بہت تعریف کی اور کلمات تحسین و آفرین زبان پر لائے بلاشور نے کہا کہ اب بات چیت موقوف
کیجیے اور یہاں سے بھاگیے یہ سنکر بلاشور کے ساتھ ان دونوں نے بھی بھاگنا شروع کیا بھاگتے بھاگتے
آخر پاؤں میں چھالے پڑ گئے جمشید و قمطوش نے کہا ارے بلاشور اب تو چلا نہیں جاتا بلاشور نے دو گولیاں
نکالکر ان دونوں کو دیں اور کہا کہ ان گولیوں کو آپ دونوں صاحب نوش کرلیں ساری تھکن اور ماندگی
اُتر جائیگی جمشید و قمطوش نے وہ گولیاں لیکر کھا لیں کھاتے ہی دونوں بیہوش ہو گئے بلاشور نے اپنی
چادر میں دونوں کا پشتارہ باندھ کر پیٹھ پر لاد لیا اور اپنے لشکر کی راہ لی صبح ہوکہ حکیم مرغوب نے اسے

کچھ گولیان دی تھین کہ جب اسکو کھالوگے تو مہینون کی راہ دونون مین طے ہو جائے گی چنانچہ ایک گولی
اسمین سے نکال کر اس نے کھالی سات مہینے کی راہ پانچ دن مین طے کر کے اپنے لشکر مین پہونچ گیا جمشید
کو جمشید کے خیمہ مین پہونچا آیا اور قمطوش کو قمطوش کے خیمہ مین جب صبح ہوئی تو بلاشور نے
زمرد شاہ کو آکر سلام کیا اور دوڑکر قدمون پر گر پڑا زمرد شاہ بلاشور کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ اے
بلاشور مین نے تقدیر کی تھی کہ تو قید سے رہا ہوگا اور جمشید و قمطوش کو بھی رہا کر لائیگا بلاشور نے کہا کہ خداوند
بجا ہے مین دونون کو چھڑا لایا ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ جمشید و قمطوش بھی آموجود ہوئے اور
تمام ماجرائے گذشتہ روبرو زمرد شاہ کے بیان کیا اور بلاشور کی بہت مدح و ثنا کی زمرد شاہ بھی بہت خوش
ہوا اور اسی وقت صحبت عیش آراستہ کی ساقیان سیمین ساق و مطربان شہرۂ آفاق حاضر ہوئے جام مے گلفام گردش
مین آیا آواز ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی شدہ شدہ یہ خبر بادشاہ اسلام کو بھی پہونچی عمرو نے
سنکے کہا کہ حضور ابھی ان دونون کی تقدیر مین دنیا کا آب و دانہ اور چند روز مقرر ہوا ہے آمدم بر سر مطلب جب
رات ہوئی تو زمرد شاہ نے قمہور سے مخاطب ہوکر کہا کہ کیون قمہور اب کیا ہونا چاہیے اب تو بلاشور وغیرہ بھی
آگئے قمہور نے کہا کہ خداوندا اب میرے نام سے طبل جنگ بجوایئے زمرد شاہ نے اسی وقت بنام قمہور طبل جنگ
بجانے کا حکم دیا جب یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی تو بادشاہ اسلام نے کہا کہ قمہور بھی دیوانون سے کچھ کم نہین ابھی کل
کی بات ہے کہ نورالدہر کو اسنے زخمی کر ڈالا اسد نے کہا کہ جہان پناہ کچھ اندیشہ کی بات نہین ہے آپ میرے نام
سے طبل جنگ بجوایئے چنانچہ لشکر اسلام مین بھی بحکم بادشاہ اسد کے نام سے کوس حربی لرزش مین آیا شب بھر
دونون لشکرون مین تیاری سامان جنگ ہوا کی صدائے ہوشیار باش و بیدار باش بلند رہی دلاوران عرصۂ
شجاعت خبردار ہوئے بادشاہ نے دربار برخاست فرمایا سردار اپنی جگہ پر آئے سلح خانے کھلوائے مسلسل
نقیبون کی صدا بلند ہوئی آئینۂ تیغ پر صیقل دو چند ہوئی صدائے قرنائے جنگی مرآت خاطر شجاعان کے لیے گویا
قلعی تھی کہ ہمت و جرأت کی صورت نظر آنے لگی آئینہ خانۂ ارزدین عروس جلادت جلوہ دکھانے لگی عشق شاہد
دلاوری مین ہر ایک سیماب وار بیقرار جان دینے پر تیار صبح کا ہر ایک کو انتظار کہ کمین زنگ ظلمت شب
آئینہ سپہر سے دور ہو سپیدۂ صبح کا نور ہو تو آئینۂ شمشیر مین جلوہ عروس ظفر نظر آئے بہادر و نامرد کی قلعی
کھل جائے جوہر آئینۂ شجاعت کھلین چشم شاہد ہمت کے اشارے دیکھین کہ کون مرآت تیغ کے روبرو منھ بناتا ہے
اور کون ہنس ہنس کر بڑھتا ہے القصہ درست فرماتا ہے کسکے آئینۂ تیغ مین صفائی ہے روبہ اسکندر کس پر
آفرین خوان آئی ہے کون فولاد دل ہے آئینۂ شمشیر سے بشاش ہو کر کون مقابل ہے کل مقدور نام و ننگ
ہر کس کے رخ پر صفائی ہے کسکے چہرہ پر کدورت کا زنگ ہے غرض کہ آئینۂ تیغ و خنجر کو جلا ملنے لگی نامردون کو
جو عارضی جھولی تو غیرت منھ در منھ نفرین کرنے لگی نیزے مثل شاہد طناز و کرشمہ سنج آئینہ خانۂ عالم مین تننے
لگے تیر زبان نکلنے لگے چہرہ مہرودے نامردون کا منھ چڑھایا بررو بیغیرت و بیحیا بنایا سپر نے آئینۂ تیغ و خنجر سامنے
رکھکر بالیان اپنی درست کرنے لگین پھولون کو دیکھنے بھالنے مین محو خود بینی ہو مین جو تلوار مصفا کر
سپر بہادر نے رکھدی آئینۂ خیال کو حیرت ہوئی کہ قبضہ مین ملک زنگبار تھا اب وہ حلب ہوا طرفہ ماجرا
مقام عجب ہوا پیادے حلقہ حلقہ محو صورت جنگ سوارون کو حیرت دامنگیر آئینۂ تصویر سے صاف زنگ
کمان تنگ گذارش ہو چار پہر رات یہی صورت رہی جب مرقع دہر نے ورق شب الٹا صورت دوسری نظر آئی

تیغ سحر صیقل ہو کر مصفا ہوئی خنجر آفتاب نے روانی دکھائی ہے اس ہنگامہ میں مطلع صاف پایا سحر کا آئینہ شفاف پایا
سفیدی چھا گئی بعدے زمین پر موذن نے کہا اللہ اکبر گریبان سحر چاک ہوتے ہی سپاہ اسلام دل کے دل
بادل کے بادل انبوہ انبوہ حشم حشم سنجق سنجق طائفہ طائفہ خدم خدم جانب میدان جنگ روانہ ہوئی سرداران
فوج کو روانہ کرکے در دولت سلطان باکرم پر آئے یکایک لال پردہ محل کی ڈیوڑھی کا جھنجھی بجی جلوس سواری
کا نکلنے لگا کنول بردار بیرون سے کنول ہائے بلورین کنول برداروں نے لیے طلائی و نقرئی بخشیں تشتے جھلکنے لگے
عود و عنبر کے لوٹے کنیزان محل سے طفلان مہر دیدار لے کر آگے بڑھے نواب ناظر اہتمام کنان نکلے کہاریان
پری جمال ہوادار کا نرغے پر لیے ظاہر ہوئیں کہار جو تخت لیے برقرار قدوم میمنت لزوم ڈیوڑھی پر استادہ تھے حضور عالم
ہوادار سے اتر کے اس سریر بے نظیر پر رونق افزا ہوئے صدائے بسم اللہ بلند ہوئی تمام سرداران مجرا گاہ پر جا کر کھڑے ہوئے نقیب پکارا کہ

قبلۂ چشم و دل شہ ذیجاہ
سلطان ذو الجلال والاکرام
شہسوار طریقۂ انصاف
نوبہار حدیقۂ اسلام

تمام سرداران مجرا بجا لائے اور تخت ظل اللہ قلب لشکر میں رکھ کر آگے بڑھے ڈنکا ہوا نقیب سلسلہ خوانی کرنے لگے
ایک طرف سے ہاتھیوں کے نور جلو میں آگے بڑھے وہ وہ فیل بلند بدن تھا کہ ہر ایک پر کوہ البرز کا گمان تھا جھولیں

زرکار پڑی ہوئیں منظم
یا گنبد ہفتمین پہ کیوان
سیندور جبین پہ رنگ لایا
صندل کا شعور ہر ایک دندان
گردون پہ شفق کا رنگ اڑایا
خرطوم تھی اژدہا بار پیچان
فیلوں پہ تھے فیلبان نمایان
کرتے تھے دوانی پہ راہ گھنٹے
تھے غیرت مہر و ماہ گھنٹے

ایک جانب ہزار ہا گھوڑے طرار جھیلتے سرداروں کے زیر ران بجد بیان کرتے ہیں

آہو صفت و عقاب پیکر
زیور سے ہر ایک لدا تھا ایسا
نسرین فلک کے تھے وہ شہباز
گلبن ہو چمن میں جیسے زیبا
ہر چشم رکاب گوش محبوب
نرمی تھی خرام کی نمایاں
تسمہ ہر کرد زلف دوش محبوب
تھے تار نظر پہ گرم جولان

نوجوان چھیلا پن دکھاتے جا کر سش دور باش کی صدا لگاتے لشکر کی آمد پر شوکت گھوڑوں کے ہمہمے باجوں کی صدا
ہتھیاروں کی ضیا تلواروں کی چمک صحرائے سبز دشتی پھولوں کی مہک ہر بہادر کے دل میں امنگ نشہ
شجاعت کی ترنگ قرنا کی صدائے گوش کر دبیان ز خدا ندیہ کرد ازفرہ

زمین سپہ آسمان شفق گرفت
تو گفتی کہ خورشید گردان برآمد
سپاہ و سپہبد رہ فتق گرفت
با نغماز تہیب سواران بجاے

اسی جاہ و حشمت سے یہ شاہ مع سپاہ وارد جنگاہ ہوا اس طرف سے لقائے گمراہ تخت ہاتھیوں پر کھنچوائے
فوج کفار ہمراہ لیے میدان مصاف میں مع قہور دیو پرور کوست فزا ہوا دلاوروں نے سفر سفلی کی نقیب
مذمت دنیائے دون میں اشعار پر عبرت پڑھنے لگے کہ اے بہادرو کہاں ہیں جمشید و سامری کہاں ہیں رستم و
اسفندیار دیکھو کہ سب پیوند خاک ہوگئے تن کے روز امین کے کی پتہ نہیں مگر ان کا نام نامی ابتک باقی ہے کہ

چندے دیدم نشستہ بر گنبد طوس
در پیش نہادہ کلۂ کیکاؤس
با کلہ ہمی گفت کہ افسوس افسوس
کو بانگ جرس ہا و کجا نالۂ کوس

گل ہوس کا سطح سے غیب نہ ہی تھی مجھے
کس کی سبز تھی یہ برق خاطر مایوس ہے
جو شر دلی سے تھا وہ جلوۂ فانوس ہے
اک طرف آواز طبل ایدھر صدائے کوس ہے
کیا یہی ملک دماوند کیا زمین طوس ہے
گر میسر ہو تو کس عشرت سے کیجے زندگی
بولی عبرت چل دکھا دون اک تماشا میں تجھے
لی کا ہو دل کی جھنجل پر نداں کے ساتھ
شب ہوئی تو ماہ بد یو نے کنارہ دو کس ہے
جس جگہ خان تھا سو تما مایوس ہے
تو جو ایسا آج قیدی آرز کا محبوس ہے
لیکنی اک بار گی گور غریبان کی طرف
پوچھو تو نے کہ حال سلطنت دنیائے کج
سرزمیں دوچین دکھلا کر مجھے کہنے لگی
یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے
کچھ بھی تھی کے پاس غیر از حسرت و افسوس ہے
کل تو ہر اک پانچ تھی تسبیح رہا

آج رہن جام ہی یان جرعہ سا لوس ہیں ۞ جب نقیب نقابت کر کے کنارے ہوئے صفون پر مثل صف مژگان سناٹا آگیا اور ہر ایک بہادر اپنے اپنے حریف کو بنگاہ تیز دستیز دیکھنے لگا ہاتھ گھوڑون کے پردہ و باگ پہ پڑ گئے باگین اٹھنے لگین یہی قصد تھا کہ حریف پر جا پڑین جب میدان پاک و صاف ہو چکا تو قہور نعرہ کر کے برآمد ہوا اور اپنا مرکب اڑا کر میدان کارزار مین آیا سلح شوری دکھلا کر مبارز طلب ہوا اسطرف سے ہمد تورہ زمان ہوکر صف لشکر سے نکلا بعد نگا ورزی کے عمود بازی و نیزہ بازی و تیغ بازی جملہ فنون حرب و ضرب کی معمول ہوئی مگر کسی سے کچھ مطلب حاصل نہوا آخر نوبت کشتی کی پہونچی دونون بہادر دست گردان کر دست و گریبان ہو گئے غضب کے زور ہونے لگے طرفین کے بہادر کشتی کی کیفیت دیکھ رہے تھے صدائے تحسین و مرحبا ہر سو بلند تھی شور تحسین و آفرین سے کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی غرض کہ تین شبانہ روز کشتی ہوا کی ابھی یہ دونون باہم مصروف کشتی تھے کہ دیو شیر تنگ کے ذہن مین یہ آیا کہ اس دیوانے نے قہور سے اسقدر جنگ کی ہے اسکا کمربند پکڑ کے کسی جگہ اوپر پھینک آنا چاہیے یہ خیال کر کے اسنے بالائے ہوا پرواز کی اور سر اسد پر آ موجود ہوا نورالدہر نے جو اس طرف سے اسے بغور دیکھا تو انکو ایک سایہ سا اودھر محسوس ہوا جھٹ دریافت کیا کہ یہ کوئی دیو ہے شاید اسد کو اٹھا لیجانے کا قصد رکھتا ہے یہ خیال کر کے نورالدہر نے بازدہ مشتی خدنگ بہرہ کمان مین رکھکر پوری قوت سے ایسا تیر سینۂ دیو پر مارا کہ پشت دیو کے پار نکلگیا ع فلک گفت احسن ملک گفت زہ ۞ مگر اسد و قہور اپنی دھن مین لڑا کیے انکو خبر بھی نہوئی اتفاقاً دیو تیر کھا کر قہور کے پاؤن پر آن گرا کہ بوجہ سے اسکے قہور گر پڑا اسد نے فوراً قہور کو باندھ لیا اور خوشی خوشی اپنے لشکر مین آیا زمرد شاہ بھی طبل بازگشت بجا کر اپنے لشکر کو پھیر گیا اور بادشاہ اسلام بفتح و فیروزی اپنی فرودگاہ کو واپس آئے شادان و فرحان بارگاہ مین رونق افزا ہوئے اور اسد سے کہا کہ مین نے قہور کو تیرے حوالہ کیا جس طرح سے جی چاہے اسے قید کر اب اس داستان کو تو یہین چھوڑیے اور

ذرا ذکر داستان طہماس کے ملاحظہ فرمایئے نظم

وہ جاتا ہے پھیر کر جیتون کسی کا
زمانے نے ملنے سکھلے ہین تونے
کہا غنچہ سے مرجھا کر یہ گل نے
کلیجہ تھام لوگے جب سنو گے
مرے ۔ تم مین وہ آئینہ گنا
تجلی ہو دان دل سے عیان ہے

ہمارے ہاتھ مین دامن کسی کا
کسی کا دوست ہے دشمن کسی کا
ہمیشہ کب رہا جوبن کسی کا
نہ سنوائے خدا شیون کسی کا
کرین غم آپکے دشمن کسی کا
تجھ روکے سے ہوا روشن کسیکا

غبار آلودہ مین ہائے جنانی
دل ویران کو جب دیکھا تو بولے
پڑا تھا ہائے کس کمبخت کا ہاتھ
گئے وہ جانب گور غریبان
کسی کا دم نکلتا ہے کسی پر
وہ چہرہ دیکھتے مین آئینہ کا

مٹا کر آگئے ہو مدفن کسی کا
یہ ہے اجڑا ہوا مسکن کسی کا
کہ ہے نکلا ہوا دامن کسیکا
برابر ہو گیا مدفن کسی کا
کسی پر حال ہے روشن کسی کا
کسی کی سیر ہے گلشن کسی کا

مصوران تصویر مضامین کہن و چہرہ پردازان نقش دلفریب سخن چہرۂ شاہد مدعا کو موقلم تحریر سے یون آراستہ کرتے ہین کہ جب طہماس قلعۂ والامان مین جا کر بعوض خون پدر اپنے لڑکے کو قتل کر کے نورالدہر کے سامنے آیا تو نورالدہر نے کہا کہ اے نامرد مین نے تجھ سے کب کہا تھا کہ تو جا کر ان سب کو قتل کر آ نورالدہر کی اس خفگی سے طہماس فقیر ہو کے نکل گیا اور ایک پہاڑ کے دامن مین جا کر اس نے مسکن اختیار کیا اپنی تلوار سے شکار کر کے کباب بنا بنا کر کھایا کرتا تھا اور چند شیرون کو مار کے انکی کھال کا فرش بنایا تھا اور انھی کے کپڑے بھی بنا کرتا تھا اور نورالدہر کی یاد مین رویا کرتا تھا ایک روز نورالدہر کو اس طرح

خواب میں دیکھا کہ گویا نور الدہر کا دامن پکڑے ہوئے تھا اور نور الدہر دامن چھڑا کر چلے گئے جب یہ خواب دیکھکر بیدار ہوا تو بے اختیار ہو کر خوب رویا اور پوست شیر کے روئیں توڑ کے اُسکی ڈوری بنا کر ایک درخت میں لٹکائی اور اپنے گلے میں اس کا پھندا لگا کر پھانسی دے لی تا اینکہ پھڑک پھڑک کر سب جسم کا دم نکل گیا فقط آنکھوں میں دم رہ گیا کہ یکایک بیابان سے ایک گرد پیدا ہوئی جب وہ گرد شق ہوا تو سامنے سے ایک شہسوار پیدا ہوا کہ گرد و پیش اُس کے گروہ گروہ ملائک حلقہ کیے ہوئے تھے اُن ملائک نے اُس شہسوار کو نہایت ادب سے گھوڑے پر سے اتارا اُس شہسوار نے اپنا ہاتھ طہماس کے گلے پر رکھ دیا فوراً پھانسی ٹوٹ گئی اور طہماس کے کل جسم میں جان آگئی طہماس نے اس شہسوار کو جھک کر سلام کیا اس شہسوار نے طہماس کو اپنے سامنے بلا کر طہماس کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور کہا کہ میں نے تجکو نظر کردہ کیا سوائے حمزہ کے کوئی تجھے زیر نہ کر سکے گا اور عنقریب تجھ سے اور نور الدہر سے ملاقات ہو گی طہماس نے عرض کیا کہ حضور کا اسم مبارک ارشاد فرمایا کہ میرا نام مرتضی علی ہے جو کوئی تجھ سے پوچھے تو کہہ دینا کہ میں شاہ اولیا کا نظر کردہ ہوں یہ کہکر آپ تشریف لے گئے اب جو طہماس خیال کرتا ہے تو اپنے میں پہلے سے دونی قوت پائی بھاری سے بھاری پتھر اٹھا اٹھا کر پھینکنا شروع کیے کہ یکایک ایک جانب سے آواز سرود کی سنائی دی طہماس اُس آواز کی جانب روانہ ہوا جا کر کیا دیکھتا ہے کہ ایک نازنین پری جبین صاحب حسن و جمال بیٹھی ہوئی ہے اور گرد و پیش کنیزان مہر طلعت حلقہ کیے ہوئے ہیں طہماس اُس نازنین کو دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہو گیا اور ایسا تیر عشق کا جگر کے پار ہوا کہ دیکھتے ہی بیہوش ہو کر گر پڑا ع

تھی نظر یار کی آفت تھی دل کرنے لگا طپیدن ناز	وہ نظر ہی وہاں طاقت ہی رنگ چہرے کا گیا پرواز	صبر رخصت ہوا آنکھ کے ساتھ ہاتھ جانے لگا گریبان تک	ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ چاک کے پاؤں پھیلے داماں تک

غرضکہ اُس نازنین کی نگاہ جو طہماس پر پڑی تو دیکھتے طہماس کو اُس حالت پر دیکھ کر قیاس کیا کہ شاید دیو ہے بڑے بڑے ناخن دو دو بالشت بڑھے ہوئے قد ایک درخت کے برابر مارے ڈر کے گھوڑے پر سوار ہو کے اپنی کنیزوں کو ساتھ لیکر بھاگی بعد چار گھڑی کے جب طہماس کو ہوش آیا تو اس نازنین کو وہاں نہ پایا ایک آہ جگر دل پر درد سے کھینچکر ایک درخت کو گودے میں لیکر اکھیڑ لیا اور لکڑیاں اُسکی توڑ کے ایک گٹھا بنا کر اپنی گردن پر رکھا اور جستجو میں اُس نازنین کے روانہ ہوا تھوڑی دور چلکر ایک قافلہ معلوم ہوا طہماس نے خیال کیا کہ شاید میرا محبوب اس قافلہ میں ہو یہ سوچکر داخل قافلہ ہوا ادھر وہاں قافلہ نے شکل و شمائل دیکھ کر سمجھے کہ شاید یہ دیو ہے دیکھتے ہی سب کے سب بھاگ کھڑے ہوئے طہماس نے کہا کہ اے لوگو تم کیوں بھاگے جاتے ہو میں آدمزاد ہوں دیو نہیں ہوں ان سب نے کہا کہ ہم نے تو آجتک ایسا آدمزاد نہیں دیکھا طہماس نے کہا کہ قدرت خدا سے کچھ بعید نہیں ہے حق تعالیٰ نے مجھے اسی شکل و شمائل پر مخلوق کیا ہے یہ تو بتاؤ کہ آخر یہ قافلہ کسکا ہے اور میر قافلہ کون شخص ہے لوگوں نے کہا کہ یہ قافلہ اعظم بازرگان کا ہے طہماس نے کہا کہ وہ کہاں ہے لوگوں نے جواب دیا کہ اپنے خیمہ میں ہے طہماس نے دریافت کیا کہ اُسکا خیمہ کہاں ہے لوگوں نے پتہ خیمہ کا بتا دیا طہماس نے در خیمہ پر پہونچکر استفسار کیا کہ مالک تمہارا کہاں ہے تمام دربان طہماس کو دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے اور مؤدب ہو کر سلام کر کے عرض کرنے لگے کہ مالک ہمارا بال بچہ دار ہے اُسکے کھانے کا قصد نہ کیجئے گا طہماس نے کہا کہ میں آدم خور نہیں ہوں مثل تمہارے میں بھی انسان ہوں دربانوں نے کہا کہ ایسا انسان تو ہماری نظر سے کبھی نہیں گزرا

طهماس نے کہا کہ خیر اب دیکھ لو یہ کہکر داخل خیمہ ہوا جون ہی نظر سوداگر کی طهماس پر پڑی رنگ ہکا مارے
خوف کے متغیر ہوگیا اور متاع ہوش وخرد ہاتھ سے جاتا رہا گھبرا کر ادب سے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ آپ قسم دیو زاد سے
ہین طهماس نے کہا کہ نہین مین آدم زاد ہون تم کچھ خوف نکرو سوداگر نے دل مضبوط کر کے کہا پھر تشریف رکھیے
طهماس بیٹھ گیا سوداگر نے آب وطعام شراب وکباب منگوا کر طهماس کے آگے رکھا طهماس نے بعد طعام
تھوڑی سی شراب نوشجان کی جب نشہ ہوا تو ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچ کر کہا کہ اے تاجر میرا معشوق تو تیرے
قافلہ مین نہین آیا ہے سوداگر نے کہا کہ مین اپنے یہان کی کل عورتون کو طلب کرتا ہون اُن مین سے جو آپ کا
معشوق ہو اُسے لیجایئے اور نہین تو اُن مین سے جسے پسند فرمایئے وہ حاضر کی جائے یہ کہکر اُس سوداگر نے
کل عورتون کو طهماس کے روبرو طلب کیا طهماس نے اُنھین دیکھ کر کہا کہ ان مین سے تو کوئی نہین ہے
جب طهماس نے کسی کو پسند نہ کیا تو وہ سوداگر طهماس کو بارگاہ مین لایا اور سامان اکل وشرب مہیا کیا
طهماس نے اور تین جام ہفت رنگ کے نوش فرمائے بعد ازان خواب نے غلبہ کیا وہ تکیہ سرہانے رکھ کے
سو رہا جب طهماس نشہ شراب مین خوب غافل ہوگیا تو اُس سوداگر کے اہلکارون نے اُس سے آکر کہا
کہ اے اعظم بازرگان اگر یہ شخص دیو نہین ہے تب بھی دیو سے کچھ کم نہین ہے بڑا مرد زبردست قوی ہیکل
معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم کس غرض سے یہان آیا ہے اور انجام کار کیا ہو بہتر ہے کہ راتون رات یہان سے
بھاگ چلنا چاہیے سوداگر کو یہ رائے کارندون کی پسند آئی اور شبا شب کل مال واسباب اور خیمہ و
خرگاہ بار کرا کے راہی ہوا جبکہ تاجر ماہ نے متاع انجم کو صندوق مغرب مین پوشیدہ کیا اور بازرگان خورشید
جہان تاب نے قافلہ مشرق سے نکل کر گرمی بازار روز قائم کی صبح کو جو طهماس کی آنکھ کھلی تو اپنے تئین
تنہا پا کر خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ معشوق میرا ضرور اسی قافلہ مین ہے اس سوداگر نے سب عورتون کو دکھلایا
اور اُسے پوشیدہ کر دیا اگر ایسا نہوتا تو وہ سوداگر کیون راتون رات یہان سے بھاگ نکلتا دیکھا چاہیے کس طرف
چلا گیا یہ سوچ کر اپنی لکڑیان بغل مین دبا کر ایک جانب کو روانہ ہوا حسب اتفاق یہ اُسی راستہ پر چلا جس راہ
سے وہ سوداگر جا رہا تھا اب سنیے کہ وہ سوداگر بھاگا بھاگ چلا جا رہا تھا کہ طهماس بھی برابر اُسکے جا پہونچا اور
کہنے لگا کہ میرے معشوق کو تو لا دیجے سوداگر نے کہا میرا کل قافلہ موجود ہے آپ ڈھونڈھ لیجے جہان ہو نکال لیجیے
طهماس نے کہا کہ اگر تمھارے پاس نہین ہے تو تمھین بھاگنے کی کیا وجہ تھی سوداگر نے کہا خیر اگر ہے تو ہم ہٹے جاتے
ہین آپ خود تلاش کر لیجے طهماس نے تمام کجاوہ اور محافہ ڈھونڈھ مارا مگر مطلق پتہ نہ لگا غرض سوداگر نے وہان سے
کوچ کیا طهماس بھی اُسکے ساتھ ساتھ ہوا جہان جہان وہ سوداگر جاتا ہے وہان وہان یہ بھی جاتا ہے غرض سات
دن تک طهماس نے پیچھا نہ چھوڑا تا آنکہ سوداگر ایک شہر مین داخل ہوا اور کاروان سرا مین مقیم ہوا یہ بھی سرا
مین داخل ہوا شہر کے لوگ اُسے دیکھ کر خائف ہوے طهماس نے کہا کہ تم لوگ ڈرو نہین مین دیو زاد نہین ہون
آدم زاد ہون غرض طهماس جس بھٹیاری سے کہتے ہین کہ ہمین بھی کوئی جگہ دو وہ خائف ہو کر کہدیتی ہے کہ کوئی
جگہ خالی نہین ہے سب لوگ بھرے ہوے ہین تم خود جا کر دیکھ لو شاید تمھارے خوف سے لوگ بھاگ نکلین تو
جگہ خالی ہو جائے طهماس نے اکثر حجرون کو جا جا کر دیکھا کوئی پسند نہ آیا دیکھتے دیکھتے ایک طرف کیا دیکھا
کہ ایک سوداگر ایک مقام پر اترا ہوا ہے مسند تکیے فرش پلنگ کل اسباب راحت موجود ہین طهماس نے
اپنے دل مین کہا کہ یہی جگہ اچھی معلوم ہوتی ہے یہین قیام کرنا چاہیے یہ خیال کر کے اُس حجرہ مین آیا غلامان تاجر نے

جو طہماس کو دیکھا سب کے سب باہر نکل آئے اور سوداگر کی نظر جو طہماس پر پڑی دیکھتے ہی رنگ اسکا تغیر ہو گیا اور مارے خوف کے اپنی جگہ سے اٹھکر سلام کیا اور کہا کہ آپ کون صاحب ہین طہماس نے کہا کہ مرد مسافر ہون تم کچھ خوف نہ کرو آج شب کی شب ہم تمھارے مہمان رہین گے صبح کو چلے جاوینگے سوداگر نے کہا بسم اللہ تشریف رکھیے خانہ من خانۂ شما است ارے صاحب ہم بھی مسافر آپ بھی مسافر دونون ایک ہی حال مین ہین آخر آدمی ہی کے پاس آدمی آتا ہے بشر کا کام بشر ہی سے نکلتا ہے کیا مضائقہ ہے اور اُسی وقت اپنے ہاتھ سے ایک پلنگ کھینچکر قالین اور چادر اُسپر بچھا کے طہماس کو بٹھلایا اور شراب و کباب سامنے طہماس کے حاضر کیا طہماس بھی اپنے دل مین نہایت خوش ہوا کہ واقعی یہ کیا معقول شخص ہے اور کھانا کھا کر شراب پیکر خوب چین سے سویا مگر وہ سوداگر مارے دہشت کے رات بھر بیدار رہا جب صبح ہوئی اور طہماس کی آنکھ کھلی تو اُس سوداگر سے کہا کہ اے بھائی سوداگر مین چند طومان بھی قرض دیدو تو ہم حمام کر آئین اور جو عنایات تجھے ہمارے ساتھ کی ہین اسکا شکریہ ہم کہان تک ادا کرین بیت

اگر ہر موے من گردد زبانے ز تو رانم بہر یک داستانے
نشاید گو ہر ثنا تو صفتش یکے از حرف تعریف تو گفتن

حق تو یہ ہے کہ اگر کوئی مراعات کرے تو ایسی تو کرے واقعی تم نہایت کریم النفس آدمی ہو یہ سنکر اُس سوداگر نے اسیوقت پچاس طومان نکال طہماس کے نذر کیے طہماس کاروان سرا سے نکلکر حمام مین آیا اور چند طومان حمامی کو دیکر غسل کیا بعد غسل کرنے کے اب انھین بھوک معلوم ہوئی حمام سے ہوکر نان پز کی دوکان پر پہونچے چند طومان اُسے دیکر خوب نہاری اور شیر مالین نوش جان کین اتفاقاً اُسکی دوکان پر ایک برہمن بھی ننگا بیٹھا ہوا تھا آپکو اسکے حال زار پر ترحم آیا آپ تو ننگے ہو گئے اپنی لنگی اُس برہمن کو دیدی حسن اتفاق ادھر سے ایک سوار چلا آتا تھا اُسنے جو طہماس کی یہ کیفیت دیکھی کہ آپ ننگے ہو گئے اور لنگی اپنی برہمن کو دیدی جلدی سے مرکب سے کود پڑا اور طہماس سے آکر کہا کہ آپ میرے غریب خانہ پر تشریف لیچلیے طہماس نے کہا کہ مین تمھین نہین پہچانتا تم کون شخص ہو میرے تمھارے کبھی کی صاحب سلامت بھی نہین ہے اور قبل اس کے کبھی اس شہر مین نہین آیا تھا جو تمنے مجھے دیکھا ہوگا اُس سوار نے کہا کہ آپ مجھے نہین جانتے ہین تو آپ کو خوب پہچانتا ہون غرض بلجاجت و منت و سماجت تمام طہماس کو وہ سوار اپنے مکان پر لے گیا اور مسند زرین پر لاکر بٹھلایا خیاط کو طلب کرکے نہایت عمدہ بیش بہا جوڑا سلوا کر طہماس کو پہنایا اور انتہا سے زیادہ تعظیم و تکریم کی جسطرح کوئی غلام وفادار اپنے آقا سے پیش آتا ہے جب طہماس نے اُسے اپنے حال پر ایسا شفیق پایا تو اُس سے کہا کہ بھائی اب تو تم اپنا نام و نسب بیان کرو کہ تم کون شخص ہو اور میری اسقدر مدارات کی کیا وجہ ہے اُسنے کہا کہ شہریار میرا نام صادق ہے مین آپ کے پدر بزرگوار کا وزیر ہون جسوقت سے عنقریل مارے گئے ہین اُس وقت سے اسی جگہ قیام پذیر ہون اب تو طہماس نے بھی اسے پہچانا اور کہا کہ ارے تو صادق ہے آ ذرا میرے گلے سے تو لگ جا یہ کہکر صادق کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ آفرین اے صادق صد آفرین بعد اسکے صادق نے صحبت عیش و عشرت آراستہ کی شراب و کباب سامنے طہماس کے حاضر کیا طہماس نے خوب شراب و کباب نوش جان کی جب دماغ طہماس کا بادۂ ناب سے گرم ہوا تو طہماس نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہا کہ ہاے افسوس صد افسوس یہ کہکر طہماس کے چہرہ پر ایک اُداسی چھا گئی صادق نے کہا کہ کیون شہریار آپ اسقدر اُداس کیون ہوے طہماس نے ایک ہاے کا نعرہ مارکر کہا کہ ارے صادق کیا بیان کرون ص

مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد	وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد	آہ کرون تو جگ جلے اور چپ رہوں جل جائے
یہ پاپی جیا پڑا نا جلے کہتے میں آہ سمائے	جگر تو جل چکا پیاسے مگر اب تن کی باری ہے	اے صادق میری داستان عجیب

تعجب خیز اور حیرت انگیز ہے تم بھی سنو گے تو کف افسوس ملو گے اپنا غم دوسرے کو لگا نا میرے نزدیک خلاف
عقل ہے تم اس امر کے استفسار میں اصرار نکرو صادق نے کہا کہ نہیں شہریار میں نہ مانونگا آپ بیان کیجئے شاید
میں کچھ تدبیر کر سکوں جب طہماس نے دیکھا کہ صادق بہت مصر ہے تو کل قصہ از ابتدا تا انتہا بیان کیا صادق نے بھی
سنکر نہایت تاسف کیا اور از بس ملول ہوا اور طہماس کی پرسوز آہ نے صادق کے دل پر بھی پورا اثر کیا اور
اسکے آنسو بھی نکل آئے طہماس نے کہا کیوں صادق میں تم سے نکہتا تھا کہ تم یہ قصہ جان سوز نہ سن سکو گے
صادق نے عرض کیا واقعی آپ عجب درد میں مبتلا ہوے ہیں کہ جو بہت ہی قابل افسوس ہے مگر خیر مجھے عقلیہ معلوم
ہوتا ہے کہ آپ کے دلی صدمات نے اپنا کام کر لیا ہے اتنا سننے سے طہماس متوجہ ہو گیا اور کہا کہ جلد بیان کرو
صادق نے کہا کہ اس شہر کا نام شہر نگارستان ہے بادشاہ یہاں کا سلیمان شاہ عادل ہے مگر زمردپرست
سپہ سالار اسکا مرجان مشت زن ہے اور اتنا بڑا قوی ہیکل جوان ہے کہ اگر ایک گھونسا ہاتھی کے مارے تیار ہے تو وہ
ہاتھی اسیوقت بھڑک کر مرجاتا ہے اور وزیر اسکا اعظم کاروان ہے اور عیار اسکا سمام ہے جو از بردست عیار
غرضکہ ایک روز کسی سوداگر نے ایک تصویر کسی شاہزادی کی لاکر خدمت شاہ میں پیش کی بادشاہ اس تصویر کو
دیکھکر ہزار جان سے عاشق ہو گیا اور اس سوداگر سے کہا کہ اے سوداگر اس تصویر کے حسن و جمال نے میرے تو دل پر
پورا پورا قبضہ کر لیا جب یہ تصویر ایسی خوبصورت ہے تو صاحب تصویر کس درجہ حسینہ و جمیلہ ہوگی اور کس مرتبہ
خوبی پر فائز ہوگی جلد بیان کر کہ یہ کس حسینہ دلربا اور جمیلہ پر دفا کی تصویر ہے اس سوداگر نے عرض کیا کہ حضور
بادشاہ خرم مالک کوہ محیط کی دختر کی تصویر ہے نام اُس شہزادی کا ملکہ دلربا ہے اور بخدا وند یہ تصویر تو بعجلت
تمام کھینچی گئی ہے اسکے حسن عالم آرا کے مقابلہ میں تو نصف بھی نہیں ہے اور میرے نزدیک تو اسکے سوا دنیا میں کوئی
مصور ایسا معلوم نہیں ہوتا جو اُس ملکہ قمر طلعت کی اتنی بھی تصویر کھینچ سکے اگر کوئی مصور اسکے حسن دلفریب
پر نظر کرے گا تو خود ہی عالم تصویر ہو جائے گا اُس کے رعب حسن سے دست دہا میں رعشہ پڑ جائیگا کانپ
کر رہ جائیگا یہ سنکر بادشاہ نے اُس سوداگر کو بہت سا زر و جواہر دیکر رخصت کیا اور اپنے سپہ سالار کو مع فوج
ظفر موج بادشاہ محیط کے پاس واسطے پیغام شادی کے روانہ کیا جب سپہ سالار بادشاہ محیط کوہ کے پاس
پہونچا اور پیغام شاہی بصد ادب عرض کیا شاہ محیط کوہ کو یہ پیغام سنکے غصہ آگیا اور مرجان مشت زن
کو جھڑک دیا آخر کار نوبت بہ جنگ پہونچی چند شبانہ روز متواتر جنگ و جدل رہی کہ فوج مرجان مشت زن
کی قریب شکست پہونچی مرجان اپنی آبرو بچا کے طبل امان بجوا کر رات ہی کو وہاں سے چل کھڑا ہوا اور
وہاں سے آکر سارا حال سلیمان سے گذارش کیا بھلا سلیمان شاہ کو کب تاب تھی تیر عشق کلیجے کے پار ہو چکا
تھا اسیوقت اپنے وزیر اعظم کاروان سے بلا کر کہا کہ اے اعظم اب تو جا اور جس طرح ممکن ہوسکے اُس نازنین
مہ جبین کو جا کر لا ہر چند سپہ سالار نے اصرار سے گزارش کیا کہ خداوند وہاں کسی کی کچھ نہ چلے گی اور جو جائیگا
مثل میرے بے نیل و مرام واپس آئے گا کسی کا دسترس نہ چل سکے گا انتظام اُس سلطنت کا اسقدر مضبوط اور
اس درجہ بیدار مغزی کے ساتھ ہے اور فوج ایسی جرار و آزمودہ کار ہے کہ وہاں کے نظم و نسق کی تعریف نہیں
ہوسکتی جا بجا وہ چوکی پہرا ہے کہ پرندہ پر نہیں مار سکتا کیا ممکن ہے بھلا بلا اجازت کوئی شخص غیر داخل شہر تو ہوسکے

اب کسی قسم کی تدبیر پیش رفت ہونا بالکل فضول معلوم ہوتی ہے مگر سلیمان شاہ کب سماعت کرتا ہے اُس پر دیو
عشق کا تسلط ہے کسی کی نہیں سنتا ع رند عالم سوز را با مصلحت بینی چہ کار ۔ فی الجملہ سلیمان نے اپنے
وزیر کو حکم دیا کہ تم ہشام عیار کو ہمراہ لیکر اسیوقت روانہ ہو وزیر بحکم للامور معذور اسیوقت کچھ لوگ اپنے
ساتھ لیکر مع ہشام عیار کے روانہ ہوا اور مثل قافلہ تجار کے قافلہ مرتب کر کے خرم کوہ کی راہ لی اور بعد
چند روز کے طے مراحل و قطع منازل کر کے خرم کوہ میں جا پہونچا اور کاروان سرائے تجار میں مقیم ہوا اور ہشام
عیار کو تفحص کے لیے روانہ کیا یہ تو پہلے ہی گذارش ہو چکا ہے کہ یہ بڑا تیز دست اور بلا کا عیار مکار ہے یہ کوئی
نہ کوئی فکر کر کے دوسرے ہی دن اُس ملکۂ نیک خصال سرمایۂ حسن و جمال معشوق دلربا صنم زیبا کو بفن عیاری
چرا لایا اعظم کاروان نے جھٹ پٹ ملکہ کو صندوق میں بند کر کے رات ہی رات وہاں سے کوچ کر دیا اور بعجلت تمام
راہ کوہ و صحرا طے کر کے داخل شہر ہوا اور بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر گذارش کیا کہ حضور فدوی ملکہ
لایا پس اے شہریار اب میں بادشاہ کی خوش وقتی کا اندازہ نہیں کر سکتا اور مسرت کی حالت بیان سے باہر ہے فرط
خوشی میں سلیمان شاہ عادل پر گذر گئی خلاصہ یہ کہ شادی مرگ کی نوبت پہونچ گئی تھی اور لوگ خیال کرتے تھے کہ
جب صرف یہ سنکر کہ ملکہ آگئی اسقدر مسرت ہوئی کہ شادی مرگ کی کیفیت ہوا چاہتی ہے تو جب یہ اُس معدن حسن کی
کو دیکھیے گا تو دیکھیے کیا حالت ہوگی شاید زندہ بھی رہے یا نہ رہے اراکین سلطنت اور مشیران مملکت نے یہ حالت
دیکھکر عرض کیا کہ حضور اب تو آپ کے قبضۂ اختیار میں آگئی اب کس امر کی بیقراری ہے ذرا دل کو سنبھالیے اور
اسقدر مضطرب نہ ہوجیے ایسا نہو کہ دشمنوں کو کچھ ہو جائے پس اے شہریار عجب نہیں کہ وہی ایک معشوق ہو میرے ذہن
ناقص میں تو یہی آتا ہے اس لیے کہ دل را بدل رہیست اسکے آتے ہی آپ بھی کس مسافت شدیدہ کو طے کر کے یہاں
پہونچ گئے ورنہ اسقدر راہ دور سے یہاں آنا اور اسقدر مصائب اٹھانا بشر کا کام نہیں ہے سات سات روز کا فاقہ
کرنے کی بات ہے انسان زندہ بھی رہ سکتا ہے اور طرفہ بریں یہ کہ نہ پیاسے نہ بھوکے نہ ماندے نہ تھکے ہوئے نہ کلفت
نہ صبا نے مدد و نامہ برے ۔ دیکھیے اذنی پر خبرے ۔ اے شہریار سچ تو یوں ہے کہ فدوی کی عقل بھی
تو اس مقام پر حیران و دنگ ہے اور کوئی بات میرے ذہن میں نہیں آتی بجز اسکے جو میں عرض کر چکا ہوں یہ سب
باتیں سنکر طہماس نے کہا کہ اے صادق یہ تو سب کچھ ہے سوائے ذہنی امر کے اور بھی کوئی امر ہے یہ باتیں صادق نے
عرض کیا کہ خداوند خلاصہ یہ کہ جب سلیمان شاہ عادل اس سے طالب وصل ہوا تو اُسنے کسی طرح قبول نہ کیا اور
کہا کہ میں سلیمان کو قبول نہیں کرتی ایک شخص اس شکل و شمائل کا کہ بال اُسکے اس قطع کے ہیں اور قد اُسکا اس طرح
اور صورت اسکی ایسی ہے طہماس نام اُسکو میں قبول کروں گی اور وہی میرا عاشق ہے طہماس نے کہا کہ یہ خوب
بات ہے ارے جس میں نے تو تم سے کہا کہ وہ تو میری صورت دیکھکر بھاگ کھڑی ہوئی تھی گویا مجھسے نفرت تھی اُسے میری
جانب رغبت کیونکر ہوئی اور میرے نام سے اُسے واقفیت کس طرح ہوئی یہ تو کچھ مفصل بیان کرو ہمارے ذہن
میں نہیں آتا صادق نے کہا کہ حضور میں کیا آپ سے دروغ کہونگا طہماس نے کہا کہ بھائی میں تمہیں
جھوٹا نہیں بناتا نام ہی تمہارا صادق ہے تم جھوٹے ہرگز نہ ہو گے اسم با مسمی ہو بلکہ میری سمجھ میں نہیں آتا
تم شرح و بسط بیان کرو صادق نے کہا کہ جزو کل حقیقت تو بالتفصیل آپ سے میں نے بیان کر دی اب اور
کیا کہوں مگر یہ کہ اُسے شاید بشارت ہوئی ہو گی جب تو اُس کا یہ قول ہے بہر طور سلیمان شاہ نے منادی کرا دی
ہے کہ اگر کوئی شخص اس شکل و شمائل کا طہماس نام کسی کو مل جائے تو وہ ہم تک اُسکو لائے انعام عظیم کا مستحق ہو

یہ منادی سنکر مرجان مشت زن نے آپ کے قتل پر جام پی لیا ہو بہتر یہ ہو کہ آپ چند روز کیلیے یہان سے کسی جانب نکل جائیے بعد اسکے دیکھا جائیگا طہماس نے کہا کہ اچھا صادق ایک گھوڑا مجھے لا دو صادق نے اسیوقت ایک گھوڑا مع ساز و یراق لا کر حاضر کیا طہماس اُس مرکب باد رفتار پر سوار ہوکے دردیوان عام سلیمان شاہ عادل پہنچا اور چوبدار کو مار کے مع مرکب داخل بارگاہ ہوا اور آتے ہی ایکدنگل کا غاشیہ الٹ کے بیخوف و خطر اُسپر بیٹھ گیا سلیمان اُسکی اس دلیری سے سمجھ گیا کہ یہی طہماس ہو اسلیے کہ بجز عشاق شوریدہ سر کے اسطرح کوئی اپنی جان پر نہین کھیلتا طہماس سے پوچھا کہ تو کون ہو اُسنے کہا کہ مین طہماس ہون آپ کی بہادری کی تعریف سنکے آیا ہون آپ کے یہان محیط کوہ کی بیٹی آئی ہوئی ہو سلیمان شاہ نے کہا کہ ہان ہو طہماس نے کہا کہ اب آپ اسکو بلاکے اپنی دختر کے ملاحظہ فرمائیے گا سلیمان شاہ تو یہ سنکر خاموش ہو رہا اور کچھ دلمین سوچنے لگا مگر یہ دنگل جسپر طہماس جا بیٹھا تھا مرجان مشت زن کا تھا ہرکارون نے یہ خبر مرجان مشت زن کو پہونچائی کہ کوئی شخص طہماس نامے آج دربار شاہی مین مع مرکب چلا آیا اور آپکے دنگل پر تنہا ہوا بیٹھا ہو اور بادشاہ سے نہایت گستاخانہ سوال و جواب کر رہا ہو مرجان نے یہ سنکر ترت پیش قبض تیغہ اپنی کمر مین باندھ لیا اور اسی وقت جانب دربار روانہ ہوا اور برابر طہماس کے آکر کہا کہ او طہماس اگر نہین تو ایک تیغہ السیار سیدھا کر کے دنگل چار پر کلے ہو جائیگا طہماس نے یہ سنکر کہا کہ او مردک سامنے سے دور ہو نہین تو قرار واقعی اپنی سزا کو پہونچےگا یہ سنکر مرجان نے عقب سر طہماس آکر تیغہ اُسکے مارنے کیلیے اٹھایا طہماس نے اسکی آہٹ پاکر دنگل سے اُٹھ کے کلائی اُسکی پکڑ لی اور ہاتھ مروڑ کے تیغہ اُسکے ہاتھ سے چھین کے ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ مرجان چکر کھا کر گر پڑا اور بیہوش ہوگیا سلیمان شاہ نے جو دست طہماس کی یہ قوت دیکھی حواس اُسکے باختہ ہوگئے خدمتگاران سے کہا کہ اس مرجان کو یہان سے اٹھا لیجاؤ اور وزیر سے کہا کہ جلد اس شہریار کے لیے صحبت عیش آراستہ کرو حسب الحکم اُسی وقت سازندے اور گویے حاضر ہوے ساقیان سیمین ساق و مطربان خبرہ آفاق نے آکر صحبت عیش و طرب کا رنگ جما دیا جام گلگون گردش مین آیا نغمۂ چنگ و رباب چھڑنے لگا سلیمان کے اشارے سے کہ پہلے سے کہی ہوئی تھی ساقی مہوش نے طہماس کے جام مین بیہوشی ملا دی اور طہماس کو پلایا تھوڑی دیر کے بعد بیہوشی کا اثر طہماس کو معلوم ہوا سلیمان سے کہا کہ کسی مرد کو بیہوشی دینا مردون کا کام نہین ہو سلیمان نے کہا کہ شہریار یہ بیہوشی نہین آپ نے مدت کے بعد جو شراب نوش کی ہو اس وجہ سے سر پھر گیا ہو بہتر ہو کہ تھوڑی دیر استراحت فرمائیے طہماس سلیمان کے کہنے سے بستر راحت پر لیٹ رہا اٹھنا تھا کہ بیہوش ہو گیا طہماس کے بیہوش ہوتے ہی سلیمان نے کہا کہ جلد کوئی صندوق لاؤ بموجب حکم اسی وقت صندوق حاضر کیا گیا سلیمان نے القصہ طہماس کو صندوق مین بند کر کے مہردار وہین صندوق کو لگا کر اسا پر بار کر کے کنارہ دریا کے لایا اور بجلدی تمام صندوق کو دریا مین ڈلوا دیا اب طہماس کو دریا مین بہتا ہوا چھوڑیے

دو کلمہ بقیہ داستان تمہور کے ساحت و قلعے کہ جسے اسد نے گرفتار کر لیا تھا اور بادشاہ اسلام نے اسد کے حوالہ کر دیا تھا کہ جسطرح مزاج مین آئے اُسے قید کرو سے

اُس سے کیا خاک ہمنشین بنتی	بات بگڑی ہوئی کہین بنتی	وہ بنی ابتدائے الفت مین
دم یہ جو وقت واپسین بنتی	آدمی سب فرشتے بن جاتے	آسمان پھیرا اگر زمین بنتی
میری صورت بنی تو خاک بنی	قسمت او صورت آفرین بنتی	وعدہ کرتے ہی کیا وہ آجاتے

رات بھر زلف عنبرین بنتی
تو نے ایسے بگاڑ ڈالے ہین
کیون تری چاند سی جبین بنتی
بزم دنیا تھی قابل جنت
نازنینون مین نازنین بنتی

کاش سنتا نہ کوئی شور فغان
ایک کی ایک سے نہین بنتی
پارۂ جیب سے مرے اے کاش
خوب بنتی اگر آستین بنتی

دل کی جا چشم سرمگین بنتی
نہ چلتی جو حسن کی تقدیر
دست وحشت کی آستین بنتی
طبع نازک کا لطف جب تھا داغ

اسیران زندان سخن و گرفتاران سلسلۂ مضامین کہن قید تحریر کو زنجیر تحریر مین یون مسلسل کرتے ہین کہ جب اسد نوجوان نے قہور کو اپنے خیمہ مین لا کر قید کیا اور خود چلے گئے تو نور الدہر نے بدیع الزمان سے کہا کہ اے پدر عالی قدر چلکر دیکھنا چاہیے کہ اسد اپنے خیمہ مین کیا کر رہا ہے اور قہور کو کس طرح قید کیا ہے بدیع الزمان نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے ہم بھی چلکر دیکھنا تو ضرور چاہیے یہ سنکر داراب نے کہا کہ مین بھی جاؤنگا ایرج و تورج نے کہا کہ ہم بھی ساتھ ہین غرض سب کے سب ساتھ ساتھ خیمۂ اسد کیجانب روانہ ہوے ادھر اسد نے اپنے دربانون سے کہدیا تھا کہ اگر کوئی ہماری ملاقات کو آئے تو خبردار بغیر ہماری اطلاع کے کسی کو آنے نہ دینا غرض جب یہ لوگ اسد کے خیمہ پر پہونچے تو دربانون نے کہا کہ حضور آپ حضرات تھوڑی دیر توقف فرمائین ہم اطلاع کر لین تو پھر آپ تشریف لیجائین گستاخی معاف ہو ہمکو حکم سرکار یہی ہے بدیع الزمان نے کہا کہ اچھا ہم ٹھہرے ہین تم جا کر اطلاع کرو کیا مضائقہ ہے اسد نے جو یہ گفت و شنید سنی آواز دی کہ کیون یک بک لگا رکھی ہے ہماری نیند مین خلل پڑتا ہے بدیع الزمان نے اسد کی آواز سنکر کہا کہ اے اسد اور کوئی نہین ہم ہین تو ہین اسد نے کہا کہ بسم اللہ تشریف لائیے آپ کھڑے کیون ہین آپ کو کسنے منع کیا ہے بدیع الزمان نے کہا کہ نہین اگر آپکے آرام خاص مین خلل پڑے تو ہم پھر جائین ہم آپ کے آرام مین خلل کے خواہان نہین ہین اسد نے کہا کہ اب تو میری نیند خود ہی اچاٹ ہو گئی آپ آئیے بدیع الزمان نے ہنسکر کہا کہ خیر بہت اچھا یہ کہکر سب داخل خیمۂ اسد ہوے اسد نے اپنی جگہ سے اٹھ کر ان سب کی تعظیم کی اور کرسیون پر بٹھایا یہ سب بیٹھ گئے قہور کو دیکھا کہ ایک ستون سے بندھا ہوا بیٹھا ہے غرض اسد نے اسی وقت صحبت عیش آراستہ کی جام مے گلفام گردش مین آیا یہان کا حال سنئے کہ لقا نے بلاشور سے کہا کہ اے بلاشور کسی طرح قہور کو اسد کی قید سے چھڑوا لا یہ سنکر بلاشور نے کہا کہ بہت اچھا ابھی جاتا ہون یہ کہکر اسی وقت لباس شب بدی زیب جسم کر کے جانب لشکر اسلام روانہ ہوا لشکر مین پہونچکر دیکھا کہ گرد لشکر تیس ہزار قزاق پہرا دے رہے ہین پھر بتدبیر کس طرح بنا اپنے تئین خیمۂ اسد تک پہونچایا کان لگا کر جو سنا تو معلوم ہوا کہ اسد کے ہان جشن ناؤ نوش بلند ہے سب بیٹھے ہوے ہین جام گلگون گردش مین ہے اپنے دل مین سے کہا کہ اے بلاشور یہین قہور کو اس مجمع مین سے لیجاؤن تب میرا نام بلاشور ہے یہ سوچ کر خیال کرتے کرتے ذہن مین آیا کہ خنجر سے نقب کنی کرنی چاہیے جسوقت یہ صحبت برخاست ہو اسی وقت جلدی جلدی پانچ چار خنجر مار کے داخل خیمہ ہوکر قہور کو چھڑا کر اسی نقب کے راستہ سے لیجانا چاہیے یہان تو خیمۂ اسد مین صحبت عیش و عشرت برپا ہے اور بلاشور اس تدبیر مین ہے کہ نقب لگائے اور ادھر بادشاہ اسلام کو یہ خیال گذرا کہ خیمۂ اسد کی نگہبانی اچھی طرح سے ہونی چاہیے ایسا نہو کہ یہ بلا سے بد بلاشور لے طرار کوئی آفت برپا کرے یہ خیال کر کے اسی وقت عمرو اور رفتاح اور شاپور سے کہا کہ تم سب اسد کے خیمہ کی نگہبانی کرو مبادا بلاشور کوئی

آفت برپا کرے قہور کو پکڑ لیجائے یہ حکم سنکر شاپور اور عمرو اسد کے خیمہ کی جانب چلے بارگاہ کے باہر نکل کر
شاپور نے عمرو سے کہا کہ خواجہ سلامت آپ چلیے مین ذرا پیشاب کرلون تو آتا ہون عمرو آگے بڑھے
اور شاپور اس طرف اتفاق سے پیشاب کرنے چلا آیا جس طرف بلاشور نقب لگا رہا تھا تازی تازی
کھودی ہوئی مٹی دیکھکر شاپور کے دل مین کچھ خدشہ گذرا پیشاب کرکے جیسا کھڑا ہو رہا اور کمند سر نقب پر پھیلا دی
اور خیال کیا کہ اگر بلاشور آئیگا تو اسی راستے سے آئیگا کمند مین پھانس لینگے یہ خیال کرکے سر کمند کا پکڑے
بیٹھا رہا ایک دو گھڑی کے بعد نقب مین بیٹھے بیٹھے بلاشور کو یہ خیال گذرا کہ ذرا دیکھ تو لون ایسا نہو کہ کوئی
شخص میری تاک مین بیٹھا ہو یہ تصور کرکے نقب کے دہرے پر آکے سر نقب سے باہر نکالا جیسے ہی کہ بلاشور
نے نقب سے سر نکالا ویسے ہی شاپور نے کمند کو حرکت دی بلاشور کا سر حلقۂ کمند مین پھنس گیا بلاشور
نے جست کرکے چاہا کہ حلقۂ کمند کا کاٹ کے نکل جائے بس جیسے ہی اُسنے ہاتھ اُٹھایا ویسے ہی شاپور نے اس کی
بغلون مین ہاتھ دیکے کھینچ لیا اور گردن بشکی باندھکر آواز دی کہ ارے دوڑو مین نے بلاشور کو گرفتار کرلیا یہ
آواز سنتے ہی عمرو اور فتاح دوڑ پڑے اور بلاشور کو مضبوطی سے باندھ لیا اب بلاشور اپنے دل مین سخت متحیر
ہے کہ یہ خدا پرست کس بلا کے لوگ ہین کہ کس ترکیب سے مجکو گرفتار کیا ہے لیکن عمرو نے اسکا تمام ساز و سامان
اور کپڑے اُتروا کر نذر زنبیل کیے اور شاپور اسے باندھکر سامنے اسد کے لایا نور الدہر نے کہا کہ اسکے
کپڑے کسنے اُتروالیے شاپور نے کہا خدا جانے مین معلوم نہین کہ اسے کسنے برہنہ کردیا نور الدہر یہ سنکر
مسکرائے اور سمجھے کہ یہ کارستانی عمرو کی ہے سوائے اُنکے اور کسی کا یہ کام نہین یہ سوچکر شاپور سے کہا کہ اچھا
رات بھر تو اُسے یہین رہنے دو صبح کو بادشاہ کے روبرو لیجاینگے غرض شب بھر تو بلاشور کو وہین رکھا صبح کو
جب آرایش آرائے چرخ چہارم شمشیر زنگاری افلاک سے نکل کر سپہر برین پر نمودار ہوا بادشاہ اسلام تخت شاہی پر
جلوہ افروز ہوے اور تمام سرداران اپنی اپنی جگہ پر آکر متمکن ہوے تو اسد بھی بادشاہ کے سامنے آیا اور بعد
سلام عرض کیا کہ حضور ہم نے رات کو ایک جنگلی موش گرفتار کیا ہے بادشاہ نے کہا ارے عزیز کیسا اور
کون موش اسد نے کہا کہ وہ موش جسنے تمام لشکر مین خوب سرنگین کھودی تھین اور فرزندان عمرو کا
جگر نوش جان کیا تھا بادشاہ نے کہا ارے بلاشور تو نہین اسد نے کہا کہ جی حضور بادشاہ نے کہا ابھی پیش
ہو اسد نے شاپور کو آواز دی کہ لانا بھی شاپور سنتے ہی بلاشور کو باندھے ہوئے بادشاہ کے سامنے لایا
بادشاہ نے جو دیکھا تو بلاشور سر سے پانون تک برہنہ ہے پوچھا کہ اسے ننگا کسنے کردیا شاپور نے کہا کہ حضور یہ مجھے نہین
معلوم مگر اے جہان پناہ اسکا قتل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے بادشاہ نے کہا کہ نہین ابھی قتل مناسب نہین
ہے اسکے قتل نکرنے مین مصلحت یہ ہے کہ زمرد شاہ امیر کو کوئی چشم زخم نہ پہونچا سکیگا اور اگر اسے قتل کیا تو یہی
خیال ہوتا ہے کہ مبادا زمرد شاہ امیر عالیجاہ کے دشمنون کو کوئی ضرر نہ پہونچائے اس سے بہتر ہے کہ ابھی
اسکو مقید رکھو غرضکہ بلاشور کو قید شدید مین مقید کیا نور الدہر نے ایرج سے کہا کہ کیون ایرج تمنے
دست راستیون کی بہادری دیکھی کہ اسد نے قہور کو کیونکر قید کیا ایرج نے کہا کہ قہور کی گرفتاری تو آپکی
حماقت سے ہوئی نہ آپ دیو کو تیر مارتے نہ وہ گرتا اور نہ قہور گرفتار ہوتا ہان مردمان دست چپ کی بہادری
قابل دید ہے کہ ہمارے عیار شاپور نے بلاشور کو کیونکر گرفتار کیا نور الدہر نے کہا کہ یہ ہے کام تو عیار کا
ہے اور عیاری دوسری چیز ہے بہادری اور شے ہے ایرج نے غصہ ہوکر کہا کہ اچھا پھر جلدی بہادری دیکھوگے تم

اگر ہم سوار ہو کر امیر کو قید سے چھڑالائین جب تو بہادری ہی یہ کہکر ایرج اٹھ گیا اور اپنے سامان مین
مصروف ہوا اب ایرج تو خلاصی امیر کے لیے جاتا ہے ادہر سنیے اب

دو کلمہ بقیہ داستان طہماس کے بیان کرتے ہین

بیا بشنو ای ہمدم داستان ٭ کہ باز آمدم بر سر داستان ٭ کہ جب سلیمان نے طہماس کو بیہوشی دے کر صندوق مین بند کر کے دریا مین ڈالدیا تو ملکہ سے آکر کہا کہ ای ملکہ طہماس کو تو مین نے دریا مین ڈالدیا اب کیا کروگی بہتر یہ ہی کہ اب مجکو قبول کرو طہماس کے ملنے کی امید دل سے بھلادو ملکہ نے کہا کہ ای سلیمان تجہین تو مین بجاے اپنے باپ کے خیال کرتی ہون اگر میرے پاس آوگے تو ایسا خنجر اپنے ماروں گی کہ کام تمام ہو جائیگا اور زیر مسند سے خنجر نکالکر دکھادیا کہ یہی خنجر ہی اور مین ہون ارے ہمیں بزرگ نے مجکو بشارت دی ہی وہی طہماس سے ملوا بھی دینگے تم اپنے دہانڑوں کو جھنکو یہ سنکر سلیمان نے خیال کیا کہ ترایا ہٹ مشہور ہی ایسا نہو کہ جب مین اس سے زیادہ مصر ہون تو یہ خنجر مارے خیر جب خود ہی ڈھیلی پڑجاویگی تو سمجھا جائیگا یہ سوچکر باہر چلا آیا اور کل حقیقت حال اپنے وزیر سے بیان کی وزیر نے کہا کہ خداوندا تو اضطراب کی کیا بات ہی ملکہ آپکے گھر مین ہی طہماس دریا برد ہو گیا پھر جلدی کی کیا بات ہی اب نہ سہی دو دن بعد سہی آخر رام ہووے ہی گی عورت کا دل کتنا جب تیگی کہان غرض میان تو یہ باتین ہین ادہر طہماس کا یہ حال ہی کہ دریا مین بہتے ہوئے چلے جاتے تھے بعد دو دن کے انہین ہوش آیا اپنے کو صندوق مین بند پایا خیال کیا کہ مجھے بیہوشی دیکر سلیمان نے اس صندوق مین بند کر کے دریا مین ڈالدیا ہی دلمین کہا کہ خیر جو خدا کی مرضی رضاے دوست ہمہ نیکو ست یہ کہکر درگاہ الٰہی مین مناجات کرنا شروع کی کہ خداوندا تو ہی ہر حال مین کفیل ہی اور ای کس بیکسان و فریاد رس دادخواہان اس وقت بیکسی مین سواے تیرے کس سے التجا کرون نظم

ای مقصد ہمت بلندان
ہم قصۂ ناشنودہ دانی
توفیق تو گر نہ رہ نماید
ای عقل مرا کفایت از تو
عاجز شدم از گرانی بار
تا غرق نشد سفینہ در آب
تا چند کنم زمرگ فریاد

مقصود دل نیازمندان
ہم نامۂ نانوشتہ خوانی
این عقدہ بعقل کی گشاید
جستن ز من و ہدایت از تو
طاقت نہ چگونہ باشد این کار
رحمت کن و دستگیر دریاب
کز مرگم ز دست مرگ بیداد

از آتش ظلم و دود مظلوم
عقل آبلہ پا و کوہ تاریک
عقل از در تو بصر فروزد
کن بیدل راہ تنگناک است
از ظلمت خود رہائیم دہ
بردار مرا کہ اوفتادم

احوال ہمہ بر است معلوم
درگاہ رہ بجوی باریک
گر پا بدرون نہد بسوزد
چون راہبرم توئی چہ باک است
با نور خود آشنائیم دہ
وز مرکب جہد خود پیادم

اس طرح بلبلا کر اسنے استغاثہ کیا تیر دعا ہدف اجابت پر مقرون ہوا دریاے رحمت الٰہی جوش زن ہوا ابھی مناجات طہماس تمام ہونے پائی تھی کہ یکایک ایک سوداگر کے جہاز اُس دریا مین نمودار ہوے سوداگر کی نظر جو اُس صندوق پر پڑی اپنے ملازمون سے کہا کہ جو کوئی اس صندوق کو لے آئے ہزار طومان انعام کا مستحق ہو یہ سُنکے لنگر ڈالکر چند جہازران اسوقت دریا مین کود پڑے اور تیر کے اُس صندوق کے برابر پہونچے اور کڑی لگا کر رسیان اُس صندوق مین باندھکر اپنی کمر دن مین رسیان لپیٹ کے اُس صندوق کو نکال لائے طہماس کو جو صندوق کھنچتا ہوا معلوم ہوا تو اپنے ذہین کہا کہ چپکے چلے چلو دیکھو خدا کیا کرتا ہی غرض جب وہ صندوق سوداگر کے پاس لائے تو اُسنے کہا کہ اچھا ابھی صندوق کو یون ہی بند رہنے دو جب منزل پر پہونچین گے تو اسکو کھولین گے اور ان ملاحون کو ہزار طومان دیکر جہازون کے لنگر

اُٹھوا دیے مگر اس دریا کے درمیان ایک پہاڑ تھا اور اُس پہاڑ پر ایک قلعہ بنا ہوا تھا نام اُس قلعہ کا قلعہ ارناک
ہے اور چار زنگی سب سے بڑے افلاک زنگی اور لولاک زنگی اور مقناک زنگی اور سواک زنگی مع بارہ ہزار
زنگیوں کے اُس قلعہ میں قیام پذیر ہیں جب اُس سوداگر کے جہاز قریب اُس پہاڑ کے پہونچے تو دیدبانوں نے دور
سے دیکھکر خبر دی کہ کچھ جہاز آرہے ہیں افلاک زنگی نے حکم دیا کہ حسب دستور جاکر محصول لے آو چند زنگی
غراب پر بیٹھکر اُن جہازوں کے قریب آئے اور پکار کے کہا کہ جہاز ٹھہراؤ جب جہازوں کا لنگر ڈالا یا تو اُن زنگیوں
نے کہا کہ محصول لاؤ سوداگر نے کہا کہ آخر مالک تمھارا کون ہے زنگیوں نے کہا کہ مالک ہمارا افلاک زنگی ہے جو جہاز سے
مقررہ محصول کو ادا کرو اور بآرام تمام چلے جاؤ سوداگر نے کہا کہ اچھا محصول تم کسقدر چاہتے ہو زنگیوں نے
کہا کہ اپنے مال کے چالیس حصے کرو ایک حصہ تم لے لو اور اُنتالیس حصے ہمیں دیدو سوداگر نے کہا کہ معلوم ہوا غرض
تمھاری صرف لوٹ مار ہے اچھا بہتر لوٹ لو یہ تقریر سوداگر کی سنکر اُن زنگیوں نے اپنے سرداروں سے جا کر بیان
کیا افلاک نے حکم دیا کہ اچھا اُس سوداگر کو تو پکڑ کے درخت سے باندھ دو بلکہ لٹکا دو اور مال اسباب لوٹ لو
یہ حکم سنکر وہ زنگی گئے اور سوداگر کو بجبر جہاز سے اُتار کر درخت میں لاکر لٹکا دیا اور عرض کیا کہ اسباب میں ایک
صندوق بھی ہے اجازت ہو تو اُسے بھی کھولکر مال و اسباب نکال لیں افلاک نے حکم دیا کہ اچھا اُس صندوق کو
ہمارے سامنے لے آؤ چنانچہ بہزار خرابی چالیس پچاس زنگی اس صندوق کو کھینچ کھانچ کر لائے افلاک نے خود اُٹھکر
قفل اس صندوق کا کھولا جیسے ہی افلاک نے سر اُسکا اُٹھایا ویسے ہی طہماس نے ہاتھ بڑھا کر گلا اُسکا پکڑ کر
دبوچ دیا اور الا اللہ کہکر اُٹھ بیٹھے بھائی کا یہ حال دیکھکر لولاک دوڑ پڑا کہ بھائی کو چھڑائے طہماس نے دونوں کو
اُٹھا کر زمین پر دے مارا تا اینکہ چور اُٹھا طہماس نے بیڑا اُٹھایا آخرکار طہماس نے سبکو زیر کر کے مسلمان کیا سبھوں نے
کلمہ طیبہ پڑھا اور اطاعت طہماس کی قبول کی طہماس نے حکم دیا کہ جلد سوداگر کو کھولکر لاؤ بسرعت زنگی گئے اور
سوداگر کو درخت سے کھولکر سامنے طہماس کے لائے سوداگر نے طہماس کو سلام کیا طہماس نے کہا کہ کیوں تاجر ان نے
کیسا تجکو قید سے رہا کرایا سوداگر نے کہا کہ اچھا آپ نے چھڑایا تو چھوڑ دیا میں نے بھی تو آپکو خرید کیا ہے طہماس
نے کہا چہ خوش میں تو صندوق میں بند تھا اُس صندوق کو کسنے کھولا اور کسنے نکالا سوداگر نے کہا کہ ملاحوں
نے طہماس نے کہا کہ اگر آپ نے ملاحوں کو بطریق انعام کچھ دیا تو کیا وہ میری قیمت ہو سکتی ہے ہرگز نہیں اور
خیر اس سے کچھ بحث نہیں اب بہتر واسب یہ ہے کہ اسلام قبول کرو سوداگر نے کہا بہتر طہماس نے کلمہ طیبہ تعلیم
کیا سوداگر بھی از سر صدق مشرف باسلام ہوا طہماس نے کچھ زر و جواہر مال سوداگر سے زنگیوں کو دلوایا اور
باقی مال اُس سوداگر کو دیکر رخصت کیا سوداگر نے تو اپنا مال و اسباب لیکر جہازوں پر لدوا کے خوشی خوشی اپنی
راہ لی اور طہماس نے اُن زنگیوں سے پوچھا کہ کیوں بھائیو یہاں سے شہر نگارستان کتنے فاصلہ پر ہے زنگیوں
نے کہا اگر بسواری کشتی تشریف لیجائیے گا تو البتہ کوئی دس دن میں وہاں پہونچیے گا طہماس نے کہا کہ اچھا
خدا حافظ ہم تو وہیں جائیں گے زنگیوں نے کہا کہ پھر ہم بھی آپکے ساتھ ہیں ہر چند طہماس نے انکار کیا مگر
زنگیوں نے نہ مانا بہت مصر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور یہ ممکن نہیں کہ ہم آپکو تنہا چھوڑ دیں آپ ہمارے آقا جسنے ہمیں
اس دین مبین سے مشرف کیا کہاں رہیگا ہم آپکے قدم بقدم ہیں تم ہرگز نہیں چھوڑ سکتے جہاں پر آپ جائیے گا ہم آپکے
ہمراہ جائینگے جب طہماس نے دیکھا کہ یہ لوگ کسی طرح نہیں مانتے تو کہا خیر چلو میرا کیا نقصان ہے تمھیں کو تکلیف
ہوگی غرضکہ کشتیاں تیار ہوئیں اور طہماس مع پانسو زنگیوں کے روانہ ہوئے جلدی جلدی کشتیاں

کھیتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ بعد تین شبانہ روز کے ایک جھونکا باد مخالف کا اس زور سے چلا کہ کشتی ان
کی ٹوٹ گئی اور یہ دریا میں ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے چلے ایک آن واحد میں دریا کے تھپیڑے سے
کوئی دس بیس کوس کے فاصلہ پر نکل گئے ایک لکڑی بہتی ہوئی مضبوط سی انکے ہاتھ لگ گئی اب یہ اس
لکڑی کے سہارے سے ذرا سنبھلے اور اسی لکڑی پر بیٹھ کے چلے جس طرف کی ہوا ہوتی تھی اسی طرف وہ
لکڑی بہہ نکلتی تھی تا اینکہ تین روز تک اس دریا میں بھوکے رہے فقط پانی کا سہارا تھا آخر طہماس
پر گرسنگی نے غلبہ کیا اور یہ کیفیت ہوئی کہ اب جھونکے کھا کھا کر گرنے لگے درگاہ الٰہی میں دست مناجات
بلند کرکے دعا کرنی شروع کی کہ خداوندا تو بڑا ارحم الراحمین ہے جسطرح تونے ایسی بلا سے نجات دی اور
دوبارہ زندگی عطا فرمائی اسی طرح اس عذاب و گرداب اضطراب سے رہائی دے تیری ہی ذات پاک کا تکیہ ہے الٰہی اشعار

چو عاجز رہا نستہ ام مر ترا
ازین سیل کا سم جہان مستغنا
سیاہ و براہیم تو گردان سپید
امیدم بتو ہست اندازہ بیش

درین عاجزی چون نخوانم ترا
کہ یک لشکر دین این دو دیار
ما گر درین زور گشت ناامید
مکن ناامیدم ز درگاہ خویش

گر بود طوفان سیلاب سخت
عقوبت مکن عفو خود آدمم
رہے مستقیم آور کہ انجام کار

و ... غمان من نداد رخت
بدرگاہ تو روسیاہ آدم
تو خوشنود باشی و من رستگار

اس طرح بحضور قلب سے طہماس نے مناجات
کی کہ بحر رحمت الٰہی موجزن ہوا ہنوز دعا انکی تمام ہونے پائی تھی کہ وہ لکڑی ایک کنارہ پر جا لگی
طہماس نے شکریہ ناخدائے حقیقی بجا لاکر اس لکڑی سے اتر کے پہلے اسی دریا سے وضو کیا اور دو رکعت نماز
شکریہ ادا کی بعد ازاں حمد و ثنائے الٰہی میں رطب اللسان ہوکر کچھ جنگلی میوہ اور پھل توڑ کر نوش جان
کیے پانی پیکر شکر خدا کیا اور ایک پتھر اٹھا کر اپنے سرہانے رکھکر خوب ٹانگ پھیلا کر چین سے آرام فرمایا
مست و بیدار گرد و نیم شب ز دست ساقی روز محشر بامداد جھکتے ہوئے تو آزردہ تھے ہی کئی دن کی صعوبت
کے بعد جو یہ آرام ملا تو خوب ہی غافل ہوکر سوگئے صبح کو جب انکی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ بہت سے گھوڑے
صحرا میں چر رہے ہیں طہماس نے انمیں سے ایک گھوڑے کو پکڑ لیا اور اسکی پشت پر سوار ہوئے طہماس کے
بیٹھتے ہی وہ گھوڑا ابھی زمین پر بیٹھ گیا طہماس اتر پڑے اور گھوڑا بھڑک کر مر گیا اسیطرح سات گھوڑے
طہماس نے ہلاک کیے جب طہماس نے دیکھا کہ سات گھوڑے برابر مر گئے اور کوئی گھوڑا انکا بوجھ نہ اٹھا سکا
تو یہ بیچارے مجبور ہوکر ایک جانب یاد خدا میں بیٹھ رہے جب ان گھوڑوں کا محافظ آیا اور اسنے سات
مرکبوں کو مردہ پایا تو گویا اسپر کوہ الم ٹوٹ پڑا متحیر ہوکر چہار جانب دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک طرف ایک پہلوان
سر جھکائے ہوئے بیٹھا ہے اس شخص نے طہماس سے پوچھا کہ کیوں جناب آپ یہاں کتنی دیر سے تشریف رکھتے
ہیں طہماس نے کہا کہ بڑی دیر ہوئی اسنے کہا کہ آپکو کچھ خبر ہے کہ ان گھوڑوں کو کس نے مارا طہماس نے کہا
ان گھوڑوں کو ہم نے مارا ہے اسنے کہا کہ آپ نے بڑا غضب کیا میں تو ایک غریب آدمی ہوں اور یہ گھوڑے
طویلہ سلطانی کے ہیں اب میں کیا کروں طہماس نے کہا کہ تم کیوں ڈرتے ہو جاکر اسیوقت بادشاہ سے اطلاع
کردو وہ محافظ حضور بادشاہ حاضر ہوا اور کل کیفیت من و عن عرض کی بادشاہ نے فی الفور کوتوال کو روانہ
کیا کہ ابھی جاکر اس شخص کو گرفتار کرلاؤ کوتوال اسیوقت لپکا ہوا طہماس کے پاس آیا اور کہا کہ چلو تمہیں
بادشاہ یاد کرتا ہے طہماس نے کہا کہ وہ بادشاہ تمہارا ہوگا اور تم کیا گیدی ہو جاؤ کہدو کہ ہم نہیں آتے پہلے تو کوتوال
سمجھا کہ یہ کوئی مصیبت زدہ شخص ہے اس سے نرمی کہنا چاہیے یہ سوچکر اسنے بلجاجت کہا کہ بابا لگ

چپکے چلے چلو مبادا ایسا نہو کہ مستوجب عتاب بادشاہی ہو طہماس نے جھلا کر کہا کہ جاؤ کہدو نہین آئینگے
اگر مرتبہ ہم سے کہدیا کہ نہین آئینگے اب کہانتک تمہارے ساتھ کے جائین کیون خواہ مخواہ دماغ پریشان
کر رکھا ہے اب جو زیادہ غصہ ہوئے تو کوتوال کو بھی غیظ آگیا جھنجھلا کر ایک کوڑا اسپر اٹھایا طہماس نے اٹھکر کوڑا
تو چھین لیا اور ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ کوتوال بیہوش ہو کر گر پڑا جب اُسے ہوش آیا تو دوڑا ہوا
بادشاہ کے پاس گیا اور کل حقیقت معرض بیان مین لایا کہ حضور وہ تو ایسا قوی ہیکل شخص ہے کہ مجھکو ایک ہی
طمانچہ مین بیہوش کر دیا اُسکا طمانچہ کھا کر ایسا چکر آیا کہ پھر قیام مشکل ہوا لاکھ لاکھ سنبھلا مگر کسی طرح میرے
ہوش و حواس بجا نہ رہے یہ سنکر بادشاہ اٹھ کھڑا ہوا اور حکم دیا کہ ہماری اردلی کی فوج تیار ہو ہم خود جا کے
دیکھین تو وہ کون ایسا زبردست شخص ہے یہ کہکر اُسیوقت سوار ہوکے جانب صحرا روانہ ہوا جب قریب پہونچا تو طہماس
نے دیکھا کہ یکایک گرد عظیم جانب صحرا سے بلند ہوئی طہماس سمجھا کہ بادشاہ مع فوج آتا ہے یہ سوچ کر اپنی جگہ سے
اٹھکر ایک بڑے سے درخت کو کولے مین لیکر اکھیڑ لیا اور سر راہ اُس درخت کو کاندھے پر لیکے کھڑا ہوا
بادشاہ نے جو دور سے طہماس کی یہ قوت دیکھی گویا ہزار جان سے اُسپر عاشق ہوگیا اور سمجھا کہ یہ شخص کسی
بڑے ہی بہادر قوم کا معلوم ہوتا ہے اور خود بھی نہایت بہادر ہے یہ سوچ کر بادشاہ نے کل فوج کو پیچھے چھوڑا
اور خود یکہ و تنہا طہماس کے پاس آیا اور کہا کہ اے جوان تو کون ہے اور کہانسے آیا ہے طہماس نے کہا کہ مرد مسافر
ہون سیاحت کنان ادھر بھی آنکلا بادشاہ نے کہا کہ ہمارے بلانے سے کیون نہ آیا طہماس نے کہا کہ مجھے ایک تکلیف
ہو گئی ہے اس سبب سے حاضر ہونے مین تامل کیا سات گھوڑے بادشاہی مجھسے ہلاک ہو گئے اگرچہ مین نے دیدہ و
دانستہ نہین مارے مین چاہتا تھا کہ گھوڑے پر سوار ہون جب مین ایک گھوڑے پر سوار ہوا تو وہ بار نہ اٹھا
سکا کمر اُسکی ٹوٹ گئی مر گیا اسی طرح سات گھوڑے آپکے مجھسے ہلاک ہو گئے یہ سنکر بادشاہ نے کہا کہ اچھا
مر گئے تو مر گئے جہنم واصل کل طویلہ کے گھوڑے تمپر تصدق ہین تم ہمارے ساتھ ہماری بارگاہ مین چلو یہ کہکر ایک
فیل زبردست پر طہماس کو سوار کر کے بارگاہ مین لایا اور اپنے برابر دنگل پر جگہ دی اور نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا
ہوا اور پوچھا کہ اے جوان بندہ کیست طہماس نے کہا کہ بندۂ خدا بادشاہ نے کہا کہ بھئی ہم بھی بندۂ خدا ہین
طہماس نے کہا کہ حضور کس خدا کے بندہ ہین بادشاہ نے کہا کہ تم کس خدا کے بندہ ہو آیا بندۂ لقا ہو یا
کسی دوسرے کے بندہ ہو طہماس نے کہا کہ لقا ایک مرد گمراہ ہے امیر کشور گیر کے ہاتھ سے بھاگتا پھرتا ہے ایک
بھگوڑا آدمی ہے اللہ اُسکی خدائی مخلوقات سے ہے جس خدا کے ہم اور آپ دونوں بندہ اور مخلوق ہین اے بادشاہ
اسوقت آپ خود خیال کر سکتے ہین کہ جو مثل ہم اور آپکے ہو اور ہماری جنس کی ایک فرد ہو وہ کسی عاقل کے
نزدیک بھی لائق خدائی ہو سکتا ہے اے بادشاہ ہمارا خدا ہمارے اور آپکے اور کل مخلوقات کے نوع اور جنس
سے علحدہ ہونا چاہیے اور مرتبہ اور شان اُسکی ہمارے مرتبہ اور شان سے متفوق ہو نہ کہ ہمسے مساوی اور ہمسر اے
بادشاہ اُسکا مرتبہ ہماری عقول اور ادراکات سے مستبعد ہونا چاہیے کیونکہ جب وہ ہمارا خالق ہے اور عدم سے
عالم کو وجود مین لایا ہے تو ہماری عقل کا اُسکی حکمت و مصلحت و ماہیت و حقیقت سے مطلع ہونا بھی عقل کے خلاف
ہے نہ کہ جیتا جاگتا ہمارے اور آپکے سامنے مثل لقاے بے بقا کے موجود ہو جائے العیاذ باللہ اے بادشاہ خدا ایسا
ہونا چاہیے کہ کسی مخلوق کے ساتھ اُسے تعبیر کر سکین نہ کہ لقا سا شخص کہ جسے ہر ایک عاقل بلکہ بیوقوف سا بیوقوف
بھی مثل ہماری جنس کے بتادے کہ مثل تمہارے یہ بھی آدمی ہے مثلاً اگر خدا کو ہم نور نہین تو نور و ضیا بھی

نہیں کہ سکتے اسلیے کہ یہ بھی منجملہ مخلوقات ثابت ہو گئے اور علاوہ اسکے یہ دونوں تنہا نہیں پائے جاتے بجز
اسکے کہ کسی دوسری شی میں ہو کر پائے جائیں قائم بالذات نہیں ہیں اور جب کسی دوسرے میں ہو کر پائے گئے
تو لامحالہ محلیت اور مکانیت ثابت ہوگی تو یہ شان تو ہماری ہے اور پہلے ہی میں گذارش کر چکا ہوں اور ثابت کیا
ہے کہ ہماری شان سے اسکی شان ارفع اور اعلیٰ ہونی چاہیے نہ ہمارے برابر اور مثل ہمارے اور جب وہ مثل
ہمارے نہوا اور ہماری جنس و نوع سے علیحدہ ہوا تو ادراک اُسکے کنہ حقیقت کو نہ دریافت کر سکے جیسا کہ پہلے التماس
کیا تو ہم اُسے دیکھ بھی نہیں سکتے نہ لقا جیسا شخص کہ جب چاہیں دیکھ لیں اور اے بادشاہ جب ہم میں سے
اور مثل ہمارے نہیں ہے تو مثل لقا حوادثات فلکی اور رفتار زمانہ کا تابع بھی نہونا چاہیے وہ اپنے کسی
مخلوق سے مغلوب نہو سکے بلکہ ہر اک کی زمام اختیار اُسکے ید قدرت میں ہو نہ لقا جیسا کہ ہر ایک غالب سے
مغلوب ہوا اور ہو سکتا ہے پس اگر معاذ اللہ لقائے بےبقا ہی خدا ہے تو حضرت امیر حمزہ کا اُسپر غالب ہونا چہ
معنی دارد اور علاوہ اسکے یہ خیال کرنا چاہیے کہ تمام عالم امکان میں ایک ہی خدا کی ضرورت ہے یا دو کی اگر ایک
سے زیادہ کی ضرورت ہو تو ہرگز ثابت نہوگی اسلیے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب ایک مقام یا ایک شہر میں اس عالم
امکان کے دو حاکم یا دو بادشاہ نہیں رہ سکتے اور دو شخص مساوی الاختیار اور مساوی القوۃ کا گذر محال ہے اور اگر
ہو تو فساد رکھا ہوا ہے اور واقع ہوتا ہے تو اب ایک مقام پر ایک ہی کی ضرورت ہوئی تو پھر تمام جہان کا تو بدرجہ
اولیٰ ایک ہی حاکم ہونا چاہیے اور وہ ایک بھی ایسا ایک ہو کہ لقا کی طرح بختیارک سے شیطان درگاہ
اور اسکے شعبدہ اور نجوم کی اُسے ضرورت نہو کیونکہ درصورت ضرورت دوسرے کی محتاجی ہوگی اور ایسا محتاج
لقا جیسی قدرت والا خدائی کے قابل ہرگز نہیں ہو سکتا اور وہ ذات تو ایسی وحدہٗ لاشریک ہونی چاہیے کہ نہ وہ
کسی کا زوج ہو سکے نہ باپ نہ بیٹا نہ کسیکا مخلوق اسلیے کہ اگر ہمارے مثل اُسکا بھی کوئی خالق ثابت ہو تو تسلسل لازم
آئیگا اور یہ عقلاً محال ہے اور یہ سب نقائص بلقا میں موجود ہیں اور خدا ان نقائص سے مبرا ہونا چاہیے تو اب لامحالہ
خدا وہی خدا ہے جسے ہم اور تمام مسلمان خدا کہتے ہیں اور لقا کی خدائی باطل ہوئی اے بادشاہ بموجب مضمون نظم

مر رشتۂ راز آفرینش عاجز شدہ عاقلان شیدا چون وضع جہان بما محال است	نتوان دیدن بچشم بینش لیکن رقم چگونہ گردد پیدا خود بیش برون ز ترا نعیال است	این رشتہ قضا نہ آنچنان بافت کو داند کس کہ چون جہان کرد در پردہ راز آسمانے	کو راسوشتہ دان توان یافت ممکن نتوان کہ آنچنان کرد سر رشتہ زخیم با سہانے

پس اے بادشاہ یہ سب باتیں جو میں نے مختصراً بیان کی ہیں یہ ایسی باتیں ہیں کہ اگر کوئی عاقل اُنکی نسبت
غور کرے تو بجز اسکے کہ اُسے ہمارے خدا کی خدائی کا اقرار اور لقا کی خدائی کا بطلان کرنا پڑے اور مذہب
حقہ اسلام کو قبول کرنا پڑے اور کوئی چارہ نہوگا اور اے بادشاہ وہ ذات مستلزم الصفات تمام
نقائص سے مبرا اور منزہ ہے اُس کی کنہ حقیقت کو بشر کی کیا مجال ہے کہ ادراک کر سکے

خداوندا بسے چون بیدار زبان زبان تازہ کردن باقرار تو بہر چہ آفریدی و ہستی فراز گرچہ ان کہ اندیشہ گرد و ملنا	نماند کہ چون گردی غارتمان نہ انگیختن علت از کار تو نیازت نہ او از ہمہ بے نیاز سر خود بردن نادر درین گمند	تباید زنا جز نظر کر دلی حسابے کزین بگذرد گمرہی ست چنان آفریدی زمین و زمان	دگر حقیقتی باز یا خورد لی زبادی تو اندیشہ بے آگہی ست جہان گردش انجم و آسمان

عقل بشر عاجز اور فہم انسان ضعیف البنیان قاصر ہے
القصہ یہ سب تقریر طہماس کی سنکر بادشاہ بڑی دیر تک کچھ سوچا کیا اور بعد فکر و تامل بسیار طہماس سے

کہا کہ ای طہماس واقعی تمھارا مذہب حق ہی اور لقا ہرگز لائق خدائی نہین ہی مین نے تمھارا مسلک اختیار کیا
ای طہماس جو تمھارے مذہب مین آئے وہ کیا کہے طہماس نے کلمۂ طیبہ بادشاہ کو تعلیم کیا اور وہ کلمہ پڑھکر از سر
صدق شرف اسلام سے مشرف ہوا اور اسیوقت طہماس کے واسطے سامان عیش و عشرت بہم پہونچایا اور کہا کہ ای
طہماس ابتو مین نے تمھارا مذہب بھی قبول کر لیا اب مجھ سے کاہے کی پوشیدگی رہی اب تم اپنی مفصل کیفیت
مجھسے بیان کرو کہ تم کہانسے آتے ہو اور کہان جاؤگے اور کس غرض سے نکلے ہو اور یہانتک کیونکر آگئے یہ سنکر طہماس نے کہا

چہ گویم از سرو سامان خود عمریست چون گل	سیہ بختم پریشان روزگارم خانہ بردوشم	الٹھے سے میری دل نہ غم ہے اگر حضر نگاہی ہو
ثمر و خشی کے عوض پائیگا تکلیف فغان مجھسے	کیا پوچھتے ہو ہمدم مجھ زار و ناتوان کی	رنگ رنگ مین تپش غم ہو کیسے قرار کہان کی

ای بادشاہ سلامت حال اس برگشتہ مال کا یہ ہی کہ مین ایک سپاہی ہون لشکر امیر حمزہ صاحبقران کا یہ سنکر بادشاہ
نے کہا کہ نہین طہماس مین سنا نونگا کل حال صاف صاف بیان کرو جب طہماس نے بادشاہ کو مصر پایا تو اپنی کل
کیفیت از ابتدا تا انتہا بیان کرنی شروع کی تا اینکہ بیان کرتے کرتے قصۂ تعشق ملکہ دلربا پر آیا اور عشق مین
ملکہ کے اپنی برگشتی اور شہر نگارستان تک پہونچنا اور حال دریا مین ڈال دینے کا اور اس شہر تک تباہ ہو کے
آنے کا سب بیان کیا پس جیسے ہی بادشاہ نے ملکہ کا نام سنا بے اختیار ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر
رو دیا طہماس نے کہا کہ حضور کو اسقدر ملال کی کیا وجہ ہی بادشاہ نے کہا کہ اس قصہ کو نہ پوچھو کہ
میرا اسکا دل دکھاتا ہی کوئی دکھ اور ہی چھڑو ٭ بیت ٭ خانہ برد و شون سے نپوچھو آشیانے کا ٭ جب طہماس نے بہت اصرار کیا تو
بادشاہ نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کے کہا کہ ای طہماس ملکہ دلربا میری ہی بیٹی ہی اور میرے پاس سے اسطرح
غائب ہو گئی اور کل کیفیت بیان کی اور کہا کہ ای طہماس شاہ محیط کوہ مین ہی ہون اور یہی شہر خرم محیط
ہی مین نے اس لڑکی کو تمھاری کنیزی مین دیا اب یہان سے کوچ کر کے شہر نگارستان کو چلنا چاہیے
اور اسی وقت سے تیاری کوچ کی شروع کی دو تین روز کے عرصہ مین کل سامان درست کر کے طہماس کو اپنے
ہمراہ لیکر شہر نگارستان کا رستہ لیا بعد طے مراحل اور قطع منازل کے جب شہر نگارستان مین پہونچے تو
خیمہ اپنا نصب کرا دیا اور بارادۂ جنگ لشکر کو مرتب کرنا شروع کیا جب یہ خبر سلیمان شاہ کو پہونچی اس نے
بھی قلعہ سے نکلکر طبل جنگ بجنے کا حکم صادر کیا ادھر سے لشکر فوج مین طبل جنگ بجا اور ادھر شاہ محیط کوہ
نے بھی نقارہ رزمی بجوا دیا وہ شب تو تیاری سامان جنگ مین بسر ہوئی ہر ایک بہادر اپنے اسلحہ کی
نگہداشت کرنے لگا چار طرف شور تلوارون کی جھنکارون کا بلند ہوا تا کل جنگ و نبرد ہر ایک گرد از چند ہوا
شمشیرین چرخ پر چڑھنے لگین مریخ کا دل خون ہوا کہ اب تیغ کی موجین بڑھنے لگین زمانہ کو یہ خوف و بیم کا
عالم تھا کہ دمبدم رنگ بدلتا تھا قلب برش تیغ سے دہلتا تھا ہر لشکری نہنگ بحر آہن تھا موذی کے لیے
مار آستین دشمن تھا غرضکہ رات بھر یہ فوج ظفر موج درستی آلات حرب مین مصروف رہی پچھلے سے
غازیان ہوشیار نے غسل کر کے کفن سر سے باندھا ہتھیار زیب جسم کر کے سر محراب عبادت خالق اکبر
مین جھکایا اور دعا کی کہ سر دینے کا زمانہ قریب آیا محراب خم شمشیر مین ہم سر جھکا مین لب جو تیغ مین رہی
چراغین اس طرف تو یہ عجز و انکساری تھی ادھر فوج اعدا مین لقا پرستی اور کفر شعاری تھی اس طرف تضرع
و زاری ادھر لاف زنی و نخوت کی گرم بازاری ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ٭ دونون طرف ہنگامۂ عظیم
برپا تھا کہ ظلمت شب مثل ظلمت کفر تیغ کو ساخرنے مثل جبین اہل اسلام مٹی اور رشتہ خط سفید کی سحر پر انجم

نے مشعل دار تسبیح گردش قبول کی | سجا خورشید نے عمامۂ نور | ہوئی بالکل سیاہی شب کی کافور
فوج نے دی صدائے آمد صبح | بندھی ہر سو ہوائے آمد صبح | سحر کا دانت کھا ہی شب کے اوپر
وہ آئی مشعل خورشید لیکر | ہوا سینہ فلک کا ناگہاں چاک | ہوا جس سے نمایان مہر افلاک

صبح کے ہوتے ہی سواروں کے پرے پیادوں کے غول لعظم وشان تمام جانے لگے صحرا میں اس فوج کے ہونے سجنے سے نئے لطف نظر آتے تھے وہ نور کا تڑکا اور جنگل سر سبز طائران خوش الحان کا حمد معبود میں زمزمہ سرائی کرنا فوجوں کا زرق برق در ودیان بہین کرنا طرح طرح کے پھولوں کا گویا صحرا میں کھلنا عاشق سوا اپنا رنگ دکھاتی نسیم صبح دلیں سوز و گداز بڑھاتی خلاصہ یہ کہ اسی طرح دونوں لشکر دار و عرصۂ نبرد ہوئے نکرونی نے قرنا کو دم دیا صفیں کھنچیں تیغیں چمکیں ہتھور شعار للکارے بہادروں نے نعرۂ ہل من مبارز بیارے نقیب آگے بڑھکر پکارے کہ عالم میں سدا کون رہا ہے دلاوروں کا نام بہادروں کا کیا ہے کام بڑھکر ہو جانا تمام دیکھو اب نہ رستم ہے نہ سام یہ کہکر نقیب ہٹے لڑنے والوں کے حوصلے بڑھے اس طرف سے مرجان مشت زن سلیمان سے اجازت لے کر میدان میں آیا اور مبارز طلبی کی ادھر سے طہماس اپنا مرکب بڑھا کر مرجان کے مقابلہ کو نکلا جیسے ہی طہماس نے آکر اپنے منہ سے جھلم اٹھائی اور مرجان کی نگاہ طہماس پر پڑی مارے دہشت کے کانپنے لگا اور میدان سے پھر کر لرزان و ترسان بادشاہ کے سامنے آیا اور عرض کیا کہ خداوندیہ تو وہی شخص ہے جسے آپ نے دریا میں ڈلوا دیا تھا میں بھلا اس سے کب تاب مقاومت لا سکتا ہوں یہ سنکر بادشاہ سلیمان طہماس کے قریب آیا اور کہا کہ اے شہریار آپ وہی شخص ہیں جسے میں نے دریا برد کر دیا تھا طہماس نے کہا کہ ہاں میں وہی ہوں سلیمان نے کہا کہ پھر کیونکر برآمد ہوئے طہماس نے کہا بقدرت خدا یہ سنکر بادشاہ نے کچھ سوچکر کہا کہ اے شہریار واقعی اسکا دین برحق ہے اور خدا برحق ہے میں نے آپکا دین اختیار کیا اور دختر محیط کوہ سے ہاتھ اٹھایا اور جیسا آپ نے فرمایا تھا کہ اے سلیمان اب تو بجائے بیٹی کے اسے نگاہ کر تو اب میں اس ملکہ کو ایسا ہی جانتا ہوں اور اب تک میں نے اسکے ہاتھ نہیں لگایا وہ آپکو مبارک ہو اور آپ اسے مبارک ہوں بسم اللہ تشریف لیجائیے اور سامان شادی میں مصروف ہوجیے یہ سنکر طہماس نے سلیمان شاہ کو کلمہ طیبہ تلقین کیا اور خوشی خوشی لشکر محیط کوہ میں مراجعت کی اور کل حال محیط سے بیان کیا محیط بھی سنکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ شہریار خدا مبارک کرے طہماس نے کہا کہ میں اور آپ دونوں کو غرض کہ جانبین میں شادی کی تیاری ہوئی اور خوشی با صد ہزاران آرزو طہماس اور ملکہ دلربا کی شادی ہوئی طہماس نے در مقصود حاصل کر کے شکر بیحد درگاہ الٰہی میں بصد عجز ادا کیا بعیش و عشرت شب و روز بسر کرنے لگا صدمۂ مفارقت اور شام غربت کے جسقدر مصائب سہے تھے وصل دلربا سے وہ سب مبدل بعیش و سرور ہوئے القصہ ایک روز طہماس اور محیط بارگاہ سلیمان شاہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ ایک ہرکارہ نے آکر سلیمان شاہ کو ایک نامہ دیا سلیمان شاہ نے اس نامہ کو پڑھ کر طہماس کے ہاتھ میں دیا طہماس نے جو اس نامہ کو پڑھا تو سلیمان شاہ کو منجانب لقا لکھا ہوا تھا کہ اے سلیمان شاہ بیٹھے بار گرمیں ہم سے جنگ ٹھہر گئی ہے نامہ کے دیکھتے ہی میری امداد کو جلد آؤ طہماس نے ہرکارہ سے حال ایرج و تورج اور سعد اراب کا دریافت کر کے از طرف سلیمان شاہ لقا کو جواب لکھا کہ اے لقا ہم کو اپنے پاس پہونچا ہی سمجھنا ہرکارہ تو اُدھر جواب لیکر گیا اور یہاں طہماس نے محیط اور سلیمان کو

ہمراہ لیکر جشنہ بارگری کی جانب ارادہ کوچ کیا اب انھیں تو یہیں چھوڑ دیجیے اور

اب ذرا کلمہ بقیۂ داستان لندھور اور مالک کے ملاحظہ فرمایئے

بچھڑے راہ سے وہ جہاں تھک تھکا
نہ جانا کہ دنیا سے جاتا ہو کوئی
چلے آتے ہیں دلمیں ارمان لیکن
سنانے کا قابل جو تھی بات انکو
کسی نے کچھ انکو ابھارا تو ہوتا
بنا ہو ہمیشہ یہ دل باغ صحرا
ہنسیں کھیل ہی داغ یا دونے کسکو
حافظ وہ ارغنون میں ساز

اجل گر ہی تو کہاں آتے آتے
بہت دیر کی مہرباں آتے آتے
مکان بھر گیا میہماں آتے آتے
وہی رنگتی درمیاں آتے آتے
نہ آتے نہ آتے یہاں آتے آتے
بہار آتے آتے خزاں آتے آتے
کہ آتی ہے اردو زباں آتے آتے
از پردہ چنین برآرد آواز

سمجھے یاد کرنے سے یہ ہا تھا
ابھی سن ہی کیا ہے جو بیباکیاں ہیں
یقیں ہو کہ ہو جائے آخر کو سچی
مرے آشیاں کا تو تھے چار تنکے
قیامت بھی آئی تھی ہمراہ انکے
کلیجہ مرا منہ کو آئیگا اک دن
مصاحب خبرے فسانہ پرداز

کلیجے دم ہچکیاں آتے آتے
انھیں آئینگی شوخیاں آتے آتے
مرے منہ میں تیری زباں آتے آتے
چمن اڑ گیا آندھیاں آتے آتے
مگر رہ گئی ہمعناں آتے آتے
یوں ہی لینگے آہ و فغاں آتے آتے
زین قصہ چنین دہد خبر باز

کہ جب لندھور سے آسمان پری نے کہا کہ میں نے تمکو قہقہہ کے مقابلہ کے لیے طلب کر لیا ہے تو لندھور و مالک نے کہا کہ اسے تو میں نے قید کر لیا تھا کیا وہ کوہ بلور سے رہا ہو کر چلا گیا بہتر ہو کہ کوچ کر کے اسکے مقابلہ کو چلیے یہ سنکر آسمان پری نے وہاں سے قصد کوچ کیا جب قہقہہ کو یہ خبر پہونچی کہ آسمان پری لندھور اور مالک کو لیکر آتی ہیں تو یہ خبر سنکر قہقہہ کے جسم میں تھرتھری پڑ گئی اور کہنے لگا کہ یہ خدا پرست تو بڑے ہی زبردست ہیں انسے کون مقابلہ کر سکیگا میں دو دیوون کو بھیجتا ہوں کہ جا کر لندھور کو گرفتار کر لائیں یہ کہکر جھنجھان دیو اور ٹھنجان دیو کو واسطے گرفتاری لندھور و مالک کے روانہ کیا اور یہاں سنیے کہ آسمان پری نے لندھور اور مالک کے لیے صحبت عیش و عشرت برپا کی تھی تین پہر رات تک ہنگامۂ عیش و نشاط ملبند رہا جب صحبت برخاست ہوئی اور مالک و لندھور اپنے اپنے خیمہ کی جانب روانہ ہوئے تو دیو بھی آپہونچے اور راستہ ہی سے ان دونوں کو اٹھا لیگئے جب یہ دونوں بالائے ہوا بلند ہوئے تو بیہوشی ان پر طاری ہو گئی تا اینکہ اسی حالت سے سامنے قہقہہ کے پہونچے قہقہہ نے ان دونوں کو طوق و زنجیر میں مسلسل کر کے گرفتار کیا اور حکم دیا کہ ان دونوں کو طلسم گلزار سلیمانی میں قید کرو اور یہاں جو صبح ہوئی تو ہرکاروں نے آسمان پری سے بیان کیا کہ شب کو لندھور اور مالک غائب ہو گئے آسمان پری نے حکم دیا کہ جلد خبر لاؤ کہ یہ واقعہ اصل میں کیونکر گذرا اسی وقت ہرکارہ دیو گیا اور جا کر تحقیق کر کے واپس آیا اور عرض رسا ہوا کہ حضور سنکو جب لندھور و مالک آپکے پاس سے اٹھ کر گئے تو بحکم قہقہہ جھنجھان دیو اور ٹھنجان دیو دونوں کو قہقہہ کے پاس اٹھا لیگئے اور قہقہہ نے ان دونوں کو مقید کر کے طلسم گلزار سلیمانی میں قید کرنے کو روانہ کر دیا آسمان پری نے یہ سنکر کہا کہ خیر کیا مضائقہ ہے سمجھا جاویگا ہم بھی طلسم گلزار سلیمانی کی جانب روانہ ہوتے ہیں یہ کہکر اسی وقت سامان سفر درست کر کے طلسم گلزار سلیمانی کی راہ لی بعد طے مراحل و قطع منازل طلسم گلزار سلیمانی کے قریب پہونچیں تو گھوڑے کو تیز کرنے کا قصد کیا کہ اپنے تئیں طلسم گلزار سلیمانی میں پہونچائیں یہ ارادہ دیکھ کر عبدالرحمن جنی آگے آیا اور لگام فرس کو تھام کر عرض پیرا ہوا کہ حضور خوب واقف ہیں اور اچھی طرح ماہر ہیں کہ امیر کشور گیر اور انکے فرزندان با توقیر نے اکثر طلسم کشائیاں کی ہیں اور بڑے بڑے معرکوں پر فتحیاب ہوئے ہیں ابھی تک قہقہہ بہت دور ہے آپ طلسم میں جانے کا ابھی قصد نہ کریں تا وقتیکہ میں بذریعہ قرعہ اندازی معلوم کر لوں

کہ طلسم کشا کون ہے کس کے ہاتھ سے یہ طلسم ٹوٹے گا ملک آسمان پری کو بھی یہ رائے پسند آئی اور
عبدالرحمن جنی سے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے جلو بارگاہ برپا کرائیں اور اطمینان سے قرعہ پھینک کر حال
طلسم کشا کا دریافت کرو کہ یہ طلسم کون شکست کریگا اور کیونکر شکست ہوگا اب انکو تو مصروف قرعہ اندازی چھوڑیے اور

چند کلمہ حال لشکر اسلام کے گوش ہوش سے سنیئے

مرادیں مان رہا ہوں قضا کے آنے کی
کہ پھر کبھی نہیں یہ رات جا کے آنے کی
دم اخیر بھی مجھے اسکی کیا خوشی کم ہے
کہ اور راہ کھلی ہے بلا کے آنے کی
کرینگے صبح قیامت بھی انتظار بہت
یہی تو وجہ ہے خلق خدا کے آنے کی
وہ سادہ دل ہوں کہ تا وقت پسین مجکو
ہوئی نہ روک دل مبتلا کے آنے کی
مری بلا سے فرقت میں اب بھی ناشاد
نہ آگے جانے کی طاقت نہ جا کے آنے کی
ابھی تو کھیل ہیں باقی ہیں شوخیاں انکی
بڑی گھڑی تھی دل مبتلا کے آنے کی
تمھارے آنے میں قیامت اٹھا کے بیٹھے
کہ دیکھی چال ترے مسکرا کے آنے کی
لگا کے بیٹھے ہو مہندی بہشت جب عدو
کہ عادت آپکو ہے دن چڑھا کے آنے کی
خیال وصل سے کیونکر نہ ہوں میں شادی مرگ
جبھی ہوئی ہے خبر بیوفا کے آنے کی
شب فراق ہجوم بلا سے کیا مرتا
مجھے تو عید ہے روز جزا کے آنے کی
رہی ہے منزل مقصود وائے قوت دل
بھر آرزو میں کہ دم گئے حیا کے آنے کی
شب وصال نہ ٹھہرے حیا کے آنے کی
تمھاری عمر ہو ناز و ادا کے آنے کی
شگاف چرخ سے آہ کیا ہوا حاصل
کھلیں امید ہے رنگ حنا کے آنے کی
وہ میری قبر پہ آتے ہیں خوب بن ٹھن کر
خوشی بھی اور خوشی دلربا کے آنے کی
مرا خیال تو آنے دیا ہو تم نے مگر
کہ راہ بند ہوئی تھی قضا کے آنے کی
بتا ہوں میں نفس و بس میں نقاہت سے
خبر نہ تھی مجھے پیک فنا کے آنے کی

رہ نوردان شارع تعالی فراستان انجمن قصہ خوانی بساط قرطاس پر مسند سخن کو یوں گسترده کرتے ہیں کہ جب ایرج نے یہ کلام کہا کہ اچھا ہماری
بہادری بھی دیکھو گے اگر ہم جا کر امیر کو قید سے چھڑا لائیں جب تو بہادر ہیں اور یہ کہکر بارگاہ سے اٹھکر اپنی تیاری
میں معروف ہوا اور بعد تیاری خدمت شاہ میں کہ حاضر ہوا نورالدہر نے کہا کیجیے ہماری بہادری خاطر
فرمائیے ای ایرج اگر دست چپوں کے زمرہ میں آ جائے تو زمرد شاہ کو مع اسکے وزیر کے قتل کرائیں نورالدہر
نے کہا کہ اگر دست راستی چاہیں تو ایک حلقہ کمند میں زمرد شاہ مع اسکے وزیر اور کل سرداروں کے باندھ لائیں
یہ سنکر ایرج نے کہا کہ خیر اس سے کیا بحث ہے اب ہم جو کچھ کرینگے وہ سبھی دیکھ لیں گے یہ کہکر شاپور کو
آواز دی کہ ای شاپور لاؤ ہمارے اسلحہ اور مرکب کو اگر ہم ذرا ابھی تاہی خلاصی امیر میں کریں تو اپنا نام
ایرج نہ رکھیں یہ سنکر علم شاہ نے کہا کہ ہم بھی چلیں گے ارے ہمارا سامان تیار کرو نورالدہر نے یہ
آمادگیاں دیکھکر کہا کیا خوب کیا آپ ہی سب بہادر ہیں اور ہمیں نامرد ہیں ارے پہلے جو شخص جو عقابین کا شکر
پھینک دیگا وہ میں ہوں ارے ہمارے سلاح اور مرکب بھی حاضر کر دار سے کشتی آگاہ ہو کر ہم میں
شاہ جوانان روزگار جب بدیع الزمان نے بیٹے کو اسقدر مستعد پایا تو فرمایا کہ پھر ہم بھی چلیں گے ہم
کیوں یہاں رہجائیں غرضکہ تمام دست چپی اور دست راستی آمادہ و مستعد ہو گئے اور سب کے سب اسلحہ اور
لباس زیب جسم کرنے لگے اور ہر ایک کا یہ عزم ہے انشاء اللہ ہم ہی پہلے جا کر کو سر کرینگے اور ہمیں امیر کو
چھڑا لائینگے دست چپی یہ قصد کر رہے ہیں کہ انشاء اللہ ہم ہی سبقت کرینگے دست راستی یہ کہہ رہے ہیں کہ دست
چپی کیا مجال رکھتے ہیں جو ہم سے سبقت کرینگے اس نیکنامی کے ہمیں انشاء اللہ العزیز مستحق ہونگے غرضکہ جب
یہ خبر زمرد شاہ کو پہونچی کہ دست راستی اور دست چپی سب کے سب مسلح و مکمل ہو کر آتے ہیں تو زمرد شاہ

نے کہا کہ میں نے یہ تقدیر نہیں کی ہے کہ حمزہ میری قید سے رہا ہو جائیگا وہ میرا مغضوب و مقہور بندہ ہے
قابل عفو نہیں ہے کہ جو میں اسکی خلاصی کی تقدیر کروں بلکہ میں نے یہ تقدیر کی ہے کہ جو سب کے سب میرے
بندگان مغضوب میرے مقابلہ کو آتے ہیں تم میں سے ایک بھی زندہ نہ بچے اور میرے مطیع اور
خاص الخاص بندے اُن سے اسطرح مقابلہ کریں کہ اُن کا نشان صفحۂ زمین پر باقی نہ رہے اور نیز یہ بھی میں
نے تقدیر کی ہے کہ آج جو بندہ میرا ان بندگان مغضوب سے فراری ہوگا اُسے میں کشتۂ دوزخ بنا دونگا
اور وہ میرے عقاب عظیم کا مستحق ہوگا یہ کہکر اپنے سرداروں کو حکم دیا کہ سب کے سب جلد تیار ہو اور
ان بندگان مغضوب سے آج ایسا مقابلہ کرو کہ ان میں سے ایک بھی باقی نہ رہے اور تم اس امر میں
اطمینان رکھو کہ تم اُن کے ہاتھ سے مارے نہ جاؤ گے میں نے آج ایسی تقدیر کی ہے کہ تم میں سے ایک شخص بھی
نہ ہلاک ہو اور یہ بندگان مغضوب سب کے سب ہلاک ہوں جسمیں جب میرے عقاب عظیم کے ہوں چنانچہ
عقصقر روئین تن نعیم خون آشام قمطوش ملک قیصر ناوک انداز وغیرہ انتی آدمیوں کو حکم دیا کہ تم میرے
ستون قدرت ہو جلد جلد تیار ہو بس جسوقت دیکھنا کہ یہ خدا پرست سوار ہوئے اسیوقت تم بھی تجمل
تمام سوار ہو جانا میں نے تقدیر یہی کی ہے کہ تم فتحیاب ہو گے بختیارک نے کہا کہ اے لقا تم تو ایسی ہی بھی کچھ تقدیر
کیا کرتے ہو مگر خدا پرستوں کی تدبیر کے آگے تمھاری تقدیر بیکار ہے زمردشاہ نے کہا کہ نہیں آج دیکھنا میری
تقدیر انکی تدبیر سے بڑھ جائیگی بختیارک نے کہا کہ ہم تو یہ اکثر سن چکے ہیں کوئی نئی بات فرمایئے لقا نے کہا کہ
اچھا آجکی بھی تقدیر دیکھ لینا بیان تو یہ سامان اور گفت و شنید ہو رہی ہے اور ادہر لشکر اسلام کا حال سنیے کہ
اب بیان عیاران دست چپ اور عیاران دست راست میں مباحثہ شروع ہو گیا اور سب عیار بھی
مستعد جنگ ہو کر قتل کفار پر آمادہ ہو گئے بادشاہ اسلام نے جو یہ غل غپاڑا سنا عمرو سے فرمایا کہ
جاؤ خواجہ دیکھو تو یہ کیا ہے غضب شب کیسی مچی ہوئی ہے عمرو وہاں سے اٹھکر بدیع الزمان کے پاس آیا
اور عرض کیا کہ بادشاہ نے مجھے اس غضب شب کی خبر لانے کے واسطے روانہ کیا تھا میں جاکر سب حال بیان
کیے دیتا ہوں قران نے یہ سنکر کہا کہ دیکھیے ہم تو جیب میں ملک قاسم زیادتی کر رہے ہیں عمرو نے کہا کہ تمھیں اس سے
کیا بحث آخر ارادہ کیا ہے قران نے کہا کہ آپ کو اس سے کیا مطلب کب انہار ارادہ بیان کیجیے ذرا آپکا کیا قصور ہے عمرو یہ
سنکر خاموش ہوئے اور سامنے بادشاہ کے آکر بیان کیا کہ حضور عجب طرح کی غضب شب اور کھٹ پٹ مچی ہوئی ہے کوئی کسی کی
سماعت نہیں کرتا تماشا یہ ہے کہ اس بحث میں استادی اور شاگردی بھی جاتی رہی کچھ عجب طرح کا رنگ مچا ہوا ہے مگر میں
اتنا ضرور جانتا ہوں کہ آج امیر ضرور رہا ہو جائینگے اس لیے کہ چاہے جو کچھ ہو مگر ارادہ سب کا یہی ہے ہر ایک
آج جان پر کھیلے ہوئے ہے کہ جان چاہے جائے خواہ رہے مگر امیر رہا ضرور ہو جائیں یہ سنکر بادشاہ نے
کہا کہ اچھا نقارخانہ میں حکم پہنچ جائے کہ لشکر میں طبل جنگ بجا دو اور تخت ہمارا برآمد ہو جب یہ خبر مرکاوین
نے زمردشاہ کو پہنچائی زمردشاہ نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے ہمارا تخت خدائی بھی نکالو غرض
ادہر سے بادشاہ اسلام تخت پر سوار ہو کے تشریف لائے اور ادہر سے لقاے بے بقا
تخت جار فیل پر سوار ہو کے برآمد ہوا بختیارک عقب زمردشاہ مور چھل جھلنے لگا غرض کہ بڑے
کر و فر سے دونوں لشکر برآمد ہوئے اور امیر نے قفس سے بیٹھے بیٹھے تماشا دیکھا کہ دونوں جانب سے عیار
پیدا ہوئے اور نقارہ ہائے رزمی تو زمین میں آگئے پھر پھریرے نشانوں کے کھل گئے تو امیر نے اپنے دل میں

کہا کہ دیکھا چاہیے کیا انجام ہوتا ہے کہ یکایک دونون لشکر مقابل ہوئے ادھر سے جوانان اسلام نے گھوڑے
مہمیز کیے اور ادھر سے زمرد شاہ نے آواز دی کہ ہان ای سنو تماشے قدرت حملہ آور ہو پس لشکر کی یہ آواز
سنکر فوج لقا سے مرزبان برآمد ہوا اور لشکر اسلام سے ایرج نوجوان باہر آیا بعد تگادرزنی کے مرزبان
نے ایرج پر عمود مارا ایرج نے عمود اسکا سپر پر روک کے ایک تیغہ اس زور سے مارا کہ مع راکب مرکب
دو ٹکڑے ہوئے ایرج نے نور الدہر سے پکار کر کہا کہ ای نور الدہر دست چپون کے ہاتھ کی ضرب بلاحظہ
کی یہ سنکر نور الدہر نے بھی مرکب آگے بڑھا کر کہا کہ احباب دست راستیون کے بھی ہاتھ کی صفائی
مشاہدہ فرمائیے یہ کہکر نعرہ کیا کہ لشکر لقا مین اگر کوئی اور پہلوان ہو تو وہ بھی آوے یہ نعرہ سنکر
غضنفر رویین تن لشکر سے باہر آیا نور الدہر نے کہا کہ بڑھو آگے غضنفر رویین تن نے آگے بڑھکر کہا
کہ ای نور الدہر روک تو میری ضربت کو یہ کہکر ایک عمود نور الدہر کے مارا نور الدہر نے عمود اُس کا
روک کے کمربند غضنفر کا پکڑ کے اُٹھا کر زمین پر دے مارا کہ سر اُس کا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور سر اُسکا
کاٹ کے نعرہ کیا کہ ای ایرج تو ایک ہیجڑے کو مار کے بہادری کا دعوے کرتا ہے ہمارے ایسے رویین
تن کو مار کے اگر کوئی دعوے کرتا تو بجا تھا یہ سنکر قاسم نے آگے بڑھکر قمطوش کو للکارا قمطوش صف لشکر
سے نکل کے باہر آیا اور آتے ہی گھوڑا قاسم کا پکڑ ڈالا قاسم نے پیادہ پا ہو کر مع مرکب قمطوش کو
اُٹھا لیا قمطوش مرکب سے کود کر بھاگ نکلا قاسم نے گھوڑے کو زمین پر دے مارا گھوڑا تو فی الفور
پھڑک کر مر گیا اور قمطوش کو بھاگتے دیکھکر کرب نے آواز دی کہ بس اسی برتے پر قاسم کا مقابلہ کرنے
نکلے تھے ای لعنت اے کمبخت اور تو کچھ نہین یہ آواز سنکر بھاگتے بھاگتے قمطوش نے ایک تیغہ کرب کے
رسید کیا کرب نے تیغہ اُسکا خالی دیکر لپک کے ایک عمود جو مارا تو قمطوش زمین پر منھ کے بھل گر کے
دم توڑنے لگا یہ رنگ دیکھ کر داراب بھی نکل آیا اور آواز دی کہ ہے کوئی پہلوان ایسا جو ہمارا مقابلہ
کرے یہ آواز داراب کی سنکر ایک پہلوان عظیم الشان لشکر لقا سے سامنے آیا اور ایک نیزہ
داراب کے رسید کیا داراب نے نیزہ اس کا رد کرکے لپک کر کمربند تھام کر خانۂ زین سے اُٹھا کر بالائے
زمین پھینک دیا کہ کمربند اُس کا ٹوٹ گیا اور بیچارا لوٹ پوٹ کے پیدل اپنے لشکر کی جانب بھاگا اب
امیر باتوقیر قفس مین سے بیٹھے بیٹھے یہ سب تماشا دیکھ رہے ہیں اور ہنس رہے ہیں اور ادھر بادشاہ
اسلام مسکرا رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ واقعی آج تو یہ سب صدم صدا مین ایک دوسرے کے
عجب کارنمایان کر رہے ہیں لڑائی کا ہر کو جا جانبازی ہو رہی ہے الغرض بعد اسکے جمشید و اسد سے
مقابلہ ہوا اسد نے جمشید کو زخمی کیا اور وہ زخمی ہو کر اسد کے سامنے سے بھاگا بعد اُس کے
بھاگنے کے ایرج نے اپنے گھوڑے کو مہمیز کرکے ایسی جست کی کہ زمرد شاہ کے تخت پر پہونچگیا اور
جاتے ہی ایک لات اس زور سے زمرد شاہ کے رسید کی وہ ملعون تخت سے ڈھلک کے نیچے گرا گرتے ہی ایرج
نے آواز دی کہ دیکھو نور الدہر بہادری اسے کہتے ہین پس جلدی سے ایک سائیس گھوڑا لیکر خدمت زمرد شاہ
مین پہونچا زمرد شاہ بعجلت تمام اُس گھوڑے پر سوار ہوا نور الدہر نے آواز دی کہ اے زمرد اگر مرد ہو
ذرا ڈٹے تو جانیں مردون کے ہاتھ کی صفائی اچھی طرح دیکھ یہ سنکر زمرد شاہ نے آگے بڑھکر نور الدہر
کے ایک تیغہ مارا نور الدہر نے وار تیغہ کا رد کرکے کمربند زمرد کا کاٹ کر کے پوری قوت سے اچھال دیا کہ گر کر

اسکا ٹوٹ گیا اور منھ کے بھل زمین پر آیا اسکے گرتے ہی سائیس نے دوسرا مرکب حاضر کیا زمرد شاہ مرکب پر
سوار ہوا تو ایرج نے آواز دی کہ او زمرد کھڑا رہ زمرد نے کہا کیوں ٹھہرے زمین تھمیں بڑھو تو ایرج نے کہا
اچھا ہم ہی آتے ہیں یہ کہکر زمرد شاہ کے قریب آیا زمرد شاہ نے تیغہ مارا تو ایرج نے تیغہ اسکا رد کرکے اس
زور سے ایک تلوار اسکے سر پر ماری کہ تا دو ابرو اتر آئی زمرد شاہ نے کہا ارے افسوس میں نے
یہ تقدیر نہیں کی تھی بختیارک نے کہا کہ پھر کیسی تقدیر کی تھی اسنے کہا کیا معلوم بختیارک بولا کہ آپنے نہیں
تقدیر کی مسلمانوں نے تو یہ تدبیر کی ارے صاحب یہی دو باتیں ہیں تقدیر تدبیر آپ کی تقدیر نہیں چلتی انکی تدبیر
پیش رفت ہوتی ہے اس اثنا میں صمصام آپہنچا اور گردن مرکب توران کی کاٹ ڈالی تو ایرج جست کرکے میدان
میں آیا زمرد شاہ کو اتنی فرصت غنیمت معلوم ہوئی بختیارک اور فرامرز وصمغ کو ساتھ لیکر بھاگ نکلا اور
دربند بارگہ کی راہ لی تو ایرج گھوڑے کے مرجانے سے مجبور ادھر ادھر دیکھ رہے تھے کہ ایک کاوکا گھوڑا
الکفین پسند آیا ایک ہی ہاتھ میں کام اسکا تمام کیا اور اسکے گھوڑے پر سوار ہو کے لڑنا شروع کیا جنگ مغلوبہ
واقع ہو گئی مسلمانوں نے میمنہ کو میسرہ پر الٹ دیا اور قلب کو جناح پر باپ کو بیٹے کی خبر اور بیٹے کو
باپ کی اطلاع نہ تھی جو سوار مرتے تھے پیدل انکے گھوڑوں پر بیٹھ جاتے تھے اور دوسری طرف منھ کرکے
تیغ زن رہتے تھے جب گھوڑے بھاگتے تھے تو یہ ناکردہ کار سوار بے استوار دھادھم گر گر کے راہ جہنم
اختیار کرتے تھے غرض ایک ہنگامہ عظیم نمونۂ قیامت صغریٰ برپا تھا لاش پر لاش گر رہی تھی
دشت نبرد صحرائے رستخیز معلوم ہوتا تھا لنگر دوں کے سر گھوڑوں کی ٹاپوں میں پامال تھے بھاگنے کی
راہ نہ ملتی تھی اس درجہ سب کے سب الحال تھے غرضکہ لشکر کفار سے جسکی جان بچگئی اسنے سیدھی نفرقہ
کی راہ لی اور وہاں سے جا کر گولے برسانا شروع کیے مگر ایرج اور تورج تمام توپ خانوں کو روندکے
پہاڑ کے قریب پہنچ ہی تو گئے ایرج گھوڑے کو مہمیز کرکے دروازہ پر پہنچ گیا نورالدہر نے یہ دیکھکر
رکھکر جو ایک جست کی تو دروازہ سے تجاوز کرکے اندرون قلعہ پہنچ ہی تو گئے اور خوب سا قتل عام
کیا جو بچ رہے قتل ہوئے اور جو بھاگ گئے قلعہ سے راجعت کرکے زیر عقاب ہو گئے مگر نورالدہر
اور ایرج برابر ہی پہونچے ایک قدم کا بھی آگا پیچھا نہیں ہوا اور نوبت عقاب میں بجانا شروع کی یکایک نظر
اونچی کرکے جو دیکھتے ہیں تو قفس امیر کا مکدار وا ایرج و نورالدہر نہایت ملول و غمناک خدمت بادشاہ
میں آئے اور عرض کیا کہ اے جہاں پناہ ساری محنت برباد ہو گئی امیر بالائے چوب نہیں ہیں ہر چند کہ بادشاہ
کو بھی بہت صدمہ ہوا مگر ضبط کرکے کہا کہ خیر امیر کا تو حافظ حقیقی ہے کہا کہ ہم کو ان مردود بھگوڑوں کی فکر کرنا
چاہیے کہ زمرد ہاتھ سے جانے نہ پائے ذرا تفحص تو کرو کہ یہ مردود کس طرف بھاگا ہرکارے فوراً آگئے اور آکر
اطلاع دی کہ حضور وہ بیشہ زنگار کی جانب چلا گیا بادشاہ نے اسی وقت ایک جام شربت طلب کرکے
آواز دی کہ ہے کوئی جوان ایسا جو تعاقب زمرد میں جائے ایرج یہ سنکر اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ میں اس جام
کو لیکر اس کام کو انجام دونگا ادھر سے نورالدہر آگے بڑھا کہ میں اس کام کا سرانجام کروں گا نتیجہ یہ ہوا
کہ دونوں میں بحث ہونے لگی اور مناقشہ ہوتے ہوتے نوبت بجنگ و جدل پہونچی بادشاہ نے کہا کہ بھی
عجب طرح کی نفس پرستی کا عالم ہے کوئی سنتا ہی نہیں کبھی ہم تو تخت سے دست بردار ہوتے ہیں اب دونوں
دیکھتے ہیں کہ یہ کیا کرتے ہیں ہم نے بعد امیر کے اس لیے اس امر کو قبول کیا تھا اور دست بردار ہوا تھا کہ

انتظام کر دونے نہ پائے مگر جبکہ کوئی کسیکی سماعت ہی نہین کرتا اور طوائف الملوکی کی کیفیت ہو رہی ہے تو ہم سکا رہین جو جسکا جی چاہے وہ کرے ہم اس خود سری کو پسند نہین کرتے جب بادشاہ نے مستفسر ہو کر یہ کلام ارشاد فرمایا تو یہ دونون سر جھکا کر خاموش ہو رہے اور تمھین میانون مین سمجھین کہ اس اثنا مین خواجہ عمرو آپہونچے بادشاہ نے کہا کہ خواجہ کہان سے عمرو نے کہا کہ حضور ہم تو دوڑتے دوڑتے ہلاک ہو گئے بادشاہ یہ سنکر ہنس پڑے اور فرمایا کہ کیا خوب سوال از آسمان و جواب از ریسمان کہو طبیعت کی سنتے ہین کھلیان کی واہ واہ ان باتون سے ذرا غصہ بادشاہ کا فرد ہوا اور کہا کہ دیکھئے ہو خواجہ یہ سب آپس ہی مین لڑے مرتے ہین کوئی سنتا ہی نہین ار ساقی سے کہو اگر بڑے دلیر تن ہین تو پہلے مجھ سے تو مقابلہ کرین دیکھون تو کیسے بہادر ہین عمرو نے کہا کہ جہان پناہ آپ کیون غصہ کرتے ہین جسے فرمائیے مین ابھی اسے اٹھا کر زنبیل مین ڈال لون سارا جھگڑا پاک ہو جائے مین ایک مرتبہ رستم زمان کو زندہ زنبیل کر چکا ہون جب سے وہ میری بہت کچھ پاسداری کرتے ہین بادشاہ نے کہا کہ اچھا پہلے دلکت راہتیون تنہین اس جام کو لیجا کر بعد ازان دست چلیو تمہین لیجانا عمرو پہلے دست راہتیون مین نے گئے داراب نے جام اٹھا کر پی لیا اور دست چپیون مین تو پہچے اور دونون اڑتالیس اڑتالیس ہزار سوار ساتھ لیکر تعاقب زمرد شاہ مین روانہ ہوئے بادشاہ نے لشکر مین طبل شادمانی بجوایا اور بفتح و فیروزی داخل بارگاہ ہوئے اب اس داستان کو تو یہین چھوڑ دیا اور

دو کلمہ داستان لقائے بے بقا کے ملاحظہ فرمائیے

راہ پیمانکو لگا لائے تو ہم باتون مین
آزمایا ہی تمھین ہم نے کئی باتون مین
ابر رحمت ہی برستا نظر آیا تا ہم
روشنی جسکی ہو ان تارے بھری راتون مین
دور گردست دعا ساتھ دعا کے جلتے
تو رقیبون نے سنبھالا ہی مجھے باتون مین
ہم سے انکار ہوا غیر سے اقرار ہوا
کونسا دشمن عشاق ہو ان ساتون مین
دل یکھ آگاہ تو ہو شیوۂ عیاری سے
شام سے صبح ہوئی انکی مداراتون مین
اور کھل جائینگے دو چار ملاقاتون مین
غیر کے سر کی بلائین جو نہین ہین ظالم
خاک رگڑنے کبھی دیکھی خدا تو نہین
تمھین انصاف سے اے حضرت ناصح کہدو
ہائے پیدا انھوںے پائون مرے آنکھون مین
ایسی تقریر سنی بھی نہ کبھی شوخ و شریر
فیصلہ خوب کیا آپ نے دو باتون مین
ہمنے دیکھا ہی نہین لوگون کو ترا دم بھرتے
اسلیے آپ ہم آتے ہین تری گھاتون مین
وہ کیئے دن جو ہمی یاد تو نکلی یہ داغ
یہ بھی تم جانتے ہو چند ملاقاتون مین
کر مرے قتل کو بھی جان بچو باتون مین
اب اگر جا بند سے کڑے کو کہا نسے لاؤن
لطف ان باتون مین آتا ہی کہ ان باتون مین
جلوۂ یار سے جب بزم مین غش آیا ہم
تری آنکھون کے بھی فتنے مین تری باتون مین
ہفت افلاک مین یکسان نہین کہتا یہ حجاب
جنکی شہرت تھی یہ ہرگز نہین ان باتون مین
وصل کیسا وہ کسیطرح بہلتے ہی نہ تھے
رات بھر ابتو گذری کی ہو بنا باتون مین

رہروان منازل نکتہ دانی و مسافران مراحل سیحا زبانی یکہ تحی کو صحرائے معانی مین یون جلوہ زن کرتے ہین کہ لقائے بے بقا جا گا جا گا راہ طے کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ ایک مقام پر ایک صاف و شفاف پتھر ملا تجتیار ک و زمرد شاہ اس پتھر پر بیٹھ گئے زمرد شاہ سنبھالا اپنے حال ار پر رونے لگا بجتیار کسنے کہا کہ رونے کیون ہو اچھا مین اپنی کتاب نمدی دیکھتا ہون دیکھون تو تمھین کیا نکلتا ہی یہ کہکر کتاب کھولکر حساب نجوم کل حال معلوم کیا اور عرض رسا ہوا کہ ای لقا مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ایک شخص اہل اسلام سے پیدا ہوگا اور تمھین خون کے آنسوؤن سے رلوائیگا زمرد نے کہا کہ آیا کیا حال ہوگا ابھی بجتیارک جواب نہ دینے پایا تھا کہ یکایک غلغلہ عظیم پیدا ہوا اور آواز گھوڑون کی سنائی دی نظر غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک فوج عظیم چلی آتی ہی

اور چارہ آسمان معلق زمین پر استادہ ہین بختیارک آگے بڑھا اور مردمان لشکر سے پوچھا کہ یہ کسکا جاہ و جلال
ہے اور کون صاحب اقبال ہے لوگون نے کہا کہ خداوند دربند شقاق واسطے طرفداری لقا کے آیا ہے یہ سنکر
بختیارک تو ناچنے لگا اور سلقا بہت خوش ہوا اور یہ آسمان اصل مین چار فرسخ کے طویل و عریض ہین
اور ایک گروہ زمین سے اونچے ہین اور ایک ایک زنجیر انمین لٹک رہی ہے اور آواز آتی ہے کہ لقا زنجیر
کو ہلاؤ جب لشکر قریب آیا تو لقا نے آنکھ اوسکی زنجیر کو ہلایا زنجیر کے ہلاتے ہی ترا را آوازین ایک ہی مرتبہ بند ہوگئین
اور کوئی شخص کمر زنجیر لقا کی پکڑ کر اوٹھا لیگیا اور آنکھین زمرد کی بند ہوگئین اسیجو تھوڑی دیر کے بعد
آنکھین کھلین تو اپنے کو گویا آسمان چہارم پر پایا فرعون شاہ ثانی کو تخت پر تمکن دیکھا اسطرح کہ وہ خود بیچ
مین بیٹھا ہوا ہے اور اوسکے فرزندان سپہ سالار اوسکے گرد و پیش بیٹھے ہوے ہین زمردشاہ نے اپنے دل مین کہا کہ
بختیارک ہوتا تو دیکھتا اور حیران ہوکر ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ ناگہان نظر اوسکی بختیارک وغیرہ پر پڑی زمردشاہ
نے کہا کہ ترتیب بیان کیونکر آئے بختیارک نے کہا کہ جسطرح آپ تشریف لائے اے لقا سجدہ کیجیے لقا نے کہا کہ
مین نے یہ تقصیر نہین کی ہے فرعون نے کہا اے لقا تجھے اصل یہ ہے کہ بالکل خدائی مین ہین نصف خدائی تجھے
دیدی تھی اور نصف اپنے واسطے باقی رکھی تھی جب تیری خدائی مین بٹہ لگ گیا اور وہ جاتی رہی تو تو بندہ ہوگیا
اور سجدہ تجھپر لازم ہوا مین نے تجھے سجدہ معاف کیا اسلیے کہ کسی کو مرتبہ بزرگ دیکر ذلیل نکرنا چاہیے یہ کہکر
تخت خاص زمردشاہ کو عنایت ہوا اور دیگر اشخاص ہمراہیان زمردشاہ کو کرسیان مرحمت کی گئین زمرد
بکر و فر تمام تخت خاص پر جا گزین ہوا فرعون ثانی نے بختیارک کو شیطان صفت دیکھکر لقا سے پوچھا کہ یہ کون ہے
لقا نے کہا کہ میرا عزازیل قدرت نام ہے فرعون نے کہا کہ مین نے بھی اسے اپنی درگاہ کا شیطان مقرر کیا اور یہ
کہکر بختیارک کو اپنے برابر تخت پر جگہ دی اور کہا اے بختیارک یہ سلطان تو تخت بدلا مین یہان ہو چکا ان
لوگون نے کیا کیا آفتین برپا کین بختیارک نے کل حال از ابتدا تا انتہا بیان کرنا شروع کیا ابھی کلام بختیارک
کا تمام نہوا تھا کہ یکایک نعرہ داراب و تورج کا سنائی دیا بختیارک نے آواز داراب و تورج کی سنکر کہا کہ
صلوٰۃ بر محمد و آل محمد فرعون نے کہا کہ کیا ہے بختیارک نے کہا کہ شاید مبارزان اسلام سے کوئی آیا ہے جناب
جو آنکھ اوٹھا کر دیکھا تو داراب اور تورج کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگاتے چلے آتے ہین جب
کہ قریب پہونچے فرعون نے آواز دی کہ جلد ان دونون کو زندان قدرت مین جکڑو یہ سنتے ہی چارطرف
سے چار سو کمندین داراب و تورج پر پڑگئین اور یہ دونون گرفتار ہوگئے پھر بھی اونکے ہزیمت خوردہ لشکر
اسلام کی جانب روانہ ہوے اور داراب و تورج کو مطوق و مسلسل کرکے سامنے فرعون کے لیگئے کہا اچھا
ان دونون کو لیجاؤ اور قندیل آتش مین قید کرو غرض یہ تو قندیل آتش مین جو آسمان سے باتین کرتی تھی
لٹکا دیے گئے بعد فرعون نے اپنے لوگون مین منادی کرادی کہ ہے کوئی جوان ایسا کہ اسلامیون تک لیجایا
کرے یہ سنکر ایک گبر جنگل پیکر قہرش نامے سامنے آیا فرعون نے دبیر عطارد تحریر کو بلاکر نامہ لکھوایا اور
اپنی مہر و دستخط سے مزین کرکے نامہ اوسکے حوالہ کیا اوس نے نامہ لیا اور سلام کرکے روانہ ہوا اور یہان بادشاہ
اسلام اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہوے تھے کہ یکایک آواز فریاد و الغیاث کی بلند ہوئی بادشاہ نے کہا دیکھو
تو یہ غل کیسا ہے وہ گئے اور بعد تحقیق آکر حال گزارش کیا کہ حضور ایک گبر آیا ہے اور کہتا ہے کہ مین خداوند
فرعون کا نامہ دار ہون اور کہتا ہے کہ ہمارے خداوند کے پاس چار آسمان معلق ہین چار فرسنگ کے طول و عرض مین

آفتاب بھی نکلتا ہے ماہتاب بھی فروزان ہوتا ہے ستارے بھی نکلتے ہیں ابر بھی آتا ہے بجلی بھی چمکتی ہے مینھ بھی برستا ہے
فوج اُسکی زیر زمین رہتی ہے اور خود فلک چہارم پر جلوہ افروز رہتا ہے اُسنے لقا کو بھی اپنے پاس بلوا لیا ہے اور
نوح و داراب کو بھی قید کر لیا ہے بادشاہ نے کہا کہ کیا ملعون و نابکار ہیں اپنی اپنی جگہ معاذ اللہ خدا بنے
ہوے بیٹھے ہیں خیر بھی اُسے بلاؤ جب وہ بارگاہ کے اندر آیا نامہ بادشاہ کے حضور میں پیشکش کیا بادشاہ نے نامہ
ملاحظہ فرمائے جواب جنگ تحریر فرمایا اور اُسے رخصت کیا اور حکم دیا کہ اب کوچ کرنا چاہیئے یہ فرماکر پہلوان عادی
کو حکم دیا کہ بارگاہ لیکر چلے عادی نے اُسیوقت کل اسباب سفر درست کیا اور پیش خیمہ و بارگاہ وغیرہ لدوا کر
روانہ ہوا چار فرسنگ کے فاصلہ پر لشکر فرعون سے بارگاہ برپا کر دی گئی اور خیمہ ہاے سرداران نصب ہو گئے
بادشاہ اسلام بھی نہضت فرما ہوے اور بعد طی مراحل و قطع منازل کے داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے
جب کہ فرعون کو یہ خبر پہونچی کہ بادشاہ اسلام بہ ارادہ جنگ آ پہونچے تو اُسنے پھر قہرش کو ایک نامہ بہ تعین
روز جنگ دیگر روانہ کیا ابھی بادشاہ اچھی طرح مطمئن ہو کر نہ بیٹھے تھے کہ ایک ہرکارہ نے آکر عرض کیا کہ حضور
فرعون کا ایلچی پھر آتا ہے بادشاہ نے عادی سے کہا کہ ایلچی کو آنے دینا پہلوان عادی دروازہ بارگاہ پر آکے
قیام کیا کہ ایک تھوڑی دیر بعد ایلچی سامنے آیا دیکھا کہ ایک شخص مثل کوہ آہن کے بیٹھا ہوا ہے اسلیے کہ عادی
مسافت راہ طے کیے ہوے بیٹھا ہوا تھا عادی کا رعب و دبدبہ اُس شخص پر ایسا چھایا کہ گھوڑے سے اُتر کر دوڑ
ہوے عادی کو سلام کیا عادی نے پوچھا کہ تو کون ہے اُسنے عرض کیا کہ نامہ دار فرعون عادی نے کہا کہ اچھا
ٹھہرا رہ ہم اطلاع کر لیں تو پھر جواب دین یہ کہکر عادی بارگاہ کے اندر آیا اور بادشاہ سے عرض حال کیا
بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ خیر کیا مضائقہ ہے آنے دو ہمنے تو پہلے ہی تجھسے کہدیا تھا غرضکہ عادی نے آکر اُس شخص سے
کہا کہ جاؤ ہمارا بادشاہ تمہیں طلب کرتا ہے یہ سنکر وہ شخص بارگاہ کے اندر آیا بارگاہ عظیم الشان و رفیع المکان کو
دیکھکر ہوش اُسکے جاتے رہے مودب ہو کر سامنے بادشاہ کے کھڑا رہا جب بادشاہ نے آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو وہ
بآداب تمام بادشاہ کو تسلیم بجا لایا بادشاہ نے عمرو کو اشارہ کیا عمرو اپنی جگہ سے اٹھکر اُس ایلچی کے پاس آیا
اور کہا کہ نامہ لاؤ قہرش نے جو شکل عمرو کی دیکھی متحیر ہو گیا پوچھا کہ آپ کون ہیں عمرو نے کہا مجکو عمرو عیار کہتے ہیں غرضکہ
قہرش نے وہ نامہ عمرو کے حوالہ کیا کہ بادشاہ کی خدمت میں پہونچا دو عمرو اس نامہ کو لیکر حاضر خدمت شاہ ہوا
اور نامہ حضور میں شاہ جمجاہ کے پیش کیا بادشاہ نے اُس نامہ کو بغور تمام پڑھکر اپنے منشی سیف ذوالیدین کے
حوالے کیا اور ارشاد فرمایا کہ جواب اس نامہ کا جنگ تحریر کرو منشی نے وہ نامہ لیکر جواب لکھا اور بادشاہی مہر
ثبت کر کے لفافہ کیا اور حوالہ نامہ دار کر دیا قہرش اس نامہ کو لیکر تسلیم بجا لا کے مرخص ہوا اور نمرود
کے پاس پہونچکر جواب نامہ کا حوالہ نمرود کیا نمرود نے نامہ پڑھکر فرعون کے سامنے پیش کیا فرعون نے نامہ
پڑھکر حکم دیا کہ بہتر طبل جنگ بجایا جاوے یہ حکم سنکر عرش بن فرعون باپ کے سامنے آیا اور عرض کیا کہ اے
پدر بزرگوار میں چاہتا ہوں کہ حضور میرے نام سے طبل جنگ بجوائیں فرعون نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہے
اس مقام پر یہ بات بھی عرض کرنا ضروری معلوم ہوئی کہ فرعون کے چالیس بیٹے ہیں ناظرین کو یاد رہے
غرضکہ لشکر فرعون میں عرش بن فرعون کے نام سے طبل جنگ بجوایا گیا جب یہ خبر بادشاہ اسلام کو پہونچی تو
لشکر اسلام میں بھی نقارۂ رزمی نوازش میں آیا رات بھر تیاری سامان جنگ میں بسر ہوئی دونوں لشکروں میں
صدائے بیدار باش ہوشیار باش بلند رہی اب ان دونوں لشکروں کو تو تہیۂ جنگ میں اس مقام پر چھوڑیے اور

دو کلمہ داستان حال غائب ہونے امیر با توقیر کے قفس کا اور کیفیت رہائی امیر کشور گیر ملاحظہ فرمائیے

انقلاب کشش عشق جو پیدا ہوتا
کیا برا تھا مرض عشق جو اچھا ہوتا
شرم توبہ مجھے میخانہ میں رسوا کرتی
آج جو کچھ مری تقدیر میں ہوتا ہوتا

دست یوسف میں گریبان زلیخا ہوتا
طرۂ آشفتہ شعلۂ ناز حسینان افسوس
زہر پیتا سبب خندۂ مینا ہوتا
میں وہ مجنون ہوں اثر عشق قدم سے میرے

جی بہلتا تھا مسیحا سے وگرنہ مجھکو
زندہ ہوتا تو ہزاروں کا تقاضا ہوتا
چل کے مقتل ہی میں اس ترک کا دامن لیتا
دامن گلشن فردوس بھی صحرا ہوتا

محبوسان قفس داستان کہن و اسیران سلسلۂ زلف سخن قیدی مضمون کو قفس تحریر سے رہائی دیکر میدان بیان میں اسطرح قدم انداز کرتے ہیں کہ جب ایرج نے زمرد شاہ کو تخت پر سے لات مارکے گرا دیا تو اُسی وقت دیو گیر نگ درمیان جنگاہ سے قفس امیر کا چوب عقاب میں سے جدا کرکے جانب جابلقا لے بھاگا امیر اُس پنجرے میں بیٹھے ہوئے سیر صحرا دیکھتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ ایک مرتبہ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک علم اژدہا پیکر سامنے سے نمودار ہوا اور آواز یا صاحبقران کی پیدا ہوئی امیر نے اپنے دل میں خیال کیا کہ شاید یہ علم میرا ہی ہو مگر جب بہ نظر غور ملاحظہ کیا تو معلوم ہوا کہ کسی دوسرے کا علم ہے اور زیر سایہ علم ایک نقابدار تخت جواہر نگار پر متمکن ہے اور چار دیوان زبردست اُس تخت کو اپنے سر پر اُٹھائے ہوئے اور بارہ ہزار دیو گرد و پیش اُس تخت کے آرہے ہیں اب ادھر تو امیر اپنے دل میں کہہ رہے ہیں کہ یہ کون شخص ہے اور اُدھر آسنے جو دور سے ایک دیو کو آتے دیکھا اور اُسکے سر پر کوئی چیز دکھائی دی ایک دیو سے پوچھا کہ سر پر اُس دیو کے کیا شئے ہے اُس دیو نے عرض کیا کہ حضور ایک آدمی قفس میں بیٹھا ہوا ہے اُس تخت نشین نے حکم دیا کہ اچھا اُس دیو کو پکڑ لاؤ یہ سنتے ہی تین چار دیو اُس دیو کے پیچھے دوڑ پڑے وہ دیو تین چار دیوون کو آتے دیکھکر پنجرا امیر کا زمین پر رکھکر بھاگ نکلا دیو اُس قفس کو اُٹھا کر سامنے لائے نقابدار نے کہا کہ اچھا ہمارا تخت بھی زمین پر رکھدو اور دروازہ قفس کا کھولو اسیوقت تخت نقابدار کا زمین پر رکھدیا اور دروازہ قفس کا کھول کے امیر کو نقابدار کے سامنے لائے نقابدار نے پوچھا کہ تم کون ہو امیر نے فرمایا کہ صاحبقران یہ سنکر نقابدار نے امیر کو اپنے تخت پر بٹھا لیا اور دیوون سے کہا کہ قید انکی کاٹو امیر نے فرمایا کہ قید کاٹنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں خود قید توڑ ڈالونگا یہ کہکر کل قید کو امیر نے توڑ ڈالا نقابدار نے کہا کہ میں بھی صاحبقران ہوں اور دعوی صاحبقرانی رکھتا ہوں آپ کو لازم ہے کہ بارگاہ سلیمانی اور مرکب اور تبرکات انبیا علیہم السلام میرے حوالہ فرمائیے اور اگر نہ دیجیے گا تو میں بزور شمشیر لیونگا امیر نے فرمایا کہ اس طرح تو بہت سے لوگوں نے دعوی صاحبقرانی کیا ہے مگر میں نے بحکم خدائے لایزال سب کو حلقہ بگوش کیا اور کوئی مجھسے مقابل ہوکر سرسبز نہوا نقابدار نے کہا کہ اچھا جب ہم بھی آپ سے آپ کے لشکر میں آکر مقابلہ کرینگے امیر نے ارشاد کیا کہ بہتر کیا مضائقہ ہے یہ سنکر نقابدار تخت سے نیچے اُترا اور دیوون سے حکم دیا کہ بہت جلد آپ کو لشکر اسلام میں پہونچا دو ہرچند امیر نے استفسار نام و نشان میں اصرار بلیغ کیا مگر نقابدار نے انکار ہی کیا اور مطلق اپنا نام و نشان نہ بتایا دیو امیر کو لیکر لشکر امیر کی طرف روانہ ہوئے اور راہ لشکر اسلام اختیار کی اب امیر کو راستہ میں چھوڑیے اور

دو کلمہ داستان لشکر اسلام سماعت فرمائیے

راویان خوش تقریر و محرران اخبار صداقت پذیر اس مضمون بے نظیر کو صفحہ قرطاس بلاغت اساس پر یوں

تسخیر کرتے ہیں کہ رات بھر لشکر فرعون و لشکر اسلام میں طیاری جنگ رہی صبح کو دونوں لشکر میدان کارزار
میں آئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال عرش پسر فرعون شاہ نے صف لشکر سے باہر نکلکر نعرہ کیا کہ ہے کوئی
پہلوان ایسا لشکر اسلام میں جو میرے مقابلہ کے لیے لشکر سے باہر آئے پس یہ نعرہ سنکر مہلیل جنگ عراقی لشکر
اسلام سے باہر آیا بعد تکاورزنی کے نوبت نیزہ بازی آئی بعد سو ڈیڑھ سو طعن کے عرش بن فرعون نے نیزہ عراقی
کا ہوائی کیا عراقی نے تلوار ماری عرش نے تلوار اُسکی رد کرکے پوری قوت سے ہاتھ عراقی کا اسلحہ پکڑکر
گھسیٹا کہ عراقی خانۂ زین سے اکھڑکر زمین پر آیا فرعون کے بیٹے نے مہلیل کو کمند میں گرفتار کرلیا اور اسی وقت
خدمت فرعون میں روانہ کیا بعد اُسکے پھر عرش نے نعرہ کیا کہ اور جسے تمنائے مرگ ہو وہ نکلے آواز اسکی سنکر
عراقی لشکر اسلام سے باہر آیا وہ بھی مثل مہلیل اسیر کمند عرش ہوکر گرفتار کیا گیا پھر اُسنے نعرہ کیا کہ اور جو
باقی ہو وہ میرے مقابلہ کو نکلے پہلوان و مشتقی لشکر اسلام سے باہر آیا وہ بھی مثل اول و ثانی گرفتار بلا ہوا ایسا ہی
شام کے قریب تک پانچ چھ پہلوان لشکر اسلام کے عرش نے باندھ کر باپ کے پاس روانہ کیے کہ ان سب کو قید کرو
بعد اسکے نعرہ کیا کہ واہ کیا ایسے ہی لشکر اسلام میں سب بزدلے جمع ہیں کہ دو ہی چوٹوں میں گرفتار ہوگئے اور ایک
ایک لمحہ میں میں نے باندھ لیا ارے اگر کوئی جوان قوی ہیکل تمھارے لشکر میں ایسا ہو کہ جو گھڑی دو گھڑی تو ہمارے
سامنے ٹھہر سکے اُسے بھیجو کہ ذرا دل کا حوصلہ نکلے اور نہیں تو کہدو کہ اب ہمارے یہاں کوئی مبارز باقی نہیں ہے
اطاعت ہماری قبول کرو پس یہ سنکر اسد کو غیظ آگیا اور مرکب کو مہمیز کرکے عرش بن فرعون کے مقابل آیا
اور پکارا کہ بڑھ آگے پس عرش نے آتے ہی ایک تیغہ اسد کے حوالہ کیا اسد نے تیغہ اسکا رد کرکے کمربند اسکا پکڑکے
مرکب سے اُٹھاکر زمین پر دے مارا اور اپنے مرکب سے اُترکر اُسے قید کرکے جانب لشکر مراجعت کی قریب تھا کہ
جنگ مغلوبہ واقع ہوجائے کہ فرعون نے طبل بازگشت بجوادیا دونوں لشکر اپنے اپنے فرودگاہ کو واپس آئے
فرعون نے اپنے تخت پر بیٹھکے حکم دیا کہ سرداران لشکر اسلام جو مقید ہوکر آئے ہیں اُنکو ہمارے سامنے طلب کرو بموجب
حکم اُسی وقت مہلیل جنگ عراقی وغیرہ پانچ سردار جو عرش کے ہاتھ سے زیر ہوکر قید ہوگئے تھے سامنے فرعون
کے حاضر کیے گئے فرعون نے اُنسے کہا کہ سجدہ کرو یہ سنکر سبھوں نے ایک زبان ہوکر کہا کہ تو کون نابکار ہے جسے ہم سجدہ
کریں ہمارا مسجود اور معبود وہی ایک خدائے یگانہ و بیگانہ ہے جسکی ہم سب پرستش کرتے ہیں اور ہم اور تو دونوں اُسی کی
مخلوقات سے ہیں اگر وہ چاہے تو ابھی تجھکو اس دریدہ دہنی اور اس دعوے خدائی کی دنیا ہی میں ایسی سزا دے کہ
مرغان ہوا اور ماہیان دریا تیرے حال پُرملال پر گریہ کناں ہوں پس یہ سنکر فرعون کو غیظ آگیا اور حکم کیا کہ ان
سب کو تہ تیغ کرو یہ سنکر قہرش عرض پذیر ہوا کہ ای خداوند غلام کے نزدیک مصلحت یہ ہے کہ حضور انھیں قتل نہ
کریں اور سوائے قتل کے ہر ایک سزا جو حضور تجویز فرمائیں یہ سب دریدہ دہن اُسکے مستوجب و مستحق ہیں کیونکہ
خداوند زادہ مسلمانوں کی قید میں ہے اگر خداوند نے انھیں قتل کیا تو پھر اس صورت میں خدشہ یہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں
کے ہاتھ سے کوئی چشم زخم خوزادہ کو نہ پہونچے یہ سنکر فرعون کچھ دیر تک دریائے فکر میں غوطہ زن رہا اور بعد فکر و
تامل گویا ہوا کہ ای قہرش رائے تیری صائب ہے میں نے تدبیر کی کہ ان مسلمانوں کو قندیل آتش میں قید کرو
بموجب حکم یہ سب قندیل آتش میں مقید ہوے اب لشکر اسلام کا حال ملاحظہ فرمائیے کہ اسد جو عرش کو
باندھ کے خدمت شاہ میں واپس ہوا تو بادشاہ اسلام بھی اسد سے بہت خوش ہوے اور نہایت تعریف کی
اور بہت شاباشی دی اور فرمایا کہ اسد نے واقعی بڑا کار نمایاں کیا کہ اتنے بڑے کافر عنید کو اس پھرتی اور

چالاکدستی سے ایسا جلد باندھ لیا اسد نے یہ سنکر اپنی جگہ سے اٹھکر سلام کیا اور دست بستہ عرض کیا کہ جہان پناہ اب
اس قیدی کے باب مین کیا حکم ہوتا ہی بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ ای اسد قتل کرنا اُسکا ابھی مناسب نہین ہے
امیر والا تدبیر بھی نہین ہین اور سردار ہمارے فرعون کی قید مین ہین ای اسد تم اسے اپنے ہی پاس قید رکھو
مین نے اسے تمہارے ہی حوالے کیا اسد سلام کرکے خوشی خوشی عرشی کو لیے ہوئے اپنے خیمے مین آئے اور اسے بھی
تمہور کے ساتھ قید کیا ؎ قیس جنگل مین اکیلا ہی مجھے جانے دو ۔ خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو ۔
یہان تو یہ کیفیت ہی اور وہان فرعون نے بعد مقید کرانے سرداران اسلام کے اپنے نام سے طبل جنگ بجوایا
یہ خبر جاسوسون نے بادشاہ اسلام کے سمع اقدس مین گذرانی کہ فرعون نے اپنے نام سے طبل جنگ بجوایا ہے
کہ کل کے روز میدان مصاف مین نکلکے آتش فتنہ و فساد کو مشتعل کرے بادشاہ نے فرمایا کہ پھر کیا ہرج ہے
بفضل ایزدی و تائید ربانی ہمارے یہان بھی کوس حربی پر چوب پڑے قاسم نے عرض کیا کہ حضور اگر مناسب ہو
تو میرے نام سے طبل رزم بجوائیے بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ بہتر کیا مضائقہ ہی نقارخانہ مین حکم بھیجا کہ قاسم کے
نام سے طبل جنگی نوازش پانے لگے بموجب حکم اُسیوقت لشکر اسلام مین بنام قاسم طبل جنگی نوازش مین آیا کہ
زلغارہ آواز آمد عجیب ۔ کہ نصر من اللہ فتح قریب ۔ نوبت بایں جا رسید کہ شب بھر دونون لشکرون مین آلات
حرب و ضرب کی صفائی سامان جنگ کی درستی ہوا کی کمانین گوشہ چشم سے دشمن کے نشانہ بازی کے لیے لیس
تھین تیرون کے دل سے دشمن کے جگر کے پار ہونے کی خلش مٹتی نہ تھی پیکان لیلی جانستانی کی کھٹک مین غیرت
آہ دلدوز قیس تھین کلہ عمود تیشہ فرہاد سے بڑھکر جان شیرین عدو لینے پر آمادہ نیزہ جگر خراش مرگ دشمن پر دلدادہ
شمشیر جانستان خم ابرو جانان کی طرح خون کی پیاسی غرض دلون مین عجب طرح کی اُداسی غرض کہ رات بھر
دونون لشکرون مین یہی شور نشور بپا رہا جب آثار صبح نمایان ہوئے دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی
صفوف جدال و قتال اُس طرف سے نمرود اپنے اسپ قدرت پر سوار ہو کر میدان مین آیا اور نعرہ کیا ہی کوئی بہادر
لشکر اسلام مین جو میرا مقابلہ کرے یہ آواز سنکر قاسم اپنے گھوڑے کو مہمیز کرکے میدان مین آئے اور نعرہ کیا کہ ہم تمہارا مقابلہ
کرینگے غرض دونون جوان پہلے تگادو رزم ہوے بعد تگادو ہی کے نمرود نے نیزہ اٹھایا قاسم نے نیزہ اُسکا
رد کرکے اپنا نیزہ اٹھایا غرض دونون مین نیزہ بازی ہونے لگی یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو بلبلین گتھی ہوئی ہین یا دو
زلفین کسی محبوب کی باہم پیچیدہ ہوگئی ہین غرضکہ بعد نیزہ بازی کے نمرود نے عمود اٹھایا قاسم نے سپر کو
چہرہ کی پناہ کیا وار اسکا خالی گیا پس قاسم نے مرکب اپنا چمکا کر اسکے پہلو مین آکر چاہا کہ عمود اُسکا چھین لین
مگر ممکن نہوا نمرود نے پلٹ کر قاسم کو پشت زین سے اٹھا کر باندھ لیا اور نعرہ کیا کہ اگر اور کسی پہلوان مین دم
دعوے ہو تو وہ بھی میدان مین نکل کر اپنا حوصلہ پورا کرے یہ سنکر بدیع الزمان میدان مین آئے نمرود نے
بدیع الزمان کو دیکھکر مرکب اپنا بڑھایا اور بعد نبرد خورد بدیع الزمان کو بھی مثل قاسم گرفتار کر لیا اور طبل بازگشت
بجوا کر اپنی فرودگاہ کی طرف مراجعت کی قاسم ابھی دعا کر رہے تھے کہ خدایا بدیع الزمان بھی مثل میرے میرے
ساتھ قید ہو جائے کہ یکایک بدیع الزمان بھی مطوق و مسلسل سامنے سے نمودار ہوے قاسم نے کہا کہ چچا جان دعا
میری خوب قبول ہوئی ہمارا اور آپکا یہان بھی ساتھ ہوا بھلا چچا جان رفاقت ہو تو ایسی ہو اور ساتھ ہو تو ایسا
تو ہو کہ قید مین بھی باہم رہے بدیع الزمان نے کہا واہ بھتیجے واہ تم یہی چاہتے تھے کہ مین بھی تمہارے ساتھ
مستوجب بدنامی ہون اور مبتلائے عقاب جس مین ثمرہ رفاقت تو یہ تھا کہ تم میری فتح و فیروزی کی دعا

کرنے نہ کر برخلاف اسکے یہ کہکر بدیع الزمان ہنس دیے ابھی ان دونون مین یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک مرتبہ
کسی نے قاسم اور بدیع الزمان کو کمربند پکڑ کے اٹھا لیا اور نمرود کے پاس آسمان چہارم پر حاضر کیا اب قاسم و
بدیع الزمان نے دیکھا کہ ایک گبر بدبخت تخت پر بیٹھا ہوا ہے حسب عادت بطریق اہل اسلام سلام کیا کسی نے جواب سلام
نہ دیا مگر غیب سے آواز آئی کہ علیکم السلام نمرود نے کہا اے بندگان مغضوب سجدہ کرو قاسم و بدیع الزمان نے کہا
کہ تو کون نابکار ہے جسے ہم سجدہ کرین ہم سوائے خداوند یگانہ و فرزانہ کے اور کسی کو سجدہ نہین کرتے وہی معبود ہے اور
وہی لائق پرستش اور سجود ہے اور تو بھی مثل ہمارے ایک بندہ اُسی کا ہے مگر صالح اور طالح کا فرق ہے یہ سنکر نمرود مغلوب غضب
ہو گیا اور حکم دیا کہ ان دونون کو بھی قندیل آتش مین قید کرو یہ بھی بحکم نمرود قندیل آتش مین مقید ہوے جب یہ خبر
لشکر اسلام مین پہونچی کہ قاسم و بدیع الزمان بھی آسمان چہارم پر قندیل آتش مین گرفتار ہوے تو بعد فکر و تامل بسیار
شاہ بہماہ نے عمرو سے ارشاد فرمایا کہ خواجہ مجھے عجب طرح کا تحیر ہے کہ یہ آسمان اس مردود نے کس طلسمات کے زور سے
بنائے ہین اور اسمین کیا تغییر ہے کہ فوج اسکی تو زیر زمین اور خود بالاے آسمان ہے اور جسے لشکر مین قید کرتا ہے اُسے کچھ
دیر کے بعد آسمان پر کھینچ بلاتا ہے اے خواجہ جو اس طلسمات کو جا کر دیکھ آئے اور بعد تحقیق حال مجھسے آکر راست راست
بیان کر دے تو مین ہزار طومان اُسے نقد انعام دونگا عمرو نے کہا ہان حضور بات تو معقول ہے پھر
کسی کو تجویز کیجیے بادشاہ نے کہا بھئی تمہین کسی کو تجویز کرو عمرو نے کہا کہ مین آپ سے بہتر تجویز نہین کر سکتا ہون
بادشاہ نے کہا کہ اچھا ہم تو تمہین کو تجویز کرتے ہین عمرو نے کہا حضور مین بادشاہ نے ہنسکر کہا کہ جی ہان آپ عمرو نے
کہا کہ حضور مین نہین جاونگا مجھ مین اب قوت نہین ہے بڈھا ہوا اب نہ ویسی فکر نہ ویسے ہاتھ پاؤن بادشاہ سمجھے کہ
عمرو مین مدنظر ہے کہ کچھ اور بڑھین فرمایا کہ اچھا بھئی دو ہزار طومان دینگے غرض دو ہزار طومان کا نام سنکر کچھ
عذر معذرت کر کے نہین ہان کرنے لگے آخرکار کہا کہ ؎ ہرچہ از دوست میرسد نیکوست یہ کہکر ہیئت اپنی تبدیل کی
اور باناے عیاری سے چست و چالاک ہو کر سمت لشکر نمرود شاہ روانہ ہوے اور لشکر مین داخل ہو کے کل حال
رتی سے ریزہ تک دریافت کر کے چاہتے تھے کہ لشکر اسلام کی جانب مراجعت کرین کہ یکایک کوئی کمربند
عمرو کا پکڑ کے اڑا لیگیا عمرو نے شور کیا کہ ارے تو کون ہے اور کیون مجھے لیے جاتا ہے اے اگر عمرو کے دھوکے
لیے جاتا ہے تو مجھے چھوڑ دے مین عمرو نہین ہون مجھے کس علت مین گرفتار کیا ہے مگر وہ کب سنتا ہے عمرو کو اڑائے
لیے چلا گیا تھوڑی دیر کے بعد عمرو کے پاؤن زمین سے آشنا ہوے اور آنکھ عمرو کی کھلی دیکھا کہ امیر باتوقیر ایک
تخت جواہر نگار پر متمکن ہین اور چار دیو دست بستہ سامنے کھڑے ہوے ہین عمرو آگے بڑھکر شرف قدمبوسی سے
مشرف ہوے امیر نے عمرو کو گلے سے لگایا اور کہا کہ عمرو اچھی طرح تو رہے عمرو نے کہا کہ حضور شکر خدا کہ بعد
ایک مدت کے حضور کو صحیح و سلامت دیکھا لیکن آپ کو کیونکر خبر ہوئی جو آپ نے دیو کو بھیجکر اٹھوا لیا اور اگر
دیو مجھکو کھا جاتا تو کیا ہوتا امیر نے فرمایا کہ بھئی اتنی مجال نہ تھی یہ سب ہمارے تابعدار ہین کھانا ایسا ہنسی ٹھٹھا
ہے اچھا خیر کچھ حال زمرد شاہ کا بیان کرو کہ اُس سے کیا ٹھہری عمرو نے کل روئداد تا حال نمرود بیان کی امیر نے
ارشاد کیا کہ اچھا ہمارا مرکب اور اسلحہ جلد لاؤ اور خبر میری لشکر مین پہونچاؤ عمرو نے کہا بہت مناسب اسیوقت
امیر نے ایک دیو کو حکم دیا کہ عمرو کو پہونچا دے اور پھر لے آئے غرضکہ عمرو گئے اور سبھون کو خیر مقدم امیر کی
خبر دیکر گھوڑا اور ہتھیار لیکر خدمت امیر مین روانہ ہوے جب خدمت امیر مین پہونچکر گھوڑا اور اسلحہ حاضر کیے
تو امیر نے دیوون کو رسید دے کر رخصت کیا اور خود سوار ہو کر داخل لشکر ہوے سرداران لشکر اسلام

پیشوائی کرکے امیر کو لے گئے امیر لشکر مین داخل ہوکر بارگاہ مین جلوہ افروز ہوے اور منشی کو بلاکر حکم دیا کہ نامہ
نمرود کو لکھو منشی نے اسی وقت نامہ لکھکر پیشکش کیا امیر نے نامہ لیکر حکم دیا کہ جام کلہ عفریت اور بیڑا لاکر جلد ایک
کرسی پر رکھو اسی وقت جام اور بیڑا لاکر کرسی پر رکھدیا گیا امیر نے آواز دی کہ ای بہادرو تم مین سے کوئی پہلوان
ایسا ہی کہ اس جام کو پیے اور یہ نامہ اپنی پگڑی مین مضبوط باندھکے بارگاہ سے نکل کر بارہ ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر
لشکر نمرود کی جانب روانہ ہو یہ کلمہ سنکر ایرج اپنی جگہ سے اٹھے اور جام پیکر بیڑا اٹھالیا اور اس نامہ کو امیر کے
ہاتھ سے لیکر عرض کیا کہ حقیر اس خدمت کو انجام دیگا امیر نے فرمایا بارک اللہ یعنی خدا برکت دے چنانچہ ایرج
عازم روانگی بارگاہ نمرود ہوئے بعد ازان امیر نے عمرو کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ ای خواجہ تم تو بیٹھے ہوے ہو
وقالگو کے لیے کون جائیگا ہمراہ ایرج کیون نہین جاتے یہان بیٹھے ہوے کیا کروگے غرض عمرو بھی بعد حجت بسیار
اسباب عیاری اور گلیم حضرت ابراہیم سر پر رکھکے ساتھ جانے پر مستعد ہوے غرض ایرج بارہ ہزار سرخ
پوشون کو ساتھ لیکر خود کو یاقوت پوش ہوکے لشکر نمرود کیجانب روانہ ہوا اور عمرو حیل حجت مین رہگئے بعد
روانگی ایرج امیر نے باصرار تمام عمرو کو بھی روانہ کیا عمرو جلد راہ طی کرکے پوشیدہ طور پر ایرج سے ملحق ہوگئے مگر
ایرج کو مطلق خبر نہ ہوئی القصہ جب قریب لشکر نمرود پہونچے تو ایک سپہ سالار ملک ہیجان کوہ پیکر نام شکار
کے واسطے آیا تھا اُسنے ایرج کو دیکھکر اپنے ہمراہیون سے پوچھا اُن لوگون نے بعد دریافت عرض کیا کہ
امیر حمزہ صاحبقران کا ایلچی ہے نمرود کے پاس نامہ لیے جاتا ہی ملک ہیجان کوہ پیکر یہ سنکر آگے بڑھا مرکب کرہ بن
اشقر کو دیکھکر بہت پسند کیا ایرج کے برابر آکر سلام کیا اور عرض کیا کہ ای جوان تو مجھے پہچانتا ہی کہ مین کون ہون ایرج
نے کہا کہ ہم نہین پہچانتے اُسنے عرض کیا کہ مین نمرود کا سپہ سالار ہون ملک ہیجان کوہ پیکر میرا نام ہی آگاہ ہو کہ خداوند
ہمارا خداوند نمرود آسمان چہارم پر ہی اور تو زمین پر ہی اور مقصود تیرا یہ ہی کہ امیر کا نامہ نمرود تک پہونچا کے
جواب لے یہ بتا کہ اُن تک تو کیونکر پہونچیگا تیرا پہونچنا وہان تک غیر ممکن ہی مین تجھپر یہ احسان کرنے کو موجود
ہون کہ تیرا نامہ نمرود تک پہونچا کے جواب لادونگا مگر اس شرط سے کہ اگر تو بھی میرے ساتھ اسکا نعم البدل
جو مین تجویز کرون بجا لائے ایرج نے کہا کہ بیان کر اُسنے کہا کہ ای جوان وہ نعم البدل یہ ہی کہ یہ مرکب تیرا میرے
بہت پسند ہی مجھے دیدے اور عوض مین اُسکے تجھے دو مرکب ملے ایرج نے کہا کہ مجھے کوئی ضرورت نہین ہی مین خود
نامہ پہونچاؤنگا یا نہ پہونچاؤن تجھے اس سے کیا گھوڑا میرا ایسا نہین ہی کہ تجھے دو سڑیل گھوڑے لیکر اپنا نایاب
مرکب تجھے دیدون جا اپنی راہ لے یہ سنکر اُسنے جواب دیا کہ اگر نہ دوگے تو مین تمہین مار کرکے لونگا کیون اپنی
جان گنوانے کی فکر کرتے ہو بہتر یہ ہی کہ گھوڑا میرے حوالے کرو یہ سنکر ایرج کو طیش آگیا جھنجھلا کر کہا کہ دور ہو سامنے
سے کیا بکتا ہی بس جاتا ہی تو جا ورنہ بہت معقول سزا پائیگا یہ سنکر اُسے بھی غیظ آگیا اور غصہ مین آکر پوری قوت
سے ایک تلوار ایرج کے چوٹے کی ایرج نے تلوار اُسکی روکرکے جو ایک ہاتھ مارا تو مع راکب و
مرکب چار ٹکڑے ہوگئے ایرج صلوات خوان جانب لشکر نمرود روانہ ہوے داخل لشکر ہوکر پوچھا کہ اسے
لشکریان نمرود تم مین سے بھی کسی کو مرکب کی ہوس ہو تو آئے اور مثل اپنے سپہ سالار کے جو مرکب کا خواہان ہو
تماشا دیکھ جائے لشکریون نے کہا کہ نہین صاحب یہان کسی کو مرکب کی ہوس نہین ہی آپ شوق سے جہان ضرور ہو
وہین تشریف لیجائیے کوئی آپکا مانع وہان نہین ہی اور نہ ہمارے یہان کا یہ قاعدہ ہی کہ ایلچی سے مزاحمت
کرین اس سپہ سالار نے بطمع مرکب خلاف دستور ایسی مزاحمت کی ویسی ہی سزا پائی ہما کچھ سر تھوڑی بدلا ہوا کہ

خواہ مخواہ آپ سے مخاصمت و منازعت کرین ایرج نے کہا کہ جی نہین جسکا جی چاہے آوے لشکریون نے کہا
کہ جی نہین آپ سے تو عرض کیا کہ تشریف لیجایئے ایرج نے کہا کہ خیر یہ کہکر بخط مستقیم روانہ ہوے مگر ناظرین کو
خیال رہے کہ عمرو پوشیدہ طور پر انکے ساتھ ساتھ ہین فی الجملہ یہ خبر نمرود کو پہونچی کہ ایلچی امیر حمزہ صاحبقران
کا آتا ہی اور راہ مین آپ کے سپہ سالار ملک میجان کوہ پیکر سے مقابلہ ہوا اُسنے قتل کیا نمرود نے کہا کہ وجہ
مخاصمت کیا ہوئی لوگون نے عرض کیا کہ حضور اُسنے خلاف دستور ایلچی سے مزاحمت کی اور اُسکے مرکب کو دیکھکر
رال ٹپک پڑی گھوڑا اُس سے طلب کیا اُسنے نہ دیا تکرار ہوتے ہوتے نوبت بجنگ آئی آخر الامر کار بد کردہ را
سزا اینست یہ نمرود مردود نے کہا کہ نام اس ایلچی کا کیا ہی لوگون نے عرض کیا کہ حضور نام اس ایلچی کا ایرج
نامدار ہی یہ جوان بڑا صاحب وقار ہی انتہا کا بہادر و سفاک کمال جری و چالاک ہی یہ سنکر نمرود نے بختیارک
سے کہا کہ ای شیطان درگاہ لوگ کہتے ہین کہ امیر حمزہ صاحبقران کے ایلچی نے ہمارے سپہ سالار میجان کوہ پیکر
کو مار ڈالا بختیارک نے کہا کہ یا خداوندا اسمین تعجب کی کون سی بات ہی یہ تو داخل تو عدا اہل اسلام ہی ای خداوند
یہ تو انھون نے اپنا نمونہ دکھایا ہی ابھی کے آدمی کے سرشدی کا معاملہ ہی ابھی دیکھیے کون کون زخمی ہوتا ہے اور
کس کس کی قضا آئی ہی نمرود نے کہا کہ یہ کیون نہین کہتے کہ یہ سب بلاے بد ہین بختیارک بولا کہ خداوند سے
تو پہلے ہی عرض کیا کہ ان سب کے کاٹے کا منتر نہین ہی کوئی کام انکا مصلحت سے خالی اور حکمت و فراست سے
معرا نہین ہوتا جیسا موقع دیکھتے ہین ویسی بات کرتے ہین انکے مقابلہ مین زمرد شاہ تقدیر کرتے کرتے آخر اس
حال پر ملال کو پہونچ گئے یا نہین ان کی تدبیر ایسی سخت ہوتی ہی کہ زمرد شاہ کی تقدیر کچھ نہ نبھا سکی بھاگ گئے
کے سوا کچھ چارہ نہوا اور خداوند کو معلوم ہوا ہو گا کہ پہلے دو لڑکے ایران مین امیر تھے اب وہ بھی آگئے ہین اب
دیکھا چاہیے کہ کیا آفت برپا ہوتی ہی ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ یکایک ایرج نے آکر آواز دی کہ ای نمرود
آگاہ ہو کہ مین ایرج نامدار ہون امیر حمزہ کا نامہ فیض شمامہ تیرے پاس لیکر آیا ہون جلد مجھے اپنے پاس طلب کر
اور نامہ امیر پڑھ کر جواب تحریر کر ورنہ مین یہ سمجھون گا کہ تجھ سے زیادہ بودا اور نامرد بھگوڑا دنیا مین کوئی نہین ہی
کہ معاذ اللہ خدائی کا تو دعوے کرے اور کمترین بندگان معبود برحق اور مسجود مطلق سے اس طرح دب چلے جب
آواز ایرج کی نمرود نے سنی قہرقش سے کہا کہ ای قہرقش روے زمین پر کسی کو مجال ہی کہ مین جاکر نامہ پڑھکر جواب
لکھدے ایسے جنگی آدمی کو کون بیاق بلاے معلوم نہین کہ کیا انجام ہو قہرقش نے کہا کہ ای خداوند یہ ایرج نامدار
امیر حمزہ عالی وقار کا نامہ دار خوش کردار ہی آفت کا آدمی ہی ایسا ویسا نہ سمجھیے اس لائق نہین ہی کہ یون اُس سے
بے اعتنائی کیجائے ای خداوند مین نے ایسا کچھ سنا ہی کہ یہ ایرج وہ ایرج ہی کہ گیارہ برس تک سرداران امیر حمزہ
سے کرچکا آج یہ نامہ دار تنہا ہی مقابلہ عظیم کرتا رہا بس یہ ایک بات کافی و وافی ہی کہ جو امیر حمزہ سے گیارہ
برس تک برابر لڑتا رہا وہ ایسی بے اعتنائی کا متحمل نہ ہوگا آپ یہ تو خیال فرمایے کہ اس نے کس بیباکی
اور دریدہ دہنی سے آواز دی کہ اس طرح کوئی شخص بیدھڑک نہین آسکتا اور قاعدہ ان خدا پرستون کا یہ ہی
جبتک اصل مکتوب الیہ کا سامنا نہو تب تک وہ کسی دوسرے کو نامہ نہین دیتے اور واقعی بظاہر بھی امر
خلاف معلوم ہوتا ہی کہ تحریر کسی کے نام کی اور لیوے دوسرا شخص آپ جسے ایرج کے پاس روانہ کیجیے گا وہ بے
تامل مارا جائیگا ایسی بے اعتدالیون کا تحمل کہین صاحب عزم سے ممکن ہی اولوالعزم لوگ ایسی بے اعتنائی کا تحمل کرنا
اپنے عزم و مرتبت کے خلاف جانتے ہین بہتر یہ ہی کہ ایرج کو اپنے پاس طلب کیجیے اور باعزاز تمام امیر کا

نامہ اُس سے لیکر جواب تحریر فرمایئے نمرود نے کہا کہ اچھا ملائک زرین بال سے کہو کہ بند اُسکا پکڑ کے
اُٹھا لائیں قہرش نے کہا کہ خداوند یہ سب باتیں خلاف مصلحت ہیں نمرود نے کہا کہ اچھا پھر کچھ کہو تو کہ کیا چاہیئے
قہرش نے کہا کہ خداوند میرے نزدیک تو مصلحت یہ ہے کہ ایک تخت مرصع کار زنجیروں میں باندھکر لٹکایا
جاوے اور دریچہ ہائے آسمان سے ملائکہ اُسے کھینچ لائیں اور کوئی پہلوان نامی اُنکا اُس تخت پر بیٹھ کے بطریق پیشوائی
جائے اور بعزت تمام و اکرام مالاکلام ایرج کو تخت پر بٹھائے و ملائکہ آسمان دوم اس تخت کو کھینچ لائیں اور اسیطرح
سے ملائکہ چہارم آسمان تعمیل کریں اور چار جوان جا کر ایرج کا استقبال کریں اسیطرح چاروں آسمانوں کی سیر
کرکے خداوند کے سامنے لائیں اگر اس ترکیب سے ایرج کے ساتھ برتاؤ کیا جائے اور عظمت و شان رفعت و قدرت
خداوندی دکھائی جائے تو کچھ عجب نہیں ہے کہ ایرج آپ کو لائق خدائی تسلیم کرے اور آپکو سجدہ کرے یہ سنکر
نمرود نے کہا کہ ہاں واقعی سچ ہے یہ رائے تیری صائب ہے میں نے ایسی ہی تقریر کی ہے اور حکم دیا کہ
شہپال زرین بال اور مکر ملائکہ مقربین تخت کو لیجاے اور وزیر تبدیل زرین زم خسرو بلند اختر [illegible]
اُسکی پیشوائی کے لیے جائیں غرضکہ شہپال زرین کے ساتھ چند ملائکہ آئے اور بہ تعظیم تمام ایرج سے پیش گئے
ایرج نے کہا کہ تم کون ہو ہر ایک نے اپنا نام بتلایا اور عرض کیا کہ ہمارے خداوند نے آپ کی پیشوائی کے لیے
ہمکو ارسال کیا ہے آپ اس تخت پر جلوہ افروز ہوں اور شوق سے ہمارے خداوند کے پاس تشریف لے چلیں
ایرج اس تخت پر رونق فرما ہوے اور عمرو نے اپنے تئیں پوشیدہ کرکے اس طرح کہ ایرج نے بھی نہ دیکھا
پایہ تخت کو پکڑ لیا اور ملائکہ نے تخت کو آسمان اول پر کھینچا ایرج نے فلک اول پر ہو کر دیکھا کہ ہر ایک اپنے اپنے
کار و بار ضروری میں مصروف ہے اور جا بجا انواع و اقسام کے کھلے رنگین طرح بہ طرح کے نقش رنگین
لگے ہوے ہیں عجائب و غرائب صنائع سے اُس آسمان اول کو گویا اپنے زعم میں معاذ اللہ نمونہ سپہر برین بنایا
ہے وزیر تبدیل آسمان دوم سے پیشوائی کے لیے آسمان اول پر آیا اور اپنے زعم ناقص میں صنائع عجیبہ اور
بدائع غریبہ دکھا کر کہنے لگا کہ آپ نے ہمارے خداوند کی قدرت اور حکمت ملاحظہ فرمائی اب تو آپ کو سجدہ
لازم ہے ایرج نے کہا کہ نمرود کیا مردود ہے جسے ہم سجدہ کریں وہ ہرگز سجدہ کا سزاوار نہیں لائق تعظیم و پرستش
وہی خدائے یگانہ و فرزانہ ہے جسکی ہم پرستش کرتے ہیں اور لائق عبادت وہی ذات وحدہ لاشریک لہ ہے
جسے ہم معبود حقیقی کہتے ہیں خاموش رہ غرض کہ وزیر تبدیل آسمان دوم پر لیگیا وہاں خسرو بلند اختر
نے آسمان سوم سے اُتر کر مراسم پیشوائی ایرج کے ادا کیے اور عجائب و غرائب صنائع و بدائع آسمان سوم کا
معائنہ کرایا سیر کرتے کرتے ایرج نے ایک جانب دیکھا کہ ایک شخص نہایت طویل القامت ایک سو چالیس گز
کا قلم ہاتھ میں لیے ہوے اور ایکسو چالیس من کی دوات سامنے اُسکے رکھی ہوئی اور ایک سو چالیس من
کی لوح کہنے طلائی اپنے ساتھ رکھے ہوے خدائی نمرود کا حساب لکھ رہا ہے جب ایرج اُسکے برابر ہو پہنچے تو
اُس سے پوچھا کہ تو کون ہے اور تیرا نام کیا ہے اُسنے عرض کیا کہ میں ستارہ عطارد ہوں اور نام میرا [illegible]
ہے اے جوان زہے نصیب تیرے کہ تو اس مقام پر ہو پہنچا جیسی بریں لوح تعریف خداوند نمرود ایرج نے کہا اچھا
کیا مضائقہ ہے دوات قلم لا اُس شخص نے قلم دوات سامنے ایرج کے حاضر کی ایرج نے قلم اُٹھا کر اس لوح پر
رقم کیا کہ نمرود بد نام مردود مخذول ہے ابد الآباد لعنت خدا اُسپر ہو اور ایزد متعال اپنا قہر اُسپر نازل کرے یہ الفاظ
لکھکر اُس شخص سے کہا کہ دیکھ میں نے کیا خوب تعریف تحریر کی ہے جب نظر اُسکی اس کتبہ پر پڑی بہت

برہم ہوا اور دوات اٹھا کر ایرج کی پیشانی پر کھینچ ماری ایرج نے دوات کو تو چپکلی دیکر پھینک دیا اور اُس کے
گریبان میں ہاتھ ڈال کے ایک گھونسا اسکے سر پر ایسا مارا کہ کاسۂ سر اُسکا پارہ پارہ ہو گیا جب وہ ملعون
تمام ہوا تو ایرج نے کہا کہ الحمد للہ کہ ہمین فال فال خوب ست ؎ خسرو یہ معرکہ دیکھکر لرز گیا اور کانپتا ہوا ایرج
کے سامنے آکر گویا ہوا کہ ای جوان تو نے کیا غضب کیا کہ خداوند نمرود کے ملک مقرب منشی لوح کو تو نے مار ڈالا
ایرج نے کہا چپ رہ کیا بکتا ہی کیسے خداوند اور کیسا منشی لوح ہر ایک گستاخ اسی انجام کو پہونچتا ہے
کار بد کردہ را سزا اینست ؎ ابھی خسرو سے اور ایرج سے یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ خواجہ عمرو کو یہ ترکیب
سوجھی کہ لاؤ یہ لوح ہائے طلائی اور دوات و قلم ایک قیمتی مال ہی اسے اڑا دو یہ دونون تو مصروف گفتگو
رہے خواجہ صاحب نے آنکھ بچا کر کہ کسی کو خبر بھی نہ ہوئی لوح و قلم دوات داخل زنبیل کر لی اب جو مڑ کر
خسرو نے دیکھا تو قلم دوات ندارد ہی حیران ہو کر کہنے لگا کہ قلم دوات کیا ہوئی دیکھیے یہ بھی خداوند نمرود کی
قدرت کمائی ہی کہ لوح قلم دوات خود بخود غائب ہو گئی ایرج نے کہا چپ رہ مردک کیا بے تمیزی کی باتین
کر رہا ہی بس بہت بیہودہ گوئی اچھی نہین ایسا نہو کہ تو بھی دریدہ دہنی کی سزا پائے غرض بعد سیر و سیاحت
خسرو آسمان سوم پر لیگیا وہان بھی سیر و سیاحت کرائی کہ آسمان چہارم سے فرعون شاہ آسمان سوم یہ
واسطے استقبال کے آیا اور آسمان سوم سے وہ فلک چہارم پر لیگیا اور وہان کے عجائبات کا مشاہدہ کرا کے
نمرود کے پاس لے آیا اب یہان آکر ایرج نے دیکھا کہ ایک شخص دراز قد بد ہیئت بصد کبر و نخوت تخت خداوندی
پر بیٹھا ہوا ہی اور تاج سر پر رکھے ہوے ہی اور گرد و پیش اسکے کنیزان ماہ پیکر و غلامان زرین کمر دست ادب بستہ
بصد اہتمام حاضر اور برائے تعمیل احکام استادہ ہین اور چالیس کنیزان خوش جمال عقب سر اسکے کھڑی
ہوئی مروحہ جنبانی کر رہی ہین اور ایک جانب لقا اور دوسری جانب بختیارک بے بقا جاگزین ہی خسرو
نے کہا کہ سجدہ کر ایرج نے کہا کسے سجدہ کرون خسرو نے کہا کہ خداوند کو ایرج نے کہا کہ خاموش او مردود
او عوض سجدہ کے بطریق اہل اسلام سلام کیا اُن لوگون مین سے کسی نے جواب سلام نہ دیا مگر غیب سے
صدا بلند ہوئی کہ علیکم السلام یا ایرج نمرود نے پوچھا کہ تو کون ہی ایرج نے کہا کہ نامہ دار امیر ہون نمرود نے
کہا کہ نامہ لاؤ ایرج نے کہا کہ پہلے میرے واسطے ڈنگل لا تھوڑی دیر مین بیٹھ لون راہ دور سے آیا ہون
ذرا سستا لون تو تیرے سوال کا جواب دون نمرود نے کہا کہ ہم کوئی ڈنگل ساز نہین ہین یہ سنکر ایرج
نے ہر چہار طرف ملاحظہ کیا ایک جانب دیکھا کہ ایک پہلوان اجلال روئین تن نام نمرود کے قریب بیٹھا
ہوا ہی اور اسکا ایک ہاتھ ہی اور اصلی ہاتھ مین کئی ہاتھ نکلے ہوے ہین اور ہاتھون پر نکلے کی طرح بال
اُگے ہوے ہین اور کل پہلوانان نمرود سے زیادہ قوی ہیکل ہی بڑے کروفر سے آنکھین بند کیے ہوے
نشۂ بدمستی مین سرشار بدست بیٹھا ہوا ہی اسے دیکھکر اسکے برابر آیا اور کہا کہ او پہلوان اٹھ ڈنگل پر سے
اسنے مطلق نہ سنا دوسری مرتبہ پھر ایرج نے کہا کہ ای پہلوان اٹھ ڈنگل پر سے مین تجھسے کہتا ہون پھر اسنے کچھ
جواب نہ دیا اب تو ایرج کو غصہ آگیا اور تیسری بار آواز سخت سے ڈانٹ کر کہا کہ اے او مردک پہلوان اٹھ
ڈنگل پر سے دو مرتبہ تجھسے کہہ چکے کسی طرح تو سماعت نہین کرتا ابکی اسنے آنکھ کھول کر کہا کیا تجھسے کہ رہا ہے
ایرج نے کہا کیا خوب دو مرتبہ تجھکو پہلوان پہلوان کہکے آواز دی اب جب اپنی سزا کو پہونچا اور تیرے مردک
کہکر آواز دی تو تیری آنکھ کھلی معلوم ہوا کہ نام تیرا مردک ہی یہ سنکر اسے غصہ آگیا اور اپنے ہاتھ کو دراز کیا

اور چاہا کہ گردن ایرج کی پکڑے ایرج نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اسکا ہاتھ پکڑ لیا ہر چند کہ بالون کے چھینے سے سخت
تکلیف ہوئی مگر جی کڑا کرکے نام مبارک حیدر کرار قاتل عمرو و مرحب کشندہ اژدر غالب کل غالب حضرت علی
ابن ابیطالب علیہ السلام کا لیکر اس زور سے جھٹکا دیا کہ ہاتھ اسکا شانہ سے ٹوٹ کر جدا ہو گیا اور
گھوڑے بجل دنگل کے نیچے آرہا ایرج نے وہ ٹوٹا ہوا ہاتھ نمرود کے سامنے پھینک دیا بختیارک نے کہا کہ
خداوند یہ دست تو خوب فربہی اسکو سر دست حفاظت سے رکھ چھوڑیے نمرود کو بختیارک کے اس کلام
سے ہنسی آگئی اور سنکر کہا کہ ارے چپکا نہین بیٹھتا خواہ مخواہ کی بے تکی ہانک رہا ہی بیکار بڑبڑ لگائی ہے
غرض ایرج اس پہلوان کو گرا کے اترنے دنگل پر جا بیٹھے بھائی اسکا مہلیل روئین تن بھی سامنے نمرود کے
بیٹھا ہوا تھا اسنے جو بھائی کا یہ حال دیکھا خون آسکی آنکھون مین اتر آیا اپنی جگہ سے اٹھکر ایک تلوار ایرج
کے ماری ایرج نے ضرب آسکی خالی دیکر جست کرکے آسکے سینہ پر اس زور سے لات ماری کہ وہ دھم
سے زمین پر گر پڑا اسکے گرتے ہی ایرج نے اور ایک لات آسکے گردہ پر ماری کہ گردے آسکے پھٹ گئے
اور ایک ہاتھ آسکا پاؤن کے نیچے دبا کر ایک ٹانگ آسکی پکڑ کے جو ایک جھٹکا دیا تو چیر سے دو حصے ہو گئے
ایرج نے دونون ٹکڑون کو چرخ دیکر بالاے ہوا اچھال دیا دونون ٹکڑے آسکے بالاے ہوا سے چرخ
کھاتے ہوے زمین پر گرے اور ایرج نے اسی کرسی پر بیٹھ کے نعرہ کیا کہ منم نامہ دار امیر حمزہ
عالیشان یہ کہکر نمرود سے کہا کہ لے اب آگے بڑھ اور نامہ ہمارے امیر کا لے نمرود آگے بڑھ کے
نامہ دست ایرج سے طلب کیا ایرج نے کہا کہ تعظیم اس نامہ کی بجا لاؤ استادہ ہو کر اس نامہ کو لو نمرود
نے یہ سنکر لقا کی طرف دیکھا لقا نے اشارہ سے کہا کہ اچھا کھڑے ہو جاؤ ایسا نہو کہ کوئی اور آفت تازہ آکر
دامن گیر ہو ابھی دو شخصون کا کام تمام ہو چکا ہی نمرود لقا کا اشارہ پا کر کھڑا ہو گیا اور نامہ ایرج سے طلب
کیا ایرج نے نامہ دیا اسنے لیکر پہلے سر پر رکھا پھر لفافہ چاک کرکے پڑھنا چاہا مگر بسبب رعب و جلال کے
نہ پڑھ سکا اور بختیارک کے حوالہ کیا بختیارک نے اس نامہ کو بہ آواز بلند پڑھا نمرود نے مضمون نامہ
سماعت کرکے بختیارک سے کہا کہ جواب اسکا جنگ تحریر کر دے بختیارک نے اسی وقت جواب
نامہ جنگ لکھکر ایرج کے حوالہ کیا جب بختیارک نامہ ایرج کے حوالہ کر چکا اور اتنی دیر مین حواس نمرود
کے درست ہوے اور رعب ایرج کا برطرف ہوا تو جی کڑا کرکے ایرج سے کہا کہ کیون ایرج تونے یہ کسقدر
بے اعتدالی کی اور ہماری جناب مین کسقدر گستاخی کا مرتکب ہوا ہر چند کہ مین نے تجھے یہ عزت دی تھی کہ اپنے تخت
کے برابر طلب کر لیا تھا اب دیکھو تو کہ تو کیسا مردود ہی جب یہ کہکر نمرود خاموش ہوا تو ایرج نے کہا کہ خاموش
رہ کیون بیکار سمع خراشی کرتا ہی زیادہ دون کی لیگا تو ایک تیغہ تیرے سر پر ایسا رسید کرونگا کہ سر تیرا دھڑ
سے جدا ہو جائیگا اور اپنے تمام افعال بد کی سزا پائیگا یہ تقریر ایرج کی سنکر نمرود فرط غضب سے آپے مین
نہ رہا ساری شیخیون کا خیال جاتا رہا ایک دیو قوی ہیکل شمالدلو نامی نمرود کے پاس کھڑا تھا اسے اشارہ
کیا کہ مار اس آدمزاد کو اب اسکی گستاخیان حد سے زیادہ تجاوز ہوتی جاتی ہین اور بہت سخت کلامیان
کر رہا ہی یہ سنکر وہ دیو آگے بڑھا اور ایرج کی گردن مین ہاتھ ڈال کے زور کرنے لگا ایرج نے دیو سے کہا کہ بچہ
ابھی تو بھی اپنا حوصلہ اچھی طرح نکال لے تیرے دل مین بھی ہوس باقی نہ رہ جائے یہ کہکر ایرج اس دیو کے آگے
جب وہ خوب زور کر چکا اور کچھ نہ سکا تو ایرج نے کہا کہ لے بس اب سنبھل مین بھی اپنا زور کرتا ہون یہ

لیکر ہاتھ دیو کا پکڑ کر اس زور سے جھٹکا دیا کہ دیو منھ کے بل ایرج کے پاؤن پر گر پڑا اور گڑگڑانے لگا کہ
اے آدمزاد مجھسے قصور ہوا مجھے چھوڑ دے ایرج نے کہا کہ اچھا اس شرط سے چھوڑتا ہون کہ تو ابھی مجھے
زمین تک پہونچا دے دیو نے کہا کہ بہت خوب آپ ہاتھ میرا چھوڑ دیجیے اور میری پشت پر بیٹھ لیجیے مین
ابھی تعمیل ارشاد کرتا ہون یہ سنکر ایرج نے اُسے چھوڑ دیا اور اسیوقت دیو کی گردن پر سوار ہوا عمرو تو
پہلے بیٹھے ہی ہوے تھے جیسے ہی ایرج اُسکی گردن پر سوار ہوے ویسے ہی میان عمرو بھی اُس دیو کے ایک
شانہ پر گنڈلی مارکے اس طرح آہستہ سے دبے پاؤن آکر بیٹھ رہے کہ مطلق ایرج کو معلوم نہ ہوا کیونکہ
دیو کا شانہ تھا اُسکی گردن کی آڑ مین بالکل محسوس نہ ہوا اور نہ اُس دیو کو کچھ گرانی ثابت ہوئی کیونکہ عمرو کا
بوجھ ہی کیا تھا مگر کچھ آہٹ سی پائی گئی جب دیو پھر اکر منھ اُٹھا کر دیکھتا ہے تو یہ اور دبک جاتے ہین غرضکہ وہ
دیو ایرج کو لیکر چلا عمرو نے دیو سے اشارہ کیا کہ اسے یہانسے لیجا کر کسی دریا مین یا پہاڑ پر پھینکدینا
دیو نے اشارہ سے کہا کہ بہت اچھا ایسا ہی ہوگا غرض دیو وہان سے پرواز کرتا ہوا چلا جاتے جاتے ایک
مقام پر چاہا کہ ایرج کو ادھر اُدھر پھینک دے ایرج نے یہ قصد دیکھکر ایک ہی گھونسہ دیو کے سر پر مارا کہ
سر اُسکا گردن مین گھس گیا اور کہا کہ دیکھ خبردار اب اگر ایسی کڑائی کی تو اُس زور سے گھونسا دونگا کہ تو یہین پر
مردہ ہوکے گر پڑیگا پھر میرے لیے جا ہے جو کچھ ہو جائے دیو نے عرض کیا کہ بہت اچھا اب ادھر اُدھر ٹھرونگا بھی
نہین خداوند یہ قصد میرا تھوڑا ہی تھا کہ مین آپ کو پھینکدون ایرج نے دوسرا گھونسا اُٹھایا اور کہا کہ
دیکھ لے اس گھونسے کو اور چپکا چلا چل غرض جب وہ دیو دوسرا قصد کرتا ہے ایرج گھونسا اُٹھاتے ہین
القصہ اسی طرح ایرج بالاے زمین آئے عمرو تو کود کر ایرج سے پہلے ہی الگ ہوے اور ایرج نے
کمربند اُس دیو کا پکڑ کر بالاے سر چرخ دیکر زمین پر دے مارا کہ سر دیو کا پھٹ گیا ایرج کمربند اُسکا لیکر خدمت
امیر مین روانہ ہوے اپنے ہمراہیون کو ساتھ لیا جب عمرو خدمت امیر مین پہونچے تو فرد وقائع امیر کو دیکر علحدہ
ہوے امیر نے ایرج کے کارنمایان دیکھکر بہت مدح وثنا کی اور چند سردارون کو پیشوائی کے واسطے روانہ
کیا جب ایرج شرف قدمبوسی امیر سے مشرف ہوے اور اپنی جگہہ پر متمکن ہوے کمربند دیو کا امیر
بانوقیر کے سامنے رکھ دیا اور عرض کیا کہ حضور یہ آخری کارستانی تھی اور اُسکے علاوہ جو جو کامیابیان
ہوئین وہ مجھے بالتفصیل یاد بھی نہین رہین مگر مختصراً گذارش کرونگا افسوس ہے کہ وقائع نگار کوئی ہمراہ
نہ تھا عمرو کسی طرح جانے پر راضی نہ ہوے اسکا بڑا تاسف ہے امیر نے ارشاد فرمایا کہ بھی دیکھو ذرا اس فرد
کو تو معائنہ کرو اب جو ایرج دیکھتے ہین تو کل واقعات بالتفصیل قلمبند ہین ایرج نے کہا کہ حضور یہ
کون ایسا میرے ساتھ گیا تھا جسے مین نے کسی وقت نہین دیکھا واقعی حالات تو سب من وعن بے کم وکاست
صحیح صحیح مرقوم ہین کہ سر مو فرق نہین امیر نے مسکرا کر عمرو کیجانب اشارہ کیا اور ارشاد فرمایا کہ یہی حضرت
تھے یہ کام سواے انکے اور بھی کوئی کر سکتا ہے جب تم جاچکے تو عقب سے مین نے انھین بھی جسطرح بنا
روانہ کیا ہر چند کہ یہ تو اپنے معمول کے موافق بظاہر انکار ہی کرتے رہے مگر مین نے بہ اصرار تمام انکو
روانہ کر دیا ایرج نے خواجہ سے کہا کہ خواجہ بیان تو کیجیے کہ آپ کیونکر گئے اور کس طرح آپ نے میری ہمراہی
کی خواجہ نے کہا کہ آپ کے جانے کے بعد مین بھی بہ اصرار امیر آپ کے تعاقب مین روانہ ہوا پاے شاطری
مار کے آپ کے لشکر مین ملحق ہوگیا مگر آپ سے پوشیدہ رہا اپنے تئین ظاہر نہین کیا جب آپ تخت پر

بیٹھکے چلے تو مین نے بھی تخت کا پایہ پکڑ لیا تھا جب آپ واپس چلنے لگے تو مین دیو کے شانے پر سے اکو دکے آپ سے پیشتر یہان چلا آیا اِس مین تعجب کی کون سی بات ہی ایرج نے کہا کہ واقعی خواجہ سلامت آپ سے تو کوئی عجب نہین ہی ای خواجہ حق تو یہ ہی کہ آپ خود ہی اپنی نظیر ہین دوسرا کوئی شخص تو مثل آپ کا نہین معلوم ہوتا ہم بھی تو آپ کے تربیت یافتہ ہین اور آپ ہی کی وجہ سے اس مرتبہ کو پہونچے خواجہ نے کہا کہ یہ آپکی سعادتمندی ہی ورنہ مین تو اس قابل نہین ہون ایرج نے کہا کہ یہ آپکا انکسار ہی ورنہ آپ بہت بڑے شخص ہین خلاصہ اینکہ ابھی یہ ذکر ہو ہی رہا تھا کہ یکایک بدیع الجمال کے آنے کی خبر ہرکارون نے امیر کو پہونچائی

ذکر آمد بدیع الجمال و دیگر امور حسب حال بیان کیے جاتے ہین سے

جنون مین تن پہ لباس غبار باقی ہی
ابھی زمانہ کا پامدار باقی ہی
نہ دیکھی عیش گذشتہ کی پھر کبھی صورت
ابھی تو شرح دل بیقرار باقی ہی
رہی نہ بہر عدو دلمین کینہ جو کی جگہہ
جو عشق ہی تو غم بیشمار باقی ہی
جنون کے ہاتھ سے تار نفس بچاے خدا
کہ دل مین اُن کے ہمارا غبار باقی ہی
بیان سوز جگر پر یہ آپ گھبرا ے
کہ زندہ بھی کوئی تیماردار باقی ہی
پھرا کبھی لوٹے ظالم نگاہ ناز سے تو
کہ روسیاہ ابھی اختیار باقی ہی

کب اپنے پاس کفن کو بھی تار باقی ہی
خزان کو دیکھکے وحشت سی چھا گئی لیکن
غلط کہ گردش لیل و نہار باقی ہی
خرام ناز نے توڑی قیامتین کیا کیا
جو ہم نہین تو ہمارا غبار باقی ہی
امید وصل چلی جاے ہاں اُن کا دامان
رہا سہا بھی لے دے کے تار باقی ہی
کرون گا مین بھی ترا ایک ہی لہو پانی
نکالنا ابھی دل کا غبار باقی ہی
رکھیگا عمر بھر اُس دل کو بس مین ای ظالم
کہ دل مین مایۂ صبر و قرار باقی ہی

ابھی نزاکت رفتار یار باقی ہی
ابھی نظارۂ فصل بہار باقی ہی
وہ جسم زار کا سنتے ہی ماجرا گھبراے
وہ دیکھے تو کسی کا قرار باقی ہی
جو یہ نہین ہی تو کچھ بھی خلش نہین باقی
بہت ابھی تو شب انتظار باقی ہی
صبا اوڑا نہ سکی آسمان ستا نہ سکا
جو دم مین دم مرے ای تیغ یار باقی ہی
مریض عشق کی کیا پوچھتے ہو یہ پوچھو
اگر بقا ہی تو کل اختیار باقی ہی
دم اخیر ہی ای داغ توبہ کر توبہ

منطقیان رموز حکمت سخن و متکلمان اسرار داستان کہن موضوع و محمول فسانہ سے شکل برہان سلمی قائم کرکے اس طرح نتیجہ نکالتے ہین اور اس قضیۂ اتفاقیہ صغراے وکبری کو بجنس فصل بیان سے خامشہ یون عرض عام کرتے ہین کہ جب امیر نے خبر آمد بدیع الجمال سُنی تو کل باتون کو قطع نظر کرکے منتظر آمد بدیع الجمال کے تھے اور متفکر تھے کہ خیر باشد بدیع الجمال کے آنے کی کیا وجہ ہی کہ اس اثنا مین بدیع الجمال بھی آموجود ہوا اور امیر با توقیر کو بصد ادب سلام کرکے نامہ آسمان پری کا امیر کے حوالہ کیا امیر نے اُس نامہ کو پڑھکر اُسی وقت جام طلب کیا اور بیچ بارگاہ مین اُس جام کو رکھوا کر آواز دی کہ کوئی جوان ایسا ہی کہ اس جام کو پیئے اور سر قہقہہ سہ چشمی کا لائے اور طلسم گلزار سلیمانی کو شکست کرے نورالدہر اپنے دل مین یہ سوچے کہ ایرج نے ابھی اتنی بڑی ایلچی گری کی ہی اور ایسا کار نمایان بروے کار لایا ہی اب تم چلکر اس کام کو انجام دو طلسم کو توڑو اور قہقہہ سہ چشمی کو مارو یہ تصور کرکے اپنے دنگل سے اُٹھے اور سامنے امیر کے حاضر ہو کر دست ادب باندھ ہوکے گزارش کیا کہ حضور اگر مناسب تصور فرمائین تو غلام اس کار اہم کا سرانجام عمل مین لائے بدستگیر امیر نے ارشاد فرمایا کہ بارک اللہ ای شاہ جوانان یہ سب کام تیرے ہی واسطے ہین یہ کہکر امیر نے خواجہ سیاوش اور خواجہ دریا دل پسران خواجہ بزرجمہر کو طلب کیا اور ارشاد فرمایا کہ ای خواجہ زادو دیکھو تو کہ طلسم گلزار سلیمانی کو کون توڑیگا اور یہ نیکنامی کس کے حصہ مین ہی اور قہقہہ کو مار کر کون سرخروئی

حاصل کریگا خواجہ زادون نے اصطرلاب نجوم کو آفتاب کی جوت سے لاکر تثلیث و تربیع سیارگان افلاک سبعہ کی مطابقت کرکے احکام پر نظر کی اور ہر ایک سیارہ سعد و نحس کی نظر کو بروج فلکی کی مناسبت سے ملاحظہ کرکے عرض کیا کہ حضور مرگ قہقہمہ کی تو تیغہ عقرب سلیمانی سے معلوم ہوتی ہی جسکے ہاتھ مین وہ تیغہ ہوگا وہی قاتل اسکا معلوم ہوتا ہی امیر نے اُسی وقت تیغہ عقرب سلیمانی نور الدہر کے حوالہ کیا نور الدہر نے مسلح و مکمل ہو کر جام نوش فرمایا بدیع الجمال نے دیوؤن کو اشارہ کیا کہ تخت حاضر کرو دیوؤن نے فی الفور تخت حاضر کیا نور الدہر تخت پر جلوہ افروز ہوے اور امیر کو سلام کرکے پردۂ قاف کی سمت روانہ ہوے اب انکو تو راستہ مین چھوڑیے اور

دو کلمہ داستان حال لشکر اسلام و لشکر نمرود کے ملاحظہ فرمایئے

چھوڑا ہی ساتھیون نے پس کاروان مجھے
جان لیگیا کہ موت ہی جانان جہان مجھے
کیا اسدول کہون کہ سراپا ہون دردمند
جاتے ہین اک نگاہ پہ سو سو گمان مجھے
افسانہ کہکے اسکو سلاؤن تمام رات
قاصد کا ہی سوال کرے تو زبان مجھے

لیجانے دیکھیے مری قسمت کہان مجھے
چکر مین شل سنگ فلاخن ہون دیکھیے
آتی نہین ہی بات سواے فغان مجھے
ہوتی نہ وہ گلی تو ملتا نہ دل مرا
ٹوکرا ہی رکھوے کاش ترا پاسبان مجھے
ای داغ آنکے ہاتھ سے کرون شہید مین

شب کو نہ آئے تم تو دل بدگمان مجھے
پیسے مرے نصیب کی گردش کہان مجھے
پڑتی ہی آنکی آنکھ سر بزم جب کہین
ملتا اگر زمین کے عوض آسمان مجھے
دل خط مین رکھدیا بھی تو کیا فائدہ ہوا
وہ موت بھی ہو زندگی جاودان مجھے

محاسبان رقوم نکتہ دانی و مہندسان فنون قصہ خوانی زاویۂ قائمۂ سخن کو تختۂ اسطح بیان پر اس شکل سے رقم کرتے ہین کہ ایرج دیو کو مارکر خدمت امیر با توقیر سے مشرف ہوے اور یہ خبر نمرود کو پہونچی کہ ایلچی امیر کا اس دیو کو مارکر صحیح و سلامت لشکر اسلام مین پہونچ گیا تو بختیارک نے نمرود سے کہا کہ کار شناسی خدا پرستون کی ملاحظہ کی نمرود کو غیظ آگیا اور حکم نوازش نقارہ رزمی صادر کیا اُسی وقت لشکر نمرود مین طبل جنگ بجا جاسوسان لشکر اسلام نے یہ خبر صاحبقران والاشان کے حضور مین آکر عرض کی کہ لشکر نمرود مین طبل جنگ بجا دیا گیا امیر نے زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی بتائید ایزدی کوس حربی بجایا جائے چنانچہ فوراً لشکر امیر مین بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی صداے شر و فساد بلند ہوئی شب بھر دونون جانب اسباب حرب و ضرب کا انتظام سامان جنگ کا اہتمام ہوتا رہا شجاعان روزگار و مردان آزمودہ کار اپنے اپنے اسلحہ کی صفائی و درستی مین مصروف ہوے بادشاہ نے سویرے سے دربار برخاست کردیا سردار اپنی اپنی جگہ پر آئے سلح خانے کھلواے مسل و مسل نقیبون مین صدا بلند ہوئی آئینہ تیغ پر صیقل دو چند ہوئی بانگ درا و شور قرنا سے جنگی جرأت خاطر شجاعان کے لیے گویا قلعی تھی کہ ہمت و جرأت کی صورت نظر آنے لگی آئینہ خانۂ ہمت مین عروس جلاوت جلوہ دکھانے لگی تمناے ہم آغوشی عروس فتح و ظفر مین سیماب وار بیقرار آمادۂ مرگ و مہیاے کارزار تھے چشم شاہد ہمت کے اشارے ہونے لگے کہ دیکھین کون مرأت تیغ کے روبرو منھ بناتا ہی اور کون کشادہ پیشانی بلکہ ہو النقش درست فرمایا ہی آج ہی تو مردی و نامردی کے جوہر کھلینگے و معرکہ جنگگاہ مین جریدۂ شجاعت کے دفتر کھلینگے سب کی قلعی کھلجائیگی گرد کدورت رخسار شجاعت سے دھل جائیگی کل مقدمہ نام و ننگ ہی جسم مردانگی پر جامۂ حیات تنگ ہی اس کساسیی مین بزدلون کو عار سی ہی نوک سنان جانستان ملامت کی خلش مژگان کی بارسی ہی نیزے شاہد طنازی کی طرح تننے لگے کہ مسعود شمع بناکر بیٹھنے لگے تیغ آبدار کے سامنے سپر نے دل کی کدورت نکالی تھی برچھیون کی آن بان دیکھی بھالی تھی کمند حلقۂ زلف گرہ گیر تھی لب سوفار سے گفتگوے راست باتی

تیر تھی پیادے محو صورت جنگ سواروں پر عرصۂ زیست تنگ گھوڑے فرط ہراس سے ششدر کھڑے تھے پیل گجر دی عدد سے منصوبۂ حیرت میں پڑے تھے چار کیمپ اپنا رخ روشن دکھا رہے تھے خود بساط ممات بچھا رہے تھے زرہوں پہ یہ کڑی پڑی تھی کہ تیغ مخالف کے انتظار میں نگاہ حسرت لڑی تھی شمشیر صاعقہ بار کی چمک کشت حیات دشمن پہ بجلی گراتی تھی مارے خوف کے قضا بھی گولی بچاتی تھی لغز زین و لگام کی درستی میں آمادہ مستعد جنگ ہر ایک سوار و پیادہ کہاں تک گذارش ہو چار پہر رات یہی غوغا بلند رہا جب مرقع دہر نے ورق شب الٹا صورت دوسری نظر آئی تیغ سحر صیقل ہو کر مصفا ہوئی خنجر آفتاب نے روانی دکھائی ہے

جلائی دہر نے جب مشعل روز ہوا روشن چراغ عالم افروز
ہو نکلا شہسوار اسپ افلاک اڑے تارے ہوئے مارے صورت خاک

ہنگام سحر دونوں لشکر بعد گرد و فرو دار دشت قتال ہوئے صبح ہوتے ہی صاحبقران عالی شان نے بھی بعد ادائے فریضۂ سحری مثل آفتاب تابان کمین بارگاہ سے طالع ہو کر خانۂ زین مرکب خنگ سیقیطاس کو منور و روشن فرمایا سرداران مثل خطوط شعاع گرد اس نیر تابان کے روان چالیس ہزار سواران جلتہ پوش ہمراہ جوڑیاں نقارہ ہائے نقرہ و طلا کی بجین بہ عظم و شان نے اجلاس جاہ و حشمت سے امیر باتوقیر مع سپاہ وارد جنگاہ ہوئے دلاوروں نے صفوف جدال و قتال کو آراستہ کیا نقیبوں نے کڑکا کہنا شروع کیا ہے

ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید
رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا
نیک آگے پت رہے اور پاپ پیچھے چلے
روز جنگ ست جنگ باید کرد
مردوں کا آسمان کے تلے نام رہ گیا
ایسے پوت کپوت کا کا ماس نہ کھائے
کوشش تمام و تنگ باید کرد

اس کلام شجاعت التیام سے آمادۂ شجاعت کا ہیجان ہوا صفوف افواج پر مثل صف مژگان سناٹا سا چھا گیا ہر ایک بہادر اپنی جانب مخالف پر نگاہ قہر نگران تھا کہ صف لشکر نمرود سے مغیلان خارا شکن باہر آیا اور نعرہ کیا کہ ای فرقۂ منکر درگاہ خداوند تم میں سے جسے دعوائے مردانگی ہو وہ میرے مقابلہ کو آئے اور جام شربت مرگ میرے ہاتھ سے پی جائے نمرود نے کہا کہ میں نے تقدیر کی ہے کہ مغیلان خارا شکن حمزہ کو قتل کریگا بختیارک نے کہا کہ بجا ہے لے خداوند ہم یہ تقدیر کرتے ہیں کہ مغیلان اور اسکے بعد بہت سے سردار تمہاری فوج کے حمزہ کے ہاتھ سے چاشنی گیر حلاوت مرگ ہونگے نمرود نے کہا کہ ای شیطان درگاہ یہ تو نے کیا کہا تو کیسی الٹی تقدیر کرتا ہے بختیارک نے کہا کہ خداوند آج ہماری بھی تقدیر کرنے کو جی چاہا بھلا دیکھیں آج کس کی تقدیر زبردست و چرب نکلتی ہے غلام کی یا خداوند کی نمرود نے کہا کہ تو بھی کتنا پاجی اور نالائق ہے تیری دل لگی ہر وقت چلی ہی جاتی ہے غرضکہ نعرۂ مغیلان خارا شکن کا سنکر امیر باتوقیر میدان میں تشریف لائے پہلے تو صاحبقران والاشان نے اتمام حجت کے لیے بہت کچھ وعظ و پند زبان الہام بیان سے ارشاد فرمائے اور دلائل وحدانیت و ربوبیت باری تعالیٰ عز اسمہٗ مغیلان سے بیان کرکے دعوت اسلام کے بعد اس سے ارشاد فرمایا کہ اگر تیرے پاس ان باتوں کا جواب ہو تو بیان کر ورنہ بہتر یہ ہی کہ مذہب حقہ کو قبول کر مغیلان نے تیغ کھینچ کر کہا کہ جواب ان باتوں کا آپ کو یہ تیغ آبدار دیگی یہ سنکر امیر کو تاب ضبط باقی نہ رہی غیظ آگیا اور فرمایا کہ بہتر حملہ آور ہو مغیلان خارا شکن نے اس تیغہ کا وار کیا صاحبقران نے تلوار اسکی رد کرکے کلائی اسکی پکڑ لی اور اس زور سے جھٹکا دیا کہ وہ منہ کے بل زمین پر آرہا نیچے ایک پتھر پڑا ہوا تھا القصہ سر اسکا اس پتھر پر گرکے پاش پاش ہو گیا امیر نے اور ایک تلوار اوپر سے مارکے کام اسکا تمام کیا

اور نعرہ کیا کہ اور جسے تمنائے مرگ ہو اور خار مغیلان اجل پائے آرزو سے قتل میں جسکے کھٹک رہا ہو وہ
میرے مقابلہ کو باہر آئے یہ نعرہ سنکر ہابیل کوہ پیکر سامنے آیا امیر نے اُسے بھی علت تیغ بیدریغ کیا
غرضکہ اسی طرح ستائیس کا فران عنید کو راہی دار البوار کیا نمرود کے قریب شام طبل بازگشت بجوایا لشکر امیر
مین بھی طبل بازگشت پر چوب پڑی دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر واپس آئے لشکری بستروں پر آ کر
آرام پذیر ہوے سرداروں نے اپنے خیمون میں استراحت کی جبکہ طوق شعلع مہر گردن روزگار سے اتر اور
ہیکل کہکشان شاہد شب نے زیب گلو کی ے

چو در برقع کوہ رفت آفتاب — سر روز روشن فرو شد بخواب
شب تیرہ چون اژدہای سیاہ — زراہی برآورد سر سوی ماہ
دو رویہ سپہ پاس بیدا شتند — عسس گرد خرگاہ نگذاشتند

امیر با توقیر بارگاہ مین آکر بیٹھے اُدھر نمرود بھی اپنی قیام گاہ پر گیا مجمع رفقا و مصاحبین ہونے لگا بختیارک نے
نمرود سے کہا کہ کیون خداوند شیطان کی تقدیر کو ملاحظہ فرمایا اب شیطان کی تقدیر زبردست ہی
یا خداوند کی نمرود نے کہا کہ اچھا ہمنے تعدیہ کی کہ کل حمزہ کو گرفتار کرالینگے بختیارک نے کہا کہ اچھا
ایک تقدیر کو تو ہم دیکھ چکے اب اسے بھی دیکھتا ہی نمرود نے بختیارک سے کہا کہ ارے خاموش رہ تو ہر وقت
ایسی ہی دل لگی بازی کیا کرتا ہے بختیارک نے کہا کہ اچھا دیدہ باید کہ چہ خواہد شد ع
کہ شب آبستنی فردا چہ زاید نمرود نے کہا بہت اچھا بہت اچھا اب زیادہ بک بک نہ کیجیے پھر
نمرود نے مرزبان فیل خوار جادو کو طلب کر کے کہا کہ ای مرزبان جسطرح بنے آج حمزہ کو اٹھا لا تو ہم
جانینگے کہ تو عیار ہی یہ سنکر مرزبان نے کہا کہ حضور بہت اچھا تعمیل ارشاد میں کچھ عذر نہیں ہی چنانچہ
مرزبان نے پہر رات گئے لباس شب روی زیب جسم کر کے بارگاہ سلیمانی کی راہ لی جب بارگاہ کے قریب
پہونچا تو ہر چند چاہا کہ جست کر کے خیمہ کے اندر چلا جائے مگر ممکن نہ ہوا جس قدر یہ کوشش کرتا تھا کہ جست کر کے
اندرون خیمہ چلا جائے اسی قدر سراچہ بارگاہ اور بلند ہوتے جاتے تھے آخر مجبور ہو کر بارگاہ کے دروازہ
پر آیا دیکھا کہ مقبل مع چند عیارون کے پہرا دے رہا ہے یہ دیکھتے ہی اسم سحر پڑھ پڑھ کے
دم کرنا شروع کیے ایک آن واحد مین مقبل اور سب ہمراہی بیہوش ہو ہو کر گر پڑے بس اب کیا تھا
گھر دوستون کا مرزبان جب داخل بارگاہ ہوا دیکھا کہ امیر اپنے بستر استراحت پر غافل آرام فرما رہے ہین
اُسنے چاہا کہ امیر پر بھی اسم سحر دم کر کے گرفتار کرے جیسے ہی مرزبان نے اسم سحر شروع کیا ویسے ہی حسن
اتفاق سے امیر کشور گیر کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ایک شخص سامنے کھڑا ہوا جادو کر رہا ہے امیر سمجھے کہ یہ اپنے
زعم مین مجھے غافل سمجھکر جادو کر رہا ہے امیر نے وہین سے پلنگ پر لیٹے لیٹے اسم اعظم آغاز کیا اُدھر سے وہ
سحر خوانی مین مصروف ہے اور پڑھ پڑھ کر امیر پر دم کر رہا ہے اور اُدھر امیر اپنے اوپر اسم اعظم پڑھ پڑھ
کے دم کر رہے ہین بعد تھوڑی دیر کے جب اُسنے اسم سحر کو تمام کیا اور امیر خاموش بے حس و حرکت
لیٹے رہے تو وہ مردود یہ سمجھا کہ حمزہ بیہوش ہوگئے اب انھین گرفتار کر لینا چاہیے یہ سوچ کر قریب امیر
آیا امیر بسم اللہ کہکے اُٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ کیون ای ساحر نابکار سحر کر چکا بس ایسے ہی بھروسہ پر میری گرفتاری
کے لیے آیا تھا ارے لعنت ہی خدا کی اور تو کچھ نہیں یہ کلام سنکر عقل ساحر کی حیران ہو گئی اور عرض کیا
کہ ای حمزہ معلوم ہوا کہ آپ نے کسی نہ کسی طور پر میرے سحر کو رد کر دیا امیر نے وہ لوح جو گلے مین پہنے ہوے
تھے جسپر اسم اعظم کنقوش تھا اُسکو دکھائی کہ دیکھ یہ لوح جو میرے گلے مین پڑی ہوئی ہے اسی لوح کی

برکت سے مین نے تیرے سحر کو دفع کر دیا ابھی امیر سے اور اس جادوگر سے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ حسب
اتفاق عمرو بھی اُس طرف آنکلے قریب دروازۂ بارگاہ آکر دیکھا کہ مقبل اور اسکے ہمراہی تو بیہوش
پڑے ہوے ہین اور اندر بارگاہ کے امیر سے اور کسی شخص سے بات چیت ہو رہی ہی خواجہ سمجھے کہ کچھ
دال مین کالا ہی چلا چاہیے یہ سوچکر گلیم عیاری اوڑھکر اندرون بارگاہ آئے دیکھا کہ ایک جادوگر
امیر کے سامنے کھڑا ہوا ہی اور امیر سے اور اس سے گفت و شنید ہو رہی ہی عمرو نے جاتے ہی امیر سے
کہا کہ کیون آج آپ بیدار کیون تھے امیر نے فرمایا کہ یہ حضرت میرے گرفتار کرنے کو آئے تھے اتفاقاً میری
آنکھ کھل گئی عمرو نے کہا کہ پھر ماریے مردود کو یہ کہکر اُس ساحر کی طرف لپکے دیکھا کہ وہ نمودار ہی سمجھے کہ میرے
آتے ہی بھاگ گیا جلدی سے بیرون خیمہ آئے اور اُسکو چار طرف دیکھنا شروع کیا دیکھا کہ ایک سمت کو
بھاگا چلا جاتا ہی بس جھپٹ کر کمند اصفہانی با صفا کے حلقہ اُسکے جانب پھینکے ہر چند کہ وہ عمرو سے بہت
فاصلہ پر تھا مگر چونکہ خاصیت اُس کمند کی یہ ہی کہ وقت ضرورت یہ کمند حسب حاجت بڑھ جاتی ہی مرزبان
کمند کے حلقون مین گرفتار ہو گیا اور عمرو اُسے کھینچتے ہوے جانب بارگاہ لائے اور پیچ ہاے وا ڈ دی مین
کسکر اُسے باندھ دیا اور قصد کیا کہ جا کر امیر سے اطلاع کرین دیکھا تو امیر بھی دروازہ بارگاہ پر کھڑے ہین
عرض کیا کہ حضور یہ ساحر حاضر ہی امیر نے فرمایا کہ بھئی خواجہ تمھین اس امر کی خبر کس نے دی عمرو نے عرض
کیا کہ حضور تابعدار جو بالا روی کرتا ہوا دروازۂ بارگاہ پر آیا تو دیکھا کہ مقبل اور اسکے ہمراہی بیہوش پڑے
ہوے ہین اور آپ کی باتون کی آواز آرہی ہی مین سمجھ گیا کہ کچھ دال مین کالا ہی گلیم اوڑھکر داخل بارگاہ ہوا
دیکھا تو یہ مردود آپکے سامنے کھڑا ہوا ہی اسے دیکھکر مین تو آپ سے باتین کرنے لگا یہ مردود فرصت پا کر بھاگ
نکلا اب جو مین نے مڑ کر دیکھا تو اسے نہ پایا بیرون خیمہ تلاش کرکے اُسے کمند اصفہانی مین پھانس لیا اب کیا حکم ہوتا ہی
امیر نے فرمایا کہ قتل کرو عمرو نے بسم اللہ کہکر خنجر مارا کچھ اثر نہ ہوا سمجھے کہ کچھ اسکے پاس ایسی شی ہی کہ جس کے
باعث سے خنجر تاثیر نہین کرتا ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے دیکھا کہ اُسکے بالون مین ایک تعویذ موم کیا ہوا چھپا ہے
عمرو نے اُس تعویذ کو نکال کر پھینک دیا اور پھر بسم اللہ کہکر ایک خنجر اُسکی گردن پر رسید کیا کہ دھڑ سے سر
اُسکا جدا ہو گیا امیر نے حکم دیا کہ لاش اُس مردود کی ہاتھی کے پاؤن مین باندھ کے تشہیر کراؤ جب صبح
ہوئی تو لاش اُس مردود کی پاے فیل مین باندھ کے تمام لشکر مین خوب تشہیر کرائی گئی کہ
نمرود کو بھی یہ خبر ہو گئی کہ مرزبان مارا گیا تو اسے بہت ہی تاسف ہوا اور نہایت غیظ آگیا کہنے لگا کہ
جب تک کوئی بڑا آزمودہ کار نہ جائیگا امیر کا گرفتار ہونا امر دشوار ہی بختیارک نے کہا کیون خداوند کیا ہوا
نمرود نے کہا کہ ارے شیطان تونے سُنا کیا مرزبان امیر حمزہ کے ہاتھ سے مارا گیا بختیارک نے کہا کہ کیون
مارا گیا آپنے تو تقدیر کی تھی کہ حمزہ گرفتار ہو جائینگے یہ کیسی الٹی تقدیر ہو گئی نمرود نے کہا کہ پھر تو اپنی شیطنت کی
لینے لگا بختیارک گویا ہوا کہ پھر کوئی تقدیر کیجیے گا نمرود بولا کہ ہان کرینگے تو کیا کرینگے بختیارک نے کہا کہ خداوند
آپ کی ایسی ہو وہی تقدیر کیجیے گا اس مرتبہ تو ذرا مضبوط سی تقدیر کیجیے گا ایسا تو نہو کہ ابھی مسلمانون کی تدبیر سے آپکی
تقدیر پیش روی نہ کر سکے نمرود نے کہا کہ نہین ابکی بہت مستحکم تقدیر کیجائیگی یہ کہکر ایک تعویذ لکھکر اور آگ منگوا کر اُس
تعویذ کو آتش مین ڈال دیا بس جیسے ہی وہ تعویذ جلا اور دھوان بلند ہوا ویسے ہی یکایک ایک تاریکی سی پھیل گئی
اور ایک دیو سیاہ رو زشت خو سامنے سے پیدا ہوا اور نمرود کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا

نمرود نے اُس سے کچھ اشارہ کیا دیو نے پھر پرواز کی اور بعد تھوڑی دیر کے سمندر جادو اور محیط جادو
کو لیکر نمرود کے حضور مین حاضر ہوا نمرود نے ان دونون کو بہت تواضع و تکریم سے اپنے پاس بلا کر قریب تخت
اپنے جگہ دی بختیارک نے کہا کہ اے خداوند آپ نے اپنی خدائی کو بالکل بے حقیقت اور سبک کر دیا کہ ایک
ایک بندہ کی یون تعظیم و تکریم کرتے ہین نمرود نے کہا کہ یہ سب میری خدائی کے ستون اور میرے بندگان
خاص ہین اگر مین اُنکی مدارات اور دلداری نکرون تو پھر دوسرا کون ہی جو انکا حفظ مراتب کریگا۔ لیکن نمرود
اُن دونون ساحرون کی جانب متوجہ ہوا اُن ساحرون نے عرض کیا کہ خداوند نے ہمین کسواسطے طلب کیا ہی
نمرود نے کہا کہ مین نے تم کو اس غرض سے طلب کیا ہی کہ خدا پرستون نے میرے سینتالیس سردارون کو قتل
کیا اور قمہور و بلاشور اور عرش اُن کی قید مین ہین اور چند سردار حمزہ کے میری قید مین ہین اگر مین اُنھین
قتل کرونگا تو حمزہ قمہور اور بلاشور و عرش کو قتل کرڈالے گا اگر تم دونون جاکر عرش اور قمہور وغیرہ کو
کو رہا کرلاؤ تو مین اُن مسلمانون کو تہ تیغ کرون سمندر جادو نے کہا کہ اُن مسلمانون کو آپ نے کہان قید
کیا ہی نمرود نے کہا کہ آسمان پر سمند جادو نے کہا کہ کس جگہ نمرود نے کہا کہ قندیل ہائے آتشین مین سمندر
نے عرض کیا کہ لشکر مین کیون نہ قید کیا بختیارک بول اُٹھا کہ اگر لشکر مین قید کرتے تو حمزہ کا عیار زبردست
خواجہ عمرو آکر چھڑا لیجاتا سمندر جادو نے کہا کہ بھلا اُسکی کیا مجال ہی مین اُسکو قتل کرڈالونگا مین تو بہت
خون کا پیاسا ہون بختیارک نے کہا کہ بہت اچھا جب آپ عمرو کو قتل کیجے گا تو تھوڑا سا خون اُسکا مجھے بھی
دیجیے گا نمرود نے کہا ارے شیطان خاموش رہ تو ہر جگہ دل لگی کیے جاتا ہی ہر بات مین مسخرہ پن کرتا ہی
غرض محیط جادو نے سمندر جادو سے کہا کہ تو جاکر قمہور وغیرہ کو چھڑا لا اور مین خود ان مسلمانون کو لشکر مین
لیجاکر قید کرتا ہون اور آپ چوکی دیتا ہون دیکھون تو میرے پہرے سے کون چھڑا لیجاتا ہی اور کسکی طاقت
ہمارے جو چھڑانے آئیگا خداوند کے افضال سے اُسے قتل کرونگا نمرود نے کہا کہ اچھا لاؤ قیدیون کو
اُسی وقت سرداران لشکر اسلام کو سامنے نمرود کے حاضر کیا بختیارک نے کہا کہ بدیع الزمان و قاسم
دونون داماد لقا ہین زمرد شاہ نے کہا کہ بختیارک تو مجھے ذلیل کرتا ہی تجھے کس نے کہا تھا کہ تو ایسی
باتین کرا رے صاحب یہ سب جھوٹ ہی بختیارک نے کہا کہ خداوند ہاتھی پھرے گانون گانون جسکا
ہاتھی اسی کا ناؤن القصہ محیط جادو بھی وقت بدیع الزمان وغیرہ کو لیکر آسمانون سے اُترکر زمین پر
آیا اور لشکر نمرود مین ایک خیمہ علیحدہ نصب کراکے ان سب کو اس خیمہ مین لیجاکر قید کیا اور کل لشکر مین
منادی کرادی کہ خبردار کوئی ان قیدیون کی نگہبانی نکرے مین تنہا ان سبکی حفاظت کرونگا دیکھون کون کون آتا
ہی چنانچہ یہ خبر ہرکارون نے امیر کی خدمت مین جاکر عرض کی کہ محیط جادو نے سرداران لشکر اسلام کو لاکر
لشکر نمرود مین مقید کیا اور خود انکی حفاظت کر رہا ہی اور سمندر جادو نے اقرار کیا ہی کہ مین قمہور وغیرہ کو
لشکر اسلام سے چھڑا لاؤنگا پس امیر یہ خبر سنکر آبدیدہ ہوے اور ارشاد فرمایا کہ اگر اتفاق سے لیجانا وغیرہ
ہوا اور سمندر جادو قمہور وغیرہ کو اگر چھڑا لے گیا تو بڑا ہی غضب ہوگا نمرود ہمارے سردارون کو ضرور
قتل کریگا کیونکہ اُس صورت مین پھر اُسے کوئی خوف تو رہیگا نہین اور اگر مین پہلے ہی قمہور وغیرہ کو قتل
کرتا ہون تو بھی وہ لوگ قتل ہوجائینگے اگر کوئی شخص جاکر ہمارے سردارون کو چھڑا لاتا تو البتہ یہ سب
بن پڑتی ہم ان بد بختون کو بخوف و خطر قتل کرتے یہ سنکر شاپور نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور کیون اسقدر دل ہراساں

کہا کہ خواجہ اب کیا ہونا چاہیے کہ یکایک نعرہ نور الدہر کا سنائی دیا خواجہ عبد الرحمٰن نے کہا کہ شکر خدائے عز و جل نور الدہر آپہونچے اب کوئی فکر و اندیشہ کا محل نہیں ہے غرضکہ نور الدہر نے آتے ہی مقابل قہقہہ نعرہ کیا

شہ عالم شجاع عصر نور الدہر عالیشان
کشندہ از فشکر من فوج اعدا اصد نشانی

سپہر حشمت صاحبقرانی و جہانبانی
نہنگ بحر بد موجست بر قبضہ چو بگذارم

مہ برج شجاعت آفتاب عز و تمکین
شود از آب تیغم لشکر کفار طوفانی

قہقہہ یہ نعرہ سنکے تاؤ پیچ کھانے لگا اور نور الدہر پر دو ارشمشاد کا وار کیا نور الدہر نے وار اُسکا خالی دیکر نیزہ اُٹھایا قہقہہ نے بھی نیزہ اُٹھایا نیزہ بازی ہونے لگی کامل دو پہر تک نیزہ بازی رہی سنانیں بیکار ہو گئیں قہقہہ نے نیزہ پھینک کر تلوار علم کرکے نور الدہر پر حملہ کیا نور الدہر نے حملہ اُسکا خالی دیکر تیغ عقرب سلیمانی کو میان سے لیا اور تین مرتبہ خبردار خبردار کہکے اُسکے سر پر تیغ مارا قہقہہ نے سر کو سپر کی پناہ میں کیا ہر چند کہ سپر اُسکی بہت زبردست تھی مگر کیا ہو سکتا ہے یہ تیغ عقرب سلیمانی وہ بلا کی تیز ہے کہ سپر اور خود کو کاٹ کر یا کیب و مرکب کے چار ٹکڑے کرتی ہوئی زمین میں در آئی نور الدہر نے قبضہ تک مگر تیغ کو میان میں کیا اور صدائے اللہ اکبر جل جلالہ کی بلند کی پس قہقہہ کے قتل ہوتے ہی دل دیو نور الدہر پر ٹوٹ پڑے سالار شمشاد لے لیکر نور الدہر پر حملہ آور ہوئے نور الدہر نے بھی تیغ عقرب سلیمانی کو میان سے لیا اور غول میں دیووں کے در آئے آسمان پری نے بھی اپنے دیووں کو حکم دیا کہ قہقہہ کے دیووں پر جا گرو ادھر تو آسمان پری کے دیو قہقہہ کے دیووں پر جا پڑے اور ادھر قمر زاد اور فیروز زاد و گوہر زاد بھی قید کو ملکر آپڑے جنگ عظیم واقع ہوئی اس طرح بھڑ کے تلوار چلی کہ الاماں خون کی ندیاں بہنکلیں کشتوں کے پشتے بندہ گئے دیوؤں کے لاشوں کے جابجا انبار نظر آتے تھے یہ طرف کوہ سیاہ کا عالم تھا از صبح تا شام یہی ہنگامہ رہا جنگ رہی نو لاکھ دیووں میں چار لاکھ دیو قتل ہوئے اور پانچ لاکھ بھاگ نکلے آسمان پری نے بفتح و فیروزی مراجعت کی اور لشکر جو روما نک و نور الدہر کے واسطے بارگاہ نصب کرائی سب آکر داخل بارگاہ ہوئے صحبت عیش و عشرت آراستہ ہوئی ساقیان گلرو بادہ مشکبو لیکر حاضر ہوئے مطربان شیرین ادا نے رقص و سرود کا رنگ جمایا تھوڑی دیر یہ جلسہ مسرت منعقد رہا نور الدہر نے بعد فراغت طعام و شراب آسمان پری سے پوچھا کہ کیون وادی جان وہ طلسم کونسا ہے اُسکا مجھے نشان بتا دیجیے کہ جسکے لیے میں نے اسقدر مسافت طے کی ہے میں جا کر اس طلسم کو فتح کروں آسمان پری نے کہا کہ اے فرزند اُس طلسم کا نام طلسم گلزار سلیمانی ہے یہ کہکر نور الدہر کو سب جستہ نشان اُس طلسم کا بتا دیا اب تو طلسم کشائی کے لیے جانب گلزار سلیمانی نہضت فرما ہوتے ہیں دیکھیے کب یہ طلسم جنگ ...

دو کلمہ داستان خلاصی بدیع الزمان وغیرہ کے بیان ہوتے ہیں

کوئی کلمہ بھی مرے منھ سے نکلنے نہ دیا
شمع کو تا بہ سحر میں نے پگھلنے نہ دیا
شوق نے راہ محبت میں اُبھارا لیکن
شوق نے ایک بھی مضمون بدلنے نہ دیا
بدگمانی نے مجھو اُسے تنہا چھوڑوں
کہ مجھے نام بھی غیرت نے بدلنے نہ دیا

وہ ستایا مجھے قاتل نے سنبھلنے نہ دیا
اس جفا پر یہ وفا ہے کہ تمھارا شکوہ
ضعف نے ایک بھی آہ تو سنبھلنے نہ دیا
اے شب ہجر ترا خلق پہ احسان ہوگا
میں نے قاصد کو الگ کہ اُدھر چلنے نہ دیا
جھوٹ لکھا اُسے میں حشر کے دن حشر کرکے

الغرض سر و کی آہ پر شب غم دیکھو
دل میں رہے مجھے نہ یا منھ سے نکلنے نہ دیا
عقل کہتی تھی کہ نہ لکھو دفتر مطلب اُنکو
حشر کے دن کو اگر تو نے نکلنے نہ دیا
کسی صورت نہ بچا عشق کی سودائی
کیا کروں تجھکو دشتوں نے نکلنے نہ دیا

بزم اعدا میں اگر شوخ نے عیاری کی | کیا ہی اعجاز کیا داغ کو جلنے نہ دیا | محافظان زندان نکتہ دانی و نگہبانان

مجلس رموز معانی قیدی مضمون کو زنجیر فکر سے رہائی دیکر یون کھلے بندون معرض تحریر مین لاتے ہین کہ
بدیع الزمان وغیرہ جو لشکر نمرود مین تھے انکی رہائی کے باب مین جب شاپور نے امیر با توقیر سے عرض کیا
کہ آپ مطمئن رہین مین جاتا ہون تو امیر نے شاپور کو دعا دیکر انعام کا وعدہ کیا اور عمرو سے کہا کہ ای خواجہ
تم تو سر برندہ جادوگران اور سلطان عیاران ہو تم اس مقدمہ مین کوئی کارروائی نہین کرتے مناسب یہی
ہے کہ اس محل رزم مین تم بھی کوئی کام کرو عمرو نے کہا ای امیر یہ کام کوئی ایسا دشوار نہین ہے کہ جسمین مین بھی
شریک ہون یہ تو ایک مختصر کام ہے شاپور اسکے واسطے کافی ہے وہ جا کر اس امر کو انجام دیگا آپ گھبراتے
کیون ہین اور اگر کوئی کام میرے ہی کرنے پر منحصر ہوتا اور مین دیکھتا کہ بغیر میرے یہ کام نہین چلتا تو مین خود
ہی سبقت کرتا اور انصرام کار کے لیے مستعد ہو جاتا آپ کے فرمانے کی کیا حاجت تھی اور ان چھوٹے چھوٹے
کامون کے لیے میرا جانا مناسب نہین ہے اور بلکہ مین حضور کا تابعدار ہی ہون جہان اور جس کام کی ضرورت ہو
مین ہر طور سے موجود ہون مگر آپ میری التماس کو غور کر لیجیے میرا جو کچھ خیال تھا مین نے گذارش کیا آیندہ حضور
کا جو ارشاد ہو فدوی بسر و چشم بجا لائے سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے پہ آپ مالک ہین ادنی بہانہ تھا مجھے
کیا عذر میرے بجانے کو میری پست ہمتی اور تقصیر خدمت پر محمول نفرمائیے گا مین نے آپ ہی کے حفظ مراتب
کے باعث سے عرض کیا کہ علاوہ میرے آپ کی بھی کسر شان ہے اس لیے کہ یہ مشہور ہو جائیگا کہ بس امیر کے
لشکر مین ایک ہی ہے ہر چھوٹے بڑے کام کے لیے اسی کی شکل دکھائی دیتی ہے امیر تو یہ سنکے خاموش رہے
شاپور نے عرض کیا کہ حضور مدظلہ بزرگوار بجا کہتے ہین غلام جاتا ہے اور اس کام کو بفضل ایزدی و اقبال
صاحبقرانی انجام دیتا ہے حضور سر مرتبہ ہے کام یہ خواجہ کا جانا واقعی غیر مناسب ہے آخر ہم غلام کس دن
کے لیے ہین یہ کہکر امیر کو سلام کر کے لباس عیاری زیب جسم کیا اور بانہ ہائے عیاری سے چست و چالاک ہو کر جانب لشکر
نمرود روانہ ہوا شاپور تو اسطرف قدم زن ہوا ادھر یہان شبرنگ عیار نور الدہر نے بجائے خود یہ خیال کیا کہ ای
شبرنگ اگر تو شاپور سے پہلے پہونچکر اس کام کو انجام دے لائے اور سرداران لشکر اسلام کو رہا کر کے خدمت امیر
مین حاضر کر دے تو تیری بھی دھوم مچ جائے اسواسطے کہ یہ کام بہت بڑا کام ہے یہ سوچکر مع ابو الفتح و خوردک بن
گردمرد اور اسلم پیادہ رو اور اندلس بن عمرو وغیرہ سات عیارون کو اپنے ہمراہ لیکر اسنے بھی لشکر کفار کی
راہ لی اب سنیے کہ بعد جانے شاپور کے امیر نے لشکر مین منادی کرادی تھی کہ آج رات کو ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر
یہی ذکر کرے کہ امیر نے قہور وغیرہ کو قلعہ ذوالامان اور سبائل مین روانہ کر دیا بس دم تو لشکر اسلام مین دن ہی
سے یہ چرچے ہونے لگے کہ ابھی امیر نے قہور وغیرہ کو قلعہ ذوالامان مین بیکار بھیجدیا ہماری سمجھ مین نہین آتا
درمیان کیا خوف تھا اگر یہ کہیے کہ لشکر نمرود سے کوئی عیار یا جادوگر آکر چھڑا لیجاتا تو بھلا یہ بھی کوئی بات ہے لشکر
اسلام مین بھی ایسے ایسے عیار و سپاہی موجود ہین کہ ما ہمہ و شاید امیر کو خواہ مخواہ خدشہ ہوا اور ادھر اسد نے کیا
کیا کہ اپنے خیمہ مین تہ خانہ کھود کے قہور وغیرہ کو اس تہ خانہ مین بند کیا اور منہ تہ خانہ کا لکڑیون سے پاٹ
کے اسپر فرش کر دیا اور چالیس آدمیون کو گرد خیمہ چوکی پہرہ کے لیے متعین کر دیا غرضکہ سمندر جادو جو داخل
لشکر اسلام ہوا تو ہر ایک جگہ ہر ایک شخص سے یہی گفتگو سنی کہ امیر با توقیر نے قہور وغیرہ کو قلعہ ذوالامان و
سبائل مین روانہ کر دیا یہ سنکر سمندر جادو بہت پریشان خاطر ہوا اور بزور سحر اپنے کو تا ملک سبائل مین

پہونچا کر تمام ملک اور قلعہ پھر چھان مارا اگر کہین پتہ نہ پایا سمجھا کہ مسلمانون نے دل لگی کی اور مجھے فریب
دیا تہمور وغیرہ سب لشکر اسلام ہی مین موجود ہین فقط مجکو دھوکا دینا منظور تھا شاید میرے آنے کی خبر ان
سب تک پہونچ گئی تھی اس سبب سے یہ ڈھنگ باندھ رکھا تھا چلنا چاہیے لشکر اسلام ہی مین تہمور وغیرہ
ملینگے یہ سوچ کر منتر پڑھ کر اپنے تئین سبائل سے لشکر اسلام مین پہونچایا اور تمام لشکر مین دیکھ بھال کے
خیمہ اسد پر پہونچا دیکھا کہ چالیس شخص چوکی پہرے پر مامور ہین فوراً اسم سحر پڑھکر سبھون کو بیہوش کیا اور
داخل خیمہ اسد ہوا دیکھا کہ اسد چین سے اپنے پلنگ پر ٹانگ پھیلائے سو رہا ہے پس سمندر جادو نے جاتے ہی
اسد کو بیہوش کر کے تمام خیمہ کو چھان مارا ہر ہر گوشہ مین ہر ہر جگہ دیکھ ڈالا کوئی جگہ باقی نہ رکھی مگر کہین
پتہ نہ پایا حیران ہو گیا اور کبھی تو اپنے دل مین یہ کہتا تھا کہ ارے سمند یہ مسلمان کس بلا کے لوگ ہین عجب عجب
کارستانیان کیا کرتے ہین جو کسی طرح سمجھ مین نہین آتین کوئی تدبیر اُنکی تدبیر پر پیش رفت نہین جاتی ارے
ہم کیا ہین جب خداوند کی تقدیر پیش رفت نہین ہوتی تو ہماری تدبیر پیش رفت کیا ہو ہم ہی کیا اور ہماری تدبیر
کیا اور کبھی کہتا تھا کہ اگر آج تہمور و بلاشور و عرش بن نمرود کو تو ہار کے نہ لیگیا تو بڑی ہی بے قدری کرکری
ہوگی ہر شخص یہی کہیگا کہ ارے پھر کیا سمجھ کے دعوے کیا تھا اور کیا کر کے گیا تھا غرضکہ ڈھونڈھتے
ڈھونڈھتے ایک مقام کی زمین کچھ اونچی معلوم ہوئی سمجھ کر اُلٹ کے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ تہ خانہ کا
منہ ہے لکڑیان رکھکے اوپر سے مٹی ڈال دی ہے وہ مٹی اور لکڑیان ہٹا کے سمند اس تہ خانہ مین اتر گیا
اور چارون طرف دیکھ ڈالا کسی کو نہ پایا مگر ایک جانب منہ نقب کا دکھائی دیا سمجھا کہ کوئی عیار بھائی اس
نقب کے راستے سے تہمور وغیرہ کو نکال لے گئے یہ سوچکر اس نقب کے اندر چلا گیا جاتے جاتے منہ نقب کا
دکھائی دیا سمند نقب کے باہر آیا دیکھا کہ کوئی سیاہ پوش تہمور وغیرہ کی قید کاٹ رہا ہے پوچھا کہ ارے تو
کون ہے اُسنے کہا کہ مین ہون عیار نمرود رضوان حاجب سیاہ پوش خیمہ اسد مین نقب لگا کر سبکو نکال لایا ہون
سمندر نے کہا کہ خیر کیا مضائقہ ہے جیسے مین نے کام کیا ویسے تو نے کچھ ہیچ کی بات نہین ہے یہ کہکر سمندر جادو
بشکل عقاب بنکر ان سب کو اپنی پشت پر بٹھلا کے جانب آسمان نمرود کے اُڑا اور یہان لشکر نمرود مین میان شاپور
نے کہ اُس خیمہ مین نقب لگانی شروع کی کہ جسمین سرداران اسلام مقید تھے اور شبرنگ جو اپنے عیارون سمیت نمرود
کے لشکر مین آیا تو دیکھا کہ جس خیمہ مین سرداران اسلام مقید ہین گرد اس خیمہ کے ایک بڑا بھاری جادوگر محیط نامی
اور اسم سحر پڑھتا جاتا ہے اور اُسکے چالیس شاگرد اُسکے ساتھ ہین اور ہزارہا سانپ بچھو وغیرہ جانوران گزندہ
زمین پر پھر رہے ہین یہ دیکھا شبرنگ نے اُن سانپ بچھوون مین ایک اینٹ پھینکی اینٹ کے گرتے ہی ایک
بچھو نے بڑھکر اُس اینٹ پر ڈنک مارا کہ وہ اینٹ خاکستر ہو گئی شبرنگ نے اپنے دل مین کہا کہ العظمۃ للہ
کیا سحر عظیم ہے مگر شاپور ضرور کوئی کارستانی کر جائیگا لیکن ہم بھی اپنا سا تو زور لگا لو خالی نہ پھرو شاید کوئی
کام بنجائے یہ سوچکر اپنی شکل بصورت رضوان حاجب متشکل کر کے ایک شیشی کو لشکر نمرود سے اپنے ساتھ لیکر
محیط جادو کے قریب گیا محیط جادو نے پوچھا کہ تو کون ہے شبرنگ نے کہا کہ مین ہون رضوان حاجب
خداوند نے تمہارے واسطے شراب یاقوت رنگ بھیجی ہے وہ لیکر آیا ہون محیط جادو نے اسی وقت سجدہ کیا
اور کہا کہ لاؤ میان رضوان کیا رحمت خداوندی ہے یہ کہکر بوتل شراب کی رضوان کے ہاتھ سے لیکر خود بھی
پی اور اپنے شاگردون کو بھی خوب پلائی اُس شراب کے پیتے ہی سب کے سب بیہوش ہو گئے شبرنگ نے محیط

سب کے سر تنون سے جدا کیے اور داخل خیمہ ہوئے اتنی دیر مین میان شاپور نقب لگا کے سرداران لشکر اسلام
کو لیجا چکے تھے یہ جو آکر اب دیکھتے ہین تو خیمہ خالی پڑا ہی کسی کا پتہ نہین سمجھے کہ شاپور چھڑا لے گیا اپنے
دل مین کہا کہ خیر شاپور لے گیا تو لیجانے دو ہمارا تو آنا بھی خالی نہین گیا ان جادوگرون کا قتل بھی ایک امر عظیم
تھا یہ سوچکر انھون نے بھی لشکر اسلام کی راہ لی یہان آکر سردارون کو خدمت امیر مین بھیجا اور اپنے خیمہ کی
راہ لی دوسرے روز نمرود نے زمرد سے کہا کہ اے زمرد شاہ قمہور وغیرہ تو لشکر اسلام سے رہا ہوگئے اب مین
ان خدا پرستون کو طلب کرتا ہون اگر مجھے سجدہ کیا تو خیر ورنہ سب کو قتل کرونگا کہ اس اثنا مین خبر پہونچی کہ کل
عیار لشکر اسلام کا محیط جادو کو مع چالیس جادوگرون کے مار کے سرداران لشکر اسلام کو چھڑا لے گیا نمرود
کو یہ سنکر نہایت تاسف ہوا اور امیر با توقیر نے صحبت عیش و عشرت آراستہ کی کہ اس اثنا مین امیر کو اطلاع
ہوئی کہ رات کو خیمہ اسد سے قمہور وغیرہ غائب ہو گئے کوئی عیار نقب لگا کر چھڑا لیگیا امیر نے ارشاد
فرمایا کہ خیر وہ سب رہا ہو گئے تو ہو جانے دو میرے سردار تو بچ گئے غرض جب کہ بعد فراغ جشن شب کو
آرام کیا تو خواب مین دیکھا کہ آب تیرہ زمین سے جوش مار کے حرم محترم کو بہا لے گیا امیر با توقیر یہ خواب
دیکھکر جو چونکے تو نہایت پریشان خاطر ہوئے صبح کو منجمون کو طلب کر کے تعبیر خواب کا استفسار کیا منجمون نے
عرض کیا کہ حضور طالع حرم مین خرابی پائی جاتی ہے بہتر یہ ہے کہ حرم کو یہان سے کسی اور طرف کو روانہ کر دیجیے امیر
با توقیر نے اسیوقت سامان سفر درست کر کے کل اہل حرم کو ہمراہی بہرام شیر جوان طرف ہفت در سندعجم کے روانہ کر دیا

اب یہان سے دو کلمہ داستان قتل بہرام کے از دست بدر زن زلزل جیسی ملاحظہ فرمائیے

ڈوب کر سینہ مین اس رنگ سے پیکان نکلا
داور حشر بھی انھون ہی کا خواہان نکلا
مین دکھڑا جو دم نزع تو وہ کہتے ہین
خاک نکلا جو بس از مرگ بھی ارمان نکلا
ہم بھی دیکھین تو کہا تنگ مین تیرے ہمراہی
ایک شعلہ سا تہ دامن مژگان نکلا
سختی دل کا مزا انکو چکھاتا کافر
دیدۂ تر سے مرے اشک بھی خندان نکلا
داغ دل جس کے اس بت کو دکھانا ہی تھا

دل سے بیساختہ نکلا کہ وہ ادلن نکلا
دل سوزان نے کہین آگ لگائی شب ہجر
دم تو نکلا مرے گستاخ کا یہ آسان نکلا
قول پورا تھا پر اس عہد شکن کا منہ سے
قدم اپنا بھی اپنی گردش دوران نکلا
نا توانون کی اگر گیر قضا ہے جو مے
پہ کرون کیا کہ خدا تیرا نگہبان نکلا
پاس خدا و قیامت کے نہین جز انصاف
آرزو دل کی تو نکلی مگر ارمان نکلا

کب سے ارمان مجھے زبون حال کا ارمان نکلا
صبح خورشید کے سے منہ سے تابان نکلا
کلبۂ تنگ مین کس کس کی سمائی ہوگی
مکرے ہو کر سخن وعدہ و پیمان نکلا
شرمگین چشم مین اس برق نظر کا جلوہ
سمجھے جب تار نکالا تو گریبان نکلا
رونے والون کو بھی اب مجھ یہی آتی ہے
دیکھیے کیا اگر کوئی بیداد کا خواہان نکلا
خامہ بند اب بحر رنگین ثنا ہو سخن

آرائش دستہ بندگان عرائس مضامین گلشن زلف تقریر دلپذیر خوش بیانی مین شانہ کشی کر کے وہ تابدار تحریر کا یون
جوڑا باندھتے ہین کہ جب یہ خبر بلاشور نے زمرد شاہ کو پہونچائی کہ امیر نے کل اہل حرم کو ہمراہی بہرام جانب
در سندعجم روانہ کر دیا تو بدر ملعون اجازت حاصل کر کے ہمراہی بلاشور وغیرہ کے راہ دریا سے جزیرہ خندق مین
آیا اس مقام پہ پہونچکر سد راہ ہوا جب بہرام سے اور بدر سے سامنا ہوا تو بدر بہرام کو ٹوک کر آگے بڑھا اور
بہرام سے نگاہ آورزن ہوا بہرام نے تلوار ماری کہ بدر کے سر پر جا پہنچی مگر کوئی اثر نہوا تیغ بہرام کی پلٹ گئی
بدر نے اپنے مرکب سے جھک کر مرکب بہرام کا پاؤن پکڑ کر ڈالا بہرام مرکب سے کود پڑا بدر نے ایک تلوار گردن
بہرام پر ایسی ماری کہ سر بہرام کا جدا ہو گیا ہمراہیان بہرام لشکریان بدر پر ٹوٹ پڑے جنگ مغلوبہ

واقع ہونگی دونون لشکر ایسے لڑے کہ میدان جنگ کو نمونۂ عرصۂ محشر بنا دیا بیت

زہر گوشہ غارت گر جان شدہ
شدہ پرچم نیزہ ہا فتنہ بار
کمان خم چو ابروے جانان شدہ
کلہ خود ہا گشتہ گلگون ہمہ
چو دلہاے عشاق پر خون ہمہ
چو گیسوے کافر دلان تتار
چو دلہاے سنگین سیمین بران
گذر کرد تیر از زرہ ہاے سیم
ہمہ سیداد چو کرد گرز گران
چو از حلقۂ زلف خوبان نسیم

غرضکہ خوب معرکہ کی لڑائی ہوئی مگر لشکر بہرام بے سردار تھا تاب مقاومت نہ لا سکا رو بفرار ہوا بدر نے سامنے
بہرام کا نیزہ پر چڑھا دیا لیکن چند سردار ہمراہیان بہرام سے حرم محترم کو لیکر ہفت صندعجم کی سمت
چل کھڑے ہوے جب یہ خبر امیر عالیمقام کو پہونچی کہ بہرام بدر کے ہاتھ سے مارا گیا اور ہمراہیان بہرام کچھ
مارے گئے اور کچھ حرم محترم کو لیکر ہفت دربند کی جانب چلے گئے ہیں اور بدر نے عجم میں پہونچکر حرم محترم کا محاصرہ
کیا ہے کہ بدیع الزمان امیر کے سامنے آئے اور عرض کیا کہ حضور کیون متفکر ہوتے ہیں میں جاکر اس کا انتظام کرتا
ہون امیر یہ خبر وحشت اثر سنکر بہت متردد ہوئے بدیع الزمان کو خلعت دے کر رخصت کیا بدیع الزمان
ستر ہزار جوان ہمراہ لیکر سمت ہفت دربند عجم روانہ ہوے جب بعد طے مراحل قطع منازل لشکر بدر کے برابر پہونچے
تو بدر نے طبل جنگ بجوایا بدیع الزمان نے بھی کوس حربی بجوایا شب بھر درستی سامان جنگ ہوا کی صبح کو
دونون لشکر میدان جنگ میں وارد ہوے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوگئیں مگر ابھی کوئی بہادر طرفین سے
میدان رزم میں نہ آنے پایا تھا کہ لاشور نے بدر سے کہا کہ اے بدر آج جنگ کو موقوف رکھو کہ ماندگی راہ تکان
زائل ہو جائے کل بتائید خداوند مقابلہ کرینگے بدر کو بھی یہ راے پسند آئی طبل بازگشت بجوا دیا لڑائی کو
ملتوی رکھا بدیع الزمان نے بھی طبل بازگشت بجوا کر اپنی فرودگاہ کی جانب واپس ہو کر خیمہ ایستادہ ہوگئے
کل اہل لشکر اپنی اپنی جگہ پر مقیم ہوے وقت شب لاشور کو یہ سوجھی کہ کوئی ایسی تدبیر کرنا چاہیے کہ
بدیع الزمان زندہ گرفتار ہو جائیں اور جنگ و جدل موقوف رہے کیونکہ بدیع الزمان سے مقابلہ کر کے
سر بر ہونا امر دشوار معلوم ہوتا ہے سوچتے سوچتے یہ بات ذہن میں آئی کہ دو تین ہزار بورہ میوہ کے لیکر
اور کل میوہ میں بیہوشی ملا کر جانب لشکر بدیع الزمان روانہ ہوا اور قریب لشکر بدیع الزمان آکر خیمہ زن
ہوا اور اسمین ذکر و اذکار کرنے لگا کہ کل صبح کو یہان سے کوچ کرینگے یہ خبر بدیع الزمان کو بھی ہوئی کہ کچھ میوہ
فروش آپکے لشکر کے قریب آکر مقیم ہوے ہیں شاہزادہ بدیع الزمان نے مقبل سے ارشاد کیا کہ اے مقبل
تم جاکر ان سب کو گرفتار کر لاؤ مقبل اسی وقت تعمیل للارشاد ان تجار کی طرف روانہ ہوا جاکر دیکھا کہ سوداگر
جا بجا بیٹھے ہوے اپنی بکری کا حساب و کتاب کر رہے ہیں جیسے ہی مقبل انکے قریب پہونچے سب کے سب
بھاگ کھڑے ہوے مقبل نے انکا تعاقب کیا کچھ تو بھاگ گئے اور کچھ لوگون کو مقبل گرفتار کر کے
خدمت بدیع الزمان میں حاضر ہوے بدیع الزمان نے ان لوگون سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو
سچ سچ بیان کرو ورنہ میں تم سب کو تہ تیغ کرونگا انھون نے عرض کیا کہ بہت اچھا ہم سچ سچ بیان
کیے دیتے ہیں امان ملے بدیع الزمان نے کہا کہ ہان صحیح صحیح حال بیان کروگے تو امان ملجائیگی
ان لوگون نے عرض کیا کہ حضور سچ سچ تو یہ ہے کہ ہم لوگ تاجر ہیں بدر کے لیے یہ میوہ کے بورے لیے جاتے
تھے بدیع الزمان نے اپنے اہل لشکر کو حکم دیا کہ اچھا انھین تو چھوڑ دو اور کل اسباب اور میوہ انکا
لوٹ لو یہ حکم سنتے ہی ان سب کو تو رہا کر دیا اور کل مال و اسباب و میوہ انکا لوٹ لیا اور خدمت شاہزادہ

بدیع الزمان مین حاضر کیا بدیع الزمان نے اس میوہ کو کل لشکر مین تقسیم کردیا اور خود بھی کچھ نوش فرمایا
میوہ کھاتے ہی بدیع الزمان اور کل اہل لشکر بیہوش ہو گئے بلاشور یہ خبر سنتے ہی فرودگاہ بدیع الزمان مین
داخل ہوا اور اکثر لوگون کو قتل کر کے مقبل اور بدیع الزمان کو زندہ گرفتار کرلیگیا بدر نے علم بدیع الزمان
اپنے سر پر بلند کر کے چاہا کہ شہر عجم کو تباہ کرے کہ عجاب تیز رفتار نے یہ خبر امیر کو پہونچائی کہ ایسا سانحہ واقع ہوا
امیر با توقیر یہ خبر وحشت اثر سنکر کمال متردد ہوے ایرج نے عرض کیا کہ حضور متردد کیون ہوتے ہین غلام کو اجازت
دیجیے فدوی جا کر انتظام کریگا غرضکہ ایرج امیر سے رخصت ہو کر روانہ ہوے انکو تو راہ مین چھوڑیے اور چندیک

دو کلمہ داستان نورالدہر سے سماعت کیجیے

صراف سخن بلفظ چون زر یہ در رشتہ بیان کشیدہ گوہر یہ کرجب نورالدہر والاقدر قریب طلسم گلزار سلیمانی
کے پہونچ گئے تو قصد کیا کہ بخط مستقیم داخل طلسم ہون عبدالرحمن جنتی نے عرض کیا کہ اے شاہزادہ بلند اختر
غلام کے نزدیک تو یہ امر بہت مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ بھی مثل جناب حمزہ صاحبقران عالیشان کے
ایک عبادتخانہ برپا کیجیے اور درگاہ جناب احدیت مین مناجات کیجیے بفضل ایزدی انکشاف حال ہو جائیگا
سو فتح طلسم کے کار بند ہو جیے کا نورالدہر کو یہ راے بہت پسند آئی اور ایک خیمہ علیحدہ برپا کر کے دعا و عبادت
کرنا شروع کی مناجات کرتے کرتے کوئی پہر رات نہ گئی تھی کہ آنکھ لگ گئی عالم خواب مین دیکھا کہ حضرت
سلیمان علی نبینا و علیہ السلام تشریف لائے ہین اور ارشاد فرماتے ہین کہ اے نورالدہر جب صبح طالع
ہو تو تم دامن کوہ مین جانا وہان قریب طلسم ایک درخت بہت عظیم الشان واقع ہے استادہ ہے کہ اس کا ظل اس حد
تک ہے اور سایہ مین اس شجر کے ایک شہریار پر شے عز و وقار سے تاج شاہی بر سر اور چار رفیق شہریاری اور چند رفیق
و مصاحب ہمراہ لیے بیٹھا ملیگا تم جاتے ہی اس درخت کو زور کر کے جڑ سے اکھیڑ کر پھینکدینا وہ شہریار رفیع
رفیق و یار بیحد حملہ آور ہوگا تم بلا تامل اسکو قتل کرنا اسکے قتل ہوتے ہی اس درخت سے ایک دریاے خون
جوش زن ہوگا تم بالکل اسکا خیال نہ کرنا اور جاتے ہی اس غار مین جو درخت کے اکھڑ جانے سے پیدا ہوگا
کود پڑنا وہان تمکین ایک صحراے لق و دق ملیگا اور ایک دیونی تمھارے داہنے ہاتھ کی جانب اس
لاش کو لیے ہوے نمایان ہوگی اور ایک فرخ اس لاش کو لیجائیگی اسکے بعد ایک دیو اس درخت کو
لیے ہوے پیدا ہوگا اور اس لاش کو دیکھکر بہت گریہ و زاری کریگا بس تم بے تامل اس دیو سے وہ درخت
چھینکر اسی دیو کے مارنا وہ دیو اس درخت کی چوٹ سے گر پڑیگا تم اسکا پیٹ پھاڑ کر کلیجا اسکا نکال لینا
بعد ازان آگے بڑھ کر اس دیونی کا تعاقب کرنا زمین پھٹ جائیگی اور تم بہت جلد اس دیونی کے قریب
پہونچ جاؤگے جاتے ہی اس دیونی کو اسی طرح قتل کرنا اور اسکا جگر بھی نکال لینا اور ان دونون کا
جگر لیے ہوے کھڑے رہنا کہ ناگہ ایک مرغ عظیم مثل فیل لوح زمرد گلے مین ڈالے ہوئے پیدا ہوگا تم جا کر
اس مرغ سے صاحب سلامت کرنا وہ مرغ تم سے ان جگرون کا خواستگار ہوگا تم اس سے کہنا کہ اے مرغ
تجھے حضرت سلیمان نبی کی قسم ہے کہ یہ لوح مجھے دے دے جب وہ لوح تمھارے حوالے کرے تو تم وہ
جگر اسے دیدینا جب وہ کھالے تو اس سے کہنا کہ جسطرح مین نے تجھے بعد سات سو برس کے تیری مراد
کو پہونچایا اسیطرح تو بھی میری مراد پر مجھے پہونچا دے یہ سنکر وہ مرغ تمکین اپنی پشت پر بٹھلا کے
تمھاری مقصد گاہ تک پہونچا دیگا چنانچہ یہ خواب دیکھکر نورالدہر کی آنکھ کھلگئی یہ چون شام ہوا چرخ گردان ہ

لشکر اسلام نے حاضر ہو کر امیر عالیمقام کی خدمت میں عرض کی امیر نے اسیوقت اپنے لشکر میں بھی نوبت طبل رزم کا حکم دیا اور سامان حرب و ضرب درست کرنا شروع کیا جب کہ مشعل آفتاب نہانخانہ مغرب میں جا کر گل ہوئی ؎

چون گرد شب از علاقہ ہو سا — آن شب ہمہ عزم جنگ کردہ
گوش ہوز بخ زمانہ را پر — افزایش نام و ننگ کردہ
آن در کہ بخشہ چون ثریا — میر بخت زدیدہ در بدریا

غرضکہ دونوں جانب شب بھر سامان جنگ رہا صدا ہے ہوشیار باش و بیدار باش بلند رہی نقارہ رزمی بجا کیے بہادر اپنے اپنے اسلحہ سجا کیے تیر ترکش میں بل کی لینے لگے تیر دن نے خود سری سے سر بلند کیے کلہ خود اعداکی سر کشی پر خندہ زن کمند لف خوبان کی طرح حلقہ فگن تیغ آبدار ابروے خمدار کی صورت خون کی پیاسی خنجر ہائے اعدا پر عجب طرح کی ادا سی حلقہ ہا ہے زرہ ہمہ تن چشم ہو کر چار آئینہ مرگ میں سرخروئی جاوید کے نگران خود اپنی خود بینی میں جام شجاعت سے سرگران پیکان کے دل میں جگر کے پار ہونے کی خلش تھی تیر دن کو جان عدو لینے کی دوادوش تھی سپر فراخ دامن کالی بلا کی صورت ... ابر بلا نازل کرنے کے لیے طیار برچھیون کو نگاہ جانان کی طرح سینہ دشمن افگار کا انتظار رہنہ دقون کی تیز روی سے بزدلون کے جی چھوٹے جاتے تھے مارے خوف کے گولی بچاتے تھے دود باروت سے زمین تیرہ و تار تھی تفنگ کی شعلہ افشانی مثل آہ شرربار تھی طالع رزم پیر مریخ کی نظر تھی نحوست زحل سینہ سپر تھی غرضکہ شب بھر ہی تحفہ ماجرا ؎

روز از سر مہر سر بر آوردہ — آفاق بمہر سر بر آوردہ
چون خسرو تیغ زن شادان — بر بخت نشست بامدادان

جبکہ سر سنان آفتاب نیزہ خطوط شعاعی لیے ہوئے میدان جنگ کی نظر تابی کو برآمد ہوا دونوں لشکر بڑی چمک دمک سے وارد دشت قتال ہوئے دونوں صفین لشکر جرار کی آراستہ ہوئیں نقیبون نے کڑکا کہنا شروع کیا ؎

یہ وہ جا ہے یاس اور جائے عجیب — جوانی گئی موسم شیب ہر — شہہ و ایک در دونکو عیب ہو — جہان ایک ماتم سرائے عجیب
پید جاتے ہیں کوہ جیسے سحاب — نہ چھوڑا ہے کچھ نہ ... دان — گلستان کو باغ ہو کا مکان — سکون ہان کا دیکھا سر شراب
یہ منزل نہیں جا ہے جا دیدنی — یہ بیٹھے جو ہیں سامنے میں کمان — جہان جلوہ ہر یک بہزم روان — جسے دیکھو چلنے کا گرم تلاش
الکسی نے نہ آکر کیا یان مقام — او بہادران نامی و شجاعت ستایان گرامی دنیا چند روز ہے کبھی رنج کبھی عشرت گاہ ستم گاہ اندوہ ہے ؎ — بجا ہے کیا کوس حلت مدام

گئے کل سوے گورستان جو ہم اتفاقاً — مقابر جتنے دیکھے ہیں خستی یا بجالی تھے — یہ مصرع لکھے اکثر جا مضمون خیالی تھے
تھا اگرچہ سب سامان ملکی اور مالی سے تھے — سکندر جب چلا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے — بعد نقابت نقیبا ے بلند آواز قہور

میدان میں آیا اور نعرہ زن ہوا کہ اگر امیر حمزہ عالی شان میرے مقابلہ کو آئیں تو البتہ لطف جنگ ہے یہ سنکر امیر بانو قیر اشقر کو مہمیز کر کے قہور کے مقابلہ کو آئے اور ارشاد فرمایا کہ اے قہور ہر چند تجھ سے مقابلہ کرنا میر اکسر شان ہے مگر چونکہ تو نے خود استدعا کی اسوجہ سے میں تیرے مقابلہ کو نکل آیا کہ تیرے دل میں ہوس اور حوصلہ باقی نہ رہ جاے اور یہ بات کہنے میں نہ آئے کہ اگرچہ قہور نے امیر کو طلب کیا اور قصد مقابلہ کا امیر سے کیا مگر امیر مارے خوف کے لشکر سے باہر نہ آئے بس اب قہور بسم اللہ حملہ آدم ہوت بیرا کچہ داری زمردی نشان چکمان کیانی و گرز گران ؎ قہور نے کہا کہ تمہیں پہلے آپ ہی حملہ آور ہون امیر نے فرمایا کہ یہ ہمارا دستور نہیں ہے یہ سنکر قہور نے چوبدست اٹھائی اور یہ کہکر کہ خیر ہمارا تو دستور ہے امیر پر وہ چوب اہی ماری یہ تو اسکی ہندی چوٹ ہے ہر چند کہ امیر نے اپنی سپر پر روکی مگر دل امیر کا لرز گیا اور اشقر تا بہ کمر زمین میں در آیا ہر چند امیر نے چاہا کہ مرکب زمین سے نکلے مگر ممکن نہوا آخر مجبور ہو کر امیر با توقیر پیادہ ہو گئے

ادھر ایک ہی تلوار مین مرکب قمہور کو بے کر ڈالا اور مرکب اشقر کو جھٹکا دیکر زمین سے نکال لیا قمہور بھی گھوڑے کے
پڑ ہونے سے پیادہ ہوگیا اور چاہا کہ امیر کے مرکب کو بھی پی کرے امیر نے مرکب کو پس پشت کر لیا اور آگے بڑھکر
قمہور سے دست و گریبان ہوئے کشتی ہونے لگی دن بھر کشتی رہی اور خوب زور ہوا جب شام ہوئی قمہور نے امیر سے
کہا کہ اب ہمارے کھانے کا وقت آگیا بھوکے ہین اب نہ لڑینگے پھر سمجھا جائیگا امیر نے کہا کہ یہ ہمارا قاعدہ نہین
ہے کہ ہم بے زیر کیے ہوے حریف کو چھوڑ دین قمہور نے کہا کہ ہمارا قاعدہ تو یہی ہے کہ جب ہم بھوکے ہوتے ہین تو
مقابلہ نہین کرتے آج جنگ ملتوی رکھو کل لڑینگا امیر بھی اپنے دل مین یہ سمجھے کہ ای امیر تم بھی اسے غنیمت
ہی سمجھو یہ سمجھ کر جنگ سے دست بردار ہوے دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر واپس آئے امیر نے عمرو سے
قمہور کی شجاعت کی بہت تعریف کی غرضکہ دو دیے . و زرمہرد شاہ اپنے لشکر مین بارگاہ برپا کیے ہوئے بیٹھا
تھا اور زرمہرد شاہ کے پاس قمہور اپنے باپ کے پیے بیٹھا ہوا اور رہا تھا کہ یکایک دیو اور سنگ زرمہرد شاہ
کے سامنے آیا اور پیش نقابا سجدہ کیا زرمہرد شاہ نے استفسار حال کیا اس نے تمام سرگذشت ابتدا و
حقیقت نقابدار سبز پوش کی بیان کرکے عرض کیا کہ ای خداوند جب مین نے نقابدار سبز پوش کو
مسلمان پایا تو مین نے ملازمت اسکی ترک کردی اور دامن کوہ پر آبیٹھا اور قمہور کے واسطے رونے لگا ناگاہ
بلاشور کا بیٹا بلاجو بھی میرے پاس آ ہو تھا اور مجھ سے اپنے باپ کا احوال استفسار کیا مین نے کہا کہ بلاجو
باپ تمھارا ہمراہ عرش بن جمشید اور قمہور کے خداپرستون کی قید مین ہے بلاجو نے کہا کہ اچھا تم چلو ہم بھی
آتے ہین بس ای خداوند مین آگے بڑھ آیا ہون یقین ہے کہ کل تک بلاجو بھی آجائیگا اور آئیگا تو چار ہزار عیار ان
سے آئیگا زرمہرد شاہ نے اسی وقت طبل شادمانی بجوایا یہ خبر عیارون نے خواجہ عمرو کو پہونچائی کہ بلاجو
آیا چاہتا ہے خواجہ نے پوچھا کہ بلاجو کون ہے عیارون نے کہا کہ بلاشور کا بیٹا ہے خواجہ لوگ کہتے ہین کہ بلاجو
اپنے باپ کا بھی باپ ہے بلا کا عیار فتنۂ روزگار ہے یہ خبر سنکر عمرو کو بھی اسکے دیکھنے کا اشتیاق ہوا صورت اپنی
تبدیل کرکے لشکر کفار مین آیا دیکھا کہ کئی ہزار عیار کفار بلاجو کی پیشوائی کو چلے جاتے ہین خواجہ عمرو بھی انکے
ساتھی ہو لیے بعد طے کرنے چند مراحل کے دیکھا کہ یکایک دامن صحرا سے ایک گرد عظیم پیدا ہوئی اور آواز تنگ
کی سنائی دی جب برابر پہونچے تو دیکھا کہ بلاجو چار ہزار عیاران سیہ پوش کے ساتھ چلا آتا ہے جب بلاجو کی صورت
عمرو نے دیکھی تو اپنے دل مین کہا کہ واقعی عجب دج دج کا عیار ہے دیکھا چاہیے کہ یہ کمبخت کیا آفت اٹھاتا ہے اور
کیا فتنہ و فساد برپا کرتا ہے آخر کار سب کے سب لشکر کفار مین آپہونچے ابھی یہ سب اطمینان سے بیٹھنے بھی نہ پائے
تھے کہ بلاشور بھی معہ ہفت دربند سے آپہونچا اور اپنے فرزند کو دیکھکر بہت خوش و شادمان ہوا اور حال گرفتاری
بدیع الزمان کا زرمہرد شاہ سے گذارش کیا عمرو یہ حال سنکے بہت متاسف ہوے اور اپنے عیارون سمیت
اپنے لشکر مین واپس آئے اور کہا کہ اگر مین اس کمبخت بلاشور سے اپنے فرزندون کا عوض نہ لون اور جسطرح
کہ اسنے میرے فرزندون کے کباب کیے ہین مین بھی اسی طرح اسکے فرزند بلاجو بدبلا کے کباب نہ کرون بلکہ
کباب کرکے اسے نہ کھلاؤن تو آج سے تمام عیاری و دلاوری کا نہ لون اور مجھسے زیادہ بے پردہ بے غیرت کوئی
نامرد نہوگا یہ کہکر خدمت امیر با توقیر مین حاضر ہوے اور کل حال من وعن امیر سے بیان کیا امیر بھی حال
بدیع الزمان کا سنکر نہایت متالم ہوے اور خواجہ سے کہا کہ خواجہ اس مہم کی فکر بہت جلد کرنا چاہیے اس
لیے کہ اول تو تم خود ہی کہتے ہو کہ یہ اپنے باپ کا بھی باپ ہے خواجہ نے کہا کہ حضور بجا ہے تو ابھی ہی امیر نے فرمایا

کہ ہاں بھی صحیح ہوگا معلوم نہیں کہ یہ بدبخت کیا آفت برپا کرے اور دوسرے یہ کہ اگر اپنے باپ سے بڑھا ہوا ہے ہی
تب بھی جب تو ایک ہی بلا شور تھا اب اُسکا بیٹا اور وہ دو بلائیں مجتمع ہو گئی ہیں کیا ہوگا بس بہتر یہی ہے
کہ جلد کوئی فکر کرو عمرو نے عرض کیا کہ بہت خوب میں بہت جلد تعمیل حکم کرونگا اور خداوند نعمت علاوہ آپکے
ارشاد کے میرا دل بھی تو داغدار ہو رہا ہے میرے کیسے کیسے فرزند اس کمبخت نے ہلاک کیے ہیں حضور غلام نے تو پہلے ہی
تہیہ کر لیا تھا کہ اگر بلا شور کو اس بلاجو کمبخت ہی کے کباب نہ کھلائے تو کچھ کام ہی نہ کیا یہ کہکر خدمت امیر سے
اُٹھکر بارگاہ عمرو میں آیا دیکھا کہ جشن ہو رہا ہے دور شراب گلگون چل رہا ہے بزم طرب آراستہ ہے نغمہ چنگ و رباب
ہے ہر شخص محو شراب ہے کثرت مے نوشی سے چور بیٹھے ہوئے ہیں ادھر اُدھر کی غپ شپ اڑا رہے ہیں اور بختیارک
نشہ شراب میں بلاجو سے کہہ رہا ہے کہ اے بلاجو لشکر اسلام میں خواجہ عمرو بڑا زبردست عیار ہے کوئی عیار اُس سے
جیت نہیں پاتا اور کوئی عیاری اُسکی عیاری کے سامنے پیش نہیں ہو سکتی ہر چند کہ تمھارے باپ نے اُس کے
کئی بیٹوں کو مار مار کے کباب لگا ڈالے مگر اسکی جوتوں پر میل بھی نہ آیا اور اسیطرح اپنی تدبیر میں مصروف رہا اور
بدستور عیاریاں کیا کیا ہے بلاجو عمرو بلا کا آدمی ہے میں تو کہتا ہوں کہ آدمی کاہے کو ہے پریت ہے کل مدار
لشکر اسلام کا اسی کی عیاری پر ہے بلاجو نشہ کی ترنگ میں تھا ہی لگا ڈینگ ہانکنے کہ ارے بھئی بختیارک کیا کہتے
ہو عمرو کیا چیز ہے اور اسکی حقیقت ہی کیا ہے میں ابھی جا کر تن تنہا اُسے گرفتار کر لاؤنگا یہ کہکر صحبت عیش سے اُٹھ کھڑا
ہوا اور سامان عیاری اپنے جسم پر لگا کے کہنے لگا کہ میں گیا اور لایا بلا شور کو بھی یقین ہو گیا کہ آج عمرو گرفتار
ہو جائیگا کیونکہ بلاجو میرا بیٹا ہے اور جوان ہے عقل بھی اُسکی جوان ہے اور مثل مشہور ہے کہ اگر پدر نتواند پسر تمام کند
میری تدبیر نہ چلی نہ چلی مگر اُسپر بھی عمرو کے دل کو داغدار کر کے لالہ زار بنا دیا یہ بلاجو ہی کوئی نہ کوئی حیلہ و تدبیر نکال
کے عمرو کو گرفتار کریگا عمرو تو بلاجو کے اُٹھتے ہی وہاں سے چلکر کھڑے ہوئے تھے اور بارگاہ امیر میں جا پہونچے
تھے اب بلاجو یہاں سے اُٹھکر تلاش عمرو میں روانہ ہوا یہاں عمرو نے امیر سے کل حال بیان کر کے عرض کیا کہ حضور
غلام جاتا ہے اور انشاءاللہ اس بلاجو مردود کو رستہ ہی سے گرفتار کر کے بلا شور کے پاس لیجائیگا اور اُسکے ہاتھ
سے اُسے ذبح کرا کے کباب لگا کے کھلائیگا غرضکہ عمرو امیر سے رخصت ہو کر خدا کا نام لیکر چند عیاروں کو اپنے ساتھ
لیے ہوئے سامان عیاری درست کر کے جانب صحرا روانہ ہوئے مگر ناظرین کو یہ خیال ملحوظ رہے کہ صورت اپنی
خواجہ نے ایک عورت کی قطع پر شکل کر لی تھی چنانچہ خواجہ باے شاطری مارتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ راہ
میں انھوں نے کیا دیکھا کہ بلاجو نشہ شراب میں چور سامان عیاری جسم پر آراستہ کیے ہوئے چلا آتا ہے یہ دیکھ کر
عمرو سن سے ہو گئے فوراً اپنے عیاروں سمیت ایک درخت پر چڑھ گئے اور اُسکی شاخوں میں چھپ رہے
جب بلاجو اُس طرف سے نکل گیا تو خواجہ اُس درخت سے اُتر کر آگے بڑھے اور تھوڑی دور جا کر ایک برات ترتیب
دیکے خود میانہ میں سوار ہوئے اور اپنی صورت ایک نازنین مہ جبین کی شکل پر شکل کی چند عیاروں کو براتی بنا لیا
اور چند عیاروں کو قزاقوں کی صورت بنا کر ادھر اُدھر کر دیا اور کہدیا کہ تم بلاجو کو دیکھنا تو آتے ہی اس برات کو
لوٹ لینا اور اُن براتی عیاروں سے کہدیا کہ تم سب مجھے تنہا چھوڑ کر بھاگ جانا الغرض خواجہ نے اس بارات کو
دیہاتی برات بنا کر اُسی جانب کی راہ لی کہ جسطرف بلاجو کو جاتے دیکھا تھا غرض بعد تھوڑی دور جانے کے کیا دیکھا کہ
بلاجو حلقہ ہائے کمند ہاتھ میں لیے ہوئے بیٹھا ہوا ہے یہ دیکھکر وہ قزاق عیار چھرے ہاتھوں میں لیے ہوئے برات
کے پیچھے ہوئے بلاجو نے جو باجے کی آواز سنی اپنی جگہ سے ہٹکر برات کا تماشا دیکھنے لگا کہ یکایک وہ قزاق برات پر

آگرے اور کل اسباب جہیز لوٹنا شروع کیا براتی تو یہ حال دیکھکر بھاگ کھڑے ہوے قزاقون نے خوب لوٹا
کہارون نے جو یہ نقشہ دیکھا تو وہ بھی دلہن کا محافہ رکھکر رفوچکر ہو گئے جب وہ قطاع الطریق برات لوٹ چکے تو
اب دلہن کو محافہ سے نکالکر ایک گوشہ مین لیچلے ہر چند کہ بلاجو کے ذہن مین یہ بات بار بار آئی کہ جاکر ان لٹیرون کو
مانع ہو کہ وہ غارتگری سے باز رہین مگر پھر یہ سوچا کہ اُنھون نے اتنے براتیون کا تو کچھ خوف و خطر کیا ہی نہین اور سب
کے سب براتی مارے ڈر کے بھاگ کھڑے ہوے تو تو اکیلا ہی کیا بنا سکیگا اور یہ سفاک تجھ تنہا کو کیا مانینگے یہ خیال
کرکے چُپکا کھڑا ہوا تماشا دیکھا کیا کہ تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک عورت کے رونیکی آواز آئی کہ اسطرح بلک بلک کر رو
رہی ہی کہ گویا کسی نے اُسے خوب مارا ہی اب تو اُسکو تاب نہ رہی اور دوڑتے دوڑتے اسی گوشہ مین ہونچا کہ جسمین وہ
دلھن بیٹھی ہوئی رو رہی تھی جاکر دیکھا کہ وہ عورت نہایت خراب حالت سے بیٹھی ہوئی ہی بلاجو کو دیکھکر گھونگھٹ
نکال لیا اور مارے شرم کے سمٹ بیٹھی بلاجو نے پوچھا ارے تو کون ہی اور یہ کیا کرتی ہی اس عورت نے شرم
کے مارے کچھ جواب نہ دیا جب بلاجو نے کہا کہ اری نیکبخت تو اپنا حال مفصل بیان کر کہ تو کون ہی اسجگہ مین ہی ہون
اور کوئی نہین ہی شاید تو وہی دلھن ہی کہ جسکی ابھی برات لوٹی گئی تھی مین سب احوال دیکھ رہا تھا مگر کیا کرون تنہا
تھا اس سبب سے نہین بولا تو اپنا حال تو کہہ اب یہان کوئی نہین ہی اگر مجھسے کوئی کام ہو سکیگا تو مین کر دونگا
جب بلاجو یہ کہکر بہت مصر ہوا تو اُس نوعروس نے کہا کہ ارے میان کیا کہون یہانسے کوئی پانچ کوس پر
ایک گانون ہی مین اُجڑی وہان کی رہنے والی ہون میرا باپ اس گانون کا زمیندار ہی شوہر میرا مجھے
بیاہے ہوے لیے آتا تھا کہ یہ نگوڑے قزاق آپڑے اور سب برات کو لوٹ لیا شوہر میرا اور سارے براتی
جان کے خوف سے بھاگ کھڑے ہوے قزاق لوگ جب برات لوٹ چکے تو میری جانب متوجہ ہوے
اور یہان لاکر مجھے بیعزت کیا اے میان اب مین کیا کرون اس ظلم اور اپنی تنہائی و بیکسی پر رو رہی ہون اگر کوئی تدبیر
کرکے کسی پردہ سے کوئی ٹٹو کرایہ کا لاکر مجھے میرے گانون تک پہونچادو تو تمھارا بڑا احسان ہوگا دین دنیا مین
خدا تمھارا بھلا کریگا کرایہ اُسکا مین اپنے گانون پہنچکر دلوادونگی یہ کہکر زار و قطار رونے لگی بلاجو کو اُس
عروس شب اول کی حالت بیکسی و تنہائی پر بہت تاسف ہوا اور کہا کہ اری نیکبخت مین یہانکا باشندہ نہین ہون
دیہ و قریہ سے بالکل نابلد ہون ٹٹو کہان سے ڈھونڈھون ہان یہ ہوسکتا ہی کہ تو میری پیٹھ پر بیٹھ جا مین خود
تجھے تیرے گانون تک پہونچادون دلھن نے کہا کہ میان یہی احسان تمھارا کیا کم ہی کہ تمنے میرا حال پوچھ لیا
یہ مجھسے کیونکر ہو سکیگا کہ مین تمھین اسقدر تکلیف شاق دون بلاجو نے کہا کہ نہین تو اسکا خیال نکر میری پیٹھ پر
بیٹھ جا اگر ٹٹو مجھے ملسکتا تو مین خود غیر عورت کو اپنی پیٹھ پر نہ بٹھاتا آ لے آ میری پشت پر بیٹھ جا دلھن نے
کہا کہ خیر میان مین بھی مجبور ہون چلنا کیسا اُٹھا بھی نہین جاتا ورنہ ایسی گستاخی کبھی نکرتی دونون جہان
مین تم خوش رہو یہ کہکر اپنے دلمین بسم اللہ کہکے بلاجو کی پیٹھ پر قیام کیا اور سوچا کہ خیر بڑھو تو اس مقام سے
یہانتک تو نوبت پہونچی کہ مین تیری گردن پر سوار ہوا الغرض بلاجو اُسے لیے آگے بڑھا تھوڑی ہی دور
چلنے پایا تھا کہ اُس عروس بد عربدہ جو نے حلقہ ہاے کمند نکالکر بلاجو کی گردن مین پھنسا دیے اور خوب زور
سے جھٹکا دے کر اوپر سے ایک دھپ بڑے زنانے کی رسید کی کہ بلاجو زمین پر گر پڑا خواجہ نے اُسکی گردن
پر سے اُتر کے خوب اچھی طرح حلقہ ہاے کمند مین جکڑ لیے دارو بیہوشی نکالکر بلاجو کو سنگھا دی بلاجو اُسے
سونگھتے ہی بیہوش ہو گیا خواجہ نے روغن حیا ہی نکالکر اپنی صورت کو تو بلاجو کی صورت بنایا اور

بلاجو کو اپنی شکل پر شکل کر کے گنبد عیاری کا اسکے منہ میں دیکے پشتارہ باندھ کر اپنی پیٹھ پر باندھ لیا اور لشکر
کی جانب روانہ ہو کر بارگاہ عمرو میں پہونچا یہاں بلاشور انتظار بلاجو میں بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک بلاجو سامنے
سے نمایاں ہوا بلاشور نے بلاجو سے کہا کہ کیوں فرزند لایا عمرو کو بلاجو نے کہا کہ جی ہاں خداوند کی فتح
سے زندہ گرفتار کر لایا بھلا یہ بھی ممکن تھا کہ بلاجو جاتا اور عمرو کو نہ ڈھونڈھ لاتا مگر اے پدر بزرگوار واقعی بھی صفت
سی بھی اس سے بڑھکر عمرو کو پایا فی الحقیقت ایسا بلا ہے بیدماں ہے کہ بغیر میرے گرفتاری اسکی ممکن ہی نہ
تھی بھلا کسی دوسرے کی تو کیا تاب و طاقت تھی کہ خواجہ کو گرفتار کرکے لے آتا اب بدرجۂ عالی مقدار وہ گھاتیں مجھسے
بھی کی ہیں کہ میرا ہی جی جانتا ہے مگر میں بھی خداوند ہی کی قسم کھا کر گیا تھا کہ جبتک عمرو کو گرفتار کر لا نہ لاؤں تب تک
بارگاہ کی طرف مراجعت ہی نہ کرونگا بلکہ کسی کو منھ ہی نہ دکھاؤنگا یہ سنکر بلاشور اپنی جگہ سے اٹھا اور بلاجو کو
اٹھکر گلے سے لگا لیا اور ایک کرسی پر خداوند کے سامنے بٹھایا بلاجو نے پشتارہ کھول کر سامنے رکھا اور بلاشور
سے کہا کہ لیجیے اٹھیے اور اپنے ہاتھ سے اسے ذبح کرکے کباب لگائیے یہ سنکر زمرد شاہ نے ایک خلعت گرانبہا
اور دس ہزار طومان طلا بلاجو کو انعام دیا اور بلاشور نے عمرو کو اپنے ہاتھ سے حلال کیا اور آگ دہکا
سیخ منگا کے گوشت اسکا کاٹ کے کباب لگا کے خوب نوش جان کیے اور بلاجو سے کہا کہ اے فرزند واقعی کیا
مزے کے کباب ہیں اور کیا چرب گوشت تھا خوب ہیر کا مال چکھ چکھ کر موٹا ہوا تھا زمرد شاہ نے کہا
کہ خیر لاکھ لاکھ شکر کرنا چاہیے کہ امیر حمزہ جس کے بھروسے پر کودتے تھے اور لشکر اسلام کو جس پر غرہ تھا
وہ مارا گیا دیکھیے کہ امیر کیا کرتے ہیں بلاشور نے کہا کہ خداوند اگر کباب یہ کے نوش فرمائیں تو جانیں کہ کسقدر
مزے کے کباب ہیں اور کسقدر گوشت اسکا نمکین اور بامزہ تھا خوب ہی مفت کی دولتیں کھا کھا کر موٹا
ہو رہا تھا یہ سنکر بلاجو نے کہا کہ ہاں خداوند سچ ہے اگر ہر روز بلاشور اپنا ایک فرزند اسیطرح کا موٹا تازہ ذبح کر
دیا کریں تو خوب بامزہ کباب کھا کریں اور خوب یہاں بلاشور خوش ہوا کریں سچ ہے اگر عیاری کرے اور
مرد چالاک ہو تو ایسا تو ہو واقعی کیا چالاکی کی ہے میرے بھی چھکے چھوٹ گئے یہ سنکر بلاشور سن ہو گیا اور
کہنے لگا کہ ارے تو عمرو ہے خواجہ نے کہا کہ جی ہاں ہم خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہیں دیکھا او بلاشور عیاری
اور چالاکی اسے کہتے ہیں کہ تیرے فرزند کے کباب تجکو کس کس مزہ سے کھلائے ہیں اور تونے خوش ہو کر کیا ہی
چٹخارے بھر بھر کے کھائے ہیں واہ واہ یہ کہکر عمرو کرسی پرسے کھڑے ہو گئے اور باہر جانے کا قصد کیا تب لوگ
عمرو پر ٹوٹ پڑے اور چاہا کہ عمرو کو گرفتار کر لیں مگر یہ عمرو تھے کسکے ہاتھ لگتے تھے جو انکے سامنے آیا کمند اسکے
گلے میں ڈال کے گرا دیا اور ایک ہی ہاتھ میں کام تمام کیا تا انکہ مارتے مارتے زمرد شاہ کے قریب ہو گئے
چاہا کہ اسکا کام بھی تمام کریں مگر وہ مردود اٹھکر بھاگ گیا عمرو مع شمشیر لعنت لشکر کے ستون کو مار پیٹ نکل گئے اور
لشکر اسلام کی راہ لی بعد جانے عمرو کے بلاشور بہت رنجیدہ ہوا گریبان اپنا پارہ کیا اور منھ پر طمانچے لگا کر
خوب ہی پھوٹ پھوٹ کر رویا اور کہتا تھا کہ ہائے کیا غضب ہو گیا کہ اپنے فرزند کو اپنے ہی ہاتھ سے میں نے حلال
کیا اور کباب لگا کر کھائے ہائے میں ایسا چوکا کہ بالکل خبر نہ ہوئی افسوس صد افسوس عمرو نے فرزندوں کو مار کر ذبح
خود کھایا عمرو کو یہ سوختی نہیں ہوئی اور بلاجو کے کباب تو عمرو نے خود مجھی کو کھلائے ہائے افسوس صد افسوس
زمرد شاہ نے کہا کہ اے بلاشور تو کیوں اسقدر بیقراری کرتا ہے اور ناحق اپنی جان دیے دیتا ہے ارے ایک فرزند
کے عوض میں تجھے دس فرزند اس سے بہتر خوشتر عطا کرونگا تو خاطر جمع رکھ اور اسی قسم کے بہت سے کلمات

تشفی و تسلی آمیز بلاشور سے کہے کہ فی الجملہ اُسے تسکین ہوئی جب رقت اُسکی کم ہوئی تو زمرد شاہ نے کہا کہ ای بلاشور
اب عنقریب سمندر جادو چالیس ہزار ساحرون کی جمعیت سے آیا چاہتا ہے جب وہ آئیگا تو تو ان خدا پرستون کا
حال دیکھنا کہ ان سب کا کیا حال ہوا یہ سنکر بلاشور نے زمرد شاہ کو سجدہ کیا اور کہا کہ ای خداوند مجھے عمرو کو
عنایت کیجیے کہ میں اپنے فرزند کا عوض خون اُس سے لون زمرد شاہ نے کہ کہا کہ مین نے تجھے اختیار دیا کہ تو جس طرح
چاہے عمرو سے عوض خون بلاجو کا لے میں نے قضا عمرو کی تیرے ہاتھ پر مقرر کی اور تقدیریں لکھ دی کہ عمرو تیرے
ہاتھ سے مارا جائیگا یہ سنکر بلاشور اپنا ساز و سامان درست کرکے تلاش عمرو میں روانہ ہوا جب وہ چلا تو قمہور نے
زمرد شاہ سے کہا کہ ای خداوند مین اب چودستی سے جنگ وجدال نکرونگا آخر مقابلہ بطور جنگ بہ جویت کہانتک
کام دے گی ایک نہ ایک دن انجام کار زک اٹھاؤنگا اب مین فنون سیاہ جادو کے حاصل کرنے مین کوشش بلیغ کرونگا
اور بعد حصول فنون بطرق سیاہ جادو جنگ کرونگا زمرد شاہ نے کہا کہ بہت خوب نہایت مناسب ہے یہ کہہ کر
مضراب فرخ کماندار کو طلب کر کے قمہور کو اُس کے سپرد کیا اور حکم دیا کہ بہت جلد اسے کل فنون سیاہ گری
تعلیم کردے غرض قمہور نے مضراب فرخ کماندار سے اکتساب فنون سیاہ گری کرنا شروع کر دیا اور
دو ہفتہ تک جنگ موقوف رہی

اب داستان ایرج کے ہفت در بند عجم پر پہونچنے اور مقابلہ بدر بن زلازل حبشی سے بیان کیجاتی ہے

دیے تلاش کو سرگرم جستجو ہو کر
رقیب بن گیا میری ابرو ہو کر
نگاہ شوق نے کیا خواب میں نہیں دیکھا
یہ عیب ہے کہ نہ ہو حسین خوبرو ہو کر
سوال وصل پہ وہ گالیاں ہی دیں لیکن
کہ رہ گیا ترا خنجر رگ گلو ہو کر
ملا ہون رنگ میں رنگ اور بو میں بو ہو کر
وہاں کلیم سے وہ نازیان یہ دعوی ہے
بنا جواب ہر جھینپے مچھو روبرو ہو کر
لگی ہے تیغ سر گالون خون لے سنا
کوئی تو بات ٹھہر جائے گفتگو ہو کر
ہوا ہون مین بھی اب بزم داغ اپنا دشمن آپ
بڑی کمی ہے ترے دل کی تفش ہو کر رہا
کرے بجا بغل ہیسے گفتگو ہو کر
ذرا سی حیثیت پہ جامے سے باہر آپ ہوئے
ہماری آنکھ سے جب آب سے سرخرو ہو کر
ہمارے جذب محبت کو دیکھنا قاتل
زمانہ دوست ہے اسکا عدو ہو کر

چاشنی گیران مذاق خوش بیانی و حلاوت دہندگان لذت قصہ خوانی حلوائے بیدود گفتند کہ از شیرین زبانی
سے یون نقل محفل کرتے ہیں کہ جب ایرج نامدار امیر باتوقیر سے رخصت ہو کر ہفت در بند عجم پر جا پہونچے تو
دیکھا کہ بدر بن زلازل یک حبشی قریب خندق پہونچ گیا ہے اور قصد کر رہا ہے کہ خندق کو پھاند کر دروازہ کو
توڑے یہ حال دیکھ کر تمام حبشی گریہ و زاری اور مناجات میں بدرگاہ باریتعالی مصروف ہوئے ایرج شاہدہ اس حال
کے ایرج نے نعرہ بلند کیا کہ
گریزان نامم سبو دل بست
منم ایرج پہلوان دلپسند
یل نامور یکہ تیغ زن منم
کہ شاہ جہانم و زفاق گیر
بدشت دغا شاہ قیصر فگنم
لکھواری کیسے تیری صیدگاہ ست
یہ نعرہ کرکے کہا کہ باغی او
نامعقول کیا کرتا ہے خبردار ہو جا اگر تجھے اپنی جان کی تلافی منظور ہے تو جانب قلعہ سے مراجعت کر ورنہ یہ بات
خوب ذہن نشین کرلے کہ سر تیرے بدن پر نہ ہوگا یہ کلام سنکر بدر نے خندق سے مراجعت کی اور دل میں خیال
کرنے لگا کہ پہلے ایرج کا کام تمام کر لون تو پھر حبشیون کی جانب متوجہ ہونگا یہ تصور کر کے ایرج کے برابر آیا اور حسن
مرتبہ ہشیار باش کہکے ایرج پر تلوار ماری ایرج نے تلوار اسکی رد کر کے کہا ارے بدر مین تجھ نامرد کو تلوار سے
تو کیا مارونگا تجھ ایسے بیحیا و بیغیرت سے تلوار کرنا ننگ و عار کا باعث ہے یہ کہکر گھوڑا اتنا بدر کے برابر لیجا کر اس
زور سے ایک طمانچہ بدر کے بناگوش پر مارا کہ اُسے حبشی کا دودھ یاد آ گیا ہوگا چکر کھا کر قریب تھا کہ زین سے

ہوش زمین پر آئے مگر ایرج نے اُسے گرنے نہ دیا کمر بند اُسکا پکڑ کے قاش زین سے اٹھا لیا اور بالائے سر چرخ دیکر زمین پہ دے مارا اور فوراً اُسے باندھ لیا اور کہا کہ کیوں بچہ اسی دم داعیہ پر مجھسے جنگ کو لینا تھا اور مقابلہ کرنے کو آیا تھا ارے لعنت خدا کی تف ہے تیری اوقات پر اور تو کچھ نہیں تو سب کے ساتھ مکاریاں کرکے بہت مغرور ہو گیا تھا یہ نہ جانتا تھا کہ ہر فرعونے را موسیٰ لیے دیتے لوگون کی طرح مجھ کو بھی پہلا وتھا مرہ خیال کیا ہ ہر بیشہ گمان مبر کہ خالیست ۔ شاید کہ پلنگ خفتہ باشد ۔ اور مجد اب تیری سزا یہ ہے کہ تجھے قید سخت میں سڑا سڑا کر مار ڈالون بدر نے کہا کہ اے شہریار گستاخی میری معاف زمانے میں مسلمان ہوتا ہون ایرج نے کہا کہ ہان میں تجھے ضرور مسلمان کرونگا خاطر جمع رکھو یہ کہکر بدر کو مقید کر کے اُسکے لشکر کو شکست دے کر بھگا دیا اور متحمل وشاہزادہ بدیع الزمان کو قید سے رہا کرایا بدر کو قید میں برابر ہنچے ہیے آئندہ جلائے کل جائیگا اور چند کلمے داستان شاہزادہ نور الدہر کے اور حالات طلسم گلزار سلیمانی ملاحظہ فرمایئے

ستم ہی کا جفا ہی کرنا نگاہ الفت کبھی نہ کرنا ۔ تمھیں قسم ہے ہمارے سر کی ہمارے حق میں کمی نہ کرنا
ہماری میت پہ تم جو آنا تو چار آنسو بہا کے جانا ۔ ذرا رہے پاس آبرو بھی کہیں ہماری ہنسی نہ کرنا
کہان کا آنا کہان کا جانا وہ جانتے ہی نہیں یہ رسمیں ۔ وہان ہے وعدے کی بھی یہ صورت کبھی تو کرنا کبھی نہ کرنا
لیے تو چلتے ہیں حضرت دل تمھیں بھی اس انجمن میں لیکن ۔ ہمارے پہلو میں بیٹھکر تم ہمیں سے پہلو تہی نہ کرنا
نہیں ہے کچھ قتل انکا آسان یہ سخت جان ہیں بڑے بلا کے ۔ قضا کو پہلے شریک کرنا یہ کام اپنی خوشی نہ کرنا
ہلاک انداز وصل کرنا کہ پردہ رہجائے کچھ ہمارا ۔ غم جدائی میں خاک کرکے کہیں عدو کی خوشی نہ کرنا
مری تو ہے بات زہر انکو وہ انکے مطلب ہی کی نہ کیون ہو ۔ کہ انسے جو التجا سے کہنا غضب ہے انکو وہی نہ کرنا
ہوا اگر شوق آئینے سے تو رخ رہے راستی کی جانب ۔ مثال عارض صفائی رکھنا پر رنگ کاکل کجی نہ کرنا
وہی ہمارا طریق الفت کہ دشمنون سے بھی ملکے چلنا ۔ نہ ایک شیوہ ترا ستمگر کہ دوست سے دوستی نہ کرنا
ہم ایک رستہ گلی کا اسکی دکھا کے دل کو ہوئے پشیمان ۔ یہ حضرت خضر کو جتا دو کسی کی تم رہبری نہ کرنا
بیان درد فراق کیسا کہ ہے وہان اپنی یہ حقیقت ۔ جو بات کرنی تو نالہ کرنا نہیں تو وہ بھی کبھی نہ کرنا
مدار ہے ناصحو تمھیں پر تمام اب انکی منصفی کا ۔ ذرا تو کہنا خدا لگی بھی فقط سخن پروری نہ کرنا
بڑی ہے اے داغ راہ الفت خدا نہ لیجائے ایسے رستے ۔ جو اپنی تم خیر چاہتے ہو تو بھولکر دل لگی نہ کرنا

طلسم کشایان مراحل حکایات لطف انگیز وطے کنندگان مقامات حیرت خیز گلہائے رنگین سخن کا گلدستہ بناکر اس طرح زینت انجمن کرتے ہیں کہ جب شاہزادہ نور الدہر مع چالاک بن عمرو پشت مرکب پر سوار ہو کے چلے تو جاتے جاتے ایک صحرائے تیرہ وتار میں پہونچے کہ چالیس فرسنگ کا عرض وطول تھا شاہزادہ نے پوچھا کہ یہ کون مقام ہے مرغ نام اُسکا بتا کے آگے بڑھا تھوڑے عرصہ کے دامن کوہ میں پہونچا اور شاہزادہ سے کہا کہ اس پہاڑ کو کوہ ماہیہ کہتے ہیں اور یہ پانی جو اسکے گرداگرد بہ رہا ہے اسکا نام دریائے رود آب ہے اور اس پہاڑ میں ایک غار ہے کہ اسمین ایک پیر کبیر السن آصف بن برخیا کا بھائی تھا قیام پذیر ہے تو جو ایس کا اسکا بن ہے اس لوح کو وہی پڑھیگا اور وہی احوال طلسم سے واقف ہے غرض جب کہ شاہزادہ اس غار پر پہونچا ایک آواز کچھ پڑھنے کی سنائی دی نور الدہر سمجھے کہ واقعی کوئی شخص یہان مقیم ہے یہ جگہ مشغول عبادت و مناجات ہونے کی ہے غرض میں وہ پیر معمر اُسی غار سے اٹھکر کسی ضرورت کیواسطے چلا جب شاہزادہ نے دیکھا کہ یہ پیر اپنے مکان کسی ضرورت

سے چلا آتا ہی تو نور الدہر سمجھے کہ وہ پیر مرد یہی خضر رگ ہو آگے بڑھکر نور الدہر اُس پیر مرد کے ہمراہ ہو لے
اور قدم بوسی کرکے مصافحہ کیا اور تمام احوال اپنا اُس سے اظہار کیا وہ پیر مرد یہ حال سنکر رو دیا اور کہا کہ اے
جوان یہ کام بہت سخت و دشوار ہی نور الدہر نے کہا کہ اے پیر مرد مین تو اس کام کیواسطے بیڑا اٹھا چکا ہون پیر مرد
نے کہا کہ اچھا لوح طلسمی مجھے بھی دکھائی ہو نور الدہر نے کہا کہ جی ہان اور فوراً لوح نکالکر اُس پیر مرد کو دکھائی اسنے
کہا کہ اے جوان واقعی اس پر چند دعائین تو ایسی ہی لکھی ہوئی ہین کہ جب کسی مصیبت اور بلا کے وقت اُسے کوئی پڑھے تو
ضرور وہ بلا دفع ہو جائے شاہزادہ نے کہا کہ اے پیر مرشد کامل جب میرے بخت رسا نے مجھکو یہانتک پہونچادیا تو مین
اب کہان جاؤنگا آپ میری رہنمائی کیجیے اُس پیر مرد نے کہا کہ بابا خدا ہی اب چونکہ تو مصر ہو تو مین بھی بیان
کرتا ہون سن اے جوان بیابان قاف مین ایک دیو رہتا ہی کہ اُس کے سات سر ہین اور وہ بھائی بچہ ہی دیو
سمندون ہزار دست کا جسے ایرج نے پردہ قاف مین قتل کیا تھا حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ السلام
نے اس بیابان مین ایک باغ تعمیر کردیا ہی اور اس باغ مین چالیس قصر ہین اور ایک مرغ زرین بال اُس باغ مین
رہا کرتا ہی اور وہ دیو کہ جسکا حال مین نے تجھسے بیان کیا وہ اس مرغ کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہی جو شخص
اُس دیو کو مار کے اس مرغ زرین کو پاجائیگا وہی شخص اس طلسم کو توڑیگا اور وہی وہانکا مالک ہوگا پس اے جوان اگر
تو اُس طلسم مین بخوبی پہونچ جائے اور کوئی مشکل تجھے درپیش نہ آئے تو اُس مرغ سے کہنا کہ تجھے قسم ہی حضرت سلیمان
کی کہ میری کارسازی کر جب وہ مرغ تجھسے یہ کلام سنیگا تو اپنی چونچ سے زمین پر لکھ دیگا کہ اے جوان یہ کام کر اور یہ نکر
بعد اسکے وہ مرغ تجھکو اس جگہ پر پہونچادیگا یہ سب باتین سنکر شاہزادہ اُس مرد پیر سے رخصت ہوکر مع چالاک
اس مرغ کی پشت پر سوار ہوا القصہ مرغ وہان سے اڑا دو روز کے بعد ایک دریائے عظیم کے کنارہ پر جا پہونچا اور
شاہزادہ کو اپنی پشت پر سے اتار کے گویا ہوا کہ اے شہریار آپ یہان مقام کیجیے مین شکار کیواسطے جاتا ہون
نور الدہر نے کہا کہ اچھا یہ تو بتلا کہ باغ و قصر سلیمانی یہان سے کتنے فاصلے پر ہی اس مرغ نے کہا کہ اے شہریار
یہان سے اتنے فاصلے پر ہی کہ آدمی برابر چلے تو چالیس ماہ مین وہ مسافت طے کرے اور دیو تیز رفتار
چھ ماہ مین اور مین پرواز کرون تو چار روز مین پہونچ جاؤن ابھی نور الدہر سے اور اس مرغ سے یہ باتین
ہو ہی رہی تھین کہ دیو ہفت سر پہونچ گیا اور ایک چیخ ماری کہ او حرامزادہ تو ہی نے سیدروش کو قتل
کرکے اُنکے جگر کھائے ہین اور اب ایک آدمزاد کو میرے قتل کرانے کے لیے لایا ہی یہ کہکر آگے بڑھا اور کہا کہ
او مرغ تو نے بڑی چالاکی اور غضب کیا اب یہی شرط کہ مین بھی تجھے ہلاک کرون یہ کہکر اُس دیو نے اُس
مرغ کو ایک گرز مار کے ہلاک کر ڈالا اور نور الدہر سے کہا کہ اے آدمزاد جا مین نے تجھے چھوڑ دیا تیری جوانی
پر مجھے رحم آتا ہی مگر دیکھون تو مین کہ تو کیا کر لیتا ہی یہ کہکر وہ دیو غائب ہوگیا اور چالاک اس عالم تنہائی کو
دیکھکر رونے لگا نور الدہر نے کہا کہ اے چالاک رونے کی بات نہین ہی توکلاً علی اللہ چل کر دیکھو غرض یہ
دونون بادصبا مین جانب قصر روانہ ہوئے اب ایرج کا حال کہ جنکو ہم مین چھوڑ چکے ہین اور

چند کلمہ داستان واپسی ایرج کے لشکر اسلام مین اور جنگ و جدل قہقوس کی ایرج سے ملاحظہ فرمائیے

تجھے دل حال ملے دل سے تجی تو ملتا ہی
کیا لپٹ کر تیرے خنجر سے گلو ملتا ہی
نہ گیا دل سے کیا ایک تیرے عدو کا رنگ

کوئی لیتے ہی ہے اے عمر جو ملتا ہی
کیجیے اب قسمت برگشتہ تلاش دشمن
ورنہ بیگانے سے پہلوون مین لہو ملتا ہی

اسلیے ہو شمن جانتے نہین ملتا کوئی
دوست کو ڈھونڈھے مجھے ہی تو عدو ملتا ہی
چہرہ کم مایہ سے کچھ ہی بگڑے یا نہ ملے

یہ بڑی دولت دنیا ہی کہ تو ملتا ہی	دیکھ جلکر مرے ساقی کی سخاوت ناہو	ایک ساغر کوئی مانگے تو سبو ملتا ہی
گل کھلا مینگے عجب تمگے یہ شاخ فرہ	اسکو پانی کی جگہ سوز لہو ملتا ہی	ارمغان دیتے ہیں ہم پیر مغان کو جاکر
کوئی اچھا جو ہمین ظرف وضو ملتا ہی	خاک میں تیغ ملاتے ہیں جو عزت تیری	مرتبہ بخت کا ایسی ہی سے تو ملتا ہی

معلمان دلبستان سخن سنجی و استادان رموز گرم و سرد این سراے سپنجی سبق حکایات نو دکہن کو یاد کرا کے اطلاے بیان کی تحریر میں اس طرح خامہ فرسائی کرتے ہیں کہ جب بلاشور زمرد شاہ سے رخصت ہو کر تلاش عمرو میں روانہ ہوا تو بختیارک نے زمرد شاہ سے کہا کہ ای خداوند دیکھا چاہیے کہ کیا انجام ہوتا ہی اب میان بلاشور زندہ بھی آتے ہیں یا نہیں زمرد شاہ نے کہا کہ نہیں بختیارک یہ بلاشور بھی اپنے نام کا ایک ہی ہی بختیارک نے کہا اچھا دیکھتے ہی تو ہیں ابھی یہ باتیں سب لوگوں سے خوشی خوشی ہو رہی تھیں کہ کچھ لوگوں نے آکر بیان کیا کہ ایرج نامدار نے بدر بن زلازل کو ہفت در میدنجی پر گرفتار کر لیا اور قیدی کیکر لشکر اسلام میں آتا ہی یہ سنتے ہی قہور نے کہا کہ ای خداوند آپ کیوں متردد ہوتے ہیں میں جا کر بدر کو ایرج کے ہاتھ سے چھڑا لے لاتا ہوں یہ کہکر ساز و سامان سپاہ گری اپنے جسم پر آراستہ کر کے روانہ ہوا جب امیر کو ہرکاروں نے یہ خبر پہنچائی کہ قہور خبر آمد ایرج لشکر بدر کو رہا کرنے جاتا ہی اور ایرج سے مقابلہ کریگا تو امیر بہت خفا ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ کیا خوب اب سرداران لشکر اسلام کو یکفلم بد خصلت ایسا بودا اور ناکردہ کار سمجھے ہیں کہ ایک ایک ادنے شخص کو مقابلہ کے لیے بھیجتے ہیں خیر دیکھا جائیگا یہ حال اور خفگی امیر لشکر سلیمان ثانی شکار کے بہانے سے بہ تعاقب قہور روانہ ہوئے تھوڑی ہی دور راہ طے کی تھی کہ سواری ایرج کی نمودار ہوئی قہور نے دیکھا کہ ایرج بڑے ہی تزک و احتشام سے چلا آتا ہی اور سالار تمام فوج ایرج کے جلو میں رواں ہی بدر بن زلازل مقید و مسلسل ایک ارابہ پر بیٹھا ہوا ہمراہ ہی بس قہور یہ حال دیکھ کر ایرج کے سد راہ ہوا جب ایرج کی سواری قہور کے برابر آئی تو قہور نے ایرج کو ٹوک کے نعرہ کیا کہ او ایرج بدر کو گرفتار کر کے نازان ہوتا اگر دعوی بہادری ہی تو میرا مقابلہ کر یہ نعرہ سنکر ایرج نوجوان کو غصہ آگیا اور مرکب اپنا آگے بڑھا کر ارشاد فرمایا کہ ای قہور رذل آگے اور حملہ کر سب بارا تجھ دار ی زمردی نشان کمان کیانی و گرز گران و بس یہ سنتا تھا کہ قہور آگے بڑھا اور ایک نیزہ ایرج نامدار کے حوالہ کیا ایرج نے نیزہ انگشار دکر کے اپنا وار کیا قہور نے ایرج کا وار خالی دیا غرض خوب ہی نیزہ بازی ہوئی جب ایرج سے قہور کا بس چل نہ سکا تو قہور نے بڑھ کر گریبان ایرج کا پکڑ لیا ایرج مرکب سے کر پڑے اور دونوں میں کشتی ہونے لگی ابھی یہ دونوں باہم کشتی میں مصروف تھے اور بلا کے زور پر رہے تھے کہ یکایک ایک ابر آسمان پر پیدا ہوا اور برق کوندی اور درمیان سے برق کے دو پنجہ پیدا ہوے اور قہور کو اٹھا لیگئے جب قہور غائب ہوگیا تو ایرج مع فوج ظفر موج خرم و شاد لشکر اسلام کی جانب آئے اور داخل لشکر ہو کر خدمت فیضدرجہ امیر سے مشرف ہوئے امیر بدر ملعون کے سامنے امیر با توقیر نے حکم قتل صادر فرمایا بدر نے عرض کیا کہ میں دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہوں مجھے امان دیجیے یہ سنکر امیر نے ایرج سے ارشاد کیا کہ ای ایرج اچھا آج شب و روز اسے قید رکھو کل اسکا سر دیوان کچھا جائیگا اب اس داستان کو یہیں ملاحظہ فرمائیے گا اسکو یہیں چھوڑئیے پہلے

دوسری داستان حقیقت حال میں اس کے اور کیفیت قہور کی مشاہدہ کیجیے

محرران قصہ ہاے کہن و تازگی بخشندگان گلشن سخن صفحہ قرطاس صداقت اساس پر حقیقت اس قصہ کی

یون تسطیر کرتے ہین کہ کوہ زرافشان پر ایک ساحرہ زرافشان جادو نام قیام پذیر تھی اور قمہور کو ایک مرتبہ
دیکھکر ہزار جان سے عاشق ہوگئی تھی ہر روز وہ اسی فکر مین رہا کرتی تھی کہ کسی طرح کوئی موقع ایسا ہاتھ
لگے کہ مین قمہور کو اٹھا لاؤن حسب اتفاق آج یہ اسی فکر مین بالاے ہوا چلی جاتی تھی کہ قمہور کو ایرج سے
لڑتے دیکھ پایا اپنے دل مین کہا اے زرافشان اس موقع سے بہتر کوئی موقع ہاتھ نہ لگیگا بہتر ہے کہ تو قمہور
کو اٹھا لیجا یہ خیال کرکے وہ ساحرہ قمہور کو اٹھا لے گئی اور لیجا کر اپنے مسکن پر اتارا اور ایک نازنین مہ جبین
بنکر زیور و لباس سے آراستہ و پیراستہ ہوکے قمہور کے سامنے آئی اور گویا ہوئی کہ اے قمہور مین تجھپر ایک
مدت مدید سے عاشق ہون ہر روز تیرے لانے کی فکر کیا کرتی تھی مگر کوئی موقع نہ ملتا تھا آج حسن اتفاق
سے یہ موقع مجکو مل گیا اس وقت کو غنیمت جان کر مین تجھے اٹھا لائی اب مناسب یہ ہے کہ تو مجھے قبول کر
اور دست شوق میرے گلے مین ڈال دے اے قمہور مین اسکے عوض مین تجکو تمام عالم کا بادشاہ کردون گی اور اگر
تو نے میرے وصل سے انکار کیا اور میری لگی کو نہ بجھایا تو یہ بات خوب یاد رکھنا کہ مین تجھے بانواع عقوبت
مبتلا کرونگی کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال زار پر گریان ہونگے یہ سنکر قمہور نے کہا کہ اے جان جہان
ہوش ربائے عاشقان کون شخص ایسا بے مروت اور کج اخلاق ہوگا کہ تجھ ایسی نازنین مہ جبین اُس سے
مواصلت کی خواہش کرے اور وہ قبول نہ کرے اے جان جہان مجھے تعمیل ارشاد مین کوئی عذر نہین ہے تمھارے
تیر حسن نے میرے دل کو خود ہی نشانہ بنا دیا ہے مگر تا وقتیکہ میرا باپ مجھتک نہ آئے اور مین اُس سے نہ پوچھ لون
یہ امر وقوع پذیر نہوگا والد بزرگوار سے اجازت لے لینا مین ہر امر پر مقدم جانتا ہون مین نے آج تک کوئی
کام بلا خوشنودی والد ماجد کے نہین کیا اور تم اس امر سے خاطر جمع رکھو کہ انھین منظور نہ ہوگا آج تک کوئی
بات میری خوشی کی میرے باپ نے رد نہین کی اور اگر بدون انکی اجازت کے یہ امر واقع ہوگا تو باعث
انکے ملال خاطر کا ہوگا زرافشان جادو نے کہا کہ تم ٹھہرو مین ابھی لائی یہ کہکر ایک حصار گرد قمہور
قائم کرکے کہ جس مین قمہور چلا نجائے بالاے ہوا اڑ گئی اور ایک آن واحد مین دیو اورنگ کو
لاکر حاضر کر دیا قمہور اٹھکر اورنگ سے بغلگیر ہوا اور کل ماجرا اس کی عرض بیان مین لایا اورنگ نے
زرافشان جادو سے کہا کہ زرافشان جادو خوشا نصیب میرے کہ تجھ ایسی مہ جبین و نازنین مجھے بلا تجسس
مل جاتی ہے مجھے کوئی اس امر مین عذر و حیلہ نہین ہے مگر اے زرافشان ایک شرط ہے زرافشان نے کہا کہ وہ بیان فرمایئے
اورنگ نے کہا کہ شرط یہ ہے کہ تم حمزہ کو مع اسکے سرداروں کے گرفتار کر لاؤ تو مین ان سب کو لیکر زمرد شاہ ہی
کے پاس روانہ ہون اور بڑی دھوم سے قمہور کے ساتھ تمھین کدخدا کرون یہ سنکر زرافشان نے کہا
کہ بہت بہتر یہ امر تو کچھ ایسا دشوار نہین ہے مین ابھی جاتی ہون یہ کہکر کل سامان عیش مہیا کرکے اپنے
خدمتگارون کو اُن کی خدمت و حفاظت کے لیے معین کرکے جانب لشکر اسلام روانہ ہوئی اور یہان کا
حال سنیے کہ ایرج و توریج دامن کوہ مین مصروف صید افگنی تھے کہ یکایک آپہونچی اور آتے ہی
ایرج و توریج کو مع اکثر رفقاے اٹھا کر لیگئی جب رات ہوئی تو حارث بن سعد کو اٹھا لیگئی غرضکہ اسی
طرح اکثر سرداران لشکر اسلام کو اسی دن و رات مین اٹھا لیگئی اور سامنے اورنگ کے حاضر کیا اورنگ
نے کہا اے زرافشان واقعی تمنے بڑا کام کیا اکثر سرداران لشکر اسلام کو اٹھا لائین مگر ابھی حمزہ اور
اسکے بڑے بڑے سردار جیسے حمزہ کو مجرا جو دیسہ اور گھمند ہیں وہ ابھی باقی ہین زرافشان خموش سی ہوئی

کہ آپ مطمئن رہیں میں انھیں بھی لے آؤنگی اور اگر نہ لاؤں تو آپ میرا نام تند افشان نہ کہیے گا القصہ جب
امیر با توقیر وقت سحر بیدار ہوئے اور مسجد کرباس سلیمانی سے عبادت پروردگار عالم بجا لا کر باہر آئے
تو ایک عجیب طرح کا غوغا اور شور و غل سنائی دیا کہ تمام لشکر میں ایک تہلکہ مچا ہوا ہے کہ کل سے اسوقت تک
لشکر میں برابر بچے گر رہے ہیں اور سرداروں کو اٹھا لیجاتے ہیں اور کچھ ذہن میں نہیں آتا ہے کہ یہ بچے کدھر
سے گرتے ہیں اور کس طرف کو لیجاتے ہیں یہ سنکر امیر بھی بہت پریشان خاطر ہوئے اور زبان فیض ترجمان
سے ارشاد فرمایا کہ آخر کیا تدبیر کرنا چاہیے کسی نے کچھ تجویز کیا کسی نے کچھ کہا کہ اسی اثنا میں ہاشم اور غضنفر کو
بارگاہ دربار سے بچے اٹھا لے گئے لشکر امیر میں ایک شور محشر بپا تھا اور ایک آفت مچی ہوئی تھی کہ
معاذ اللہ امیر سے آکر لوگوں نے عرض کیا کہ بچے حضور ہاشم و غضنفر کو بھی نیچے اٹھا لے گئے جب یہ خبر
مرزود کو پہونچی تو اسنے کہا کہ ہمارے ذہن میں نہیں آتا کہ یہ کیسے بچے ہیں اور کسکی یہ کارستانی ہے زمرد شاہ
نے کہا کہ یہ ہماری تقدیر کا کام ہے مرزود نے کہا کہ کیوں زمرد آج پھر تمنے تقدیر کا نام لیا اور پھر تقدیر
بگھارنے لگے اپنے عہد و پیمان اور اپنی حالت سابقہ کو بالکل فراموش کر گئے زمرد نے کہا کہ پھر اسمیں
نقصان ہی کیا ہے جبتک میرے لیے یہ انقلاب ہوگیا تھا جب وہ بات رفع ہوگئی تو پھر میں خداوند ہوگیا
اور تقدیر میری کارگر ہونے لگی آپکا اسمیں اجارہ ہی کیا ہے یہ سنکر مرزود کو غیظ آگیا اور کہا کہ او بزدل بچے
اب گستاخیاں تیری حد سے گذر گئیں اور تیری شامتیں آگئی ہیں یہ کہکر ایک گھونسا زمرد شاہ کی پیشانی
پر اس زور سے مارا کہ وہ تیورا گیا قریب تھا کہ چکر کھا کر گر پڑے اور بھی ناک کے راستے بہ جائے مگر زمرد شاہ
نے جرأت کر کے ضبط کیا اور تان کر جو ایک گھونسا مرزود کے منہ پر مارا تو دو دانت اسکے ٹوٹ کر گر
پڑے اب تو لگا گھونسا چلنے اس اثنا میں جمشید وغیرہ آپڑے اور بیچ بچاؤ کر کے رفع شر کر دیا لیکن
مرزود کے دل میں زمرد شاہ کی جانب سے کینہ رہا اب اس قصے کو یونہی چھوڑتے ہیں اور

دو کلمے داستان نور الدہر کے بیان کیے جاتے ہیں

نظم

یہ جو ہی حکم مرے پاس نہ آئے کوئی
دل دکھانے کو اگر ہو تو دکھائے کوئی
ہو چکا عیش کا جلسہ تو مجھے خط بھیجا
بات وہ ہی جو ترے دل کی لگائے کوئی
کیا وہ ہو داخل دعوت میں ہو آدمی وہ مخطط
وقت رخصت بھی اگر ہاتھ ملائے کوئی
آپ نے دورغ کو منھ بھی نہ لگایا افسوس

اسلیے روٹھ رہے ہیں کہ منائے کوئی
تاک میں ہو نگہ شوق خدا خیر کرے
آپ کی طرح سے مہمان بلائے کوئی
دوالفت کے زمانے لیتے ہیں قسمت والے
مہربانی سے بلا کر جو بلائے کوئی
سرد مہری سے زمانے کی ہو افسردہ دل سوز
انگشت رکھتا نہ کلیجہ سے لگائے کوئی

یہ نہ پوچھو کہ غم ہجر میں کیسی گذری
سامنے سے مرے کترا ہوا جائے کوئی
حال افلاک و زمین کا جو بتاتا ہے تو کیا
خون دل اہل سخن کا ہے کہ نہ کھائے کوئی
وعدۂ وصل کیے جان کے خوش ہو جاؤں
رکھکر اس چیز کو کیا آگ لگائے کوئی

غواصان دریاے معانی و آشنایان
بحر نکتہ دانی اس داستان نادر بیان کی تحریر میں در مضمون کو اس طرح غلطان کرتے ہیں کہ جب
وہ مرغ وحش دیو کے ہاتھ سے مارا گیا یعنی قفس جسم وحش کا طائر روح سے خالی ہوا تو نور الدہر اور
بالاک ستوکا جلے ابتدا کیے بفضل خدا و مدد ذو المنن کرتے ہوئے جانب صحرا چل کھڑے ہوئے رات بھر
چلا کیے صبح کو پھر اسی جگہ پہونچ گئے پھر بادیہ پیمائی کرتے رہے شام کو بھی مقام پر اپنے تئیں پایا غرض جب
راہروی کرتے تھک کر بیٹھ جاتے ہیں پھر اپنی جگہ پر آگئے تو گردش تقدیر سے مثل پرکار

پھر اُسی حلقہ مین گام فرسا ہوتے ہین اسے مین چالاک نے کہا کہ ای شاہزادہ عالی وقار اب تو چلا نہین
جاتا نورالدہر نے کہا کہ بھئی اپنا بھی یہی حال ہی بیٹھ رہو جو کچھ تقدیر دکھاے گی وہ دیکھین گے ع
پیش آتی ہی وہی جو کچھ کہ پیشانی مین ہی ؎ سرزدے پیچم ز شمشیر حبیب ❊ ہر چہ آید بر سر من یا نصیب یہ کہکر
شہزادہ مایوس ہو کر ایک درخت کے نیچے جا بیٹھا تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ایک سیمرغ سامنے سے
نمودار ہوا اور نورالدہر کے سامنے آکر کھڑا ہو رہا نورالدہر نے متعجب ہو کر اُس سے پوچھا کہ تو
کون ہی اُس سیمرغ نے زبان فصیح سے جواب دیا کہ شہریار بلند اقتدار مین آپ کا خانہ زاد ہون جب
امیر حمزہ عالی شان پردۂ قاف مین تشریف لائے تھے تو اُس زمانہ مین ایک سیمرغ اُس پہاڑ کے دامن
مین قیام پذیر تھا اور وہین رہا کرتا تھا کہ ایک مرتبہ ایک اژدہاے سیاہ پیکر اُس کوہ مین پیدا ہوا اور
اُس کے بچون کے کھانے کا قصد کیا بلکہ ایک آدھ کو کھا بھی گیا جب امیر با توقیر کو اس امر کی اطلاع
ہوئی تو انھون نے آکر اُس اژدہے کو قتل کیا اور اُس سیمرغ اور اُسکے بال بچون کی جان بچائی تو ای
شہریار عالی وقار مین اُسی سیمرغ کی اولاد سے ہون اور آپ کا دعاگوے قدیم ہون جب وہ سیمرغ مر گیا تو
مین وہان سے چلا آیا اب مین جس مقام پر مقیم ہون وہان بھی ایک ویسا ہی اژدہاے سیاہ پیکر پیدا
ہوا ہی اور میرے بال بچون کے کھانے کا عزم رکھتا ہی اب تک تو مین نے اُنکی حفاظت کی ہی مگر آخر
کار تا کجے ایک نہ ایک دن اُسکا وار مجھ پر چل جائیگا مین کہین کا نہ رہونگا اور ای شہریار وہ اژدہا
ایسا سخت ہی کہ کسی طرح کا حربہ اُس پر اثر پذیر نہین ہوتا پس ای شہزادۂ والا تبار اگر آپ تکلیف فرما کر
اُس اژدہے کو قتل کرین اور میرے بال بچون کی جان اُسکے شر سے بچائین تو آپکو جبل قمر سلیمانی تک
پہونچا دون نورالدہر نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہی یہ کہکر اس سیمرغ کے ساتھ ہوئے اور اُس
اژدہے کے سامنے آئے جب اژدہے نے نورالدہر کو آتے دیکھا تو قلابہاے آتشین نورالدہر
کی جانب پھینکنا شروع کئے نورالدہر نے آگے بڑھ کر تین تیر متواتر اُس اژدہے کے مارے کوئی اثر نہ ہوا
جب یہ حالت دیکھی تو نورالدہر اللہ اکبر کہکے آگے بڑھے اور ایک دو دستی گرز اُس اژدہے کے سر پر
رسید کیا کہ سر اُسکا کوفتہ ہو گیا اُس اژدہے کے مرتے ہی وہ سیمرغ چالاک کو اُٹھا کر لے بھاگا
اور سامنے سے دیو ہفت سر پیدا ہوا اور قریب شاہزادہ کے پہونچ کر دار شمشاد کا وار کیا نورالدہر
نے وار اُسکا رد کرکے ایک تلوار اُسکے ایسی ماری کہ ایک ہاتھ اُس دیو ہفت سر کا قلم
ہو گیا دیو نعرہ کرکے یہ کہکے بھاگ گیا کہ خیر ای جوان تو نے ہاتھ تو میرا قلم کیا ہی دیکھ تو مین بھی
تجھے کیا سزا دیتا ہون ای تو سہی جو مرغ زرین بال کو ایسی جگہ نہ چھپا دون کہ اگر تو تمام عالم مین
ہزار برس تک بھی گردش کرے تب بھی اُس کا ایک پر تک نہ پاوے یہ سنکر شاہزادہ حیران کھڑا ہوا تھا
کہ سیمرغ سامنے آیا نورالدہر نے کہا کہ چالاک کہان ہی سیمرغ نے کہا کہ گھبرائیے نہین چالاک موجود ہی
نورالدہر نے کہا کہ اچھا مین نے تو تیرے کام سے فراغت پائی اب مجھے جبل قمر سلیمانی مین پہونچا دے
اب یہ تو اُس طرف کو روانہ ہوتے ہین ان کو تو اسی حال مین چھوڑیے اور

دو کلمہ داستان امیر بانو فر کے ملاحظہ فرمائیے

بتان ماہوش اُجڑی ہوئی منزل مین رہتے ہین
کہ جسکی جان جاتی ہی اُسی کے دل مین رہتے ہین

زمین پہ پاؤن نخوت سے نہیں رکھتے پری پیکر
ہزارون حسرتین وہ ہین کہ رو کے سے نہیں رکتین
میان تک تھک گئے ہین چلتے چلتے تیرے ہاتھو تھے
نہ دیکھے ہونگے زندون سے بھی تونے پاک ای ناہد
محیط عشق کی ہر موج طوفان خیز ایسی ہے
خدا رکھے محبت نے کیے آباد دونون گھر
فلک دشمن ہوا گردش زدون کو جب ملی راحت
تن آسانی کہان تقدیر مین ہم دل گرفتون کی
کوئی نام و نشان پوچھے تو اے قاصد بتا دینا

یہ گویا اس مکان کی دوسری منزل مین رہتے ہین
بہت ارمان ایسے ہین کہ دل کے دل مین رہتے ہین
کہ اب جیسے چھوٹے ناوک سینہ بسمل مین رہتے ہین
کہ یہ بیداغ میخانہ کی آب و گل مین رہتے ہین
وہ ہین گرداب مین جو دامن ساحل مین رہتے ہین
مین انکے دل مین رہتا ہون وہ میرے دل مین رہتے ہین
زیادہ راہ سے تھکتے تھے منزل مین رہتے ہین
خدا یہ خوب روشن ہے کہ جس مشکل مین رہتے ہین
تخلص داغ ہے وہ عاشقون کے دل مین رہتے ہین

رہ روان مناذل قصہ خوانی و سالکان طریق نکتہ دانی اس داستان شوکت نشان کو یون جلوہ افروز بیان کرتے ہین کہ جب ہاشم و غضنفر کو پنجہ اٹھا لے گیا یعنی وہ زن تو جون تون کرکے کٹ گیا اور شام ہوئی تو امیر نے وضو کر کے نماز پڑھی بعد فراغ نماز درود و وظائف مین مصروف تھے کہ عادی نے امیر کے سامنے آکر سلام کیا امیر نے عادی سے پوچھا کہ کیون عادی آج کس کے طلایہ کا دن ہے عادی نے عرض کیا کہ خداوند آج تو حضور ہی کے طلایہ کا دن ہے یہ سنکر امیر نے حکم دیا کہ اچھا سامان ہمارے طلایہ کا درست ہو بموجب حکم اسی وقت سامان طلایہ درست ہوا امیر مرکب پر سوار ہوکے مصروف طلایہ ہوئے ابھی کچھ عرصہ نگذرا تھا کہ دفعتہ ایک پنجہ آکر گرا اور امیر کو اٹھا لے گیا لشکر مین ایک غلغلہ عظیم برپا ہو گیا جب یہ خبر زمرد شاہ کو پہونچی تو کہنے لگا کہان مین نے ایسی ہی تقدیر کی تھی اب مین عنان تقدیر پر یون منعطف کرتا ہون کہ کل صبح کو مین خود جنگ کرونگا طبل جنگ بجا دیا جائے چنانچہ کوس حربی نوازش مین آیا جب یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی تو یہان بھی طبل جنگ بجا غرضکہ شب بھر طرفین مین تیاری جنگ کی رہی بہادر آلات حرب و ضرب کی درستی مین مصروف رہے تلوارین صیقل و مصیقل ہونے لگین کمانین جو خانہ کرلی گئین سینک سباک کر لیس ہو مین خنجر آبدار مصفا ہوئے اژدہائے کمند نے دشمنون کے گلے کے لیے منھ کھولا تیرہ و تیر و خنجر و شمشیر ہر ایک اسلحہ حرب و ضرب کی درستی شب بھر رہی جب سفیدہ صبح چمکا اور ستارہ سحری نمودار ہوا دونون لشکر میدان کارزار مین آکر صف آرا ہوئے نقیبون نے کڑکا کہنا شروع کیا کہ ملکیت مدت دنیائے فانی مین اشعار عبرت خیز پڑھنے لگے شجاعون کے دل بڑھنے لگے

قطعہ

دنیا خوا بیست کس اجل تعبیرست | صید اجل ست گر جوان گر پیرست
ای مردان بکوشید تا جامہ زنان نپوشید

ہم روز دنیا بہ ست ہم زر ہین | این مغفر خاک ہر دو و مقصور ست
روز جنگ ست جنگ باید کرد | کوشش نام و ننگ باید کرد

کوئی رہا ہے نہ رہیگا مگر مردون کا نام صفحہ گیتی پر قائم رہیگا | رستم رہا زمین پہ نہ سام رہ گیا
مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا | اے بہادران زمانہ و شجاعان فرزانہ آج معرکہ کارزار مین وہ سرخروئی حاصل کرو کہ رستم و سہراب کو لوگ بھول جائین دشمن کا نام مثل حرف غلط صفحہ دنیا سے مٹا دو

کافران پر دغا کے لشکر مٹا دو سب | نام دشمن کا مٹا دو آج ہے وہ معرکہ | بھول جاؤ گھوڑے کی باگ اور چلاؤ تلوار کا

الحاصل بعد نقابت نقباے بلند آواز زمرد شاہ میدان میں آیا اور نعرہ ہل من مبارز بلند کر کے کہا کہ ہے کوئی بہادر کہ میرے مقابلہ کے لیے آوے یہ نعرہ سنکر عمرو معدی کرب میدان میں آیا تھوڑی دیر تک تو کچھ رد و بدل رہی آخر کار عمرو معدی کرب زمرد کے ہاتھ سے زخمی ہوا بعد ازان عمرو معدی کرب کے بھائی اپنے بہادر کا یہ حال دیکھ کر صف لشکر سے میدان میں آئے وہ بھی مجروح ہوئے غرضکہ راوی کا بیان ہے کہ شام تک اکثر لوگ سرداران لشکر اسلام کے زخمی ہو گئے شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر واپس آئے ؎

دو لشکر کشادہ کمر چون دو کوہ | شدند از نبرد آزمائی ستوہ
بمنزل گہ خویش گشتند باز | برزم دگر روزہ کردند ساز

زمرد شاہ نے میدان سے شادان و فرحان مراجعت کر کے مجلس عیش کی آراستگی کا حکم دیا اور اپنی جگہ پر بیٹھ کر لاف وگزاف کرنے لگا کہ اب میں ایسے ہی کارنمایاں کیا کروں گا تاکہ لوگ میری خداوندی سے واقف ہوں یہ فقرہ سنکر نمرود مردود اپنے دل میں بہت رنجیدہ ہوا اور مثل مار دم بریدہ پیچ و تاب کھا کر خاموش ہو رہا مگر اپنے دل میں کہتا تھا کہ خیر سمندر جادو ہی سے اسے درست کراؤں جب کی سند الحاصل دوسرے دن زمرد شاہ پھر میدان مصاف میں آیا ؎

دگر روز کین ساقی صبح خیز | زہر بکر و برخاک یاقوت ریز
دو لشکر چو دریاے آتش دہان | کشادند بازار تیغ و کمان
دگر بارہ در کارزار آمدند | بشیر افگنی در شکار آمدند

آج زمرد شاہ کا نعرہ سنکر مرزنگ بن مرزبان میدان میں آیا اور بعد تھوڑی رد و بدل کے زخمی ہوا بعد اسکے سلطق بن بہرام عرصہ نبرد میں آیا وہ بھی زخمی ہوا آج بھی چند سردار لشکر اسلام کے ہاتھ سے اس نابکار کے زخم رسیدہ ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا کر دونوں لشکر اپنے اپنے جاے آسایش پر جا کر قیام پذیر ہوے شعر

چو روز دگر صبح ابلق سوار | لوایہ برون زد زبرج الزاد

یعنی خسرو خاوری نے تخت زنگاری افلاک پر جلوس فرمایا اب تیسرا دن ہے آج بھی زمرد شاہ پھر میدان میں آیا اور نعرہ کر کے اب کی مرتبہ سعد بن قباد کو کو طلب کیا سعد بن قباد لشکر سے نکل کر مقابل زمرد شاہ ہوئے اور بعد نیزہ بازی و گرز بازی کے سعد نے اس زور سے ایک تلوار زمرد شاہ کے سر پر لگائی کہ سپر اور خود کو کاٹ کر تا ابرو اتر آئی طبل بازگشت بجا کر اپنے اپنے آرامگاہ کو واپس ہوئے زمرد شاہ نے اپنے خیمہ میں سامان عیش و نشاط کا رنگ جمایا اور ادھر سعد بن قباد اپنی بارگاہ میں آرام پذیر ہوئے جب بلاشور تلاش عمرو سے واپس آیا تو زمرد شاہ کی خدمت میں گیا زمرد شاہ نے اس سے پوچھا کہ کہاں گیا تھا بلاشور نے کہا کہ تلاش عمرو میں میں تو یہ سمجھا تھا کہ یہ موقع غنیمت ہے عجب نہیں کہ اس ہنگامہ میں عمرو ہاتھ لگ جاے مگر کمبخت ہاتھ نہ لگا آخر مجبور ہو کر بے نیل مرام پھر آیا زمرد شاہ نے کہا کہ خیر عمرو تو ملا یا نہ ملا اور ملے یا نہ ملے صبح سے جا کر سعد کو پکڑ لا بلاشور نے کہا بہت خوب میں ابھی جاتا ہوں یہ کہکر بساز و سامان عیاری درست کر کے جانب لشکر اسلام روانہ ہوا اتفاقاً خواجہ عمرو کہیں گئے تھے لشکر اسلام میں نہ تھے بلاشور کو یہ موقع بہت غنیمت معلوم ہوا اور جانب خیمہ سعد چلا دیکھا کہ یہاں نہایت ہوشیاری ہے سپاہی پہرہ پر مسلح بیٹھے ہوئے ہیں خدمتگار اپنے اپنے کام میں سرگرم ہیں حاجب و دربان اسپاول و پاسبان اپنے موقع و محل پر چست و چالاک ہیں یہ تو بہ شکل سبدل تھا ہی کسی طرح ان لوگوں میں مل ملا کے

خیمہ کے اندر پہونچ گیا خدمتگارون کی آنکھ بچا کر پروانہ ہاے بیہوشی آزاد دیے وہ شمعون پر جا کر جلے اور دود بیہوشی خیمہ مین پھیلا ہوا خادم اور خدمتگار چھینکین لے لے کر بیہوش ہوئے سب پر خواب غفلت کا غلبہ ہوا اس نے جھٹ بیلہ عیاری کسوت سے نکال کر ہاتھ پر چڑھایا اور ساڑھے تین مثقال بیہوشی کفچہ پر رکھکر سعد کے نتھنے کے قریب لے گیا جیسے ہی نفس کشی کی اور نیچے کا ہوا کھینچا سب بیہوشی ناک مین چڑھ کر دماغ مین سرایت کر گئی فوراً ترواق سے چھینک آئی اور بالکل غفلت طاری ہو گئی بلا شور نے سعد کا پشتارہ باندھا اور خیمہ سے چرا کر جانب لشکر کفار روانہ ہوا اب اس ذکر کو تو مین چھوڑے اور

دو کلمہ داستان امیر والا شان کے سماعت فرمایئے

دُنیا مین کوئی لطف کرے یا جفا کرے
میری جگہ نصیب سے تو ہو تو کیا کرے
کیون ہاے ستم شعار ہو کسنا بھی یاد ہی
تھوڑی سی زندگی ہے کہان تک وفا کرے
روز جزا ارکین رسوال وجو بہین
جیسے اخیر وقت مین کوئی دعا کرے
منظور کسکو ہے جو اٹھائے بلائے عشق
تیری خوشی سے کام کوئی کیا کیا کرے
اس عشق مین کسیکا جانا نہین ہے دل

جب مین نہین بلا سے مری کچھ ہوا کرے
آتے ہی آنکھ ہوش قیامت بپا ہوئی
تجھسے وفا کرے تو خدا سے دعا کرے
گو وعدۂ ... کی بھی حد ہو گئی
کچھ گفتگو ہمارے تمھارے ہوا کرے
دل کی طرح سے جان بچا لی عشق مین
جب سر پہ آ پڑے تو کوئی کیا کرے
دل گل تن مین ایک ... خوشگوار ہو
پروردگار جسکو یہ دولت عطا کرے

اس جور پہ وفا نہ کرے یا وفا کرے
ہاتھین نہین ہوتی عاشق کرے خدا کرے
لذت کو عشق کی غم جاوید چاہیے
اسمین بجا نہین جو کوئی التجا کرے
اس التجا کے ساتھ کہا ہے حالی دل
پھر کچھ وفا کرے تو یہی بیوفا کرے
مجکو پسند آ گئی دیوانگی مری
اے کاش تیغ یار ہی یہ حل بنا کرے

گلبندان گلشن معانی و گلچینان باغ قصہ خوانی اس حکایت بلطافت کو اس طرح پر معرض بیان مین لاتے ہین کہ جب زرافشان جادو امیر کو قمہور کے سامنے لے گئی تو امیر نے ملاحظہ کیا کہ سرداران لشکر اسلام موجود ہین امیر والا شان نے استفسار حال کیا ان لوگون نے بیان کیا کہ اے امیر ہم لوگ مبتلاے سحر تھے امیر عالیمقام نے اسم باطل السحر پڑھنا شروع کیا جب اسم تمام ہوا سحر بھی برطرف ہو گیا اور تمام سردار قید سحر سے رہا ہو گئے جب زرافشان جادو نے یہ ماجرا دیکھا کہ امیر نے سحر میرا رد کر دیا اور کل سردار رہا ہو گئے تو اس نے جھنجھلا کے امیر پر تیغ سحر مارا امیر نے اسم باطل السحر پڑھ کے سحر اس کا رد کیا اور بسم اللہ کہہ کے ایک ہاتھ تیغ بے دریغ کا ایسا مارا کہ اس ملعونہ کے دو ٹکڑے ہو گئے جب قمہور نے یہ ماجرا دیکھا تو بہت ہی گھبرایا اور زنگ سے کہا دیکھیے وہ ساحرہ تو ماری گئی اب کیا کرنا چاہیے اور زنگ نے کہا تو مطمئن رہ تجھ پر کوئی آفت نہین آنے کی یہ کہہ کر قمہور کو اپنی پیٹھ پر بٹھا کے لے اڑا امیر با توقیر نے کل مال و اسباب اپنے قبضہ مین کیا اور خدا کا نام لیکر ایک سمت کو روانہ ہوئے بعد کئی روز کے بھوکے پیاسے یاد خداوند غفار کرتے ہوئے پایہ تخت زال زر دو کوہی مین پہونچے دیکھا کہ اسکے لشکر مین کوچ کی تیاریان ہو رہی ہین امیر وہان کھڑے ہو کر تماشہ لشکر کا دیکھنے لگے کہ یکایک ایک شخص کو دیکھا کہ مرکب دوڑاتے ہوئے چلا آتا ہے امیر نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے اس شخص نے کہا کہ مین قارن کا نوکر ہون امیر نے

پوچھا کہ قارون کون شخص ہی اُس نے جواب دیا کہ قارن زمرد شاہ باختری کا ایلچی ہے ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ سواری قارن کی بھی آپہونچا قارن نے جو یہ ماجرا دیکھا کہ میرے رفیق کو چند شخص گھیرے ہوئے کھڑے ہین اُسکو غصہ آگیا اور اُن لوگون سے مباحثہ کرنے لگا انجام کار قارن مع اپنے رفقا کے امیر کے ہاتھ سے مارا گیا ہمراہیان امیر نے اسلحہ وغیرہ اُسکے لوٹ لیے جب یہ خبر زال کو پہونچی کہ کچھ مردان نو وارد نے زمرد شاہ کے ایلچی کو مار ڈالا اور جتنے لوگ اُس کے ساتھ تھے اُنھین بھی قتل کرکے مال و اسباب اُنکا لوٹ لیا یہ خبر سُنکے زال کو نہایت ہی غصہ آیا اور مثل مار دم بُریدہ پیچ و تاب کھا کر سوار ہوکے امیر کے پاس آیا اور نعرہ کرکے ان سب پر جا پڑا ایرج نوجوان نے آگے بڑھ کے ایک تلوار اُسکے حوالے کی زال نے تیغ ایرج کی رد کرکے اپنا وار کیا اب کی مرتبہ ایرج نے وار اُسکا رد کرکے بند دست سے ہاتھ اُسکا پکڑ کے اس زور سے جھٹکا دیا کہ زال تا قش زین سے زمین پر آرہا ایرج نے زال کو بجائے سپر ہاتھ مین اُٹھا کے بلند کر لیا جب زال نے یہ زور ایرج کا ملاحظہ کیا تو بخوف جان مکر سے ایمان لایا قدمبوسی امیر کشور گیر سے مشرف ہوکے اپنے ساتھ اپنی بارگاہ مین لایا اور بہت عمدہ طور سے امیر اور ہمراہیان امیر کی ضیافت کی کھانے عمدہ اور لذیذ تیار کرائے اور کل سامان اکل و شرب اعلیٰ درجہ کا مرتب کیا ناچ اور راگ رنگ کا جلسہ منعقد ہوا عین گرمی صحبت مین شراب بیہوشی آلود پلا کر سب کو بیہوش کرکے گرفتار کر لیا اور رات بھر سب کو قید رکھا صبح کو پھانسی کا حکم دیا ہنوز پھانسی دینے نہ پائے تھے کہ یکایک از پردۂ بیابان گرد برخاست تیرہ و خیرہ ہوا نے مارا گرد کو اور گرد نے مارا ہوا کو جب دامن گرد کا شق ہوگیا تو دیکھا کہ ایک نقابدار سبز پوش نعرہ کرتا ہوا چلا آتا ہے کہ خبردار اونا لا نقو دست خود نگہدارید کہ باہم رسید یم آتے ہی اُس نقابدار نے ان سب کو اس بلا سے نجات دی اور آگے بڑھ کے زال کو ایسی تلوار ماری کہ اُسکے دو پر کالے ہوئے

اس قصہ کو تو یہین چھوڑ دیتے اور

دو کلمہ داستان نور الدہر کے ملاحظہ فرمایے

لے کے دل کہتے ہو کیون دین اسے جلنے کے لیے ✤ مل گیا خوب بہانہ یہ مچلنے کے لیے ✤ باغ عالم مین ہین سب پہولنے پھلنے کے لیے ✤ ورنہ کیا داغ تری طرح سے جلنے کے لیے ✤ تیرا غصہ ہو کہ ہو میری طبیعت ظالم ✤ یہ بلا مین نہین آئین کبھی ٹلنے کے لیے ✤ اپنی تصویر ہی وہ کاش مجھے بھجوا دین مشغلہ چاہیے کوئی تو بہلنے کے لیے ✤ چارہ گر زندہ رہیگا تو کرے گا تدبیر ✤ چاہیے عمر خضر میرے سنبھلنے کیلیے وصل دشمن کی گھڑی تھی کہ ہوا اپنا وصال ✤ ساعت اچھی نہ ملی جان نکلنے کے لیے ✤ غم کی دیوار کھڑی ہوگئی دل کے اندر ✤ میرے ارمان ترستے ہین نکلنے کے لیے ✤ خاک ٹھہرے ترے کوچہ مین کوئی اے قاتل ✤ مستعد نقش کف پا بھی ہین چلنے کے لیے ✤ کھائے جاتا ہی مجھے خنجر خونخوار ترا ✤ یہ اُگلتے کیلیے ہی کہ نگلنے کے لیے ✤ تو مری لاش کو ٹھکرا کے چل اے مست شباب ✤ ٹھوکرین کھاتے ہین انسان سنبھلنے کے لیے ✤ بزم اغیار مین تم چھپکے نہ بیٹھو اے داغ ✤ چاند چھپنے کیلیے ہی کہ نکلنے کے لیے

چہرہ پردازان پیکر تصویر معانی و ہنر ہفت سازان شاہد رنگین بیانی اس داستان مسرت عنوان کو اسطرح

زیب وزینت دیتے ہین کہ جب نورالدہر نے دیو ہفت سر کا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا اور وہ بھاگا تو نورالدہر نے سیمرغ سے کہا کہ اب تو مجھے چہل قصر سلیمانی مین پہونچا دے سیمرغ نورالدہر کو اپنی پشت پر بٹھا کے طرف باغ چہل قصر سلیمانی کے لیچلا بعد طے مراحل وقطع منازل کے نورالدہر دروازہ چہل قصر سلیمانی پر پہونچ گئے اب جو باغ کے اندر جاکر دیکھا تو باغ ویران پڑا ہے چمنون پر اُداسی چھائی ہوئی نرگس بیمار نگاہ حسرت سے ہر سو نگران سوسن وہ زبان خاموش آبشار پژمردہ جوش وخروش زلف سنبل سے پریشانی ظاہر تھی غنچۂ سربستہ سے دل بستگی نمایان لالۂ حمرا با دل داغدار پژمردہ خاطر نافرما شاخ گل سوکھکر کانٹا ہو گئی تھی پھول اخیری پرزردی کا عالم سرو آزاد پا بگل ہر ایک نخل تخل ماتم کی صورت شبو کی اُداسی اگر رقم کرون شاخ نرگس کو قلم کرون ہر تختہ باغ تختۂ مشق اندوہ ویاس تھا وہ پھولا پھلا باغ بالکل اُداس تھا نورالدہر یہ حال دیکھکر حیران وپریشان خاطر ہوے اپنے دل مین سوچنے لگے کہ خداوندا یہ کیسی صرصر حادثہ چلی کہ ایسا ہرا بھرا باغ اس طرح پامال خزان ہو گیا شعر ؎

ہاے کیا بدلی زمانہ کی ہوا ٭ غنچۂ تصویر تک مرجھا گیا ٭

ایک نخل کے نیچے کھڑے ہوے سوچ رہے تھے کہ اب بیان پر کیا کرنا چاہیے کہ یکایک ایک پیک سبز پوش نمودار ہوا دیو ہفت سر کا سر اور مرغ زرین بال کو نورالدہر کے حوالہ کیا نورالدہر شکر خداے ذوالجلال بجالائے اور مرغ زرین بال کو لیکر پایۂ تخت گلزار سلیمانی پر آئے لندھور اور بدیع الجمال اور مالک سامنے سے نمودار ہوے نورالدہر ان سب کو اپنے ہمراہ لے کر کنارۂ طلسم پر آئے اور اس مرغ سے کہا کہ اے مرغ تجھے قسم ہے حق حضرت سلیمان علیہ السلام کی کہ مجھے اس طلسم سے آگاہ کر اب انکو تو اس گفت وشنود مین چھوڑیے اور

دو کلمہ داستان عمرو اور بلاشور کے ملاحظہ فرمایئے

کہتے ہین جسکو حور وہ انسان تمھین تو ہو	جاتی ہے جسکے نام سے وہ جان تمھین تو ہو	مطلب کی کہہ رہے ہین وہ دانا ہمین تمھین
مطلب کی پوچھتے ہو وہ نادان تمھین تو ہو	آتا ہے بعد ظلم تمھین کو تو رحم بھی	اپنے کیے سے دل مین پشیمان تمھین تو ہو
پچھتاؤگے بہت مرے دل کو اُجاڑ کے	اس گھر مین اور کون ہے مہمان تمھین تو ہو	اک روز رنگ لائینگی یہ مہربانیان
ہم جانتے ہین جان کے خواہان تمھین تو ہو	دلدار و دوست فریب دل آزار و دوستان	لاکھون مین ہم کہین گے کہ ہان ہان تمھین تو ہو
کہتے ہو داغ دور سے بتخانہ کو سلام	اپنی طرح کے ایک مسلمان تمھین تو ہو	غواصان دریاے بے پایان

سخن وآشنایان بحر مضامین نو وکہن اس داستان رنگین کو یون گوہر بیان سے آبدار کرتے ہین کہ جب بلاشور بادشاہ لشکر اسلام کو چرا لے گیا اور سامنے زمرد شاہ باختری کے حاضر کیا تو زمرد شاہ نے حکم قتل دیا تنزیل زرین قلم اور سہیم تیغہ بکف ہو کر کہنے لگے کہ جبتک حمزہ اور عمرو کی فکر نہوے گی اسوقت تک ہم سعد کو قتل نہونے دینگے بہتر یہ ہے کہ ابھی سعد کو مقید رکھو زمرد شاہ یہ سنکر مجبور ہو گیا اور سعد کو ایک کنوئین مین جو اُسکے تخت کے نیچے تھا مقید کیا جب خواجہ عمرو کو اس حال سے آگاہی ہوئی کہ سعد کو کوئی چرا لے گیا تو خواجہ تلاش سعد مین روانہ ہوے ہر چند فکر وتجسس کیا مگر کچھ سراغ نہ ملا آخرکار عمرو نجتیارک کو چرا لے گئے اور اُس سے ڈرا دھمکا کر حال سعد کا معلوم کیا اور خواجہ بشکل نجتیارک متشکل ہو کے دربار زمرد مین پہونچے اور بجاے نجتیارک متمکن ہوے اور بیان

بلا شور تلاش میں خواجہ عمرو روانہ ہوا تین پہر رات تو عمرو و بختیارک کے پلنگ پر اینڈے کیے اور پہر رات رہے جب سمجھے کے سب خواب غفلت سے خوب غافل ہیں تو عمرو پلنگ پر سے اُٹھکر قید خانہ سعد کے قریب آئے اور سعد کو قید سے رہا کرکے صورت سعد کی تبدیل کردی کہ کوئی پہچان نہ لے اور بارگاہ نعرد شاہ سے نکال لے گئے ادھر بلا شور جو تلاش عمرو میں گیا تو اُسکو عمرو کا سراغ تو نہ معلوم ہوا مگر بختیارک کا حال دریافت ہوگیا یہ نقب لگاکے بختیارک کو نکال لے گیا اور صبح کو بارگاہ میں حاضر ہوا اور بختیارک کو حاضر کیا بختیارک نے کل حال من وعن بیان کیا غرضکہ ادھر تو عمرو سعد کو لیکر داخل لشکر اسلام ہوئے اور ادھر اور تنگ دیو قمہور کو لیکر داخل لشکر کفار ہوا زمرد شاہ نے طبل جنگ بجوایا رات بھر طیاری جنگ میں گذری جبکہ ستارۂ سحری چمکا دونوں لشکر میدان میں آئے کفار کی جانب سے قمہور نے نکلکر نعرہ کیا لشکر اسلام سے بادشاہ مجاہ نے برآمد ہوکر مقابلہ کیا صبح سے شام تک برابر رد و بدل ہوتی رہی آخر شام کو سعد قمہور کے ہاتھ سے زخمی ہوے دونوں لشکروں میں طبل بازگشت بجا اور دونوں لشکر اپنی اپنی قیام گاہ پر واپس گئے رات کو کفار لشکر اسلام پر شبخون کرے اور لشکر اسلام شکست کھاکر ملک سنبل کی جانب روانہ ہوا بارگاہ سلیمانی اور قیدیان لشکر اسلام کفار کے ہاتھ آئے بختیارک نے کہا تم سب ٹھہر جاؤ جب یہ تھک کر کسی جگہ دم لیوین تو پھر یلغر کرکے ان سب کو گھیر لو یہ رائے سب کو پسند آئی اور توقف کیے جب لشکر اسلام دس پانچ کوس کے فاصلے سے ہوگیا تو ان سب نے جب دور سے لشکر کفار کو آتے دیکھا تو اہل اسلام سب ہامہ کی طرف بھاگ کھڑے ہوے مگر لشکر کفار نے بعجلت تمام پہونچکر گھیر لیا ضرغام اور شاپور اور شیر جنگ تو ہامہ کے تجسس میں نکل گئے اور یہ لوگ عمرو کی فکر میں مشغول ہوے

اب بیان سے دو ٹکڑہ داستان نور الدہر اور طلسم کے بیان ہوتے ہیں نظم

رو دکھا دل کو کہ شوق زلف دلبر پھیلا
سانپ کے منھ میں مجھے میرا مقدر لیچلا
ابر رحمت کا ہوا اہل جہنم کو گمان
ضبط نے کھینچا ادھر دل سوے دلبر لیچلا
دلکی ہاتھوں دل ہی جلنے بیخودی ہر شوق میں
تھا مرے جب سر تون کا میرے نشتر لیچلا
سیکڑوں شہر شہادت میں سے داغ گناہ
جب بت کافر کو میں دل میں چھپا کر لیچلا
کوئی دامن گیر تھا کوئی گریبان گیر تھا
یگر ادینگا جو اتنا بوجھ سر پر لیچلا
اسکی جوتوں بھرتے ہی محفل میں پہل پڑگئی
ضعف نے اکثر بٹھایا شوق اکثر لیچلا

تھا منا مجکو کہ یہ سودا مرا سر لیچلا
جلد یا وہ شعبدہ گر مین یہی کہتا رہا
سوے کوزے میں جو اپنا وہ اس تر لیچلا
رشک دشمن نے مجھے آنکھیں دکھائیں ورنہ گر
کس طرح لایا خدا جانے یہ کیونکر لیچلا
کیا ہوا کس سخت جان ہوگئی قاتل کو لاگ
میں عدم کو خود بناکر اپنا محضر لیچلا
کاتب اعمال سے محشر میں ہوگی گفتگو
اُسکو اپنے ساتھ جب میں روز محشر لیچلا
آنسووں کا قافلہ چلنے لگا نالے کیسا تھا
مضطرب کو مضطرب مضطر کو مضطر لیچلا

باندھکر مشکین خیال زلف دلبر لیچلا
اسکو لینا وہ کوئی دل کو چرا کر لیچلا
وہ سدھا سے اپنے گھر مجکو رہی یہ کشمکش
شوق نظارہ جو سوے روزن در لیچلا
پھر بلا یا پھر کہا کچھ پھر اُسے رخصت کیا
چھانٹ کر دس بیس میں جو ایک تیغ تیز تیز
خوب رضوان سے وفردوس میں تجسس لیچلا
اس لیے میں آپ اپنا حال لکھکر لیچلا
بار عصیان کس قدر ہے آدمی جو ہے شفیق
یہ جرس آواز پر اپنی لگاکر لیچلا
منزل مقصود تک پہونچے بڑی مشکل سے ہم

رہروان منازل طلسم و پیر بیچ و ناظمان ممالک فسادی و رنج اس داستان رنگین بیان کو زیور تحریر سے آراستہ و پیراستہ کرکے یون معرض بیان میں لاتے ہیں کہ جب نور الدہر نے لندھور اور مالک اور بدیع الجمال کو دیکھا تو اسوقت اس مرغ سے کہا کہ اُسے

مرغ تجھے حضرت سلیمان علیہ السلام مجکو حال طلسم سے آگاہ کر یہ سنکر اُس مرغ نے اپنی چونچ سے زمین پر
تحریر کیا کہ اے نورالدہر دریا کے کنارے جا کر کھڑا ہو وہان تجھے ایک کشتی ملے گی تو اُس کشتی پر
بیٹھ جا اور مجھے اپنے سے جدا نہ کر اور لوح کو پڑھ جب تو کشتی پر بیٹھ جائے گا تو پانی دریا کا تلاطم مین
آئے گا اور چار سو نہنگ سر اپنے دریا سے نکالین گے اور ایک نہنگ اُن سب نہنگون مین بہت سیاہ
رنگ ہوگا تو اپنے کو اُس نہنگ کے منہ مین ڈال دینا اور بہت ہوشیار و خبردار رہنا یہ عبارت
پڑھکر شاہزادہ نے اُسکی تعمیل کی بخوشی تمام اور بعجلت بسیار اپنے کو اُس نہنگ غضب ناک کے
منہ مین ڈال دیا اور جاتے ہی بیہوش ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد اُس نہنگ بحر جلاوت کو اُسی وقت یہ
معلوم ہوا کہ کوئی شخص نورالدہر کی گردن مین ہاتھ ڈالے دیتا ہے بس یہ فوراً ہوشیار ہو گئے
اور لرزہ کر کے اُس نہنگ کے منہ سے نکل گئے اب جو دیکھا تو اپنے کو ایک صحرائے تیرہ و تار مین پایا
لوح بدستور گلے مین پڑی ہے اور مرغ بھی ساتھ ہے اب جو نورالدہر وہان سے آگے
بڑھے تو ایک دروازے کی پشت پر پہونچے وہان ایک روشنی معلوم ہوئی غور سے جو دیکھا تو وہ
دروازہ سونے کا اور مرصع کار ہے اور قفل زرین اُس دروازے مین لگا ہوا ہے اور
ایک کرسی جواہر نگار اس دروازہ کے آگے رکھی ہوئی ہے اور اُس کرسی پر ایک دیو بیٹھا ہوا ہے
جیسے ہی اس دیو نے نورالدہر کو دیکھا نعرہ کیا کہ او آدم زاد تو یہان کیون آیا ہے جا چلا جا
یہان سے ورنہ تو اگر ہزار جانین رکھتا ہوگا تو ایک بھی یہان سے صحیح و سالم نہ لے جائے گا
یہ کہکر وہ دیو وہان سے اُٹھ گیا شاہزادہ نے مرغ سے کہا کہ اے مرغ تجھے قسم ہے حق حضرت
سلیمان علیہ السلام کی مجھے اس مقدمہ سے آگاہ کر یہ سنکر اُس مرغ نے اپنی منقار سے
زمین پر تحریر کیا کہ اے نورالدہر اُس کرسی کو اُٹھا نیچے اس کرسی کے ایک تختہ سنگ سفید کا ملے گا
جب اُس پتھر کو اُٹھائے گا تو ایک کنوان تجھے دکھائی دے گا فوراً اپنے کو اس کنوین مین
ڈال دینا شاہزادے نے موافق اُس تحریر کے تعمیل کی اُس کنوین مین گر کے جو آنکھ کھولی تو ایک
مکان عالی شان مثل قصر شاہی کے نظر پڑا بارگاہ کے اندر جا کے دیکھا کہ ایک جوان تاج شاہی بر سر
جار لقب شہریاری دربر ایک تخت مرصع کار پر بیٹھا ہوا ہے زنجیر اُسکی کمر مین پڑی ہوئی ہے اور
چالیس دیو گرداگرد اُس تخت کے بیٹھے ہوئے شراب خواری کر رہے ہین اور اُس جوان کو مسخرہ
بنا رہے ہین جو درد جام شراب مین رہجاتی ہے وہ اُس جوان پر پھینکدیتے ہین نورالدہر کو
اُس کے حال زار پر رحم آیا اور اُس جوان نے نورالدہر سے کہا کہ اے شہریار مجھے ان
دیوون کے ہاتھ سے رہائی دلوائیے یہ سنکر نورالدہر نے اُس مرغ سے پوچھا کہ اے مرغ
تجھے قسم ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کی مجھکو بتلا کہ مین اس مقام پر کیا کرون مرغ نے بدستور
سابق اپنی منقار سے زمین پر تحریر کیا کہ اے نورالدہر اس جوان کو مار ڈال پہلے تلوار کھینچکر اس
جوان کی جانب جا اور کہہ کہ مین تجھے دشمنون کی تیغ سے ہلاک کرتا ہون اور ان دیوون کی
جانب منہ کر کے ایک تلوار اُس جوان کے ایسی مار کہ کام اُس کا تمام ہو جائے نورالدہر نے
بموجب تحریر مرغ کے تعمیل کی اس جوان کے مرتے ہی آندھی سیاہ آئی کہ گویا ایک طوفان سا

آشکار ہوا زمین و آسمان تیرہ و تار ہو گیا اور آواز آئی کہ اے جوان کشتی مرا نام من ابرہہ جادو بود جب
تھوڑے عرصے کے بعد وہ تاریکی برطرف ہوئی اور آندھی کو سکون ہوا تو نورالدہر نے آنکھ کھولی
دیکھا تو دیو کو نہ پایا اور اُس مکان کے درمیانی ستون میں سات دروازے نظر پڑے
ہر چند بہ تعمق نظر دیکھا کسی طرف جانے کی راہ نہ پائی مرغ سے سوال کیا مرغ نے اپنی چونچ سے
تحریر کیا اے نورالدہر گرد اس ستون کے گردش کر تو تجھے ایک لوہے کی تصویر معلوم
ہو گی کہ سر اُسکا جانب سقف ہوگا تو اُس ستون پر ایک ہاتھ مارنا ہاتھ کے مارتے ہی
ایک دروازہ پیدا ہوگا اُس دروازہ کو دیکھکر موافق نوشتۂ لوح عمل کرنا نورالدہر موافق
تحریر مرغ کے جب دروازہ پر پہونچے تو دروازہ خودبخود کھل گیا اور خوشبو عنبر و مشک کی
مشام میں نورالدہر کے پہونچی دروازے کے اندر جاکر سوائے ایک چاندی کے صندوق کے
اور کوئی چیز نہ دکھائی دی غور سے دیکھا تو اُس صندوق کو مقفل پایا اور کنجی کو کنڈے میں
آویزاں دیکھا اور سامنے ایک حوض مصفا دکھائی دیا اور اُس حوض میں ایک سونے کا بیل
تھا اُس میں مور کی شکل دکھائی دی نورالدہر نے مرغ سے سوال کیا مرغ نے تحریر کیا
کہ اے نورالدہر اُس صندوق کو اسی کنجی سے کھول چنانچہ اُس صندوق کو اسی کلید سے کھولا
اُس میں سے ایک دست بقچہ سلیمانی نکلا جس میں تلوار و پیرہن اور جامہ اور جریب لپٹی ہوئی
تھی مرغ نے تحریر کیا کہ ان سب چیزوں کو نکال کے لیلے پہلے لوح کو گردن میں ڈال کے اس
حوض میں غوطہ لگا بعد ازاں حوض سے نکلکر وہ کپڑے پہن لے اور تلوار لگالے کہ تجھے ایک دیو سے
مقابلہ کرنا ہوگا بعد کپڑے پہننے کے اُس مور کو حوض میں سے اکھاڑ ڈال بعد ازاں ایک جانب اُس
حوض کے ایک دروازہ ملے گا اُس دروازے کو کھول کر اندر داخل ہو اور داہنے ہاتھ کی سمت [illegible]
کھڑا ہو شاہزادہ نے موافق تحریر کے عمل کیا اُس دروازہ کے اندر جاتے ہی قریب تھا کہ بیہوش ہو جائے
یکایک ایک روشنی معلوم ہوئی اب جو آنکھ کھول کر دیکھا تو ایک باغ پُرفضا دکھائی دیا اور ہر درخت
کی جڑ میں ایک پری نازو زنجیر بستہ بیٹھی ہوئی دکھائی دی قریشیہ کو دیکھا کہ مع کل پریزادوں
کے مقید ہیں نورالدہر نے آگے بڑھکر قریشیہ سے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے اور سامان اکل و
شرب تم کو کیونکر میسر ہوتا ہے یہ سنکر قریشیہ رونے لگیں اور کہا کہ اے نورالدہر کیا بیان کروں
کئی ہزار مرغ اس طرف سے اُڑتے ہوئے جاتے ہیں اور ہر ایک مرغ اپنی اپنی چونچ سے ایک ایک
دانہ گندم پھینکتا جاتا ہے وہ دانہ اُسے گندم مجتمع ہوکر کئی سو من گیہوں ہو جاتا ہے میدہ اُن گیہوں کا
نکال کر دیو کھا لیتے ہیں اور اُسکی بھوسی کی روٹیاں پکواکر ایک ایک روٹی ہم سبکو دے جاتے ہیں
یہ سنکر نورالدہر نے مرغ سے سوال کیا مرغ نے حسب دستور متعارف سے تحریر کردیا کہ اے
نورالدہر تیر کو چلہ کمان میں جوڑے کھڑا رہ یہ جو مرغ صبح کے وقت آتے ہیں اُن مرغوں میں ایک
زرد مرغ بھی ہوتا ہے نہایت تیز و چالاک نام اُسکا کپاس جادو ہے جب اُس مرغ کو دیکھنا تو دیکھتے
ہی تیر اُسکے سینے پر مارنا اگر تیرا تیر پورا جا بیٹھا تو مراد تیری حاصل ہوئی اور اگر خطا کی تو پتھر کا
ہو جائیگا اور جب تیر اُس کے لگ جائے گا تو یہ عمارت سب کی سب تباہ اور برباد ہو جائیگی اور کل دنیا

تیری نظر مین تیرہ و تاریک معلوم ہوگی عناصر دیو تیرے ہاتھ آجاویگا مگر تو ہرگز مشوش نہونا اور جو اسم کہ لوح پر لکھا ہوا ہے اُسے پڑھے جانا چنانچہ شاہزادہ نے بموجب تحریر کے تعمیل کی مرغ کے مارتے ہی ایک طوفان عظیم پیدا ہوا اور باغ تمام ویران و عمارت تہس نہس ہوگئی اور ایک دیو مہیب صورت سامنے سے نمودار ہوا اور دار شمشاد پکڑ کے شاہزادے پر حملہ آور ہوا نورالدہر نے وار اُسکا رد کر کے ایک ہی تلوار مین کام اُسکا تمام کیا پھر ایک شور محشر پیدا ہوا اور اُس طوفان عظیم مین زمین کو زلزلہ ہوا اور درخت اپنی اپنی جگہ سے اُکھڑ گئے اور درختون کی جگہ گنج پڑ گئے اور ایک صندوق مرصع کار مقفل سامنے سے معلوم ہوا شاہزادہ نے چاہا کہ اس صندوق پر قبضہ کرے کہ یکایک ایک سبز پوش آسمان سے نمودار ہوا اور لوح و مرغ زرین کو لے کر چلا گیا شاہزادہ وہ لوح اور مرغ زرین اُس سبز پوش سے نہ لے سکا مگر اور اسباب طلسم اور لندھور اور مالک کو اپنے ہمراہ لیکر صحت باہر آئے آسمان پری اور عبدالرحمن جنی کو اُسی طرح مع فوج بیٹھا ہوا پایا قریشہ کو آسمان پری کے حوالہ کر کے خود خدمت امیر مین روانہ ہوئے اب نورالدہر کو تو راستہ مین چھوڑیے

اور چند کلمے حال لشکر اسلام و لشکر کفار کے ملاحظہ فرمایئے

کہ ابھی لشکر کفار نے ہر طرف لشکر اسلام کا محاصرہ کیے ہوئے پڑا تھا اور عمرو جستجوے امیر مین بادیہ پیمائی کر رہے تھے کہ یکایک بالائے آسمان سے ایک تخت نمودار ہوا عمرو اُس تخت کو دیکھکر کھڑے ہو رہے کہ دفعۃً وہ تخت زمین پر آیا اور امیر مع سردارون کے اُس تخت سے زمین پر تشریف لائے خواجہ عمرو امیر باتوقیر کو دیکھکر ہنستے ہوئے دوڑے اور پابوسی امیر سے مشرف ہوئے تمام ماجرائے گذشتہ خدمت امیر مین وعن گزارش کیا امیر باتوقیر نے پہلے ذوالامان کیجانب تشریف لے چلنے کا قصد کیا خواجہ عمرو نے زنبیل سے نکال کر گھوڑے حاضر کیے امیر نے عنان عزیمت کو جانب ذوالامان منعطف کیا اور عمرو کو اپنے ساتھ لیا بختیارک نے یہ خبر فرزود اور زمرد شاہ کو پہونچائی فرزود نے زمرد شاہ سے کہلا بھیجا کہ اے زمرد اب تو خداوندی کر رہے ہو اور قبل اس کے تنے کہا بھی تھا کہ حمزہ آئے تو مین کوئی تدبیر ان مسلمانون کی کرون تو اب کوئی تدبیر کرو یہ سنکر زمرد نے بدر کو طلب کیا اور کہا کہ اے بدر اگر تم امیر سے پہلے ذوالامان پر پہونچ کر کوئی کار برآری کر لاؤ تو کیا اچھی بات ہے بدر نے عرض کیا کہ بہت بہتر اور لباس سپاہگری سے درست ہو کر قلعہ ذوالامان کی جانب روانہ ہوا اور مرکب کو مہمیز کر کے امیر کے پہونچنے سے قبل ذوالامان مین پہونچ گیا ابھی کوئی کارستانی نہ کرنے پایا تھا کہ یکایک نعرہ امیر باتوقیر کا سنائی دیا بس امیر کا نعرہ سنتے ہی اُسکے حواس باختہ ہوگئے ہاتھ پاؤن مین تھرتھری پڑ گئی داہنی جانب سے نعرہ امیر کا سنائی دیا تھا بدر بائین سمت سے بھاگ کھڑا ہوا اور جلد جلد راہ طے کر کے زمرد شاہ کے پاس پہونچ گیا اور تمام حال گذارش کیا اور وہان کا حال سنیے کہ جب امیر باتوقیر قلعہ ذوالامان مین پہونچے تو مردمان قلعہ قلعے سے نکلکر پابوسی امیر سے مشرف ہوئے اور زر و جواہر امیر پر نثار کر کے تمام حال گذشتہ بیان کیا امیر عالی مقام نے وہان کا انتظام درست کر کے جبل ہامہ کی راہ لی اور بیان زمرد شاہ نے قمہور سے کہا کہ اے قمہور اب بہت ہوشیاری کرنا چاہیے یہ عرب آپہونچا ہے دیکھیے کیا آفت برپا کرے اور اے قمہور مین تو اُسکے اطمینان کا

قائل ہوگیا کہ لشکر کو ہمارے محاصرہ مین چھوڑکے انتظام قلعہ ذوالامان کے لیے چلا گیا بختیارک نے
کہا کہ اے خداوند یہ عرب بڑا مرد انجام بین ہے واقعی قلعہ ذوالامان کا انتظام ضروری اور بہت
ضروری تھا کیونکہ وہ ان مسلمانون کی امن کی جگہ ہے غرض دوسرے دن زمرد شاہ نے پھر مسلمانون پر
یلغار کیا قریب تھا کہ پل ہاے قبضۂ کفار مین آجائے اور مسلمانون کو شکست ہو کہ یکایک آواز نعرۂ امیر اور
سردارون کی گوش زد ہوئی اور امیر با توقیر تھوڑی دیر مین نمایان ہوے کفار نے پل کی طرف سے
مراجعت کی امیر اور کفار مین جنگ مغلوبہ واقع ہوئی شام تک لڑائی ہوا کی قریب تھا کہ لشکر کفار کو
شکست ہو کہ یکایک از پردۂ بیابان گرد برخاست تیرہ و خیرہ وغیرہ ہوا نے مارا گرد کو اور گرد نے
مارا ہوا کو جب دامن گرد شق ہوا تو دیکھا مرزبان شاہ اپنے چالیس بھائیون مثل الماس شاہ
اور یاقوت شاہ اور خاور شاہ و فیروز شاہ و رونق شاہ و مروارید شاہ و زبرجد شاہ و گوہر شاہ وغیرہ کے
پچاس ہزار آدمی کی جمعیت سے زمرد شاہ کی مدد کے لیے آیا ہی شام تو ہو ہی چلی تھی زمرد شاہ نے
طبل امان بجوا دیا امیر اپنے لشکر مین چلے آئے اور زمرد شاہ نے اپنے لشکر مین مراجعت کی اور
اپنا تخت نمرود کے تخت سے مقدم رکھا اور چار پایہ نمرود کے تخت سے بہت کاریگری
کیساتھ مرصع اور جواہر نگار اپنے تخت مین زیادہ کیے نمرود نے یہ دیکھکر زمرد شاہ سے
کہا کہ ذرا ان باتون کو دیکھتے جایئے زمرد شاہ نے کہا کہ خاموش رہ ورنہ ابھی تجھے اپنی آتش
غضب سے جلا دون گا نمرود اور سب ہمراہیان نمرود نے خاموشی کو بہتر جان کر سکوت کیا اتنے
مین زمرد شاہ نے بلاشور سے کہا کہ اے بلاشور امیر کا مرکب قمہور کے ہاتھ مین ہے اور عمرو کا مرکب
تیرے ہاتھ مین ہے اگر ہو سکے تو عمرو کو لے آ بلاشور نے کہا کہ بہتر گیا اور لایا یہ کہکر لباس شب روی
زیب جسم کر کے لشکر اسلام مین آیا اور صورت اپنی تبدیل کر کے دروازۂ بارگاہ پر پہونچا اور عمرو کو
دیکھکر عیارون مین مل گیا اور ہاتھ بڑھا کر گردن عمرو کی پکڑ کے لے بھاگا سمک شیردل نے جو مڑکے
دیکھا تو عمرو ندارد اس نے غوغا کرنا شروع کیا کہ اے کوئی عمرو کو چرائے گیا شاہ پور پڑا ہوا سو رہا تھا
اس نے جو یہ آواز سنی بے تحاشا ننگے پاؤن اپنے بستر پر سے اٹھکر تلوار لے کر دوڑا بلاشور عمرو کو
لیے ہوے بارگاہ زمرد مین آیا شاپور بھی جلدی سے اس کے پیچھے پہونچ ہی تو گیا اور ایسی تلوار
لگائی کہ بازو بلاشور کا زخمی ہو گیا بلاشور نے بھی پلٹ کر تلوار ماری کہ شاہ پور کا بازو بھی
زخمی ہوا بس جلدی سے شاپور نے تلوار اٹھا کر دوسرے حملہ کا قصد کیا بلاشور نے سپر کو
چہرہ کی پناہ کیا شاپور نے نہایت پھرتی سے زیر بغل بلاشور ہاتھ لیجا کر بایان ہاتھ اسکا قلم کر ڈالا
بلاشور نے فریاد شروع کی لوگ دوڑے شاپور اپنی تلوار کا خون پونچھتا ہوا نکل گیا بلاشور نے
عمرو کو زمین پر رکھ دیا اور ہاتھ اپنا تیل مین تلوا ڈالا اور کفار نے عمرو کو چارون طرف سے گھیر لیا تھا تاکہ
عمرو بھاگ نہ جائے مگر یہ تو ایک ہی استاد بے بدل ہین سن ہی بیٹھے تھے کہ نمرود اور زمرد سے چیخ گئی اوف
پکارنا شروع کیا کہ ای نمرود میری فریاد رسی کر زمرد نے عمرو سے کہا کہ اے عمرو قسم ہے مجھے اپنے
خداوندی کی کہ اگر تو مجھسے فریاد کرتا تو مین تجھے ابھی چھوڑ دیتا عمرو نے کہا کہ اب تو مین نے
دین نمرودی کو اختیار کیا زمرد نے جلاد سے کہا کہ ارے جلد اسکی گردن مارو جلاد نے

قتل عمرو کے لیے ہاتھ اُٹھایا عمرو نے پھر نالہ و فریاد شروع کی ابھی جلاد عمرو کو قتل کرنے نپایا تھا کہ یکایک
سمندر جادو چالیس ہزار جادوگرون سے آگیا اور نمرود کے برابر آکے متمکن ہوا نمرود بہت برہم ہوا اور جلاد سے
کہا کہ جلد گردن عمرو کی جدا کر عمرو نے پھر فریاد و زاری آغاز کی اور نمرود سے کہا کہ ای نمرود تو کیسا خداوند ہو اور کیسی
خداوندی کرتا ہو کہ مین فریاد کرتا ہون اور تو میری فریادرسی نہین کرتا یہ سنکر نمرود نے زمرد سے کہا کہ اے
زمرد چھوڑ دے عمرو کو اور سمندر نے جلاد کا ہاتھ پکڑ لیا اور عمرو کو وہان سے اُٹھایا اور کہا کہ خداوند کو
سجدہ کر عمرو نے بہت خوشی سے سجدہ کیا نمرود نے عمرو کو بہت سا انعام دیا اور صحبت عیش آراستہ کی اور عمرو سے
کہا کہ ای عمرو ہمنے سنا ہو کہ تم گاتے خوب ہو اسوقت کچھ آپنے لحن داؤدی کا نمونہ سناؤ ابھی عمرو کچھ گنگنا نے
بھی نپایا تھا کہ بختیارک نے نمرود سے آکر کہا کہ اے خداوند عمرو سے خبردار رہیے گا یہ بڑا بدمعاش اور ہکا
چور ہی آخر کار دغا کرے گا نمرود یہ سنکر بہت خفا ہوا اور حکم دیا کہ اس مردک کو قید کرو اور عمرو سے مخاطب
ہوا کہ ہان خواجہ تم کچھ گاؤ اس حرامزادہ کو بکنے دو مسخرہ ہو اس کی بات کا بُرا نہ مانو غرضکہ عمرو نے گانا شروع
کیا سبحان اللہ انکے گانے کی کیا تعریف کیجائے اول تو نظر کردۂ ہفت پیغمبر ان دوسرے خداوند کریم نے
انکو لحن داؤدی عنایت کیا ہو گانے مین انکا عدیل و نظیر نہین تان سین اگر انکا ایک ترانہ سن لیتا تمام عمر
سر دھنتا بیجو باورا ہو جاتا شوری شور مچاتا بار بدون کیسا کا دم بند ہو جاتا خواجہ ایسا گائے ایسا گائے کہ
جملہ حضار مجلس پر عالم محویت طاری ہو گیا در و دیوار مست ہو گئے گاتے گاتے خواجہ نے جوڑی نے کی
نکالی اور نئے انداز سے اس غزل کو بجانا شروع کیا غزل

وہ نگاہ شوخ کچھ پھرتی ہو گھبرائی ہوئی
بتکدہ مین سجدہ کرتا کیون اے واعظ نہین
انگلیان گھس گھس گئین وہ خامہ فرسائی ہوئی
بوسہ لیکر جان ڈالی غیر کی تصویر مین
یہ بہار آئی ہوئی ایسی گھٹا چھائی ہوئی
اے ہجوم ناامیدی رکھوے تشنہ آرزو
صبح محشر بھی الٰہی شام تنہائی ہوئی

اڑ گئی کم ہو گئی جاتی رہی آئی ہوئی
گر ہین مقبول اپنی جبہ فرسائی ہوئی
دوست دشمن کو بنایا ہو ترے انداز نے
یہ نیا اعجاز یہ اچھی مسیحائی ہوئی
ہائے دنیا تو کہان وہ مصیبت کی اب کہان
گو خدا دل مین الگ بیٹھی ہو شرمائی ہوئی

کس دل بیتاب کی یارب تماشائی ہوئی
بیوفا تیری وفا میری شکیبائی ہوئی
کاتب اعمال سے ضد تھی دم تحریر شوق
سب کو پہچانا اگر جب شناسائی ہوئی
توبہ کر زہم کرون مین توبہ ایسے وقت مین
عرصۂ محشر مین رسوائی سی رسوائی ہوئی
ہر عجب اندھیر کوئی حال کا پرسان نہین

ایسا اس غزل نے رنگ جمایا کہ ہر شخص جو حاضر تھا محفل مین نقش دیوار
بن گیا اور نمرود کے قلب پر تو یہ کیفیت طاری ہوئی کہ بے اختیار اسکی آنکھ سے آنسو نکل پڑے نہایت محظوظ
ہوا اور کمال درجہ معترف و مداح ہو کر اپنے ساتھ آسمان پر لے گیا جب رات ہوئی تو قمہور نے امیر سے کہلا بھیجا
کہ کل ہمارے تمہارے جنگ ہوگی کہ اسی اثنا مین اور چند ساحر نمرود کے سامنے آئے مثل سحاب جادو و صاعقہ
جادو و فیل پا سے جادو و ذکرہ جادو و بریدہ جادو وغیرہ کے اور پابوسی نمرود سے مشرف ہوئے نمرود نے
سبھون کو خلعت دیکر اپنے پاس بٹھایا اور عمرو کیجانب اشارہ کر کے کہا کہ دیکھو یہ ہمارا خاص الخاص بندہ
ہو اور کہا کہ ای عمرو پھر سجدہ کر عمرو نے پھر خداوند عالم کے سجدہ کی نیت کر کے سجدہ کیا نمرود نے خلعت گران بہا و
انعام کثیر مرحمت کیا تمام ساحر خوش و مسرور ہوئے القصہ جب صبح ہوئی تو دونون لشکر میدان مین آکے بعد
صف آرائی قمہور میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ ای حمزہ اور کسی کو میرے مقابلہ کے لیے نہ بھیجنا اگر تمہین بہادری کا
دعوے ہو تو میرے مقابلہ کو نکلو امیر نے چالاک کو اشارہ کیا اُسنے حقہ لفظ ہوا پر اُڑایا لوگ پہچان گئے

کر امیر میدان مین جاتے ہین لشکر کے سوار اپنے اپنے گھوڑون پر درست ہو بیٹھے چہاردہ صفوف جدال وقتال کی آراستگی و درستی ہو گئی امیر مرکب مہمیز کرکے قمہور سے مقابل ہوئے بعد سوال وجواب نیزہ بازی شروع ہوئی چند طعنون کے رد وبدل کے بعد امیر نے نیزہ قمہور کا ہوائی کیا قمہور نے چوبدست آہنی کر اسکی بندھی چوٹ ہے امیر پر ماری امیر نے ضرب اسکی رد کرکے گرز مارا ہرچند کہ قمہور نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا مگر صدمۂ گرز سے کر گیندڑے کی ٹوٹ گئی قمہور کود پڑا اور تلوار کھینچکر چاہا کہ اگلے پاؤن اشقر کے جدی کرے پس امیر جلدی سے پیادہ ہو گئے تلوار قمہور کی امیر کے سر پر پڑکے ٹوٹ گئی قمہور دوڑکر امیر سے دست وگریبان ہوا کشتی ہونے لگی سات دن تک امیر نے قمہور کو نہ چھوڑا ساتوین روز شام کو امیر نے قمہور کو زیر کرکے باندھ لیا اور اپنے لشکر کی جانب لیچلے کہ اثناے راہ مین ایک پنجہ گرا اور قمہور کو اٹھا لے گیا امیر باتوقیر نے جانب آسمان رخ کرکے ایک تیر پھینکا اور وہان قمہور کو سحاب جادو اٹھائے لیے جاتی تھی وہ تیر اسکے سینۂ پر کینہ پر پڑا پشت کو توڑکے نکل گیا اور قمہور اسکے ہاتھ سے چھوٹ کے زمین پر گر پڑا اور زمین پر گرتے ہی ایرج کی جانب جھپٹا اور خوب زور سے ایک گھونسا ایرج کے سر پر لگایا لشکر اسلام کے لوگ دوڑے اور قمہور کو پھر گرفتار کر لیا امیر طبل شادمانی بجواتے ہوے قمہور کو اپنے ساتھ لیکر داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوے اس عرصہ مین برہمن آفتاب زنار خطوط شعاع گلے مین ڈالے ہوے جانب بحر ظلمات گیا اور دانۂ انجم کا مالا لیے ہوے ماہ زنار دار بحر اخضر فلک پر اشنان کرنے آیا۔ نظم

ہوا ظلمت مین پھر خورشید تابان
نظر آیا عروج ماہ تابان
دکھائی شام نے پھر شکل آکر
کھلی ہر چار سو زلف معنبر

رات کو امیر عالیمقام نے آراستگی بزم مسرت کا حکم دیا پس الغرض صحبت عیش منعقد ہوئی ساقی ومطرب حاضر ہوے دور جام مے ارغوانی چلنے لگا ناچ گانے کا سماں بندھا عین گرمی صحبت مین امیر نے قمہور کو طلب کیا اور کہا کہ ای قمہور تو کہتا تھا کہ جو کوئی مجھے زیر کریگا مین اسکی اطاعت قبول کرونگا اب بتا کہ مین نے تجھے کیونکر زیر کیا قمہور نے کہا کہ اپنے باپ سے پوچھ لون تو کہون جو کچھ وہ کہے گا اُس پر عمل کرونگا یہ سنکر امیر نے قمہور کو قید کیا جب کہ اسیر زندان خانۂ مغرب قید تاریکی شب سے نکلکر دریچۂ مشرق سے نمودار ہوا نظم

چھپے نادر کی صورت اہل محفل
کھلین آنکھوں سے نیندین ہوش آیا
بڑھائے گو قدم لیکن بمشکل
جو حسن صبح نے پھر منہ دکھایا

وقت سحر امیر باتوقیر آکر دربار مین رونق افروز ہوئے اور ایک دیو امیر کے سامنے آکر حاضر ہوا امیر نے پوچھا کہ تو کون ہے اُس نے عرض کیا کہ یا امیر میرا نام اورنگ دیو ہے قمہور کو مین نے پرورش کیا ہے اور اصل مین قمہور آپکا فرزند ہے امیر نے متعجب ہوکے استفسار کیا کہ میرا فرزند کیونکر ہے وہ تو مجھے اپنا باپ بیان کرتا ہے پس اورنگ نے کہا کہ واقعی اس حال سے نہ آپ آگاہ ہین نہ وہ واقف ہے قمہور نے چونکہ آنکھ کھولکر اپنے تئین میری آغوش مین پایا اس سبب سے وہ مجھے اپنا باپ خیال کرتا ہے اصل کیفیت اسکی یہ ہے کہ جب شاہزادہ بدیع الزمان نے ذوالفقین بن اختم کو زیر کیا اور جمشید وخورشید کلمانی کو شکست ہوئی تو انھون نے اپنی بہن ملکہ سرو قد گوہر پوش کو نذر امیر کیا تھا اور پھر بھائی اسکے چرا کرلے بھاگے اور جانورون پر سوار ہوکے جانب طلسمات چلے گئے اُس وقت گوہر پوش حاملہ تھین اتفاقًا بھائی میرا اورنگ دیو دریاے شور کی سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا

کہ یکایک ایک باد مخالف ایسی چلی کہ جہاز اُنکا ٹوٹ گیا جمشید وخورشید اور تمام ساکنین جہاز غرق
بحر فنا ہوے مگر گوہر پوش ایک تختہ پہ بہتی ہوئی کنارے پر آ پہونچی میرے بھائی گورنگ دیو کو گوہر پوش
کے حال زار پر رحم آگیا اور اُسنے خیال کیا کہ یہ عورت اس جگہ پر تن تنہا کیا کر سکے گی یا تو
پھڑک پھڑک کر خود ہی مر جائیگی یا کوئی جانور درندہ اسے آکر کھا جاوے گا یہ خیال کرکے گورنگ گوہر پوش
کو اُٹھا لایا اتفاقات روزگار گوہر پوش گورنگ دیو کے گھر مین آکر بیمار ہوئین اور اسی علالت مین
قہور پیدا ہوا اور گوہر پوش بتقضاے الٰہی فوت ہو گئین جب وہ مر گئین تو مین نے اس لڑکے کو اپنے
بھائی سے مانگ لیا اور اُسکی پرورش و پرداخت مین مصروف ہوا چونکہ میرے باپ کا نام
قہور تھا اس لحاظ سے مین نے نام اُسکا قہور دیو پرور رکھا اور ایک دایہ اُسکے واسطے مہیا کی
اور اس دایہ نے اسکو دیونی اور پلنگ وغیرہ کا دودھ پلا کر پرورش کیا جب یہ لڑکا بڑا ہوا
تو بات نہ کرتا تھا اور کسی آدمی کی زبان نہین سمجھتا تھا اور بال اسکے تمام بدن پر بڑے
بڑے تھے مین اسکو اپنے ہمراہ داد بخش جنی کے آگے لے گیا سیمرغ نے اپنی زبان اُس کے
بدن پر ملی بال اُسکے جسم کے آگے گر گئے اور اپنا دودھ قہور کو پلایا قہور کی زبان گویا ہوئی اور
سیمرغ نے مجھسے کہا کہ خبردار اے اورنگ اس طفل کو کسی کو نہ دینا اور نہ اسکا حال کسی سے بیان کرنا
یہ حمزہ عرب کا فرزند ہے یہ حال سنکر امیر بہت ہی شاد و خرم ہوے قہور کو بلا کر کلمہ طیبہ تعلیم کیا
قہور کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا امیر نے قہور کی دعوت کی اور تمام ملک و مال قہقہہ کا اورنگ دیو کو
عنایت کیا اور برابر کرب کے قہور کو دست چپ مین جگہ دی اور مجلس عیش آراستہ ہوئی
ایرج نے نقارخانہ اسکندری مین نوبت خوشی کی بجنے کا حکم دیا اور شہر فرنگوشیہ قہور کو
عنایت کیا جب یہ خبر زمرد شاہ کو پہونچی تو وہ دھاڑین مار مار کر رونے لگا اور پریشان ہو کر
بالاے آسمان نمرود کے پاس جاکر اُسکے قدمون پر گر پڑا اور کہا کہ اے نمرود میری خطا سے درگذر
کر مین نے اپنے گناہ سے توبہ کی نمرود نے کہا کہ اچھا مین نے تیرے گناہون کو عفو کیا یہ بتا کہ تو روتا
کیون ہے زمرد نے کہا کہ اے نمرود نہ روؤن تو کیا کرون میرے لشکر مین قہور ایک ہی پہلوان تھا
کہ مجھے اُسپر بڑا بھروسا تھا آج معلوم ہوا کہ وہ حمزہ کا فرزند ہے حمزہ اُسے کل کے مقابلہ مین باندھ لیگیا
اور اُسے مسلمان کر لیا نمرود زمرد کا ہاتھ پکڑ کے آسمان پر لے گیا اور تخت جواہر نگار پر متمکن
ہوا زمرد زیر تخت بیٹھا ہر چند نمرود نے کہا کہ اے زمرد اپنی اصلی جگہ پر بیٹھو زمرد نے یہی کہا کہ اب مین
کس مُنھ سے تخت پر بیٹھون غرض نمرود نے عمرو سے فرمایش کی کہ خواجہ کچھ گاؤ عمرو نے گانا شروع
کیا اور سب شراب خواری مین مشغول ہوے تھوڑی دیر کے بعد شراب پیتے پیتے پھر رو دیا نمرود نے
کہا کہ اے اب کاہے کی رقت ہے زمرد نے کہا کہ مین اس بات پر روتا ہون کہ اب حمزہ سے مقابلہ کرنیوالا
کوئی باقی نہ رہا سمندر جادو نے کہا کہ اے زمرد تم مطمئن رہو مین بعنایت خداوندی ان خدا پرستون سے
مقابلہ کرون گا اور حمزہ کو مع اُسکے لشکر کے مار ڈالون گا آخر یہ چالیس ہزار جادوگر مین لایا کس لیے ہون بختیارک
نے کہا کہ اے سمندر جادو تم کتنے کیسے ہو سحر حمزہ کل دنیا کے سحر سے بڑھا ہوا ہے آج پردہ دنیا پر
تو مجھے کوئی مدمقابل حمزہ کا معلوم نہین ہوتا سمندر نے ہنسکر کہا کہ اے بختیارک بیچ ساتھ چالیس ہزار

ساحر مین پتھر مار مار کے مین ان خدا پرستون کا ناطقہ بند کرونگا بعنایت خداوندی آج ہی رات کو مین یہ کار ستانی کرونگا غرض اب یہان کا تو یہ حال ہی اور بارگاہ حمزہ کی یہ کیفیت ہی کہ امیر باتوقیر اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہوے تھے کہ یکایک چالاک بن عمرو داخل بارگاہ ہوا امیر عالی مقام کو مجرگاہ سے مجرا کرکے خدمت فیض درجت مین آمد لشکر لندہور کی خبر عرض کی امیر نے فرمایا کہ اچھا یہ تو سُنا نہین عمرو کا بھی حال کچھ معلوم ہی چالاک نے عرض کیا کہ حضور یہان معلوم ہے وہ آسمان نمرود پر ہین مین ابھی تو جاکر خبر لاتا ہون امیر نے فرمایا کہ مردانہ باش پس چالاک آسمان نمرود کیجانب روانہ ہوا جب زیر آسمان پہونچا تو دیکھا کہ چند ساحر تخت پر بیٹھے ہوئے ہین اور تخت جانب آسمان کھینچا چاہتا ہی پس چالاک بھی اپنی صورت تبدیل کرکے شکل جادوگرون کی بنکر اس تخت پر جا بیٹھا اور بالاے آسمان پہونچ گیا اور قریب عمرو کے جاکر چپکے سے کہا کہ کہو بابا جان کیسے ہو عمرو نے کہا کہ چپکے رہو اور اپنی فکر سے غافل ہو مگر سمندر نے نمرود سے کہا کہ آسمان سے نیچے چلکر نقارہ رزمی بجوایئے اور مستعد جنگ ہو جیے مین ان خدا پرستون کا کام تمام کرونگا اور جبکل خدا پرست بیہوش ہو جاوین تو شمشیر آبدار سے سب کو قتل کیجیے گا غرض بفرمایش سمندر جادو لشکر نمرود آسمان سے نیچے اُترا اور طبل جنگی بجوایا جب یہ خبر امیر کو پہونچی تو لشکر امیر مین بھی آواز طبل جنگ بلند ہوئی اور دونون جانب تیاری ہونے لگی سمندر جادو نے عمرو سے کہا کہ ای عمرو تم کیہ گاؤ عمرو نے گانا شروع کیا سمندر جادو نے کہا کہ بھئی خالی گانا تو ٹھیک نہین ساقی گری بھی کرو عمرو نے کہا کہ بہت خوب یہ تو میری عین تمنا تھی کہ مین حضور کو اپنی ساقی گری کے کرتب بھی دکھاؤن کہ شاہون اور شہریارون کی صحبت مین کیونکر ساقی گری کرتے ہین چنانچہ عمرو نے یہ چالاکی تمام اُلٹ پھیر کرکے شراب مین دارو بیہوشی ملادی اور سب حضار محفل کو وہی شراب پلاکر بیہوش کیا اور سمندر کو داخل زنبیل کرا اور خود بصورت سمندر متشکل ہوکے لوگون کو طلب کیا اب سب کے سب حیران ہوے کہ ایک سمندر تو بالاے آسمان ہی اور ایک زیر زمین یہ کیا معاملہ ہی عمرو نے کہا کہ تم سب حیران کیون ہو ابھی اس سے زیادہ عجیب تر دیکھو گے سبھون نے سجدہ کیا عمرو نے حکم دیا کہ لتان وپارچہ وغیرہ روغن مین تر کرکے آسمانون پر لگاؤ بعد ازان حکم دیا کہ آگ لیجاکر آسمانون مین لگادو حسب الحکم آسمانون مین آگ لگادی ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوگیا اُسی ہنگامہ مین چالاک عمرو کو نکال لے گیا جب آگ مشتعل ہوئی تو مردمان آسمان نے یہ تصور کیا کہ یہ آتش سحر ہی غرض کہ اس شور وغل سے سب جادوگر ہوشیار ہوگئے اور فرعون و نمرود فیطلون کو جلتا دیکھکر ساحرون کی پشت پر بیٹھکر زمین پر آئے اور زمرد شاہ کو اپنے ساتھ لیکر ساحران سمندر جادو کے شریک ہوکر لشکر اسلام پر ٹوٹ پڑے سرداران لشکر اسلام بھی فوج کفار پر تلوارین کھینچکر جا پڑے خوب تلوار چلنے لگی بازار مرگ گرم ہوا جادوگر قتل ہونا شروع ہوے ایرج اور نمرود سے مقابلہ ہوا ایرج نے اُسکو باندھ لیا اور خدمت امیر مین حاضر کیا فرعون یہ تلاطم دیکھکر بھاگ کھڑا ہوا اتفاقا نورالدہر بھی لندھور و مالک کو ہمراہ لیے اور اسباب طلسم سب ساتھ تھا اُسی ہنگامہ مین آپہونچے اور دیکھکر شریک جنگ ہوئے اور آتے ہی زمرد شاہ کو گرفتار کرکے خدمت امیر مین حاضر کیا جمشید اور بلا شور اور زمرد کے چار بھائی جا بلقا کیجانب بھاگ گئے اسد نے بدر کا تعاقب کرکے چار فرسخ پر جاکے اسکو گرفتار کیا اور خدمت امیر مین حاضر کیا امیر نے دیوان کیا خوف جان سے اُسنے بکر اسلام قبول کیا اور باقی ساحر جو گرفتار ہوے تھے اُنھون نے قبول اسلام مین انکار کیا امیر نے سب کو سولی دینے کا حکم دیا اور فرمایا کہ مع لقا تیر باران کرو غرض لقا مع اپنے چارون بھائیون اور اکثر ساحرون کے قتل ہوا اور نمرود بھی مارا

کیا گیس اختیار کہ بھی کسی سمت کو بھاگ گیا لقا بعد اسکے مجلس عیش و نشاط آراستہ ہوئی بعد فراغ جشن سات روز
معروف شکار رہے کہ اس اثنا مین خبر پہونچی کہ نقابدار نے اسباب صاحبقرانی طلب کیا ہی اور واسطے جنگ کے
مقابل لشکر ظفر اثر کے اُترا ہوا ہی کہ اتنے مین عیار نقابدار امیر کے پاس حاضر ہوا اور اسباب صاحبقرانی طلب کیا اور
عرض کیا نقابدار نے آپکو سلام عرض کیا ہی امیر بانوقر نے جواب دیا کہ بھی جو کہ مجھپر غالب آئے اسباب اُسکا ہی آخر کار دونو
لشکرون مین طبل جنگ بجا صبحکو نقابدار مرکب سہ چشمی پے سوار باز سفید سایہ کیے ہوے نہایت شان وشوکت سے
میدان مین آیا امیر سے مقابلہ ہوا بعد گفتگو جنگ مین مشغول ہوئے نیزہ بازی وگرز بازی وشمشیر بازی جملہ فنون
سپہ گری کا رد و بدل ہوا مگر کسی سے کچھ مطلب حاصل نہوا آخرش کشتی کی نوبت پہونچی دس شبانہ روز کشتی مین معروف رہے
گیارھوین دن دونون بیہوش ہوکر گر پڑے مگر سر نقابدار پائے امیر پر تھا امیر نے خواب مین حضرت ابراہیم علیہ السلام
کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہین کہ یا امیر یہ تمھارا فرزند ہی اور وہ صاحبقران ہی تمکو لازم ہی کہ کعبہ کو چلے جاؤ امیر نے قبول کیا
اُدھر نقابدار نے بھی خواب مین دیکھا کہ صاحبقران زمانہ تم ہی ہو مگر بالفعل بیان سے چلے جاؤ نقابدار نے ہوش مین
آکر اُسی وقت کوچ کر دیا امیر بھی بارگاہ مین آئے اور فرمایا کہ مین نے نذر کی تھی کہ بعد لقا کے ملنے جانے کے مین خانہٴ
کعبہ کو چلا جاؤن گا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ مجھکو بادشاہی سے سروکار نہین ہی لندھور نے کہا کہ مین ہندوستان چلا جاؤن گا
اور عادی اور مقبل وعمرو نے امیر سے عرض کیا کہ ہم ہمراہ رکاب ہین امیر نے قبول کیا چنانچہ بعد فراغ شکار امیر نے بارگاہ مین
آکر فوراً بدیع الزمان اور نور الدہر کو طلب کیا اور قاسم وسرداران دست چپ کو بھی بلوایا اور وہان تمام دست راستی نور الدہر
کے پاس گئے ہوے تھے اور کل دست چپی ملک قاسم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے حسب الطلب امیر کوئی نہ آیا تو امیر
آزردہ ہوکر بارگاہ سے اُٹھکر حرم سرا مین چلے گئے اور ادھر خیمہ نور الدہر مین مجلس آراستہ ہوئی اور ادھر مالک قاسم
اور ایرج نے مجلس آراستہ کی ایرج نے شاپور کو با خفا دست راستیون مین روانہ کیا کہ جاکر چپکے سے دیکھ آئے کہ وہ کیا
کر رہے ہین اور نور الدہر نے چالاک کو دست چپیون مین روانہ کیا مالک وقاسم بارگاہ ایرج مین بیٹھے ہوے
کہہ رہے تھے کہ بھائیو اب عجیب طرح کی مشکل آپڑی ہی امیر نے یہ فرمایا تھا کہ جب لقا کو قتل کرونگا تو مین خانہٴ کعبہ
کو چلا جاؤن گا اور دنگل صاحبقرانی جسے مناسب ہوگا اُسے دیتا جاؤن گا اب لقا تو قتل ہو چکا دیکھا چاہیے
کہ کیا انجام ہوتا ہی ہمکو تو نور الدہر اور بدیع الزمان کی برابری بارگاہ امیر مین ناگوار تھی اور وہ چاہتے تھے کہ تم
دست چپیون پر فوقیت ہے تمام سرداران دست چپ نے کہا کہ مستحق دنگل صاحبقرانی کا ایرج نوجوان ہی ہم انشاء اللہ
کل دنگل صاحبقرانی پر ایرج کو بٹھا دین گے اور اگر کوئی مزاحم ہوگا تو ہم بھی تلوار میان سے کھینچ یا ماریں گے یا مارے
جائین گے ایرج نے کہا کہ اچھا تم سب اگر اپنے ارادہ مین سچے ہو تو صحف ابراہیمی کو منگا کر قسم کھاؤ سب دست چپیون نے
صحف ابراہیمی لاکر قسم کھائی چالاک نے نور الدہر سے کل واقعہ بیان کیا کہ خیمہ ایرج مین یہ مشورہ قرار پایا ہی دست
راستیون نے یہ سنکر کہا کہ کیا مجال ہی کسیکی کہ سوا نور الدہر کے دنگل صاحبقرانی پر کسی اور کو بٹھائے مستحق اس منصب
جلیل کا نور الدہر عالیشان ہی کیونکہ انھون نے لقا کو گرفتار کیا ہی نور الدہر نے کہا کہ پھر اگر تم بھی صادق القول ہو تو صحف
ابراہیمی لاکر سب لوگ قسم کھاؤ جملہ دست راستیون نے صحف ابراہیمی لاکر حلف کی جب یہان بھی قسم اقسام ہو چکی تو
شاپور نے جاکر یہ خبر ایرج کو دی ایرج نے عمرو کو بلا کر کہا کہ اے خواجہ یہ چالیس ہزار طومان تمھین دونگا اگر کل نور الدہر
کو دنگل امیر پہ نہ بیٹھنے دو اور بعد اسکے شاہ سلیمان کو بلا کر کہا کہ کل لشکر اسلام مین ابھی خون خنجر برس جائے گا اور بڑا جدال
وقتال ہوگا نور الدہر کا یہ خیال ہی کہ دنگل صاحبقرانی پر متمکن ہون اگرچہ انھین کوئی استحقاق نہین ہی مستحق اس منصب کا مین ہون یہی

مطلع کر دیا میرے ہوتے صندلی امیر پر وہ نہیں بیٹھ سکتا ہے میں آپ کو چالیس ہزار طومان دونگا آپ جاکر نورالدہر کو سمجھا دیجئے کہ وہ اس ارادہ سے باز رہیں یہ سنکے شاہ سلیمان نورالدہر کے پاس آئے ہنوز کچھ کہنے نہ پائے تھے کہ نورالدہر نے بھی ایسا ہی کچھ کہا شاہ سلیمان حیران ہوکر خدمت امیر میں حاضر ہوئے اور امیر اُس وقت صنوبر بانو خواہر طہماس کے تصور میں تھے غرض شاہ سلیمان نے امیر کو متفکر پاکر پوچھا کہ کیوں حضور اسقدر آپ متردد کیوں ہیں امیر نے فرمایا کہ جبکی لقا تو مارا جا چکا اب میرا ارادہ پیری کی ہیں کل ممالک کو اپنے فرزندوں پر بالمساوات تقسیم کردوں کہ کسی کو کسی سے جلنے پر خاش باقی نہ رہے اور خود خانۂ کعبہ کو چلا جاؤں مگر فکر اسکی ہے کہ صندلی اپنی کسے دوں یہ سنکے عمرو نے کل حکایت قسم وا قسام دست راستیوں اور دست چپیوں کی خدمت امیر میں گذارش کی سلیمان شاہ نے کہا کہ واقعی حضور یہ کل واقعہ سچ ہے عمرو بالضرور کل باہم لشکر اسلام میں بڑی گھمسان کی تلوار چلے گی امیر یہ سنکر بہت منغص ہوئے اور فرمایا کہ خیر ہم سوچیں گے کہ اس مقدمہ میں صلاح وقت کیا ہے غرض سلیمان اور عمرو رخصت ہوکر اپنے اپنے خیمہ میں آئے مگر متفکر کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے غرض صبح کو امیر بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے سوائے بادشاہ اور کسی کو نہ پایا پوچھا کہ آج کیا سبب ہے جو کوئی سردار نہیں آیا بادشاہ نے کہا کہ دست راستی اور دست چپی کل سے نورالدہر اور ایرج کے خیمہ میں مجتمع ہیں ہر ایک اپنی اپنی جگہ تن رہا ہے امیر نے یہ سنکر سلیمان شاہ کو بھیجا کہ تم بزرگ آدمی ہو دونوں کو سمجھا کر لے آؤ ایرج نوجوان بمعیت قاسم و علمشاہ و تہور عجیل و سلیمان ثانی و حارث بن سعد و تورج و مرزبان و مرزنگ و مالک و ابراہیم بن مالک وغیرہ حاضر ہوئے اور اپنی اپنی جگہ پر متمکن ہوئے اور شاہزادہ نورالدہر بمعیت بدیع الزمان اور لندھور و عمرو و اسکندر ذوخاق و اسد و داراب و غضنفر و عین الزمان و نورالزمان و مظفر و علقمہ اور ابوالفتح وغیرہ کے آکر مسلح و مکمل اپنی اپنی جگہ پر متمکن ہوئے امیر نے نہایت اعزاز و احترام سے سب کو بٹھایا اور فرمایا کہ جو مجکو دوست رکھتا ہے اُس کو چاہیے کہ اپنے ہتھیار رکھدے غرض کہ سب نے اپنے اپنے ہتھیار علیحدہ کر دیے مجلس آراستہ ہوئی عمرو نے گانا شروع کیا شاپور شیر دل دروازہ بارگاہ پر کھڑا ہوا تھا چالاک بن عمرو نے جو شاپور کو در بارگاہ پر دیکھا کہ اپنے ہمراہیوں سمیت پاسبانی کر رہا ہے تو چالاک بھی اپنے ہمراہیوں سمیت سامنے شاپور کے کھڑا ہو گیا شاپور نے کہا کہ او چالاک تو پھر یہیں ہر وقت مرا جاتا ہے یہ نہیں جانتا کہ میری تیری کیا برابری ہے اگر ایرج بجائے امیر بیٹھے گا تو میں بجائے عمرو کے متمکن ہونگا چالاک نے کہا کہ او بے ادب کیا کہتا ہے شاہ جوانان نورالدہر عالیشان کے سوا اور کوئی بھی امیر کی جگہ پر متمکن ہو سکتا ہے شاپور نے کہا کہ او نالائق خاموش رہ چالاک نے کہا کہ تو چپ رہ شاپور نے کہا کہ معلوم ہوا اب تیری شامت ہی آگئی ہے چالاک نے کہا کہ معلوم ہوا تیرے سر پر قضا کھیل رہی ہے شاپور نے کہا کہ خیر اگر قضا کھیل رہی ہے تو لے یہ کہکر ایک پتھر چالاک کے شانے پر کھینچ مارا چالاک نے بھی ایک پتھر اٹھا کر شاپور کی پیشانی پر کھینچ مارا اسکا شانہ ٹوٹا اسکا سر پھوٹا ایک غل غپاڑا مچ گیا امیر نے یہ شور و شغب سنکر ملوان عادی کو کہا کہ دیکھو تو عادی کیا ہنگامہ مچا ہوا ہے عادی بیرون بارگاہ آئے دیکھا کہ چالاک اور شاپور میں پتھر چل رہے ہیں عادی نے

منع کیا اور کہا کہ ارے بے ادبو یہ کیا ہنگامہ برپا کر رکھا ہے نہ پاس امیر نہ خیال بادشاہ جاؤ اپنی اپنی جگہ جاکر
بیٹھو یہ سنکر چالاک نے ایک پتھر زناٹے کا عادی کے سر پر ایسا مارا کہ ایک چھپیتا سا زخم آیا عادی ہائے
ہائے کرتا ہوا پیچھے ہٹا شاپور نے ایک پتھر عادی کے پیٹ پر رسید کیا عادی وہاں سے بھاگ کر بارگاہ
امیر میں آئے اور عرض کیا کہ حضور وہاں تو کوئی سنتا ہی نہیں ڈھیلا پتھر چل رہا ہے ایک دو پتھر میرے
مار دیے آخر میں بھاگ آیا امیر نے عمرو سے ارشاد کیا کہ خواجہ جاؤ ان سب مردودوں کو پکڑ لاؤ جب
سب عیار حاضر ہوئے تو امیر نے فرمایا کہ برب کعبہ میں ان میں سے ایک کو زندہ نہ چھوڑوں گا
عمرو نے جاکر اشارہ سے کہا کہ ارے بھاگو حمزہ عالی شان قسم کھا چکے ہیں وہ ایک کو زندہ نہ چھوڑیں گے
سب تو ادھر ادھر بھاگ کھڑے ہوئے مگر عمرو نے شاپور شیر دل اور چالاک کو پکڑ کے اس لیے
حاضر کر دیا کہ امیر کو یہ خیال نہ گذرے کہ عمرو نے اپنے لڑکوں کی جہت سے سب کو بھگا دیا امیر نے جلاد کو
طلب کر کے حکم دیا کہ پہلے ان دونوں کی گردن زدنی کرو کہ یہی بانی فساد ہیں بعد اسکے سمجھا جائیگا چالاک
اور شاپور میں اب اسوقت بھی منازعت شروع ہوئی چالاک نے کہا کہ رہ مردود پہلے تو ہی مارا جائیگا
شاپور نے کہا یہ بجز بیت ہے پہلے تیرے ہی ٹکڑے اڑائے جائینگے یہ سنکر چالاک نے ایک گیند شاپور
پر دے مارا شاپور نے چوٹ اسکی خالی دیکر ایک پتھر چالاک پر دے مارا امیر یہ ماجرا دیکھکر اور زیادہ متغیض
ہوئے اور تیغ عقرب سلیمانی لے کر خود کھڑے ہوگئے کہ میں خود اپنے ہاتھ سے انھیں ماروں گا امیر کے اٹھنے سے
ایرج اور نور الدہر دونوں کو یقین ہوگیا کہ اب چالاک اور شاپور نہ بچیں گے ایرج نے عمرو کی طرف
دیکھکر اشارہ سے کہا کہ دس ہزار طومان دوں گا اگر تم شاپور کو رہا کرا دو یہ اشارہ پاکر عمرو نے نور الدہر کی جانب
دیکھکر اشارہ سے کہا کہ کہو شہزادہ تم کیا کہتے ہو نور الدہر نے بھی اشارہ کیا کہ خواجہ میں دس ہزار طومان
دوں گا اگر چالاک بچ جائے عمرو نے ان دونوں سے یہ اقرار کرا کے لندھور کی طرف اشارہ کیا کہ رستم زمان
اٹھیے اور اس آتش غضب کو بجھائیے لندھور نے اشارہ سے کہا کہ تم آگے بڑھکر سفارش کرو پھر ہم
کچھ کہیں گے عمرو تو پہلے ہی یہ سمجھے ہوئے تھے کہ جو کچھ ایرج و نور الدہر سے ملجائے وہ تو لے لو پھر ہم
ہاتھ جوڑ کر منت کر کے چھڑا ہی لیں گے غرض عمرو نے امیر سے دست بستہ عرض کیا خداوند نعمت یوں تو کل
اختیار ہے آپ مالک ہیں جان و مال گوشت پوست سب آپ ہی کا ہے مگر اب یہی دو شیر میرے باقی ہیں بس
عمرو کے اتنا کہتے ہی سعد بادشاہ نے کہا کہ یا امیر اب انکی خطا معاف کیجیے عمرو کی پیری کے یہی دو
سہارے ہیں امیر بادشاہ کی سفارش سے ساکت ہوئے اور تیغ کو میان میں رکھ لیا عمرو نے
دونوں کو خلاص کیا شاہ سعد تخت سے نیچے اتر آئے اور امیر سے کہا کہ ابھی آپ لشکر میں موجود ہیں تو یہ
کیفیت ہے کہ میری حقیقت کوئی نہیں سمجھتا اور سب لوگ ایک دوسرے کی خونریزی پر آمادہ ہیں جب آپ کے
تشریف لیجانے کے میری کیا قدر جانیں گے امیر نے ہر چند شاہ کو تکلیف سلطنت دی مگر شاہ نے قبول نہ کیا
آخر امیر نے حارث بن سعد کو تخت پر بٹھایا اور سلطان سعد سے بھی کہا گیا تھا مگر انھوں نے منظور نہیں کیا
آخر الامر سکہ بنام حارث جاری کیا گیا بعدہ امیر نے لندھور سے مخاطب ہوکر پوچھا کہ خیر یہ تو معلوم ہو صاف
صاف کہو کہ یہ جنگ و جدل کس امر پر لندھور نے کہا کہ امیر اور امیر کی جگہ پر یہ سنکر امیر نے فرمایا کہ چہ خوش ہی
نہ بیٹھے کچھ کہا نہ سنا یہ سب خواہ مخواہ اپنی اپنی جگہ پہ کٹے مرتے ہیں ان لوگوں کو ان امور میں کیا مداخلت ہے

جسے چاہین گے ہم حاکم کرین گے جسے چاہین گے محکوم کرین گے آخرش مین کون ہون یہ سنکر ایرج اور نورالدہر ناراض ہوکر
امیر کی آنکھ بچاکر بارگاہ سے اُٹھ آئے اور نورالدہر نے ایرج کیطرف دیکھکر قبضہ پر ہاتھ ڈالا اور ایرج نے
نورالدہر کو دیکھکر دست بقبضہ کیا کہ اتنی دیر مین چالاک اور شاپور بھی بارگاہ سے باہر آئے شاپور ایرج کو ایرج کے
خیمے مین لے گیا چالاک نورالدہر کو انکے خیمہ مین لے گیا سب دست چپی بارگاہ ایرج مین اور کل دست راستی
بارگاہ نورالدہر مین آکر جمع ہوئے اب جو امیر نے مڑکر دیکھا تو کسی کو نہ پایا سمجھے کہ سب کے سب جھنجلا کر اُٹھ گئے
اور ایرج و نورالدہر مین قرار واقعی تکرار ہو گئی ہے اور ضرور لڑائی ہوگی یہ سوچکر عمرو سے کہا کہ خواجہ تم جاکر
ایرج اور نورالدہر کو سمجھاؤ اور منع کردو کہ یہ کیا واہیات حرکات ہین افعال امیر مین تمھین کیا دخل ہے جسے
چاہین گے وہ حاکم کرین گے جسے چاہین گے محکوم کرین گے یہ خود رائی اور خودسری تمنے کیون اختیار کی ہے اسکا انجام اچھا
نہین ہے عمرو نے عرض کیا کہ بہت خوب یہ کہکر بارگاہ امیر سے اُٹھکر پہلے نورالدہر کے پاس آئے دیکھا کہ نورالدہر بیٹھے
ہوئے رو رہے ہین خواجہ نے پوچھا کہ کیون شہزادہ روتے کیون ہو نورالدہر نے کہا کہ مین ایرج کے واسطے
روتا ہون کہ کل وہ بابت دنگل صاحبقرانی کے میرے ہاتھ سے مارا جائیگا عمرو نے ہرچند فہمایش کی مگر نورالدہر نے
ایک ساعت نہ کی مجبور ہوکر خواجہ ایرج کے پاس آئے ایرج کو بھی اُسی طرح روتے ہوئے دیکھا خواجہ نے
سبب گریہ دریافت کیا ایرج نے بھی مثل نورالدہر کے جواب دیا خواجہ نے لاکھ لاکھ سمجھایا مگر کچھ اثر پذیر
نہوا مجبور ہوکر خدمت امیر مین حاضر ہوکر عرض حال کیا امیر نے دونون کو اپنے پاس طلب کرکے ارشاد فرمایا
کہ اے یارو کیون آپس مین اسقدر جنگ وجدل کرتے ہو اور کیون خواہ مخواہ لڑتے ہو تم دونون یہ نہین خیال
کرتے کہ ہمنے کس محنت وجانکاہی سے دین اسلام کو رواج دیا اور کس محنت ومشقت سے ان ممالک کو مسخر کیا
اور کن مشکلون مین ان کفار ستم شعار کو دائرہ اسلام مین داخل کیا اور تم ہماری اس محنت کو یون ضائع کیا
چاہتے ہو اور ساری میری مشقت کو خاک مین ملانے کی فکر کرتے ہو یہ کیا خیال خام ہے اس ہنگامہ اور فساد سے
درگذرو اور باہمی مصالحت سے کام لو یہ سنکر مالک نے کہا یا امیر مناسب یہ ہے کہ آپ کسی معظم جاتے وقت جسکو مناسب
جانیے اُسکو اپنی جگہ پر بٹھاتے جائیے امیر نے کہا کہ ہان انشاء اللہ ایسا ہی کیا جائیگا مالک اور پہلوان عادی
وخواجہ عمرو ومقبل کو امیر نے اپنی ہمراہی کے لیے مقرر کیا اور تقسیم ممالک کیجانب متوجہ ہوئے ہرچند
ان سب لوگون نے بھی ہمراہی مین اصرار کیا مگر امیر نے انکار کیا اور خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ اے خواجہ بعد میرے
جانے کے آخر مین غوغاے عظیم پیدا ہوگا بہتر یہ ہے کہ ابھی آپ یہین تشریف رکھیے یہ کہکر تقسیم ممالک شروع
کی ظلمات سامندہ فرخ لقا کو عنایت کیا زنگ و تبتیہ رضوان شاہ کو مرحمت ہوا دشت کافور اور بیابان شاق
اسکندر کو دیا اور دشت جان اور نطاق سکندر بادقمریہ قمور کو دیا اور عظلی آباد اور مرصع حصار اور درہ
محکم حصار ایرج کو اور زرتاشیہ دشنوانیہ وسیدانیہ ولالانیہ دشتالیہ وزیل کوہ ومراد کوہ قاسم کو
عنایت کیا اور علمشاہ وجمشید بن قباد کو ملک زنگ مرحمت ہوا اور زرین لقا اور جمشید کلنگان اور نوشاباد
وشتری حصار وبیا حصار اور نقرہ حصار اور خضران کو نورالدہر کو اور بندر باختر وسنجان وقلعہ
حرمان اور قصر ترامان اور درہ خونریز شاہزادہ بدیع الزمان کو دیا اور ہاشم کو زودیہ اور
دربند سالار شاہ جمالندہ یہ وغیرہ کے دیا اور سیقولیہ اور بارگاہ دارابیہ وشہر حشمت خورشید کو عطا
کیا اور کشوریہ وہشت دربند باختر اور روانیہ تورج کو مرحمت کیا اور کشوریہ داراب کشورکشا کو

اور سائل سعد بن عمرو کو اور سماک اور طلمان شاہ سلیمان کو اور کل ملک ترکستان سعد بادشاہ کو عنایت کیا
اور حارث بن سعد کو ایران کی جانب جانے کا ایما کیا اُنھون نے انکار کیا اور عرض کیا کہ میری موت و زیست
نورالدہر کے ساتھ ہے مین کسی وقت اور کسی حالت مین نورالدہر سے جدا نہین ہو سکتا اور تمام
زمین بربر اور کوہ کرکرہ اور بزلا درہ مغرب کرب کو مرحمت کیا اور یونان و مصر عمرو بن حمزہ یونانی کو دیا اور
جزیرہ فندق بدر بن زلازل یک چشمی کو عنایت کیا غرضکہ ہر ایک مستحق اور ذی حق پر از روے
عدل و انصاف جیسا مناسب معلوم ہوا کل ممالک کو تقسیم کر دیا عمرو نے پوچھا کہ ایرج و نورالدہر
کہان رہین گے آیا اپنے اپنے مقامات پر رہین گے یا اُن مین سے کسی ایک کو ذنگل صاحبقرانی عنایت
کیجیے گا امیر نے فرمایا کہ اگر اب بھی کوئی وقت باقی ہے تو یہی ہے مین سخت حیران ہون کہ ان دونون مین کسے ترجیح دون
اگر ایرج نہوتا تو نورالدہر کو دیتا اور نورالدہر نہوتا تو ایرج کو دیتا اب دونون کی موجودگی مین کچھ ذہن مین
نہین آتا کیا کرون ابھی کوئی فیصلہ نہوا تھا اور کوئی بات قرار نہین پائی تھی کہ قریشہ سلطان و آسمان پری مع
ملکہ عالم آرا بانو و ایک نقابدار ہمراہ اُن کے خدمت امیر مین آ گئین امیر نے نقابدار کا حال پوچھا
آسمان پری نے کہا کہ دختر قاسم ملکہ خورشید چہر ہے جو کہ بطن دردانہ پری سے پیدا ہوئی تھی جسکا عشق
کوچک باختر مین ہوا غرض کہ سات روز تک کل انتظام امیر نے موقوف رکھا اور شادی قریشہ سلطان
کی سلیمان ثانی کے ساتھ جو کہ فرزند عجیل کے ہین کر دی اور عالم آرا ہمشیرہ دختر عجیل نورالدہر کا ایرج کے
ساتھ منعقد کیا اور خورشید چہر کو نورالدہر کے ساتھ منسوب کیا غرض کہ ہر یک کی شادی بیاہ سے فراغت پا کے
مقدمہ صندلی مین امیر کو بہت تفکر ہوا اور خلوت مین بیٹھ کر آب دیدہ ہوے آسمان پری نے سبب گریہ
استفسار کیا امیر نے فرمایا کہ مین صندلی کے مقدمہ مین بہت متفکر ہون ملک تو کل تقسیم کر دیے اب اسے
کس کے پالے نام کرون ایرج و نورالدہر دونون اس بات پر منازعت کرتے ہین نورالدہر چاہتے
ہین کہ مجھے ملے ایرج کی خواہش ہے کہ مجھے ملے اور میرے ذہن مین کچھ نہین آتا کہ کسے ترجیح دون انجام
یہ ہونا معلوم ہوتا ہے کہ ایرج و نورالدہر مین خوب کشت و خون ہوگا آسمان پری نے کہا کہ آپ اسقدر
فکرمند کیون ہین مین ایسی سہل سی ترکیب بتلاے دیتی ہون کہ کسی کو جاے گفت باقی نہ رہے اور یہ منازعت
برطرف ہو جاے امیر نے پوچھا کہ وہ کیا ترکیب ہے آسمان پری نے کہا کہ صندلی کو طلسم آصف بن
برخیا مین ڈال دیجیے اور کہدیجیے کہ جو کوئی اُس طلسم کو توڑے گا وہی صندلی کا مالک ہوگا امیر کو یہ راے
بہت پسند آئی اور خواجہ عمرو سے کہا کہ خواجہ مقدمہ صندلی کا تو طے ہو گیا اب تم اپنی نسبت کیا
کہتے ہو عمرو نے کہا کہ حضور میرے براق عیاری و کرسی ہدہد کا وہی شخص مالک ہے جو میرے فرزندون کے
خون کا عوض بلا شور سے لے اور اُسے قتل کرے یہ کہکر اسباب اپنا مع زنبیل و دوانہ سائل
بر آویزان کرا کے قران کے سپرد کیا بعد ازان آسمان پری نے صندلی امیر و طبل سکندر و علم اژدہا پیکر
وغیرہ کو اُٹھوا کر اپنے ہمراہ لیا اور روانہ ہو گئین اور اپنے مقام پر پہونچکر اس سب اثاثہ صاحبقرانی کو
طلسم مین ڈلوا دیا بعد ازان امیر با توقیر سب سے رخصت ہو کر اور خواجہ عمرو اور عادی و مالک و مقبل
وغیرہ کو ہمراہ لیکر بیابان قضا و قدر کی راہ سے مکہ معظمہ کیطرف روانہ ہوے اور سعد ترکستان کیطرف تشریف لیگیے
بعد جانے امیر کے سردارون نے بارگاہ حشامی مین جا بجا قرار لیا ایرج نے کہا کہ اب مقدمہ صندلی امیر

نے

ہوتی تھا وہ بھی طے ہوگیا جو طلسم کشائی کرے گا وہی مالک ہوگا نورالدہر نے کہا ہان صاحبقرانی اب کوئی نزاع نہین ہے جو طلسم کشائی کرے
وہی مالک ہو غرض لشکر اسلام مین ہر ایک نے اپنا ساز و سامان درست کیا اب ان سب کو تو یہین چھوڑیے اور

دو کلمہ داستان وداع امیر و لندھور اور کچھ حال ہندوستان کا ملاحظہ کیجیے

جگر کو تھام کے مین بزم یار سے اٹھا
ترا ستم جو نہ اک روزگار سے اٹھا
شب فراق اجل کی بہت دعا مانگی
تیرے شہید کا لاشہ بہار سے اٹھا
تمہارے جھوٹ نے بے اعتبار سب کیا
حجاب کب نگہ شرمسار سے اٹھا
کسی نے پاے حنائی جو ناز سے رکھا
مین اپنے ہاتھون کو ملتا مزار سے اٹھا
ترا نہ ہاتھ سے دو پھول جبر کو چنکر
ہر اک ترا رہے بیٹھا قرار سے اٹھا
ہوا نہ پھر کہین روشن یہ رشک تو دیکھو
جگر مین درد بڑے انتظار سے اٹھا
ہمارے خط مین وہ مضمون سرگرانی تھا
کہ جیسے ایکمدے اٹھا نہ ہزار سے اٹھا
ترس رہے تھے شرر کی کہ کلیان اٹھین
بھڑک کے شعلہ ہمارے مزار سے اٹھا
نچھوڑتا اگر ڈگمگے قدم وہ کیون جاتے
یہ داغ کب دل امیدوار سے اٹھا
ہمارے دل نے وہ تمنا اٹھایا ظالم
کوئی چراغ جو میرے مزار سے اٹھا
ہوا ہے خون کے چھینٹون سے پیرہن گلزار
کہ ایک حرف نہ اس گلعذار سے اٹھا
گلہ رقیب کا سنکر جھکی رہین آنکھین
وہ ابر رحمت پروردگار سے اٹھا
رہی وہ حسرت دنیا کہ صبح محشر بھی
مگر نہ ہاتھ دل بیقرار سے اٹھا

رہروان منازل خوش بیانی بیاحاسن اقلیم سخندانی ناظمان کشور فصاحت وچمن پیرایان گلزار بلاغت شاہد مدعا سے گلے مل کے یون حرف رخصت مطالب زبان پر لاتے ہین اور در نشا ہوا رمضمون کو جلوہ گاہ بیان مین لاکر اس طرح زیب گوش سامعین فرماتے ہین کہ جب امیر کشور گیر جانب خانہ کعبہ روانہ ہوئے تو لندھور نے لشکر مین خود دیکھا ہندوستان جانے کا عزم کیا اور بادشاہ سے عرض کیا کہ داغ مفارقت حمزہ صاحبقران نے ایسا دل پر اثر کیا ہی کہ مجھ مین طاقت دوستی دست راستیون اور دشمنی دست چپیون کی باقی نہین رہی یہ کہکر آبدیدہ ہوے اور اسی وقت بادشاہ سے رخصت ہوکر کشتی مین سوار ہوکے جانب ہندوستان روانہ ہوے اب عنان خامہ عنبرین شمامہ جانب تحریر حال ہندوستان منعطف ہوتی ہے اور شمہ حال سواد ہند معرض بیان مین آتا ہے کہ لندھور نے جیپور ہندی کو بادشاہ ہند کیا تھا وہ ہر سال خراج خسرو ہند کو بھیجتا رہتا تھا ایک روز محل مین دختر لندھور شیرین دخت کو دیکھکر عاشق ہوگیا اور بہت سا روپیہ بطریق رشوت خواجہ عمرو کے پاس بھیجا کہ لندھور کو راضی کرکے شیرین دخت کی شادی میرے ساتھ کرا دیجیے چنانچہ خواجہ عمرو نے لندھور کو راضی کیا کہ اے خسرو ہند اگر عقد پر رضامند نہوگے تو جیپور کہ بیمار عشق شیرین دخت مین ہلاک ہوجائے گا چنانچہ لندھور نے جیپور کو شیرین دخت کے ساتھ منعقد کیا اس سے لڑکا پیدا ہوا کہ نام اسکا تمہور بن جیپور رکھا گیا اور جبرائیل خان لقب اسکا مشتہر ہوا وہ نواسہ رستم ہند یعنے لندھور کا پسر جیپور ہندی تمہور نامی جو کہ بطن شیرین دخت سے پیدا ہوا تھا وہ عمر چار دہ سالگی پہونچا سولہ من کا گرز بازو رہتا تھا ایک روز شکار کی جانب متوجہ ہوا اور اسکا گذر ایک دشت پر بہار رشک لالہ زار مین ہوا شکار کھیلتے کھیلتے اتفاقاً تمہور ایک پہاڑ کے دامن مین پہونچا اس پہاڑ سے ایک پیرمرد کی آواز سنائی دی تمہور نے جو جاکر دیکھا تو اس پہاڑ مین ایک نشیب ہے اور اس نشیب مین ایک پیرمرد بیٹھا ہوا رو رہا ہے تمہور بے تاب ہوکر اس نشیب مین اتر گیا

اب جو جاکر دیکھا کہ اُس نشیب مین ایک باغ لگا ہوا ہے سبحان اللہ باغ ہے یا نمونہ بہشت برین بہت ہرا بھرا دو
بلبل و گل کی ترانیان طوطی و قمری کی خوش بیانیان ہواے سرد و عطر آگین کا چلنا باد صبا کا مچلنا اُس باغ
کی خود بہار عاشق زار و گلہاے رنگا رنگ سے مثل ارژنگ مانی اسی مین نقش و نگار ہر نخل نشۂ جوانی مین
سرشار شبنم مین شراب ارغوانی کا لطف اظہار افسر گل تاج کاؤس گلبن ہر ایک مثل چتر طاؤس گلستان
مین ہر گل مالک زر ہر تیا زبان شکر دا اور عطر سے بڑھ کے یاسمین کی بو غنچون مین نافۂ ختن کی بو ابیات

ایسی روشین تھین صاف ہموار
خوبان جہان کی انجمن تھا
تھے گرد چمن مکان بکثرت
پرنور بسان برج مہتاب

خود لوٹ رہی تھی طرز رفتار
جلوہ مہ مصر کا عیان تھا
جس طرح سے قصرہاے جنت

وہ تازہ چمن مین اک چمن تھا
کیا حسن فروش کا روان تھا
آراستہ سب مکان نایاب

وسط باغ مین ایک چبوترہ بنا ہوا تھا اور اُس پر ایک تخت بچھا
ہوا تھا اور بالاے تخت ایک بت طلائی رکھا ہوا تھا اور ایک مرد پیر اُس بت کے پاس بیٹھا رو
رہا تھا قمہور اُس بت کے قریب گیا اور اُس بڈھے کو بلا کر سبب گریہ استفسار کیا اور حقیقت اس
بت کی دریافت کی اُس پیر نے کہا کہ مجھے آج پچاس برس کا زمانہ ہوا کہ مین بخوف لندھور بھاگ کر اس
پہاڑ مین چھپ رہا ہون اور یہ بت میرا معبود ہے اسی کے حکم سے مین رزق بھی پاتا ہون جبرائیل نے
کہا کہ مین نبیرۂ لندھور ہون جلد مسلمان ہو پیر نے کہا کہ مین ہرگز مسلمان نہونگا جبرائیل نے چاہا کہ اُسے
قتل کرے کہ بت کے اندر ابلیس بیٹھا ہوا تھا اُس نے آواز دی کہ اے جوان اے قمہور مجھے سجدہ کر اور مجھ پر
ایمان لا کہ مین تجھے تمام عالم کا بادشاہ اور حاکم کر دونگا اور دیکھ کہ تیرے بزرگ بھی بت پرست تھے قمہور نے جو
بت کی آواز سنی ابلیس کے فریب مین آگیا اور دیکھا کہ پیر نے سجدہ کیا قمہور نے بھی سجدہ کیا کافر ہوگیا اور پیر سے کہا
کہ تو اسی جگہ رہ بعد دو روز کے مین تیرے پاس آونگا اور سوار ہوکر اپنے لشکر مین آیا اہل لشکر سے کہا کہ مجھے
ایک فکر درپیش ہے سب نے عرض کیا کہ ہم سب آپ کے مطیع و فرمان بردار جان نثاری مین حاضر ہین یہ اپنے
باپ جیپور کے پاس آیا اور اُس سے کہا کہ مین لشکر حمزہ پر جاتا ہون اور اپنا نام جبرائیل خان رکھا
جیپور نے کہا کہ جان پدر مطلب تمھارا کیا ہے کہا ملک گیری جیپور نے کہا کہ اگر خواہش سلطنت ہے
تو مین تجکو بادشاہ کیے دیتا ہون القصہ جیپور نے اسے بادشاہ کیا اور سکہ بنام جبرائیل شاہ
جاری کر دیا ایک روز وہ ملعون اپنے باپ کے پاس آیا اور کہا کہ آبا و اجداد ہمارے بت پرست
تھے میرے بھی دل مین یہی خیال آیا کہ بت پرستی اختیار کرون اور مسلمانون سے جدال و قتال کرون
جیپور نے ہر چند تعریف خدا بیان کی اور بت پرستی سے منع کیا اُس نے نمانا اور کہا اے پدر
تو بھی بت کو سجدہ کر جیپور نے لعن و طعن کی مگر قمہور کے دل سے زنگ کفر دور نہ ہوا اور ایک
آدمی اُسی پیر کے پاس روانہ کیا وہ اُس پیر کو لایا جبرائیل شاہ بہت عزت و احترام سے اُس سے
پیش آیا اب یہ خبر عالم مین مشہور ہوئی القصہ دو برس مین ساٹھ ہزار بت پرست جمع ہوے جیپور نے
کہا کہ جان پدر جو بت پرست ہونے وہ ہوے اور جنھون نے یہ طریقہ اختیار نہین کیا اُنسے کچھ مزاحمت
نکرو اُس کافر نے کہا کل مین اسکا جواب دونگا شب کو گھر مین آیا جیپور اپنی بی بی کے ساتھ
سوتا تھا اس حرامزادے نے سر جیپور کا کاٹ ڈالا صبح کو سر جیپور کا تخت طلا پر سے گر

بارگاہ مین آیا لوگ یہ حال دیکھکر لرزنے لگے کسی کی مجال بوجہ خوف کے یہ نہ ہوئی کہ کچھ حال دریافت کرے قہور نے کہا کہ ایہا الناس تم مین سے جو بت کو سجدہ نہ کرے گا مین اُسے قتل کرون گا کیونکر کوئی باپ سے زیادہ مجھے عزیز نہین تھا۔ القصہ ہزار ہا مسلمانون کو قتل کیا اور مسجدون کو ویران کر دیا شوالے برپا ہوے اب اس نے قصد کیا کہ لشکر اسلام پر چڑھائی کرے کہ اس اثنا مین سندھور کے آنے کی خبر مشتہر ہوئی جدائل شاہ نے ایک عریضہ لکھو نکا اور غنیمت وتحفہ لندھور کے واسطے بھیجا اور شب کو جاکر لشکر لندھور پر شبخون مارا اور لندھور کو گرفتار کر لیا اور آنکھون مین نیل کی سلائیان پھروا دین اور لاکر قلعہ سرافریب مین قید کیا اور سوائے الیاس کے کوئی لندھور کے پاس نہین جاسکتا تھا انکو تو اسی حال مین چھوڑیے اور

دو کلمہ داستان لاہوتک غول کے سماعت فرمایے نظم

پھنسی ہوئی ہے گردن بتون کے پھندون مین
پھنسا ہوا ہے یہ دل بات بگڑ کے دھندون مین
اُڑا جو لیکے خط شوق ہو گیا عنقا
پھنسا ہے ایک یہ نخچیر دو کمندون مین
نکال لیتے ہین رو رو کے ہم بھی دل کا بخا
کہ یہ شہید بھی نامی ہے سر بلندون مین

چھڑا دے کوئی ہوا تنا خط کے بندون مین
اُسی سے رہتے ہین انداز بے نیازی کے
وہ تیز رو ہے کبوتر ہمارے رندون مین
خدا کا ذکر تو اُس بت کے سامنے کرتے
جو بیٹھ جاتے ہین دو چار درد مندون مین
ہوئی ہے داغ محبت مین تھوڑی بنیا

جنون کی خانہ خرابی سے اب کہان فرصت
جو ہم قدیم تھے بے نیاز مندون مین
نکل کے جلے کہان ہاتھ اس زلفون سے
مگر وہ ایک ہی کافر ہے خود پسندون مین
چڑھا ہے نیزہ پہ سر میرا کا مگر قاتل
یہ منھ دکھانے کے قابل ہے درد مندون مین

راویان شیرین کلام اس داستان نمکین کو بدستیاری خامہ عجائب نگار یون رقم فرماتے ہین کہ جب زمرد شاہ باختری کو تارک غول نے خبر دی تھی کہ جب تو بیشہ تنگرگ مین غولون سے لڑا تھا اور ان سے مادہ غولان کو پکڑ لایا تھا بعد مدت کے دختر بیتالک غول اور سروابہ غول کے بطن سے لڑکے پیدا ہوے ہین پسر زمرد شاہ مانند عقیق سرخ کے اور آنکھین سبز اور منھ سفید اور پسر بجنبک زرد چشم منھ سفید و سیاہ تھا زمرد شاہ کے ہاتھ کی انگوٹھی اُس کی مان کے ہاتھ مین تھی کہ اُسے زمرد شاہ نے دی تھی اپنے پسر لاہوت کے ہاتھ مین پہنائی تھی اور پسر بجنبک کا بجنگان وبجنگان نام تھا دونون ایک ہی جگہ رہتے تھے جب چار برس کے ہوے تو ایک روز لاہوت بجنگان کے کہنے سے اپنی مان کے پاس آیا اور کہا کہ مین غول کی صورت ہون اس کا باعث کیا ہے اُس نے کہا کہ پسر زمرد شاہ ہے باپ تیرا خداوند باختر ہے یہ سنکر اُس نے کہا کہ مین غولون مین نہین رہونگا اپنے باپ کی خدمت مین جاؤنگا اُسکی مان نے کہا کہ تیرے باپ کو خدا پرستون نے قتل کر ڈالا لاہوت نے کہا کہ مین جاکر اپنے باپ کے خون کا عوض لونگا چنانچہ مان نے سب سامان زمرد شاہ کا مثل انگشتری وتاج وغیرہ لاہوت کو دیا اور رخصت کیا بجنگان تو اس کا رفیق تھا اور ہر وقت اسکی رفاقت مین رہتا تھا یہ بھی اسکے ہمراہ ہوا جب کہ لاہوت زمرد شاہ کی طرف چلا ابلیس بشکل پیر مرد اسکے سامنے آیا اور کہا کہ اے لاہوت جلد جا اور اپنے باپ کی جگہ خداوند ہو اور بجنگان کو شیطان بناکہ یہ کبود چشم ہے اور ایک یہ روایت ہے کہ بجنیا رک بھاگ کر یہان آیا ہے وہ بھی ان کے ہمراہ ہے لیکن ابلیس نے ان سے کہا کہ میرے دو فرزند ہین ایک کا نام

کناس ہے اور دوسرے کا خناس جب تو ان کو پکارے گا کناس بہنی جانب سے جواب دیگا اور جب کہ تو خناس کو پکارے گا تو
بائین جانب سے جواب دے گا اور یہ دونون تیری خدائی کو قایم کرین گے اور رونق دین دینگے پس یہ جو تارا دیکھی کہ دور سے معلوم ہوتی
ہے جاننا چاہیے کہ ایک کاروان سوداگرون کا کشتی پر آئیگا تو پہلے جا اور فلان وقت ایک نہنگ پیدا ہوگا تو اس سے سوال
سجدہ کرنا چنانچہ لاہوت دونون شیطانون کو ہمراہ لیکر کنارہ کنارہ دریا کے آیا اور کشتی پر سوار ہوا بعد تھوڑے
عرصہ کے نہنگ بھی پیدا ہوا اور راستہ روک سد راہ ہوا منہ کھولے ہوئے کھڑا تھا سوداگر بد حواس ہوئے
لاہوت ایک تاج مرصع سر پر رکھے ہوئے تھا اور وہی انگوٹھی پہنے تھا اسنے کہا کہ ای بندگان من مجھے سجدہ
کرو تو مین اس نہنگ کو اپنی قدرت سے دور کردون سوداگر تو سراسیمہ تھے ہی انھون نے گھبرا کر لاہوت کو سجدہ
کیا اب لاہوت نے نہنگ سے کہا کہ مین نے تقدیر کی ہے تو مجکو سجدہ کر اور میرے بندون کو امان دے اور غائب
ہو جا نہنگ یہ کلمہ سنتے ہی سجدہ مین گرا اور بآواز بلند اسنے کہا کہ بیشک تو معاذ اللہ خدا ہے یہ کہکر نہنگ غائب
ہوگیا سوداگر یہ استدراج کفر کا دیکھکر معتقد ہوئے اور مطیع و فرمانبردار ہوکر اسکی اطاعت اختیار کی ؎

ازین قصہ یکدم فراموش کن | ز جاے دگر داستان گوش کن

داستان نور الدہر اور ایرج کا طلسم مین جانا نظم

متا ہے اضطراب دل بیقرار کب
ہوتی ہے دیکھین رحمت پروردگار کب
دیسے فلک کے اہل زمین کیطرف ہے آہ
گرتے ہین اشک دامن شمع مزار کب
مرنے کے بعد نشہ الفت اتر گیا
دامان آرزو نہ ہوا تار تار کب
کرتا ہے شوخیان یہ ہر ایک شہسوار سے
لینے ہی دیتا چین ہے زیر مزار کب
زلفون کی بو سے تجکو تھا استقلال یہ تنگ
آتا ہے دیکھین موسم فصل بہار کب

آتا ہے چین مرکے بھی زیر مزار کب
غفلت مین لیک عمر دو روزہ بسر ہوئی
نکلا برنگ شیشۂ ساعت غبار کب
گذری شکایتون مین ہی اپنی شب وصال
رہتا ہے اس شراب کا باقی خمار کب
بعد فنا یہ بخت سیہ کا اثر رہا
ہوتا ہے رام ابلق لیل و نہار کب
دم بازیان مین آپکی یہ وعدہ وصال
دانوے غیر پر ہے نہ فرق یار کب

آتا ہے جھوم جھوم کے ابر بہار کب
اب چیت پچھلی رات کا ہے اعتبار کب
سوز غم فراق کا ہے ضبط اسقدر
نکلی ہے دل سے حسرت بوس و کنار کب
سینے مین کب خلش نہ رہی خار یاس کی
جلنے دیا صبا نے چراغ مزار کب
ہوتا ترقیون پر ہے اضطراب دل
ہمکو تمھاری بات کا ہے اعتبار کب
گلشن مین خار تک نہ خزان سے بچا آخر

خمر شاران بادۂ خوشگوار سخندانی و قسم کشایان گنجینۂ اسرار معانی اس
داستان ندرت بیان کو زیور تحریر سے آراستہ و پیراستہ کرکے اس طرح گلفشانی کرتے ہین کہ جب امیر باتوقیر
جانب ملکہ معظم رخصت فرما ہوے تو نور الدہر نے کہا کہ میری صندلی امیر کی جگہ پر بچھاؤ ایرج نے کہا کہ میری
صندلی امیر کشورگیر کے مقام پر متمکن کی جاے غرضکہ ہر روز یہی تکرار رہا کرتی تھی ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ
بستر خواب سے دونون رات کو غائب ہوگئے جب صبح کو ایرج و نور الدہر کی آنکھ کھلی تو اپنے کو ایک مکان
تیرہ و تار مین مقید و محبوس پایا وقت معین پر ایک شخص آتا تھا وہ کھانا پانی دیجاتا تھا ایک دن ایک پیر مرد آیا اس نے
دعا دی اور قیدان دونون کے بدن سے دور کردی نور الدہر نے پوچھا تم کون ہو اور ہمکو یہان کون لایا ہے
اس پیر مرد نے زبان گوہر فشان سے یون ارشاد فرمایا کہ اس شہر کا نام ارزنقیہ و صنوبریہ
ہے اور مجکو ملک صفاے ارزق پوش کہتے ہین ایک ریاکار ہے اسکا نام حارث شتر سوار ہے اسکو

دعوی صاحبقرانی تھا وہ ایکدن شکار کے واسطے جانب صحرا گیا تھا وہان ایک قلعہ تھا اور قلعہ کے اندر ایک چاہ تھا نہایت عمیق اور اُسپر ایک چرخ لگا ہوا تھا اور ڈول طلائی زنجیر مین آویزان تھا میرے لڑکے نے کیفیت اسکی دریافت کی لوگون نے بیان کیا کہ جو شخص اس ڈول مین بیٹھتا ہے طلسم آصف بن برخیا مین پہونچ جاتا ہے اور جو کہ صاحبقران وقت ہو وہ اس طلسم کو فتح کرے چنانچہ میرا لڑکا جاکر ڈول مین بیٹھا جون ہی ڈول مین بیٹھا تھا کہ وہ چرخ حرکت مین آیا اور ایک آواز مہیب پیدا ہوئی اور ہر چہار طرف تاریکی چھاگئی اُس ہنگامہ عظیم مین میرا لڑکا اُسی کنوئین مین گرکر غائب ہوگیا جب وہ لڑکا شکار سے واپس نہ آیا مجکو ایک تردد پیدا ہوا اور پاس ہنگامہ کی خبر مین نے سُنی کہ بیٹا تھا را کنوئین مین گرکر غائب ہوگیا مین اُس چاہ پر گیا اور بہت کچھ تدبیرین کین اور لوگون نے ڈول کنوئین مین ڈالا مگر کچھ اثر پذیر نہوئین اور اصلا حال معلوم نہوا کہ وہ لڑکا کہان غائب ہوگیا پھر مین نے مشورہ کرکے آدمی حمزہ عالیشان کے پاس بھیجا اُس نے واپس آکر کہا کہ وہ خانہ کعبہ کو تشریف لیگئے ہین اور لوگ وہان مین چنانچہ میرے دو عیار رہن زنبور و ماہور نام اُنکو مین نے ہمراہ ستجبار و انکشاف حال روانہ کیا وہ بھی یہی خبر لائے کہ امیر تو خانہ کعبہ کیجانب نہضت فرما ہوے مگر ایرج اور نورالدہر امیر کی جگہ پر جنگ کرتے ہین مین نے اُنسے حکم دیا کہ تم جاؤ اور ان دونون کو لے آؤ وہ گئے اور بفنون عیاری لکر لے آئے اگر تم یہ مشکل میری حل کرو اور میرے پسر کو مجھسے ملادو تو مین تمام شہر سے مسلمان ہوتا ہون نورالدہر اور ایرج نے قبول و منظور کیا پہلے ایرج ڈول پکڑ کر اندر چاہ کے گیا جو ہین ڈول نصف چاہ مین گیا کہ زنجیر ٹوٹی اور ایرج چاہ مین گرے گرتے ہی غائب ہوگئے نورالدہر یہ حال دیکھکر رونے لگے ہرچند کوشش کی مگر کچھ حال ایرج کا معلوم نہوا اب نورالدہر بھی ڈول پکڑکے چاہ مین گئے پھر اُسیطرح نصف چاہ تک پہونچکر زنجیر ٹوٹی اور نورالدہر بھی چاہ مین غائب ہوے سب آدمی جو چاہ پر موجود تھے یہ حال دیکھکر بھاگے اور کچھ نشان ان دونون شاہزادون کا معلوم نہوا اب انکو توچندے اسی چاہ مین رہنے دیجے اور

دو کلمہ داستان لاہوت کے ملاحظہ کیجیے

ہو مسیحائے اجل کو ترے بیمار سے ناز
اٹھ سکیں گے ترے کب تک کسی غمخوار سے ناز
کیون نہ عشاق کو پھر لطف و کرم ہو یکسان
ان کو تو نکو ہی نہین طالب دیدار سے ناز
کیون نہ ہی بیچے خواہان شہیدی ہون ہزار

اسکو دنیا مین نہین اپنے طلبگار سے ناز
بنگیا مار کی تصویر ہر اک نقش قدم
ناز سے پیار ہو تو نہ ستم اور پیار سے ناز
اب ترے ناز بجا کو بھی وہ سمجھا بیجا
انکا ایک ایک ہے انمول خریدار سے ناز

ناز برداری رنجور اب مشکل ہوئی
کیا ٹپکتا ہے پریوش تری رفتار سے ناز
لن ترانی کی صدا کوہ پہ تیک ہر بلند
خط نمایان ہو مناسب نہین اغیار سے ناز

شرح این داستان چنین کردند و اتفاقی کہ در سخن فرمودند

کہ جب لاہوت کو سوداگرون نے سجدہ کرکے تخت خدائی پر بٹھایا اور یہ کشتی پر سوار ہوکر چلا بعد چند روز ناخدا گریبان چاک روتا ہوا آیا اور کہا کہ راہ بھول کر جزیرہ آدم خواران مین آگئے ہین یہ حال سُنکر سب اہل جہاز حیران و پریشان ہوے لاہوت نے کہا کہ تم گھبراؤ نہین وہ سب میرے بندے ہین کہ اس اثنا مین ایک زورق نمایان ہوئی اُس زورق پر میوہ اور مرغ وغیرہ سب طرح کا سامان کھانے کا موجود تھا چند آدمی کشتی پر سے اُترکر آئے اور کہا کہ درمیان ہمارے خداوند کون ہے لاہوت نے کہا کہ مین ہون سب نے سجدہ کیا اور وہ اسباب ضروری سامنے لاہوت کے نذر رکھا اور رنجگان سے کہا کہ تم پہلے سے نہ آئے اُس نے عذر کیا الغرض کشتیان کنارہ دریا کے آئین سلطان آدم خوار حاضر ہوا اور لاہوت کی ملازمت حاصل کی یہ لوگ ماتحت شیطان

کے تھے کہ لاہوت کی طرف سے انکو غوا کرکے لائے تھے غرضکہ سہمان لاہوت کو اپنے جزیرہ مین لیگیا اور دعوت کی
سات دن تک وہان جلسہ عیش وعشرت منعقد رہا ایک روز سہمان آیا اور عرض کیا کہ دو کشتیان فی الحال
آئی ہین اُن پر جو آدمی سوار ہین وہ کہتے ہین کہ ہم خداوند کے پاس آئے ہین لاہوت نے کہا کہ اے بندہ خاص
انکو پیشوائی کرکے لاؤ اُس کشتی پر ایک پہلوان تھا کہ نام اُس کا سہیلان بن سہیل نامدار تھا اُس کو
لاہوت کے پاس حاضر کیا اُس نے سجدہ کیا لاہوت نے اُسے خلوت سے سرفراز کیا جو آدمی لاہوت کے
ہمراہ تھے وہ حیران ہوے اور کہا کہ خدائی خداوند لاہوت کی برحق ہے راوی کہتا ہے کہ ابلیس پرتلبیس لشکر
مین موجود تھا لاہوت سے اُس نے پیشتر آکے خبر دی تھی لاہوت نے کہا کہ ملک مرواق کا کیا حال ہے اور
اُسکی دختر کس خیال مین ہے سہیلان نے سجدہ کیا اور کہا کہ سب تمھارے مشتاق قدوم نکہت لزوم کے ہین اور
مرواق نے جو نامہ دیا تھا وہ سہیلان نے پیش کیا اُس مین تحریر تھا کہ نو برس سے مین تمھارا مشتاق
ہون اور جس روز سے دختر نے کہ عالم خواب مین تمھارا جمال مبارک دیکھا ہے اُسکے دل کو قرار نہین ہے اور جس دن سے
سنا ہے کہ تم ادھر آتے ہو ہمین مژدہ جان بخش کے سننے سے اور بھی شوق زیادہ ہوا ہے وعدۂ وصل چون شود نزدیک
آتش شوق تیز تر گردد لاہوت نے سہیلان کے ہاتھ خلعت گران بہا مرواق کو بھیجا اور زبانی
یہ کہلا بھیجا کہ مین ایک مہینہ کے بعد جنگ حائل شاہ بن زبرجد شاہ سے فرصت کرکے آونگا سہیلان نے وہ خلعت جاکر
مرواق کو دیا وہ نہایت خوش ہوا اور شکریہ خداوند لاہوت کا بجالایا اور انتظار آمد لاہوت مین چشم براہ رہا ؀

نامہ لکھنا پسر زبرجد شاہ کا لاہوت کو

راویان خوش تقریر اس حکایت دلپذیر کو صفحۂ قرطاس پر اسطرح رقم کرتے ہین کہ ایک روز سہمان مردم خوار نے مجلس عیش و
نشاط آراستہ کی تھی ساقیان سیمین ساق و مطربان شہرۂ آفاق کا جمگھٹا تھا آواز ہو شا ہوش و نوشا نوش
بلند تھی کہ لاہوت بھی محفل مین آکر بیٹھا سہمان نے چاہا کہ سکہ لاہوت کے نام کا جاری ہوجاے لاہوت نے
کہا ابھی وقت نہین ہے کہ اس اثنا مین خبرداروں نے آکر خبر دی کہ ایلچی حائل شاہ پسر زبرجد شاہ
کا آیا ہے لاہوت نے حکم دیا کہ اُسکو پیشوائی کرکے نہایت عزت و توقیر سے لاؤ جب وہ بارگاہ مین آیا
اُس نے بعد بجاآوری مراسم تعظیم و تکریم کے نامہ لاہوت کے حضور مین پیش کیا لاہوت نے منشی کو
طلب کیا اور مضمون نامہ سے مطلع ہوا اُس مین لکھا تھا کہ اے لاہوت تو جو دعوی خدائی کرتا ہے یہ امر
محال ہے کیونکہ مین آج صاحب قیطول ہون اور لاکھ سوار و پیادے میرے ہمراہ رکاب ہین اور ملکہ اخضر بنت
دامہ ساحرہ مجھپر مائل ہے مین نے خروج کیا ہے اور مظفر ارمنوسی کو قتل کرکے مالک ملک ارمنوس ہوا ہون
تجکو لائق و لازم یہ ہے کہ میرے پاس چلا آ اور اس خیال کو اپنے دماغ سے نکال ڈال میری اطاعت کر در صورت
اطاعت خلعت اور تصویر اپنی تیرے پاس بھیجتا ہون اُسکو سجدہ کر دیکھ میرا کہنا مان نہین تو بہت پچھتائیگا
بے موت مارا جائیگا اور اگر میرے پاس چلا آئیگا تو ہم اور تم دونون متفق ہوکر کام خداپرستون کا تمام
کرینگے لاہوت اس مضمون کو سنکے بہت ہی برہم ہوا اور دود نخوت اسکے دماغ مین پیچیدہ ہوا ایلچی پر
سیاست کرکے بارگاہ سے نکلوا دیا خبر حائل شاہ کو ہوئی کہ ایلچی سے لاہوت اسطرح بدعنوانی کے
ساتھ پیش آیا اسکے دماغ مین تو دود کبر و غرور پیچیدہ تھا ہی بس یہ برہم ہوکے مع لشکر جرار لاہوت
کی طرف روانہ ہوا لاہوت کو جب یہ خبر پہونچی اُس نے بھی اپنا ساز و سامان درست کرکے جانب

حائل شاہ کوچ کیا اب ان دونون کو تو کوچ و مقام مین مصروف رکھیے جب تک —

دو کلمہ داستان معظم خان کے نابینا ہونے کے سماعت فرمایئے نظم

کب ہو منظور کہ یون جنبش دل آزار بکے
یارب اس عہد مین درد دل بیمار بکے
پرسش کعبہ سے کیا کام ہو اگر دل پر ہے
لاکھ موتی کے عوض ہو در شہوار بکے
جامۂ ہستی دست جنون اور کمان لاؤن
گل عوض صنعت جم ساغر سرشار بکے
اثر گرمی رفتار ہے یہ بھی میرا
مفت ہی ملک دون سالک ہو یہ انبار بکے

پر یہ وہ شے ہے کہ نہ بیچو بھی تو سو بار بکے
بک کے یوسف نے خریدا ہو در کر یہ بچے
چاہیے پیرہن گریبان کا ہر اک تار بکے
ہے شب وصل عدو اور زمانہ مجبور
لے رکھون ہول اگر دامن کہسار بکے
ایک بلبل ہے کس کس کی زلیخائی مین
کربلا بان مین بت سہکے کے اشجار بکے

ہون خلش دست دعا ہے کہ دوا کے بدلے
یہ ہی بکتا ہے تو ہم مفت ہی سو بار بکے
دیکھکر اشک مسلسل کو دوا نسو بہلانے
کیون نہ بستر کے لیے گل کے عوض خار بکے
تم ہو ساقی تو عجب کیا ہے کہ میخانہ مین
ڈھیر صوفون کا جب آ کے سر بازار بکے
بار عصیان کو اٹھائے ہوئے پھرتا کب تک

سرمہ کشان چشم قصہ خوانی و نور فزایان دیدۂ معانی کحل البصر تحریر سے اس حکایت درد انگیز و عبرت خیز کے بیان مین میل قلم سے چشم بصیرت مین یون سرمہ لگاتے ہین کہ جب لندھور کو اُن کو ریاطنون نے نابینا کر دیا تو یہ خبر مشہور عالم ہوئی اور نور دیدۂ اسلام یعنے معظم خان بن بہرام و ملک شعیب کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو یہ چند ہزار آدمی لیکر کشتی پر سوار ہوے اور آکر کنارہ دریا کے پہونچے ہرکارون نے یہ خبر صدائل شاہ کو پہونچائی وہ سواد الوجہ فی الدارین تو ایک ہی مکار تھا اس نے ایک نامہ معظم خان کو تحریر کیا کہ مین اس حرکت سے نہایت نادم و پشیمان ہون اور آپکی چشمون مین منہ دکھانے کے قابل نہین ہون بہت سے کلمات معذرت آمیز اس نامہ مین مندرج کیے اور چشمداشت اس امر کی ظاہر کی کہ میرا قصور لندھور سے معاف کرا دیجیے ورنہ ہزارہا بندگان خدا کا خون ہو گا ناحق مارے جائینگے ادھر تو اس نے نامہ بھیجا ادھر ان چالیس فیل پر زر اور چالیس خوان کھانے کے روانہ کیے اُن مین نہایت اعلیٰ لذیذ اور طرح طرح کی مٹھائیان اور کچھ ان آچار و مربہ وغیرہ تھے مگر سب بیہوشی آلود کہ اگر ایک لقمہ بھی انسان کھائے فوراً بیہوش ہو جائے اس تدبیر کے بعد شبخون مارا ملک شعیب بھی ہمراہ معظم خان کے آئے تھے انکو اس ہنگامہ مین قتل کیا اور معظم خان کو گرفتار کر لیا اور ان کی آنکھون مین بھی نیل کی سلائیان پھروا دین اور لندھور کے پاس انکو بھی محبوس کیا

داستان نور الدہر اور ایرج کا طلسم مین جانا نظم

لازم ہے سست کاہلی نہ غافل باشی
نو بہار ست و ران گوش کہ خوشدل باشی
طبع انسان تو کیا ہے در و دیوار کو جوش
کہ تو خود دانی اگر زیرک و عاقل باشی
ترشے پا نسنے مین تو کہونگا ہی جان
فکر دنیا نے ترے ہوش اڑا دیے یکدست

جہد کن جہد بعیش خود و عاجل باشی
کر لیے گل ہوا زخار تو در گل باشی
عندلیبان چمن کرتے ہین عشرت فروشی
جسکی خاطر مین ذرا سا بھی گرہ ہو انصاف
نقد عمرت ببر و غصہ دنیا بگزار
ہست کو نیست سمجھتا ہے تو او مست کو

تابکے در غم اندیشۂ باطل باشی
یہ وہ دن ہین کہ بجز عیش کسیکو نہین ہوش
من نگویم کہ کنون با کہ نشین و چہ بنوش
میری گفتار کو ہرگز وہ سمجھتا نہین لاف
گر شب و روز درین قصۂ مشکل باشی
نرہی چشم بصیرت تجھے اے دہر پرست

در چمن ہر ورقی صورت حالی دگر است
جس سے پوچھا یہی کہا ہجر کہ کیا درد دوست
رفتن آسان تو از وقف منزل باشی
نہ ملی قسمت تقدیر سے اُنکو تو مدد

حیف باشد کہ نگار رہ غافل باشی
آخرش بیٹھ رہے جبکہ نہ پایا در دوست
گوشہ نشین حضرت سالک نے بھی کی ہین تجلی
حافظا گر مدد از بخت بلندت باشد

وہ تو نا تیری طرح سے بھی ڈھونڈھا در دوست
گرچہ وابستہ بر از بیم لبا تا در دوست
کسی تدبیر سے لیکن نہ برآیا مقصد
صید آن شاہد مطبوع شمائل باشی

آدم برسر مطلب رہروان مراحل طلسم و نیرنگ سازی ورہ نوردان دشت شعبدہ پردازی اِس داستان حیرت بیان کو صفحۂ قرطاس پر یون مرتسم کرتے ہین کہ جب نورالدہر وایرج چاہ مین غائب ہوئے تو بیہوش ہوگئے تھے جب کچھ عرصہ کے بعد نورالدہر کو ہوش آیا اور آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ہاتھ پیر بندھے ہوے ہین اور آواز آدمیون کی معلوم ہوتی ہے مگر کوئی آدمی نہین دکھائی دیتا آگے چلے تاریکی سے روشنی مین آئے ایک سمت کو رہروی کرنے لگے جاتے جاتے ایک سواد شہر دکھائی دیا جب شہرپناہ کے اندر داخل ہوے تو دیکھا کہ ایک شہر بہت نہایت آباد دکانین آراستہ و پیراستہ بزازہ صرافہ جوہری بازار کھلا ہوا ہر قسم کے خریدار و بیوپاری بیچ و شرا کررہے ہین کہین مالنین کہین کنجڑنین کہین سنگریان کہین تنبولنین ہر قسم کی دکانین لگی ہوئی ہین جوہر بازار کی دکان تھی اُسکی خوبی کیا لکھی جائے اور نے یہ بات ہے کہ جس کسی نے اُس کے قریب جانا چاہا وہ بھی جالی ہوٹ کی طرح دل سوراخ دار ہوا جی لوٹ گیا لالہی ددو داہ عاشقان کا پتہ دیتی تھی گلبدنون کی تن کی زیب بنی تھی جو گلرخسار اُس دکان کے کپڑے کو دیکھ پائے تو شبنم نمط اشک بہائے ہاتھ ملل کے رہے کھوئے آئے اسی طرح صرافہ مقابل مین اُسکے آراستہ روپیہ اشرفی کوڑی پیسہ کا ڈھیر لگا ہوا بعض بعض دکانون پر گہنا سونے چاندی کا رکھا ہوا جسکو دیکھکر خازن طبیعت مالامال زر امید سے آسودہ حال اشرفی کو جو کوئی سیم بدن جمیری سے دیکھتا تو زرد روئی ہوجاتی مثل سیم سادہ سادہ وہی ہاتھ آتی مالک مفلس ہر چند لیجاتا ہے مگر وہان کے درم و دینار نہین پاتا ہے سکہ کو اک دور سے دکھاتا ہے اشرفی مہ و مہر نثار کرنے کو تیار ہے اس لیے نہین پاتا ہے صراف سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے نظر آتے تھے ٹاٹ کے نیچے اُٹھیان جو تیان چھپائے بیٹھے تھے کسی طرف لساطخانہ کی سجاوٹ لبید انبار لاقی ولایتی نفیس اسباب دکانون میں ڈھیر تھا چھتریان رنگی تھین کہ سورج مکھی کو شرماتی تھین اُن کی دکانون کے نیچے علاقہ بند بیٹھے تھے جو ریشم کے کرن پھول بناتے اور گہنا گوندھتے تھے وہ کرن پھول جو گلرخسارون کے زیب بناگوش ہوتے اُنکا کنول ہو جاتا باغ حسن مین بہار آجاتی دلہن کو بھاتا لساطخانہ کے برابر کسی طرف کو گلفروشون کی دکانین تھین کہین تنبولن کی آن بان تھی گلفروش بہت سے گلچین بنکر گل نظارہ سے دامن بھرتے تھے گویا بہار گلستان کا اُس دکان پر مقام تھا غنچہ لبون کا اژدہام تھا شمشاد قامت اگر وہان کے پھولون کو نام دھرتے باد صبا اُنکی الف قامت جھکا کر نون بناتے لالہ رو گلہاے بوقلمون کو دیکھکر اگر نہ پسند کرتے تو داغ دل حاصل ہوتا نسیم سحری اُنکا دل خون بناتی جب اُس دکان کی طرف سے ہر رنگ بلبل عاشق تن آتے نزط عشرت سے پھولے نہ سماتے ہزاردون وہان کے پھولون کی محبت مین گل کھاتے سورج مکھی کو دیکھکر آفتاب رشک سے جلا جاتا ہے گل چاندنی کو دیکھکر مہتاب داغ کھاتا چنبیلی کی بھینی بھینی خوشبو قابل دید بہار شب بو بیلا صبح البیلا جوہی کا ہار جو ہے اُسی کا خواستگار ادھر تنبولنون کی سرخروئی جنکے سامنے کوئی بات سرسبز نہوے وہ اُنکا بانکاپن کہ عشاق بے ساختہ

ہر برگ اُسکی دُکان پر جان سپاری کرین پانون کی صفت مین زبان منھ مین لال ہے یاقوت کی طرح دل اگال رہے عشق مین خون دل قوت ہو جائے اُس پان کی سرخی لعل احمر کہون یا لب رنگین جانان سے تشبیہ دون کیا خنک خون دل پیون اور ہونٹھ چبا چباکر رہون بہتر ہی کہ شفق آسمان کی طرف تنبولن عاشقون کے قتل پر بیڑا اٹھاتی تھی ہزارون کا خون بہاتی تھی ایک عالم کو اُسکی گلوری نے چھپا لیا تھا جو کوئی وہان گیا اُسکو خود بہا دیا مردوا باد کا کتھا اُجین کی سپاری موبے کے پان ہر شہر کی جنس اُسکے پاس گران تونگ الائچی جوز جاوتری کا پان بیڑا کھانے سے اُسکے ہر رگ مین خون پیدا ایک طرف حلوائی اپنی دُکانین جمائے تھے برنجی تھالون کو خوبصورتی سے لگائے تھے دہی بالائی کے کونڈے جمے ہوئے جو کوئی اُس کو کھائے نعمت بالائی اُس کے ہاتھ آئے وہ امرتیان مسلسل و پیچدار جلیبیان اور برفی ذائقہ مین خوشگوار تلخکامون کو شیرینی وہان حاصل و بہشت قوت دل موتی چور کے لڈو آبداری مین موتی سے زیادہ تر تقویت دل کے واسطے معجون مروارید سے بہتر ایک سمت بھٹیارین جوڑے ترچھے باندھے تختون پر بیٹھی تھین آتشین رخسار بنی تھین عارض پر زلف پیچان تھی یا آہ عاشقان کا دھوان تھا رخسار پر خال سیاہ مثل سویدائے دل سوختگان عیان تھا ایک طرف پھول دھرے تھے پینے والون کے دماغ تنبا کو سے بسے تھے مارپیچ کی آواز بیم زندگی کا دارو مدار تھا حقے کی آواز سے دل پہلو مین بیقرار تھا عاشق تن سامنے اُنکے ٹہلتے تھے اور یہ شعر معنی کے طور پر پڑھتے تھے

شعر

بزم توحید ست تنبا کوی ما	بوی وحدت میدمد هر موی ما	این جوانا چیکہ تنبا کو کشند	دوش الندرو دخرد هر کشند

ایک طرف کنجڑین سنگترین سرپارہ گر ایک ایک حراف و عیارہ رنگترون کے رنگ سے باغ آرزو کا آب و رنگ پاتا میٹھا اُس شیرین دہن کا تلخکامون کو خوش آتا ناشپاتی کی خریداری سے مشتری کی روح راحت پاتی نارنگی کی رنگینی رنگین مزاجون کو بھاتی رام پھل کے کھانے سے دل کو آرام جسنے ایکبار کھایا تمام عمر اُسکے سیب ذقن کا رام اگرچہ معشوقان سند تجر خوبی کے ثمر مین مگر اُن شکر لبون کو دیکھکر زرد آلو کی طرح رنگ باختہ و بیجر مین انار پستان اگر اُنکے ہاتھ آتے تو عاشق اُنکو کھانے کے عوض چھپاتی سے لگاتے پونڈے کی گنڈیریان نایاب مصری کی ڈلیان جسے دیکھکر بیتاب غرض دُکانداروں کا ہر سمت مجمع

نظم

سراپا حسن و خوبی سے وہ مہ رشک
قبلئے نور سینے کو چھپائے
گل و غنچہ رخ و لب سے خجل تھے
زبان تعریف مین جسکے ہوئی لال
کباب کا کوئی دیکھے جو دیدار
کباب دل کو سوز تازہ دیجے
جو وہ شیرین دہن کرتا تبسم
نمکین آنکھین وہ تھے دو جام بادہ
وہ ساقی تھے دیتا جام بھر بھر
لکھا رہتا تھا جرأت کے اثر سے

فتان غمزہ رکھی تیغ ابرو
وہ مالن رشک گل عاشق فراموش
ہزارون سر دھرے پا بگل تھے
لب نازک پہ اُسکے رنگ پان تھا
نمک ریز جراحت ہو یہ گفتار
ملاحت اُسکے رخ پر تھی نمودار
تو خوش آتا تھا اُس جا شور مردم
جو سبزی بیچنے والون کو دیکھا
کھڑے دُکان پہ اُسکی مست بیکس
کوئی تھا گرم نظارہ بصد جوش

صفت بزاز کی خامہ جو لکھے
سخن سے جسکے ہر غنچہ بھی خاموش
تنبولن کا بیان کیا کیجیے احوال
دیا خون دل دل دادگان تھا
اگر اس شعلہ رو کی مدح کیجیے
صباحت کا ہوا تھا گرم بازار
نگہ سے نشہ ہوتا تھا زیادہ
قدح نوش اُسکی دُکان کے تھے جو یار
کوئی اُس آئینہ رو کی نظر سے
ہزارون آہ لب پر لیک خاموش

جو دکانین تھین عطارون کی ہر سو
کہ نکہت دانکی نزہت بخش جان تھی
عجب گویا تھا اُسکا لعل مینوش
تو نقد ہوش اُس میکش سے لیتے
لب نازک جو تھا ہمرنگ بادہ
کہ نرگس اک نگہ سے ہوتی مجنون
غرض عالم غضب تھا اس پری پر
ہوا تھا ہر مشتاقان دیدار
کوئی زرین لباسون کا تھا شیدا

غضب تھی عطر مجموعہ کی خوشبو
جواہر پوش معشوقان زیبا
شفا بخش مریضان بلاکوش
شراب ایسی بھری شیشون کے اندر
سخن سے مستی ہوتی تھی زیادہ
وہ ڈورے سرخ آنکھون مین وہ مستی
کہ یک عالم تھا دلدادہ اسی پر
کوئی زردے کے سودا مول لیتا
برنگ زر تھی زردی رخ پہ پیدا

دکان اُنکی بھی مثل بوستان تھی
وہان بیٹھے تھے مثل نقش دیبا
وہ ساقی دانکے جس کو جام دیتے
کہ دیکھے سے ہوا نشہ میسر
غضب تھی اُس پری کی چشم مخمور
وہ ہنسنا اُسکا اور وہ مے پرستی
کہین مرافون کا تھا گرم بازار
کوئی نقد دل وجان دونون دیتا

اور علاوہ اُن دکاندارون کے سڑک پر بازی گر تماشا کرتے اکابرین شہر چلتے پھرتے بیٹھے نہال وہان بڑے مغرور و مہذب بنے ہوئے بیٹھے تھے الحاصل نورالدہر والا شان شہر کی سیر کرتے ہوئے خرامان خرامان چلے جاتے تھے مردمان شہر حسن وجمال شہزادہ نورالدہر دیکھکر حیران تھے کہ یا الٰہی یہ کس ملک کا شاہزادہ ہی مگر بیان اس طرح بے سروسامان یکہ وتنہا نہ خادم نہ خدمتگار نہ کوئی رفیق نہ غمگسار غرضکہ لوگ انکو گرفتار کرکے لے گئے اور چودہ دن تک قید رکھا پندرھوین دن دار الامارۃ شاہی کے قریب لے گئے سبحان اللہ اس مکان کی صفت کیا ہوسکے مکانات صفائی مین رشک بلور بلکہ سراسر نور جس پر حور و غلمان کا دل شیدا ہوا ہے واقعی رشک قصر آسمان ہی بلکہ اگر آسمان سے تشبیہ دون تو زمین پر میرا احسان ہی اگر اُسکی محراب کا کاسہ ہلال سے مشابہ کرون یا کشکول شب سے مناسبت دون تو ہلال و دست دونون کو اس کے در کا گدا بناؤن لازم ہی کہ جام جہان نما قرار دون جمشید کی روح پر احسان کرون عالم امکان نے چاہا کہ وسعت کو اسکے صحن کی پیمائش کرون ہر چند کہ اندیشہ محال تھا لیکن مدت ازل کو ابد تک جریب بنا کے طول و عرض کو اسکے ناپا مگر آپ ہی گذر گیا اور اُسکی درازی کو نہ پایا مہندس خیال نے چاہا کہ اُسکے ہر ایک طاق کو کہ خوبی جفت ہین اور عمدگی مین طاق ہر چند فکر کو رخصت تلاش کرنے کی دی مگر اُس تکلیف ما لا یطاق اُٹھانے سے بھی نظیر اُسکی ممکن نہوئی روبرو دے سقف منقش صحن فلک مقرنس واژگون اور آفتاب سامنے اُسکے تمام عمر کے شرم سے دینار خزانہ قارون صفائی دیوار اور نزاکت طرح اُسکی اشارہ انگشت سے میلی ہوا اور سرمہ غبار سے اسکی چشم نابینا بھی ہو نظر تماشا بین اگر اُسکے غرفون کو دیکھے تو منزل قصر قیصر کے ایک پایہ اُسکا کرہ ارض سے منطبق اور دوسرا عالم بالا سے ہم سبق

نظم

تھا برق قمر وہی ضیا مین
اس قصر کا ہی کہان کہان نور
مثل دل اہل صفا مین
خود نور وہ زمین و آسمان پر
وہ خرم و دلکشا تھا جیسا
اللہ رے علوے قصر اقدس
کسری کا محل کہان تھا ایسا
تھا پست یہ گنبد مقرنس

اور آگے اُس قصر عالیشان کے ایک باغ دلکشا فرحت افزا غنچہ لبان خوش نوا زمزمہ سرا جوانان چمن کی نرالی ادا

نظم

نکہت گل سے ہر اک شاخ مین تھی بے تعداد ان
والد سبزون سے عیان ہی چرخ اخضر کی بہار
ہر زمین فیروزہ گون اور لاجوردی آسمان
وجد کے عالم مین سب باندھے کھڑے ہین حلقے
تاک کے خوشون پہ ہی عقد ثریا کا گمان
ڈالکھڑاتی پھرتی ہی باد بہاری ہر طرف
یکطرف کیلے پہ تھکل حلہ بوستان جنان
فرد تر سبزہ نے کی ہی ہر طرف کو سرکشی

بیچ مین ایک بنگلہ سب کار بنا ہوا ہی اور ایک تخت جواہر نگار رکھا ہوا اُس پر

ایک شخص لباس جواہر کار در بر کمال نخوت وغرور سے ایک تخت پر متمکن ہو لوگ نورالدہر کو گرفتار کیے ہوے
بادشاہ کے حضور مین لے گئے نورالدہر نے دیکھا کہ ایک شخص تخت پر بیٹھا ہو اور گرد اُسکے یمین ویسار تمام
اراکین دولت کرسیون پر اور مسندیون پر بیٹھے ہوے ہین نورالدہر نے باواز بلند کہا کہ سلام میرا اُس
شخص پر ہو جو خدائے وحدہ لاشریک کو برحق جانتا ہو غیب سے آواز علیکم السلام آئی مگر بادشاہ اس کلمہ سے
نہایت برہم ہوا اور جلاد سے حکم دیا کہ اِسے لیجا کر قتل کر جلاد آیا نورالدہر کو اُس نے لیجا کر بوریۂ فلاکت پر
بٹھایا کہ اس اثنا مین آواز ساز کی آئی نورالدہر نے دیکھا کہ ایک جوان چودہ پندرہ برس کا سن مگر کمزل
لاغر اور چہرہ اُسکا زرد ہو سامنے آیا جب اُس تخت نشین نے اُسے دیکھا تو تخت پر سے اُترا اور اُسے گلے لگا کر
خوب زار و قطار رونے لگا اور اپنے پہلو مین بٹھا لیا اُس جوان لاغر کے ہمراہ ایک پیرمرد بھی تھا جوان لاغر نے
کہا کیون اس جوان غریب کو قتل کرتے ہو بادشاہ نے کہا کہ یہ میرے آگے خدائے آسمان کا نام لیتا ہے
جوان لاغر نے نورالدہر سے کہا کہ اے جوان یہان تو کیونکر آیا نورالدہر نے اپنا نام بتایا اور سب حال
بیان کیا وہ سنکر خوش ہوا اور کچھ جھک کر بادشاہ کے کان مین کہا اور عرض کیا کہ اس جوان کو میرے قصر گلشن
مین قید کرو نورالدہر کو وہان لے گئے نورالدہر نے دیکھا باغ نہین ہو نمونہ بہشت بریں ہر روش پڑی آراستہ
ہر ایک نخل سرو نوخاستہ بلبلین غزلخوان کہین طاؤس رقصان ایک طرف کبک دری قہقہہ زن ایک سمت کو
زمزمہ خوانان چمن ایک جانب گل و بلبل مین ارتباط ایک سو قمری و شمشاد مین اختلاط ڈالیان آپس مین ہم آغوش
سوسن صد زبان خاموش سبزہ نوخیز نسیم عنبر بیز نرگس کی آنکھون مین چشم انتظار کا سمان حیرت ہر سو نگران
نسیم و صبا سبزے کی ہواداری مین مصروف ہر چیز بہ صفت موصوف نہرین جاری جنکے ہر قطرہ مین موتی کی
آبداری نسیم بہار کا چلنا اور جوانان چمن کا دیکھکر کف افسوس ملنا وجد مین آنا اور خاموش ہو جانا باغبان
بیلچے لیے ہوے معروف کار روش بڑی سب طیار شہزادہ باغ کی سیر مین بنگاہ حسرت مصروف تھا کہ بعد ایک لمحہ
کے وزیر آیا اور کہا کہ اے جوان جس سرزمین پر تو آیا ہو یہ سرحد ظلمات ولچسپہ تاریک ہو یہان پہاڑ ہو اُسپر چار ہزار
چشمے جاری ہین اور باغات و شہرہائے عظیم آباد ہین اور اس قلمرو مین تین بادشاہ ہین اور ہر بادشاہ
صاحب لشکر کثیر ہو علیحدہ علیحدہ رہتے ہین اور ہر ایک کا مذہب جداگانہ ہو ایک پر ایک زبردستی کرتا ہو آپس مین
جنگ و جدال سے نفاق رہتا ہو جس بادشاہ کو یلوند زنار بند نار پرست کہتے ہین وہ آتش پرست ہو ایک
بلوشا ابر پرست ہو اُسکو ملک سموات ابر پرست کہتے ہین اور ایک جمشید خاک پرست ہو اور یہ میرا بادشاہ ہے
اور سرحد ابر پرستون کی ہماری سرحد سے نزدیک ہو جمشید اور ملک سموات ان دونون مین آپس مین اتفاق ہے
ان مین لڑائی نہین ہوتی ہر سال جشن نوروز ہوتا ہو جمشید اور ملک سموات ایک دوسرے کی مہمانی کرتے
ہین اور یہ جوان ضعیف ہمارا بادشاہ زادہ ہو مگر آب پرست ہو یہ سموات کی دختر کو دیکھکر عاشق ہوا جب نوروز
گذر گیا تو یہ ضعیف و لاغر ہوا جب اس شہزادہ کے عشق کا حال کھلا تو خواستگاری دختر کی گئی اُس نے قبول نہ کیا
بڑی لڑائی ہوئی ہزارہا آدمیون کا کشت و خون ہوا قریب تھا کہ اُس کی شکست ہو آخر بمجبوری دختر کی شادی
کرنے پر راضی ہوا اور جس جگہ سے تم کو گرفتار کرکے لائے ہین وہ سرحد ہماری ہو اُس چاہ کی راہ سے اُس
پہاڑ کا راستہ جاری ہو اور یہان سے تین راہین گئی ہین ایک شہر ملک سموات کی طرف اور ایک طلسم اصف
بن برخیا کی جانب اور معمول یہ ہو کہ جو کوئی شخص کنوئین مین گر پڑتا ہو تو اُسکو گرفتار کرکے

خواہ ہماری طرف خواہ ملک سموات کیجانب لیجاتے ہین اس پہاڑ پر ایک شخص ہی کہ نام اسکا صنوبر کوہ پرست ہی وہ آدمی کو ایک سو طومان کو فروخت کرتا ہی کیونکہ وہان رسم ہی کہ جب شادی ہوتی ہی شب زفاف عروس نوشاہ آدمی کا گوشت کھاتے ہین کہ ایک دوسرے کی نظر مین اچھے معلوم ہون ملک سموات کے آدمی وہان گئے اور ایرج نام ایک جوان کو لائے اور اپنا حال اس سے بیان کیا ایرج فوراً انکی طرف سے جنگ کرنے لگا اور بہت لوگون کو مارا ہم لوگ ایرج کے حریف نہین نور الدہر نے کہا خاطر جمع رکھو ایرج ہمارا بھائی ہی ہم اسکو منع کردینگے وزیر نے یہ خبر ملک جمشید کو پہونچائی وہ خوش ہوا اور لیون بادشاہی مین لایا نور الدہر نے نامہ لکھا کہ اے ملک ایرج دختر ملک سموات کو اس جوان بیمار کو دے اور تو سموات کو خدا پرست کرین جمشید کو مسلمان کرتا ہون اور سب ملکر اپنے لشکر مین چلینگے ایرج نے نامہ پارہ پارہ کیا اور ایلچی کی سیاست کی اور پیغام کہلا بھیجا کہ مین نے عہد کیا ہی کہ جب تک جمشید کو نہ ماروں گا آرام نہ لونگا نور الدہر نے یہ پیغام سنکر کہا کہ مین اس دختر کو بزور جاکر لاؤنگا چنانچہ دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا اور صفوف جدال وقتال آراستہ وپیراستہ ہوئین باقی حال اسکا آگے معلوم ہوگا

داستان لاہوت کی اور حمائل بن نمرود کی بیان ہوتی ہے

رنج وحسرت کے سوا حاصل دنیا کیا ہے
دل ہی بیدار تو پھر دیدۂ بینا کیا ہے
سب جہان خبش کی اپنی وہ نہین جانتے قدر
اسنے اتنا بھی نہ پوچھا کہ تماشا کیا ہے
انسے کیون غیر کی تعظیم مین الجھے سالک

غافل اس کل رگ ہیچ مین لکھا کیا ہے
جی مین تھا نہ کسی کون حل پر خالی کہون
مجھسے کہتے ہین کہ اعجاز مسیحا کیا ہے
چیر کر سینہ دل اپنا ہی دکھانا بس تھا
آم کی جھوٹے سہی پائے دو پیر جھگڑا کیا ہو

بیٹھکر گوشہ مین منظور ہی کونین کی سیر
جانکر پوچھتے ہین تیری تمنا کیا ہے
دیہ ہنگامہ ہوئی مرگ مری جسکے لیے
تہمت دامن صد چاک زلیخا کیا ہے

مخبران تقریر عبرت آثار و مورخان تاریخ عبرت وشادی بیران ملک ہمہ دانی و منشیان قصہ خوش بیانی اس تقریر عدیم النظیر کو بآئین شائستہ و عنوان بائستہ یون تسطیر کرتے ہین کہ جب لاہوت برابر لشکر حمائل شاہ بن نمرود کے پہونچا تو دونون لشکرون مین صف بندی ہوئی میمنہ میسرہ قلب وجناح آراستہ ہوئے نقبائے بلند آواز نے اشعار عبرت آثار پڑھنا شروع کیے ہر ایک بہادر آمادہ رزم وپیکار ہوا نمونہ صحرائے رستخیز دشت کارزار ہوا صفوف لشکر پر سناٹا چھا گیا کہ ایک جانب سے مغارہ کوہ تن میدان مین آیا بڑی چمک دمک سے اس نے اپنی سلحشوری کا رنگ جمایا اور آواز دی کہ لشکر مخالف سے جسکو تمنائے مرگ ہو وہ میرے مقابلہ کو نکلے فوج مخالف سے سہمان نے نکلکر نعرہ کیا دونون مین باہم جنگ ہونا شروع ہوئی کہ دفعتہً مرکب مغارہ گرم ہوا اور یہ گھوڑے سے گرا فوراً سہمان نے اسے پکڑکے آدم خوارون کے حوالہ کیا وہ کھا گئے بعد ازان چند پہلوان سہمان نے پکڑ کر آدم خوارون کو دیئے وہ انکو نوش جان کر گئے تمام لشکر پر ایک رعب چھا گیا ہر شخص خائف وترسان ہوا حمائل شاہ نے یہ حال دیکھکر فوراً طبل امان بجوا دیا دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر واپس آئے اخضر جادو رات کیوقت لاہوت کو گرفتار کرنے گئی خود گرفتار بلا ہوگئی یعنے لاہوت پر عاشق ہوکر اسکو سجدہ کیا اور حمائل کے پاس آدمی بھیجکر کہلا بھیجا کہ مین لاہوت پر عاشق ہوگئی ہون تو بھی آکر اسکی اطاعت کر حمائل ناچار ہوکر آیا لاہوت کو سجدہ کیا تمام لشکر حمائل شاہ کا

لاہوت پرست ہوا اس عرصہ مین ملک مرواق آیا لاہوت کی ملازمت حاصل کی لیکن ایک روایت مین ہے
کہ بختیارک بیان بھاگ کر آیا اور حال لقا کا اسنے بیان کیا سب رونے لگے اور اخضر واسطے کسی کام کے
ظلمات مین گئی چنانچہ لاہوت نے بختیارک کو شیطان اور ملک مرواق کو وزیر اور سہمان کو سپہ سالار کیا
اور کوچ کرکے روانہ ہوا جب برابر سعادت نگار کے پہونچا نامہ سعادت شاہ و کیامرز و مشتاق دہقان
کو لکھا کہ تم لوگ حاضر ہو کر مجکو سجدہ کرو جب کیامرز مضمون نامہ سے مطلع ہوا اسنے مشتاق سے کہا کہ میرا وہان
جانا مناسب نہین ہے کیونکہ مین اسلام کو ترک نہین کرسکتا اور تاب مقاومت اس کی بھی نہین لاسکتا پس
ایلچی کو مار ڈالا اور مال و اسباب اپنا لیکر یحییٰ شاہ کے پاس شہابیہ ظلمات مین چلا گیا لاہوت نے سنا ایک
آہ سرد کھینچی اور کہا کیامرز نے ایلچی کو مارا اور یحییٰ شاہ کے پاس بھاگ کر ظلمات مین چلا گیا اخضر جادو
صورت اژدہے کی بنکر شہابیہ کی طرف گئی ہنوز کیامرز نے حکایت لاہوت یحییٰ شاہ کے سامنے پوری
بیان نہ کی تھی کہ آواز نعرہ مہیب اسکے کان مین پہونچی کہ اے خیرہ سر تو نے ایلچی خداوند کا کاٹا اور یہان آکر پناہ
لی ہے غضب لاہوت سے کہان جائے گا غرضکہ وہ اژدہا اندر آیا اور نفس کشی کر کے کیامرز کو پکڑلے گیا اور یہ
کہتا ہوا روانہ ہوا کہ جو خداوند سے دشمنی کرے گا اسکا یہی حال ہوگا پس اخضر جادو کیامرز کو پکڑ کے لاہوت کے
پاس لائی بعد ازان لاہوت نے کیامرز کو قید کیا اور نامہ اسکندر اور یحییٰ و ذکریا کو لکھا کہ آؤ اور مجھکو
سجدہ کرو ان بادشاہون نے آپس مین مشورہ کیا کہ اسکو فریب دیکر بابل کی طرف چلے جائین اور بہت
کچھ تحفہ جات لاہوت کے واسطے بھیجے اور کہلا بھیجا کہ ہم بھی آتے ہین جب ایلچی آیا اور پیغام ان بادشاہون کا
لاہوت سے کہا لاہوت نے سنا اور خندہ کرکے کہا کہ یہ چاہتے ہین کہ مجکو فریب دیکر بابل کی طرف بھاگ
جائین لیکن عقب تخت لاہوت کے ایک مکان تھا اس مین دونون پسران شیطان کو جگہ دی تھی
وہ خبر ہر مقام کی لاہوت کو دیتے تھے اس سبب سے لاہوت خبر غیب کی کہتا تھا القصہ لاہوت
نے سہمان آدم خوار کو چالیس ہزار آدم خوارون کے ہمراہ بھیجا وہ کنارے دریا کے آیا ادھر سے اسکندر
و یحییٰ نے اپنی فوج لیکر مقابلہ کیا باہم دونون مین جنگ ہوئی بعد جدال و قتال سہمان نے اسکندر و یحییٰ
کو گرفتار کیا اور لاہوت کے پاس مقید کرکے لایا لاہوت نے اسکندر کا مع کیامرز پوست کھچوایا اور بہ نہایت
عذاب الیم سے انکو قتل کیا القصہ جب لاہوت مردمان ظلمات کا کام تمام کرچکا تو فرنگوتیہ کی جانب متوجہ
ہوا اس کا حال آئندہ معلوم ہوگا

داستان روانہ کرنا حمزہ ثانی کا سعد کو طرف ترکستان کے

ساقی مے بیخودی پلا دے
مشتاق کو شکل پھر دکھا دے
ہر دن کو جلال مہر انور
پھرتا ہے بہ جستجو فلک پر
ہر چیز مین انقلاب پایا
گردش مین فلک کو روز دیکھا
میخانہ مین ہو گیا تلاطم
ساقی نے شراب کر دی جب گم
رندون کو یہ ماہ عالم افروز
ہر گشت مین تا سحر بعد سوز

راویان خوش تقریر کا بیان ہے اس طرز پر یہ داستان
ہے کہ جب امیر حاتم فر خانہ کعبہ کو تشریف لے گئے تھے تو سعد کو ترکستان کی طرف روانہ کیا تھا اور حارث کو
سمت ایران جانے کا حکم دیا تھا لیکن پسر ارسلان شاہ کہ افراسیاب ثانی اسکا نام تھا ہر چند کہ اس
امر سے راضی نہ تھا مگر ناچار اس نے اطاعت اختیار کی اور دو ہزار آدمی اپنے ہمراہ لیکر ادہر سے آیا جب

رات ہوئی اور مشعل ماہ فلک اول پر روشن ہوئی قندیلین ستارون کی چمکنے لگین پر تو ماہ سے تمام صحرا مین گویا فرش
چاندنی کا بچھا ہوا تھا ہر طرف عالم نور نظر آتا تھا ہوائے خوشگوار چل رہی تھی گلہائے صحرائی کی خوشبو دماغ جان کو معطر
کر رہی تھی ؎ این سبزہ واین صحرا بوئے ز جنون دارد ✦ دیوانگی و مستی این وقت شگون دارد ✦ شہزادہ سعد کا
شکار کھیلنے کو جی چاہا تمام عالم مشعلون کی روشنی سے روشن تھا گویا دن ہو رہا تھا شہزادہ معروف صید افگنی تھا
اتنے مین ضمیری عیار خبر لایا کہ صلصال غار افراسیابی سے باہر آیا ہے یاقوت شاہ کو اُس نے مارا ہے
اور خاقان بن خاقان کو قتل کیا ہے دوسرے روز افراسیاب کو تک نے خبر سعد کے آنے کی سنی اُن سے
آکر ملا اور اُن کے لشکر کے ہمراہ ہوا سعد نے دریافت کیا کہ صلصال کا لشکر کسقدر ہوگا افراسیاب نے بیان
کیا کہ چار صد ہزار شاہزادہ یہ سنکر خاموش ہوا لیکن صلصال نے جب خبر پائی کہ سعد آتا ہے تو اس نے
اپنے لشکر کی ترتیب کی اور طبل جنگ بجوا دیا رات بھر دونون لشکرون مین درستی سامان جنگ ہوا کی جب کہ
یکہ تاز چرخ چارم افسر گروہ انجم اس مہتگاہ کی خبر سنکے بیتابانہ نکل آیا اور خوف سے کانپتا ہوا آسمان کے
کنارے سے جھانکنے لگا یعنی دوسرے دن وقت صباح لشکر صلصال میدان مین آکر صف کشیدہ ہوا سعد بھی
مع لشکر میدان مین آکر ترتیب صفوف جدال و قتال مین معروف ہوا کہ اس عرصہ مین صلصال نے
صف سے نکلکر نعرہ کیا کہ ہے کوئی بہادر لشکر اسلام مین جو میرے مقابلہ کو نکلے سعد یہ نعرہ سنکے صف لشکر سے
برآمد ہوئے بعد تگاور زنی دونون مین فنون سپاہ گری کی رد و بدل ہونے لگی نیزہ بازی عمود بازی ناوک
افگنی جملہ فنون کے خوب جوہر دکھلائے آخر نوبت بہ شمشیر زنی آئی صلصال کے ہاتھ سے سعد زخمی ہوکر مع
افراسیاب ایک سمت کو نکل گئے بدر بھی چالیس ہزار سوار سے صلصال کے ہمراہ تھا صلصال نے
سعد کا تعاقب کیا شہر کو آکر گھیر لیا مگر سعد کو نہ پایا بہت برہم ہوا تمام شہر کو تاراج کیا بعد ازان نامہ لکھکر
خراسان کی جانب روانہ کیا کہ جو شخص سعد کو گرفتار کرکے میرے پاس لائیگا حکومت خراسان کا وہ مالک ہوگا سعد و
افراسیاب مع چالیس ہزار ہمراہیون کے چلے جاتے تھے کہ صلصال کا عیار ارزق زرد ہنگ اثناے
راہ مین ملا سعد نے کچھ خیال بھی نہ کیا برابر رہروی مین معروف رہے حتی کہ سعد مع اپنے ہمراہیان لشکر
کے نیشاپور مین پہونچا اور چندے وہان توقف کرکے دبیر خوش تحریر کو طلب کرکے نامہ لکھوایا اور اپنی مہر
اُس پر ثبت کرکے تورج نیشاپوری کے پاس روانہ کیا مضمون نامہ مین یہ تحریر تھا کہ مین تیرے پاس آیا ہون
اور پریشان ہون مجکو اس مقام پر قیام پذیر ہونے دے جب تک کہ میرا زخم اچھا ہو اور جب تک کہ مین یہان
مقیم رہون میرے واسطے مع کل ہمراہیان کے آذوقہ بھیجتا رہ تورج ہنوز جواب لاو نعم دینے نہ پایا تھا
کہ اس اثنا مین صلصال نے بھی نامہ بھیجکر یوسف شہر نیشاپور مین چالیس ہزار لے کے آتا ہے اگر دروازہ شہر کا
کھولدیا اور یوسف پر آشتی پیش آیا تو فبہا بادشاہی بدستور تورج کی ہے اور اگر شہر کا دروازہ نکھولا اور
تردد اختیار کیا تو یہ سمجھ لینا کہ یوسف بادشاہ ہوگا جب تورج اس مقدمہ سے بھی آگاہ ہوا تو پہلے اس نے
اپنے لڑکے کو سعد کے پاس بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ جب تک آپ کوہستان مین رہین مین یوسف کو یہان سے
دور کرتا ہون اور تورج نے بسبب خوف کے بت کو سجدہ کیا یوسف نے صلصال کو نامہ لکھکر ان
حالات سے مطلع کیا صلصال نے پھر یوسف کو نامہ لکھا کہ بجبر شہر مین داخلہ کر اور
تورج سے جنگ و جدال کرکے اُسکو قتل کر اور سر اُسکا میرے پاس روانہ کر جب یوسف کے پاس

یہ نامہ پہونچا فوراً اس نے مع لشکر کوچ کرکے شہر مین داخلہ کیا اور اُسوقت پہونچا کہ تورج پوشاک پہن رہا
تھا یوسف نے پہونچتے ہی سر تورج کا جدا کیا دو چار آدمی جو وہان سے بھاگ کر آئے اور سعد کو خبر کی سعد
بیابان کی راہ سے جو عقب پہاڑ کے میدان تھا وہان آکر مقیم ہوا وہان ایک جوان تھا کہ نام اُسکا بدر تھا
اُسکے مکان مین آکر قیام پذیر ہوئے دیکھا کہ ایک غل و شور ہو رہا ہے اور ہنگامہ عظیم برپا ہے سب آدمی
پریشان خائف و ترسان ہین اور آپس مین یہ چرچا رہے ہین کہ بڑا غضب ہو گیا قیر بسیر رومین تن پسر سعد نے
کابل و زابل سے خروج کیا ہے صدف نوش و اسفیا نوش یونانی شکار کھیل رہے تھے اُن کو پکڑ کر دار پر
کھینچ دیا اور انواع و اقسام ظلم و بدعت کر رہا ہے اور پرویز بن ہرمز کو بادشاہ بنا کر تخت کیخسرو پر بٹھایا ہے اور اُن کی
جانب سے چارون طرف آدمی روانہ کیے ہین اور اطراف و جوانب کے حاکمون اور فرمانروایون کو نامے تحریر کیے ہین
اس خبر وحشت اثر کو جب سعد نے سُنا تو کہا کہ جب میرا یہ حال پہونچا تو ان کا فزون کے موقع پاکر خروج کیا
صلصال بھی آئے گا اور یہ سب افراد مجتمع ہو کر فساد عظیم برپا کرینگے آتش جدال و قتال مشتعل ہو گی خیر جو
کچھ پیش آئے گا دیکھا جائے گا ؎

سر زنی تیغم ز شمشیر حبیب	ہرچہ آید بر سر من یا نصیب

زواسیاب کوچک نے کہا مجھے میری جگہ پر جانے دیجیے چند روز مین وہان رہ کر استعلام کرون اور فوج
و لشکر کی درستی کرکے اُن کے قتل کی فکر عمل مین لاؤن سعد نے کہا کہ میرا اُس شہر مین کوئی دوست نہین ہے
کہ اُسکو جوان بدر کے پاس بھیجون مگر بدر یہ خبر سنکر خود سعد کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے مکان پر
تشریف لے چلیے چند روز وہان قیام فرمایئے تدبیر دفعیہ کفار نابکار کیجیے آئندہ جو کچھ پیش آئے گا ویسی
اُسکی تدبیر کی جائے گی ؎

رات دن گردش مین ہین ہفت آسمان	کچھ نہ کچھ ہو رہیگا گھبرائین کیون

بعد چند روز کے یہ خبر مشتہر ہوئی کہ صلصال بھی پہونچا اور پرویز بن ہرمز بھی اُسکے پاس آ گیا ہے صلصال نے
پرویز کا آنا غنیمت جانا اور اُسکو اپنے لشکر کا بادشاہ کیا ۔

کچھ ذکر کیکاؤس کا بیان کیا جاتا ہے

نقشہ وحشت دکھاتی ہے جو تصویر فراق
خواب وصلت مین جو دیکھون ہو وہ تعبیر فراق
ترکش سینے سے اے قاتل نکلتا ہی نہین
سہ باز کند زخم سینہ

پاؤن مین اپنے پہن لیتا ہون زنجیر فراق
رہرو راہ شہر فرقت کے ہین سب کوچے الگ
ہو گیا ہے کب لب معشوق یہ تیر فراق

دیکھ اے نامہ اے کہتے ہین تاثیر فراق
خضر کو رستہ بتا دیتے ہین رہگیر فراق
گنجینہ کشائے این خستہ بند

جب کہ کیکاؤس امیر کے ہاتھ سے بھاگا اور تاب مقاومت نہ لا سکا
تو بادشاہ عالم پناہ نے اُسکا ملک شاپور کو عنایت کیا شاپور کے دل مین تمنائے ملازمت امیر تھی اس نے
ولد بچہ گیر کو اپنی طرف سے حکومت شہر سپرد کرکے آپ خدمت امیر با توقیر مین روانہ ہوا یہان فولاد
ظلم و بدعت پر کمر باندھی اور مردم آزاری کرنے لگا عدالت بالکل چھوڑ دی تمام ملک مین بدانتظامی
پھیل گئی رعایا وہان کی ازبس مضطر و پریشان تھی اس بات کو چار برس کا زمانہ گذر گیا کیکاؤس
کوہستان مین رہا کرتا تھا ایک دن اُسکے دل مین یہ خیال آیا کہ کوہ ہزارہ پر ایک پیر مرد رہتا ہے اُسکے
پاس چل اور اپنا عرض حال اُس سے کر شاید اُس مرد بزرگ کی برکت انفاس سے تیرا مطلب
دلی بر آئے غرضکہ کیکاؤس اپنے ذہن مین یہ تصور کرکے کوہ ہزارہ پر گیا اور

اُس مردِ پیر کی خدمت مین حاضر ہوکر کل حال اپنا بیان کیا پیر روشن ضمیر نے رمل مین دیکھکر کہا کہ اگر کوئی آدمی تیرے پاس ہو تو اُسے عروج بن بروج کے پاس روانہ کر اُسکی استمداد سے ملک تیرا تیرے ہاتھ آجائے گا وہ تیرا کام بہت اچھی طرح سرانجام کردے گا وزیر خواجہ بختیار نے بھی کہا کہ تو عروج بن بروج بن عوج بن عنق کے پاس جا کیکاؤس وہان گیا دیکھا کہ بہت بڑا شہر آبادی ہزارہا مکانات اور عمارتین پختہ و بلند بنی ہوئی ہین لکھو کھا مرد و زن بستے ہین اس نے دیکھا کہ باہر شہر کے عروج کھڑا ہی اس نے جو کیکاؤس کو دیکھا پوچھا کہ تو کون ہی کہان سے آیا ہی اور کیا مطلب رکھتا ہی کیکاؤس نے کہا کہ مین عروج کے پاس آیا ہون عروج قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا کہ منم ملک عروج کیا کہتا ہی اس نے عرض کیا کہ میرا نام کیکاؤس ہی فولاد پنجہ گیر نے میرا ملک چھین لیا ہی اور مجھے نکال دیا امیدوار ہون کہ آپ مدد کرکے میرا ملک مجھکو دلوا دیجیے آپ کا بڑا احسان ہوگا اور مین کمال شکر گذار و فرمانبردار آپکا ہون گا عروج یہ حال سنکر بہت رویا اور چوب جو کاندھے پر لیے ہوے تھا اُسے رکھکر ایک نعرہ کیا لوگ جمع ہوے عروج نے پوچھا کہ تم لوگ اس کو پہچانتے ہو سب نے کہا ہان ہم جانتے ہین بس عروج اسکے ہمراہ روانہ ہوا فولاد کو یہ خبر پہونچی وہ مارے خوف کے قلعہ بند ہوا عروج نے قلعہ کو بضرب ہاے چوب توڑا اور قلعہ کے اندر داخلہ کیا اور فولاد کو گرفتار کرکے کہا کہ تونے اسکے باپ کو کیون مارا فولاد نے کہا کہ اُسکو امیر حمزہ صاحبقران نے قتل کیا ہی اور وہ سبائل مین ہین عروج نے فولاد کو کیکاؤس کے حوالہ کیا اور دریافت کیا کہ سبائل کی راہ کونسی آسان ہے کہ جلد اُس راستہ سے پہونچین چنانچہ کیکاؤس اور عروج انتظام فوج و لشکر کا درست کرکے اور جم غفیر سپاہ کا مجتمع کرکے سبائل کی جانب جاتے ہین کہ انکا ذکر آگے مذکور ہوگا۔

چند کلمے اورنگ دیو پدر قہور اور جنگ ہونا پسر قہقہہ سے مذکور ہوتے ہین

حاکیان حکایت دلپذیر اس داستان رنگین بیان کو اس طرح تحریر کرتے ہین کہ جب امیر کشور گیر نے قہور کو جگہ قہقہہ کی بخشی تو اُسکی طرف سے اورنگ وہان مقیم تھا اب پسر قہقہہ کا سن چودہ برس کا ہوا اور اس نے ہاتھ پاؤن نکالے یہانتک کہ بیس برس کی عمر اسکی ہوئی غرور جوانی سے یہ خیال اسکے دماغ مین متخیل کیا کہ مین خروج کرکے ملک و مال اپنے باپ کا لون ہر چند اسکی مان نے منع کیا اور اسکو بہت کچھ فہمایش کی کہ سیاملک وادی ایمن سے آلیوے تو ایسا قصد کرنا پسر قہقہہ نے کہ اسکا نام شعشعہ تھا اپنی مان کے نصایح کو کچھ خیال نہ کیا اور کہا کہ مین ضرور خروج کرون گا اُسکی مان نے پھر منع کیا اور کہا کہ تو توقف کر مین کوہ رخام پر جو قلعہ ہی اور ملک حارث وہان رہتا ہی اور بہت بڑا منجم ہی اُسکے پاس جاتی ہون جب وہان سے واپس آؤن تب تو ارادہ خروج کرنا چنانچہ یہ ملک حارث کے پاس کوہ رخام پر گئی اور اُس سے کہا کہ اے حارث اولاد قہقہہ مین صرف ایک یہی پسر نور نظر ہے مین ڈرتی ہون کہ اسے کوئی گزند نہ پہونچے اُسکا ارادہ خروج کرنے کا ہی تم اسکے طالع دیکھو تاکہ مجھکو اطمینان ہو حارث نے نجوم و رمل مین دیکھکر کہا کہ یہ پسر نہایت پر زور ہوگا اور بڑے بڑے کارنمایان اس سے ظہور مین آوینگے بڑا نصیبہ ور اور کمال صاحب شوکت و جرأت ہوگا وہ عورت یہ احکام سنکر بہت خوش ہوئی اور اپنے مکان پر واپس آئی جب چالیس روز منقضی ہوے تو شعشعہ روئین تن نام رکھا اور لشکر جمع کرنا اس نے

شروع کیا محاوش بن سیامک کو اپنا وزیر مقرر کیا اُس نے بخوف ملازمت منظور کی گرلات کے وقت بھاگ کر بہفت گلشن ارم مین چلا گیا شوشہ نے جب یہ خبر سُنی کہ محاوش بھاگ گیا تو یہ بھی اسکے تعاقب مین گلشن ارم کی طرف روانہ ہوا

اب بدر کا حال بیان کیا جاتا ہے

کہ جب بدر بخوف جان مسلمان ہوا تو امیر نے اُسے جزیرہ فندق مین بھیجدیا وہ اُسی جزیرہ مین بسر کرتا تھا مگر خروج کرنے کی فکر اُسکو ہمیشہ رہا کرتی تھی ایک دن اُس نے اپنے ملازمون سے کہا کہ اگر ایک شہر میرے ہاتھ آجاوے تو کام میرا بنجائے خدا پرستون سے جاکر مقابلہ کرون اور اُنکو شکست دون بدر کا وزیر تھا فضل انجم شناس اُس نے عرض کیا کہ تھوڑا تھوڑا لشکر قلعۂ عجم مین بھیجیے اور آپ سوداگر کی صورت بنکر کجاوہ مین سوار ہوکر جایئے چنانچہ بدر نے ایسا ہی کیا اور قلعہ مین داخل ہوا کسی کو اسکے آنے کی خبر نہ ہوئی بعد ازان بدر نے ایک آدمی شہربانو کے پاس بھیجا وہ یہ حال سُنکے اُسی وقت روانہ ہوئی لیکن گوہر ملک و یاقوت ملک ملک عجم مین تعین اور قارن بلندکمان حاکم عجم تھا اُسکو خبر دارون نے خبر پہونچائی کہ شہربانو ملک عجم لینے کو آتی ہے ملکہ گوہر ملک نے قارن سے کہا کہ قلعہ بند ہو اُس نے اس امر کو قبول نہ کیا میدان مین آیا شہربانو کے ہاتھ سے زخمی ہوا مگر شہربانو بھی بدر کے ہاتھ سے زخمی ہوئی اُسی شب کو بدر نے شہر سے خروج کیا اور قارن پر آیا قارن ہر چند کہ زخمی تھا مگر اُس نے بدر کا مقابلہ کیا ہنگام جنگ تلوار بدر پر کارگر نہ ہوئی لیکن بدر نے ایک ہاتھ قارن کا قلم کیا قارن نے کہا اے بدر اتنی زصت دے کہ مین اپنا منہ قبلہ کی طرف کرون یہ کہکر قارن نے کلمہ پڑھا اور کہا اے بدر اب جو تیرا جی چاہے وہ کر بدر نے سر قارن کا جدا کیا یہ حال دیکھکر مارے خوف کے اور لوگ بھاگ کھڑے ہوئے گوہر ملک اور یاقوت ملک نے پوشاک مردانہ پہنکر سمنجان کی راہ لی بدر محل کے اندر داخل ہوا خواجہ سراؤن سے استفسار کیا انھون نے کہا کہ سمنجان کی طرف گئی ہین بدر یہ حال سُنکر سوار ہوا اور اُنکے تعاقب مین چلا جب گوہر ملک اور یاقوت ملک چلتے چلتے زنگوشیہ مین پہونچین اور ایک چشمۂ آب دیکھا کہا کہ تھوڑی دیر یہان ٹھہرین کہ ناگاہ بدر بھی آن پہونچا پھر سوار ہوکر چلین کہ ایک طرف سے دو ہزار سوار پیدا ہوئے مرجان جو گوہر ملک کا عیار تھا وہ خبر لایا کہ ملوک عجم آتا ہے ملوک جب قریب ہوا دیکھا کہ یہ گوہر ملک ہین پس اُنکو ہمراہ لے کر روانہ ہوا

داستان ایرج اور نورالدہر کی جو طلسم مین گئے ہین

طلسم کشایان مجلس آرا سر رشتہ دو واقفان گنور اخبار رشتہ نقد سخن کو سمک بیان پر یون کامل العیار کرتے ہین کہ جب دونون لشکرون مین صف آرائی ہوئی نورالدہر اور ایرج نے میدان مین نکلکر مقابلہ کیا باہم فنون جنگ کی رد و بدل ہونے لگی نیزہ و گرز سے کچھ کار برآری نہ ہوئی مرکب کمزور ہوگئے آخر نوبت بکشتی پہونچی سات روز برابر کشتی ہوتی رہی مارے بھوک کے بُرا حال ہوا معمول یہ تھا کہ ہر صبح و شام ایک ایک کاسۂ شیر پی لیتے تھے مگر اس مرتبہ دونون نے مارے غصہ کے دودھ بھی نوش نہ کیا آخر بیہوش ہو گئے اور کہنے لگے کہ کل تلوار سے لڑین گے لوگ دونون کو میدان سے اُٹھا کر اپنے اپنے مقام پر لیگئے جب نورالدہر ہوشیار ہوے پھر آدمی ایرج کے پاس بھیجا کہ دختر اُس جوان لاغر میشہ پسر سموات کو دے اور دونون

کافرون کو مسلمان کرا ایرج نے جواب مین کہلا بھیجا کہ مین نے شرط کی ہی کہ داماد کو مارون گا لیکن ایرج کو سات
روز کی کشتی سے حرارت ہو آئی تھی ملک سموات نے کہا کہ خاک پرست کل غلبہ کرین گے بہتر یہ ہی کہ عیار کو
بھیجکر نورالدہر کو چروا منگاؤن ایرج نے قبول نہ کیا اور کہا کہ کل دیکھنا کہ مین کسطرح نورالدہر کو زیر کرتا ہون
لیکن ملک سموات نے ایرج سے پوشیدہ اپنے عیار رہبت شہال کو بھیجا وہان نورالدہر کو سات روز کی
کشتی کے تکان سے صدمہ پہونچا تھا قصر زنگار مین سو رہے تھے کہ شہال نے نورالدہر کو بیہوش کیا اور پشتارہ
باندھکر چرا لے گیا سموات نے اپنے آدمیون کے حوالہ کیا کہ وہ نورالدہر کو ایک مکان مین لے گئے اور
وہان نظربند کیا جب یہ خبر جمشید کو معلوم ہوئی کہ نورالدہر کو بستر خواب سے عیار لے گیا جمشید نے فرمایا کہ اس
راز کو پوشیدہ رکھنا چاہیے کیونکہ لشکر مین جب یہ خبر مشتہر ہوگی تو تمام فوج بیدل ہو جائے گی دوسرے دن پھر
صفین آراستہ ہوئین ایرج میدان مین آیا اور نورالدہر کو طلب کیا جمشید نے اپنے بیٹون سے کہا
آج نورالدہر کسلمند ہی تم ایرج کا مقابلہ کرو چنانچہ جبل جنی میدان مین آیا ایرج نے اسکو زخمی کیا اور
چند آدمی مارے گئے طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے قیام گاہ پر واپس گئے ملک سموات نے
ایرج پر زر نثار کیا ادہر جمشید گریان ہوا اور کہا کہ نورالدہر کا کچھ حال معلوم نہین منجمون کو طلب کیا اور نورالدہر
کا حال دریافت کیا انھون نے بقاعدہ نجوم بیان کیا کہ نورالدہر کو ملک سموات ابر پرست نے
چروا منگایا ہی مراق جنی کو یہ بھی جمشید کا بیٹا ہی اس نے کہا کہ مین جاتا ہون اور ایرج کو عیاری سے مارتا ہون چنانچہ
مراق بصورت بیادل دربارگاہ سموات پر آیا اور دروازہ کھولنے لگا نصف شب گذری تھی کہ ایرج
باہر نکلتے تھے اور اپنی خوابگاہ پر جاتے تھے کہ مراق نے پشت سے ایرج کو زخمی کیا مگر ایرج نے اسی حالت
زخمداری مین اسے بھی مارا لیکن دختر ملک سموات ملکہ مشتری شمائل نے جب سنا کہ نورالدہر کو لاکر
میرے قصر کے قریب مقید کیا ہی اسنے لباس عیاری اپنے جسم پر آراستہ کیا اور جاکر زندان بانون کو مار کر نورالدہر کو
رہا کیا اور اپنے محل مین لائی اور عرض کیا کہ مین جمشید کے تیسرے بیٹے پر عاشق ہون جسکا نام شبرنگ جنی ہی اور
بیچارا لاغر رہتا ہی بعد ازان مینوش کا شغل ہوا جب پہر رات باقی رہی تو مشتری شمائل نے کہا کہ اب نکل چلنا
چاہیے اسوجہ سے کہ صبح کو جب ملک سموات کو یہ حال معلوم ہو جائے گا تو اسوقت سخت مشکل ہوگی چنانچہ
نورالدہر اور مشتری شمائل دونون چودہ عورتون کو لیکر اور دربانان کو قتل کرکے نکل گئے جب خبر ان کے
آنے کی ملک جمشید کو پہونچی تو اس نے طبل شادمانی بجوایا اور تمام شہر کو آئینہ بندی کا حکم دیا اور
نورالدہر نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ پسر جمشید کی شادی کردون

داستان بلاشور کا ہاتھ کٹا ہوا درست ہونا

راوی شیرین زبان اس حکایت نادر بیان کو اسطرح زیب رقم کرتا ہی کہ جب امیر حمزہ عالیشان نے لقا
اور نمرود کو گرفتار کر لیا تو جمشید اور بلاشور بھاگا اور فرار ہو کر شہر جابلقا مین پہونچا بلاشور کا ہاتھ کٹا
ہوا تھا ایک روز اس نے کہا کہ اگر ہاتھ میرا درست ہو جائے تو انتقام خون خداوندون کا مین جاکر
اہل اسلام سے لون ایک شخص نے کہا کہ یہان ایک حکیم رہتا ہی درہ کوہ مین کہ اسکو زال خردمند
کہتے ہین اگر وہ چاہے تو ہاتھ تیرا درست کر سکتا ہی چنانچہ بلاشور اس حکیم کے پاس گیا کہ آپ کو جمشید نے
یاد کیا ہی حکیم بزم جمشید مین حاضر ہوا بلاشور نے اس سے کہا کہ تو میرا ہاتھ درست کردے گا اسنے کہا

کہ ایک برس مین تیرا ہاتھ درست کر دونگا بلاشور نے کہا ہزار طومان مین پیشکش کرونگا جمشید نے بھی حکیم
سے کہا کہ اگر تو یہ کام کرے تو مین تجھے اپنا وزیر کرون غرضکہ حکیم زال خردمند نے منظور کیا اور بلاشور کے
دست بریدہ کے علاج مین معروف ہوا حکیم نے کیا تدبیر کی کہ ایک گنہگار واجب القتل کا ہاتھ تازہ کاٹا
اور بلاشور کو بیہوش کر کے اسکا زخم بھی تازہ کیا اور حمام مین لیجا کر اس گنہگار کے ہاتھ کو بلاشور کے
ہاتھ مین پیوند کر دیا اور سر کے بال سوزن مین پرو کر ٹانکے لگائے اور بلاشور کو ایک تختہ مین باندھ دیا کہ
جنبش نہو حکیم نے کہا کہ اسی طور پر اسکو آب و طعام دیا جائے اور اسکے ہاتھ کو جنبش نہ ہو چنانچہ چار روز کے بعد بلاشور
کو ہوش آیا اسکو بالکل ہلنے تک کی طاقت نہ تھی شوربا ے مرغ اسکو دیا اور روغن روز لگا جاتا تھا بعد چالیس
دن کے زال نے کہا کہ ذرا ہاتھ کو حرکت دے کہ انگلیان حرکت مین آئین بلاشور نے ہاتھ کو حرکت دی رات کو
روغن سفید اور دوائین ملین جب چالیس روز گذرے تو بلاشور کا ہاتھ پختہ ہوا زال نے بلاشور کے
پنجہ کیا کہ بحکم ہو اب بلاشور کا ہاتھ خوب استوار ہو گیا اور سب کام کاج کرنے لگا بلاشور بہت
خوش ہوا ایک روز کچھ تاجر دربار جمشید مین آئے اور فریاد و زاری کرنے لگے کہ ہمارا مال و اسباب
تجارت وہ جو قلعہ ہے اور اکوان چہار دست وہان رہتا ہے اُس نے لوٹ لیا زال خردمند نے کہا کہ کوئی عالم
مین ایسا نہین ہے جو اکوان کا مقابلہ کرے بلاشور نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو مین اُسکے پاس جاؤن اور مسلمانون
لڑنے پر آمادہ کرون جمشید نے کہا صد آفرین تیری ہمت اور جرات پر چنانچہ بہت کچھ بلاشور کو دیا اور نامہ
اکوان کو لکھا کہ خداوند تو عرش اعلیٰ پر تشریف لے گئے ہین مناسب ہے کہ آپ اُنکے خون کا انتقام مسلمان سے
لیجیے یہ نامہ لکھکر بلاشور کے ہاتھ روانہ کیا جب بلاشور قلعہ کے دروازہ پر آیا تو حاجب اور دربانون نے روکا
اس نے کہا کہ مین جمشید کے پاس سے آیا ہون غرضکہ بلاشور قلعہ کے اندر داخل ہوا اور نامہ اکوان کو دیا بلاشور
نے دیکھا کہ اکوان کے چار ہاتھ ہین اور ہشتاد وارج کا قد ہے ایک ہاتھ مین قدح شراب اور ایک ہاتھ مین کباب
اور ایک ہاتھ کی مٹھی بندھی ہوئی ایک زانو پر رکھا ہوا ہے بلاشور سامنے آیا اور نامہ گذرا تا اس مین بعد مضمون
مرقومۂ بالا کے یہ بھی تحریر تھا کہ خدا پرستون سے میرے دل مین داغ پڑے ہوے ہین اُنھون نے ہاتھ بھی بلاشور
کا قلم کیا اور لقاے بے لقا نے فرمایا تھا کہ مین نے تقدیر کی ہے کہ اکوان چار دست طبل جنگ خدا
پرستون کے نام پر بجوائے اور اُن سے مقابلہ بہادرانہ کرے اکوان چہار دست ہنسا اور کہا کہ مین مرد نہین
ہون اگر بھیجا خدا پرستون کا سر سے نہ نکالون اور ایک کو زندہ چھوڑون جا اور جمشید کو میرے
آنے کی خبر کر غرضکہ بلاشور کو خلعت دے کر رخصت کیا بلاشور خلعت پہنکر بہت خوش و خرم روانہ ہوا
اور جمشید کے پاس آکر سب حال بیان کیا جمشید نے طبل شادمانی بجوایا اور شہر جابلقا کو آئینہ
بند کیا اور کمال آراستگی سے شہر کی رونق پاکیزہ کی اور مکانات شاہی کو فرش فروش و شیشہ آلات
سے آراستہ کرایا اور نہایت شان و شوکت سے اکوان کے استقبال کو گیا اور نہایت عزت و احترام سے
اکوان سے لاکر دار الامارۃ شاہی مین بٹھایا اکوان نے جمشید سے ملاقات کی جمشید نے اسکو
اپنا سپہ سالار بنایا اور لشکر جمع کر کے طرف سبا کل کے روانہ ہوئے آئندہ دیکھیے کیا ہوتا ہے

دو کلمہ داستان طلسم و حال شاہزادہ زمان ایرج نوجوان مین بیان ہوتے ہین خمسہ

کنم سپاس عبادت مرا طاقت نیست | بگفت و گوی نہم گوش آن کہ عذر نیست | زبان زرع رسید ست لطف صحبت نیست

کسے بدیدن من گر بیا کہ منت نیست
عدو سے وصل کا وعدہ کیا ہے تو نے کہین
مرو کہ وقت چنین رفتن از مروت نیست
اب اتفاق سے تو آ گیا تو سنتا جا
یہ رعب حسن کی تیرے ہے فتنہ گر خوبی
ز بیوفائی خود گرچہ شرمساری نی
یہ جانتا ہوں سب انکے رموز نیک و بد
تغافلے کہ کم از صد نگاہ حسرت نیست

مرا بحال چنین دیدن از مروت نیست
یہ حال اور یہ رخصت کہو اگی شرم ہین
بھرے ہین دل مین خدا جانے کیا کیا
شکایت ہوے گفت و گوی بست مرا
کہ بات دل کی نہ آئی مری زبان پہ کبھی
ہنوز با تو مرا جرات شکایت نیست
سوا اسکے تماشے سے کسکو ہے مقصد

عنایتین وہ تری کیا ہوئین جو مجھ پہ تھین
کیونکہ جان بلب آمد مراد بخشین
بڑھا ہوا ہے بہت اشتیاق کہنے کا
کہ تاب خامشیم با وجود حیرت نیست
کہی نہ اور کسی سے مجھی سے کہنی تھی
ہوئی ہین رشک کی ساتھ یہ آئین بیجد
تو با رقیبی و میلے بگفتنے داری

رامشگران نغمہ قصہ خوانی و زمزمہ سنجان لطائف خوش بیانی اس داستان لطیف کی ترنم سرائی مین یون خوش آہنگ ہوتے ہین کہ جب ایرج کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ نور الدہر رہا ہوا اور دختر سموات کو بھی لے گیا نہایت پریشان ہوا کہ اتنے مین خبر پہونچی کہ اسکی شادی کا بھی سامان ہو رہا ہے یہ مضمون سنکے اور بھی برہم ہوا اور چند آدمی ہمراہ لیکر کمین گاہ مین بیٹھا کہ راستے مین دیکھا کہ برات چلی آتی ہے سب سے آگے ہاتھی نشان کا ہے بعد ماہی مراتب جلوس سواری برچھی بردار جھنڈی بردار ڈھول کے غول بعد اسکے باجے انواع و اقسام کے بجتے ہوے شہنا نواز و نقارچی نوبت شادمانی بجاتے بڑی دھوم سے برات چلی آتی ہے پیچھے سب کے محافہ عروس کا کہاریان پر پوش بالباس پسندیدہ پایے محافہ کا پکڑے ہوے خوشی خوشی چلی آتی ہین بس یہ دیکھنا تھا کہ ایرج مع ان آدمیون کے آگر گرا اور دو چار محافظون کو قتل کیا اور محافہ لیکر ایک سمت راہی ہوا اس عرصہ مین ملک سموات بھی پہونچا اور ان خبر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو ہوئی کہ غضب ہوا ایرج محافہ عروس کا لیکر چلا گیا اور بہت آدمیون کو اس نے قتل و قمع بھی کیا بس نور الدہر بھی یکہ و تنہا تعاقب مین چلے لیکن ایرج جو محافہ لیکر روانہ ہوا تھا جب دور نکل گیا تو عروس کو ذو تقان حبشی سپہ سالار ملک سموات کے سپرد کیا کہ تو اسکو اپنے محل مین پہونچا اور خود شب بھر صحرا مین قیام پذیر رہا صبح کو ارادہ کوچ کیا تھا کہ دیکھا صحرا سے گرد اڑی اور دل گردے شاہزادہ نور الدہر پیدا ہوا اور فرمایا کیا غضب کیا تو نے کہ عروس کو لے گیا معلوم یہ ہوتا ہے کہ تو اپنے دین قدیم پر ہے ملک الاذہب نور بیدین ہے کیونکہ پرائی زوجہ کا قبضہ مین لانا کسی ملت و مذہب مین جائز نہین ہے پس بہتر اسی مین ہے کہ عروس کو میرے سپرد کر دے ورنہ بڑا فساد ہوگا اور انجام اچھا نہوگا یہ سننا تھا کہ ایرج کو نہایت غصہ آگیا اور لغیظ و غضب کہا کہ تو مجھے مرتد و بیدین بناتا ہے تو بڑا دینداراہے کہ میری معشوقہ کے ساتھ شادی کرنے چلا ہے مین ہرگز عروس کو نہ دونگا دیکھون تو کس طرح تو لیجاتا ہے نور الدہر نے غصہ مین آکر نیزہ مارا ایرج نے نیزہ کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین چنگاریان آگ کی نیزہ کے پھلون سے اڑنے لگین جب ایرج بند باندھتا ہے کہ نیزہ اسکا ہوائی کرے نور الدہر اسے کھول دیتا ہے جب نور الدہر کوئی بند باندھتا ہے ایرج اسے نہایت صفائی سے کھول دیتا ہے یہانتک کہ تا دیر نیزہ بازی رہی تین سو ساٹھ طعن نیزہ کی رد و بدل ہوئی مگر کوئی کسی پر غالب نہین ہوا سنانین بنا نین نیزون کی بیکار ہو گئین چھڑ بر چھڑ پڑنے لگی جب گرز اٹھا کر ایک نے دوسرے پر حملہ کیا تڑاقہ گرز کا بلند ہوا معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا کمرین مرکبون کی شکست ہو گئین سوار غرق زمین ہوے گرز زدن بھی مطلب برآری نہوئی آخر تلوارین کھینچ گئیں دو بجلیان تھین کہ کوندنے لگین دونون بار بار کے چھکیت ہین

قیامت کی چوٹین چل رہی ہین شمشیر صاعقہ بار کی چمک سے چشم تماشائیان خیرہ ہوئی جاتی ہی جو تلوار پڑتی ہے کسی قدر ضرور سپر کو کاٹتی ہی غرضکہ تا شام تلوار چلی چشم خورشید کبھی ان بہادرون کی تیغ کی چمک سے چکاچوند ہونے لگی مارے خوف کے نا نا نا مغرب کی سمت چلا اور سپر شب نے اپنی سیہ بختی کا دامن فراخ کیا ہر سمت اندھیرا چھا گیا اتنے مین یہ خبر آئی کہ ذوقان جنی دختر سموات پر عاشق ہوا اور اسکو لیکر ملک ریوند دنار بند نار بدست کی طرف روانہ ہوگیا انوار الدہر نے جب اس خبر کو سنا ایرج کو چھوڑ کر اسکے عقب مین چلے جمشید نے بھی لسپر کو ہمراہ لیکر کوچ کیا اور ایرج بھی یہ حال سنکے تعاقب مین روانہ ہوئے اور ان کے ہمراہ سموات بھی ایک لاکھ جن ہمراہ نے کر چلا اب انکو تو تعاقب مین جانے دیجیے جب تک

دو کلا داستان بدیسے ملاحظہ فرمایئے

ہون تیرہ روز کیا ہو ضیا گستر آفتاب
ان گردشون پہ تونے بنایا مگر آفتاب
اک داغ لیگیا ہی فلک مجھسے مستعار
کب سینۂ سپہر کو ہی دو بہر آفتاب
کرتا نہین کسی کی نمایش پسند دہر
اس رنگ کے ہوسکے نہ کبھی ہمسر آفتاب
گردش نصیب رہتے ہین اہل ہنر تمام
ہی سادہ روئی تیری ترا زیور آفتاب
اس بت کے ہجر مین کوئی کھایا نہین ہی داغ
بت کی نگہ بنائے اگر آذر آفتاب
ڈر کر جو کام کرتے ہین پوچھے مین کام مین
بھیگا ہوا نہ پائے اگر بستر آفتاب
کیا ذکر آفتاب ہی لے دل کر اسکی مدح
انکی نظر تو ذرہ سے ہی کمتر آفتاب
شکل انکی دیکھکر عرق انفعال سے
کسطرح بنگیا ہی شہ خاور آفتاب
دیکھے نگاہ مہر جو اسکے حسود پر
ابو حسن انکے دہن کا ہی مظہر آفتاب
کافی ہی انکے دست سخاوت نشان کو سبا
یون مشہور ہی [illegible] آفتاب
[illegible]
[illegible] آفتاب
[illegible]

جاتا ہی میرے سایہ سے بچکر آفتاب
کیا کیا ہی دیکھنے کی شب ہجر مین ہوس
لایا کہان سے ورنہ یہ بدگوہر آفتاب
یارب نگاہ دیکھکے ہوتی ہی خیرہ کیون
گردش مین کسطرح نہ رہے ان بن آفتاب
گرداب حادثات محیط جہان کو دیکھ
کیا جانین تجھ مین کون سے ہین جوہر آفتاب
پوا نہین تلاش مین ورنہ ایک سا
چھپے گا ہر سامنے کیا تھر آفتاب
آہ شرر فشان ہو ڈبتی ہی مشتعل
لرزان ہی مثل صبح تن لاغر آفتاب
ہر خاکسار مہبط انوار حق ہی بات
قرآن جسکے نام کو ہو منکر آفتاب
[illegible] مین کارخانہ مطبع کے وہ رئیس
ہوجائے کیون نہ جسکے قدم کا سر آفتاب
مطبع کو روشنی یہ ہوئی انکی ذات سے
دے چشم روزگار مین کی نشتر آفتاب
انکی عطا نے بخشی ہی رونق جہان کو
آجائے بنکے خود بھی جو گدا آفتاب
ہی علم انکی بزم مین سرگرمی نشاط
[illegible] جسکی آپ کرے منتظر آفتاب
یون حال پر ملازمون کے ہی نگاہ مہر
[illegible] چراغ ذرہ اگر آفتاب

اس خاکدان سے کچھ تو ہی بہتر کہ چرخ کو
گویا کہ ہی جمال رخ دلبر آفتاب
انسان کو صبر ہو تو اٹھائے ہزار داغ
کس کے ظہور حسن کا ہے مظہر آفتاب
اس زلف کی دم شک سے ہو گی برابری
ہر روز ایک سا ہی تجھے چکر آفتاب
جب حسن ہو تو حاجت مشاطگی نہین
ہی خط استوا و خط محور آفتاب
گر چشم حق نگہ ہو تو اسکو بھی تو دیکھ
سے راہ لامکان کی نہ گھبرا کر آفتاب
مانین گے ہم جو جوشش طوفان [illegible]
دیکھو ضمیر ذرہ مین ہے مضمر آفتاب
بابر جو ہین پر آگ نزاین [illegible]
مردم شناس مثل حباب پرور آفتاب
کیا ملکی حضور سے اسکو بھی کب سند
کسطرح زینت فلک اختر آفتاب
اللہ نے دیا ہی وہ خلق و عطا و حلم
سیمین لباس ماہ ہی زرین سر آفتاب
ظاہر ہی انکی رائے سے ہر نکتہ خفی
بنتا ہی انکے ہاتھ مین یارا [illegible]
پاتا جو کچھ جگہ کبھی ترے در پر آفتاب
گویا کہ جلوہ ریز ہی ذرون پہ آفتاب
یہ اور تیرے عارض تابان سے ہمسری

کہدو قدم نہ حد سے رکھے باہر آفتاب
مہر سپہر میں یہ ستارہ نہیں آسمان پہ
اب کیا عروس دہر کو ہو زیور آفتاب
کیا اوج ہو سکے گی اختر وہ دعا کرو
جب تک ہے زینت فلک لخضر آفتاب

ہو ایک ماہتاب کو فیض آفتاب سے
رکھتا ہے بندگی کا یہی محضر آفتاب
اُس فرد پہ ہو نور خرد کی صفت رقم
آمین جس دعا کو کہے سنکر آفتاب
نکلے نہ کام چرخ سے تیرے حسود کا

بجا ہے تیرے جلوہ سے ہر اختر آفتاب
رونق ہر ایک علم کو دی ہے حضور نے
تار شعاع سے جو کرے مسطر آفتاب
جب تک ہے ایک داغ قمر کو لگا ہوا
احباب کے دعا سے ہو باہر آفتاب

نیشان عطار و تحریر و مدو خان جادو تقریر اس داستان سحر بیان کو خامہ عنبر بن شمامہ سے یون تسطیر کرتے ہین کہ جب بدر سرحد عجم مین پہونچا تو چند روز وہان قیام کیا ایک دن قصد آگے چلنے کا کیا تھا کہ پردہ بیابان سے ایک گرد تیرہ و تار اُٹھی کہ گرد با آسمان رسیدہ و پاے غبار بر زمین دوز دیدہ ہوا سنے مارا گرد کو اور گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے کو ہیار بن ما ہیار پچاس ہزار سوار سے بکمال شان و شوکت نمایان ہوا بدر استقبال کے لیے بڑھا بڑی گرمجوشی سے دونون ملاقی ہوسئے اور بفرط اخلاص سے بغلگیر ہوکر حرف و حکایت زبان پر لائے غرض کہ کمال ذوق شوق سے ملاقات ہوئی خیمے برپا ہو گئے بارگاہین ایستادہ ہوئین کو ہیار مع لپنے لشکر اور افسران فوج کے خیمون مین مقیم ہوسئے بدر نے کو ہیار کی دعوت کی سامان ضیافت ترتیب دیا گیا اکل و شرب کا چرچا ہوا بعد ازان صحبت عیش و طرب گرم ہوئی جام بادۂ ناب گردش مین آیا دف دائرہ الغوزہ چنگ و رباب بجنے لگا عین گرمی صحبت مین دونون پھر بزم لقا کو یاد کرکے بہت روئے گوہر اشک صدف چشم سے نکال کر تار مژگان مین پروسئے بعد ازان یہ مذکور زبان پر لائے کہ پہلے ملک باختر پر قبضہ کرین بعد اسکے ماتم خداوند کا برپا کرین تاکہ ہر ایک عقیدت کیش مطلع ہوکر شریک بزم عزاے خداوند ہو اظہار رنج والم بادل دردمند ہو باہم یہ صلاح کرکے بدر نے کہا کہ وہ گیسو بریدہ شوہر دیدہ یعنی ملکہ گوہر ملک کہین فرار ہو گئی ہے اُسے سنے آئین کو ہیار نے کہا بہتر یہ ہے کہ پہلے اس قلعہ کو لے لو پھر آگے چلنا کہ اتنے مین ان دونون کی خبر شہر بانو کو ہوئی آتش غضب بھڑک کر دونون سے ملاقات کی غرض کہ باہم مشورہ کرکے شہر بانو کو سمت عجم روانہ کیا اور آپ ملک سجان کی جانب گرم خیز ہوسے جسوقت شہر بانو ملک عجم مین آئی اُس نے یہ اظہار کیا کہ مجکو کسی کے مذہب و ملت سے سروکار نہیں ہے اس پر تو بیر چلی اور درستی شہر مین مصروف ہوئی اب حال بدر کا سنیئے کہ بدر جسوقت چہار باغ ملک حرمان دلکش مین پہونچا باغ کو دیکھکر نہایت افسوس کیا بدیع الزمان نے بیان بہت بڑی عمارت بنوائی تھی اور باغ کو نہایت آراستہ و پیراستہ کیا تھا کنجاب نے اُس باغ کو برباد کر دیا تھا بدر بربادی باغ کو دیکھکر از بس متاسف ہوا کہ حیف ہے ایسا تر و تازہ باغ صرصر حوادث سے اسطرح ویرانہ ہو جائے یہ تاسف کرتا ہوا جانب سجان روانہ ہوا ہرکارون نے خبر کامل خان بن کنجاب کو پہونچائی کہ بدر مع فوج و لشکر آپہونچا ہے یہ سنکر کامل خان اور ترک جوشن پوش و علقمہ اصطرلابی و مرجان در بازی وغیرہ یہ سب سردار نہایت پریشان ہوسئے شہر مین حفاظت کا انتظام کیا اور آذوقہ بکثرت جمع کر لیا اور شہر سے لشکر کو لیکر باہر آئے خیمہ برپا کیا کہ اس عرصہ مین ستون گرد جانب صحرا سے بلند ہوا اور آواز نقارون کی آنے لگی جب قریب آکر دامن گرد شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ بدر مع کو ہیار پچاس ہزار سوار کی جمعیت سے نمایان ہوسے اور سامنے آکر میدان مین خیمہ و خرگاہ برپا کیے مگر طبل جنگ نہین بجوایا دوسرے

روز جب کہ شہسوار مہر جلوہ اخضر فلک پر نمودار ہوا بدر نے نامہ کامل خان بن گنجاب کو لکھا کہ بہتر اس مین ہے کہ تم جو پیغمبر
قدرت کے بیٹے ہو دین سے اپنے برگشتہ ہو کر عزت اپنی بہت روز تک کھو بیٹھے اب لازم ہے کہ ساتھ اہل اسلام
محاربہ ترک کرو اور اطاعت ما بدولت کی اختیار کرو ورنہ خون کے دریا بہا دون گا یہ نامہ کوہیار لیکر طرف
کامل خان کے روانہ ہوا ہنوز کامل خان کے لشکر تک نہ پہونچا تھا کہ قضا را از اتفاقات روزگار جانب
صحرا سے تتق گرد بلند ہوا جب گرد قریب آ کر شق ہوئی تو ہزار سوار سفید پوش نمودار ہوے جو سپاہیان آکر اُن
کی واسطے خبر کے روانہ ہوئین اُنھون نے آکر بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ یموت بن ساریج جس کو ملک
قاسم خاور سیاہ نے زیر کیا تھا وہ اشراقیہ سے پاس شاہزادہ بدیع الزمان کے جاتا ہے کہ اتنے
مین یموت بن ساریج کا لشکر قریب آ پہونچا دیکھا کہ ایک پہلوان مسلح و مکمل مع چند سواران ہمراہی کے
کہ وہ بھی سب سلاح و سنجوگ سے دریاے آہن مین غرق ہین طرف ملک سنجان کے جاتا ہے اس سے پوچھا تو کون
ہے اور کہان کا عزم رکھتا ہے کوہیار نے بیان کیا کہ مین ایلچی ہون بدر بن زلازل یک چشمی کا پاس کامل خان کے
جاتا ہون یہ سننا تھا کہ یموت کو نہایت غصہ آیا اور کہا او حرامزادے بدر کیا مسخرا ہے کہ جس کا تو ایلچی بنا ہے دور
ہو سامنے سے اور پلٹ جا یہ سنکر اُس نے تلوار ماری یموت نے قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا کلائی مروڑ کر تلوار چھین لی
اور ایک طمانچہ مارا کہ کوہیار کی آنکھون مین دنیا اندھیری ہو گئی یموت نے اسے اسیر کر لیا وہ
چند لوگ جو ہمراہ آئے تھے روتے پیٹتے ہوے سامنے بدر کے پہونچے اور تمام احوال بیان
کیا بدر نہایت غصہ مین آیا اور کہا کہ خیر کل اُس سے سمجھون گا طبل جنگ بجا دو اسی وقت نقارہ زنی پر چوب پڑی
اور آواز نقارہ کی گرمی یہ خبر کامل خان بن گنجاب کو ہوئی یموت کو استقبال کر کے لے گیا
بعد اس کے خود کوس حربی بجوا دیا تمام رات نقارہ گڑگڑائے گئے جوان تیاری جنگ مین مصروف
رہے کہ یکایک پردہ شب سے گریبان سحر چاک ہوا جھونکے نسیم بہار کے چلے طیور درختون پر چہچہے زن ہوئے
کفار بدبخت بت پرستی میدان جنگ مین آئے صف آرائی کی ادھر اہل اسلام نمازون سے فارغ ہو کر عازم
میدان کارزار ہوے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نقابت کر کے نکل گئے تھے کہ بدر بن زلازل
مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا بعد سیر سلح شوری مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے بھائی یموت کا
حوت بن ساریج نکلا اور مقابل ہوا ادھر یموت نے کوہیار کو دار پر کھینچا وہان تلوار چلی
اور حوت زخمی ہوا ترک جوشن پوش نکلا بدر نے نیزہ مارا ترک نے نیزہ اُس کا خالی طعن مین
ہوائی کیا بدر نے غصہ مین آ کر تلوار ماری گھوڑے سے ترک کے سکندری کھائی تیغ سر پر بیٹھا تا دو ابرو
اتر آیا داستانہ مارا تلوار تو جھنا کر سر سے نکل گئی مگر چادر خون کی جو باہر آئی غش طاری ہوا ترک
گھوڑے سے گرا بدر نے اسیر کر کے اپنے لشکر مین بھیجا یہ حال دیکھ کر زرین جنگ میدان مین
آیا بڑی دیر تک لڑا کیا آخر ہاتھ سے بدر کے زخمی ہوا اور کہا کل پھر مین بدر سے لڑون گا شام
ہو چکی تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے باقی داستان فردا

اب چند داستان شاہزادگان ایرج و غیرہ الدہر سے بیان ہوتے ہین

کہ جب درقان شہر ریونہ مین آیا تو سنا کہ ملک ریونہ واسطے شکار کے گیا ہوا ہے پاس اُس کے
پہونچا کہا تو کون ہے اُس نے حال اپنا بیان کیا اور بہت عاجزی کی اُس نے کہا اگر تو امیر مراد بخش کو

سجدہ کر تو مین تجھے پناہ دیتا ہون بلکہ تیری طرف سے خود لڑون گا اور یہ نہایت زبردست سردار ہے زرقان نے
کہا بچشم و دل قبول ہے اور سجدہ کیا ریوند شاہ نے اُسے سپہ سالار کیا اور شہر مین آیا زرقان کی نہایت
عزت کی دنگل اسکو سب سے بالادست دیا صبح کو خبر آئی کہ ایرج اور نورالدہر عقب مین زرقان جنی کے
آتے ہین ریوند نے کہا کچھ پروا نہین ہے اور مع لشکر شہر سے باہر آیا بارگاہ استادہ کرائی کہ اتنے مین
صحرا سے گرد اُڑی اور ایرج و نورالدہر پہونچے ریوند نے انکو آتے دیکھکر طبل جنگ بجوا دیا تمام
رات تقاضے سر پٹیا کیے آخر صبح کو شاہ خاور واسطے فریاد رسی کے برآمد ہوا ریوند صفین آراستہ
کرکے خود میدان مین آیا برچھے کے ہاتھ نکالے جب پسینے مین غرق ہوا نیزہ زمین پر گاڑکر مبارز
طلب کیا ایرج نے مرکب بڑھایا نورالدہر نے بھی گھوڑا آگے بڑھایا یہ کہتا ہے میرا شکار ہے وہ کہتا ہے میرا صید ہے
دونون غصہ مین بڑھتے چلے جاتے ہین نہ اپنی جرأت کا خیال ہے کہ ایک سے دو کو لڑنا نہ چاہیے کچھ
ہوش نہین ہے عشق مین دختر سموات کے مبہوت ہین نورالدہر سمجھا ہے کہ دختر کو مجھے سے ایک کا نقرہ
ہے کہ خبردار مجکو دینا ورنہ مار ہی ڈالون گا ریوند نے پکارا کہ مین تم دونون کو تنہا کرکے گردن کاٹونگا اتنے مین نورالدہر
نے قریب پہونچکر سر پر ریوند کے تلوار ماری تلوار نے خود کو کاٹا عرق چین زرہ ٹوپ وغیرہ سے اترتی
ہوئی چلی تھی کہ سر پر دوسرا وار ایرج کا ہوا ریوند کے چار ٹکڑے ہوے زرقان نے جو یہ حال دیکھا دختر کو لے کر
طرف طلسم آصف کے روانہ ہوا ایرج و نورالدہر نے بسبب سردار کے مارے جانے کے تمام فوج ٹوٹ پڑی
تھی انھون نے بہت لوگون کو مارا آخرکار فوج بھاگی ایرج و نورالدہر نے ہرچند شہر مین تلاش کیا
زرقان کا پتا نہ لگا لیکن تفحص بسیار معلوم ہوا کہ بھاگ کر طرف طلسم آصف کے گیا ہے ایرج نے نورالدہر سے
کہا کہ چلو امیر کی صندلی بھی اسی طلسم مین ہے یہ دونون بھی مشورہ کرکے طرف طلسم کے روانہ ہوے … یدو سموات
نے ہرچند منع کیا مگر ایک نے نہ مانا تا مجبور ہوکر … تو درہ کوہ مین اُترے اور طرف طلسم آصف روانہ ہوے

اب دو کلمہ داستان جنگ بدر سے لشکر اسلام سے بیان ہوتے ہین

کہ جب بدر … ہوکر دوسرے دن میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا تو ہموت بن سارنج مقابل ہوا نیزہ
بازی ہوئی ہموت نے نیزہ … سرکا ہوائی کیا لیکن تلوار سے یہ بھی زخمی ہوکر پھر گیا کامل خان اپنے مرکب کو
چمکا کر مقابل ہوا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی کامل خان نے نیزہ ہوائی کیا تلوار چلی آخر یہ بھی
زخمی ہوے شام ہوگئی تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی آرامگاہ پر آئے کامل خان مع
زخمی سردارون کے رات کو قلعہ بند ہوا اور مہتر سنجانی عیار کو پاس شاہزادہ بدیع الزمان کے
روانہ کیا … بدر نے آکر نہایت پریشان کیا ہے سب سردار زخمی ہین آخر کو قلعہ بند
ہوے عیار … روانہ ہوا یہان علاج زخمیون کا ہونے لگا کہ اتنے مین دیکھا کامل خان نے …
بیابان گرد … تیرہ تیرہ علامت کفر و ضلالت جب گرد شق ہوئی تو دو سو علم فیلاد … پر
دکھائی دیے … تھا ہرکارون نے آکر خبر دی کہ شعبہ قلم کوہی نے پسر … ذات شاہ
زیور شاہ کو بادشاہ کیا اور خدا پرستون سے لڑنے جاتا ہے یہ سنکر کامل خان … بھی پریشان
ہوا لیکن دوسری راہ سے طرف ملک حیران کے چلا کیونکہ اسطرف قحط تھا عیار زرہ پوش … محمد بن کذاب
ہے اس نے آکر … بدر کو خبر دی کہ نبیرہ خداوند جاتا ہے آکر خدمت مین زمین … جب کو بوسہ دو

بدر یہ خبر سنکر لشکر کو چھوڑ کر پاس زیور شاہ کے روانہ ہوا کامل خان کو جب یہ معلوم ہوا کہ بدر لشکر مین
نہین ہی شہر سے نکلکر لشکر بدر پر شبخون مارا اور خزانہ بدر کا لوٹ لیا ترک جوشن پوش کو لے کیا
اور پھر قلعہ مین چلا آیا وہان لشکر مین غدر ہو گیا رات بھر کفار آپسمین لڑا کیے اک ہنگامہ محشر انگیز برپا رہا
باپ کو پسر نے بھائی کو بھائی نے قتل کیا جب صبح ہوئی کچھ لوگ روتے پیٹتے پاس بدر کے پہونچے اور تمام
حال بیان کیا کہ لشکر آدھا رہ گیا کامل خان نے شبخون مارا خزانہ لوٹ لے گیا ترک جوشن پوش کو لے کیا
یہ سنکر بدر نہایت غصہ مین آیا اور زیور شاہ سے اجازت لے کر پھرا اور یہ قصد کر لیا کہ کل اس
شہر کو ضرور لے لون گا اور لشکر مین آتے ہی طبل جنگ بجوا دیا قلعہ پر بھی طبل بجا سامان جنگ درست ہونے لگا
کامل خان نے قلعہ کو آراستہ کیا

اب یہان سے دو کلمے داستان شاہزادۂ بدیع الزمان کے بیان ہوتے ہین

کہ جسوقت عیار سنجانی فرستادہ کامل خان در بندِ جالندہ یہ پر پاس شاہزادۂ بدیع الزمان کے پہونچا
بعد دعا و ثنا بجا لانے کے سب کیفیت بیان کی کہ یون بدر آیا اور سرداروں کو زخمی کیا آخر سب قلعہ
بند ہوئے قریب ہے کہ قلعہ فتح ہو جائے اور سنجان مین عملداری کفار پھر ہو جائے یہ سنکر شاہزادۂ
بدیع الزمان نے سامان کوچ کر کے آگے عیار کو روانہ کیا عیار طرف سنجان کے گیا لیکن بدیع الزمان
جو کوچ بکوچ قریب ملک عجم کے پہونچے قیام پذیر ہوئے لیکن کوئی واسطے استقبال کے نہ آیا شب کو
کچھ لوگ آئے اور بیان کیا کہ بدر نے عجم لے لیا اور شہربانو بھی عجم مین ہے بدیع الزمان عجم مین داخل
ہوئے یہ خبر شہربانو کو ہوئی اُس نے لشکر کشی کر کے نقارہ رزمی بجوا دیا تمام رات تیاری جنگ مین بسر
ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے اُدھر سے شہربانو نکلی مبارز طلب کیا جب ادھر سرداروں نے
عورت کے مقابلہ کو نکلنا عار سمجھا تو شہربانو لشکر سمیت آگر گرمی جنگ مغلوبہ ہوئی تلوار چلنے لگی آخر کار
شہربانو شکست کھا کر بھاگی اور شہر سے نکلکر درۂ کوہ مین قیام پذیر ہوئی بدیع الزمان نے آگے
چلنے کا ارادہ کیا مردمان شہر اس سے بہت ڈرے ہوئے تھے شاہزادے کو روکا بدیع الزمان نے فضل بن
کیا ہور خون آشام کو وہین چھوڑا چالیس ہزار سوار اطاعت مین دیے اور آپ سرحد عجم مین آئے داخل
حاکم ہوئے کو ہر ملک کو دیکھا گوہر ملک بدیع الزمان کو دیکھکر رونے لگی بدیع الزمان نے گلے سے
لگایا اور ایک شب وہان رہے صبح کو کوچ کر کے چار باغ مین آئے اسکو ویران دیکھکر نہایت افسوس کیا
جوان مرد قصاب کو دو ہزار آدمی سے چار باغ مین چھوڑا اور آپ آگے روانہ ہوے لیکن بدر بن
زلازل نے طبل بجوا ہی دیا تھا صبح کو قلعہ پر یورش کیا کامل خان خود فیل بند دروازہ سے پہ
دوربین لگا کے بیٹھا دیکھا کہ کفار بلا کیسے چلے آتے ہین جسوقت زد پر آگئے گولندازون کو اشارہ کیا توپین
چلنے لگین جگر زمین کا ہول سے شق ہونے لگا جتنے زد پر آگئے تھے ایک ہی باڑھ مین سب مر گئے باقی کفار
بھاگ کر پلٹے بدر کو نہایت غصہ آیا اور بیٹھکر مرکب پہ تنہا طرف قلعہ کے متوجہ ہوا گرز ہاتھ مین استوار کیا گھوڑے
کو اُٹھا کر طرف قلعہ کے چلایا تو اہل قلعہ خوش تھے کہ یلغز کفار کا توڑا اب جو دیکھا کہ بدر آتا ہے نہایت پریشان ہوے
لیکن جسوقت بدر زد پر آیا گولے مارنا شروع کیے لیکن بدر خالی دیتا ہوا چلا آتا ہے جب خندق پر
پہونچا گھوڑے کو ایڑ کی مرکب جست کر کے خندق کو پھاند کر برابر دروازہ قلعہ کے آیا دیکھا اہل قلعہ نے

بدر زیر دیوار قلعہ کھڑا ہو دست بدعا ہوئے کہ ای کریم کارساز ای مالک بے نیاز بچا اس حرامزادے سے
ادھر بدر نے گرنا ہاک دروازہ قلعہ کا توڑا تھا بدر نے اندر جانے کا قصد کیا تھا کہ اہل اسلام کی ہراسانی سے
دریائے رحمت الٰہی جوش مین آیا اور پردہ بیابان سے تتق گرد بلند ہوا جسوقت گرد شق ہوئی شاہزادہ
بدیع الزمان کئی لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچا بدر یہ حال دیکھکر افسوس کنان طبل بازگشت بجواکر پھر گیا
تمام شہر مین اور قلعہ پر طبل شادمانی بجا زخمی سردار واسطے استقبال کے قلعہ سے باہر آئے اپنے مالک کی تصدق ہوئے

لیکن اب حال فضل خان بن کیا ہوکا بیان ہوتا ہی کہ جسے بدیع الزمان حفاظت عجم کیلیے چھوڑ آئے ہین اب وہ حال سنیے

فضل خان عجم مین تھا کہ ایک روز ہرکارون نے شرربانو کو خبر دی کہ بدیع الزمان طرف سیستان کے
روانہ ہوا فضل رہگیا ہو اور کو عجم مین چھوڑ گیا ہو وہ یہ سنکر شب کو مع فوج چلی اور آکر لشکر گاہ پر
شبخون مارا قتل کرنا شروع کیا غلغلہ برپا ہوا فضل شور سنکر خیمہ سے نکل آیا سنا کہ شرربانو شبخون لائی
ہی یہ سنکر جلدی سے مرکب پر بیٹھکر تلوار کھینچی اور تجسس مین شرربانو کے چلا راہ مین مقابلہ ہوا تلوار
چلی مرکب فضل خان کا مارا گیا فضل پیدل ہوا شرربانو نے دوسری تلوار ماری کہ سر فضل کا بھی
زخمی ہوا لوگ فضل کو سامنے سے لے گئے اور لشکر نے فضل کے شکست کھائی فضل نے عیار کو اپنے
بادشاہ عجم کے پاس بھیجا کہ اگر تم کہو تو مین چلا آؤن اس نے قبول نہ کیا فضل مجبور و ناچار مع لشکر
بھاگ کر چار باغ مین پاس جوان مرد قصاب کے آیا دوسرے روز شرربانو نے لشکر جوان مرد پر بھی
شبخون مارا جوانمرد نے مقابلہ کیا زخمی ہوا آخر شرربانو فضل و جوانمرد دونون کو گرفتار کرنے لگی
لیکن جسوقت یہ خبرین پیہم گوہر ملک کو پہونچین نہایت غصہ آیا اور پروردگار پر تکیہ کر کے لباس مردانہ پہنا
اور ہتھیار لگائے نقاب چہرہ پر ڈالی نیزہ ہاتھ مین لیا گھوڑے پر سوار ہو کر چلی ہر چند ملوک عجم نے منع کیا
مگر نہ مانا اور لشکر شرربانو پر شبخون کر کے قتل کرنا شروع کیا یہ خبر شرربانو کو ہوئی کہ ایک نقابدار لشکر کو قتل
کر رہا ہی یہ سنتے ہی شرربانو مرکب پر سوار ہو کر طرف نقابدار کے چلی اور آواز دی کہ او نقابدار بدکردار کیون
میرے لشکر کو قتل کرتا ہی نقابدار نے کچھ جواب نہ دیا جسوقت شرربانو قریب نقابدار پہونچی نیزہ مارا
گوہر ملک نے نیزہ اسکا ہوائی کیا شرربانو نے تلوار ماری پس تلوار کو پشت شمشیر پر روک کر خود وار
کیا شرربانو نے سپر بلند کی مگر تلوار جو گرتی ہی سپر کے دو ٹکڑے کیے خود کو کاٹا دو ابرو ترائی اس نے
سر پیچھے کو کھینچا تلوار سر مرکب پر پڑی کہ گردن مرکب کی قلم ہو گئی شرربانو اور مرکب دونون
غلطان و پیچان زمین پر آئے لوگ اسے لیکر بھاگے گوہر ملک نے فضل خان اور جوانمرد
قصاب کو بھی رہا کیا نقارہ ظفر بجا شرربانو شکست کھا کر بھاگی یہ خبر بدیع الزمان کو پہونچی گوہر ملک نے
یون نقابدار بنکے شرربانو کو شکست دی اور اپنے سردارون کو رہا کیا نہایت خوش ہوئے
وہان بدر کہ بدیع الزمان کے آنے سے طبل بازگشت بجوا کر قلعہ پر سے پلٹ آیا تھا جب
رات ہوئی آکر بارگاہ مین بیٹھا جام مے ناب گردش مین آیا صحبت رقص و غنا گرم ہوئی جب خوب
نشہ ہوا بدر نے حکم کیا کہ طبل جنگ بجے ہرکارون نے خبر شاہزادہ بدیع الزمان کو دی فرمایا
ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ حربی

پرچوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال بدر مرکب کو جھکا کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا اس طرف سے شاہزادہ بدیع الزمان مقابل ہوا بدر نگاور کو بچا گیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی چند طعن مین شاہزادہ سے نیزہ بدر کا ہوائی کیا اُس نے غصہ مین آکر تلوار ماری بدیع الزمان سے چاہا تھا کہ بند دست پہ ہاتھ ڈال دون کیونکہ تلوار مارنا بدر کو بیکار ہے کر بسبب خفتان مرصع بند سے تیغ اس پر اثر نہین کرتی لیکن قضاے کار اتفاقات روزگار گھوڑے نے سکندری کھائی تلوار بدر کی سر پر بیٹھی بدیع الزمان نے فوراً داستانہ مار کر تلوار چھینا کر سر سے نکلی شاہزادہ بدیع الزمان نے اسی حالت مین ایک ہاتھ کمر بند مین بدر کے ڈال دیا بدر نے دوسری تلوار ماری بدیع الزمان نے سپر پھینک کر کلائی پکڑ لی جس سے شانہ بھی زخمی ہوا مگر مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور زین سے اٹھا لیا سر پر چرخ دے رہے تھے کہ فوج کفار دوڑ پڑی یکایک کمر بند بدر کا ٹوٹا اور یہ زمین پر گرا لوگ اس کے آگئے تھے اسے بچا لے گئے بدر گریزان ہوا اہل اسلام داخل قلعہ ہوئے علاج وغیرہ بدیع الزمان کا ہونے لگا کہ دوسرے روز بدر نے آکر پھر قلعہ کو گھیر لیا انھین اسی حالت مین چھوڑیے ۔

اب چند کلمہ داستان طلسم آصف بن برخیا کے اور جانا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان اور ایرج نوجوان کے بیان ہوتے ہین

کہ جب ایرج و نور الدہر درہ طلسم مین در آئے ایک صحرا ملا اس صحرا مین جاتے جاتے قریب کوس بھر کے پہونچے ہون گے کہ ایک میدان سبز و خرم نظر آیا اور اُس میدان مین ایک قلعہ دکھائی دیا کہ ہزار برج اسکے تھے اور ہر برج مین غول بیٹھے تھے کہ آنکھین جنکی مانند مشعل کے روشن تھین اور ہر برج مین ایک ایک طاق تھا اور ہر طاق مین زنگ آویزان تھے اور ایک کرسی رکھی تھی اُس پر ایک بندر اندھا گردن بندھا ہوا بیٹھا تھا اور دروازے پر ایک زاغ سیاہ کوہ پیکر بیٹھا ہوا تھا اور ایک طرف طلسم کے میدان مین پانچ سو درخت چنار سر بفلک کشیدہ نظر آتے تھے اور ہر درخت کے نیچے کماندار تیر و کمان جوڑے ہوئے تیس بیٹھے تھے یہ رنگ دیکھکر ایرج و نور الدہر آگے بڑھے کہ کمانداروں نے کمانین کھینچین اور وہ زاغ اڑکر بلند ہوا اور اُس بندر نے عمود ہر زنگ پر مارا کہ صداے ہولناک پیدا ہوئی اور قلعہ چرخ کھانے لگا اور غولون نے تالیان بجائین جس سے اور شور و غل پڑ گیا کہ یکایک ایک اژدہا قلعہ سے باہر آیا دو نقارہ اُسکی پشت پر رکھے ہوئے تھے اور ایک دیو اُس پر سوار تھا اُس دیو نے نقارہ پر چوب ماری کہ دوسرا اژدہا قلعہ سے باہر آیا ایرج و نور الدہر بیہوش ہو کر اس کے شکم مین چلے گئے بعد چند عرصہ کے جب ہوش آیا تو اپنے کو ایک باغ سبز و خرم مین پایا کہ گلہاے بوقلمون کھلے ہوئے ہین جانوران خوش الحان زمزمہ سرائی مین معروف ہین صدہا آدمی کام مین مشغول ہین کوئی کیاریان درست کر رہا ہے کوئی قلمین لگا رہا ہے کوئی پانی سینچ رہا ہے میوہ گونا گون پھلا ہوا ہے کہ ایرج و نور الدہر کے جی مین آیا کہ کچھ میوہ کھانا چاہیے دوڑ کر ہاتھ شاخ درخت کی طرف دوڑایا وہ شاخ بلند ہو گئی دوسری شاخ پکڑنی چاہی وہ بھی اونچی ہو گئی اسی طرح جس شاخ کے پکڑنے کا قصد کیا وہ اونچی ہو گئی مجبور ہو کر بیٹھ رہے یونہین تین روز کا عرصہ گذر گیا جب تیسرے روز بھوک کے مارے بہت مضطر و پریشان

ہوئے درخت پر چڑھنے کا قصد کیا کہ ایک آواز پیدا ہوئی کہ خبردار درخت پر نہ چڑھنا ورنہ پچھتاؤگے اور یہان
لکھا تھا بغیر مزدوری کے ممکن نہ ہوگا یہ کسی کی نہ سنتے تھے درخت پر چڑھنے لگے جس درخت سے لپٹے وہ نظرون
سے پنہان ہوگیا جب اُس سے علیحدہ ہوئے پھر نظر آنے لگا اسی اثنا مین ایک دیو پیدا ہوا کہ تین
شاخین اُسکے سر پر تھین اور دو بیل فولادی اُس کے ہاتھون مین تھے وہ ایرج و نورالدہر کو دیے اور
کہا کہ دن بھر روڑے کوٹ کر سڑک بناؤ شام کو کھانا نصیب ہوگا ورنہ مارے بھوک کے مرجاوگے ناچار
یہ بھی اپنے کام مین مصروف ہوئے جب شام ہوئی تو وہی دیو دو روٹیان لے کر آیا ایک ایک دونون کو
دے کر چلا گیا اُن شاہزادون کو کہ جو ہمیشہ غذاے لطیف کھایا کیے تھے ایک ایک روٹی تیسرے دن
نصیب ہوئی شکر پروردگار بجالاکر کھائی چشمہ سے پانی پیا سو رہے جب صبح ہوئی پھر کام مین مصروف
ہوئے شام کو حسب معمول دیو آکر روٹی دے گیا اسی طرح ایک ہفتہ کا زمانہ گذرا ایک روز ایرج کام مین مصروف
تھا کہ نورالدہر نے کہا کیون ایرج اسوقت تو تم امیری کی جگہ ہمکی صندلی پر بیٹھے ہوئے ہو واہ کیا شان
و شوکت تھی ایسی ہی ایرج نے کہا مین تو نہین مگر شاید تم بیٹھے ہو جو مجھپر طعن کرتے ہو نورالدہر نے
جواب دیا کہ بیٹھے تو نہین ہین مگر بیٹھین گے ایرج نے کہا کیا مجال نورالدہر نے بیل فولادی خبردار کہکر
ایرج پر مارا ایرج نے بیل کو بیل پر روکا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ آسمان کو نکل گیا جگر زمین ہول
سے شق ہوگیا تیرہ گرد بلند ہوا ایرج نے بھی جواب مین ایسی ضرب ماری کہ وہی حالت نورالدہر کی بھی ہوئی
جو ایرج کی ہوئی تھی یہانتک باہم کی ضربین چلنے کی نوبت آئی تمام قلعہ گونج گیا غولون نے
یہ رنگ دیکھکر تالیان بجائین کہ زمین مین زلزلہ پیدا ہوا و زاغ سیاہ معظم خوردہ آیا اور ان دونون کو
زمین باغ پر گرا کر چلا گیا

اب بیان سے چند کلمہ داستان آمد نقابدار سبزپوش کے فتح کرنا طلسم آصف کو اور لینا صندلی
صاحبقران کا اور رہا کرنا ایرج و نورالدہر کو بیان کرتے ہین۔

کہ جب وہ زاغ ایرج و نورالدہر کو زمین پر گرا کر چلا تو سامنے سے ایک نقابدار سبزپوش نظر آیا لوح
گلے مین اسکے پڑی ہوئی تھی اُسکی شکل دیکھکر بیتاب ہوا اور چاہا کہ بھاگ کر نکلجاؤن نقابدار نے
بزوری تمام تیر مارا زاغ بچکر چلا تھا کہ تیر سینہ پر بیٹھا زاغ قلابازیان کھاتا ہوا زمین پر گرا زمانہ تیرہ و تار
ہوگیا آندھی چلی خاک اُڑی بعد کچھ دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من زاغ جادو بود یکایک ایک دیو مہیب پیدا ہوا
کہ رویین تن و زمینی بدن تھا گرز ہاتھ مین استوار کیے ہوئے زیب نقابدار کے آیا اور اس زور سے چنگھاڑا کہ تمام قلعہ
تھرا گیا اور گرز نقابدار پر مارا نقابدار نے گرز کو سپر پر روکا اور ہاتھ کلائی پر ڈالدیا لیکن ضرب سے دیو کی ایک
ٹانگ پڑگیا تھا اور تمام عمارت باغ کی گر پڑی تھی کہ نقابدار نے نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر کمربند
دیو کا پکڑ کر جو زور کیا سر سے بلند کرلیا اور چیخ دے کر جو زمین پر مارا تو استخوان پارہ پارہ ہوگئے اسی
اثنا مین غبار تاریک بلند ہوا اور آواز غولون کی آئی دیکھا نقابدار نے کہ صد ہزار غول تالیان بجاتے
ہوئے چلے آتے ہین یکبار آتے آتے نظرون سے غائب ہوگئے بعد اسکے صد ہزار درختون پیدا ہوئے
نظر آئے کہ کبھی باہم لڑتے ہین اور قلابازیان کھاتے ہین تلقاریان مارتے ہین کہ ناگاہ نقابدار
کے گلے مین جو لوح پڑی ہوئی تھی اُس لوح کو درمیان غولون اور درختون کے پھینک دیا اور نقارہ

سلیمانی کے ہمراہ تھا بجوادیا پس بمجرد لوح پھینکنے کے غول ایک طرف سے اور بندر ایک طرف سے دوڑے اور
باہم لڑنے لگے کہ دریاے خون جاری ہو گیا یہان تک کہ ایک غول اور ایک بندر باقی رہ گیا سب مر گئے وہ بھی
باہم لڑا کیے یہان تک کہ بندر نے غول کو مارا اور لوح لینے چلا تھا کہ نقابدار نے تیر مارا وہ تیر بندر کی
پیشانی پر پڑا نقابدار نے لوح اٹھالی کہ یکایک شور و غل برپا ہوا ہواے تند چلی ابر ہفت
رنگ پیدا ہوا صداے رعد کے گرجنے کی آئی ابر سے برق باری ہونے لگی ہزار بجلیان کوندھ کر ہر
طرف گرتی تھین اور ایک جانب سے ایک اژدر قلابہ آتشین چھوڑتا ہوا نمودار ہوا اور نقابدار پہ
حملہ آور ہوا نقابدار نے ایسی لکد ماری کہ سر اژدہے کا بخش زمین ہو گیا یکایک ابر شق ہوا اور
اس مین سے ایک ساحرہ نمودار ہوئی کہ ہاتھ مین اس کے ایک گلدستہ سحر تھا وہ اس نے نقابدار
پر کھینچ مارا جسکا ہر پھول ایک برق جوالہ ہو کر طرف نقابدار کے چلا نقابدار نے عکس لوح کا ڈالا پھول
کمھلا کر گر پڑے اس نے جب یہ دیکھا کہ اتنا بڑا سحر میرا خالی گیا جس کے تیار کرنے مین ایک عمر صرف
کی تھی گھبرا گئی اور بھاگنے کا قصد کیا کہ نقابدار نے تیر بہرہ کمان مین پیوستہ کیا اور اس ساحرہ پر
مارا تیر کلیجہ پر اسکے پڑا تڑپ کر زمین پر آئی اور ایک دو پیر زمین پر مارے کہ ایک زنگی پیدا ہوا کہا
ارے حرامزادے مجھے نکال لیجیو مین نے تجھکو کس دن کے لیے پالا تھا یہ سنتا تھا کہ وہ زنگی کہ ایک ہاتھ مین اسکے
بوتل شراب کی تھی اور ایک مین جام تھا دونون کو نقابدار کی طرف لڑا کر پھینکا یا وہ دونون چور
ہو گئے اور ٹکڑے انکے جو جسم نقابدار پر پڑے تو آبلے پڑ گئے چکر آ گیا اور زنگی اس ساحرہ کو
لیکر بھاگا کہ عیار نقابدار کے ساتھ تھا اس نے آواز دی کہ اے شہریار ہوش مین آیئے حریف نکلا جاتا
ہے نقابدار نے جلدی سے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ ساحرہ جسے تو نے تیر مارا تھا زمین پر نہ گرنے پائے
کہ پھر رنگ ہوائی کر اگر شاید اتفاق سے تا زمین پہونچ جائے اور زنگی پیدا ہو تو لوح آگے اس کے
پھینک دے جب وہ لوح اٹھانے چلے تو تیر سے کام اسکا تمام کر اور خون زنگی کا علاج آبلہ جسم کا ہے یہ
دیکھکر نقابدار نے آواز دی کہ ارے لوح لیتا جا یہ کہکر لوح پھینکی زنگی خوشی خوشی دوڑا جیسے ہی قریب
لوح کے آیا نقابدار نے تیر مارا کہ گلے پر زنگی کے بیٹھا اور فوارہ خون کا گردن سے جاری ہوا پس نقابدار
قریب پہونچا اور خون اس کا آبلون پر ملا فوراً صحت ہو گئی وہ زنگی اور ساحرہ دونون تڑپ تڑپ کر دم توڑ
رہے تھے کہ نقابدار نے ایک ایک ہاتھ تلوار کا چھوڑ کر انکی شکلین آسمان گئین فوراً آندھی چلی خاک اڑی
زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آوازین عجیب پیدا ہوئین کہ کشتی مرا نام میمون جادو بود حیف مردیم و جان دادیم
و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ نہ وہ عمارت ہے نہ وہ درخت چمن نہ باغ ہے ایک
میدان وسیع ہے کہ اتنے مین آسمان کی جانب سے چند ہزار دیو و پری تخت نقابدار کا لیے ہوئے زمین
پر آئے نقابدار تخت پر جلوہ افروز ہوے طبل سلیمانی کہ جس کی آواز دوازدہ فرسنگ تک جاتی تھی بجا اور
علم اژدہا پیکر سر پر نقابدار کے کھلا ایرج و نورالدہر دونون زخمی کھڑے دور سے تماشا دیکھ رہے
تھے اور حیران تھے کہ اتنے مین نقابدار نے کہا اے جوانو تم کون ہو اور کیون متحیر ہو شاہی مین نے کہ تمنے
امیر کی جانشینی کے لیے بڑی محنت و مشقت کی ہے اگر تم اولاد ابراہیم نہ ہوتے تو مین تم کو بہت ذلیل کرتا
ایرج و نورالدہر از بسکہ اسکی بہادری دیکھ چکے تھے کچھ جواب نہ دیا جب اسکے نقابدار نے کہا کہ

میری اطاعت تم کو قبول کرنا لازم ہے کہ مین نے تمکو اس بلا سے چھڑایا کہ تم قید تھے اور اساسہ صاحبقرانی بھی اس
وقت میرے قبضہ مین ہے دونون نے جواب دیا کہ جو ہمین زیر کرے ہم اُسکی اطاعت کرتے ہین ورنہ اطاعت کی
امید نہ رکھو نقابدار نے کہا خیر بہتر ہے سبائل مین سمجھا جائیگا القصہ ذرقان جنی سے سوال اسلام کیا
اُس نے انکار کیا نقابدار نے ذرقان کو قتل کیا جمشید و سموات دونون مسلمان ہوئے دخترِ
سموات پسرِ جمشید کو دیا نور الدہر وایرج کا معالجہ کیا بعد اُسکے دونون کو طرف سبائل کے یہ کہکر
روانہ کیا کہ مہم ملک مصفائے ازرق پوش کو سر کرو ہم بھی بعد تمہارے آتے ہین اور دیو و پری کا اپنے
ہمراہ لیکر طرف آسمان کے روانہ ہوا

چند کلمے داستان شاہزادہ بدیع الزمان اور ملک قاسم عالیشان کے بیان ہوتے ہین

کہ جب بدیع الزمان زخمی ہو کر شہر مین آئے تھے مرجان کو طرف سبائل کے روانہ کیا تھا جب وہ سبائل
مین پہونچا تمام حال بیان کیا قاسم اپنے فرزندون سمیت واسطے مدد بدیع الزمان کے روانہ ہوئے
لیکن یہان بدر نے طبل جنگ بجوا دیا بدیع الزمان درد زخم سے بیہوش تھے اہل قلعہ نے سامان اپنا درست کیا
جب زمانہ شب کا برطرف ہوا اور پردہ شب سے روئے سحر ظاہر ہوا جھونکے نسیم بہار کے چلے طائر باغون مین
چہچہہ زن ہوئے مسجدون مین آواز اللہ اکبر بلند ہوئی مندرون مین سنکھ پھکا آفتاب عالمتاب برآمد ہوا کہ یکایک
بدر نے دلازل یک چشمی مع فوج یلغار کیے اُن نعرے چلا ادھر کو تیراندازون نے سیدھ باندھی جب دیکھا
کہ زد پر آگئے ہین توپین مارنا شروع کین ہتنے گولے لمبی کر صفین بچھا دین لیکن بعد تھوڑی دیر
کے دیکھا کہ بدر برلب خندق کھڑا ہوا ہے اور لات زنی کر رہا ہے ایک پتھر قلعہ پر سے پھینکا کہ جو چالیس من کا
تھا وہ پتھر قریب سر بدر کے پہونچا بدر نے سر اپنا تو بچایا لیکن پشت سے رگڑتا ہوا گھوڑے کے پیٹھ
پر پڑا کہ بدر گھوڑے سمیت خندق مین گرا اب لوگ بھی اُسکے آگئے تھے بدر کو نکال لے گئے اور دس ہزار
آدمی بدر کے کام آئے بدر تو بیمار ہوگیا دوسرے روز بدر اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا کہ خبر آئی لشکر شاہزادہ
خاور سپاہ کی پہونچی بدر نے سعید قلم کوہی کو بلا کر کہا کہ قاسم آنے نہ پائے اُس نے آکر راہ روکی قاسم نے
غصہ مین طبل بجوا دیا سعید نے بھی طبل بجوایا تمام رات نقارے سر پٹکا کیے صبح کو دونون لشکر میدان
مین آئے سعید بھی میدان مین آیا مبارز طلب ہوا اُدھر سے قاسم نکلے تگا ور جلی گھوڑا سعید قلم کوہی
کا پس پا ہوا اُس نے نیزہ مارا قاسم نے نیزہ ہوائی کیا گرز مارا گرز بھی چھین کر پھینک دیا سعید قلم کوہی نے
تلوار ماری قاسم نے پشت شمشیر پر روک کر جو وار کیا تلوار سپر کو کاٹتی ہوئی خود کو رد کرتی ہوئی تا دو ابرو
اتر گئی سعید نے سر نیچے کھینچا تلوار سر سے نکلی مگر غش آگیا لوگ اُسے لے گئے قاسم مع لشکر مقابل مین
بدر کے لشکر اترا ہوا انھین تو یہین چھوڑیے

اب چند کلمے داستان لاہوتک غول کے بیان ہوتے ہین

کہ جب لاہوتک جزیرہ لبالب مین پہونچا آخر شش زحل پیشانی خدمت مین لاہوتک کے حاضر ہوا اور
عرض کیا کہ اس جزیرہ مین ایک درخت نہایت عجیب ہے کہ اُس نخل پر ہزارون جانور اپنے پرون کا سایہ کیے
رہتے ہین اگر اُسکا حال معلوم ہو جائے تو مین جانون کہ آپ خداوند ہین اور سجدہ بھی کرون لاہوتک نے
کہا کہ بے اسکے تو سجدہ نہ کرے گا اُس نے کہا نہین یہ راز خداوندی ہے کسی وقت مین جب مصلحت ہوگی ظاہر کیا

آخر اس نے نہ مانا لاہوتنک نے آدم خوارون سے کہا کہ اے عماو سب ٹوٹ پڑے اور حصہ بانٹ کر لیا اب لاہوتنک پاس اس درخت کے آیا دیکھا کہ واقع مین ہزار ہا جانور سایہ پرون کا کیے ہوئے ہین لاہوتنک نے تلوار سے درخت کو قلم کیا جڑ کھدوائی تو ایک انگوٹھی نکلی کہ وہ خاتم سلیمان تھی اُسنے ہاتھ مین پہنا دیکھا کہ سب جانور سر پر لاہوتنک کے سایہ کیے ہوئے ہین بہت خوش ہوا کہ یہ سامان تو بڑے خداوند لقا کو بھی نہ نصیب ہوا ہوگا اتنے مین چار دیو سامنے آئے سلام کیا اور کہا کہ ہم اُسکے فرمانبردار ہین جسکے پاس یہ انگوٹھی ہو لاہوتنک نے کہا جو کہین وہ کروگے کہا ضرور اس نے کہا بہتر وقت پر سمجھا جائیگا لیکن وہ دونون شیطان بچے جو اسکے ساتھ تھے اور خبر نیک و بد کی دیتے تھے اُنھون نے لاہوتنک سے کہا کہ ہم اب رخصت ہوتے ہین لاہوتنک نے کہا کیون کہا یہ انگوٹھی جب تک تمھارے پاس ہے ہم رہ نہین سکتے لاہوتنک نے کہا اچھا مین بعد چندے کے اسے جب اگر ڈالونگا غرضکہ وہ دونون روانہ ہوے اور لاہوتنک کشتی پر سوار ہوکر طرف فرنگوشیہ کے روانہ ہوا بعد اُسکے جانے کے دیو ننگ آیا خدمت مین شاہ اسلام کے حاضر ہوا اور خبر فرخ شعشعہ بن قہقہہ کی بیان کی اور کہا کہ اورنگ تلے پور سے بھاگ کر آیا ہے فرنگوشیہ سامان آج لڑائی ہوئی اور ایک شعشعہ دیو بن بھی ہے فرنگوشیہ نے شکست کھائی قلعہ بند ہے ملکہ آسمان پری نے فرمایا ہے کہ قمور دیو پرور کو واسطے مدد کے روانہ کرو مین انھین لینے آیا ہون شاہ اسلام نے اجازت دی قمور دیو پرور کو لیکر روانہ ہوا

اب کچھ حال شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان اور ایرج نوجوان کا سنیے

کہ جب یہ دونون طلسم سے چھوٹ کر اپنے لشکرون مین آئے تو بدیع الزمان اور قاسم عالیشان کو نہ پایا حال پوچھا قارن نے تمام کیفیت بیان کی نورالدہر کرب کے پاس آئے اور کہا کہ آپ والد بزرگوار کی منکوحہ سے گئے کہ قاسم روانہ ہوے یہ اچھا نہوا کرب نے کچھ جواب نہ دیا نورالدہر بھی خاموش ہو رہے کہ ایک روز شاہ اسلام نے فرمایا کہ ہے کرب غازی امیر نے فرمایا تھا کہ تم تین روز سے زیادہ سبائل مین نہ رہنا دو برس گذر گئے ہین کہ مین خواب پریشان دیکھتا ہون دوسرے روز کرب و حارث و سعد ہفت در ہند کی طرف روانہ ہوے

اب چند کلمے لاہوتنک غول کے بیان ہوتے ہین

کہ جب اس نے انگشتری سلیمانی پائی تو تین ہزار آدمی کا لشکر لیکر طرف شہر فرنگوشیہ کے روانہ ہوا لیکن حال فرنگوشیہ کا یہ تھا کہ مالک بن ملکوت شاہ اور خواجہ فرخ بازرگان باہم بیٹھے ہوے شراب خواری کر رہے تھے کہ یکایک صحرا کی طرف ہزار ہا چراغ روشن دیکھے شعلہ بن دیو جبر کو واسطے خبر کے روانہ کیا جب شعلہ کنارے دریا کے پہونچا دیکھا کہ ایک لشکر عظیم اترا ہوا ہے شکل اپنی تبدیل کرکے داخل لشکر ہوا سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ دیکھا کچھ لوگ باہم بیٹھے ہوے مصروف شراب خواری ہین اور کہہ رہے ہین کہ مسلمانون نے جس بیدردی سے خداوند کو مارا دیکھنا کہ لاہوتنک خداوند زادہ کیسا انکو بھی مزا چکھاتا ہے ایسی فتح اُسکے ہاتھ لگی ہے کہ تمام دیو و پری فرمانبردار ہین یہ خبر سنکر شعلہ عیارہ خدمت مین مالک بن ملکوت شاہ کے آیا اور سب حال لاہوتنک کا بیان کیا مالک بن ملکوت شاہ یہ خبر سنکر نہایت پریشان ہوا کہ دوسرے روز خبر آمد لاہوتنک کی ہوئی مالک نے قلعہ کو آراستہ کیا آپ فیل بند دروازے پر بیٹھا ہوا تھا کہ دیکھا جانب صحرا سے تیرہ گرد عظیم بلند ہوا دیکھا کہ آگے آگے تین سو ہاتھی

جمع ہے تین سو علم نشانہ تین لاکھ سوار کا اور ہر علم کے پھریرے پر تعریف لاہوتنک و نقاکی مرقوم تھی بعد
اسکے جلوس سواری کا گذرا پھر دیکھا کہ تخت لاہوتنک کا چار ہاتھیون پر کسا ہوا ہے اور ملک عرواق اور
ہمائل شاہ دست راست پر اور لشکر آدم خوارون کا دست چپ کی جانب اس شان و شوکت سے یہ
غول بچہ آکر سامنے قلعہ کے اترا بارگاہین استادہ ہوئین یہ رنگ دیکھکر فرخ نے مالک بن ملکوت شاہ سے
کہا کہ کسی کو واسطے خبر کے شاہزادہ ایرج نوجوان کی خدمت مین روانہ کیجیے یہ سنکر مالک نے شعلہ کو نامہ
دیکر روانہ کیا لیکن لاہوتنک نے دوسرے دن شہر مین آنے کا قصد کیا اہل قلعہ مانع ہوئے اس نے طبل
جنگ بجوایا یہ خبر مالک بن ملکوت شاہ کو ہوئی قلعہ پر بھی کوس حربی بجا تمام رات تیاری جنگ مین
بسر ہوئی صبح کو لاہوتنک نے آدم خوارون کا لشکر واسطے قلعہ گیری کے روانہ کیا وہ یلغر کرکے سوا روی مین جمعیت
کثیر چلے آتے تھے جب اہل قلعہ نے دیکھا بہت گھبرائے لیکن خدا کو یاد کیا اور جب آدم خوار زد پر آئے
گولے مارنا شروع کیے بیانک گولے مارے کہ ستر کرو دیا دو ہزار آدم خوار مارے گئے اور قلعہ تک رسائی
نہ ہوئی پس یہ رنگ دیکھکر لاہوتنک نے غصہ مین آکر دیوون سے کہا کہ اس قلعہ کو توڑ ڈالو دیو حکم
پاتے ہی چلے اہل قلعہ خوش خوش لڑائی سر کیے ہوئے بیٹھے تھے کہ ایک مرتبہ دیوار قلعہ کی اڑ اڑا کر گری
بہت سے اہل اسلام دب کر مر گئے کچھ لوگ بھاگے تھے کہ ایک دوسری دیوار گری سب قلعہ سے نکل نکلکر بھاگے
کہ یہ کیا بلائے عظیم ناگہانی ہے کہ ایسا مستحکم قلعہ یون گرا پڑتا ہے آن واحد مین دیوون نے تمام قلعہ کو برباد کیا
لاہوتنک مع لشکر داخل قلعہ ہوا اور قتل عام ہونے لگا مالک بن ملکوت شاہ اور فرخ بازرگان
مصلحت جانکر مطیع ہوئے لاہوتنک ملعون کو سجدہ کیا بہت سے بہادران اہل اسلام زخمی ہوئے
بہت سے مارے گئے القصہ لاہوتنک کا قبضہ ہو گیا بعد اس کے لاہوتنک نے ایک نامہ پاس
قارن قہرمین اور ایک نامہ مہران گنجوری کے پاس روانہ کیا جب نامہ دار پہنچا قارن نے زائچہ کیا
اور علم نجوم سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جنگ مین لاہوتنک سے سربرنہ ہون گا لیکن مہران نے نامہ
کو چاک کر ڈالا اور نامہ بر کا منہ کالا کرکے شہر سے نکال دیا وہ بحال پریشان خدمت لاہوتنک مین حاضر
ہوا لاہوتنک اسکا یہ حال دیکھکر نہایت برہم ہوا اور اسی وقت طبل تیاری کا حکم دیا کہ مین کل ان
بندگان بے ادب کو سزائے معقول دونگا غرضکہ نقارہ پر ضرب چوب پڑی اور آواز نقارہ کی بلند
ہوئی ہرکارون نے خبر مہران گنجوری کو دی کہ قصد ہے لاہوتنک کا کہ کل ہلا کرے کہا کچھ پرواہ نہیں
خدائے بزرگ است اور تیاری مین قلعہ کے مصروف ہوا کوس حربی نوازش مین آیا تمام رات
تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے لشکر لاہوتنک سے سہمان آدم خوار
نکلا اور مبارزطلب کیا مہران گنجوری مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا سہمان ننگاور زن ہوا مرکب
برابر سے ہٹے سہمان نے کہا اے مہران خداوند کو تو نے سجدہ نہ کیا دیکھ تجھے کیسی سزائے معقول
دیتا ہون یہ کہکر نیزہ کو مارا مہران نے نیزہ کو نیزہ پر روکا طعنین چلنے لگین بعد کچھ دیر کے مہران نے
نیزہ سہمان کے ہاتھ سے بہ برکت اسلام ہوائی کیا سہمان نے خشمناک ہو کر گرز مارا مہران نے
گرز کو گرز پر روکا تولاقے کی صدا بلند ہوئی شرارے آگ کے نکل گئے لیکن گرز خود پر سے اچٹکر شانہ پر
مہران کے گرا کر شانہ ہم کھڑ گیا وہان سے ران پر آیا کولا بھی ٹوٹا مہران بیہوش ہو گیا لوگ اٹھا کے

دوڑ پڑے اور مہران کو نکال لے گئے اور بھاگ کر قلعہ بند ہوئے خندق مین آگ روشن کر دی پل تختہ اٹھ گیا توپون
کے منہ سیدھے کر کے گولے مارنا شروع کر دیے سہمان مع چالیس ہزار آدم خوارون کے چلا تھا کہ لاہوتنگ سے
صلح کیا اور کہا کہ مفت بندگان خاص میرے ضایع ہوتے ہین اور دیوون کو حکم کیا کہ قلعہ کو ویران کرو اُسی وقت
دیوون نے قلعہ کو برباد کرنا شروع کیا کچھ لوگ مہران کو لیکر نکل گئے باقی سب از ترس جان لاہوتنگ پرست
ہوئے قلعہ سالار یہ ویران و برباد ہوا القصہ وہان سے رخ قلعہ قمریہ کا کیا قارن قمر بین نے علم نجوم سے دریافت
کیا تھا کہ مین لاہوتنگ سے سر بہ نگون ہونگا کچھ تحائف لیکر شہر سے باہر آیا اور اطاعت لاہوتنگ کی اختیار کی اس قلعہ
پر بھی لاہوتنگ کا قبضہ ہوا چند روز لاہوتنگ نے جشن کیا بعد اُس کے ایک روز کہا کہ اے بندگان خاص
میرے دیکھا تم نے مین کیسا خداوند ہون کہ فلک میرے سر پر ہر وقت سایہ فگن رہتے ہین اور دیو پری میرے
فرمانبردار ہین اب چلو طرف منطاق اسکندریہ کے وہان دیکھو کیا رنگ ہے اور ہرکارون کو واسطے خبر کے
روانہ کر کے خود بھی طرف منطاق اسکندریہ کے روانہ ہوا وہان اسکندر شاہ جو مالک شہر تھا اُس نے
خبر خروج لاہوتنگ کی سنی اور برباد ہونا قلعین کا بھی سنا تھا کہ وہ ملعون اس طرف بھی ضرور آئیگا تمام
قلعہ کو آراستہ کر رکھا ایک روز فیل بند دروازے پر بیٹھا ہوا سیر صحرائے سبزہ زار کی کر رہا تھا شب کا وقت تھا
چاندنی کھلی ہوئی تھی کہ ایک مرتبہ ایک جانب سے صدائے گڑگڑاہٹ کی پیدا ہوئی اور ابر غلیظ نمودار ہوا
اور کچھ روشنی سی بھی اُس ابر مین تھی جب وہ ابر قریب آکر فصیل ہوا تو معلوم ہوا کہ کوئی لشکر عظیم آیا ہے اور گرد نقارون
کی ہے اور روشنی پیشخانون کی ہے ابر و برق نہین ہے اتنے مین ہرکارون نے آکر بعد دعا و ثنا بجا لانے کے
عرض کیا کہ لاہوتنگ پانچ لاکھ سوار و پیادہ کی جمعیت سے آیا ہے اُس کا یہ قصد مصمم ہوا ہے کہ
منطاق اسکندری کو کفرستان لاہوتی قرار دے یا برباد کرے اور کئی قلعے تاخت و تاراج کیے آتا
ہے غرضکہ وہان بارگاہ لاہوتی باہر شہر کے استادہ ہوئی لشکر اُسکا اُترا تمام رات یون ہی صحرا مین بسر کی جب
شاہ خاور افق مشرق سے نکلکر عرصہ افلاک پر تابان ہوا اُسوقت لاہوتنگ نے نامہ اس مضمون کا اسکندر شاہ
کے پاس روانہ کیا کہ اگر تم اطاعت خداوند کروگے تو یہ ملک و مال تمھارا ہے اور اگر سجدہ خداوند بجا نہ لاؤگے
اور حلقہ اطاعت گلے مین ڈالکر حاضر نہوگے سرتابی کروگے تو یاد رکھنا کہ تمام قلعہ برباد کر دونگا اینٹ سے
اینٹ بجا دونگا بیخ و بنیاد سے قلعہ کو مسمار کر کے گدھے کے ہل پھروا دونگا اسی طرح سے کلمات تہدید نامہ
مین لکھوا کر نامہ دار کو روانہ کیا ایلچی جب نامہ لے کر دروازہ قلعہ پر آیا چوبدار نے آکر سکندر شاہ کو اطلاع کی
کہ ایک ایلچی لاہوتنگ کا حاضر ہوا ہے اور نامہ لایا ہے حکم ہوا کہ ایلچی کو حاضر کرو چنانچہ ایلچی حضور مین سکندر
شاہ کے حاضر ہو کر آداب شاہی بجا لایا اور نامہ لاہوتنگ پیش کش کیا اسکندر نے دبیر کو نامہ دیا اُس نے
نامہ کو آواز بلند پڑھا اسکندر کو مضمون نامہ سے آگاہی ہوئی نہایت غصہ مین آیا اور آثار غیظ و غضب کے
نمایان ہوے منشی سے حکم دیا کہ پشت نامہ پر جواب جنگ تحریر کرو منشی نے حسب الارشاد نامہ لکھکر ایلچی
کے حوالہ کیا ایلچی نامہ لے کر روانہ ہوا اور لاہوتنگ کو لاکر نامہ دیا اُس مضمون نامہ سے آشنا ہو کر اور غصہ مین
آکر حکم دیا نقارہ رزمی بجے معلوم ہوا کہ ان سب کی شامتین آئی ہین چنانچہ اُسی وقت کوس حربی بیدر
چوب پڑی صدائے شور و غوغا بلند ہوئی ہرکارے جو بار جاسوسی مین تھے وہ خبر سُنکے لیکر روانہ ہوئے
اور جا کر سکندر شاہ سے عرض کیا کہ لشکر لاہوتنگ مین طبل رزم بجا ہے کل کے روز وہ میدان کارزار مین

نکلکر آتش فتنہ و فساد کو مشتعل کریگا باقی خیر و عافیت ہی اسکندر شاہ نے یہ سُنکر کہا کچھ اندیشہ نہین ہی خدائے
بازرگ ست یہ کہکر اور اپنا مختصر لشکر لیکر میدان مین آیا بارگاہ برپا کی اور نقارہ جنگ بجوا دیا تمام رات
دونون لشکر دن مین طیاری رہی بہادر اسلحۂ جنگ درست کرنے لگے جو دلاور کہ عرصے سے مشتاق دیدار
شاہد تیغ تھے اُن کو تو گویا وہ رات شب عید ہو گئی تھی دل اُن کے نہایت بشاش تھے کہ کل روز وصل
شاہد شمشیر بران ہی مدت سے ہمکو اُسی کے وصل کا ارمان ہی ایسے معشوق قاتل کے منہ دیکھنے سے دل کو
شگفتہ ہی آنکھین اُسکی چال ڈھال دیکھنے کی مشتاق ہین اب وقت سحر جلوہ معشوق شمشیر دیکھین سے
سر میدان خون زخم بہادران غازۂ رخسار شجاعت ہوگا گلشن آرزو مین بہار آئے گی نخل تمنا بارور ہوگا ؎ مرا
سر دار پر لٹکا کے خوش ہو * ثمر لائے گا نخل آرزو آج * باغبان قضا گلچینی کرے گا جو گل خوشرنگ گلشن شجاعت
تیغ کا پھل کھا کر لبان غنچہ مسکراتا ہوا باغ جہان سے بوے گل کیطرح جائے گا مرکر لطف زندگی پائے گا قیام
قیامت تک اُسکا نام صفحۂ دہر پر قائم رہے گا ہر ایک جا در دُنیا مین اُسکی بہادری کا معرف و مداح ہوگا حیات جاودانی
اسی کا نام ہی مردون کا یہی کام ہی کہ میدان وغا مین زخمی ہوکر سرخرو جانب عدم جائین افتخار کی سند شجاعان
دہر سے پائین یہ خیال کرکے اکثر بہادر وقت غسل کرکے بخیال وصل شمشیر تیز پوشاک نفیس زیب تن کی پیرہن مین عطر
سہاگ ملا آنکھون مین سرمہ لگایا کہ کل معشوقہ اجل سے ہمکنار ہون گے بعض یہ کہتے تھے کہ کل قصاب اجل
خون ریزی پہ کمر باندھے گا تیغ تیز سے حلال کرے گا دیکھیے کون ہلاک ہوتا ہی اور کون غازی ہوکر جان
سلامت لیجاتا ہی یہ وقت غنیمت ہی ؎ غنیمت جان یہ مل بیٹھنا آپس کا یارو دن * دگرگون حال ہو جاتا ہی
اکدم مین زمانے کا * بعض بہادرون نے اپنی تلوار مین ڈورا ڈلوایا تاکہ حریف کی گردن کا ڈورا ٹوٹنے جلد رشتۂ حیات
قطع ہو جائے بعضون نے چار آئینے صیقل کیے کہ جلد صورت فتح و ظفر نظر آئے کسی بہادر نے دستانون کو اپنی
قوت بازو سے درست کیا کسی جری نے کسی بہادر سے کہا کہ بھائی کل حریف سے سامنا ہی دعا کرو کہ
آبرو رہجائے قدم میدان جنگ مین دیکھیے نہ ہٹے خداوند عالم عرصہ کارزار مین ثابت قدم رکھے صاعقۂ شمشیر
شرربار کی چمک سے بڑے بڑون کی آنکھین جھپک جاتی ہین عرصۂ کارزار مین قدم جماکر تلوار کھانا کچھ
منھ کا نوالا نہین ہی اچھے اچھون کے جی چھوٹ جاتے ہین بڑے منچلون کا کام ہی کہ تلوار کی آنچ کو ہواے
سرد فرحت افزا خیال کرتے ہین حریف کے سامنے سے بھاگنا ننگ و عار سمجھتے ہین کوئی صف شکن کسی تیغ زن سے
کہتا تھا کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی کس جری کی تیغ سے کون کون ہلاک ہوتا ہی کون زندہ رہتا ہی کون گوشۂ
عدم مین ٹانگ پھیلا کر سوتا ہی مقابلہ حریف سخت ہی خدا آبرو رکھے امید ظفر و خیال شکست دونون توام
ہین کیونکہ جنگ دو سردار و قول مشہور ہی ای برادر دعاے فتح و ظفر خالق اکبر سے مانگو یہ شب دعا و
مناجات مین بسر کرو تاکہ خالق مجیب بر ہنگام سحر تمکو حریف پر مظفر و منصور کرے دامن مراد گوہر آرزو سے بھردے
کوئی تیر انداز گوشہ مین بیٹھکر تیرون کو ترکش مین بھرتا تھا کمانین جو خانہ کر گئی تھین انکو سینک سانک
رہا تھا اور ناوک فگنون سے چلا کے کہتا تھا کہ ای ناموار ورنے پر لیس ہو مین ان تیرون سے اپنے حریف
کو تاک تاک کے ہلاک کرون گا حتی الامکان اپنے دشمن کو ہدف تیر کرون گا تیر اندازی مین ذرا خطا نہ کرون گا
مالک کا حق نمکخواری ادا کرون گا اُن کے قدم پر اپنی جان قربان کردون گا ناوک فگن کہتے تھے مرحبا ہی ای اللہ
مردمیدان اور نمک حلال ایسا ہی کرتے ہین ہم بھی سرفروشی اور جانبازی مین کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھین گے ذرا صبح تو ہو ہماری

دلاوری میدان مین دیکھنا جبتک جسم مین روح ہے گی قتل حریف سے باز نہ رہینگے اگر سوار اپنے پیچھے کو دیکھے چال
کے باہم کہتے تھے کہ یہ برچھا سینہ حریف پر تان کر اس طرح مارینگے کہ وہ جانبر نہوگا جب گھوڑے سے گرے گا اسکو
پامال سم اسپان کرینگے بعض بہادران نامی گرامی گرز گران سر کو اٹھا کر اور گردش دیکر تیغ زنون سے
کہتے تھے کہ ہم تو کار عمود سے دشمن کو جواب دینگے جو ہمارے منھ چڑھیگا تو گرز گران سر سے اسکا چہرہ
بگاڑ دینگے غرضکہ ہر ایک بہادر نامی نشۂ بادۂ شجاعت سے سرشار جان دینے پر تیار تھا آلات حرب و ضرب کی
درستی مین ہر نامدار ذیوقار تھا لیکن جو بزدل و نامرد دونون لشکرون مین تھے انکی یہ کیفیت تھی کہ خوف جان و
جنگ جدال سے اپنے بستر پر پڑے ہوئے لحاف اوڑھے کانپ رہے تھے دمبدم آہ و نالہ لب پر جاری خوف جان سے
انتہا کی بیقراری جب کوئی پیدل یا سوار ان سے پوچھتا ہے کہ بھائی کیسے ہو مزاج تمھارا کیسا ہے آج بستر پر کیون پڑے
ہو اسقدر آہ و فریاد کیون کرتے ہو تو وہ کیا جواب دیتا ہے کہ آج ہمکو تپ سردی سے آگئی ہے تمام اعضا مین
درد ہے تپ کی شدت سے اعضا مثل شمع کافوری جل رہے ہین تشنگی سے حلق خشک ہے کلیجہ جلا جاتا ہے واللہ
دہن کا مزہ تلخ ہے اعضا شکنی ہو رہی ہے گویا جسم سے جان نکل رہی ہے ضعف سے بات کرنا دشوار ہے تکیہ سے سر اٹھانا
محال ہے کیونکر اٹھین اور تم سے باتین کرین وہ پیدل یا سوار کہتا ہے کہ بھائی ذرا لحاف کے باہر اپنے ہاتھ تو
نکالو ذرا ہم بھی تمھاری نبض تو دیکھین کہ یہ کیسی تپ ہے کہ ایک روز کیا بلکہ پہر ہی بھر مین تمھاری یہ کیفیت
ہوئی کہ صاحب فراش ہوگئے شام تک تو تم اچھی طرح بصحت تمام ہمارے بستر پر بیٹھے ہم سے باتین کر رہے
تھے جس وقت سے کہ طبل جنگ بجا ہے اس وقت تم ہمارے بستر سے اٹھکے اپنے بستر پر آ گئے ہو اسوقت ہمکو
معلوم ہوا کہ تمھاری طبیعت ناساز ہو گئی ہے وہ بزدل بخیال اسکے لحاف سے باہر ہاتھ نہین نکالتا نبض
اپنی سوارون کو نہین دکھاتا ہے کہ سوار و پیدل نبض دیکھکر کہینگے کہ تمکو تو مطلق تپ نہین تپ دروغگوئی انکی
ثابت ہوگی غرض اسطرح کے خیالات کر کے وہ بزدل جواب دیتا ہے کہ بھائی اسقدر قوت نہین کہ لحاف سے
باہر ہاتھ نکالین اور تمکو نبض دکھائین علاوہ اسکے تمکو نبض دکھانا ہی بیکار ہے تمکو تیر و شمشیر دیکھنے مین البتہ دخل
ہے نبض کا حال تم کیا جانو یہ حکیم کا کام ہے تم حکیم نہین ہو جو تمکو نبض دکھاؤن بیکار سردی مین اپنا ہاتھ باہر نکالون
مثل تمھارے احمق نہین ہون بس جاؤ اپنے بستر پر بیٹھو مجھسے زیادہ گفتگو کرنیکی بات نہین کیجاتی ہے اگر
خدا چاہے گا صحت ہو جائیگی ورنہ بالفعل پڑے تو ہین سوار و پیدل بیمار کی تقریر سنکے بے اختیار ہنسکے کہنے
لگے ارے یار ہم تیری بزدلی سے خوب واقف ہین جب کبھی طبل جنگ بجا ہے اور خیال حریف کا تونے کیا ہے
اسی طرح تو زبردستی بیمار بنا ہے کیون ہمسے دروغ گفتگو کرتا ہے کہ تپ آگئی ہے اصل تو یہ ہے کہ تو مقابلہ حریف سے ڈرتا ہے
وہ بیمار کہتا کہ میری بزدلی و شجاعت ظاہر ہے دیکھو مین ایسا جری ہون کہ تپ سے لڑ رہا ہون تمسے باتین کر رہا ہون
حواس میرے درست ہین تم سب کو پہچانتا ہون سب کے نام جانتا ہون کہو تو بتا دون اگر میری طرح اور
کسی کو ایسی تپ آتی تو منھ سے آواز بھی نہ نکلتی بیہوش ہو جاتا حواس خمسہ بجا نہ رہتے ابتک مر جاتا قبر مین دفن ہو جاتا
مین ہی ایسا بہادر ہون جو ابتک زندہ ہون اور تم سے باتین کر رہا ہون سوار و پیدل نے ہنسکے کہا کہ واہ وا تمھارا
شجاعت و بہادری مین مثل نہین تم عجب بہادر ہو اوڑھے پڑے ہوئے خوف جنگ سے بید کی طرح
کانپ رہے ہو اسی طرح کسی بیٹے کو خوف کا زور سے مرض اسہال ہو گیا دمبدم دست آنے لگے رنگ رخ
زرد و چہرہ پر مردنی چھائی ہوئی بگریہ زاری یہ دعا کرنے لگا کہ اگر یہ جنگ صلح ہو جائے تو مین عہد کرتا ہون کہ

یادار صاحب تعالے مزار پر چہڑیان چڑھاؤن گا کوئی نامرد کہنے لگا اگر مین یہ جانتا ہوتا کہ حریف سے مقابلہ
ہوگا تو کبھی سوارون مین نام نہ لکھواتا کمر سے تلوار کبھی نہ باندھتا اب کیا کرون کدھر نکل جاؤن کیونکر جان اپنی
دشمنون سے بچاؤن خوف زدہ سوار سائیس سے کہتا تھا کہ بھائی خبردار ذرا ہوشیار رہنا قبل صبح ضرور میرا مرکب زین
و لگام سے درست کرنا ہم تو آخر شب تارون کی چھاؤن مین ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے مکان کی طرف بھاگ
جائینگے ہرگز وقت سحر تک یہان نہ ٹھہرینگے ہم بیوقوف نہین ہین کہ لشکر مین رہین اور ہنگام مقابلہ
کسی حریف نابکار کے ہاتھ سے مارے جائین مفت اپنی جان دین شاہ و شہریار تو ملک و مال کی ہوس پر لڑتے
ہین انکا باہم جنگ وجدال کرنا بجا و درست ہی اور ہمکو تو کسی طرح کی امید نہین اگر لڑائی فتح ہوئی تو ہمکو کیا
فائدہ ہوگا اور اگر شکست ہوئی تو ہمارا کیا نقصان ہوگا ہمکو تو وہی پندرہ بیس روپیہ مہینہ عمر کے بدلے مین ملیگا
بس پندرہ بیس روپیہ کے لیے ہمتو اپنی جان کبھی نہ دینگے سائیس نے کہا کہ حضور ایسا تو نفرمایئے آپ سپاہی ہوکر
ایسے کلمات زبان پر لاتے ہین آپکو ایسی گفتگو کرنا زیبا نہین بس اب خاموش رہیے ایسا نہو کہ کوئی
جری سن لے تو آپکو باعث ذلت و رسوائی کا ہو اگر آپ چلے جائیے گا تو جوانان لشکر آپ پر خندہ کرینگے
کوئی آپکو ٹکے کو نہ پوچھے گا دو کوڑی کی آبرو ہوجائیگی اگر ایسے ہی آپ بزدلے تھے تو رسالے مین کیون
اپنا چہرہ لکھوایا تلوار کیون باندھی اپنے تئین بہادرون مین کیون شامل کیا بقول شخصے ؎ ہم بھی ہین پانچون
سوارون مین ؎ اب اگر آپ نے تلوار باندھی ہی تو صبح کو میدان جنگ مین جوہر تیغ دکھایئے حریفون سے
مقابلہ کرکے بہادرون مین اپنی آبرو بڑھایئے برسون سے آپ نے اوقات بسری بفراغت کی ہی آج وقت پر
آپ بھاگے جاتے ہین حق نمک ادا نہین کرتے اہل لشکر آپکو کیا کہینگے اور یہ آپکو کیونکر یقین ہوگیا
کہ ہم ضرور ہی قتل ہوجائینگے زندہ نہ رہینگے ہرچند کہ ہنگام وغا بازار اجل گرم ہوتا ہی کوئی تیر سے
کوئی تیغ سے ہلاک ہوتا ہی لیکن جن بہادرون کی زندگی باقی ہوتی ہی وہ زندہ ہی رہتے ہین تلوار اور تیر و
تفنگ کوئی حربہ حریف اپر کارگر نہین ہوتا پروردگار عالم ہر ایک ضرب سے انکو بچاتا ہی قضا خود انکی
حفاظت کرتی ہی بقول شخصے ؎ گرچہ میدان وغا مین خطرۂ جان ہی مگر ؎ بے قضا کوئی کبھی زیر فلک مرتا نہین ؎
اس سوار نے تقریر سائیس کی سنکے کہا کہ یہ تو نے جو کہا کہ بے قضا انسان وحیوان کوئی نہین مرتا سچ ہی لیکن تو نے
شاید یہ شعر نہین سنا ؎ گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد ؎ تو مرو در دہان اژدرہا ؎ انسان کو لازم ہے کہ
جہانتک ہوسکے اپنی جان بچانے کی تدبیر کرے ایسی جگہ کبھی نہ کھڑا ہو جہان خیال ہلاکت ہو جان بچانا
فرض ہی حکم خلاق قل سیروا فی الارض ہی بس مین دانائے دہر ہون میدان وغا مین ٹھہرنا کیسا جاؤن گا
بھی نہین مبادا کوئی حریف ضرب تیغ تیز سے قتل کر ڈالے تو مفت جان جائے سائیس نے عرض کیا
خداوند آپ تو جنگ سے اسقدر خائف ہین کہ مین نے اپنی زندگی مین مثل آپکے کسی کو ایسا ترسان
نہین دیکھا حضور خطا معاف گستاخانہ عرض کرتا ہون ؎ جیسے آپ ڈرتے ہین کوئی ڈرتا نہین ؎
بزدلی ایسی کوئی نامرد بھی کرتا نہین ؎ بس للہ خداوند واسطہ آپکو اپنے دین وملت کا اسقدر جنگ وجدال
سے خائف نہو جیے لشکری آپکو بزدل کہینگے اگر آپکی قسمت مین تلوار سے دو ٹکڑے ہونا نہین
ہی تو کبھی آپ کسی سے قتل نہو جیے گا اور اگر خدانخواستہ حضور کے دشمنون کی قضا ہی آگئی ہی تو گھر مین
ہلاک ہوجایئے گا اس سے بہتر یہ ہی کہ میدان جنگ مین مردانہ وار کارزار کیجیے اگر آپ معرکۂ وغا مین کار نمایان

کرینگے اور وہ لڑائی فتح ہو جائیگی تو ضرور آپکا عہدہ بڑھ جائیگا اسی طرح روز بروز ترقی ہوتی جائیگی آبرو عزت یوماً فیوماً
بڑھتی جائیگی سوار نے جھلا کر سائیس سے کہا اپنے تو بڑا بیہودہ ہی ہمکو نصیحت کرتا ہی ہمارا اتالیق بنتا ہی جو ہم کہتے
ہین اُسے قبول نہین کرتا اگر اپنی بہتری چاہتا ہی تو ہمارے حکم کی تعمیل کر ورنہ پچھتائیگا تو ہمارا تابعدار ہی ہم تیرے
فرمانبردار نہین ہین کہ تیرے کہنے پر عمل کرین میدان جنگ مین جائین کسی ظالم حریف کے ہاتھ سے قتل
ہو جائین مفت ہماری جان جائے تیری آرزو بر آئے دشمنون کے ہاتھ سے دور پار رقیبان کے کان بہرے قتل
ہو جائین لڑائی مین کام آئین تو ہمارا لباس پہینکے اور ہتھیار لے کے گھوڑے پر سوار ہو کر کسی طرف چلا
جائے یہی تیرا قصد ہی ہمکو تیری باتون سے صاف ظاہر ہوتا ہی ایسا ہی یہ تیری آرزو کبھی نہ بر آئیگی ہم
تیرے اس فقرے مین بھی نہ آئین گے اور تیرے دام مکر و فریب مین کبھی نہ پھنسین گے ہم عقلمند ہین اپنے دوست
و دشمن کو خوب پہچانتے ہین تو ہمارا عدوے جان ہی یہی چاہتا ہی کہ ہم کسی طرح ہلاک ہو جائین لیکن ہم تیرے
کہنے پر کب عمل کرین گے تو ہمسے زیادہ عقلمند نہین ہی ہم ہرچند کہ جاہل ہین لیکن عقلمند ہین اور تو لاکھ دانا ہی
مگر یہ قوت ہی ہماری اور تیری عقل مین زمین و آسمان کا فرق ہی ہمنے دنیا دیکھی ہی جو ہم جانتے ہین وہ تو نہین
جانتا ارے ہم وہ ہین کہ ہماری والدہ نے ہمکو بڑے ناز و نعم سے پرورش کیا ہی مدت تک سایہ سے دھوپ مین
نکلنے نہین دیا ہی اور بیاہون کی صحبت مین بیٹھنا کیسا ہمنے ہمیشہ شطرنج اور گنجفہ ستار وغیرہ کے
شغل مین اپنی زندگی بسر کی ہی اب تھوڑے زمانے سے اُس شخص کی خالہ صاحبہ نے خدا اُنکو صنم واصل کرے
اُنھون نے ہماری والدہ صاحبہ اور باجی صاحبہ کو ورغلا کر اور اُنکا زیور طلائی و نقرئی بکوا کر ہمکو گھوڑا
لے دیا اور رسالہ مین نوکر رکھوا دیا ہرچند ہمنے اُن سے کہا کہ ہم گھوڑے پر سوار نہون گے ہتھیار نہ باندھین گے
نوکری نہ کرینگے کیونکہ ہمنے چاقو بھی کمر مین نہین رکھا ہی گھوڑا کیسا کبھی گدھے پر بھی سوار نہین ہوے ہین
ہمین گھوڑے کی سواری سے ڈر معلوم ہوتا ہی ایسا نہ ہو ایک روز ہم مرکب سے گر پڑین گے پامال سم اسپ ہو جائین گے
لیکن اُنھون نے ہماری فریاد نہ سنی اور ہمکو رسالے مین نوکر رکھوا دیا آپ تو مر گئین ہمکو اس نوکری کی آفت مین
مبتلا کر گئین اب صبح کو میدان رزم مین ہزارون پیدل و سوار علف تیغ بیدریغ ہو گے کشتون کے پشتے
لاشون کے انبار جابجا ہون گے بازار اجل گرم ہوگا ہر ایک جنگجو متاع حیات دیکر خریدار خلعت شہادت ہوگا
ملک الموت کو روحون کا قبض کرنا دشوار ہوگا دونون طرف ہزارون سوار و پیدل قتل ہون گے میدان
مصاف مین جوے خون جاری ہوگی غضب کی تلوار دونون لشکرون مین چلے گی سیکڑون زخمی ہونگے بہت
پامال سم اسپان ہو جائین گے خاک مین مل جائین گے سیکڑون تیرون سے ہلاک ہو جائین گے ضرب گرز گران
پیوند خاک ہو جائین گے صدہا شمشیر بران سے قتل ہو کر سوے عدم جائین گے بہت سے کفن بھی نہ پائین گے
لاشین اُنکی بے گور و کفن رہین گی طعمہ زاغ و زغن ہونگی کتے ہڈیان چبا جائین گے دن بھر لاشین دھوپ مین
پڑی رہین گی رات کو شبنم مین زیر فلک رہین گی چادر گرد اُنکی لاشون پر اڑ اڑ کے پڑے گی شامیانہ افلاک اُنکی لاشون پر
سایہ فگن ہوگا الجملہ اتنے اور شجاعت ظاہر کرنے کا یہ ہوگا بھلا ہمسے یہ سب کہان دیکھا جائیگا ہمکو تو فوراً غش آجائے گا
گھوڑے سے گر پڑین گے پامال ہو جائین گے روح جسم سے نکل جائے گی بے لڑے موت آجائیگی لڑنے کا
ارمان دل ہی مین رہجائے گا اے سائیس عہد طفلی سے تو ہماری یہ کیفیت ہے کہ جب ہمارے سامنے کسی فصاد نے
ذرا رگ مین نشتر چبھویا اور رگ سے خون نکلتے دیکھا فوراً ہمکو غش آگیا بارہا امتحان کیا ہی کہ اگر کہین

یہ کہکر کا ہمارا دل دہل گیا روح جسم مین خوف سے بیقرار ہو جاتی ہی حواس خمسہ بجا نہین رہتے قصہ کوتاہ جب ہمارے دل کی یہ کیفیت ہو تو ہمسے میدان جنگ مین حریف سے کیا لڑا جائیگا ابھی چار مہینے کا زمانہ ہوا کہ ہماری شادی ایک نیکبخت کے ساتھ ہوئی ہی وہ ہمسے نہایت محبت کرتی ہے اگر ہم تیرے کہنے سے صبح کو میدان رزم مین جائین اور قتل ہو جائین تو جورو ہماری رانڈ ہو جائیگی ابھی نوجوان ہی مرنے کی خبر سنکے رنج و ملال سے ہلاک ہو جانے گی پس ای ساتھیو ہم انھین خیالات سے میدان جنگ مین نہ جائینگے تو ہماری عوض ہماری وردی پہنکر اور ہتھیار لگا کے میدان رزم مین جا تا ہم گھوڑے کے دانہ گھاس کی تدبیر کرینگے کوئی سوار اگر تجھے پہچان کر کچھ پوچھے تو کہدینا کہ وہ علیل ہو گئے ہین اسوجہ سے مجھے بھیجدیا ہی تو میدان رزم سے اگر زندہ پھیرا اور لڑائی فتح ہو گئی تو جو کچھ خلعت و انعام ملے گا وہ تو ہی لے لینا ہمین ایک کوڑی نہ دینا اور اگر تو قتل ہو گیا تو ہم ضرور اپنے گھر چلے جائینگے القصہ اسی طرح دونون لشکرون مین جو جو بزدل اور نامرد تھے آمادہ بھاگنے پر ہوئے اکثر شب تاریک مین لشکرون سے نکل گئے آخر شب گذر گئی اور وہ وقت آیا کہ

ہوئی شب خون کھا کر جلد کافور | سیاہی شب کی لیکر ہو گئی دور
لڑائی کی جو سب نے دل مین ٹھانی | تو نکلا شہسوار آسمانی

صبح کو دونون لشکر معرکہ آرائے کارزار ہوے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین دونون طرف سے تبردار نکلے درختون کو کاٹ کر جھاڑی جھنڈی صاف کری بیلداروں نے کھودکر زمین کو ہموار کیا سقون نے آبپاشی کرکے میدان کو مثل آئینہ کے کر دیا بعد اسکے نقیبون نے نقابت کی کرکیتون نے کڑکا کہا جس سے خون نے بہادرون کے جسم مین جوش مارا اور لشکر کفار سے حمران آدمخوار بھائی سہمان کا میدان مین آیا سراپا میدان کا دکھایا جب خوب عرق عرق ہو گیا کر گدن کو روک کر نیزہ زمین مین گاڑ دیا اور پکارا کہ ای گروہ خداپرستان تم مین سے جسے تمنائے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ میرے مقابلہ کو نکلے یہ سننا تھا کہ بھائی اسکندر شاہ کا دارا نے فلک مرکب اپنا چمکا کر سامنے تخت اسکندر کے آیا اجازت چاہی کہا جاؤ حق تعالی حقیقی مالک و مختار ہی دارا نے سلام کیا بار دیگر مرکب پر بیٹھکر میدان کارزار کا راستہ لیا جون ہی بمقابلہ حمران پہونچا وہ ملعون بھی گاورزن ہوا دارا نے تلوار خالی دی گھوڑے نے حمران کے سکندری کھائی حمران اوندھے منھ چلا تھا کہ دارا نے گرز مارا سر پہ حمران کے ٹکڑا ایک سر کے ہزار ہو گئے یہ دیکھکر کافرون مین غل بلند ہوا ہوشان بن حمران تلوار کھینچکر دوڑا کہ ارے تو نے غضب کیا کہ دھوکا دیکر میرے باپ کو مارا کہان جائے گا میرے ہاتھ سے لیکن دارا نے جو دیکھا کہ یہ غصہ مین تندھون کی طرح چلا آتا ہی طمانچے کتنے کھا دیے اور آپ چپکا کھڑا ہو رہا جیسے ہی ہوشان وہان پہونچا دارا نے جھٹکا دیا گھوڑے کے پانون لگے اور ہوشان سر کے بل گرا دارا نے بزودی تمام اسکا سر بھی گرز سے پارہ پارہ کیا اسی طرح کئی آدمخوروں کو واصل جہنم کیا یہ دیکھکر سہمان ملعون کو نہایت غیظ آیا اور گردن سیاہ اڑا کر میدان مین آیا اور پکارا کہ غضب کیا تو نے کئی بھائی بھتیجون کو میرے مارا اب میرے ہاتھ سے کہان بچکر جائے گا دارا نے جھپٹے کر کے بہی گرز مارا سہمان نے کلائی پکڑ لی زور ہونے لگے مرکب بیٹھ گئے سہمان دارا سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی قریب شام سہمان نے لنگر دارا کا توڑا اور سر سے جسم رخ دیکر زمین پر مارا اور کود کر چھاتی پر چڑھ کر ذبح کر ڈالا کلیجہ نکال کر کھا گیا اور طبل بازگشت بجا کر میدان سے پھر گیا اہل اسلام نہایت اداس کمال پریشان سکندر غم مین دارا کے گریبان چاک کیے ہوئے پلٹا داخل بارگاہ ہو انکر

مین بیٹھا تھا کہ کیا کرون کہ آواز طبل جنگی کی کان مین آئی ازبسکہ اپنی زندگی سے غم برادر مین تنگ تھا
خود بھی حکم دیدیا کہ بجے طبل جنگ نقارہ رزمی پر چوب پڑی مردان جنگ آزما مصروف تیاری جنگ
ہوئے سلاح سیجنگ درست کرنے لگے تمام رات یونہی بسر ہوئی جبکہ سفیدہ سحری چمکا اور شاہ خاور نیزہ
خط شعاعی لیے ہوئے میدان افلاک مین برآمد ہوا دونون لشکر میدان کارزار مین آئے بعد آراستگی
صفوف جدال وقتال سہمان پھر میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ زمین لرزگئی آواز اُس ملعون کی بہت گران تھی
اس طرف سے اسکندر شاہ اجازت خواہ ہوا منصور بن اسکندر نے کہا ای فرزند بھائی کا غم میرے لیے کم نہین
ہی کہ تو بھی جدا ہوتا ہی بہتر یہی ہی کہ مجھے جانے دے اُس نے کہا یہ نہوگا کہ جوان فرزند زندہ رہے اور ضعیف باپ
لڑنے جائے ماسوا اس کے ابتو مین قصد میدان کرچکا اگر پلٹ جاؤنگا تو مردان عالم مجکو کیا کہین گے
اسکندر نے گلے لگاکر ناچار اجازت میدان دی منصور عرصہ مصاف مین آیا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی
ہوئی منصور نے نیزہ ہاتھ سے سہمان کے ہوائی کیا سہمان نے خشمناک ہوکر تیر سہ پر کمان مین
جوڑکر مارا منصور نے خالی دیا تیر کی جھونک مین سہمان جھک گیا منصور نے تیغ مارا کہ سر سہمان کا زخمی
ہوا سہمان نے سنبھل کر پھر تیر مارا گھوڑا منصور کا کام آیا اور منصور پیدل ہوگیا سہمان رکیب چمکاکر
طرف منصور کے چلا تھا کہ زمین شق ہوئی اور اژدر نے سر نکالا اور منصور کو نگلکر غرق زمین ہوگیا
سہمان منھ دیکھکر رہ گیا یکبیک اسکندر نے جو دیکھا کہ منصور کو اژدہا نگل گیا بس اس نے ہاے کا نعرہ
مارا اور کہا کہ ایک آفت سے بچا تھا تو دوسری آفت آئی ای نور نظر تو کہان گیا زمانہ میری نظر مین
تیرہ و تاریک ہے اسی ہی لیے تو مین منع کرتا تھا اجازت میدان نہ دیتا تھا ہاے پسر تو نے
پیری جوان مرگی کا داغ مجھ ضعیف خستہ جگر کو دیا کاش تیرے ساتھ ہی مجکو بھی نہنگ قضا نے طعمہ اجل
کیا ہوتا تو یہ داغ غم فرزند میرے دل پر نہ ہوتا پس اسکندر روتا ہوا غصہ مین تلوار کھینچکر طرف سہمان
کے دوڑا سہمان ازبسکہ زخمی تھا میدان سے بھاگ گیا مگر ہورتنگ آدمخوار آرہ پشت نہنگ پیکر کے
مقابل اسکندر ہوا اور آرہ سپر پر چرخ دیکر مارا اسکندر نے سپر بلند کی بھلا یہ ضرب سپر کو کب مانتا تھا ڈھال
کو کاٹتا ہوا سر پر بیٹھا ہورتنگ نے جھٹکا مارا کہ آرہ تا جگر کام کرگیا یہ مرد مومن شہید ہوا لوگ دوڑ پڑے نعش
اور لاش اُسکی نکال لے گئے جنگ مغلوبہ ہوگئی آدمخوار سب سے اہل اسلام کو مار کر کھا گئے لیکن فوج
بے سردار لاشہ اپنے مالک کا لے کر طرف صحرا کے روانہ ہوئی کفار شہر مین گھس آئے رعایا قتل ہونے لگی
ہنگامہ عظیم ہوگیا جس نے اطاعت لاہوتنگ اختیار کی وہ تو بچا باقی سب مارے گئے تمام ملک
اسکندریہ مین کفرستان ہوگیا لاہوتنگ ملعون نے جشن کیا اور بڑی خوشی کی اپنی فوج کو خلعت وانعام دیا

اب حال منصور کا بیان ہوتا ہی

کہ اسکو مقابلہ سہمان سے اژدہا نے نگل گیا تھا وہ اژدہا ایک ساحرہ تھی جو منصور بن اسکندر پر عاشق ہوگئی
تھی آئی تھی واسطے مدد لاہوتنگ کے مگر اس جوان کا حسن و جمال اور اسکو لڑتے دیکھکر عاشق ہوکے لیگئی
غرضکہ آنکھ جو منصور کی کھلی تو دیکھا کہ مین ایک باغ پربہار مین ہون کہ میوہ گوناگون پھلا ہوا ہی آبجار ہین
جاری ہین جانوران خوش الحان درختون پر زمزمہ سرائی کررہے ہین ایک جانب ایک قصر ہے اس طرف
سے ایک ماہوش چند سہیلیون کو ساتھ لیے چلی آتی ہی اور قریب آکر بے تکلفی سے ہاتھ گردن مین

منصور کے ڈال دیا منصور کو حیرت ہوئی کہ میں یہاں کیونکر آیا اور یہ نازنین کون ہے کہ اس نازنین نے کہا
میں تمکو یہاں لائی ہون نام میرا خیابان جادو ہے جلی تھی لاہوتک کے پاس مگر تجکو دیکھکر عاشق ہوئی اور
از دور بنکرے آئی اب تو وصل میرا قبول کر اور منصور کو قصر میں لائی شراب و کباب حاضر کیا صحبت رقص
گرم ہوئی گائنین ناچنے گانے میں مصروف ہوئین اک مرتبہ اُس نے مزے میں آکر منصور کو لپٹ کر
ایک بوسہ لے لیا کہ دہن سے اسکے بوے بد آئی منصور نے طمانچہ مارا اسپر اُس نے غصہ میں آکر منصور کو
ستون قصر سے بزور سحر باندھ دیا اور خود بگڑ کر چلی گئی قریب شام کے آئی اور کہا کہ اگر اب بھی مجھے قبول نہ کریگا
تو تجھے قتل کرونگی منصور نے کہا مرنا قبول ہے یہ نہیں قبول ہے خیابان جادو نے منصور کو
قید کیا دوسرے روز صبح کو بولی کہ اے میری تو جان تجھپر فدا ہے اور تو التفات بھی نہیں کرتا تجھے بھی مار ڈالونگی
اور اپنی بھی جان دیدونگی اور تلوار کھینچکر اسنے اپنے گلے پر رکھی منصور نے کہا اگر تو دین اسلام اختیار
کرے تو کیا مضائقہ ہے یہ سنکر وہ خفا ہوکر چلی گئی لیکن بھانجی ہے اسکی کہ نام اُسکا سمن اندام جادو ہے
بعد اسکے جانے کے وہ پاس حجرہ کے آئی اور کہا اے شخص کیون مفت جان دیتا ہے بہتر یہ ہے کہ اس سے ملتفت
ہوکر اسے مارا اور اپنے گھر کا راستہ لے کہ اس نے بہت سے آدمیون کا خون کیا ہے جو اس سے صحبت نہیں کرتا
اُسے قتل کر ڈالتی ہے جو صحبت کرتا ہے وہ بھی مرجاتا ہے مجھے تیری جوانی پر رحم آتا ہے اور سمن اندام سحر
نہیں جانتی مگر نہایت حسین ہے منصور نے کہنا اسکا قبول کیا اور اصل مین سمن اندام بھی منصور پر
عاشق ہوگئی تھی غرضکہ آج جو خیابان جادو آئی تو منصور نے اُس سے اچھی طرح کلام کیے جب کہ
رغبت منصور کی خیابان کی طرف ظاہر ہوئی پس اس نے منصور کو سحر سے رہا کرکے پہلو میں
بٹھایا شراب خواری میں مصروف ہوئی منصور نے بھی مجبوراً اسکے ہاتھ سے شراب پی جب اسے خوب
نشہ ہوا اور لپٹنے لگی منصور نے اسے برہنہ کرکے خنجر سے کام لیا کہ یہ ملعونہ پھڑک پھڑک کر مرگئی شور و غل برپا
ہوا آندھی چلی خاک اُڑی بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من خیابان جادو بود حیف مردیم
جانداریم و بر مطلب خود نہ رسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ نہ وہ قصر ہے نہ باغ ہے نہ نہر ہے
ایک درہ کوہ ہے اور چند عورتیں کھڑی ہین اور سمن جادو بھی کھڑی ہے سمن اندام کو مسلمان کیا اور اپنا
عقد پڑھا اور بعد اسکے اپنے لشکر کا دھیان آیا اور باپ کا خیال آیا کہ نہیں معلوم مقابلہ لاہوتک ملعون پر کیا گذری
سمن اندام سے رخصت ہوکر طرف رنطاق کے روانہ ہوا کچھ دور چلا تھا کہ دیکھا کچھ لوگ غوغا کرتے ہوے
چلے آتے ہین آواز واویلا وا مصیبتا کی بلند ہے لباس سیاہ پہنے ہوے ہین پیچھے بہت سا لشکر ہے خاک اُڑاتے
چلے آتے ہین منصور نے پہچانا کہ یہ تو تیرے باپ کے ملازم معلوم ہوتے ہین آگے بڑھ کر پوچھا یہ کس کا
جنازہ ہے مظلومون نے کہا اسکندر رنطاقی کا بس منصور نے گریبان چاک کیا اور روتا پیٹتا ہوا کچھ
دور ساتھ جنازے کے چلا بعد اسکے کہا اچھا سب ٹھہر جاؤ لوگون نے بھی منصور کو پہچان لیا تھا سب
ٹھہر گئے منصور نے حال قلعہ کا اور لشکر لاہوتک کا پوچھا لوگون نے کہا کہ رنطاق قبضہ مین کفار کے
آگیا بہت سے بہادران اسلام مارے گئے کشتون نے تقدیر کیا منصور نے کہا خیر سمجھا جائیگا اور لاشہ
اپنے باپ کا دفن کیا بعد اسکے مع لشکر کوہ میں رہنا اختیار کیا کہ جہاں اسکی محبوبہ سمن اندام تھی غرض جب
ماتم داری سے فراغت ہوئی تو ایک روز شب کو حکم دیا کہ ابھی لشکر آراستہ ہو اور فوج کو تیار کرکے

بارادۂ شبخون چلا۔ یان لشکر لاہوتک غافل معروف آسایش تھا کہ منصور گرا اور قتل کرنا شروع کیا فوج مین غوغا مچا جنگ ہونے لگی یہ مارتا ہوا ایک سمت نکل چلا گیا قضائے کار اُس طرف سے ایکجوان جسکو لاہوتک نے واسطے رسد لینے اور خزانہ لانے کے طرف قلعہ سالادیہ کے بھیجا تھا وہ آتا تھا منصور نے اُسے ٹوکا وہ مرکب کو جھکا کر سامنے آیا کہا تو کون ہے منصور نے کہا ملک الموت اُس نے تیر مارا منصور نے تیر اُس کا ہوائی کیا اور تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوے اور خزانہ و رسد لیکر طرف کوہ کے روانہ ہوا رات بھر لشکر لاہوتک مین تلوار چلی خوب کشت و خون ہوا بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو قتل کیا بیٹے نے باپ کا سر کاٹا جب صبح ہوئی تو ایک دوسرے کو پہچان کر علیحدہ ہوے ایک ایک اپنے اپنے عزیزون کو لے کے رویا لاشین اُٹھا کر سامنے لاہوتک کے لائے اور کہا کہ یا خداوند یہ کونسی بلاے سماوی تھی اُس ملعون نے کہا کہ تم سب کو غرور ہوگیا تھا اس سبب سے خداوند نے ملک الموت کو بھیجکر ان سب کو قتل کرایا کہ اتنے مین کچھ روتے پیٹتے ہوے اور حال مارے جانے خشخال آدمخوار کا بیان کیا اور کہا کہ ایک شخص خزانہ و رسد سب چھین لے گیا کچھ لشکر بھی اُسکے ساتھ تھا لاہوتک نے ہرکارون کو واسطے خبر کے روانہ کیا اور سبب اسکا یہ تھا کہ وہ کمبخت شیطان بچے جو اسکو خبر دیا کرتے تھے جبسے انگوٹھی لاہوتک نے پائی ہے بسبب برکت انگشتری کے ڈر کر بھاگ گئے تا اب پوشیدہ خبرین اسکو ملنا موقوف ہو گئین عمرو عیار واسطے تفحص کے روانہ تھے یہان انکو اسی حال مین چھوڑے

چند کلمہ شاہزادہ بدیع الملک بن نورالدہر کے سنیے

کہ ایک روز لاہوتک بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ کچھ سوداگر ہفت منظر کیجانب سے آئے ہین لاہوتک نے کہا بلا لو جب وہ سامنے آئے زمین ادب کو بوسہ دیا اور بہت سے تحائف پیشکش کیے لاہوتک نہایت بہت خوش ہوا اور خلعت و انعام عطا کرنے کے بعد احوال ہفت منظر کا پوچھا انھون نے بیان کیا کہ مہر چہر زوجہ نورالدہر کی جو بیٹی ہے کیوان فلک رفعت کی اُسکے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جو نہایت خوبصورت ہے نام اُس کا بدیع الملک رکھا ہے جب وہ پیدا ہوا تو نجومیون سے زائچہ دکھلوایا انھون نے یہ بیان کیا کہ اس لڑکے کے ہاتھ سے خداوند لاہوتک کو بہت صدمے پہنچین گے لاہوتک یہ سنکر برہم ہوا اور اُسی وقت طرف ہفت منظر روانہ ہوا جب قریب قلعہ تخت نشین کے پہونچا بارگاہ برپا کی اور نامہ قارن بلندکمان کو لکھا کہ بدیع الملک پسر نورالدہر کو لے کر حاضر خدمت ہو ورنہ جان لینا کہ قلعہ ایک آن مین چھین لونگا اور تم سب کو غارت کردونگا ایلچی نامہ لے کر پاس قارن کے آیا قارن نے نامہ کو چاک کیا اور ایلچی کا منھ کالا کرکے ناک کان کاٹ کر قلعہ سے باہر نکالدیا وہ بحال خراب لاہوتک کیخدمت مین آیا لاہوتک ایلچی کا یہ حال دیکھکر نہایت برہم ہوا اور اُسی وقت طبل جنگی بجوا دیا قارن کو خبر ہوئی کہا کچھ پروا نہین ہے اور قلعہ کو آراستہ کرکے خود تھوڑا سا لشکر لیکے باہر قلعہ کے آیا اور خود بھی کوس حربی بجوا دیا دونون طرف نقارے گرج کر بجائے تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال ہوشنگ مردم در ایک سردار ہے ملک مرواق کا اُس نے اپنے گرگ یدن مست کو بڑھایا جب وہ میدان کارزار مین پہونچا تو ایک مقام پیلا ہوتک مع چند دہقان اپنے کے تشریف فرما تھے اُس نے دیکھتے ہی تخت لاہوتک کے سامنے آکر سجدہ کیا اور اجازت خواہ میدان کارزار ہوا لاہوتک نے کہا جا تجھے اپنے دست قدرت کے سپرد کیا ہوشنگ میدان مین آیا خوب گینڈے کو

جولان کیا سراپا میدان کا دکھایا جب عرق عرق ہوگیا روک کر مرکب کو توڑہ کیا کہ باخی ای گروہ خدا پرستان
جیسے تمنائے مرگ و آرزوئے قضا ہو وہ نکلے کہ ادھر لیس کماندار قارن سے اجازت لیکر میدان مین آیا
اور تیر مارنا شروع کیا کہ ہوشنگ کا مرکب زخمی ہوا اور ہوشنگ مرکب پر سے گرا کو دکر الگ ہوا مرکب
تڑپنے لگا لیس نے مہلت نہ لینے دی ہوشنگ نے قریب آکے ایک تیر ایسا مارا کہ گلے پر ہوشنگ کے
پڑا اور ہوشنگ مارا گیا بھائی اُسکا فرہنگ مردم درنکلا اور لیس سے تیر چلنے لگا اتفاقاً دونون تیر برابر
چھوٹے اور فرہنگ کا تیر ماتھے پر لیس کے بیٹھا اور لیس کا تیر سر پر فرہنگ کے پڑا دونون پار گذر گئے
اور لیس و فرہنگ ہلاک ہوئے بعد اس کے قصیر سخت قلب میدان مین آیا مبارز طلب ہوا لشکر
قارن سے سوحان نیزہ باز نکلا قصیر نے نیزہ مارا سوحان نے ایک ہی طعن مین نیزہ اسکا
ہوائی کیا اور ایک نیزہ ایسا مارا کہ مرکب قصیر کا ہلاک ہوا دونون غلطان پیچان زمین پر گرے کولا قصیر کا
ٹوٹ گیا وگ اُسے اٹھالے گئے یہ حال دیکھکر پھر سہان آدم خوار نکلا اور مقابل سوحان ہوا سوحان نے
نیزہ مارا سوحان نے نیزہ اسکا بھی ہوائی کیا اس نے ارہ لپشت نہنگ مارا سوحان نے سپر لینی چاہی پر سے کمان
ترکتا ہی تا جگرگاہ پہونچا تھا کہ سہان نے جھٹکا مارا سوحان کے دو ٹکڑے ہوئے یہ مرد مومن شہید ہوا اسکے
قتل ہوتے دیکھکر قارن دوڑ پڑا اور قریب پہونچکر نعرہ کیا کہ باش خبردار ہوشیار کہ منم قارن بلند کمان
غضب کیا تو نے کہ ایسے پہلوان کو مارا اب کہان جائیگا میرے ہاتھ سے بچکر سہان نے اسے بھی ارہ
مارا قارن نے خالی دیا سہان جھونک مین اپنے ضرب کی جھکا تھا کہ قارن نے سر پر وار کیا تیغہ خود پر
بیٹھا ہکا جو مارا تا دو ابرو اُتر گیا اسے زخمی ہوتے دیکھکر کفار نے یلغار کر دیا تمام مرد خوار دوڑ پڑے ادھر سے
اہل اسلام آپڑے تلوار چلنے لگی ہنگامہ دار و گیر ملتہب ہوا جنگ مغلوبہ ہوئی دریا لہو کے بہنے لگے ابر ڈھادون
کے بلند ہوئے بجلیاں تیغون کی چمک کر گرنے لگین دوپہر یہی ہنگامہ برپا رہا اتفاقاً اس طرف سے
سرشار مست چشم سردار لاہوتک کا آتا تھا ادھر سے قارن جاتا تھا ایک نے دوسرے کو ٹوکا رد و
بدل ہونے لگی قارن سرشار سے لڑنے مین مصروف تھا کہ پشت کی جانب سے مدہوش مست چشم
بھائی اسکا آیا اور نیزہ سینہ پر قارن کے مارا کہ پشت کو توڑ کر پار گذر گیا قارن نے پلٹ کر ایک ہاتھ
ایسا مارا کہ مدہوش کے سر پر پڑا تا جگرگاہ تیغہ اُتر آیا اور ادھر سرشار نے جو دیکھا کہ اس نے حالت
زخمداری مین بھائی کو میرے مارا مہلت پاکر تیغ کمر پر قارن کے لگائی کہ یہ مرد مومن شہید ہوا لوگ لاش
اسکی لے کر نکل گئے اب لاہوتک نے آواز دی کہ ہان قلعہ کو لے لو یلغار کرکے طرف قلعہ کے چلے وہان قلعہ خوب
آراستہ تھا کیوان فلک رفعت قلعہ مین موجود تھا ملک مسعود نے خوب انتظام کیا تھا جب قارن
قتل ہوگیا سب ہوشیار ہو بیٹھے جیسے ہی کفار زد پر پہونچے گولے مارنا شروع کر دیے بہت سے کفار
اُڑ گئے لیکن دو ایک سردار مثل سہان آدمخوار وغیرہ کے یہ قریب خندق کے پہونچ گئے جب اہل قلعہ نے
یہ دیکھا کہ قلعہ ہاتھ سے جاتا ہی اب نہ بچے گا ملک مسعود نے کیوان فلک رفعت سے کہا کہ اب لازم
ہی کہ دوسرے راستے سے نکل چلیے قلعہ نہ بچے گا کیوان کو رائے مسعود کی پسند آئی اور وہان سے
طرف ہفت منظر کے روانہ ہوئے جب لاہوتک داخل قلعہ ہوا مردمان شہر رونے لگے سب نے فریاد
کی کہ لڑنے والے تو چلے گئے پھر کیون ظلم کرتے ہو اور خبر بھاگ جانے کی کیوان کے دی شام تک قتل

عام رہا شام کو پناہ ملی تمام قلعہ تخت نشین کھڑا آباد ہوا لیکن جب لاہوتنگ نے یہ سنا کہ کیوان بدیع الملک
کو لیکر طرف ہفت منظر کے گیا ہے اُسی وقت حکم کوچ کا دیا کہ بغیر اس لڑکے کو قتل کیے ہوئے نہ رہونگا منزل
بمنزل قریب غروب آفتاب ہفت منظر کے پہونچا یہ خبر کیوان فلک رفعت کو ہوئی کہ لاہوتنگ عقب
مین آپ کے یہان ہی آگیا کیوان مع لشکر باہر آیا اور قمر چہر کو مسعود کے سپرد کیا کہ شاید لڑائی بگڑے
تو تم اُسے لیکر نکل جانا غرض لاہوتنگ نے طبل جنگ بجوادیا یہ خبر کیوان کو ہوئی اُس نے بھی کوس حربی بجوادیا
دونوں لشکروں مین تیاری جنگ ہوئی جب نامۂ شب کا برطرف ہوا اور پردۂ شب سے روے سحر طالع ہوا
جھونکے نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان درختوں پر چہچہہ زن ہوئے بت پرست پرستش مین مصروف
ہوئے عابدوں نے عبادت سے فراغت کی مجاہدین نے بڑے جنگ کمر ہمت کو باندھا متوجہ میدان کارزار
ہوے اور اُدھر سے تخت لاہوتنگ نمودار ہوا دست راست پر ملک مرواق اور حمائل شاہ جانب
چپ سہمان آدمخوار اور سرداران نامی وگرامی پشت پر چالیس ہزار آدمخواروں کو لیے ہوئے میدان مین
آکر صف آرا ہوے اسطرف سے کیوان ملک رفعت مرکب پر سوار اور چند سردار تھوڑا سا لشکر لیکر
بمقابلہ لاہوتنگ صف آرا ہوا بعد آراستگی صفوف قتال وجدال گرد بلند قد میدان مین آیا اور پکارا کہ
اے کیوان کیون خداوند سے لڑتا ہے اگر وہ چاہین گے تو تجھے خاک سیاہ کر دینگے ۔ تجکو مثل بڑے
خداوند کے بندوں پر اپنے رحم آتا ہے تو غضب خداوندی سے نہیں ڈرتا دیکھ پچھتائیگا کیوان نے سخت سست
کہا اور یلان فیل منظور کو واسطے مقابلے بھیجا یلان آتے ہی لگا وزن ہوا گرد بلند قد کا مرکب چار قدم
اور یلان کا مرکب تین قدم پست پا ہوا گرد نے نیزہ مارا یلان نے نیزہ کو نیزہ پر رد کا طعن پر طعن چلنے لگی چنگاریان
آگ کی نکلنے لگین ایک مقام پر یلان نے بند باندھکر نیزہ ہاتھ سے گرد کے ہوائی کیا گرد نے غیظ
مین آکر تلوار ماری یلان نے پشت شمشیر پر روک کر سر کو تنہا کر جو کمر کا وار کیا گرد کے دو ٹکڑے ہو گئے
اہل اسلام مین نعرہ تکبیر بلند ہوا اور یلان نے پکارا کہ آج تم کافروں کو نہیں ماروں گا غرضکہ بعد
مارے جانے گرد کے اور ایک پہلوان واسطے مقابلے کے آیا کہ نام اُسکا ببر شکار تھا یلان سے کہا کہ میرے
حربے فقط گرز چلے اور کوئی لڑائی نہ ہو یلان نے کہا بہتر ہے اور تیغ نیام مین کرکے گرز بوس زین سے
گرز اُٹھایا اور کہا کہ وار کر ببر نے خبردار خبردار کہکر گرز شیر سر مارا یلان نے گرز کو گرز پر روکا کھڑاکے کی
آواز بلند ہوئی شرارے آگ کے نکلے مثل گرد بلند ہوا ببر نے نعرہ کیا کہ زدم وپست کردم کہ ایک مرتبہ
یلان گرد سے باہر آیا اور پکارا کہ گرازدی وکرا پست کردی حریف تیرا مین موجود ہوں اور ہوشیار
ہوا اور یہ کہکر وار کیا ببر نے بھی گرز پر گرز کو روکا اسکی آنچ سے زیادہ حالت ابتر ہوئی اسی طرح کئی ضرب
کی نوبت پہونچی جسمین گھوڑے دونوں کے کام آگئے پیدل ہوکر لڑنے لگے ازبسکہ گرز کی لڑائی کا عہد
ہو چکا تھا تلوارین نہ کھینچین اتفاقاً ایک مرتبہ ببر نے گرز مارا اور یلان نے پینترہ بدل کر خالی دیا
جاہا وہان تھا موش خانہ پاؤن یلان کا اُس مین جا پڑا گرز آکر کولے پر بیٹھا یلان بیہوش ہو کر گرا ببر نے
چاہا تھا کہ سر کاٹ لون کیوان بیتاب ہو کر خود دوڑ پڑا ببر نے کیوان کو آتے دیکھکر تیر مارا اُن پر
کیوان کے پڑا کیوان زخمی ہوا لیکن کیوان نے اُس حالت مین اپنے کو برابر ببر کے پہونچایا اور نیزہ سینہ
پر مارا کہ پشت کو توڑ کر پار گذر گیا کیوان نے ہکا مار کر بلند کیا یہ دیکھکر فوج کفار یلغار کرکے چلی اُدھر سے

اہل اسلام دوڑے جنگ مغلوبہ ہوئی تلوار گھمسان سے چلنے لگی ہر طرف زمین خون سے گلنار لاشوں کا انبار
آواز تکبیر و بزن بلند ہوئی پیلان کو لوگ اٹھائے تھے کیوان کس بہادری سے اس قلت لشکر پر لاہوتک سے
لڑ رہا ہے لیکن مسعود شاہ نے جو قلعہ پر سے یہ رنگ دیکھا یقین کامل ہوا کہ کیوان مارا جائے گا پس چور گھر سے
مع قمر چہر و بدیع الملک نکل کر طرف قلعہ منصوری کے روانہ ہوا کہ ملک وہان کا منصور کوہستانی ہے
قلعہ بھی نہایت مستحکم ہے لیکن یہان شام تک لڑائی رہی ہزارہا بندگان خدا کا خون ہوا جب شب ہوئی تو اہل اسلام
نے ملکر ایک سمت دھاوا کر دیا اور لڑتے بھڑتے نکلتے ہوئے طرف صحرا کے روانہ ہوئے اور کیوان فلک
رفعت بھی نکل گیا لیکن لاہوتک نے کہا کہ خبردار دم نہ لینا اسی وقت قلعہ بھی سے مع لشکر طرف قلعہ کے
متوجہ ہوا وہان کون تھا فقط پھاٹک بند تھا کفار دروازہ توڑکر اندر قلعہ کے گھسے وہان کسی کو نہ
پایا ناچار لاہوتک سے بیان کیا لاہوتک پریشان تھا کہ کیا کرون اور کس طرف تلاش بدیع الملک
مین جاؤن کہ منجمون نے پھر کہا کہ بدیع الملک تفحص کرنے سے نہیں ہاتھ آنے کا آپ طرف سبائل کے چلیں وہ
خود آئے گا لاہوتک یہ سنکر طرف سبائل کے روانہ ہوا

اب حال شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم نامدار کا بیان کیا جاتا ہے

کہ جب قاسم نے صفدر تلہ کو ہی کو زخمی کیا اور مقابلہ مین بدر بن زلازل یک چشمی کے لشکر آرا ہوا بدر نے
طبل جنگ کا حکم دیا اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر شاہزادہ ملک قاسم کو
ہوئی فرمایا ہمارے یہان بھی طبل بجے اسی وقت یہان سے نقارہ بجا تیاری جنگ ہونے لگی جب زمانہ شب کا
برطرف ہوا اور صبح نمودار ہوئی دونون لشکرون نے رخ میدان کارزار کا کیا اور باہم مقابل یکدیگر
صفین آراستہ کین نقیب نقیب دیگر نکل گئے تھے بدر بن زلازل یک چشمی میدان مین آیا اور
پکارا کہ او خاوری کیون شامتین تیری آئی ہین نہین پہچانتا ہے کہ مین کون ہون دیکھ ابھی تیرے ہم پلہ کو
زخمی کر چکا ہون کہ وہ قلعہ بند ہوا ہے تو اگر میری اطاعت کر تو تجھے چھوڑ دون قاسم کو یہ سنکر تاب کہان مرکب
کو جولان دیکر مقابل بدر ہوا بدر نے للکار کر کہا کہ ہان بچائی قاسم نے کہا بس یہی جرات کا دعوے تھا بدر نے
نیزہ مارا قاسم نے نیزہ اسکا بفنون سپہ گری ہوائی کیا بدر نے غصہ مین آکر تلوار ماری قاسم نے سپر کو
چہرہ کی پناہ کیا بدر نے بھی سپر بلند کی تلوار نے قاسم کی سپر کو تو کاٹا مگر بدر جبا کر رک گئی کچھ اثر نہ کیا
کیونکہ پاس بدر کے خفتان مرصع بند ہے اسی طرح تادیر رد و بدل رہی ایکبارگی قاسم نے خیال
کیا کہ اس ملعون پر تو حربہ کارگر نہین ہوتا لہذا اس سے کشتی لڑنا چاہیے پس اب کی جو بدر نے
تلوار ماری قاسم نے سپر تو ہاتھ سے چھوڑ دی کہ گردہ ڈھال پشت پر جا لگا خود چاہا کہ گھوڑے کو ملا کر بند دست بد
ہاتھ ڈال دون کہ قضائے کار و اتفاقات روزگار وہان موشخانہ تھا پاؤن مرکب کا اس مین جا رہا اور گھوڑے نے
سکندری کھائی تیغہ سر بد بیٹھا تا دو ابرو آ گیا قاسم نے واسطے نہ مارا تیغ جھٹکا کر سر سے نکلا لیکن چادر
خون کی سر سے باہر آئی اب قاسم نے اس حالت غصہ مین آکر تلوار بدر کے ماری کہ اگر کوہ گران بھی ہوتا
تو دو ٹکڑے ہو جاتا مگر بدر کو کچھ اثر بسبب خفتان مرصع بند کے نہ ہوا بدر نے دوسری تلوار ماری کہ تا نہ
بھی قاسم کا زخمی ہوا یہ رنگ دیکھکر کہ ملک ہمارا زخمی ہے اور حریف دست اندازی سے بھی باز نہین
آتا تمام لشکر قاسم کا بدر کی طرف چلا اس نے اپنے لشکر کو بھی آواز دی تمام لشکر بدر کا

بھی یلغار کرکے چلا دونون لشکر مل گئے گھمسان کی لڑائی ہونے لگی لیکن قاسم بسبب کثرت زخم کے بیہوش ہو گئے انکو بھی قلعہ مین پاس بدیع الزمان کے بھیجدیا اہل لشکر لڑنے لگے قاسم کے سردارون نے جانین اپنی لڑا دین یہانتک کہ تا شام جنگ رہی شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر جدا ہوئے اپنے اپنے فرودگاہ پر آئے رات کو تمام لشکر قاسم کا قلعہ بند ہوا یہ خبر بدر کو پہونچی اُس نے اُسی وقت قلعہ کا محاصرہ کرلیا مگر مہر وند عیار بعد زخمی ہونے قاسم کے طرف سبائل کے چل چکا تھا جسوقت سبائل مین پہونچا اور دربار مین بادشاہ اسلام حارث بن سعد کے داخل ہوا دیکھا کہ دربار آراستہ ہے جانب دست راست وسوئے دست چپ سرداران نامی نگاوران جلوہ افروز ہین بادشاہ اسلام تخت پر زینت آرا ہین کہ مہروند نے حال زخمی ہونے شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم کا بیان کیا اُسی وقت شاہ اسلام نے فرمایا کہ کوئی سردار واسطے مدد کے جائے یہ سنکر داراب کشورکشا اور اسکندر فرخ لقا اپنے اپنے دنگلون سے کود پڑے اور واسطے مدد کے روانہ ہوئے بادشاہ آذوقہ جمع کرنے میں مصروف ہوئے

اب یہان سے حال اسد لا اور سلطان بہو کا بیان ہوتا ہے

اسد ایران کی طرف روانہ ہوئے تھے جسوقت قریب شہر عجم کے پہونچے قصد کیا کشتیون پر سوار ہوکر روانہ ہون کہ چند مردم عجم آئے اور حال ظلم بد مذہب شہربانو کا بیان کیا اسد نے کہا دیکھو تو اُسکو مجھکو کیونکر مارتا ہون کہ وہ بھی یاد کرے اور اسی جگہ قیام پذیر ہوئے اتنے مین کچھ لوگ بحال پریشان گریان و نالان آئے اور حال مارے جانے قارن بلندکمان کا بیان کیا اسد قارن کے لیے رو دیا اور طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر شہربانو کو ہوئی یہ بھی مع لشکر قلعہ سے باہر آئی اور کوس حربی بجوا دیا رات بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی صبح گھوڑا اڑائے جلال ہوئے شہربانو مرکب کو چمکا کر میدان مین آئی مبارز طلب کیا ادھر سے اسد نامدار اسکے مقابل ہو بعد گفتگوئے بسیار نیزہ بازی ہوئی اسد نیزہ شہربانو کا ہولی کیا اُس نے غصہ مین آکر تلوار ماری اسد نے کنائی مروڑ کر تلوار چھین کے پھینک دی اور کمربند پکڑ کے تلاش زین سے اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا کود کر مرکب سے ایک پاؤن اُسکا ہاتھ مین پکڑا ایک پاؤن کو پیر سے دبا کر چیر ڈالا اور سر کاٹ کر نوک نیزہ پر بلند کیا لاش کو پیٹ فیل پر بند ھوا کر ساتھ لیا لشکر اسکا بھاگ کر قلعہ بند ہوا اہل اسلام نے تعاقب نہ چھوڑا ہر چند کفار نے گولے مارے بہت سے اہل اسلام کام آئے مگر اسکندر فرخ لقا خندق کو پھاند کر دروازہ قلعہ پر جا پہونچا اور گرز سے چاٹک قلعہ کا توڑا تمام اہل اسلام قلعہ مین گھس آئے کفار قتل ہوئے آخر پناہ مانگی سب مسلمان ہوئے جو بھاگ کر نکل گئے تھے وہ بچے بعد اسکے طرف سنجان کے روانہ ہوئے

اب حال بدر بن زلازل یک چشمی کا بیان ہوتا ہے

کہ یہ قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا لیکن دسترس نہوتا تھا ایک روز آفت بن ملکزبہ عیار سے کہا کہ تو جا کر قاسم اور بدیع الزمان کو چرا لا اُس نے کہا بہتر اور اسی وقت صحرا کی طرف جا کر نقب کھودنے مین مصروف ہوا اتفاقاً یہان بدیع الزمان نے اپنے عیار سے کہا کہ قلعہ مین غلہ کم ہے لہذا نقب کھود کر نکل چلو

کہ آذوقہ جمع کرکے واسطے قاسم کے بھیجدین یہ سنکر امیہ بن عمرو چند عیارون سے نقب کنی مین معروف ہوا
اب اس طرف سے عیاران اسلام نقب کھودتے چلے جاتے ہین اور اُسطرف سے آفت بن مکذبہ آتا ہی
کہ امیہ کو نقب مین آہٹ معلوم ہوئی پس چالاک کمند کا مہرہ نقب پر چڑھا کر آپ ایک طرف دب رہا کہ اتنے مین
آفت نے نقب توڑی اور سر اپنا نکالا امیہ نے جھپکا مارا کر گردن آفت کی بھینچی امیہ آفت کو گرفتار
کیے ہوے خدمت مین شاہزادہ بدیع الزمان کے لایا بدیع نے کہا ابھی اسے قید رکھو صبح کو سمجھا جائے گا
امیہ نے آفت کو قید کیا جب صبح ہوئی پھر سامنے شاہزادہ بدیع کے لائے بدیع الزمان نے حکم دیا
کہ اسکو فیل بند دروازے پر لیجاکر بدر کو دکھا کر دار پر کھینچو لوگ بالاے قلعہ لائے بدر نے جو اپنے عیار کو
گرفتار دیکھا اور عیار نے فریاد کی نہایت مضطرب ہوا اہل قلعہ کو بہت دھمکایا جھڑکایا یہ کب ڈرتے ہین مگر
آفت نے موقع پاکر اپنے کو قلعہ پر سے نیچے گرادیا بدر کے لوگون نے اسے بالاے ہوا روکا بدر نہایت
خوش ہوا لیکن شاہزادہ بدیع الزمان جلادون پر بہت خفا ہوے کہ کوئی اس غفلت سے مجرم کو رکھتا
ہی کہ وہ رہا ہوگیا قرضنگہ دوسری شب کو بدیع الزمان نقب کے راستے سے طرف سرحد عجم کے روانہ ہوے
یہ خبر شاہزادہ خاور سیاہ نے جو سنی کہ بدیع الزمان چلے گئے بہت ہنسے اور فرمایا بموجب مصرعہ طاقت مہمان
نداشت خانہ بمہمان گذاشت ۔ اور خود بھی اسی راستے سے طرف سرحد عجم کے روانہ ہوے بدیع الزمان
کوئی بیس کوس پہونچے ہونگے کہ شاہزادہ خاور سیاہ مع لشکر پہونچے بدیع الزمان سمجھ کر بدر
تعاقب مین آتا ہی کہا کہ ہرچہ بادا باد مین بہادرون کا گو زخمی ہون سامنے سے اس ملعون کے بھاگنے کا نہین
کہ اتنے مین عیارون نے خبر دی کہ شاہزادہ ملک قاسم آتے ہین بدر نہین ہی کہ اتنے مین قاسم پہونچے
ہنوز کچھ کہنے نہ پائے تھے کہ بدیع الزمان نے کہا تم کیون چلے آئے مین تو تمہارے واسطے رسد بھیجے آیا
تھا پھر مین بھی چلا آتا قاسم نے کہا کہ پھر مجھے اطلاع کیون نہ کی چورون کی طرح کیون آئے بدیع خاموش
ہوے لیکن وہان بدر نے قلعہ پر یورش کیا گرنداذون نے گولے مارنا شروع کیے لشکر کا
بدر کے ستھراؤ کردیا ہزارہا کفار مارے گئے لیکن جب بدر خندق کو پھاند کر دروازہ قلعہ پر پہونچا تو سب بچے
سب قلعہ کو چھوڑ کر نقب کی راہ سے روانہ ہوے اور بدر پھاٹک توڑ کر داخل قلعہ ہوا تو کسی کو نہ پایا اور
نقب دیکھی سمجھا کہ سب اسی راستے سے چلے گئے خود بھی عقب مین روانہ ہوا اور راستے مین بدیع الزمان
و قاسم کو گھیر لیا یہ دونون دلاور اُسی حالت زخمداری مین کمر ہمت باندھ کر لڑنے پر آمادہ ہوے زخم
سرون کے باندھے لشکر کو صف آرا کیا بدر مع فوج آپڑا اور لڑنے لگا جنگ مغلوبہ ہوئی قاسم و بدیع الزمان
لڑ رہے تھے زخمون پر زخم کھا رہے تھے بدر لڑتا ہوا چلا آتا ہے حربہ کسی کا اسپر کارگر نہین کسی کے
روکے نہین رکتا چلا ہی آتا ہی قریب ہی کہ شاہزادہ بدیع الزمان شہید ہون کیونکہ بدر پہونچ
چکا ہی اور حال شاہزادہ بدیع کا یہ ہی کہ زخمون سے چور ہو رہے ہین قاسم مرکب اُٹھائے ہوے
لشکر کو للکارتا ہوا چلا آتا ہی گر وہی حالت یہان بھی ہی اہل لشکر مین شور و غل ہی لوگ دعائین مانگ رہے
ہین کہ پروردگار ہمارے آقاؤن کو اس حرامزادے کے ہاتھ سے بچا تا بدر قریب پہونچ چکا ہی اور کہہ رہا
ہی کہ تم دونون کے سر لیکر زیبو شاہ کی خدمت مین جاؤنگا کہ یکایک از پردہ بیابان غرفے برخاست گرد
گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ دریاے گرد در زمین پیچیدہ ہوا نے مارا گرد کو اور گرد نے مارا

ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گردے اسکندر فرخ لقا اور داراب کشورکشا مع فوج حاضر
ہوئے یہاں یہ ہنگامہ دیکھکر لشکر بدر گرے اور مارنا شروع کیا بدر نے جو دیکھا کہ یہ بہادر آ گئے اور لشکر کو
پامال کیے ڈالتے ہیں اُسی وقت طبل بازگشت بجوا دیا کیونکہ شام بھی ہو چکی تھی غرضکہ دونوں لشکر علیحدہ
ہوئے بدر ایک طرف خیمہ آرا ہوا دوسری جانب اہل اسلام نے بارگاہیں برپا کیں اسکندر و داراب
شاہزادگان قاسم و بدیع سے ملے لیکن بدر نے بارگاہ میں پہونچکر طبل جنگ بجوا دیا
خبر اہل اسلام کو ہوئی اسکندر نے کہا کہ کل میں اس سے مقابلہ کروں گا میرے نام پر طبل جنگ بجے اسی وقت
کوس حربی بجا تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکروں نے میدان میں مقابل یکدیگر ہوکر
صفیں آراستہ کیں بدر مرکب کو چمکا کر میدان میں آیا اور پکارا اے اسکندر کل تو میرے ہاتھ سے بچ گیا کہ
شام ہو چکی تھی آج کہاں جائے گا دیکھ تو کیسا زخم تجھے بھی دیتا ہوں اسکندر نے کہا کیا بکتا ہے اور مرکب کو اُٹھا کر
تگاور زن ہوا کہ بدر کو گرد برد کر دیا گھوڑے پسے گئے گرتے پڑتے بآخر غصہ میں آ کر برچھا سینۂ بے کینہ
اسکندر کو تاک کر مارا اسکندر نے نیزہ کو نیزہ پر گانٹھ کر جو تکان دی تو نیزہ ہاتھ سے بدر کے
نکال دیا لشکر اسلام سے آواز تحسین بلند ہوئی بدر نے غصہ میں آکے تیغہ مارا شاہزادہ اسکندر فرخ لقا
نے سپر بدر کا تیغہ سپر میں کسی قدر در آیا تھا کہ جھٹک دی تلوار ٹوٹی بدر نے نصف تلوار مع قبضہ کھینچ
ماری اسکندر نے خالی دیا بدر نے دوسری تلوار نیام سے کھینچی اور وار کیا اسکندر نے پشت شمشیر پر
روک کر وہ ہاتھ دوال کمر بدر مارا کہ کوہ گران ہوتا تو مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہو جاتا لیکن بدر پر بسبب
خفتان کے کچھ اثر نہ ہوا بدر نے پھر تلوار ماری اسکندر نے چاہا کہ ہاتھ بند دست پر ڈال دوں کہ یکایک گھوڑے نے
ٹھوکر لی تلوار شانہ پر بیٹھی کہ شانہ اسکندر کا زخمی ہوا بدر نے دوسری تلوار ماری ہاتھ اسکندر کا زخمی تھا سپر
نہ اُٹھ سکی سر بھی اسکندر کا زخمی ہوا داراب یہ حال دیکھکر دوڑ پڑے اسکندر کو میدان سے پھرا خود بدر سے
مقابلہ کرنے کو تھے کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا اور آواز گھوڑوں کے ٹاپوں کی کان میں آئی
جب پردہ گرد شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ دو مرکبوں پر اسد و کرب والا در بیٹھے ہوئے سرپٹ دوڑاتے چلے
آتے ہیں ساتھ تمام فوج نیزہ پہ سر شیر ربانو کا بلند لاشہ پلے فیل میں بندھا ہوا یہ رنگ دیکھکر بدر پر
ہیبت طاری ہوئی اور میدان سے پھر گیا طبل بازگشت بجوا دیا اسد و کرب قاسم و بدیع سے
ملے اور خیمے پر چلے گئے یہ تینوں ادھر ہی تعین کر جوڑی ہرکاروں کی بارگاہ پر آئی اور بعد دعا و ثنا کے عرض
کیا کہ بدر نے پھر طبل جنگ بجوایا ہے اور یہاں آج داراب کشورکشا نے اپنے نام پر طبل بجوایا رات بھر
تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے بدر حسب دستور میدان میں آیا اور لاف زنی
کرتا تھا کہ داراب کشورکشا نے مرکب اُٹھایا اور بدر کے مقابل ہوئے بدر نے تگاور داراب کی خالی
دی کیونکہ کل اسکندر نے تگاور اٹھا کر سنبھلنا دشوار ہوگیا تھا داراب اپنے گھوڑے کے زور میں
دور تک نکل گیا وہاں سے پلٹ کر بدر کا سامنا کیا بدر نے کہا نیزہ بازی ہم لوگوں سے بیکار ہے
ہم تو تلوار کے دھنی ہیں اور وار کیا داراب نے تھپکی دی کر تلوار ہٹ پڑی بس بند دست پر ہاتھ
ڈال دیا دوسرا ہاتھ کمر میں بدر کے ڈالکر جھٹکا مارا کہ تا نشست زین سے اٹھا لیا سر پر چرخ دے کے زمین پر
مارین کہ کمربند بدر کا ٹوٹا بدر زمین پہ گرا چوٹ بہت آئی مگر جلدی تمام اُٹھکر تلوار

کھینچکر دوڑا چاہتا تھا کہ گھوڑے کو داراب کے پڑ کرے کہ داراب گھوڑے سے کودا لیکن کودنے
مین پاؤن ایک رکاب مین اُلجھا داراب اُلجھکر زمین کی طرف چلا تھا کہ بدر نے سر پہ تلوار ماری داراب
بھی زخمی ہوا بدر چاہتا تھا کہ سر کاٹ لون کہ اسد دلاور دوڑا پکارا او ابن یک چشمی تیرا عیب پن نہین
چھپتا اور تلوار کھینچکر آپڑا اور بدر پر برس پڑا کہ اُسے دم لینا مشکل ہوگیا لوگ داراب کو تو اُٹھا لیگئے
لیکن اسد و بدر سے شام تک رد و بدل رہی آخر کار ستارہ ازبسکہ بدر کا زور پر تھا
اور مقدر اہل اسلام کا برگشتہ تھا اسد بھی ہاتھ سے بدر کے زخمی ہوا طبل بازگشت بجا
لیکن کرب دلاور نے آواز دی کہ او بدر اگر کل تیرا علاج معقول نہ کیا ہوگا تو نام اپنا کرب نہ پایا ہوگا
یہ کہکر میدان سے پھرے بدر شنکر لرز گیا باوصفے کہ اہل اسلام زخمی تھے ہوا تنگ کہ بارگاہ مین آیا
کھانا تک نہ کھایا بستر پر لیٹا آفت بن مکذبہ عیار نے جو یہ کیفیت دیکھی اُس نے کہا آپ نہ گھبرائین
مین جاکر کرب کو چرا لے لاتا ہون مگر آپ ہوشیار رہیے کیونکہ کرب نے کچھ نہ کچھ تدبیر سوچ لی
تھی جب تو سر میدان ایسا کلمہ کہا تھا کیونکہ وہ عیار بھی ہین شاید خفتان کی فکر مین کسی کو بھیجا ہو یہ کہکر
طرف لشکر اہل اسلام کے روانہ ہوا اتفاق اُدھر کرب دلاور نے ضرغام شیردل سے کہا کہ جاؤ اور
خفتان اس حرامزادے بدر کا چرا لاؤ ضرغام شیردل اُسی وقت روانہ ہوا بارگاہ سے نکلا تھا
کہ ایک شخص کو دیکھا کہ ایک شیر کو گرفتار کیے ہوے آتا ہے اور کہتا ہے کہ اس نے بہت لوگون کو ایذا
پہونچائی تھی ضرغام کا دل کھٹکا کہ شگون بد ہے مگر روانہ ہوا اور صورت اپنی تبدیل کرکے داخل
لشکر بدر ہوا سنا کہ آج بدر بارگاہ مین نہین بیٹھا کرب دلاور سے ترسان ہے بارگاہ مین لیٹا ہوا
ہے ضرغام نے شکل اپنی آفت بن مکذبہ کی بنائی اور بے تکلف داخل بارگاہ ہوا کسی دربان
پاسبان نے پوچھا بھی نہین لیکن جب پاس پلنگ کے پہونچا جس پر بدر لیٹا ہوا تھا دیکھا کہ آنکھین
بدر کی بند ہین اُسوقت یہ ذہن مین آیا کہ اسے بیہوشی سنگھاؤ اور کچھ عیاری مین بیہوشی رکھکر جیسے ہی
قریب بدر کے لے گیا آنکھ بدر کی کھل گئی بس جلدی سے ہاتھ پکڑ لیا دیکھا تو آفت بن مکذبہ ہے
بدر سمجھا کہ کوئی عیار اہل اسلام کا ہے کہ آفت کی شکل بنکر آیا ہے پکارا تو کون ضرغام نے کہا آپ
اتنی جلدی مجھے بھول گئے مین عیار ہون آپکا کہا تو گرفتاری کرب کے لیے گیا تھا مجھے کیون بیہوشی
سنگھا رہا تھا کہا بیہوشی نہ تھی بلکہ دارو سے رفع بیہوشی تھی کہ اگر آپ کو کوئی بیہوش کرے تو نہ بیہوش ہوجیے
بدر اس مکر کو سمجھ گیا اور ضرغام کو پکڑ لیا لوگون کو بلا کر ضرغام کو قید خانہ مین بھیجدیا اور منتظر آفت
بن مکذبہ کا بیٹھا لیکن آفت نے ضرغام کو آتے دیکھا تھا خود پوشیدہ ہوگیا جب ضرغام بدر کے
لشکر مین وارد ہوا تو آفت نے شکل اپنی ضرغام کی بنائی اور نقلی خفتان مرصع بند لیکر کرب کے خیمہ مین داخل
ہوا دیکھا تو کرب دلاور خاموش بیٹھے ہوئے ہین ضرغام نقلی نے قدمون کو بوسہ دیکر عرض کیا کہ
آپ کے اقبال سے مین خفتان بدر کو چرا لایا اور یہ حاضر ہے یہ کہکر آگے رکھدی کرب دلاور نے
کہا دیکھو تو کل اسکی کیا حالت کرتا ہون اور خفتان ہاتھ مین اُٹھائی کہا اسپر یہ گرد کیسی پڑی ہوئی
ہے ضرغام نے کہا مین نقب کے راستے سے گیا تھا تو نقب کے مٹی بھر گئی ہوگی کرب نے
اس گرد کو جھاڑا تو دماغ چکر مین آیا فوراً چھینک مار کر بیہوش ہوگئے ضرغام نقلی نے نعرہ کیا کہ

ستمگر آفت بن مکذب بن کذاب اور پشتارہ کرب دلاور کا باندھ کر راہی ہوا قریب صبح لشکر میں پہنچا اور
بدر کے حوالے کیا بدر نے آفت کو بہت سا انعام عطا کیا اور کہا اسے بھی زندانخانہ بھیجو کل تمام اہل اسلام کے سامنے
قتل کرونگا لیکن صبح کو نوکر بدر کے گریان و نالان پاس قاسم و بدیع و اسد کے آئے اور کہا
کہ آقا ہمارا بستر خواب پر سے غائب ہو گیا اتنے میں کچھ ہرکاروں نے آکر عرض کیا کہ بدر نے میدان
خونی کی تیاری کی ہر دوار بھی استادہ ہو رہی ہے یہ سنکر سب بہادر مع قاسم و بدیع الزمان و اسد
و اسکندر و داراب اُسی حالت زخمداری میں مرکبوں پر بیٹھے آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہوئے کہ ہم کرب
دلاور کے ساتھ اپنی جانیں دینگے یا کرب کو چھڑا لینگے اور رخ لشکر بدر کا کیا تھا کہ جوڑی ہرکاروں کی آئی
اور عرض کیا کہ کرب و ضرغام زندانخانہ بدر سے بھی غائب ہو گئے تمام بہادر اپنے ارادوں سے باز رہے
اور بیٹھے لیکن متردد کہ کون لے گیا مگر بدر نے جو دیکھا کہ کرب و ضرغام غائب ہو گئے پوچھا کہ کون لیگیا
کہا کچھ پتا نہیں چلتا لشکر اسلام میں بھی نہیں ہیں بس اُس نے اُسی وقت نامہ نیور شاہ بن یاقوت شاہ کو
لکھا کہ آپ جلد کا انتظام کر کے جلد آئیے کہ اچھی طرح علاج ان غداروں کا ہو جائے اور خود باوصفیکہ سردار
زخمی تھے شبخون کی تیاری کیکے رات کو آکر گرا قتل کرنا شروع کیا لشکر اسلام میں غلغلہ برپا ہوا قاسم بدیع نے
کہا معلوم ہوتا ہے کہ پیمانہ عمر ہمارا لبریز ہو چکا ہے اور اسلحہ تن پر آراستہ کرکے زخموں کو باندھکر مرکبوں پر
بیٹھکر لڑنے لگے تا صبح نہایت کشت و خون ہوا اتفاقاً ادھر سے بدر لڑتا ہوا چلا آتا تھا ادھر سے
بدیع الزمان چلے آتے تھے کہ راستہ میں سامنا ہوا بدر نے تلوار ماری بدیع نے وار اسکا پشت تیغ پر روکا
اور تلوار اپنی گردن پر بدر کے ماری خط بھی نہ پڑا بدر نے دوسرا وار کیا کہ زخم سر بدیع الزمان کا چوپارہ ہو گیا قاسم
حالت بدیع کی دیکھکر دوڑ پڑا کہا او حرامزادے غضب کیا تو نے کہ میرے عمو کو میرے سامنے زخمی کیا افسوس
اس کا کہ آنکھوں سے دیکھوں اور قریب ہو کر سر تبار کر ایک ماری کہ گردن مرکب بدر کی قلم ہوئی بدر غلطان
و پیچاں گرا اور پانچ چار تلواریں ماریں اس ملعون پہ تو کوئی حربہ اثر نہیں کرتا آخرکار قاسم بھی بدر کے
ہاتھ سے زخمی ہوئے نوکر بیچ میں آگئے قاسم و بدیع کو لے کر طرف کوہ خونریز کے روانہ ہوئے بدر کا
مرکب مارا جا چکا تھا چوٹ بھی بہت کھائی تھی تعاقب نہ کر سکا اہل اسلام بالائے کوہ قیام پذیر ہوئے اور سیارہ
مرجان کو خدمت میں شاہ اسلام کی روانہ کیا دوسرے روز بدر نے آکر ہمہ تن محاصرہ کوہ خونریز کا کیا انھیں یہیں چھوڑئے

اب حال سنئے تہمور دیو پیر دیو کا کہ واسطے مدد آسمان پری کے روانہ ہوا ہے

تخت پر سوار ہو کر دیو تخت اڑائے ہوئے چلے جاتے ہیں کہ ایک مقام پر پہنچے دیوون نے تخت تہمور کا زمین
پر اتار دیا اور کہا کہ ہم کچھ کھانا کھائیں تو آپ کو لے چلیں اور تہمور کے واسطے خبر کے خدمت آسمان پری میں
روانہ ہو چکا ہے تہمور سیر بیابان میں مصروف تھے کہ یکایک سناٹا ہوا ہوا تیز چلی دیکھا کہ ہزارہا دیو و پری
زمین پر اترے کہ تمام صحرا مملو ہو گیا اور ایک دیونی کو دیکھا کہ لباس فاخرہ پہنے ہوئے تخت پر بیٹھی ہے
آگے آگے اس کے پریان ناچ رہی ہیں یکایک نگاہ اس دیونی کی تہمور پر پڑی دیکھتے ہی عاشق ہو گئی دیوون
سے کہا کہ جا کر اس آدمزاد کو لے آؤ دیو پاس تہمور کے آئے اور کہا چلو تمکو شاہزادی نے ہماری بلایا ہے تہمور نے
کہا کہ میں نہ جاؤنگا وہ خود کیوں نہیں آتی دیوون نے کہا اگر سیدھی طرح نہ چلوگے تو ہم تمکو زبردستی لے چلیں گے
وہ شاہزادی ہے خاقان قاف قہقہہ سہ چشمی کی زوجہ ہے تمہیں کیا غرض ہے کہ آئے اسکی شان کے خلاف ہے اور

ارادہ کیا کہ قمہور کو پکڑ کر لیجائیں لیکن جو دیو قمہور سے لپٹا قمہور نے گھونسا منھ پر مارا کہ کلا پھٹ گیا اور آکر تجالہ
بانو سے بیان کیا کہ وہ نہیں آتا ہے جنے چاہا تھا زبردستی لے آئیں تو آج ہماری یہ حالت کی تجالہ بانو
خود پاس قمہور کے آئی اور جام شراب بھر کر پیش کیا اور کہا اے جان جہان مجھ سے بیرخی کرتے ہو تو یہ جام
محبت ہے اسے پی لو اور پیام وصل قبول کرو قمہور نے ہاتھ مارا کہ پیالہ شراب کا جو گل کاسہ کے تھا رنگ
تجالہ بانو کے گر گیا تجالہ کو غصہ آیا اور کہا اے شخص تو بڑا بیمروت ہے نہیں جانتا مجھے کہ میں کون ہوں
اگر چاہوں تو تیری ہڈیاں پسلیاں توڑ کر کھا جاؤں مگر تجھ پر اسقدر مہربانی کرتی ہوں اور تو مجھ سے
بیرخی کرتا ہے قمہور نے کہا دور ہو یہاں سے وہ اجل رسیدہ قمہور سے لپٹ گئی اور بوسہ قمہور کا لے لیا
قمہور نے طمانچہ مارا کہ کلہ تجالہ بانو کا پھٹ گیا بس اسیح کہا اے بیٹا اس سرکش کو دیکھتے ہو کہ اس نے
میری کیا حالت کی دیو دارین پکڑ کر قمہور کی طرف چلے تھے کہ قمہور نے بھی تلوار کھینچی اور جھپٹ کر پہلا
وار تجالہ پر کیا کہ سر اسکا کٹ کر زمین پر گرا دیو قمہور پر ٹوٹ پڑے وارین مارنے لگے لیکن قمہور نے سیکڑوں
کو مارا وارین چھین چھین کر پھینکدیں آخر کار دیو بھاگے اور خدمت مین شعشہ روئین تن کے روانہ
ہوئے اتنے میں وہ دیو جو تخت قمہور کا اتار کر گئے تھے وہ آئے راستے مین خبر پائی کہ قمہور نے مادر
شعشہ کو مار ڈالا آکر عرض کیا کہ آپ نے غضب کیا مادر شعشہ کو مارا اب دیکھئے کیا آفت برپا ہوتی ہے
قمہور دیو دن پر بیٹھا ہوا کہ کیا کہتے ہو اگر وہ ملعون ہوتا تو اسے بھی مار ڈالتا غرضکہ دیو تخت قمہور کا لے کر طرف
آسمان پری کے روانہ ہوئے وہاں دیو تندک نے آسمان پری کو خبر دی تھی کہ قمہور واسطے مدد کے
آتا ہے راہ مین ہے آسمان پری نے ارزق پری اور سلاسل پری و سیامک وغیرہ کو ملکہ
قریشیہ کے ساتھ کرکے واسطے استقبال کے روانہ کیا راستے مین ملاقات ہوئی ازبسکہ قمہور قریشیہ سے
چھوٹا ہے سلام کیا قریشیہ نے بہت شفقت کی اور ہمراہ لیے ہوئے خدمت مین آسمان پری کے
آئی آسمان پری نے قمہور کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیکر فرمایا کہ یہ فرزند میرا عجب پہلوان باجرأت ہے
مگر شعشہ ملعون روئین تن ہے قمہور نے کہا انشاء اللہ تعالی چیر کر پھینکدونگا کہ اتنے مین آواز طبل جنگ کی
آئی اور چند دیووں نے آکر بیان کیا کہ شعشہ نے طبل جنگ بجوا دیا ہے قمہور نے کہا آپ بھی کوس حربی
بجوا دیجیے اسی وقت حکم سے قمہور کے یہاں بھی طبل جنگ بجا تیاری جنگ ہونے لگی شعشہ اپنی بارگاہ مین
بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا ناچ دیکھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ کل صبح کو مین وہ کارزار کرونگا کہ آسمان پری
کو بھاگتے رستہ نہ ملے گا کہ اتنے مین کچھ دیو روتے ہوئے آئے اور لاش تجالہ بانو کی آگے شعشہ کے
ڈالدی شعشہ نے چیخ مار کر رویا پوچھا کس نے قتل کیا لوگوں نے نام قمہور کا لیا شعشہ نے کہا خیر کل سمجھا
جائے گا اور لاش تجالہ بانو کی اٹھوادی جب صبح ہوئی دونوں لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین
نقیب نجیب دیگر نکل گئے تھے کہ شعشہ میدان مین آیا مبارز طلب ہوا ادھر سے قمہور دیو پرور ملکہ
آسمان پری سے اجازت لے کر میدان مین آیا شعشہ قمہور کو دیکھکر پکارا کہ کل تو ہی نے میری مادر مہربان کو
قتل کیا تھا قمہور نے کہا ہاں مین ہی نے اس فاحشہ کو مارا اور تجھے بھی قتل کرونگا شعشہ نے کہا تجھے
عورت سے لڑتے شرم نہ آئی قمہور نے کہا مین اس سے کب لڑا وہ تو مجھ سے خواہان وصل تھی اسی جرم پر
مین نے اسکو مارا شعشہ اس کلام پر جھپ گیا اور وار شمشاد قمہور پر ماری قمہور نے وار خالی دی

شوشہ جھونک مین وار کے جھکا وار زمین پر پڑی خاک اُڑی دونون لشکرون کو یقین ہوا قمہور مارا گیا اور
شوشہ نے پکارا کہ افسوس ہے گوشت تیرا کرکرا ہو گیا ہوگا ورنہ مین کس مزے سے کھاتا قمہور نے گرد سے
نکلکر آواز دی کہ حریف تیرا مین موجود ہون اور تلوار سپر شوشہ کے ماری از بسکہ یہ روئین تن تھا تیغہ قمہور کا
اُچٹ گیا لیکن چوٹ شوشہ کے آئی پکارا او آدم زاد تو ابھی زندہ ہے لے یہ ضرب پیام اجل ہے اور پھر وار ماری
قمہور نے بھی وار اس کا سپر پر روکا تزلزلے کی صدا بلند ہوئی مگر زمین پاؤن سے شق ہوگئی گرد بلند ہوا شوشہ
پکارا ندم وسیت کردم عیار دوڑ کر آیا گرد کے چرخ مارکر گھسا دیکھا کہ قمہور بیہوش پڑا ہے اللہ سر سے منہ سے
پسینہ جاری ہے آنکھیں بند مگر ہاتھ دونون مثل ستون آہنین کے بلند ہین عیار نے منہ پر پانی کا چھینٹا مارا قمہور
کو ہوش آیا جلدی سے گرد کے باہر آیا اور دوسرا تیغہ نہایت غیظ و غضب مین کر شوشہ پر مارا جسم پر تو
کچھ اثر نہوا مگر تیغہ ٹوٹ گیا شوشہ نے پھر ضرب ماری قمہور جست کر کے ہاتھ سے لپٹ گیا اور وار چھین لی
شوشہ نے جھپٹ کر دوسری وار ہاتھ مین لی قمہور نے اسی وار کو چرخ دیکر سر پر شوشہ کے وار کیا شوشہ نے
وار کو وار پر روکا تزلزلے کی صدا بلند ہوئی معلوم ہوا کہ کوہ پھٹ پڑا شرارے آگ کے نکل گئے شوشہ نے چیخ اُٹھا
اور بیہوش ہوگیا دیو دوڑ پڑے اور شوشہ کو اُٹھا لے گئے قمہور میدان مین سے پھرا آسمان پری تخت پر سوار
ہوئی اور بہت تعریف قمہور کی کی طبل شادمانی بجا صحبت رقص و غنا آراستہ ہوئی دور بادہ ناب کا ہوا اُس
طرف دیو شوشہ کو لیے ہوے اپنے مقام پر آئے کچھ بوٹیان قاف کی سنگھا کر ہوشیار کیا شوشہ نے کہا بلا کی
ضرب ماری اس آدم زاد نے مگر کل سمجھونگا اور پھر طبل جنگ بجوا دیا خبر آسمان پری کو ہوئی یہان بھی کوس
حربی نوازش مین آیا رات بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئین نقیب نقیب
دیگر نکل گئے کہ شوشہ میدان مین آیا ادھر سے قمہور دیو پری گردن پر ایک دیو کی سوار ہو کر مقابل ہوا شوشہ
نے چوب چماق ماری قمہور نے وار پر روکی اور پھر وار کو چرخ دیا کہ مارون شوشہ سامنے سے دور بھاگ کے
در چماق چادر لے کر دوڑا یہ عجب حربہ ہے کہ سات سلین بڑی بڑی پتھر کی مثل جال کے زنجیرون مین بندھی
ہوئی ہین قریب آکر قمہور پر وار کیا وہ سات بلائین متفق ہو کر سر قمہور کی جانب چلین ہر چند قمہور نے چاہا
کہ خالی دین ممکن نہ ہوا ایک پتھر سر قمہور پر اور ایک اُس دیو کے سینہ پر کہ جس پر قمہور سوار تھا پڑا قمہور کا سر پھٹ
گیا دیو کا کلیجہ بیٹھ گیا دونون ہائے ہائے زمین پر گرے شوشہ نے قصد کیا کہ سر قمہور کو قلم کرون آسمان پری نے
شور کیا کہ ارے لینا دیو دوڑ پڑے اور قمہور کو لے کر علیحدہ ہوے شوشہ سے لڑائی ہونے لگی تمام
دیو شوشہ کے بھی آ پڑے جنگ مغلوبہ ہوئی وار شمشاد و ساطور چوب چماق چماق چادر سیل فولادی چلنے
لگی ہنگامہ دار و گیر بلند ہوا گویا پہاڑ گر رہے تھے ایک آفت برپا تھی شوشہ کی یہ حالت تھی کہ اس کے
جسم پر حربہ کسی دیو کا کارگر نہین ہوتا ہے جسے مارتا ہے وہ بچتا نہین بس لڑتا بھڑتا چلا آتا ہے آسمان پری نے
حکم کیا کہ قمہور کو شفاخانہ لیجاؤ دیو قمہور کو لے کر چلے تھے کہ شوشہ نے تعاقب کیا آسمان پری نے
شور کیا کہ ارے یہی وقت ہے جانین لڑا دینے کا قمہور بیہوش ہے بچاؤ شوشہ کو روکو مگر وہ ملعون
کس سے رکتا ہے کیونکہ روئین تن ہے قتل کرتا ہوا قریب قمہور کے پہونچ گیا آسمان پری یہ حالت
دیکھکر بیتاب ہوگئی منہ پر اپنے طمانچے لگائے کہ مین نے کیون قمہور کو واسطے مدد کے طلب
کیا تھا اگر یہ قتل ہوگیا تو مین امیر کو کیا منہ دکھاؤن گی لیکن دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

مشتبہ کیے اور عرض رسا ہوئی کہ اے کارساز بے نیاز تو ہی ایسے وقت میں حامی و مددگار ہے کہ یکایک
تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا اور آواز طبل اسکندری کی کان میں آئی اور سایۂ صاحبقرانی
دکھائی دیا نقابدار زرین پوش باشوکت و حشم پہونچا اور شعشہ کو للکارا کہ او ملعون کیا کرتا ہے
شعشہ نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نقابدار آتا ہے پکارا تو بھی آ ایسے پہلے تیرا شکار کروں تو اس سے
سمجھوں اور قریب پہونچ کر وار ماری نقابدار نے وار خالی دی اور لپٹ کر ہاتھ کا اثر لگا دیا کہ
شمشیر گرا بس کود کر چھاتی پر ایک ہاتھ گدی کے نیچے دیا دوسرا ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے اور چکر
دے کر ایسا مارا کہ سر دھڑ سے علیحدہ ہو گیا دیو شعشہ کے دوڑ پڑے نقابدار پر حملہ آور ہوے نقابدار نے
دیوون کو قتل کرنا شروع کیا اتنے میں کئی ہزار تخت نمودار ہوے ہر تخت پر ایک ایک جوان سبز
پوش بیٹھا تھا تخت جواہر نگار تھے علم اژدہا پیکر کا پھریرا ہوا میں اڑتا ہوا سب جوان مسلح
کمال بیٹھے دیوون سے جنگ کرنے لگے آخر کار دیو شکست کھا کر لاش شعشہ کی لیے ہوے
بھاگے نقابدار نے سر شعشہ کا لا کر سامنے آسمان پری کے ڈال دیا آسمان پری نقابدار
کو بڑی عزت و حرمت سے قلعہ میں لے گئی اور نام پوچھا نقابدار نے کہا بہت جلد ظاہر ہو جائیگا
اور سر پر قہمور کے مرہم سلیمانی لگایا کہ فوراً زخم قہمور کا اچھا ہو گیا بعد اسکے کمان اپنی قہمور کو دی کہ
زور کرو قہمور نے کمان کو اس زور سے کھینچا کہ منہ سرخ ہو گیا مگر نصف سے زیادہ نہ کھنچی نقابدار نے
کمان ہاتھ سے لے لی اور خود کھینچی اسقدر کہ قریب تھا کمان ٹوٹ جائے قہمور نہایت شرمندہ
ہوا اور عرق جبین پر آگیا قریب تھا کہ اپنے کو مارے غیرت کے ہلاک کرے کہ نقابدار نے کہا اے
بہادر فضلنا بعضکم علی بعض میں کوئی غیر نہیں ہوں جیسے تم نے کمان کھینچی ویسے میں نے کھینچی
قہمور نے نام پوچھا کہا بہت جلد ظاہر ہوا چاہتا ہے مگر ابھی نہیں یہ کہکر رخصت ہوا قہمور نے
آسمان پری سے کہا کہ اب مجھے بھی طرف پردہ دنیا کے بھیج دیجیے آسمان پری نے تخت پر قہمور کو
سوار کر کے طرف سائل کے روانہ کیا

اب یہاں سے چند کلمہ داستان لاہوتک غول کے بیان ہوتے ہیں

کہ جب لاہوتک ہفت منظر سے پھرا اور بدیع الملک کا پتا نہ لگا کوچ بکوچ قریب قلعہ نوفل
کے پہونچا نوفل زرین درفش قلعہ بند ہوا جب یہ خبر لاہوتک کو ہوئی اس نے دیوون کو حکم دیا
کہ قلعہ کو ویران کرو دیوون نے تمام قلعہ برباد کیا نوفل نے جب یہ آفت دیکھی مع مال و خزانہ قلعے
باہر آیا اور لاہوتک ملعون کو سجدہ کیا لاہوتک نے خلعت دیکر رخصت کیا اور طرف زریج آباد کے
متوجہ ہوا جب قریب قلعہ کے پہونچا نامہ اسفندیار زریج آبادی کو لکھا کہ بدولت تشریف
لائے ہیں آ اور قدمبوسی کر جب نامہ شاہ زریج آباد کو پہونچا جواب میں لکھا کہ آج قابل حاضر ہونے
کے نہیں ہوں کل حاضر ہوں گا اور ہما عیار کے ہاتھ کچھ تحائف روانہ کیے ہما مع تحائف پاس لاہوتک
کے آیا سجدہ کیا تحفے پیشکش کیے لاہوتک نے ہما کو خلعت دیا جب ہما پلٹ کر آیا تو دیکھا اسفندیار
متردد ہے ہما نے باعث تفکر پوچھا اسفندیار نے بیان کیا کہ میں نے عشرت عیار کو واسطے گرفتاری
لاہوتک کے بھیجا ہے اگر وہ لے آیا تو میں اسے قید کروں گا لیکن عشرت عیار جو روانہ ہوا صورت اپنی تبدیل کر کے

داخل لشکر لاہوتک ہوا جب دربار لاہوتک نے برخاست کیا اور بارگاہ مین اپنی داخل ہوا کھانا زہر مار
کرکے پلنگ پر لیٹا عشرت عیار نے پشت کی جانب سے خیمہ کو چاک کیا اور پروانے بیہوشی کے شمعون پر
مارے کہ خدمتگار وغیرہ جو اس وقت موجود تھے دود بیہوشی اُن کے دماغ مین گیا چھینکین مار
مار کر گرے اُس وقت عشرت قریب لاہوتک کے گیا اور کفچۂ عیاری مین بیہوشی لے کر قریب
ناک کے لے گیا جب لاہوتک نے اُوپر کا دم کھینچا عشرت نے تمام بیہوشی دماغ مین
پھونک دی لاہوتک بیہوش ہوگیا عشرت نے پشتارہ باندھ کر پشت پر لگایا اور وہان سے
چل نکلا تمام لشکر خواب مرگ مین تھا طلایہ کا گشت پھر رہا تھا اُن لوگون کی نگاہون سے بچکر صاف
نکل گیا قریب صبح قلعہ زریخ آباد مین داخل ہوا اسفندیار ٹہل رہا تھا اُسے شب بھر نیند نہ آئی
تھی کہ عشرت پہونچا اور پشتارہ لاہوتک کا آگے ڈال دیا وہان صبح کو ملازم لاہوتک جو بیدار
ہوئے پلنگ پر لاہوتک کو نہ پایا شور کیا کہ ہاے خداوند ہاے خداوند بختگان و تختگان سے
گنا ده آئے جب کچھ نشان نہ ملا کہا جس جگہ خداوند قید ہونگے وہان جانور سایہ فگن ہونگے اور یقین ہے
کہ اسفندیار شاہ زریخ آبادی نے خداوند کو قید کیا ہے اور طرف شہر زریخ آباد کے روانہ
ہوئے لشکر زیر قلعہ اُترا کچھ عیار تفحص مین روانہ ہوے یہان اسفندیار پشتارہ لاہوتک کا دیکھکر
نہایت مسرور ہوا عشرت عیار کو پانچ ہزار اشرفی اور خلعت ملبوس خاص عنایت کیا انگوٹھی کیوڑے
گلاب سے دھوکر اپنے ہاتھ مین پہنی لاہوتک کو زندانخانہ مین بھجوا دیا دیوون نے آکر سلام کیا اور کہا
الحمد للہ کہ ہاتھ سے کفار کے نجات پائی لیکن صبح کو اسفندیار نے دربار مین کہا اور حکم کیا کہ لاؤ
لاہوتک کو داروغہ زندان خانہ لاہوتک کو لے کر حاضر ہوا اسوقت تک لاہوتک بیہوش تھا
اس قدر بیہوشی عشرت نے پھونک دی تھی اسفندیار نے کہا اسے ہوشیار کرو جب لاہوتک
ہوشیار ہوا پکارا ای بندگان سجدہ بہ کنید اسفندیار نے کہا او ترساق دیکھا تو نے قدرت پروردگار
عالم کو کہ آج اُس نے مجھے تجھ پر مسلط کیا ہے اور قید گران ڈالکر زندان خانہ مین بھجوایا وہ عیار جو کہ
بختگان وتختگان کے بھیجے ہوئے صورتین بدلکر داخل شہر زریخ آباد ہوے تھے
اُنھون نے دیکھا کہ جانور مکان شاہی پر سایہ فگن ہین اور کل کیفیت گرفتاری لاہوتک کی سنکر
واپس آئے اور بیان کیا حائل شاہ نے کہا ایک نامہ اسفندیار کو لکھو کہ بہتر یہ ہے کہ ہمارے
خداوند کو رہا کردے نہین تو تمام قلعہ کو ہم درہم برہم کر دینگے اس مضمون کا نامہ بختگان و
تختگان کی جانب سے پاس اسفندیار کے روانہ کیا جب ایلچی نے نامہ اسفندیار کو پہونچایا
وہ دیکھکر نہایت ہنسا اور جواب مین لکھا کہ تمھارا خداوند کیسا ہے جو قید بھی ہوجاتا ہے اور میرا اپنے کو
چھڑا بھی نہین سکتا یہ جواب دندان شکن جو کفار کو پہونچا پھر کچھ نہ لکھا لیکن آدم خوارون نے کہا
کل ہم اس قلعہ کو لے لینگے اور خداوند کو بھی رہا کرا لینگے اور اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوا دیا
یہ خبر اسفندیار شاہ کو ہوئی اُس نے بھی خوب قلعہ کو آراستہ کیا رات بھر نقارۂ رزمی دونون طرف بجا
جب زمانہ شب کا برطرف ہوا اور پردۂ شب سے روے سحر طالع ہوا ہواے سرد چلنے لگی مرغان چمن
نے اپنے آشیانون سے نکلکر شاخہاے درخت پر بیٹھکر صوت تسبیح وتہلیل پروردگار عالم ہوے کفار

بت پرستی مین معروف اہل اسلام نماز سحر بجالائے کہ یکایک لشکر کفار سے ارماق آدمخوار بارہ ہزار
آدمخوارون کی جمعیت سے یلغر کرکے طرف قلعہ کے چلا اسفندیار خود فصیل دروازے پر دوربین لگائے
ہوے بیٹھا دیکھ رہا تھا جب دیکھا کہ اب کفار زد پر آگئے ہین حکم دیا کہ ہان مارو گولے توپون مانند
رعد کے گرجنے لگین دھوئین سے ایک ابر غلیظ چھا گیا جب دھوان برطرف ہوا دیکھا کہ ارماق آدمخوار
زیر دیوار قلعہ موجود ہے گرز سے دروازہ قلعہ کا توڑا چاہتا ہے اسفندیار نے دیوون سے کہا
اسے خندق مین ڈالدو دیوون نے ارماق کو خندق مین پھینک دیا ارماق وہان سے نکلکر گرتا
پڑتا ہوا بھاگا پانچہزار آدم خوار کام آئے طبل بازگشت بجا قلعہ پر نقارہ شادمانی نوازش مین آیا
اہل اسلام خوش و مسرور بیٹھے تھے کہ اتنے مین شعبان بن عمرو آیا اور اسفندیار سے بیان
کیا کہ شاہزادۂ سلیمان ثانی اور عجیل ماہرو بھائی صاحبقران کے آتے ہین قلعہ پر نقارۂ شادمانی
بجا کفار نے خبر منگائی کہ کیا ماجرا ہے اتنے مین گرد اڑی اور عجیل ماہرو مع شاہزادہ سلیمان ثانی
آکر پہونچے اور دروازہ قلعہ کا کھلوا کر مع لشکر باہر قلعہ کے مقیم ہوے اسفندیار شاہ باہر قلعہ کے آیا
اور استقبال کرکے عجیل و سلیمان کو قلعہ مین لایا اور شکل لاہوتک ملعون کی دکھائی عجیل نے کہا
عجب حرامزادہ معلوم ہوتا ہے اور ہزار آدمی واسطے نگہبانی کے مقرر کیے وہان سے آکر بارگاہ مین
پہونچے دنگل پر بیٹھے تھے کہ چوبدار نے آکر عرض کیا اشراق آدمخوار فرستادہ حمائل شاہ حاضر ہے برسم
ایلچی گری آیا ہے عجیل نے فرمایا بلاؤ جب اشراق سامنے آیا بیکار اشتم نامہ دار و ستم نامہ دار ایک فولادی کرسی
اسے بیٹھنے کو ملی سلیمان ثانی نے نامہ ہاتھ سے اشراق کے لیکر پڑھا جسمین یہ لکھا تھا کہ لاہوتک کو تمنے
ایک خداوند کو مارا اب اسکے بیٹے کو جو دوسرا خداوند ہے قید کیا بس بہتری اسمین ہے کہ خداوند کو
سجدہ کرو اور تخت پر بٹھا کر ہمارے پاس لے آؤ ورنہ ایک دم مین خداوند تم سب کو برباد کر دینگے
سلیمان ثانی نے یہ لغویات دیکھکر نامہ کو چاک کر ڈالا اشراق نہایت برہم ہوا اور پکارا مجھے
کچھ خوف نہ آیا کہ یہ نامہ کس کا ہے اور مین کون ہون اب عوض نامہ کے تیرے جسم کو پارہ پارہ
کرون گا یہ کہکر سلیمان ثانی سے لپٹ گیا سلیمان نے آن واحد مین اٹھا کر دے مارا اور دونون کان
اکھیڑ لیے اشراق وہان سے بھاگا اُس طرف کفار نے دربار آراستہ کیا یہ باتین ہو رہی تھین تختگان
و بختگان کھڑے تھے اُنھون نے کہا کہ عجیل و سلیمان نے آکر اسفندیار کو مدد دیوون سے منع
کردیا ہے اب وہ دیوون سے کام نہ لے گا سہمان آدمخوار نے کہا اگر ایسا ہے تو مین ان سب خداپرستون کو
کھا جاؤن گا ابھی طبل جنگ بجواؤ حمائل شاہ نے کہا جواب نامہ کا آلینے دو کہ اتنے مین اشراق بحال
پریشان بیٹھا ہوا منہ لٹکائے ہوے کان ندارد آیا اور تمام ماجرا بیان کیا حمائل شاہ نے طبل جنگ بجوایا یہ
خبر اہل اسلام کو پہونچی وہان بھی نقارہ رزمی بجا تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر
میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال اشراق آدمخوار حمائل شاہ سے اجازت
لیکر میدان مین آیا ادھر سلیمان ثانی کو ٹوکا ادھر سے سلیمان ثانی مرکب چمکا کر مقابل ہوا اور پکارا
تجھے کچھ حیا بھی تو کہتے ہوے نہ آئی کہ کل مین نے تیری کیا حالت کی تھی اشراق نے کہا وہ وقت
گذر گیا اور نیزہ مارا شاہزادہ نے نیزہ اشراق کا ہوائی کیا اور کمربند پکڑ کر اشراق کو اچھال دیا زمین پر گرا

نہ پایا کہ چورنگ ہوائی کاٹا لشکر اسلام سے آواز تحسین و آفرین کی بلند ہوئی لشکر کفار مین عزیز
اُٹھا مرواق آدمخوار نے مقابلہ کیا شاہزادہ سلیمان ثانی نے نیزہ اسکا بھی ہوائی کیا اس نے تلوار
ماری سلیمان نے ہاتھ بند دست پر ڈالدیا اور کمربند پکڑ کر قاش زین سے بلند کرکے زمین پر مارا اور
پھر چیر کر پھینک دیا سلیمان ان دونون کے واسطے رویا اور طبل بازگشت بجوا دیا گرشاسپ
آہن کلاہ نے حمائل شاہ سے کہا کہ یہ آدمخوار اپنے آگے کسی کو موجود نہین جانتے تھے یہ
اسکی سزا ہے کل مین مقابلہ کرونگا غرضکہ پھر طبل جنگ بجا اور دونون لشکر میدان مین آئے
گرشاسپ حمائل شاہ سے اجازت لے کر آدم خوارون سے چشمکین کرتا ہوا میدان مین آیا اور
مبارز طلب ہوا اس طرف سے پھر شاہزادہ سلیمان ثانی میدان مین آیا گرشاسپ تگاور زن ہوا
ادھر سے سلیمان ثانی تگاور زن ہوا مرکب سلیمان کا تین قدم حسب معمول پیچھے ہٹا اور گرگدن
گرشاسپ کا پانچ قدم پسپا ہوا باگون کو پھیر پھیر کر ایک نے دوسرے کا سامنا کیا گرشاسپ نے
نیزہ مارا سلیمان نے نیزہ اس کا ہوائی کیا گرشاسپ نے تبر مارا سلیمان نے
بند دست پر ہاتھ ڈالدیا اور قاش زین سے اٹھا کر زمین پر دے مارا کود کے چھاتی پر باندھکر مشکین
عیار کے سپرد کیا قنطور بن کلاب آہن کلاہ میدان مین آیا چوبدست شاہزادہ پر ماری
سلیمان نے چوبدست خالی دی اور لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی چند ساعتین گذری ہونگی سلیمان نے
لنگر قنطور کا توڑا اور سر سے بلند کرکے زمین پر مارا اور باندھکر مشکین عیار کے سپرد کیا
یہ حال دیکھکر فولاد زنگی ملک مرواق کا سردار میدان مین آیا مقابل ہوا اژدہا پشت تہنگ سلیمان
ثانی پر مارا سلیمان نے اسکو تیغ سے قلم کیا اور فولاد کو باندھکر لشکر مین بھیجدیا ملک مرواق نے
سلیمان ثانی کی بہت تعریف کی اور کہا کل حال مردی و مردانگی کا معلوم ہوگا یہ کہکر طبل
بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا جب شام ہوئی طبل جنگ اپنے نام پر بجوا دیا
یہان اہل اسلام خوش و خرم بارگاہ مین بیٹھے ہین اسفندیار شجاعت سلیمان کی تعریف کر رہا
ہے کہ آواز طبل جنگ کی کان مین پہونچی بعد کو یہ خبر بھی معلوم ہوئی کہ آج ملک مرواق نے اپنے
نام پر طبل جنگ بجوایا ہے خود نکلکر مقابلہ کرے گا سلیمان نے کہا خدائے بزرگ ست انشاء اللہ
اس کبر کو بھی ماردونگا غرضکہ رات بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے
صفوف قتال جدال آراستہ ہوئین نقیب نجیب دیکر نکل گئے ہے کہ علم لشکر مرواق کے جلوہ گری
پر آئے اور مرواق شاہ مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا سراپا میدان کا دکھایا نیزہ کے ہاتھ نکالے جب خوب
عرق عرق ہو گیا گھوڑے کو روک کر نیزہ زمین پر گاڑ دیا اور آواز دی کہ کہان ہے سلیمان ثانی آئے میرے
مقابلہ کو یہ کل تھے پہلوانون کی لڑائی نہو کہ اس نے زیر کرلیا بس یہ کلمہ سننا تھا کہ سلیمان ثانی مرکب کو چمکا کر
میدان مین آیا سلیمان کو آتے دیکھکر ملک مرواق تگاور زن ہوا کہ سر سے سپر لڑی چنگاریان آگ
کی نکلین پانچ قدم مرکب ملک مرواق کا پسپا ہوا اور تین قدم گھوڑا سلیمان ثانی کا مرواق نے
خبردار خبردار کہکر نیزہ سینہ بے کینہ سلیمان پر مارا سلیمان نے فنون سپہ گری نیزہ کو نیزہ پر روکا بند بند چھٹنے
کھلنے لگے تا دیر طعنین چلاکین آخر ایک مقام پر سلیمان نے نیزہ ہاتھ سے مرواق کے ہوائی کیا

بس نیزہ ہاتھ سے نکلنا تھا کہ دنیا سیاہ ہوگئی مرواق نے گرز گران سر کو سنبھالا اور دو دستی گرز سر سلیمان پر مارا
سلیمان نے گرز کو گرز پر روکا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی گرزوں سے چنگاریاں آگ کی نکل گئیں پھر گرد بلند ہوا
سلیمان نے گرد سے نکل کر گرز مارا مرواق نے گرز کو سپر پر روکا مگر ہاتھ تھرتھرا گئے لیکن ضرب کا نہ اٹھ سکا سر نیچے
کو کھینچا گرز سلیمان کا سر مرکب پر پڑا کہ مرکب بخش زمین ہو گیا مرواق مع مرکب سلطان پہلوان زمین پر گرا ایک
ٹانگ اسکی مرکب کے نیچے دبی ہوئی تھی گھوڑے کے گرتے ہی کو العرواق شاہ کا اتر گیا رنگ چہرہ کا زرد ہو گیا
سلیمان ثانی سنان زنی کر لیجا رہے کفار دوڑے دل میں ڈال کے مرواق کو اٹھا لے گئے طبل بازگشت بجا
دوسرے دن لشکر میدان میں آئے سہمان نے تختگان و بختگان سے کہا کہ اگر کل ان خدا پرستوں کو نہ کھایا
ہوگا تو تمام ہمارا سہمان نہ پایا ہوگا غرضکہ کفار داخل بارگاہ ہوئے زخمیوں کا علاج ہونے لگا جام مے ناب گردش
میں آیا سہمان نے کئی جام پیئے جب خوب نشہ ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی
آواز نقارہ کی گونجی یہ خبر اہل اسلام کو ہوئی کہ سہمان آدمخوار نے آج اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے سلیمان نے
کہا کچھ پروا نہیں ہے جو خدا کرے گا وہ ہوگا غرضکہ نقارہ رزمی نوازش میں آیا رات بھر تیاری جنگ میں بسر ہوئی
صبح کو دونوں لشکر معرکہ آرائے دشت قتال ہوئے لشکر کفار سے سہمان آدمخوار میدان میں آیا فوج اسلام سے
سلیمان ثانی نے نکلکر سامنا کیا بعد گفتگوئے بسیار نیزہ بازی ہوئی کام نہ نکلا تلوار چلی مطلب حاصل ہوا آخرکار
نوبت کشتی کی آئی تا دیر کشتی رہی دونوں لشکر آگے بڑھ آئے تماشا کشتی کا دیکھنے لگے یہاں تک کہ ایک دن اور ایک
رات کشتی رہی دوسرے دن قریب صبح سہمان نے زور کیا کہ سلیمان ثانی کو دس قدم دوڑا لے گیا اور جھٹکا مارا
کہ ایک گھٹنا آشنائے زمین ہو گیا شاہزادہ نے سنبھلکر زور کو اسکے روک کر ہاتھ کمر پر ڈالکر نعرہ اللہ اکبر
جگر سے کھینچکر جو زور کیا تو بیس قدم سہمان کو دوڑا لیگیا وہاں سے جو زور کیا تو زمین سے اٹھا لیا سر پر چرخ دینا
شروع کیا یہ حال سہمان کا دیکھکر تمام آدمخوار دوڑ پڑے ادھر سے اہل اسلام آ پہنچے جنگ مغلوبہ ہوئی آواز
گیر و بزن بلند ہوئی کشت و خون ہونے لگا ہر طرف ڈھالوں کا ابر سیاہ بلند ہوا برچھیوں کے بھالوں کی صدائیں بلند
بجلیاں تیغوں کی چمک چمک کر چاروں طرف گر رہی تھیں آج وہ جنگ عظیم ہوئی کہ تینوں دن کی لڑائیوں سے زیادہ
آدمی کام آئے یکایک کمربند سہمان کا ٹوٹا وہ زمین پر گرا لوگ اسکے چاروں طرف سلیمان کو گھیرے ہوئے
دوڑے تھے اسے لیکر سامنے سے راہی ہوئے جب تختگان و بختگان نے دیکھا کہ سہمان ہاتھ سے خدا پرستوں کے
رہا ہو گیا طبل امان بجوا دیا مجاہدین نے ہاتھ روکا کفار اپنے مقام پر چلے گئے اہل اسلام اپنی فرودگاہ پر آئے تین
دن تک میدان قتال سے لاشیں اٹھائیں اسقدر کشت و خون ہوا کہ رنگ دشت جدال کا سرخ ہو گیا لیکن
سہمان نے حمائل شاہ سے کہا کہ ایسا بہادر و زور آور آدمی میں نے نہیں دیکھا حمائل شاہ نے کہا کہ اگر تو اندیشہ مند
ہو تو میں تدبیر سلیمان کی کیے لیتا ہوں سہمان نے کہا اگر ایسا ہو تو میں سب خدا پرستوں کو قتل کروں حمائل شاہ نے
اپنے عیار کو طلب کیا کہ نام اسکا فیروزہ سنگ انداز تھا جب وہ سامنے آیا کہا ہو سکتا ہے کہ تو سلیمان ثانی کو پکڑ لائے
فیروزہ نے کہا کہ گیا اور لایا حمائل شاہ نے کہا ایک لاکھ روپیہ انعام دوں گا فیروزہ اسیوقت قسطورہ ندیمی
پاتا بہ سقلاطی سے آراستہ و پیراستہ ہو کر درون لشکر اسلام کے روانہ ہوا اہل اسلام نے جشن کیا تھا اور دعوت عیار
دعوت شان بن عمرو کی کی تھی دونوں پیے ہوئے مصروف شراب خواری تھے جب خوب نشہ ہوا صلاح کی کہ چلکر
لشکر کفار کی سیر کریں کیا رنگ ہو رہا ہے کیا ارادہ ہے دونوں روانہ ہوئے لاحے میں پہنچکر اسقدر بیخود ہوئے کہ

کر

گر پڑے بعد کچھ دیر کے جب نشہ کم ہوا دونون عیار طرف ایک کوہ کے گئے اور کہا کہ چلنا لشکر دشمن مین صلاح نہین شاید
گرفتار ہون اور دونون صورتین تبدیل کرکے بالاے کوہ مقیم ہوے وہان فیروزہ سنگ انداز نے شکل اپنی ایک
مرد عابد کی بنائی تسبیح ہاتھ مین لیے ہوے داخل لشکر ہوا جس شخص نے دیکھا مسلمان سمجھکر مزاحم نہوا یہانتک کہ دربار
برخاست ہوا سلیمان ثانی اپنے خیمہ مین آیا سو رہا جب رات زیادہ گئی اور اہل لشکر مصروف خواب ہوے
گشت طلایہ کا پھرنے لگا فیروزہ پشت خیمہ پر آیا اور فکر کرنے لگا کہ کیونکر اندر جاؤن اور سلیمان کو گرفتار
کرون اتفاقاً ایک خدمتگار واسطے رفع احتیاج کے باہر آیا ایک مقام پر بیٹھکر پیشاب کرنے لگا فیروزہ
پشت کی جانب سے قریب اسکے گیا جب وہ پیشاب کرکے اٹھا فیروزہ نے حباب بیہوشی مارا وہ چھینک مارکر
بیہوش ہوا بعدہ اسے برہنہ کرکے وہین ڈالدیا اور کپڑے اسکے آپ پہنے صورت تبدیل کرکے داخل خیمہ
ہوا اور باری والے جو بیٹھے تھے انھین روئی عطر کی کان سے نکال کر دی وہ سب سونگھ کر بیہوش ہوے
بعد اسکے سلیمان ثانی کو بھی بیہوش کیا اور پشتارہ باندھکر پشت خیمہ چاک کرکے روانہ ہوا لیکن وہان
شبان بن عمرو اور عشرت عیار کو جو کوہ پر صورتین تبدیل کیے ہوے بیٹھے تھے دیکھا انھون نے کہ ایک
عیار لشکر اسلام سے پشتارہ بدوش طرف لشکر کفار کے جاتا ہے یہ کھٹکے اور قریب گئے اسنے پوچھا تم کون ہو
اتفاقاً صورت تو شبان و عشرت تبدیل ہی کیے ہوے تھے کہا کہ ہم شاگرد ہین فیروزہ سنگ انداز کے
اس نے کہا مین ہی فیروزہ ہون پوچھا پشتارہ مین کون ہے کہا سلیمان ثانی بڑی کوشش سے ہاتھ آیا ہے شبان نے
کہا واہ استاد کیا کہنا ذرا ہاتھ بڑھاؤ کہ مین دست بوسی تو کرلون فیروزہ نے ہاتھ بڑھایا بس شبان نے ہاتھ
پکڑ کر جھٹکا مارا کہ فیروزہ زمین پر گرا رسن مار کر حلقے کمند کے اسے تو باندھ لیا اور پشتارہ چھین کر سلیمان کو
ہوشیار کیا سلیمان نے کہا اے شبان تو نے مجھے کیون گرفتار کیا مین نے تیرے ساتھ کونسی برائی کی تھی شبان نے کہا
کیا مجال ہے غلام کی کہ آپکو اسیر کرسکے یہ فیروزہ عیار آپکو گرفتار کرکے طرف لشکر کفار کے لیے چلا تھا ہم اتفاقاً
یہان موجود تھے اسے گرفتار کر لیا سلیمان بہت خوش ہوے اور طرف خیمہ کے چلے وہان صبح کو وہ
خدمتگار ہوش مین آیا اپنے کو برہنہ پاکر متحیر ہوا لنگی باندھکر خیمہ مین سلیمان ثانی کے آیا اور سلیمان
کو نہ پایا اپنے ساتھ والون کو بیہوش دیکھا بس شور کیا کہ کوئی ہمارے آقا کو لے گیا یہ خبر عجیل ساحر کو پہونچی
انھون نے گریبان کو پارہ پارہ کیا کہ اس اثنا مین سلیمان مع پشتارہ فیروزہ پہونچے الغرض تمام کیفیت
بیان کی فیروزہ کو قید کیا اور شبان و عشرت کو خلعت دیا

اب بیان ہے داستان صلصال بن دال بن دیو بن شامہ جادو کی بیان ہوتی ہے

کہ جب صلصال نے سپہر پیروز کو تخت پر بٹھاکے جوہریون کو طلب کیا اور جواہر نفیس دیا کہ اسکا تخت
بنو دے ایک جوہری کہ نام اسکا خواجہ بدر تھا اس نے ایک یاقوت نکال کر صلصال کو دکھایا اس نے پوچھا اسکی قیمت کیا
ہے خواجہ نے پانچ ہزار طومان قیمت کہے صلصال نے قبول نہ کیا خاموش ہو رہا اور دوسرے وقت اپنے
عیار ازرق بن زرد پلنگ سے کہا کہ اگر شب کو یہ یاقوت چرا لا تو ایک ہزار طومان تجھے دون ازرق بوقت
شب روانہ ہوا جب زیر مکان خواجہ پہونچا کمند مار کر چھت پر گیا کوٹھے سے جھانک کے دیکھا تو خواجہ کے گھر مین
سعد اور افراسیاب کو چک اور سام بن نوح نیشاپوری اور فیروزہ عیار کو باتین کرتے پایا
پس فوراً وہان سے پلٹا اور تمام کیفیت آکر صلصال سے بیان کی صلصال نے زنجار قزق کو

پانچ ہزار سوار دیگر روانہ کیا زنجار نے آتے ہی تمام مکان کو گھیر لیا لوگون نے خبر شاہ اسلام سعد بن قباد
شہریار کو دی بادشاہ مع افراسیاب کوچک اور سام بن نوح وخواجہ بدرو فیروزہ عیار یہ
سب مسلح و مکمل ہو کر نکلے زنجار ترک نے شاہ کو ٹوکا کہ یہی دعوے بہادری ہے کہ چھپکے بیٹھے ہو شاہ نے
کہا مین چھپکر نہین بیٹھا بلکہ زخمی تھا علاج اپنا کر رہا تھا زنجار نے کہا اب مین علاج کیے دیتا
ہون یہ کہکر نیزہ مارا شاہ نے چند طعن مین نیزہ اسکا ہوائی کیا زنجار نے غصہ مین آکر تلوار ماری شاہ
نے بیتقت سپر شمشیر پر روک کے جو ہاتھ مارا چار ٹکڑے ہوے فوج بھاگی شاہ بھی مع افراسیاب
وسام وغیرہ ایک طرف راہی ہوے لوگ لاشہ زنجار کا لیے ہوے پاس صلصال کے آئے
صلصال غضب مین آیا اور حکم دیا کہ پتا لگاؤ کہ سب بھاگ کر کس طرف گئے ہین عیار واسطے
خبر کے روانہ ہوے اتنے مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ جدائل خان ہندی نواسا
لندھور بن سعدان کرد کا بارہ ہزار فیل جنگی تیار اور فوج کثیر ہمراہ باشوکت وشان آتا ہے
صلصال نہایت خوش ہوا اور مع پرویز بن ہرمز اور قمر بن تردمین واسطے استقبال کے گیا
دیکھا آگے بارہ سو ہاتھی کہ جھولین انکی مرصع کار علم زرنگاری کھلے ہوے جلو مین پھریرون پر تعریف
لات ومنات کی مرقوم تھی جب یہ گذر گئے تو بارہ لاکھ سوار مسلح و مکمل دکھائی دیے بعد انکے جلوس
سوار کی گذرا اسکے بعد بارہ ہزار فیلان مست کہ سونڈون مین اُن کی تلوارین بندھی ہوئی تھین بصد
جوش وخروش نمایان ہوے کہ صلصال دیکھکر شان وشوکت اسکی لرز گیا بعد سب کے ایک فیل زبردست پر
جدائل خان کو دیکھا کہ گرز گران سر ہاتھون مین لیے چلا آتا ہے جدائل خان صلصال کو دیکھکر فیل
سے اُترا بغلگیر ہوا صلصال نے حال لندھور کا پوچھا کہ کہان ہے جدائل خان نے بیان کیا کہ مین نے
لندھور اور معظم خان بن بہرام کو اندھا کر دیا وہ قید مین ہین صلصال نے آفرین کی اور
ساتھ اپنے لایا دعوت کی چند روز کے کوچ طرف باختر کے کیا جاتے جاتے کنارے دریا کے پہونچا وہان
خبر سنی کہ بلدر بن زلزال یک چشمی نے بڑے بڑے ظلم خدا پرستون پر کیے ہین بس اُسی وقت
نامہ بلدر کو لکھا کہ اے بلدر آگاہ ہو کہ ہم تم ایک دین رکھتے ہین اور جو ارادہ تمھارا ہے وہی ہمارا بھی ہے
بس بہتر یہی ہے کہ ہم تم ملکر خدا پرستون کا استیصال کرین یہ نامہ پڑھکر بہت خوش ہوا اور مع زیور شاہ
کے آیا صلصال کو استقبال کر کے لے گیا اور خوشی کا جشن کیا

اب یہان سے چند کلمے داستان لشکر ضلالت نشان لاہوتک غول سے آنا اخضر جادو کا ظلمات سے اور پھر طرانا لاہوتک کا بیان ہوتے ہین

جب یہ خبر کفار کو ہوئی کہ فیروزہ سنگ انداز عیار نے سلیمان کو گرفتار کیا تھا پتکارہ بدوش
آتا تھا کہ عیاران اسلام ملے اور پتکارہ چھین لیا فیروزہ کو بھی گرفتار کر لے گئے نہایت محزون ہوے
اور قریب تھا کہ مارے خوف کے رو بفرار ہون کہ ناگہ آسمان پر گرد ابر خضری نمودار ہوا کہ اُس مین
سے تین ہزار اژدر یکجی تھین صدا گڑگڑاہٹ کی آتی تھی کہ پردے کانون کے پھٹے جاتے تھے یکایک وہ لشکر
کفار کی جانب نیچا ہونے لگا دیکھا حائل شاہ اور ملک مرواق نے کہ ابر شق ہوا اور ایک
تخت نمایان ہوا اُس پر اخضر جادو بیٹھا ہوا تھا سب استقبال کو اٹھ کھڑے ہوے سلام کیا اخضر

تخت سے نیچے اُترا حمائل شاہ نے اپنے پہلو مین جگہ دی اخضر نے حال لاہوتک کا پوچھا حمائل شاہ نے
تمام کیفیت گرفتاری لاہوتک کی اور لڑائی مین مارے جانے سردارون کا بیان کیا پس آتش غیظ وغضب
شعلہ زن ہوئی اور اُسی وقت سحر غائب کر کے روانہ ہوا لاہوتک زندان خانہ مین بیٹھا ہوا تھا کہ
دیکھا اس طرح ایک برق سی چمکی کہ آنکھین لاہوتک کی جھپک گیئن دیکھا کہ اخضر جادو کھڑا ہی لاہوتک اخضر
کو دیکھکر نہایت خوش ہوا اور کہا کہ ای اخضر انگشتری سلیمانی مجھے لادے پھر مجکو رہا کرنا اخضر نے کہا
کہ انگشتری کہان ہی اور کس کے پاس ہی لاہوتک نے کہا کہ اسفندیار شاہ کے پاس ہی اُس نے تمام لشکر کو
میرے آزار دے رکھا ہی اخضر جادو یہ سنکر طرف بارگاہ اسفندیار کے روانہ ہوا دروازہ بارگاہ پر پہونچا
دیکھا کہ اسفندیار شاہ تخت پر بیٹھا ہی انگشتری ہاتھ مین ہی طرفین بارگاہ پر پایۂ فلک سلیمان ثانی
اور عجیل ماہرو بیٹھے ہوے شراب خواری کر رہے ہین پس اسی وقت اخضر جادو نے سحر کیا کہ ہوا سے سرد
چلی جتنے پاسبان تھے سو گئے اخضر نے سب کے سر کاٹے اور داخل بارگاہ ہوا دوسرا سحر کیا کہ ایک ایک
گلدستہ گود مین سب سرداران کے مع اسفندیار کے رکھا یہ گلدستہ نہایت عمدہ معلوم ہوا سب نے
حیرت سے دیکھا اور اُٹھا کر سونگھا جس نے سونگھا وہ بیہوش ہو گیا بس فوراً اخضر جادو قریب اسفندیار
کے آیا اور انگوٹھی ہاتھ سے اسفندیار کے اُتاری اور اسفندیار کو لیکر یہ پروانہ پیدا کیے اور طرف لشکر
کفار کے روانہ ہوا یہان قضائے کار ایک رفیق اسفندیار کا جو اُس وقت بارگاہ مین موجود نہ تھا
اپنے خیمہ مین تھا کہ اُسکا دم گھبرایا خیمہ سے نکلکر اسفندیار کی بارگاہ مین آیا جب دروازہ بارگاہ پر
پہونچا تو دیکھا کہ پاسبانون کے سر کٹے ہوے پڑے ہین اندر بارگاہ کے گیا تو دیکھا عجیل وسلیمان
ثانی بیہوش پڑے ہین بس یہ دیکھکر اس نے شور اور واویلا کیا کہ کوئی اسفندیار کو اور پاسبانون کو قتل
کر گیا یہ غل اور شور سنکر لوگ دوڑے اور بارگاہ مین آئے سلیمان وعجیل کو ہوشیار کیا کہ
اتنے مین جوڑی ہرکارون کی آئی اور بیان کیا کہ لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہے یہ سنکر
عجیل ماہرو نے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی نقارہ رزمی بجے صبح کو ان کفارون سے سمجھا جائے گا
غرضکہ یہان بھی طبل جنگ بجا رات بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے
صفوف جدال وقتال آراستہ ہوئین نکلکر کفار سے مہروق شیر گردن میدان مین آیا مبارز طلب کیا
لشکر اسلام سے عجیل ماہرو نے نکلکر مقابلہ کیا بعد گفتگوے بسیار مہروق نے نیزہ سینۂ
عجیل پر مارا عجیل نے نیزہ اُس کے ہاتھ سے چھین لیا اور وہی نیزہ گردن پر مارا کہ پار ہو گیا نعرہ
اللہ اکبر جگر سے کھینچکر زور کیا کہ تا شش زین سے اُٹھا لیا اور سر پر پھرا کر زمین پر دے مارا کہ پیوند خاک
ہو گیا یہ حال مہروق کا دیکھکر تمام کفار لرز گئے اور طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گئے دوسرے روز
حمائل شاہ اور ملک مرواق نے صلاح کی کہ اسفندیار کو قتل کرو اور اُسی وقت حکم دیا کہ میدان خونی
کی تیاری ہو فوراً دارین استادہ ہونے لگین یہ خبر ہرکارون نے عجیل ماہرو اور شاہزادہ سلیمان ثانی
کو دی اُنھون نے کہا ہمارے یہان بھی دارین استادہ ہون اور تیاری میدان خونی کی کرکے لاہوتک
غول کو زیر دار بٹھایا اور جو اسیر تھے مثل گرشاسب اور قنطورا ہن کلاہ وفیروزہ عیار وغیرہ کے
سب کو زیر دار بٹھایا اور کہا کہ اگر ایک بال بھی اسفندیار کا بیکا ہوا تو ہم سبکو قتل کرین گے یہ حال دیکھکر

تختگان و نجگان نے حائل شاہ سے کہا کہ قتل کرنا اسفندیار کا مناسب نہیں ہے کیونکہ ایسا نہو یہ
خدا پرست پیر عمر خداوند ثانی کو بھی قتل کر ڈالیں پہلے خداوند کو مار لیں اسکے بعد سمجھا جائیگا غرضکہ کفار
قتل اسفندیار سے باز رہے اور دارین اُکھڑ ڈالیں لیکن اختر جادو نے جو یہ حال دیکھا کہا دیکھو میں
ابھی تدبیر کرتا ہون اور اُسی وقت کچھ پڑھکر ایک جانب پھونکا دیکھا سب نے کہ ایک غبار تیرہ بلند
ہوا دور اُسنے آکر تمام لشکر اسلام کو گھیر لیا اور غبار اس قدر غلیظ تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا بعد
اسکے ایک آواز مہیب پیدا ہوئی کہ سب کے دل لرزگئے جب غبار برطرف ہوا تو دیکھا کہ لاہوتک اپنے
سرداروں سمیت و ... کے نیچے سے غائب ہے یہ حال مشاہدہ کرکے سلیمان ثانی اور عجیل ماہرو نہایت
پریشان ہوئے سلیمان ثانی نے کہا کہ یہ کارخانہ سحر کا معلوم ہوتا ہے اور شبان بن عمرو کو خبر کے لیے
طرف لشکر کفار کے روانہ کیا جب شبان بن عمرو قریب لشکر کفار کے پہونچا صورت اپنی تبدیل کرکے
داخل لشکر ہوا سیر کرتا ہوا دروازہ بارگاہ پر پہونچا آواز طبل شادمانی کی سنی ایک خدمتگار کی شکل بنکر
اندر بارگاہ کے گیا خدمتگاروں کی صف میں کھڑا ہوا اگر کسی نے کہا کہ ہمنے تو تمھیں کہیں دیکھا نہ
تم کون ہو اور کس نے تمھیں ملازم کیا ہے شبان نے دیکھا کہ لاہوتک تخت پر بیٹھا ہے انگشتری گلے
میں پڑی ہے طائر سایہ افگن ہیں اور سردار اپنے اپنے دنگلوں پر بیٹھے ہیں جواب دیا کہ مجھے خداوند
لائے ہیں عالم پنہان سے یہ سنکر وہ چپ ہو رہا یکایک لاہوتک کمون نے کہا کہ ہان لاؤ اس
بندۂ بے ادب یعنے اسفندیار شاہ کو یہ سنکر کفار مسلسل و مطوق کیے ہوئے اسفندیار شاہ کو
لائے اسفندیار نے بطریق خداپرستان سلام کیا اسفندیار کے سلام کا جواب غیب سے آیا
کفار نے منھ پھیر لیا لاہوتک نے کہا کیون ای اسفندیار تجھے اسوقت کی خبر نہ تھی کہ تو نے اپنے
خداوند کے ساتھ بے ادبی کی اسفندیار نے کہا بڑا قصور ہوا مجھ سے تجھ ایسا کافر میرے ہاتھ آیا
اور پھر مین نے زندہ چھوڑ دیا اگر ایسا جانتا کہ تو رہا ہوجائے گا اور مین اسیر ہون گا تو فوراً قتل کرتا یہ
کلام سنکر لاہوتک برہم ہوا اور حکم کیا کہ زبان اسکی گدی سے کھینچ لو شبان یہ حال دیکھکر مضطرب
ہوا لیکن جلاد آیا اور زبان اسفندیار کی گدی سے کھینچ لی وہ مرد اسی وقت راہی جنت ہوا
شبان نے ایک پتھر مارا کہ سر جلاد کا پھٹ گیا اور وہ بھی مرگیا اور شبان بارگاہ سے نکل بھاگا
بارگاہ میں غلغلہ ہوا لاہوتک نے کہا لینا اسے کہ سامنے خداوند کے اس نے بے ادبی کی یہ کوئی
عیار لشکر اسلام کا تھا لوگ دوڑے شبان بھاگا جاتا تھا جو کافر قریب آیا یا سامنے سے روکنے
قصد کیا کسیکو خنجر مار دیا کہیں دو تین حقۂ آتش بازی کے مارے فوراً آگ لگی اندھیرا ہوا شبان
صاف نکل گیا اور سلیمان و عجیل سے سب کیفیت قتل اسفندیار کی بیان کی عجیل و
سلیمان اسفندیار کے واسطے روئے تمام لشکر میں ماتم اسفندیار کا برپا ہوا قریب شام
خبر پہنچی کہ لشکر کفار میں طبل جنگ بجا ہے اہل اسلام نے بھی نقارہ رزمی بجوایا رات بھر تیاری حرب
کی ... جب صبح ہوئی صبح کو دونوں لشکر معرکہ آرائے دشت نبرد ہوئے سہان آدمخوار لاہوتک سے
اجازت لیکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا سلیمان ثانی نے قصد کیا تھا کہ اسکے مقابلے کو
نکلے کہ عجیل ماہرو نے کہا ای فرزند کچھ سازش سحر کی ضرور ہے تم نجاؤ سلیمان نے نہ مانا

اور مرکب کو چمکا کر مقابل ہوا سہمان نے نیزہ مارا سلیمان نے نیزہ اُس کا ہوائی کیا اتنے مین جانب صحرا سے ایک اژدر نمایان ہوا اور قریب سلیمان کے آکر دم کھینچا کہ سلیمان اُسکے شکم مین چلے گئے یہ حال فرزند کا دیکھکر عجیل کو تاب نہ رہی اور بعجلت تمام خنجر کھینچکر طرف اژدہے کے چلے کہ مارین اسے اژدر نے پھر دم کشی کی کہ عجیل کو بھی نگل گیا اور جانب صحرا روانہ ہوا کفار نے جو دیکھا کہ میدان بہادرون سے خالی ہو کوئی پہلوان نامی لشکر اسلام مین نہین ہے بس آکر گرے اور اہل اسلام قتل ہونے لگے لشکر اسلام نے بھی مرنے پر کمر باندھی اور کفار کو قتل کرنا شروع کیا جنگ مغلوبہ ہوئی دریاے خون زمین پر رواں ہوا کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہونے لگے شام تک جنگ رہی آخر فوج بے سردار کہان تک لڑے قدم لشکر اسلام کے اُٹھ گئے کفار نے تمام مال و اسباب مجاہدان دیندار کا لوٹ کر قبضے مین کیا اور نقارے فتح کے بجاتے ہوے پلٹے دوسرے روز لاہوتک نے حکم دیا کہ ان آج شہر زریح آباد کے برباد کرو کفاران سنگین دل نے شہر کو لوٹنا شروع کیا مسلمان بے گناہ قتل ہونے لگے گھر لٹنے لگے بعد تین روز کے امان ملی لاہوتک نے اپنی طرف سے ایک شخص کو شہر زریح آباد کا حاکم کیا اور خود کوچ کر کے طرف شہر اختم کے روانہ ہوا کوچ بہ کوچ چلا جاتا تھا جب قریب جزیرہ مازندران کے پہونچا قیام پذیر ہوا وہان کے باشندون سے دریافت کروایا کہ یہان کا حاکم کون ہو انھون نے بیان کیا کہ الکن بن لکشات زنگی یہان فرمان روائی کرتا ہو لاہوتک نے ایک نامہ الکن کو لکھا اور ایک شخص کو ایلچی کر کے طرف الکن کے روانہ کیا لیکن ہرکارون نے وہان خبر الکن کو دی کہ لاہوتک عزل بیٹھا تھا کا اس طرف سے جاتا تھا اُس نے سنا کہ اس جزیرہ مین خدا پرستون کی حکومت ہو بس یہین قیام کیا اور نامہ آپ کو لکھا تھا اس اثنا مین نامہ دار بھی پہونچا الکن نے سامنے طلب کیا جب نامہ بر سامنے گیا نامہ ہاتھ مین الکن کے دیا الکن نے کھولکر پڑھا مرقوم تھا کہ اے الکن آگاہ ہو کہ میں ہو لاہوتک عزل خداوند جہان آفرین کی مجھے لازم ہو کہ دیکھتے ہی اس نامہ کے آ اور مجکو سجدہ کر اگر موافق حکم کے کیا فبہا ورنہ ایک دم مین خاک سیاہ کردونگا تقدیر تیری برگشتہ کردونگا اور شہر کو ویران مثل قلعہ سالالوہ اور نہ طاق اسکندریہ وغیرہ کے یہ مضمون دیکھکر الکن نے نامہ کو چاک کر کے پھینک دیا اور نامہ بر کا منہ کالا کر کے نکال دیا وہ باحال پریشان نامہ لیے ہوے سامنے لاہوتک کے آیا اور پھٹا ہوا نامہ سامنے لاہوتک کے ڈال دیا اور کہا کہ آپ نے کیسی تقدیر کی تھی کہ اُس بندہ بے ادب نے آپ کا کچھ بھی لحاظ نہ کیا نامہ چاک کر ڈالا یہ سنکر لاہوتک نہایت برہم ہوا اور جام بھر کر رکھوایا اور پکارا اے بندگان من تم مین سے کوئی ایسا ہو کہ الکن کو گرفتار کر لاے یا سر اسکا قلم کرے یہ سن کے سہمان آدمخوار اپنے دنگل پر سے اُٹھ کھڑا ہوا جام پیا لاہوتک کو سجدہ کیا اور کہا دیکھیے مین ابھی اُسے گرفتار کیے لاتا ہون یہ کہکر دو ہزار آدمخوارون سے طرف الکن کے روانہ ہوا جب کنارے دریا کے پہونچا کشتیون پر سوار ہوا لیکن یہ خبر الکن کو بھی پہونچ گئی کہ سہمان زنگی واسطے مقابلے کے آتا ہو یہ سنکر الکن بھی کئی ہزار زنگی ہمراہ لیکر کشتیون پر سوار ہو کر طرف لشکر لاہوتک کے چلا

اتفاقاً اس طرف سے کشتیان سہمان کی آتی تھین ادھر سے کشتیان لاہوتک کی جاتی تھین بیچ دریا مین
سامنا ہوا سہمان نے الکن کو ٹوکا الکن اپنی کشتی کو بڑھا کر طرف سہمان کے چلا جب دونون کشتیان قریب
آئین سہمان نے میل فولادی الکن پر مارا الکن نے خالی دیا میل کشتی پر پڑا کشتی ٹوٹی الکن نے
دیکھا کہ تو غرق ہوا چاہتا ہی اپنا گرز سہمان کی کشتی پر مارا کہ وہ بھی پارہ پارہ ہوئی دونون کشتیون مین پانی بھر
اور چرخ بند کر بیٹھ گئین لوگ غوطے کھانے لگے قریب تھا کہ الکن و سہمان بھی ڈوب جائین کہ ایک ہوا چلی
اور دو پنجے پیدا ہوئے ایک نے سہمان کو اور دوسرے نے الکن کو اٹھایا اور طرف آسمان کے
راہی ہوئے جب دیکھا فوج نے کہ سردار غائب ہوئے اور انکو پنجے لے گئے بس آپس مین جنگ
کرنے لگے آدمخوارون اور زنگیون مین رد و بدل ہونے لگی یکایک دو پیدا ہوئے اور انھون نے کشتیان
زنگیون کی الٹ دین زنگی بیچارے غرق ہوگئے لوگ سہمان کے جزیرہ مین گھسے لوٹنا شروع کیا تمام مال و
اسباب الکن کا لوٹ کر قبضے مین کیا اور خدمت لاہوتک مین حاضر ہوئے لیکن وہ پنجے جو سہمان و الکن
کو اٹھائے گئے تھے وہ اخضر جادو تھا اور وہ دیو کہ جنھون نے کشتیان غرق کین ببرکت انگشتری
لاہوتک کے حکم سے آئے تھے کیونکہ وہ انگشتری کے مطیع اور فرمانبردار تھے الغرض لاہوتک نے
الکن کو سامنے طلب کیا جب الکن سامنے آیا بطور خداپرستان سلام کیا کسی نے جواب سلام
نہ دیا لاہوتک نے کہا او بندہ گستاخ سجدہ کر الکن نے سجدہ نہ کیا لاہوتک نے کہا قید کرو اسے
اور طرف اختم کے روانہ ہوا جب سفر دریا طے ہوا اور قریب شہر اختم کے پہونچا سامنے قلعہ کے
آکر خیمہ برپا کیا یہ خبر خورشید اختمی کو ہوئی اس نے اسی وقت سے قلعہ کا استحکام کرنا شروع کیا آذوقہ
جمع کر لیا خندق مین پانی بھروا دیا پل تختہ اکھڑوا لیا پھاٹک قلعہ کا بند کیا لاہوتک نے جو یہ خبر سنی کہا تمام
سمجھا بیکار ہے کیونکہ یہ بھی جویای فساد معلوم ہوتا ہی اور حکم کیا کہ بجے طبل جنگ کل اس قلعہ کو بھی
لون گا اسوقت نقارہ سنتے ہی بجا یہ خبر خورشید کو ہوئی کہا خلف بابزرگ است مجھے بچون کا ذرہ کا
خوف نہین ہی اور حکم طبل جنگ دیکے رات انتظام مین گذری جب صبح ہوئی خورشید مع رفقا دوربین
ہاتھ مین لیکر فصیل بند دروازے پر آکر بیٹھا دیکھا کہ لشکر کفار سے سہمان آدمخوار بارہ ہزار آدمخوار
سے ملغر کیے ہوئے چلا آتا ہی جسوقت دیکھا کہ اب زد پر آگئے ہین حکم دیا گولندازون کو انھون نے
سیدھ باندھکر گولے مارنا شروع کیے لیکن وہان سہمان آدمخوار کرگدن سیاہ پر بیٹھا ہوا ایک
ہاتھ مین گرز ایک مین سپر استوار گینڈے کو جولان کیے ہوئے چلا آتا ہی جو گولا سامنے سے آتا ہی
اسپر گرز مار دیتا ہی جو دہنے پہلو کی طرف آتا ہی اسے بائین جانب دب کر جلنے دیتا ہی جو بائین جانب
آتا ہی اسے دہنی طرف سے دب جانے دیتا ہی کبھی گھوڑے کے پیٹ سے لپٹ جاتا ہی کبھی ادھر
جھک جاتا ہی کبھی اُدھر جھک جاتا ہی کسی طرح نہین مانتا یہانتک کہ سہمان برلب خندق جا پہونچا
اور گھوڑے کو ایڑ دی کہ ایک ہی جست مین وہ خندق کو پھاند گیا جب اہل قلعہ نے دیکھا کہ سہمان
دروازہ قلعہ پر آگیا ہی قلعہ پر سے پانی کا کھولتا تیل کا کڑاہ پھینکا سہمان نے اُسے بھی خالی دیا
اور دروازہ قلعہ پر گرز مارا کہ دروازہ ٹوٹ گیا بس فوراً اندر قلعہ کے گھس گیا اور قلعہ کو خوب خراب و برباد
کر کے پاس اہل قلعہ کے آیا اور اہل قلعہ کو قتل کرنے لگا بعد اسکے تمام آدمخوار قلعہ مین آگئے

ایک ایک کو پھاڑ پھاڑ کے تقسیم کرنے لگے لاہوتک ملعون بھی مع فوج دیگر متوجہ ہوا قلعہ برباد
ہونے لگا خورشید اختمی نے جو یہ رنگ دیکھا اپنے چار رون محلون کو قتل کیا اور آپ
فقیر بنکر طرف سبائل کے روانہ ہوا یہان کفار نے تمام مال و اسباب پر قبضہ کیا مسلمان قتل
ہوے جنھون نے تقیہ کیا یا بھاگ گئے وہ بچ گئے ورنہ وہ بھی مارے جاتے لاہوتک نے ایک کافر کو
یہان بھی اپنی طرف سے حاکم کیا اور خود طرف مرصع حصار کے روانہ ہوا

دوکلمہ داستان شبان بن عمرو کے بیان ہوتے ہین

کہ جب شبان بن عمرو نے دیکھا کہ عجیل و سلیمان کو زر در نگل گیا اور اسفندیار قتل ہوا لشکر
تباہ و برباد ہوا پہلے کوشش کی کہ عجیل و سلیمان کو رہا کیجیے جب پتا نہ لگا مجبور ناچار طرف سبائل
کے روانہ ہوے وہان حارث بن سعد تخت پہ متمکن تھے سرداران دست راست و دست چپ
اپنے اپنے دنگلون پہ بیٹھے ہوے تھے کہ بیارہ و مرجان پہونچے اور حال زخمی ہونے شاہزادہ
قاسم و بدیع کا اور غائب ہوجانا زندان خانہ سکرب ولادی کا بیان کیا اسفندیار شاہ نے
کچھ حکم نہ فرمایا تھا کہ شبان بن عمرو مع عشرت عیار کے پہونچا بجا آگاہ ہو سے مجرا کیا اور دست بستہ
تمام حالات خروج لاہوتک کے اور بربادی شہرون کی مارا جانا غازیان اسلام کا اور گرفتار ہونا
عجیل و سلیمان کا بیان کیا بادشاہ نے اسی وقت دو جام مہر وار مع دو خلعت کے رکھے
اور فرمایا کہ ایک بہادر واسطے مدد بدیع الزمان و قاسم کے اور ایک واسطے گردن زدنی
لاہوتک کے روانہ ہوا فوراً ایرج و نورالدہر اپنے اپنے مقام سے کودے
اور جام شراب پی پی کر نورالدہر واسطے مدد بدیع الزمان کے روانہ ہوے اور ایرج نوجوان
بارہ ہزار سوار ہمراہ لیکر طرف لاہوتک غول کے روانہ ہوا انکا حال وقت پر عرض ہوگا یہ ہم
قطع منازل کرتے جاتے ہین لیکن حال سنیے لاہوتک غول کا کہ جب میدان مرصع حصار میں
پہونچا خیمہ برپا کیا اور ایک منادی کو شہر مرصع حصار مین بھیجا کہ اس نے جاکر ندا کی کہ خداوند لاہوتک
غول فرزند لقائے دانشمند نے خروج کیا ہے اور بہت سے شہرون کو برباد کر کے یہان تک آیا
ہے لہذا اے باشندگان شہر مرصع حصار اگر اپنی زندگی چاہتے تو چلو اور خداوند لاہوتک
غول کو سجدہ کرو ورنہ وہ ایسا خداوند بیرحم ہے کہ تم سب کو غارت کرے گا یہ خبر سنکر شہر
مین تہلکہ مچ گیا لیکن خبر سنکر شاہنشاہ مرصع حصاری نے اپنے رفقا کو طلب کیا اور مشورہ
کی کہ کیا کرنا چاہیے چند آدمیون نے کہا کہ بھاگ جایئے شاہنشاہ نے کہا کہ میں بہادر ہوں
مین لڑونگا اور جان دونگا لوگون نے کہا کہ اگر شہر چھوڑا تو یہ ضرور ہے کہ ہم لوگ مسلمین
کیونکہ فوج قلیل رکھتے ہین آخر انجام اسکا یہی ہوگا شکست ہوگی اور نقصان ہوگا تو رعایا
قتل ہوگی یہ خون ناحق ہونگے شہنشاہ نے کہا جسے میرا ساتھ دینا ہو وہ آئے ورنہ میں خبر
کرتا ہون چلا جائے جملہ یہ خبر شہر مین عام ہوئی بس چار صد ہزار آدمی شہنشاہ مرصع حصاری کے ساتھ
ہوے اور ششصد ہزار آدمی چلے گئے شاہنشاہ مرصع حصاری نے جتنا مال و اسباب تھا دیا
باقی فقرا و مساکین کو تقسیم کر کے اپنے قبائل کو جانب شہر سبائل روانہ کیا گھوڑون کی لڑائی میں بار ہے

غسل میت قبل سے کر لیا تمام سامان مرگ مہیا کر لیا طرف لشکر لاہوتک کے روانہ ہوئے قریب لشکر کے
پہونچے تھے کہ ہرکارے دوڑے ہوئے گئے اور عرض کیا کہ آپ کہان جاتے ہین لاہوتک لشکر مین نہین ہے
واسطے شکار کے گیا ہوا ہے شاہنشاہ یہ سنکر وہان سے پلٹا اور طرف شکارگاہ کے روانہ ہوا قضائے کار
لاہوتک ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالے چلا آتا تھا لشکر اسکا چھوٹ گیا تھا اور وہ ہرن اس طرف سے
گذرا جدھر شہنشاہ مرصع حصاری مع چند آدمیون کے آتا تھا شہنشاہ نے اس آہو کے تیر مارا وہ گرا
شاہنشاہ نے اُسے ذبح کیا اور رفیقون سے کہا کہ شگون تو اچھا ہوا عجب نہین ہے جو مین لاہوتک کو
گرفتار کرون اتنے مین دیکھا کہ ایک غول بچہ بھورے بھورے بال منہ مثل بندر کے سرخ قد بہت
بڑا گھوڑا دوڑائے چلا آتا ہے شہنشاہ کو جو دیکھا پوچھا تو کون ہے شہنشاہ نے کہا آدمی ہون پوچھا تو کون
ہے لاہوتک نے جواب دیا کہ مین خداوند لاہوتک غول ہے سنتا تھا کہ شہنشاہ بہت خوش ہوا اور دل
کہا جو بندہ ہو یا بندہ کہان یہ ملعون بیٹھا ملا ہے یہی موقع ہے مار لینے کا بس جلدی سے
اپنے لوگون کو آواز دی ہان غازیو مارو اس گبرکے کو کہ اسکے ہاتھ سے بہت بندگان خدا
ضائع اور برباد ہوئے ہین مجاہدان دیندار دوڑ پڑے اور چارون طرف سے لاہوتک کو گھیر لیا
لاہوتک نے شور کیا کہ ای بندگان ببینید کہ زمین شق میشود بر شما غضب نازل می گردد لیکن یہ
آواز لاہوتک کی کان مین سمان آدمخوار کے پہونچی کہ چند پہلوانون سے عقب مین لاہوتک کے
آتا تھا بس گھوڑے کو جولان کر کے چلا یہان اتنی دیر مین شہنشاہ مرصع حصاری نے تلوار سر
لاہوتک پر لگائی اس نے سپر بلند کی تلوار نے شہنشاہ کی سپر کو مثل کرپاس کے دو کیا اور
سر پر بیٹھی شہنشاہ نے جھٹکا مارا تا دو ابرو اتر گئی لاہوتک نے داستانہ مارا تلوار سر سے نکلی لیکن
چادر خون کی سر سے باہر آئی لاہوتک باگ موڑ کر بھاگا شہریار مرصع حصاری قریب تھا اس نے
تلوار ماری کہ چوتڑون پر لاہوتک کے بڑی زخم آیا اور فوج کے لوگ جنہون نے لاہوتک سے لڑنے کا
قصد کیا وہ مارا گیا کیونکہ یہ ملعون بھی نہایت زبردست ہے القصہ لاہوتک نے دو زخم کھائے تھے
کہ سمان آدمخوار مع فرزند عیار کے پہونچا اور لشکر شہنشاہ پر گر کر قتل کرنے لگا لوگ جو اسکے ساتھ
تھے وہ لاہوتک کو نکال لے گئے بعد اسکے گرد اڑی اور ملک مرداق شاہ مع فوج اور حمائل شاہ
جلد گرزبان زبردست پہونچے اور جنگ مغلوبہ ہوئی شہنشاہ کو افسوس ہوا کہ یہ گبر بچہ آج بھی
زندہ نکل گیا بڑے افسوس کا مقام ہے کہ قضا اسکی نہ تھی غرضکہ اتنے بڑے لشکر سے چند اہل اسلام
جانین لڑائے ہوئے لڑ رہے تھے قریب تھا کہ شہنشاہ و شہریار گرفتار یا قتل ہو جائین کہ یکایک درہ
کی جانب سے ایک گرد اڑی اور آن واحد مین وہ گرد قریب لشکرون کے پہونچکر شق ہو گئی اور نقابدار سیاہ پوش
نو لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچا اور لشکر کفار پر گر کر قتل کرنا شروع کیا یہ رنگ دیکھکر حمائل شاہ نے اپنے سردارونکو
آواز دی کہ لاے یہ بد تمیز پوشش کہان سے آیا ہی ابھی تو آفت برپا کرتی ہے مارو اسکو چنانچہ سرہنگ مردم در طرف
نقابدار کے چلا اور ارہ پشت سرہنگ نقابدار پر چلا نقابدار نے ارہ کو تیغہ آبدار سے قلم کیا اور سرہنگ کا کمربند پکڑ کے
اٹھا لیا اور سر پر چرخ دینے لگا یہ حال دیکھکر کمر بنگ مردم دہ بھائی اسکا دوڑا کہ او نقابدار غضب کیا تو نے کہ
میرے بھائی کو اٹھا لیا دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون یہ کہتا ہوا چلا آتا تھا جب دیکھا نقابدار نے کہ اب زد پر ہے

ادہر گیرنگ کے کھینچ مارا ادہر سے وہ زور مین گھوڑا دوڑائے چلا آتا تھا ادہر سے نقابدار نے زور سے
پھینکا اتفاقات روزگار و قضائے کارسر سربنگ کا آکر گیرنگ پر پڑا کہ دونون سر ٹکڑے کے پاش پاش
ہوئے نقابدار نے لپک کر ایک تیغہ اوپر سے رسید کیا کہ چار ٹکڑے ہوگئے لشکر کفار مین
ایک شور ہوا اس طرف ہل لشکر نقابدار نے لشکر لاہوتک کو پست کیا انھون نے گھبرا کر طبل
بازگشت بجا دیا دونون لشکر علیحدہ ہوگئے لیکن سہمان طبل بازگشت کی آواز سنکر طرف
صحرا کے نکل گیا تھا کہ دیکھون یہ نقابدار کہان جاتا ہی اور کہان سے آیا تھا ادہر نقابدار مع
شہنشاہ و شہریار پھر اہو طرف کوہ کے جاتا تھا کہ سہمان آدمخوار نے راہ روکی کہ او نقابدار غضب
کیا تو نے کہ مجرمان خداوندکو بچایا اور ہمراہ اپنے لیے جاتا ہی کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہکر قریب
نقابدار کے ہوئچکر نیزہ مارا نقابدار نے نیزہ اس کا تلوار سے قلم کیا اور سہمان نے غصہ مین آکر گرز
مارا نقابدار نے گرز چھین لیا اور تلوار ماری سہمان نے سپر بلند کی پر تلوار سپر سے کب رکتی ہو صاعقہ
آتشی ہوئی چلی گئی جام خود کو شکستہ کرکے کاسۂ سر مین لہو چاٹا سہمان نے سر نیچے کو کھینچا تلوار
سرگردن پر پڑی کہ گردن اسکی قلم ہوئی سہمان مع مرکب زمین پر گرا مرکب جو تڑپا ایک پاؤن سہمان کا
گھوڑے کے نیچے دبا ہوا تھا ٹوٹ گیا نقابدار نے فوج آدمخواران کو آواز دی کہ لو اٹھالیجاؤ
ہم اس زخمی سے نہین مزاحم ہون گے اور طرف کوہ کے چلا گیا آدمخوار سہمان کو اٹھا کر لیچلے وہان
لاہوتک خون شکست خوردہ زخم نصیب اپنے خیمہ مین پہونچا علاج زخم مین مصروف ہوا کہ اتنے مین
آدمخوار سہمان کو لیے ہوئے پہونچے اور کیفیت بیان کی لاہوتک نے کہا کہ کیون بغیر رضاے
خداوندی گیا تھا یہ سزا ہی اسکی ہم تقدیر برگشتہ کرچکے تھے کہ خود بھی زخمی ہوئے القصہ جب
لاہوتک اچھا ہوا شہر مرصع حصار پر قبضہ کیا اور وہان سے طرف مشتری حصار کے روانہ ہوا جب
قریب شہر مشتری حصار کے پہونچا یہ خبر سہیل خان کو ہوئی اسیوقت کشتیان جواہر لیکر تحائف نایاب
مع نامہ اشتیاق پاس لاہوتک کے روانہ کین وہ تحائف پاس لاہوتک کے ہوئچے بہت خوش ہوا
اور نامہ پڑھا تو نہایت شوق قدمبوسی مرقوم تھا لیکن بختگان و نجستگان نے کہا کہ اعتبار اس کا
نہ کیجیے گا کیونکہ یہ پیسر خواندہ حمزہ ہی لاہوتک نے براے امتحان سہمان کو روانہ کیا جب سہمان
داخل شہر ہوا اہل شہر کو تذکرہ کرتے دیکھا کہ سہیل خان یک بیک برگشتہ ہوگیا اور ایسی محبت لاہوتک
کی اسے ہوئی کہ فراق لاہوتک مین بیٹھا ہوا رویا کرتا ہی پس سہمان نے فیروزہ عیار کے ہاتھ لاہوتک
سے خبر کہلا بھیجی کہ مین سہیل خان کو لیکر حاضر خدمت ہوتا ہون فیروزہ نے جاکر لاہوتک سے اطلاع
کی سہیل خان آپکے اشتیاق دیدار مین رویا کرتا ہی سہمان اسے لیکر حاضر ہونے کو ہی پس
یہ سنکر لاہوتک بہت خوش ہوا اور پکارا اے بندگان من دیدی قدرت مرا چہ قدرت کردہ ام پسر
حمزہ مطیع من شدہ سب نے کہا یا خداوند تو ایسا ہی ہی اور تیری قدرت تمام عالم مین آشکارا ہے
اتنے مین یکایک ہرکارون نے خبر کی سہمان سہیل خان کو لیے ہوئے آتا ہے لاہوتک نے
بہت خوش ہوکر اپنے سب سرداران ذی احترام کو واسطے استقبال سہمان و سہیل خان کے روانہ کیا
اور فہمائش کی کہ بہت اعزاز اور توقیر سے دونون شخصون کو میرے سامنے لانا جسوقت وہ آئے فوراً

لاہوتنک کو سجدہ کیا لاہوتنک نے سہیل کو خلعت فاخرہ عنایت کیا اور نہایت خوش ہوا بعد تین روز کے
سہیل خان نے عرض کیا کہ اگر خداوند میری دعوت قبول فرمائیں گے تو میری بہت عزت ہوگی لاہوتنک نے
کہا کیا مضائقہ ہے ہم آئیں گے سہیل خان قبل سے واسطے انتظام دعوت کے رخصت ہوا
اور آکر قلعہ کو خوب آراستہ کیا شہر کو آئینہ بند کیا آتشبازی راستوں میں نصب کی صحرائے
مشتری کی حصار میں کوئی درخت ایسا نہ تھا کہ جس میں روشنی نہ لٹکی ہو اور زربفت سے
منڈھوا دیے اور دروازہ شہر سے تا بارگاہ دونوں طرف ٹھاٹر بندی تھی جب اس سامان کی
خبر لاہوتنک کو ہوئی نہایت خوش مسرور ہو کر مع سرداران نامی و گرامی داخل شہر مشتری حصار
ہوا تین روز تک یہاں جشن سہیل خان نے کر کے ان سب کو جشن کی غفلت میں رکھا اور آپ
یہ انتظام کیا کہ ناموس وغیرہ کو اپنے اور لوگوں کو پوشیدہ شہر سے نکال کر طرف سبائل کے
روانہ کیا اور خود شب کے وقت جب سب سو رہے تو آکر بند کاٹ دیا یعنی یہ قلعہ نشیب میں واقع
ہوا ہے اور گرد اسکے سمندر ہے بس بند کا ٹوٹنا تھا کہ پانی ابل کر قلعہ میں بھرنا شروع ہوا لوگ
ڈوبنے لگے ایک راستہ کھلا رکھا تھا اس جانب سے آپ نکل کر روانہ ہوا اور یہاں لشکر لاہوتنک
غرق ہونے لگا ایک شور و غوغا بلند ہوا کہیں ہاتھی غرق ہو رہے تھے کہیں گھوڑے کہ بیچارے
بندھے ہوئے تھے پیر کر نہ نکل سکے غرضکہ دو لاکھ کافر غرق ہوا لاہوتنک غوطے کھا رہا تھا کہ توگو جلے
جال ڈال کر اسے کھینچا اور وہی ایک راستہ جو کھلا ہوا تھا اس سے نکال کر لے لئے لاہوتنک کو الٹا
لٹکایا کہ پانی پیٹ کا نکل جائے بسبب پی جانے پانی کے پیٹ مثل مشک کے پھولا ہوا تھا جب
حواس درست ہوئے بختگان و تختگان نے کہا کہ دیکھی دوستی سہیل خان کی لاہوتنک نے کہا
کہ یہ انگوٹھی مجھے سزاوار نہیں ہے حمائل شاہ نے کہا آپ دیووں سے کام کیوں نہیں لیتے لاہوتنک
نے کہا دیو کہتے ہیں کہ اسم جو انگوٹھی پر کندہ ہے اسے یاد کرو تو پوری فرمانبرداری کریں گے ورنہ ہرگز کہنے
پر نہ تھے اب نہ چلیں گے حمائل شاہ نے کہا اے قارن قمر بین تم اس اسم کو کیوں نہیں تعلیم
کرتے ہو قارن نے کہا میں دیکھوں انگشتری باریک بہت ہی دور سے دکھائی دینا مشکل ہے
لاہوتنک نے انگوٹھی قارن کو دی قارن نے کہا مجھ سے بھی پڑھا نہیں جاتا مجھے دیجیے میں
ایک روز غور کروں تو سمجھ میں شاید آئے لاہوتنک نے اجازت دی لیکن بختگان و تختگان نے کہا
کہ یہاں قارن کا اعتبار نہیں کسی کو اسکی حفاظت کے لیے معین کیجیے لاہوتنک نے دو ہزار سوار واسطے
محافظت قارن کے معین کیے کہ وہ ہر وقت مسلح و مکمل گرد ڈیرا کرتے تھے لیکن قارن انگوٹھی لیکر
اپنے خیمے میں داخل ہوا اور گلاب سے دھو کر گھسنے بیٹھا یعنی دو دیو حاضر ہوئے قارن نے کہا کہ تم نے
خون مسلمانوں کا جست کیا دیووں نے عرض کیا ہم فرمانبردار صاحب انگشتری کے ہیں اب آپ جو
کہیے وہ کریں حکم ہو سر لاہوتنک ملعون کا دھڑ سے کھینچ لائیں قارن نے کہا اسکی قضا ابھی وقت
سے نہیں ہے آگے دیکھا تقدیر کروں معلوم نہیں کیا آفت برپا ہو اب تم مجھکو یہاں سے اٹھا کر طرف قاف
کے لے چلو دیووں نے کہا بہتر اور قارن کو مع تخت اٹھا کر بلند ہوئے جب قارن نے دیکھا کہ میں
تیر کی زد سے زیادہ بلند ہو چکا ہوں پکار کر آواز دی کہ او گبر کے لاہوتنک عقل تو نے میری حفاظت کیلیے

دو ہزار آدمی معین کیے تھے آگاہ ہو کہ مین انگشتری حضرت سلیمان علیہ السلام کی لیے جاتا ہون کوئی بھی ایسا ہے
کہ مجھے روکے لاہوتک یہ آواز سنکر گھبرا گیا صحن بارگاہ مین آکر دیکھا کہ دیو تخت قارن کا لیکر
بلند ہو چکے ہین لاہوتک نے تلوار کھینچ کر اپنے گلے پر رکھی چاہتا تھا کہ کھینچے اور اپنے کو ہلاک کرے کہ
ملک مرواق نے ہاتھ پکڑ لیا اور تختگان وغیرہ نے سمجھایا کہ اگر اقبال تیرا ہے تو انگوٹھی پھر ہاتھ
لگے گی غرضکہ لاہوتک اپنے ارادے سے باز رہا لیکن قارن قمر بین تخت پر سوار تمام عالم کی
سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا یکایک تخت قارن کا طرف صحرائے ہفت منظر کے پہونچا دیکھا قارن نے
کہ تمام قلعہ جسے اسکندر نے دیوون سے تعمیر کرایا تھا اب مسمار ہے قارن افسوس کنان چلا جاتا تھا
کہ گذر اسکا جانب کوہستان ہوا دیکھا کہ قلہ کوہ پر ایک صفہ سنگ ہے کہ طول اور عرض اسکا چار ہزار درعہ کا
ہے اور اسپر فرش ملوکانہ بچھا ہوا ہے اور ایک طفل ہفت سالہ باشان و شوکت کیخسروی و فر فریدونی بیٹھا
ہوا ہے اور گرد اسکے گرداں ہفت منظر دنگلون پر متمکن ہین قارن نے دیوون سے کہا
کہ مجھے اس جلسہ مین اتارو دیوون نے تخت قارن کا اس مجلس مین اتارا سب قارن کو ہوا
سے اترتے دیکھکر متعجب ہوے اور پوچھا کہ تو کون ہے قارن نے جواب دیا کہ مین ایک غلام صاحبقران کا
ہون اس طفل کو دیکھکر یہان آیا ہون نام اس لڑکے کا کیا ہے لوگون نے بیان کیا کہ یہ آفتاب جلالت سپہر
نورالدہر بن بدیع الزمان ہے نام اسکا بدیع الملک ہے ملک مسعود نے کہا اے قارن
زائچہ اس لڑکے کا کرو قارن نے علم نجوم سے دریافت کیا اور کہا کہ یہ فرزند نورالدہر جہانستان
وصاحبقران ہوگا اور منہ فرط مسرت سے قارن کا سرخ ہو گیا اور انگشتری گلے سے اتار کر
بدیع الملک کو پہنادی دیو فوراً حاضر ہوے اور مجرا کیا سب سمجھے کہ بدیع الملک دیوون کو دیکھکر ڈر گیا
ہوگا لیکن بدیع الملک نے مطلق خوف نہ کیا اور کہا انشاءاللہ تعالیٰ تمام سرکشان قاف کو تہ تیغ کرونگا
مجکو دیوون کی مدد کی ضرورت نہین ہے سبنے اس جرأت پر شاہزادہ کی آفرین کی قارن نے
پوچھا کہ ملک فاق اور شہزادہ کہان ہین کیوان فلک رفعت نے کہا کہ یہان ہم واسطے سیر کے آئے
تھے ورنہ قیام فلان کوہ پر ہے یہ کہکر سب وہان سے اٹھے اور قارن کو ہمراہ لیے ہوے
قلعہ منصوری مین آئے قارن نے ملک کو نذر گذرانی اور بدیع الملک سے کہا کہ دیوون کو
واسطے تیاری ہفت منظر کے روانہ کیجیے بدیع الملک نے اسم پڑھا دیو حاضر ہوے حکم کیا کہ جاؤ
اور قلعہ ہفت منظر کو نہایت استحکام کے ساتھ تیار کرو بعد اسکے قارن سب کو ہمراہ لیکر
قریب قلعہ قمر بخش کے آیا وہان کے حاکم کو اطلاع دی جو از جانب لاہوتک متعین تھا کہ نام
اسکا راس زحل پیشانی تھا لشکر لیکر قلعہ سے باہر آیا طبل جنگ بجوا دیا ادھر قارن نے بھی طبل جنگ بجوایا
رات بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفوف قتال وجدال آراستہ ہوئین
راس زحل پیشانی میدان مین آیا اور پکارا کہ او قارن مکار تو خداوند لاہوتک سے کب جدا ہوا
اور دین حق سے برگشتہ ہوا قارن نے کہا او نابکار لاہوتک کیا شے ہے کہ مین اسکے ساتھ
رہتا اور اسے سجدہ کرتا جیسا کہ مصلحت وقت تھا مین نے ویسا ہی کیا بس بہتری اسی مین ہے کہ قلعہ
میرے چھوڑ کر چلا جا ورنہ برباد اور مسمار کردونگا یہ سنکر غصہ مین آیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر

مقابل ہوا راس زحل پیشانی نے نیزہ مارا قارن نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے گرز مارا قارن نے گرز اُس کا سپر پہ روکا اور تلوار ماری کہ مع مرکب کے چار ٹکڑے ہوئے فوج اُسکی دوڑ پڑی اور قارن کو گھیر لیا شہزادہ بدیع الملک کو تاب نہ رہی گھوڑے کو دوڑا کر چلا تھا کہ ملک مسعود نے بیٹھ گیا اور جانے نہ دیا لیکن کیوان فلک رفعت مع لشکر آکر گرا اور کفار کو قتل کرنا شروع کیا فوج بے سردار کیا کرتی سب لاشہ اُس ملعون کا لیکر بھاگ گئے قارن با فتح و فیروزی مع بدیع الملک داخل قلعہ ثمر بخش ہوا اُنکا ذکر اب وقت پر آئے گا

چند کلمہ داستان کرب دلاور کے بیان ہوتے ہین کہ پنجہ اُنکو زندانخانہ بدر بن زلازل سے لیکر غائب ہو گیا تھا

کہ جب آنکھ کرب کی کھلی اپنے کو ایک دشت جنت نظیر مین پایا اور دیکھا کہ ایک جانب فرش ملوکانہ بچھا ہوا ہے بارگاہ فلک رفعت استادہ ہے غلامان زرین کمر مصروف اہتمام مین ہر طرف بازار لگی ہوئی ہر کوچہ کھنک رہا ہے اتنے مین کچھ شتر پیدان آئے کہ اُنپر نقابدار بیٹھے تھے اُن مین جو افسر تھا وہ پاس کرب کے آیا اور کہا اے جوان یہ بارگاہ تیرے لیے ہے تو سب سے شنیدہ متحیر کیون کھڑا ہے اس اثنا مین دیکھا کرب دلاور نے کہ قریب ایک لاکھ شتر پیدان زمین پر اُترے کہ صحرا مملو ہو گیا کرب نے نقابدار سے پوچھا کہ مین حیران ہون تمام قاف کی سیر کی مگر مین نے شتر پران نہین دیکھے تھے اُس جوان مرقع پوش نے کہا کہ جو کوئی نامہ میر دریافت کرے گا اُسکو حال ان شتران پران کا بھی معلوم ہو جائے گا کرب نے کہا میرا دل گواہی دیتا ہے کہ تم اولاد امیر کشورگیر ہو لیکن امیر با وصفے کہ شکنندہ ہفت پردہ قاف مین اُنھون نے بھی شتر پیدان آج تک نہین دیکھے اُس جوان نے کہا خیر چند روز مین جان جاؤگے اور لاکر کرب کو بارگاہ مین صحبت عیش برپا کی ساقیان سیمین ساق حاضر ہوئے جامہ بادہ ناب گردش مین آیا رقاصان پری چہرہ رشک زہرہ حاضر ہوئین اور بعد کرشمہ و ناز گانے بجانے مین مصروف ہوئین

غزل

ترے جوان نے غار صحرا مین پیاسے
یہان کچھ شکستہ پیالے پڑے ہین
آئی ہے جو قتل سے مجھ دل جلے کو
وہ اب اک ستمگر کے پالے پڑے ہین
زرا کی جنبش سے رکھ کر یہ اے بت
اسی طرح کچھ زخم آئے پڑے ہین
گلی مین تری ہم بھی اک بے نشان ہے
ابھی جنکے کانون مین بالے پڑے ہین

ستمگار جو تیرے پالے پڑے ہین
کہ سوکھی زبانین نکالے پڑے ہین
اُبھر آئے ہین جسم پر داغ سودا
تری تیغ مین اس سے چھالے پڑے ہین
یہ افسوس کیون ہے کچھ ایسے ابھی تو
یہان کتنے اللہ والے پڑے ہین
پتہ دیتے ہین بزم کی بیخودی کا
ترے نام کے پینے والے پڑے ہین

اُنھین اپنی جانون کے لالے پڑے ہین
جدائی مین ساقی یہان شکن کی
یہ دھبے جو کچھ کالے کالے پڑے ہین
ترے دل جگر جو تھے راحت کے خوگر
بہت آپ پر مرنے والے پڑے ہین
نہ اچھے ہوئے گھاؤ تیغ ادا کے
جو اچھے ہوئے کچھ پیالے پڑے ہین
اُنھین کا تو حلقہ بگوش از زروسے

غرضکہ اس طرح اُس نازنین نے اس غزل کو گایا کہ ہر ایک پر حالت غش کی طاری ہوئی تھی یہ صحبت تین روز ہی کرب نے کہا یہ بتلاؤ کہ یہان مجکو تمنے بلوایا ہے یا کوئی اور اُٹھا لایا ہے اور اگر تم نے بلوایا تو کس مطلب سے نقابدار نے ایک آہ سرد کھینچی اور دست افسوس ملکر عرض کیا کہ ابھی اس بات کا جواب نہین دے سکتا ہون غرض بہ اصرار تمام کہا کہ اے کرب دلاور مین

عاشق ہون ملکہ گلشن افروز پری دختر بہار پری کی جو رہنے والی پردہ پنجم قاف کی ہے نام اُس مقام کا
بہارستان قاف ہے ایک روز بہار پری کے یہان کسی شادی کی تقریب تھی مین بھی اُس مین
شریک ہوا وہین مین نے گلشن افروز پری کو دیکھا اُس نے مجھے دیکھا باہم نگاہین چار ہوئین سنانین
عشق کی دونون کے پار ہوئین محل گفتگو کا نہ ملا جب صحبت برخاست ہوئی مین نہایت ملول اٹھا ملکہ
آسمان پری نے حال میرا پوچھا مین نے سب کیفیت اُن سے بیان کی آسمان پری نے پیغام میرا
بہار پری کو دیا اُس نے کہا کہ اگر امیر کشورگیر اور ملکہ قریشیہ سلطان اور آپ شریک ہون تو مین
شادی کردون تو ملکہ آسمان پری اور قریشیہ سلطان موجود ہین مگر امیر کو کسان سے لاؤن کہ وہ
مکہ معظمہ جا چکے ہین اور مین تم کو اسی واسطے لایا ہون کہ میری اس صحرانشینی پر رحم کرو اور چلکر بہار پری
کو شادی پر راضی کرو مین تمھارا نہایت احسان مند ہونگا کہ اپنا گھر بار چھوڑے ہوئے اس جنگل
مین پڑا ہون کرب نے کہا اچھا آپ مجکو وہان لے چلیے نقابدار کرب کو لے کر طرف پردہ پنجم قاف کے
روانہ ہوا جب قریب پہونچا خبر بہار پری کو ہوئی کہ نقابدار کرب دلاور کو لے کر آتا ہے
بہار پری واسطے استقبال کے آئی اور اپنے ہمراہ لے جا کر سامان دعوت مہیا کیا شراب وکباب
کی صحبت گرم ہوئی کرب دلاور نے بہار پری سے کہا کہ تمکو شادی کرنے مین کیا عذر ہے بہار پری
نے کہا مجھے کچھ عذر نہین ہے الا تمنا میری یہ ہے کہ امیر کشورگیر بھی بسبب آپ کے مجھے سرفراز کرتے اور
شریک شادی ہوتے تو میری عزت زیادہ ہوتی کرب دلاور نے کہا کہ امیر تو صاحبقرانی کو ترک
کرکے مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور اب اُنھون نے گوشہ نشینی اختیار کرلی مگر ہم ان اور سب شریک
شادی ہوسکتے ہین اور اگر امیر کشورگیر نہ شریک ہون گے تو کیا زندگی بھر بیٹی کو بٹھلا رکھوگی بہار پری
اس گفتگو سے قائل ہوئی اور کہا بہتر ہے مجھے آپ کے فرمانے سے کچھ عذر نہین ہے اور اُسی وقت
سامان شادی کا ہونے لگا کرب دلاور و نقابدار رخصت ہوکے واسطے رسومات ادا کرنے شادی کے
دوسرے مقام پر اوترے غرضکہ رسومات دُنیوی سے فراغت ہوئی اور برات کا روز آیا
نقابدار نے بہت بڑا جلسہ کیا کہ جس مین تمام پردہ پنجم قاف کی پریان موجود تھین رات بھر
صحبت رقص وغنا رہی غزل

پہلے ہوے کا ارادہ ای محبت دلبرد تھا
کچھ نہ تھا پہلو مین جو وہ زینت پہلو نہ تھا
آنکھ ملتے ہی جو دل گیسو مین اُسکے پھنس گیا
اور اس زانو بدلنے کا کوئی پہلو نہ تھا
خار غم جیسے نکالے تھے زبانین شوق مین
تجھ مین یہ اعجاز تو اے نرگس جادو نہ تھا
جسقدر رحمت اُٹھائی اتنی ہی ایذا اسی
یار تھا آغوش مین دل پر مگر قابو نہ تھا
اُسکی بیتابی ہوئی کم قطع کردی جب امید

دل لگا آجاتا فضل سے کم کسی پہلو نہ تھا
جب ہم آغوشی ہوئی پھر قلب پر قابو نہ تھا
روبرو سے محفل مین اُسکی ہم تو رسوا ہی ہو
پیچ پر قسمت کا تھا اسکا نہ تھا جادو نہ تھا
بوسہ چشم صنم کی تھی ہوس جبتک ہمین
خون گو سوزاں ہے دل مین ایک چلو نہ تھا
رات فرقت کی ہمین پہلو بدلتے ہی کٹی
سنگ تھا جب سر کے نیچے تکیہ زانو نہ تھا
خاک پر راتین ہونگی میری سر تمکین ہم
دلکی تسکین کا سوا اسکے کوئی پہلو نہ تھا

قمری کی پھانسی تھی اُسکا حلقۂ گیسو نہ تھا
زنجیر مین بھی کو مہیا تھے ہین سامان عیش
تھا وہ لوٹنے والا عزت کا ہر ایک آنسو نہ تھا
آنکھ لگتے آخر نہین تھا بیٹھنا پہلو مین شاق
کوچۂ مقصود تھا ہالۂ خم ابرو نہ تھا
آنکھ ملتے ہی مریض ہجر اچھا ہوگیا
دل کی آسائش کا لیکن کوئی بھی پہلو نہ تھا
کہتے ہین محرومی قسمت جسے ہم پر ہوئی ختم
ساتھ میت کے وہ بکھرے ہوے گیسو نہ تھا
ہے بسی الفت کی بھی کیا چیز ہوا کی آرزو

اسکے کہنے مین بزدل بس پھر آمادہ ہوا تھا الغرض رات بھر صحبت رہی دوسرے روز برات لیکر بہار پری
کے مکان پر گئے عقد نقابدار کا گلشن افروز سے ہوا لیکن وزیر زادی گلشن افروز کی کہ نام اسکا
بزم افروز ہے وہ کرب دلاور پہ مائل ہوئی اور اپنی صورت کرب کو دکھائی کرب
اسیر و فریفتہ ہوے عقد کرب کا بزم افروز سے ہوا دو تین روز معروف
عیش و عشرت رہے ایک روز کرب نے نقابدار سے کہا ای برادر وہان بدر ملعون نہین
معلوم کر کیونکہ قاسم و بدیع الزمان کے ساتھ پیش آیا ہوگا نقابدار نے کہا چلیے اسی وقت
شتر پران پر سوار ہوکر طرف پردۂ دنیا کے ارادہ ملک سوجان کا کرکے روانہ ہوے یہان بدر لعین
مع صلصال و پرویز و جدائل خان ہندی محاصرہ کوہ کا کیے ہوئے تھے کہ ایک روز
بدر نے کہا کہ اب قتل ان خداپرستون کا واجب ہے مبادا انکی مدد معقول کہین سے آجاے
اسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگ بجے فوراً نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر
قاسم شاہ و بدیع الملک کو ہوئی انھون نے کہا اچھا غزنفر بیان بھی کوس حربی نوازش
مین آیا تیاری جنگ ہونے لگی مگر دو تین روز جو لڑائی معطل اور موقوف رہی تھی سبب اسکا یہ تھا
کہ بدر دعوت و ضیافت خان اعظم و جدائل خان مین معروف تھا الغرض زمانہ شب کا
برطرف ہوا اور پردۂ شب سے روئے سحر طالع ہوا جونکہ نسیم بہاری کے چلے طائران خوش الحان
نالان صحرا پر زمزمہ سرا ہوے کفار بت پرستی سے فراغت کرکے میدان مین آئے اہل اسلام نے
خدا کو یاد کیا دیکھا قاسم و بدیع الملک وغیرہ نے کہ زیر کوہ یہ گبران نابکار لشکر کثیر لیے ہوے
آمادہ حرب و پیکار کھڑے ہین ایک طرف بدر اپنا لشکر آراستہ کیے ہوے ایک جانب تخت پر
پرویز بن ہرمز ایک جانب صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو اور ایک طرف کو
جدائل خان ہندی بارہ ہزار فیلان جنگی آراستہ و پیراستہ ہمراہ فوج ہندا اور خود ایک فیل
زبردست پر سوار گرز گران سرہاتھ مین استادہ ہے یکایک بدر اپنا مرکب چمکا کر میدان مین مبارز
طلب ہوا لشکر اسلام مین کون تھا جو مقابلہ کو نکلتا لیکن ترک جوشن پوش بیٹا ترک توسن طلباقی
کا رفیق قدم شاہزادہ خاور سپاہ مرکب پر سے اتر کر سامنے قاسم کے آیا اور کہا کہ اے یار
شہریار اگر کوئی قصور مجھ سے اتنی عمر مین سرزد ہوا ہو تو اُسے بحل کیجیے کہ سہارا اپنی بخشش کا ہو جب
آپ ایسا بہادر ہاتھ سے اس گبر کے زخمی ہوا بسبب اسکے کہ تلوار اسکی بہ آخر نہین کرئی تو مین کیا
کر سکتا ہون الّا جان اپنی آپ پر سے نثار کرون گا شاہزادہ ملک قاسم کا دل ان باتون پر
ترک کے بھر آیا اور ترک جوشن پوش کو گلے سے لگا کر رونے لگا اور کہا اے
برادر مجھے تیری جدائی گوارا نہین کہ تو نے اپنے باپ کو چھوڑ کر میرا ساتھ دیا کیونکر ہو سکتا
ہے کہ مین تجھے دیدہ و دانستہ ہاتھ سے کھو دون ترک نے کہا کہ اے آقا میرے اگر قضا میری
آچکی ہے تو ضرور مرجاؤن گا کوئی روک نہین سکتا اگر زندگی باقی ہے تو کیا حقیقت اس حرامزادے
کم بخت بدنصیب بدر کی ہے کہ میرا سامنا کرکے مجھے قتل کر سکے قاسم اس بات کو سنکر خاموش
ہو گئے ترک بارگیر مرکب پر بیٹھکر کوہ سے نیچے اترا اور للکارا کہ او نامرد یہی دعویٰ بہادری ہے

کہ زخمیوں کے قتل پر آمادہ ہے اور محسن کش اُنھوں نے ہر جگہ تیری جان بچا دی اور امیر نے کیسی شفقت
فرمائی تیرے حال پر کہ جزیرہ خندق تجھے بخش دیا مگر تو اپنے پاجی پن پر گیا بدر یہ سخن سنکر برہم ہوا اور نیزہ
ترک پر مارا ترک نے نیزہ کو نیزہ پر روکا چند طعن چلے ہوں گے کہ ترک نے نیزہ ہاتھ سے بدر
کے نکال دیا بدر نے خفیف ہو کر گرز مارا ترک نے گرز اُس کا سپر پر روکا اور اپنا گرز بدر پر مارا بدر نے
اپنا سر پیچھے کو کھینچنا چاہا کہ گرز مارون کہ گھوڑا ابھی پیچھے ہے اتنے مین گرز ترک کا سر مرکب پر پڑا
کہ سر مرکب کا پاش پاش ہو گیا بدر گھوڑے سے کودا اور تلوار کھینچکر ترک کی طرف چلا ترک نے
جلدی سے ایک پاؤن رکاب سے نکالا تھا کہ مین بھی کود پڑون کہ بدر نے قریب پہونچکر وار کیا ترک
سنبھلنے نہ پایا تھا کہ تلوار گردن پر پڑی سر ترک کا جدا ہو گیا مرکب لاش ترک کی لیکر بھاگا اور زیر کوہ
پہونچکر خیمہ کیا اہل اسلام نے جو یہ حال دیکھا تو لاش ترک کی اُٹھا لائے اور بہت گریہ وزاری کی
قاسم نے سر اپنا زمین پر ایسے مارا کہ زخم سر شگافتہ ہو گیا اور قاسم بیہوش ہو گیا کیونکہ
ترک بچپن کا دوست تھا لیکن بدیع الزمان نے جو لاش ترک کی بے سر دیکھی اسی وقت
پیغام بدر کے پاس بھیجا کہ سر ترک کا ہمکو دیدو تو عوض مین اُسکے آذر کوہ ہم تمکو بخشتے ہین
بدر نے قبول کیا اور سر ترک کا بھیجدیا بدیع الزمان نے یہ نامہ بدر کو بھیجدیا کفار نے
طبل شادمانی بجایا اور مجلس عیش آراستہ کی بدیع الزمان نے سر ترک کا بدن سے ملا کر دفن کر دیا
اور بہت گریہ وزاری کی بدر نے پھر طبل جنگ بجوایا یہ خبر شاہزادہ قاسم اور بدیع الزمان کو
ہوئی فرمایا رضینا بقضا اور نقارہ رزمی بجوایا کفار مین تیاری جنگ ہونے لگی اہل اسلام آپس مین
ایک دوسرے سے قصور بخشواتے تھے ایک ایک کے گلے مل رہے تھے ایک ایک سے وصیت کرتا
تھا کہ اگر تم زندہ رہنا تو یہ کرنا اور ہم زندہ رہین گے تو یہ کرین گے غرضکہ سب کو یقین مرگ تھا غسل میت
کرکے سب نے نیچے کفن پہنے اوپر سے لباس جنگ آراستہ کیا اسی عالم مین صبح ہو گئی سب نے نماز پڑھی
اور دعا کی بعد اسکے آمادہ مرنے و مارنے کے تھا بیٹھے کہ یکایک بدر بن زلازل یک چشمی بالشکر کثیر
نمودار ہوا اور کوہ پر یلغار کر کے چلا جو اہل اسلام گھاٹیوں پر آ کے بیٹھے اور تیر مارنا شروع کیے صدہا
کافر راہی دار البوار ہوے مگر بدر لعین تیرون کو قلم کرتا ہوا چلا آتا تھا اگر کوئی تیر اسپر پڑتا بھی تو اُس پر
اثر نہیں کرتا تھا قریب تھا بدر بالاے کوہ آجائے کہ اہل اسلام نے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات
بلند کیے اور عرض کرنے لگے کہ اے کریم و رحیم و اے کارساز مطلق اے عادل و بے نیاز تو دیکھ رہا ہے کہ یہ کافر کیسا
ظلم کر رہا ہے کسی خاص اپنے بندے کو میری مدد کے واسطے بھیج ہنوز سخن بیچ منھ کے تھا کہ آسمان پر سے
آواز نقارے کی پیدا ہوئی اور ہزارہا شتر پران نظر آئے آگے آگے اُنکے نقابدار مرصع پوش اور
کرب دلاور تھا جب کرب دلاور نے یہ حال دیکھا کہ بدر قریب تھا کوہ کے پہونچ چکا ہے وہین
سے نعرہ کیا کہ باش او گبر کہان جاتا ہے بدر کرب دلاور کی آواز سنکر ٹھہرا اور پہاڑ سے نیچے اُترا اور
پکارا اور کہا کہ اب مین تیرا بھی کام تمام کرون گا اور ان سب کو بھی قتل کرون گا یہ کلمہ سنکر بہت غصہ مین
آکے نقابدار مرصع پوش کہ کرب دلاور کا احسان مند ہو چکا ہے بڑے زور و شور سے میدان مین
آکر پکارا کہ او لعین گیدی خر تو بکتا کیا ہے دیکھ تو تیرا حال چشم زدن مین کیا کرتا ہون ورا شتر کو بڑھا کر سامنے

بدر کے آیا بدر نے نیزہ مارا لقابدار نے نیزہ کو نیزہ پر لیا طعنین چلنے لگین تھوڑا عرصہ گذرا ہوگا لقابدار نے
نیزہ بدر کے ہاتھ سے نکال دیا کرب دلاور نے تعریف کی بدر نے گرز مارا لقابدار نے گرز بھی رد کیا
بدر نے تلوار کھینچی لقابدار بہت بڑا چکیت زبردست تھا بہت وار بدر کے خالی دیے بہت سی
خود بھی لگائین لیکن بسبب خفتان کے بدر کے جسم پر کچھ اثر نہ ہوا دن بھر تلوار چلی آخر قریب شام
لقابدار ہاتھ سے بدر کے زخمی ہوا اور شتر کو اشارہ کیا شتر نے پر کھولے اور طرف آسمان کے راہی ہوا
کرب دلاور نے ارادہ نکلنے کا کیا تھا کہ بدر طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا اور کہا
کل تجھے سمجھونگا کرب دلاور کے آنے سے اہل اسلام کو تقویت ہوئی قاسم و بدیع الزمان
بہت خوش ہوئے صحبت عیش آراستہ کی یکایک آواز طبل جنگ کی آئی کرب دلاور نے خود بھی
طبل جنگ بجوا دیا رات بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو کرب دلاور کوہ سے نیچے اتر کر صف آرا
ہوا یکایک بدر مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا کرب دلاور نے کہا او نامرد تو نے مجھے عیار سے
جبروا منگایا تھا دیکھ میرے خدا نے مجھے کس طرح سے بچایا ہے اسی پر تجھے دعویٰ بہادری کا ہے بدر نے
کہا اگر اُس دن تو بچ گیا تو آج سر میدان مارا جائے گا کرب دلاور برہم ہوا لیکن بدر نے کہا کہ نیزے
کی لڑائی تم خدا پرستون سے بیکار ہے یہ کہکر تلوار کھینچی اور کرب دلاور پر وار کیا کرب نے
پشت شمشیر پر روک کر اپنا وار کیا بدر نے سپر اوچھی کی تلوار نے کرب دلاور کی سپر کو کاٹا خود کو
دو کیا لیکن کاسہ سر پر چرکا بھی نہ پہونچا کرب دلاور نہایت پریشان ہوا کہ کیا کیجیے تدبیر بکر اس
ملعون کو قتل کیجیے غرضکہ تین شبانہ روز جنگ رہی ہزارہا آدمی کا کشت و خون ہوا اور قریب تمام
مرکب بدر کا مارا گیا بدر اُس وقت بہت بیدل ہوا اور تیغ کھینچکر دوڑا کہ مرکب کرب کا پے کرے دن کرب
گھوڑے سے کود پڑا بدر نے قریب پہونچ کے تلوار کرب دلاور پر ماری کرب دلاور نے بند دست
پر ہاتھ ڈال دیا اور کلائی مروڑ کے تلوار چھین کر پھینکدی اور بدر سے لپٹ پڑا عیار نے بدر کو دیکھا کہ اب
بدر گرفتار ہو جائے گا تلوار لیے ہوئے پاس بدر کے آیا دیکھا کہ کرب بدر کو دبائے بیٹھا ہے
نکلنے نہیں دیتا عیار نے حباب بیہوشی کھینچ مارے کہ کرب دلاور و بدر دونون بیہوش ہو گئے یہ گستاخی
عیار کی دیکھکر ضرغام دوڑا لیکن عیار نے اتنے عرصہ مین بدر کو کھینچا اور لادکر طرف لشکر
کفار کے راہی ہوا ضرغام نے اُس کا تعاقب کیا جب عیار نے دیکھا کہ ضرغام قریب پہونچ گیا
ہی نقلہ رفع بیہوشی دیکر بدر کو ہوشیار کر دیا اور تلوار ہاتھ مین دیدی بدر تلوار کھینچکر ضرغام کی طرف
دوڑا ضرغام نے حقہ آتشبازی کا مارا کہ اُس سے آگ نکلی بدر بھاگا ضرغام نے آکر کرب دلاور
کو ہوشیار کیا بدر دوسرے مرکب پر سوار ہو کر میدان مین آیا کرب دلاور سے مقابل ہوا پھر
تلوار چلنے لگی قضائے کار اتفاقات روزگار پانون مرکب کرب کا موشخانہ مین جا تا رہا گھوڑے
نے سکندری کھائی اُسی وقت تلوار بدر کے سر پر پڑی کہ ہڈی تک اُتر گئی کرب نے زخم کاری کھایا
دانستہ مارا تلوار سر سے نکلی جلدی سے کرب دلاور گھوڑے سے کودا اور مرکب کو بدر کے پے کر ڈالا
بدر نے دیکھا کہ آج زخم کو بھی نہ مانا بڑا بہادر ہے اور بار دگر ناحق آتا ہے فوراً بھاگا اور طبل بازگشت
بجوا دیا اور اپنے لشکر مین جا کر کہا کہ آج خداوند لقا نے میری جان بچائی ورنہ کرب مردود ہی گرفتار

کر دیا تھا لیکن بعد بھاگ جانے بدر کے کرب دلاور زخم کے صدمے سے بیہوش ہو گیا مسلمان کرب کو
اٹھا کر بالا لائے کو وہ لائے زخم میں ٹانکے لگائے علاج ہونے لگا وہاں بدر نے صحبت عیش برپا کی
اور کہا کل ان خدا پرستوں کا استیصال کروں گا اور طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر کرب دلاور کو بھی کہا کل میں
پھر اسی حالت میں اس حرامزادے سے لڑوں گا کہ یکایک جوڑی ہرکاروں کی آئی اور بیان کیا
کہ شاہزادہ نورالدہر با فوج کثیر آگیا ابھی ملک عجم میں ہر ادھر آفت. بن مکنہ پہ بن کذاب
عیار نے خبر آمد نورالدہر کی بدر میں زلزال یک چشمی کو پہونچائی بدر نے زانو پیٹ لیئے
اور کہا بڑا ہی غضب ہوا کہ کمک ان خدا پرستوں کی آگئی جنڈائل خان ہندی نے کہا کہ اگر تمہیں کچھ
خوف نورالدہر کا ہی تو میں بڑھکر سد راہ ہوتا ہوں یہ کہکر جنڈائل خان ہندی مع بارہ ہزار فیل مست
اور صلصال بن دال بن دیو بن شام جادو اپنے لشکر سمیت مع قہر بن تو چین اور پرویز
بن ہرمز یہ سب کے سب واسطے مقابلہ نورالدہر کے طرف عجم کے روانہ ہوئے شاہزادہ نورالدہر
نے منزل کی تھی اور چلنے کا قصد تھا کہ یکایک سامنے سے گرد عظیم نمایان ہوئی شاہزادے نے ہرکارون
کو واسطے خبر کے روانہ کیا وہ مثل نظر جا کر پھر آئے اور بیان کیا کہ جنڈائل خان ہندی اور
صلصال اور قہر بن تو چین اور پرویز بن ہرمز آپ کی راہ روکنے آتے ہیں شاہزادے نے
فرمایا بس خیمہ ہمارا کھڑا کرے اب پہلے علاج ان کفار کا کروں گا تو پدر بزرگوار کی مدد کو جاؤں گا
اتنے میں جنڈائل خان نے آکر بارگاہ برپا کی اور تمام لشکر کفار بمقابلہ شاہزادہ نورالدہر اترا
جنڈائل خان نے آتے ہی طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر شاہزادہ کو ہوئی فرمایا ہمارے یہاں بھی بفضل
ایزدی و تبا پیدا بانی طبل جنگ بجے نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی دونوں طرف
تیاری جنگ کی ہونے لگی تلوار کو سان پر کوئی چڑھاتا تھا کوئی تیروں کی سریان درست کرتا کوئی
بندوقوں میں گولی بھرتا تھا غرضکہ تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی وقت صبح دونوں لشکر میدان
میں آئے اس طرف آگے آگے مرکب پری پیکر پر نورالدہر پیچھے تمام صف بستہ سرداران
نامی وگرامی ایک ایک قدم صف سے آگے بڑھاتے ہوئے میدان قتال میں ایک طرف
قائم ہوئے اس طرف بیچ میں تخت پرویز بن ہرمز کا فیلان کوہ پیکر پر کسا ہوا ایک جانب
جنڈائل خان ہندی با فوج کثیر دوسری طرف صلصال مع قہر بن تو چین وغیرہ یہ
آکر صف آرا ہوئے پہلے دونوں طرف سے تبر بردار نکلے اور تمام جھاڑی جھنڈی کاٹ کر میدان
کو صاف کیا بعد اسکے جلداروں نے نشیب و فراز میدان کا درست کیا سقوں نے آبپاشی
کر کے گرد کو بٹھایا قہر بن تو چین مرکب چالاک پر سامنے تخت پرویز کے آیا اور اجازت لے کر
رخ میدان کارزار کا کیا اس طرف سے اور سرداروں نے ارادہ نکلنے کا کیا تھا کہ نورالدہر نے منع
کیا اور کہا مجھے جلدی ہے کہ دشمن کو مار کے جاؤں کہ وہاں پدر بزرگوار گھرے ہوئے ہیں تم لڑو گے تو
طول کھینچے گا اور عاد بن ثمود کو واسطے مدد کے طرف کوہ کے روانہ کیا وہ اپنے راستے سے گیا
کہ کفار پر ثابت نہ ہوا غرض نورالدہر مرکب کو اڑا کر مقابل ہوا قہر نے نیزہ مارا نورالدہر نے اس
لطف سے نیزہ اس کا ہوائی کیا کہ دشمنوں کے منہ سے بھی واہ واہ نکل گئی لیکن قہر نے خفیف ہو کر

تلوار ماری نورالدہر نے ہاتھ بند دست پر ڈال دیا اور جھٹکا دیا کہ یہ چھٹ کر آیا بس کمر زنجیر کا بند پکڑ کے
زور کیا کہ قاش زین سے بلند کیا اور زمین پر ارا کہ چارون شانے چت گرا نورالدہر نے مرکب سے کود کے
چھاتی پر چڑھ کر مشکین باندھ لین اور شبرنگ عیار کے حوالے کیا یہ رنگ دیکھ کر سہیل ترک میدان مین
آیا اور شاہزادہ سے مقابل ہوا نورالدہر نے ایک وار مین مع مرکب اسکے چار ٹکڑے کیے سرخاب
ہندی جدائل خان سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور شاہزادے پر تیر مارا نورالدہر نے تیر کو تیغ سے
قلم کیا اور کمر بند پکڑ کے اچھال دیا جب گرنے لگا چورنگ ہوائی کاٹا یہ حال دیکھ کر صلصال نے اپنا مرکب
بڑھایا اور سامنے شاہزادہ نورالدہر کے آیا شاہزادہ تکاور زن ہوا مرکب صلصال کا سات قدم
اور گھوڑا نورالدہر کا چار قدم پیچھے ہٹا صلصال نے گرز گران سر نورالدہر پر مارا شاہزادے نے
اپنا گرز بلند کیا گرز سر گرز پہ بیٹھا تڑاقے کی آواز بلند ہوئی چنگاریان نکلگئین گھوڑا نورالدہر کا زانو تک
غرق زمین ہو گیا صلصال نے نعرہ کیا کہ زدم و بست کردم اتنے مین نورالدہر نے گھوڑے کو
ایڑ کی کہ وہ طبقۂ زمین کاٹ کے نکلا نورالدہر نے نعرہ کیا کہ گرا زدی وگرا بست کردی حریف تیز مین موجود
ہون اور اپنا گرز سپر چرخ دیکر صلصال کے مارا صلصال نے گرز کو گرز پر روکا یہ معلوم ہوا کہ
پہاڑ پھٹ پڑا تڑاقے کی آواز آئی شعلے نکلے کہ مرکب کی ٹوٹی دونون گھٹنے صلصال کے گرز کے تنگ سے
آشنا زمین ہوے صلصال بیہوش ہو گیا اور تہ گرد مین چھپ گیا لیکن کفار یہ سمجھے کہ صلصال
مارا گیا بس پرویز نے کہا ارے کیا دیکھتے ہو مارو اس خدا پرست نبیرہ حمزہ کو کہ
اس نے خان اعظم کو مار ڈالا تمام ترک دوڑ پڑے شاہزادہ نے تلوار کھینچی اور قتل کرنا شروع کیا
اتنے مین نورالدہر کی فوج بھی آئی تلوار چلنے لگی جدائل خان ہندی نے بھی اپنے فیل کو آگے
بڑھایا پیچھے اسکے بارہ ہزار فیلان مست جنکی سونڈون مین تلوارین بندھی ہوئین تھین یہ اس جلال سے
کہ پامال کر دون لشکر نورالدہر کو لیکن صلصال زندہ تھا جب عیار اسکے پاس گیا پانی کے چھینٹے دیے
تو صلصال ہوشیار ہوا دیکھا کہ مرکب مرا ہوا ہے دوسرے مرکب پر بیٹھکر یہ بھی معروف جنگ ہوا
کفار پکارے لات اعلی اور منات معلی نے خان اعظم کو دوبارہ زندہ کیا صلصال کو بھی اپنے اوپر
یہی گمان ہوا ادھر جدائل خان کے ہاتھیون نے لشکر اسلام کو پامال کرنا شروع کیا بالفرض اگر کسی نے
ایک آدھ فیل کی سونڈ کو قلم بھی کیا تو وہ ہاتھی بھاگا جدھر کا رخ کیا کتنون ہی کو پامال کر دیا ہر طرف
تیغون کی بجلیان چمک رہی تھین دریاے خون زمین پر روان تھا شاہزادہ معروف جنگ تھا
جس پر وار کیا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے مین گرمی جنگ مین پھر نورالدہر اور صلصال کا سامنا ہوا
صلصال نے کہا او نبیرۂ حمزہ تو نے بلا کی ضرب لگائی تھی لیکن خداوند لات و منات نے مضاعف
زور دیکر زندہ کیا اب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہکر تلوار ماری نورالدہر نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کر
تیغہ مارا سپر کو کاٹ کرتا دو ابرو اتر گیا خان اعظم نے واستادہ مارا تیغہ سر سے نکلا لیکن خان کو
غش آگیا لوگ اسے لیکر بھاگے ادھر عیاران اسلام نے دو تین حقے آتشبازی کے مارے ان سے آگ
بھڑکی ہاتھی جدائل خان کے جو تھین مار مار کر میدان سے بھاگے شبرنگ رہتا چلا آتا تھا کہ دیکھا جس
ایک فیل ادھر بھاگا چلا آتا ہے سونڈ ہلتی جاتی ہے تلوار گھومتی ہے پھینکا ہی بارہ سیاہ حقہ آتشبازی کا سنا پر مار کر

وہ چنگھاڑا اور آگ نکلی ہاتھی چنگھاڑ کر پلٹا ادھر سے جذائل خان آتا تھا یہ ہاتھی اسکے ہاتھی پر گرا شبرنگ نے
ایک حربہ اور مارا کہ جذائل خان کا ہاتھی بھی بھاگا اور اسطرح بھاگا کہ پھر نظر کا تمام فوج منتشر ہوگئی
صلصال زخمی ہو چکا تھا جذائل خان گھوڑے کو ہاتھی طرف صحرا کے راہی ہوا کفار بے سردار
ہوئے اور ناامید ہو کر بھاگے نورالدہر نے فتح پائی لیکن شبرنگ سے کہا کہ وہان والد بزرگوار پر
نہین معلوم کیا گذری اب زیادہ ٹھہرنا صلاح نہین مین چلتا ہون اور تھوڑا دستہ لیکر طرف کوہ آذر کے
روانہ ہوئے شبرنگ بھی بارگاہ لدوا کر روانہ ہوا

اب حال بدر بن زلازل کا بیان ہوتا ہے

کہ یہ قبل جنگ ہوا ہی چکا تھا دوسرے روز لشکر لیکر لشکر کیا اہل اسلام نے مناجات کی مردان جسیم
جانون پر کھیل کے تیر و کمان لے کر گھاٹیوں پر بیٹھے پتھر لڑھکانا شروع کیا جو نیچے پہنچے گرد اسکو پھر ڈالا
لیکن کفار چلے ہی آتے ہین ناگہان از پردہ بیابان گردے برخاست تمام آدمی متوجہ ہوئے کہ یہ گرد
کیسی اڑی ہی یکایک وہ گرد قریب آکر شق ہوئی اور دل گردے عاد بن ثمود رفیق شاہزادہ نورالدہر
پہونچا اور للکارا کہ او بدر کہان جاتا ہے پہلے مجھ سے سامنا کر بدر نے دل مین کہا ایک نہ ایک آہی جاتا
ہے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی قضا ان خدا پرستون کی نہین ہے اہل اسلام نے شکر کے سجدے کیے اور
عاد بن ثمود کے لیے دعا کی کہ یہ بدر پر غالب ہو ادھر عاد سے اور بدر سے سامنا ہوا بدر نے
عاد کے نیزہ مارا عاد نے نیزہ بدر کا نیزہ پر روکا مدتون چلنے لگین کوئی مطلب نیزہ بازی سے
حاصل نہ ہوا سنانین ٹوٹ گئین [illegible] بیکار ہوگئین بدر نے نیزہ کو پھینک کر تلوار کھینچی اور عاد پر وار کیا عاد
تلوار کو بدر کے سیل فولادی پر روکا اور جواب مین اٹھکے وہی سیل مارا اگر بدر خالی نہ دے
تو یقین ہے کہ تخت زمین ہو جائے لیکن سیل جو زمین پر پڑا خاک اڑی اور سیل دستے تک زمین مین اتر گیا
بدر چونکہ گرد مین پنہان تھا عاد نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم کہ بدر نے پہلو کی طرف سے آکر تلوار عاد پر
لگائی عاد غافل تھا یہ سمجھتا تھا کہ بدر کو مین نے مارا یکایک جو بدر نے آکر وار کیا عاد سنبھال نہ سکا
تلوار سر پر پڑی کرتا دوابرو اتر گئی عاد نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر سر سے نکلی مگر چادر خون کی
سر سے باہر آئی عاد نے اسی عالم مین پھر سیل مارا بدر سامنے سے ہٹ گیا پھر سیل زمین پر پڑا
خاک اڑی لیکن صدمے سے زخم کے عاد بیہوش ہوگیا بدر اس ارادہ سے چلا تھا کہ
سر عاد کا کاٹ لے کہ لوگ عاد کے دوڑ پڑے اور عاد کو اٹھا لے گئے بدر نے پھر رخ کوہ کا کیا اب
کوئی پہر دن باقی ہوگا کہ یکایک از پردہ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ و تیرہ و خیرہ سر گرد بآسمان
رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ کہ یکایک ہوا نے مارا گرد کو اور گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگفتہ ہوا
اور دل گردے کئی سو علم نشانے فوج کثیر کے نمایان ہوئے کہ ہر علم کے پھریرے پر تعریف الٰہی
اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھی بعد اسکے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان مرصع پوش سوار
گھوڑے کو سرپٹ ڈالے ہوئے چلا آتا تھا نہ جلوس سواری تھا کچھ بعد آنے نورالدہر کے فوج کثیر
اور جلوس نمایان ہوا نورالدہر نے میدان مین پہونچ کر نعرہ کیا کہ او بدر کہان جاتا ہے ادھر آ [illegible] الموت
تیری جان کا آپہونچا بدر نورالدہر کو دیکھ کر کوہ سے اترا اور گروہ رفقا نے شادمانی بجا

نورالدہر کے دل پر ہیبت طاری ہو گئی یہان تک کہ قریب شام لشکر نورالدہر کا آیا بعد سب کے دیکھا کہ
قہر بن تزرو پین باغل و زنجیر ایک ارابے پر بندھا ہوا ہے اتنے مین دیکھا کہ گرد اٹھی اور جبزائل خان
ہندی کی پہنچا فوج اسکی بدحواس ہوئی بعد اسکے صلصال کی فوج آئی اور صلصال زخمی
ایک عماری مین فیل پر سوار آیا اور تمام حال اپنی شکست کا بدر سے بیان کیا بدر نے
نہایت افسوس کیا نہ کہا تھا کہ مجھے نورالدہر سے اندیشہ ہے جبزائل خان نے مقابلہ کو نکلنے کا
قصد کیا تھا کہ بدر نے منع کیا اور طبل بازگشت بجوا دیا اور کہا کہ ای نورالدہر کل سمجھونگا اور میدان سے
پھر گیا اور داخل بارگاہ ہوا سب سرداران کفار ایک جگہ جمع ہوے دور بادہ ناب چلا ناچ
ہونے لگا صحبت عیش گرم ہوئی جب خوب نشہ ہوا جبزائل خان نے کہا کل میرے نام پر
طبل جنگ بجے اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی ہرکارون نے یہ خبر
شہزادہ نورالدہر کو دی فرمایا ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگ بجے
اسی وقت کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی ادھر نورالدہر
ہتیار سے پیراستہ اور خدمت مین اپنے پدر بزرگوار شاہزادہ بدیع الزمان کے مشرف ہوے اور سرداران
اسلام مثل داراب و اسکندر و کرب و اسد و قاسم وغیرہ کی سب سے ملاقات ہوئی قاسم نے
احوال ترک جوشن پوش کے مارے جانے کا بیان کیا نورالدہر کو نہایت افسوس ہوا اور بعد
آرام اسکے زیر کوہ آستانے بارگاہ مین برپا ہوئین لشکرون کے پڑاو پڑے طلایہ کا گشت پھرنے لگا
آواز ہائے خبردارش و ناظر باش کی بلند ہوئی اسی عالم مین زمانہ دیو شب کا برطرف ہوا اور پردہ شب سے
دور چرخ [illegible] صبح پر نور نمودار ہوئی مردان شیر دل اسلحہ جنگ تن پر آراستہ کرکے متوجہ دشت پیکار ہوے
اس طرف سے شاہزادہ نورالدہر بافوج کثیر صف آرا ہوے اس طرف بدر بن زلازل یک چشمی
ایک طرف جبزائل خان مع بارہ ہزار فیل جنگی جن مین دو چار سر کم ہوتے ہین ایک جانب
صلصال کی فوج مع تخت پرویز بن ہرمز اور اسلحہ و مسلحہ جنگی ایک سمت جب صفوف
جدال و قتال آراستہ ہوچکین اسلحہ جنگی نے پرویز سے اجازت طلب کی اور میدان مین آیا پکارا
اے نورالدہر قہر بن تزرو پین نہین ہون جسے تو نے گرفتار کر لیا یہ بات قہر کو ناگوار ہوئی اور
اندر کہا نورالدہر سے کہ اگر مجکو رہا کر دو تو مین اسے اس کلام سخت کی سزا دون نورالدہر نے کہا وہ تو
مجھے کو کہتا ہے مین خود لڑونگا اور مرکب کو چمکا کر میدان مین آئے اسلحہ نے نیزہ مارا شاہزادہ نے
نیزہ اسکا ہوائی کیا اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کر زین سے اٹھا لیا مسلحہ نے جو یہ حال اپنے بھائی کا دیکھا
تلوار کھینچکر دوڑا کہ دیکھون تو کیونکر میرے بھائی کو گرفتار کر لیتا ہے اور قریب پہونچکر تلوار ماری شاہزادہ نورالدہر نے
اسلحہ کو سامنے کر دیا تلوار مسلحہ کی اسلحہ پر پڑی تھوڑا سا زخم آیا کیونکہ مسلحہ نے فوراً اپنے ہاتھ کو
روکا نورالدہر نے دوسرے ہاتھ سے اسکا بھی کمربند پکڑا اور زین سے اٹھا کر دونون کو زمین پر مارا
اور ایک کمند سے دونون کو باندھکر عیارون کے سپرد کیا ہر طرف سے احسنت و مرحبا کی صدا بلند
ہوئی دوست دشمن سب تعریف کر رہے تھے یہ رنگ دیکھکر جبزائل خان ہندی نے اپنے فیل کو
آگے بڑھایا اور سامنے نورالدہر کے آیا اور پکارا کہ نبیرۂ حمزہ واقع مین تو بڑا بہادر اور نہایت زبردست ہے

لیکن میری ضرب کا سنبھالنا دشوار ہو جائے گا نور الدہر ازبسکہ حالات اسکے سن چکے تھے کہا تیرے
زبردست ہونے مین کوئی شک نہین ہی تو ایسا زور آور ہی کہ لندھور کو بہ مکر اندھا کرکے بٹھایا سر میدان
نہ زیر کیا واقع مین تیرے کمر کو بہت زور ہی جذائل خان یہ سنکر نہایت برہم ہوا اور پکارا معلوم
ہوتا ہی کہ قضا ہی تیری آگئی ہی یہ کہکر گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پرچہ کوہ گیا زہ سومن کی
ضرب اٹھائی اور سر پر چرخ دیکر نور الدہر پر وار سر کیا شاہزادہ نے اپنا گرز آرا بے پر سے
لیا اور گرز کو جذائل خان ہندی کے سر گرز پر روکا آواز تراقے کی بلند ہوئی جگر زمین کا
شق ہوگیا اور ایک شعلہ آگ کا فلک کو نکل گیا مرکب نور الدہر کا رکابون تک غرق زمین ہو گیا
خاک اڑی کہ نور الدہر مع مرکب اس مین پوشیدہ ہوگئے جذائل خان ہندی نے نعرہ کیا کہ دم
پست کردم دیکھا کہ کیا حال ہوا نور الدہر کا عیار شبرنگ دوڑ کر آیا اور گرد کے چرخ مارکر اندر گرد کے
داخل ہوا دیکھا تو نور الدہر پسینہ مین ڈوبا ہوا اور مرکب رکابون تک غرق زمین ہی مگر ہاتھ نور الدہر
کے مانند ستون فولادی کے قایم ہین شبرنگ نے پکارا ای شہریار حریف لاف و گزاف کرتا ہے
نور الدہر نے مرکب کو اشارہ کیا وہ طبقہ زمین کا لے کر اوپر آیا کیونکہ طلسمی مرکب ہی ورنہ دوسرا مرکب
ہوتا تو ہلاک ہو جاتا نور الدہر نے پکار کر کہا کہ ای جذائل خان ہندی دیکھ یہ ضرب طمانچہ ہی ملک الموت
کا اور گرز اپنا سر پر چرخ دے کر جذائل خان کے مارا جذائل خان نے بھی گرز کو سر گرز پر روکا مگر یہ
معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا فیل چیخ مار کر بیٹھ گیا جذائل خان بیہوش ہوگیا نور الدہر نے نعرہ کیا زدم
و پست کردم عیار جھپٹ کر آیا پانی چھڑک کر گرد کو بٹھایا دیکھا کہ جذائل خان بیہوش ہی جب زور سے
کئی آوازین دین اور چھینٹے پانی کے آئے تو ہوش آیا دیکھا تو فیل جان بحق تسلیم ہوچکا تھا جذائل خان
ہاتھی سے جدا ہوا اور تلوار کھینچکر نور الدہر کی طرف دوڑا کہ مرکب کو پی کرون نور الدہر گھوڑے سے کود پڑا
جذائل خان ہندی نے تلوار ہاتھ سے پھینکدی اور نور الدہر سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی دونون
لشکر قریب آگئے تماشا دیکھنے لگے ادھر نور الدہر اور جذائل خان لڑ رہے تھے یہانتک کہ شام
ہوگئی کوئی کسی پر غالب نہوا دونون طرف سے افسران فوج لڑائی مین جانین لڑا رہے ہین
ہر ایک کو یہ خیال ہی کہ دیکھیے کون زیر ہوتا ہی اسی عالم مین رات بھی بسر ہوئی صبح کو دیکھا تو دونون لڑ رہے
ہین یہانتک کہ تین روز کامل کشتی ہوئی تیسرے روز نور الدہر نے زور جذائل خان کا توڑا اور کمر
زنجیر کا بند پکڑ کر اٹھا لیا اور ہاتھ پر بلند کیے ہوئے اپنے لشکر کی طرف لے کر چلا تھا کہ بدر نے کہا
ارے دیکھتے ہو کہ نور الدہر جذائل خان ہندی کو لیے جاتا ہی مار لو جانے نہ پائے یہ سننا تھا کہ
تمام کفار دست بقبضہ ہوئے ادھر سے اہل اسلام چلے جنگ مغلوبہ ہوئی ایک ہاتھ مین نور الدہر کے
جذائل خان بلند تھا دوسرے ہاتھ سے تلوار کھینچی اور کفار کو قتل کرنا شروع کیا بدر لعین قریب
نور الدہر کے پہونچ گیا اور تلوار ماری نور الدہر نے بجائے سپر جذائل خان کو سامنے کیا تلوار کمر زنجیر کا
بند کاٹ کر کوئی چار انگل اتر گئی کمر بند کٹتے ہی جذائل خان زمین پر گرا لوگ اسکے بیچ مین آگئے
اپنی جانین دین لیکن جذائل خان کو نکال لے گئے جذائل خان زخمی ہو چکا تھا لوگ اسے
پھیر لے گئے لیکن نور الدہر نے جو دیکھا کہ جذائل خان رہا ہوگیا بدر کو للکارا کہ او نامرد تیری ذات سے

شکار میرا چھوٹ گیا تو کہان جاتا ہے اب تجکو شکار کرون گا یہ کہکر بدر کیطرف چلا بدر نے تلوار ملی نورالدہر نے
وار اسکا رد کرکے اُسکے جواب مین تلوار ماری کہ گردن پر پڑی تیغ نے بسبب خفتان کے اثر تو نہ کیا مگر
بدر چیخ اُٹھا اور دوسرا وار کیا نورالدہر نے سپر پر لگا تھا کوئی چار اُنگل سپر مین اُتری ہوگی کہ جھٹک دی
تلوار بدر کی ٹوٹی اپنے تیغہ کھینچ مارا نورالدہر نے اسے بھی خالی دیا اور کمربند بدر کا تھا ماہر چند اس نے
تلاش کیا کہ اگر چھوٹ جاؤن تو بھاگون بھلا بھیرا ہوا شیر شکار کو کب چھوڑتا ہے نورالدہر نے
زین سے اُٹھا کر اُوپر زمین کے مارا اور باندھکر مشکین عیار کے سپرد کیا شبرنگ بدر کو بھی لیگیا
اور اسیر غل و زنجیر کیا ادھر نورالدہر نے دست بقبضہ ہوکر کفار کو قتل کرنا شروع کیا قریب تھا
کہ لشکر کفار کے پاؤن اُٹھ جائین صلصال نے طبل بازگشت بجوا دیا اہل اسلام با فتح و فیروزی
پھرے بدر و اسلیہ و مسلیہ کو بھی مثل قہر بن ژوبین کے قید کیا

اب یہان سے چند کلمہ داستان لاہوتک غول کے بیان ہوتے ہین

کہ جب لاہوتک نے قلعہ مشتری حصار مین رہکر دغا پائی بہت سا لشکر اس کا غرق ہوگیا بہت سا
بھاگ گیا لوگ منتشر ہوگئے چند آدمی اسکو بھی لے گئے سب کے سب ایک کوہ پر جاکر مقیم ہوئے بعد چند
روز کے لشکر منتشر جمع ہوا یہ تو اس حالت مین ہے لیکن حال خروج لاہوتک کا مجنون تیغ بند زریح آبادی
نے سُنا کہ یہ سابق مین آفتاب پرست تھا خدا پرستون سے عناد قلبی رکھتا تھا اسی وقت سات لاکھ
سوار کی معیت سے واسطے مدد لاہوتک کے چلا قریب مشتری حصار کے پہونچا تھا کہ دیکھا چھہ
سوار بھاگے آتے ہین کہا انھین بلا لاؤ عیار گیا اور اُنکو سامنے لایا جب وہ آئے پوچھا تم کون ہو اور
کہان سے بدحواس بھاگے آتے ہو اُنھون نے دیکھا کہ یہ سب بھی کافر وضع ہین زنار گردنون مین
پڑے ہوئے ماتھے پر ٹیکے لگائے ہوئے بےخوف و خطر بیان کیا کہ ہم لشکر خداوند لاہوتک غول سے
ہین سہیل خان مشتری حصاری نے خداوند کی دعوت کی اور قلعہ مین لایا بعد اُس کے بند
سمندر کاٹ دیا بہت سی فوج غرق ہوئی ہم چند لوگ اس طرف سے بھاگے اور جس کو جدھر راہ ملی وہ
اُس طرف بھاگ گیا یہ سنکر مجنون نے اُن سے کہا اچھا تم چلو خداوند کی خدمت مین اور انھین
تلاش کرو مین سہیل خان کا سر لے کر خدمت مین خداوند کے آؤن گا بعد اسکے اس نے لباس اپنا
مثل مسلمانون کے بنایا اور زیر قلعہ مشتری حصار آکر نامہ سہیل خان کو لکھا کہ مین نے سُنا ہے تم نے
لاہوتک غول کو خوب سزائے مقول دی بہت بہتر اور خوب کیا اب مین آیا ہون تم قلعہ مین
رہو لاہوتک کے لشکر پر شبخون مار مار کر ستھراؤ کیے دیتا ہون ایلچی نے یہ نامہ سہیل خان کو
جا کر دیا سہیل خان کو اعتبار مجنون کے کلام کا ہوا جواب لکھا کہ اے مجنون جی تو میرا یہ جی چاہتا تھا
کہ تم لشکر لیکر قلعہ مین آتے مگر ازبسکہ قلعہ میرا مختصر ہے اور تمھارے ساتھ فوج کثیر ہے لہذا فقط تم اگر
مناسب سمجھو تو برائے ملاقات آؤ مجنون نے کہا بہتر اور انسب ہے یہ کہکر یکہ و تنہا طرف قلعہ کے چلا ہر چند
ہمراہیون اور سرداران ذی احتشام نے مجنون کو منع کیا کہ آپ تنہا نجایئے کسی کا کہنا نمانا اور
کہا مصلحت وقت یہی ہے ہمکو کچھ خوف و خطر نہین ہے سہیل خان نے جو آمد مجنون کی خبر پائی کہ مجنون
تنہا آتا ہے یہ سنتے ہی سامان دعوت مہیا کیا اور بہت سے لوگون اور سرداران ذی حرمت کو واسطے

استقبال کے بھیجا جب مجنون داخل ہوا سہیل خان نے نہایت عزت اور توقیر سے دعوت کی جام بادۂ ناب
گردش مین آیا بات ہر صحبت عیش بر پا رہی صبح کو مجنون نے کہا کیا کہون میرا جی یہ چاہتا ہے کہ ان کافرون
ملعونون کو دم نہ لینے دون مگر معلوم نہین کہ یہ لاہوتک ملعون کہان بھاگ گیا ہے سہیل خان نے کہا
مین نے تو اسے ڈبو دینے مین کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا تھا مگر قضا نہ تھی کہ بچ گیا اب سنتا ہے
کہ نقرہ کوہ پر مقیم ہی مجنون نے کہا تو مین جاتا ہون یہ کہکر سہیل خان سے رخصت ہوا اور اپنے
لشکر مین آیا تھوڑے سے آدمی ہمراہ لیے اور شبخون کی تیاری کی جب رات ہوئی لاہوتک پر
شبخون مارا اور چند آدمیون کو برائے نام قتل کر کے ایک سمت نکل گیا اور صبح تک اپنے لشکر مین
آگیا یہ خبر سہیل خان کو ہوئی کہ مجنون نے کل شب کو لشکر لاہوتک پر شبخون
مارا اب سہیل خان کو یقین کامل ہوگیا کہ یہ مسلمان ہی دل مین سوچا کہ یہ سراسر مذہبی ہمدردی
کے خلاف ہے کہ ایک برادر مسلمان باہر قلعہ کے پڑا رہے اور ہم قلعہ مین بیٹھین اب ہمین
لازم و واجب ہی کہ کوئی آفت آئے تو اپنے سر پر لین یہ سوچکر حکم دیا کہ دروازہ قلعہ کا کھول دو
اور چند آدمی اپنے ہمراہ لے کر باہر قلعہ کے آیا یہ خبر مجنون تیغ بند کو ہوئی مجنون واسطے
استقبال کے آیا اور سہیل خان کو بارگاہ مین لے گیا صحبت عیش برپا کی سہیل نے
کہا کہ مین صرف اسواسطے تمھارے پاس آیا تھا کہ قلعہ حاضر ہی چلکر شوق سے مقیم ہو پہلے مجھے تمھاری
طرف گمان بد تھا اب اسکی بھی معافی چاہتا ہون مجنون نے کہا یہ آپ کیا فرماتے ہین اور
دل مین سوچا کہ اب مار لیا سہیل خان سے کہا کہ آج تو دعوت میری قبول کیجیے کل مین
قلعہ مین چلون گا سہیل خان نے کہا جو تمھاری خوشی ہے غرضکہ دو پہر رات گئے
تک صحبت رقص و سرود کی گرم رہی دور بادۂ ناب کا ہوا کیا بعد دو پہر رات کے مجنون نے
دست بستہ ہوکر سہیل خان سے کہا کہ نان خشک و آب گرم حاضر ہی سہیل خان نے کہا بہتر ہی
غرضکہ دسترخوان بچھا لیکن عیار سے کہدیا تھا کہ جو کھانا سامنے سہیل خان اور اُسکے رفقا
کے رکھا جائے وہ سب بیہوشی آلود ہو عیار نے ویسا ہی کیا جب سب نے کھانے سے فراغت پائی
ہاتھ منھ دھوئے تو سہیل خان نے کہا کہ آج کچھ دوران سر معلوم ہوتا ہی مجنون نے کہا یہان کچھ
گرمی بھی بسبب کشمکش کے زیادہ ہوگئی ہی آپ باہر ہوا مین سہیل خان اٹھا تھا کہ بیہوشی نے
طمانچہ مارا اور لڑکھڑا کر گرا رفقا سنبھالنے دوڑے وہ بھی چلا کر گرا القصہ سب بیہوش ہوگئے تب
مجنون نے تلوار کھینچکر پہلے سر سہیل خان کا قلم کیا وہ مرد مومن شہید ہوا بعد اس کے اور رفقا کو
سہیل خان کے قتل کیا اور اُسی وقت اپنے لشکر مین منادی کرادی کہ مین مصلحتاً خدا پرست
تھا بس مین نے سہیل خان کو مارا اب چلتا ہون قلعہ لینے اور طرف قلعہ کے چلا اہل قلعہ
بیچارے غافل تھے دروازہ قلعہ کا کھلا ہوا تھا سمجھے تھے کہ سہیل خان اور مجنون آتے
ہون گے کہ یکایک مجنون با چند ہزار سوار پہونچا اور قتل کرنے لگا بعد اسکے تمام کفار قلعہ شتری
حصار مین چلے آئے مال و اسباب اہل اسلام کا لوٹنا شروع کیا ایک دن رات قتل و قمع رہا دو
روز امان ملی ہزارہا مسلمان قتل ہوگئے جب اس نے قلعہ کا انتظام کیا اور حاکم اپنی طرف سے مقرر

کرچکا تو خود دست بستہ خدمتمیں لاہوتک عول کے آیا لوگون نے یہ خبر لاہوتک کو دی کہ مجنون آتا ہی
لاہوتک نے کسی کو واسطے استقبال بھی نہ بھیجا کیونکہ معلوم ہوگیا تھا کہ مجنون نے
شبخون مارا تھا لیکن جب مجنون سامنے گیا تو سجدہ کیا اور کہا یا خداوند یہ امر مصلحت تھا
جو مین نے ایک شبخون آپ کے لشکر پر مارا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قلعہ مشتری حصار پر مین نے قبضہ
کیا اور مسلمانون کو قتل کیا اور یہ سر سہیل خان کا حاضر ہی یہ کہکر سر سہیل خان کا سامنے لاہوتک کے
پھینک دیا لاہوتک نے یہ بات سنکر بہت خوشی کی اور اچھل پڑا اور پکارا ای خاص بندے میرے
مین ستر ہزار برس پیشتر یہی تقدیر کر چکا تھا کہ سہیل خان تیرے ہاتھ سے مارا جائے اور ساتھ
مجنون کے قلعہ مشتری حصار مین آیا وہان سے طرف جابلقا کے روانہ ہوا اب سات لاکھ فوج
مجنون تیغ بند کی بھی ساتھ ہوئی لشکر لاہوتک کا دونا ہوگیا طی مراحل و قطع منازل کرتا ہوا چلا
جاتا تھا ایک صحرا مین پہونچکر منزل کی تھی صحرا بہت پر فضا تھا بختیارکان سے کہا کہ میرا جی چاہتا ہی کہ واسطے
شکار کے جاؤن اُس نے کہا آپ کو اختیار ہی غرضکہ حمائل شاہ اور ملک مرواق اور سہبان آدمخوار اور
مجنون تیغ بند یہ سب ہمراہ لاہوتک کے ہوے اور واسطے شکار کے گئے ایک ہرن نظر آیا کہ گلے مین
اُسکے گھنٹی پڑی ہوئی تھی لاہوتک نے تیر مارا اور وہ ہرن بھاگا لاہوتک نے گھوڑا تعاقب مین اُسکے
ڈالا یہانتک کہ وہ ہرن دور تک بھاگا ہوا چلا گیا لاہوتک بھی اُسکے تعاقب مین دور نکل گیا اور
سردار پیچھے رہ گئے کہ لاہوتک کا تیر ہرن پر پڑا اور ہرن ایک باغ مین جا کر گرا وہان ایک دیوانہ
رہتا تھا کہ نام اُسکا غوغائی تیر شکار رہتا یہ ہرن اُسکا پالو تھا جیسے ہی ہرن تیر خوردہ سامنے اُس کے
پہونچکر گرا اور تڑپنے لگا یہ باغ سے نکل کر باہر آیا اتنے مین لاہوتک بھی قریب پہونچ چکا تھا دیوانے نے
جو لاہوتک کو دیکھا پکارا او خیرہ سر تو کون ہی کہ میرے ہرن کو تو نے شکار کیا لاہوتک شکل دیوانے
کی دیکھکر ڈرا اتفاقاً اُس وقت دیوانے کے ہاتھ مین کوئی حربہ نہ تھا ورنہ لاہوتک کو مار ہی ڈالتا بس
غصہ مین آکر لپٹ گیا اور ایسی ایک چپت زبردست ماری کہ صاف ٹوپی اُڑا لے گیا لاہوتک نے
شور اور غوغا کیا اور ایک گھونسا منہ پر دیوانے کے بڑے زور سے مارا دیوانہ چیخا اب یہ حال ہی کہ جب
دیوانہ چپت مارتا ہی تو لاہوتک شور کرتا ہی جب یہ گھونسا مارتا ہی تو دیوانہ چیخ اُٹھتا ہی ایک ہنگامہ
برپا ہی اتنے مین ملک مرواق اور حمائل شاہ اور مجنون وغیرہ سب کے سب پہونچے دیکھا
کہ لاہوتک سے اور دیوانہ سے جنگ ہو رہی ہی خون بدن سے لاہوتک کے بہ رہا ہے یہ حال
دیکھکر ان سب نے نوحہ کیا کہ او دیوانے کیا ہی ارے یہ خداوند ہی اسکے ساتھ ایسی بے ادبی کرتا ہی
اس نے تجھے پیدا کیا ہی لیکن دیوانہ خون لاہوتک کا چاٹنا چاہتا ہی اور کہتا ہی یہ کیسا خداوند ہی کہ
اپنے بندون کو آزار پہونچاتا ہی اس نے میرے پالو ہرن کو شکار کیا مین اسے شکار کرون گا فیروزہ
سنگ انداز عیار ساتھ تھا اس نے کہا اچھا اگر خداوند ہرن کو تیرے زندہ کردے تو تو ایمان لائے گا اس نے
کہا ہان فیروزہ نے کہا اچھا خداوند تو چھوڑ کے الگ ہو تو خداوند زندہ کردے دیوانے نے کہا یہ
نہ ہوگا جب خداوند میرے ہرن کو زندہ کر دینگے تو چھوڑ دونگا نہین تو بوٹیاں کاٹ کاٹ کے کھا جاونگا
فیروزہ نے کہا دیوانہ پکار خود ہشیار کہا اچھا دیکھ کیونکر ہرن زندہ ہوتا ہی ہرن تیرا کہان ہی دیوانہ نے کہا

باغ مین پہونچا ہی فیروزہ اندر باغ کے گیا اور گھسنی لگے سے اُس آہو مردہ کے کھولی ایک ہرن راستے
مین کمند مار کر پکڑا تھا اسکے گلے مین ڈالدی اور اُسے بیہوش کرکے سامنے لایا لاہوتک سے کہا یا خداوند
یہ گل قدرت ہی مین لیتا آیا ہون یہ اس ہرن کو سونگھاہیے اور وہ پھول رفع بیہوشی کا تیار کیا تھا لاہوتک
نے وہ پھول جو آہو کو سونگھایا آہو فوراً اُٹھ بیٹھا اور بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ فیروزہ نے پکڑ لیا دیوانہ نے
کہا خداوند نے ہرن کو زندہ تو کیا مگر وحشت اُسکی بڑھگئی فیروزہ سو چا کہ دیوانہ بڑا سیانا ہے کہا کہ
تمہاری روح جو بیہوشی نکل گئی ہی اس سے یہ وحشت کی لیتا ہی غرضکہ دیوانہ نے لاہوتک کو چھوڑ دیا اور
سجدہ کیا اور دعوت کی اس مین کچھ پھل درختون کے پیش کیے جو دیوانہ آپ کھایا کرتا تھا سب نے
پھل کھائے نہایت لذیذ تھے دوسرے روز دیوانہ نے جنگل مین آکر تیق ماری سیکڑون دیوانے چار
طرف سے پیدا ہوگئے صدا زنجیرون کی کھڑکھڑاہٹ کی بلند ہوئی ایک آن واحد مین تمام صحرا مملو ہوگیا
بارہ ہزار دیوانہ تھا اب عوغائی بیشتر شکار نے لاہوتک سے کہا کہ یا خداوند یہ سب تیرے
بندے میرے تابع فرمان ہین اور ان سب سے بیان کیا کہ یہ خداوند ہی اسے سجدہ کرو اسنے میرے
ہرن کو زندہ کردیا دیکھو وہ ہرن یہ موجود ہی لاہوتک کو ان سبنے سجدہ کیا لاہوتک نے کہا مین نے
خروج کیا ہی اسلیے کہ اپنے بندگان ناواقف کو لینے سے آگاہ کرون جو اطاعت کرین انھین تو چھوڑ دون
ورنہ قہر اپنا انپر نازل کرون دیوانے نے کہا مین ہمراہ ہون غرضکہ دیوانہ لاہوتک کے ساتھ ہوا لاہوتک نے
غضب قدرت دیوانہ کو خطاب دیا اور اپنے لشکر مین آیا وہان سے کوچ کرکے جابلقا مین پہونچا
گلپاش و گلبن قلعہ بند ہوے لاہوتک نے محاصرہ کیا ازبسکہ یہ قلعہ قلہ کوہ پر
واقع ہی کئی حملے کیے لیکن قلعہ ہاتھ نہ آیا جب یہ عاجز ہوکر بیٹھ رہا تو وہان گلپاش و گلبن نے
نجومیون سے پوچھا کہ یہ قلعہ ہمارے قبضہ مین رہیگا یا ہاتھ سے نکل جائیگا انھون نے کہا کہ ایک ہفتے کے
اندر قلعہ سر ہوجائیگا یہ سنکر گلپاش و گلبن از ترس جان تلوارین گلون مین لٹکا کر سامنے لاہوتک کے
گئے کہ ہم فرمان بردار ہین لاہوتک نے کہا خیر تمہاری تو جان بخشی کرتا ہون کیونکہ تم میرے پاس
آئے ہو مگر خطا اتنی تمہاری ضرور ہی کہ پہلے سے کیون نہ آئے اس جرم کی سزا یہ ہی کہ قلعہ لوٹ لیا
جائے یہ سنکر تمام لشکر لاہوتک کا قلعہ مین داخل ہوا اور مال و اسباب لوٹنے لگا الیاس نے
اہل لشکر کو منع کیا کہ یہ تو مطیع ہین پھر کیون لوٹتے ہو سہان آدمخوار نے یہ کلمہ سنا آدمخوارون سے
کہا کہ کھا لو اسے وہ ٹوٹ پڑے اور پھاڑ کر کھا گئے الغرض قلعہ جابلقا بھی برباد ہوا وہان سے لاہوتک
طرف کوہ آذر کے روانہ ہوا القاب و انساب بھی ترس جان سے کافر ہوے آذر کوہ بھی برباد
ہوا اب لاہوتک ملعون نے پوچھا کہ یہان سے کہان چلنا چاہیے لوگون نے بیان کیا کہ آگے
عنطلیاباد ہی مالک وہان کی مالک بن زردشت ہے زوجہ عمرو یقین ہی کہ یہان مال و اسباب
بہت ہوگا لاہوتک نے کہا تقدیر کوچ کی اُسی وقت طرف عنطلیاباد کے روانہ ہوے جب قریب
شہر کے پہونچے بارگاہین برپا کین اور نامہ لاہوتک کی جانب سے ملکہ کو لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ
ای ملکہ جادو تو نے کیون اوقات مسلمانون مین خراب کی تو خداوند زادی ہوکر مالک بن زردشت
کی بیٹی اور صاحب طاقت کہ سحر مین بینظیر نہ تھا اب ایک مجاور زادہ کے کہ تو نے ایمان کو خیرباد او

عمرو سے نکاح کر لیا سراسر یہ بات تیری شان کے خلاف ہی اب تجھے لازم و واجب ہی کہ اپنے دین
قدیم پر آجا اور خدا پرستی کو ترک کر دے تو مین تجھے زوجہ خاص خداوند بناؤن اور عورتون پر تیری
خداوندی قائم کرون ورنہ ایک دم مین تیرے شہر کو برباد و تباہ کر دون گا سُنا ہوگا تو نے کہ مین سے
ہزارہا اہل اسلام کو قتل کیا اور بہت سے شہر میرے ہاتھ سے برباد اور تباہ ہوے جب یہ نامہ
ملکہ جادو کو پہونچا اور اُس نے پڑھا اور سوچی کہ ایسی تدبیر کرنا چاہیے کہ جو عزت اور جان بچے اُسی وقت
نامہ کا جواب لکھا کہ او گبر تجھے تیری بھی یہ حقیقت ہوئی کہ تو میرے ساتھ نکاح کرے اور مجکو
دھمکاے اتنا خیال رہے کہ اگر اس طرف بڑھنے کا ارادہ کیا تو ایک سحر مین مٹا دون گی کہ
تمام عمر اور پانی دیوانہ رہے گا اور یہ محض دھمکی تھی ملکہ جادو سحر سے توبہ کر چکی تھی اور ایک عیار
کو خدمت مین حارث بن سعد شاہ اسلام کے روانہ کیا کہ کسی کو واسطے مدد کے بھیجے عیار
نامہ لیکر طرف مبائل کے روانہ ہوا اور نامہ بر مع جواب نامہ لاہوتک کے پاس آیا
لاہوتک جواب پڑھکر لرز گیا کہ واقع مین یہ ایسی ہی کہ اسکے سحر سے پناہ نہیں ہی لیکن تجنگان نے
کہا کہ ملکہ جادو سحر سے توبہ کر چکی ہی کبھی سحر نہ کرے گی علاوہ اسکے اگر سحر کرے بھی تو جب ایک آدھ
چلہ کھینچے اور ریاضت اور محنت کرے تو شاید کچھ کر سکے فی الحال سحر اُسکے قبضے سے جاتا رہا ہی کیونکہ
مسلمان ہو جانے کے بعد سحر تابع دار نہین رہتے آپ اتنے عرصہ مین اُسے گرفتار کر لیجیے کہ وہ سحر تیار
نہ کرنے پائے لاہوتک نے کہا مین نے قبل خلقت دنیا یہی تقدیر کی تھی جو تو کہتا ہے اور طبل جنگ
بجوا دیا تجنگان نے کہا اے خداوند تو اپنے باپ کا بھی دادا معلوم ہوتا ہی وہ تو اُسی ہزار برس
پیشتر کی تقدیر کرتے تھے تم نے اُن سے بھی بڑی تقدیر کی لاہوتک نے ایک چپت رسید کی کہ او شیطان
تو بہت گستاخ ہو گیا ہے اُدھر یہ خبر ملکہ جادو کو ہوئی کہ لاہوتک نے طبل بجوایا ہے
ملکہ جادو نے کہا خداوند کریم حافظ و نگہبان ہی اور قلعہ کی آراستگی کا حکم دیا اور خود بالاے
قلعہ آئی دیکھا کہ مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک جدھر نظر آتا تھا لشکر لاہوتک
صوا ملو ہی ملکہ جادو نے کہا اللہ اکبر کس قدر کافر بہم ہو گئے ہین غرضکہ دونون طرف طبل جنگ کی
تیاری ہونے لگی اُنھین تو یہی حالت یہی چھوڑیے

اب چند کلمہ داستان شاہزادہ زمان ایرج نوجوان کے بیان ہوتے ہین

کہ ایرج شاہ اسلام سے رخصت ہو کر بیڑا قتل لاہوتک کا اٹھا کر چل چکا ہے طے مراحل و
قطع منازل کرتا چلا آتا ہی قریب شہر عنطلیا باد کے پہونچ چکا ہی منزل گزین ہوا ہی کہ دوسرے دن
شہر مین پہونچ جائینگے کہ یکایک ایک بگولہ گرد کا نمایان ہوا جب وہ بگولا قریب آکر شق ہوا تو آواز
نعرون کی بلند ہوئی دیکھا کہ ایک عیار لیے شاطری مارتا ہوا چلا جاتا ہی ایرج نے شاپور سے
کہا اسے پکڑ لاؤ شاپور گیا اور سامنے ایرج کے لایا وہ ایرج کو دیکھکر بہت خوش ہوا
اور عرض کیا کہ مین شہر عنطلیا باد سے آتا ہون لاہوتک غول نے تمام شہر کا محاصرہ کیا ہی ملکہ جادو
نے مجھے شاہ اسلام کی خدمت مین واسطے امداد طلبی کے روانہ کیا تھا ایرج نے کہا کہ اب تم پلٹ
جاؤ اور کہدو کہ غلام آپکا ایرج آتا ہی عیار سلام کر کے بہت جلدی سے روانہ ہوا اور ایرج نے

اسی وقت کوچ طرف عنطلیا باد کے کیا وہاں لاہوتک ملعون نے صبح کو قلعہ پر حملہ کیا لوگ چار طرف سے
چلے ایک جانب سمان آدمخوار دوسری طرف غوغائی شیر شکار دیوانہ تیسری طرف مجنون تیغ بند
چوتھی طرف ملک مرواق بہ سبب کے سب چلے اور قلعہ پر سے گولہ برسنے لگا ہنگامہ کارزار گرم
ہوا بہت سی فوج کام آئی مگر سمان آدمخوار و غوغائی شیر شکار اور مجنون اور ملک مرواق
برلب خندق جا پہونچے قلعہ پر سے ماتے کا متوالا نیل کا کڑاہ پھینکا یقین اس سے بھی تھے قریب
تھا کہ پھاٹک قلعہ کا توڑیں وہاں اہل قلعہ مضطرب دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کرکے
مصروف دعا ہوے کہ ای کریم کارساز اے رب بے نیاز ایسے وقت میں تو ہی مدد کرتا ہے - ہنوز سخن
در دہان تھا کہ تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا از پردہ بیابان گرد ے برخاست سب کی نگاہیں اُدھر گئیں
دیکھا کہ آن واحد میں وہ گرد قریب آکر شق ہوئی اور ایرج نوجوان مع تورج بن بدیع الزمان بارہ لاکھ
سوار کی جمعیت سے نمودار ہوا اور ان گبران نابہنجار کو زیر قلعہ دیکھ کر دور سے للکارا کہ خبردار ہو ہشیار
ہو کہ میں آپہونچا کفار نے جو آواز نعرہ ایرج کی سنی پلٹے قلعہ پر طبل شادمانی بجا لیکن غوغائی شیر شکار
دیوانہ چوبدست پکڑ کر ایرج کی طرف چلا کہ او خیرہ سر تو کون ہے جو ہماری محنت برباد کرنے آیا ہے
ذرا پیشتر سے آتا تو جگو مار کر قلعہ پر خوش ہوکر جاتے باش خبردار ہوشیار کہ منم غوغائی شیر شکار اور
قریب ایرج کے پہونچکر چوبدست ایرج پر ماری ایرج نے چوب دیوانہ کی سپر پر روکی اور
جواب میں اسکے تلوار ماری کہ سر کو کاٹ کر خود پر بھی جھٹکا جو مارا تا دو ابرو اتر آئی دیوانہ نے سر پیچھے
کھینچا تلوار گردن مرکب پر پڑی کہ گردن قلم ہوگئی غوغائی مع مرکب زمین پر غلطان پیچان آیا آواز
دی ایرج نے کہ اٹھا لیجاوا اسے یہ کہکر قلعہ کی طرف متوجہ ہوا پھر کسی کا حوصلہ نہ ہوا کہ ٹوکے
لاہوتک طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر آیا دیوانہ کے زخم سر کا بہت کوشش اور بیہودی سے
علاج ہونے لگا لیکن ایرج جو قلعہ میں داخل ہوا ملکہ جادو نے سینہ سے لپٹا کر پیشانی کو بوسہ دیا
ایرج نے تین ہزار اشرفی اور خلعت بے بہا نذر گذرانی اب ایرج نے دروازہ قلعہ کا کھلوا دیا اور
باہر قلعہ کے بارگاہ برپا کی بعد اسکے ایرج کے ایک دن تک فوج ایرج کی آیا کی بعد اسکے ایرج نے
دبیر باتوقیر سے نامہ لکھوایا اور کہا کہ میں اپنی ایلچی گری آپ ہی کروں گا اور نامہ کو سر سے باندھکر
طرف لشکر لاہوتک کے روانہ ہوا جب کہ داخل لشکر ہوا لوگوں نے جس شخص کو مسلح و بکمال پایا کر
روکنا شروع کیا جسنے ذرا بھی ٹوکا ایرج نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ وہ دو ٹکڑے ہوگیا یونہیں
مارتا پیٹتا تا بدرگاہ پہونچا وہاں یہ خبر لاہوتک کو ہوئی کہ ایرج نامہ لیے ہوے برسم
ایلچی گری آتا ہے لاہوتک نے تختگان کی طرف دیکھا تختگان نے کہا تھوڑی دیر میں دیکھیے گا
کہ کتنے لوگ قتل ہوے اور ایرج بارگاہ میں ہوگا لاہوتک نے کہا تو کیا لڑنے آتا ہے کہا لڑنے
تو نہیں آتا ہے مگر جو ٹوکے گا اسکی قضا آجائے گی اور یہاں پہونچکر یہ بہت بے ادبی خداوند کی جناب میں
کرے گا اور آداب نامہ کے لاہوتک سے بیان کیے لاہوتک نے کہا پھر میں اسے آنے کیوں دوں قید میں
نہ رکھوا دوں تختگان نے کہا وہ یہاں تک ضرور آئیگا اور جواب نامہ لیکر چلا جائے گا لاہوتک نے کہا
تو کیا جھک مارتا ہے یہ ذکر ہو ہی رہا تھا کہ دروازہ بارگاہ پر غل ہوا اور ایرج داخل بارگاہ ہوا بعد سلام

علیک کی تختگان نے صلواۃ پڑھی اور اٹھکر مجرا کیا ایرج نے دیکھا کہ کوئی دنگل خالی نہین ہی مگر سب سے
بالادست ایک دنگل کلان پر یرقان آدمخوار نژادعجائی سمہان آدمخوار کا بیٹھا ہوا ہی جو سمہان سے
بھی زیادہ قوی ہی ایرج نے قریب اسکے جاکر کہا کہ ذرا اپنے دنگل پر سے ہٹ جا کہ مین نامہ پیش
کرون اور جواب نامہ لیکر چلا جاؤن یرقان یہ کلمہ سنکر نہایت غضبناک ہوا اور کہا او خدا
پرست تونے مجھے سب سے ذلیل سمجھا جو ایسا کلمہ مجھ سے تونے کہا حالانکہ مین افسر فوج ہون اور
کسی کے پاس جا اور لجاجت کہہ تو شاید تجھے کوئی دنگل دیدے ایرج نے ہاتھ پکڑ کر جھٹکا مارا
وہ او ندھے منھ آ رہا بس چاہا کہ ایرج سے لپٹ پڑے ایرج نے ایک گھونسا مارا اور پانچ
چار لاتین ماریں کہ کلہ پھٹ گیا اور مغز پارہ پارہ ہوگیا ایرج نے لاش اسکی علیحدہ پھینک کر دنگل پر
آ بیٹھا کفار یہ جرأت ایرج کی دیکھکر ڈر گئے لاہوتک نے پکارا ای بسر حمزہ تو بڑی بدعت کرتا ہی نامہ کو
لا ایرج نے کہا پہلے شرائط نامہ کے ادا کر تو نامہ دون لاہوتک نے کہا وہ شرائط کیا ہین
ایرج نے جواب دیا کہ دس کشتیان نامہ پر سے تصدق ہون اور سات مجھپر سے کہ مین ایلچی
ہون بعد اسکے دس قدم نامہ کا استقبال کر اور سات قدم میرا یہ سنکر بہت برہم ہوا اور کہا کہ
خداوند کہین کسی کا استقبال کرتے ہین خبردار اب ایسا کلمہ بے ادبی کا منہ سے نہ نکالنا ایرج نے کہا
او گبر اگر شرائط نامہ نہ بجالائے گا تو تجھے بھی سزائے مقتول دون گا یہ سنتا تھا لاہوتک نے کہا ای بندگان
دیکھو یہ ایلچی مقابلے خداوند سے گستاخانہ گفتگو کرتا ہی لینا اسے یہ سنتا تھا کہ سب سردار دوڑ پڑے
ایرج نے جست کی اور تخت لاہوتک پر پہونچا اور ایک لات ایسے زور سے ماری کہ لاہوتک
تخت پر سے چت زمین پر گرا ایرج سینہ پر چڑھ بیٹھا اور پیش قبض سینہ پر نکالکر رکھدی
اور کہا کہ جو میرے قریب آیا مین اسے پہلے مار ڈالون گا لاہوتک نے شور وغل کیا کہ او بندہ
بے ادب ارے یہ کیا کرتا ہی ایرج نے کہا بس خیریت اسی مین ہی کہ ابھی کشتیان منگا کر نامہ پر
اور مجھپر سے نثار کر لاہوتک نے ناچار حکم دیا کشتیان جواہرات بے بہا کی حاضر ہوئین اور نامہ
پر سے نثار کی گئین لاہوتک نے کہا اب مجھے چھوڑ دے ایرج نے کہا پہلے استقبال کرلے پھر تجھے
چھوڑ دون گا لاہوتک نے کہا چھوڑ تو استقبال بھی کرون ایرج نے کہا تخت کو اٹھوا کر سترہ قدم
دروازہ بارگاہ کی جانب بھیجدے یہی استقبال ہی میرا اور نامہ کا لاہوتک نے حکم دیا کہ جلد تخت اٹھاؤ
کہ بدعت سے اس بندہ بے ادب کے نجات پاؤن ایرج نے آہستہ سے ایک تھپڑ رسید
کیا کہ ای گبر اب بھی تیرا سر نیچا نہین ہوا کہ مجھے بندہ بے ادب بکتا ہی غرضکہ تخت اٹھایا گیا اور
سترہ قدم آگے بڑھا کر رکھا گیا اب لاہوتک نے کہا کہ اتر میرے سینہ سے کہ پسلیان میری ٹوٹی
جاتی ہین ایرج نے کہا تو کیسا بودا خداوند ہی اب ایک کسر اور رہ گئی ہی وہ یہ ہی کہ جواب نامہ بھی دیدے
لاہوتک نے پشت نامہ پر جواب جنگ لکھدیا ایرج سینہ پر سے لاہوتک کے اترا اور نامہ لیکر
دروازہ بارگاہ سے نکل کر مرکب پر سوار ہو کر چلا یہان تختگان نے لاہوتک سے کہا کہ دیکھا آپ نے
ایلچی کو کہ آپکو ذلیل کر کے صاف نکل گیا اور ان سرداروں سے جب یہان کچھ نہو سکا تو میدان مین
کیا کر سکین گے غرضکہ لاہوتک نے اسی وقت طبل جنگ بجوایا اور کہا کہ ای تختگان دیکھو کہ میدان اسیر کیا

غضب اپنا نازل کرتا ہوں اُس طرف ایرج اپنے لشکر میں پہونچا تورج بن بدیع الزمان کہ جو
ساتھ ایرج کے آئے ہیں لشکر تیار کیے ہوئے منتظر بیٹھے تھے دمبدم کی خبر منگا رہے تھے کہ اگر کچھ
بےکسی واقع ہو تو جا پڑیں اور لشکر لاہوتک کو درہم و برہم کر دیں کہ یکایک ایرج نوجوان پہونچا اور
آکر بارگاہ میں بیٹھا باتیں ہونے لگیں ایرج نے کہا مجھے تو ایک بھی لاہوتک کی بارگاہ میں
پہلوان نظر نہ پڑا کہ یکایک آواز طبل جنگ کی کان میں آئی ایرج نے کہا ہمارے یہاں بھی نقارۂ
رزمی بجے ادھر بھی کوس حربی نوازش میں آیا تیاری جنگ ہونے لگی لاہوتک نے جمال شاہ
و ملک مرواق وغیرہ سے بیان کیا کہ دیکھنا کل ان خدا پرستوں کو خاک سیاہ کر دوں گا تختگان
نے کہا کہ ایلچی نے آکر سر بارگاہ آپکے بڑے سردار یرقان کو مارا اور آپ کو ذلیل کیا تو کچھ نہ ہو سکا
لاہوتک خفیف ہوا اور طمانچہ تختگان کو مارا بس تختگان نے طوق لعنت گردن سے اتار کر پھینک
دیا اور کہا کہ پھر مجھے شیطان درگاہ کیوں بنایا ہے جو میرے مزاج میں آیا وہ میں نے کہا یہ کہکر تختگان
اپنے خیمہ میں چلا آیا تقضائے کار اتفاقات روزگار تختگان ابھی دروازے تک نہ پہونچا تھا کہ یکایک
بجلی کڑکی اور ایک پنجہ پیدا ہوا تختگان کو لیے ہوئے بر روے ہوا غائب ہو گیا یہ خبر لاہوتک
کو ہوئی نہایت رنج ہوا الغرض طبل جنگی تو بج ہی چکا تھا وقت صبح ایک طرف سے لاہوتک تخت پر
سوار داہنی جانب جمال شاہ بن زبرجد شاہ بائیں طرف ملک مرواق فوج کثیر لیے ہوئے صف آرا
میدان کارزار ہوئے اس طرف سے شاہزادہ ایرج نوجوان مرکب پری پیکر پر سوار پہلو میں
تورج بن بدیع الزمان پشت پر لشکر صف آراستہ کرکے لشکر سے چالیس قدم آگے چتر جواہر نگار
صاحبقرانی قائم ہوئے بعد اسکے دونوں طرف سے تبر دار نکلے جھاڑی جھنڈی جنگل کی کاٹ کر میدان
کو صاف کیا بیلداروں نے زمین کو ہموار کیا سقوں نے آب پاشی کی جب میدان صاف مثل آئینہ
کے ہو گیا تو نقیب صفوں سے نکلے اور باواز بلند پکارے کہ اے بہادرو اے دلاورو یہ
روز نام و ننگ کا ہے ۔ شعر ۔ رستم رہا زمیں پہ نہ بہرام رہگیا ؛ مردوں کا آسماں کے تلے نام رہگیا ؛ ہاں
ڈوب جائیں لڑا دو اگر ہزار برس بھی جیے تو پھر ایک روز مرنا برحق ہے جیسے آج مر گئے ویسے کل مگر اس سے
میں نام ہے یہ کہکر نقیب ہٹے تھے کہ دلوں میں بہادروں کے جوش پیدا ہوا رگوں میں لہو دوڑنے
لگا لشکر لاہوتک سے تمرزائی شیر شکار دیوانہ بھائی غوغائی شیر شکار کا میدان میں آیا چوبدست
پکڑ کے پکارا کہ کہاں ہے وہ سرکش کہ جسنے میرے بھائی کو زخمی کیا تھا اس وقت میدان میں آئے اور
اس طمانچہ اجل یعنی چوبدست کو روکے یہ سُنتا تھا کہ ایرج مرکب کو چمکا کر مقابل ہوا دیوانہ نے
ایرج پر حملہ کیا ایرج نے چوبدست اُسکی سپر پر روکی اور جواب میں اُسکے تلوار ماری دیوانے نے
ہنسکر ہاتھ اونچا کیا کہ تلوار پکڑ کر چھین لے یہ بھی فعل ایک دیوانگی کا تھا ہاتھ دیوانے کا جدا ہوا
اور تلوار گردن پر پڑی کہ سر جدا ہو گیا ایرج وحشیانہ حرکت کو اُسکی دیکھکر نہایت افسوس
کناں ہوا کہ میں نے اس بیوقوف کو ناحق مارا اگر ایسا جانتا کہ وار سپر پر نہ روکے گا تو اُسے
کشتی میں لڑ کر زیر کرتا لیکن یہ حالت اپنے بھائی کی دیکھکر غوغائی شیر شکار نے اپنے کرگدن
کو جولان کیا اور میدان میں آکر ایک قیق بڑے زور سے ماری اور وار چوبدست کا سر پر ایرج کے

گیا ایرج نے گھوڑے کو ملا کر ہاتھ بند دست پر ڈالا دیوانے نے جو دست تو ہاتھ سے چھوڑ دی اور
گریبان میں ہاتھ ڈالدیا ایرج بھی دست و گریبان ہوا زور ہونے لگے مرکب لشکروں کی تاب نلا کے
بیٹھ بیٹھ گئے دونوں شخص گھوڑے پر سے اُتر پڑے پھر زور ہونے لگا دونوں فوجیں آگے بڑھ آئیں
تماشا دیکھنے لگیں ایرج اور دیوانے میں کشتی ہو رہی تھی یہانتک کہ دوپہر کامل کشتی رہی اب
جو زور دیوانے کا گھٹا تو اسنے چلت ماری کہ بوٹی بوٹی نوچ لے گیا ایرج نے کلے پر گھونسا مارا کہ سب دانت
حلق میں جا رہے دیوانہ چیخ اُٹھا اس ایرج نے گرز بخیر کا بند پکڑ کر زور کیا کہ سر سے بلند کر لیا اور
چرخ دینا شروع کیا دونوں لشکروں میں ایک غریو ہوا ہنوز ایرج نے دیوانے کو زمین پر پٹکا
نہیں تھا کہ جانب شمال سے تتق گرد عظیم بلند ہوا جب وہ گرد قریب آئی سب دیکھنے لگے کہ کون
آتا ہو اور کس کا طرفدار ہو کہ ہوا نے مارا گرد کو اور گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا اول گرد سے
چالیس علم نشانہ چالیس ہزار سوار کا نمایاں ہوا بعد اسکے **فیل** سوار محیط کوہی مع چالیس ہزار سوار کے پہونچا
اور **لاہوتک** کا شریک ہوا اور عرض کیا کہ **الماس شاہ** کوہی تین لاکھ سوار کی جمعیت سے آتا ہی
اور سپہ سالار اُسکا **قاہر بن قہرمان دیو ہرہ** بھی دو لاکھ سوار سے چل چکا ہو اور بہت قریب آ پہونچا
ہی یہی ذکر تھا کہ ایک گرد آڑی دیکھا کہ آگے آگے تین سو علم ہیں جنکے پھریروں پر تعریف لات ومنات
ولقائے بے بقا وغیرہ مرقوم تھی بعد اُسکے جلوس سواری کا گذرا اور **الماس شاہ** مع تین لاکھ سوار کے
پہونچا بعد اُسکے **قاہر بن قہرمان دیو ہرہ** بھی دو لاکھ کی جمعیت سے آیا **لاہوتک** نے ان دونوں کا
خود استقبال کیا **قاہر** و **الماس شاہ** نے پوچھا کہ کون مقابلہ پر ہو **لاہوتک** نے نام **ایرج** کا لیا اور ہاتھ
سے بتایا دیکھا **قاہر** نے کہ **ایرج** ایک پہلوان قوی جثہ کو ہاتھ پر بلند کیے ہوئے ہیں اور وہ تڑپ رہا ہی لیکن
ایرج نے جوان گبرون کو دیکھا خون ہاشمی نے جوش مارا رگ جرأت جنبش میں آئی دیوانے کو زمین پر مارا
کہ چاروں شانے چت گرا ایک ہاتھ پکڑا اور دوسرے ہاتھ کو پیر سے دبایا اور چیر کر پھینک
دیا کفار یہ زور دیکھکر لرز گئے اور **لاہوتک** طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا

اب یہاں سے چند کلمہ داستان **تخنگان** کے بیان ہوتے ہیں

کہ **لاہوتک** نے اُسے طمانچہ مارا تھا اور یہ بگڑ کے چلا تھا راستے سے پنجہ اُٹھا لے گیا جب آنکھ **تخنگان** کی کھلی
اپنے کو ایک صحرائے لق ودق میں دیکھا اور ایک شخص کو سامنے پایا کہ وہ ہاتھ باندھے کھڑا تھا **تخنگان** نے
جو دیکھا کہ ایک جھونی گندھے پر پڑی ہوئی ہے اور ٹیکا ماتھے پر دیا ہوا ہے معلوم ہوتا ہی کہ یہ کوئی ساحر
ہی مگر نہایت ہی ہیبت ناک صورت ہی **تخنگان** نے پوچھا تو کون ہی اور کیوں مجھے اُٹھا لایا ہے
اُسنے کہا نام میرا **مہیب جادو** ہی میں آپ کو اس لیے اُٹھا لایا ہوں کہ آپ میری سی خداوند زادہ ہے
کیجیے کہ میں اُنکی مدد کو چلوں اور ان سب خدا پرستوں کو مٹا دوں **تخنگان** نے کہا کہ جس طرح میں کہوں
اسطرح میرے ساتھ چلو تو خداوند زادہ مدد کو تمھاری منظور کریگا **مہیب جادو** نے کہا اسیطرح سے
چلونگا جسطور سے آپ ارشاد کریں **تخنگان** نے کہا کہ **ایرج** کو پہلے اسیر کرو بعد اُسکے میرے ساتھ
چلو اُسنے کہا کہ بہت اچھا گرفتار کیے دیتا ہوں ابھی اور **تخنگان** کو لے کے اپنے رہنے کے مقام پر لایا
کہ ایک گنبد بنا ہوا تھا اور گرد اُسکے کچھ درخت چنار کے لگے ہوئے ہیں **مہیب جادو** **تخنگان** کو اُس گنبد میں لیگیا

کہا آپ یہین ٹھہرے مین ایرج کو لے کر آتا ہون **تختگان** نے کہا ذرا عیارون سے بچے رہنا اُسنے کہا
اول تو بیہوشی مجھپر تاثیر نہین کرتی دوسرے یہ کہ مین نے اپنے کو طلسم بند کر دیا ہی مجھپر کوئی حربہ بھی کارگر نہین ہوتا
ہولے مجھے کوئی قتل کر سکے **تختگان** نے حال پوچھا **مہیب جادو** نے کہا یہان سے شمال کی طرف ایک کوہ ہی
جس کے چار طرف لالہ زار ہی جو مین نے سحر سے بنایا ہی کہ اگر انسان اُس لالہ زار مین پہونچ جاوے تو ہر پھول
اُسکے واسطے اخگر جانسوز کا اثر رکھتا ہی جب اُسے بھی طے کرے تو درہ کوہ مین جاوے اُس کوہ مین شیر
رہتا ہے وہ کھا لے گا اگر اُس سے بھی بچا تو ایک دریچہ نمودار ہوگا اُسکے اندر ایک میدان وسیع ہی
اُس مین ایک درخت نہایت بلند لگا ہوا ہی جس پر ہزار جانور مختلف شاخون پر بیٹھے رہتے ہین اور
انواع انواع طرحکی بولیان بولتے ہین اور وہ اپنی منقارون سے انسان کو ہلاک کر ڈالتے ہین انھین
مین ایک طائر ہے وہی میرا طائر روح ہی جو اُسے پکڑے اور خون اُسکا مجھپر ڈالے تو مین ہلاک ہون اب
کسکو کون وہان پہونچ سکتا ہی اور کس کو ایسی جرأت ہی **تختگان** نے کہا اب مجھے اطمینان ہو جاؤ اور
ایرج کو گرفتار کرکے لاؤ مین تمھین خدمت مین **لاہوتک** کی لیچلون **مہیب جادو** نے اسی وقت پر
پرواز پیدا کیے اور طرف لشکر **ایرج** کے روانہ ہوا اُس وقت پہونچا کہ **ایرج** بارگاہ سے اُٹھکر طرف خیمہ کے
واسطے سونے کے چلا تھا شاپور **شیر دل** ساتھ تھا کہ ایکبار آسمان پر چمک پیدا ہوئی اور ایک پنجہ کڑک
کر گرا **ایرج** کو لیکر بروئے ہوا ماری ہوگیا شاپور یہ دیکھکر گھبرایا اور دوڑکر یہ خبر **تورج** بن بدیع الزمان
کو دی **تورج** نے کہا اے شاپور تمھین واسطے تلاش کے جاؤ تمسے بہتر کون عیار ہی جسے مین بھیجون
کل کی میدان داری مین ہم سمجھ لینگے چنانچہ شاپور بھی تلاش ایرج مین روانہ ہوا وہان **مہیب جادو**
ایرج کو لیے ہوئے پاس **تختگان** کے پہونچا **تختگان** اور **مہیب جادو** مع پشتارہ **ایرج** طرف لشکر
لاہوتک کے روانہ ہوئے جب قریب لشکر کے پہونچے **تختگان** نے کہا بس یہین ٹھہرو جب کوئی
لینے آئیگا تو آگے چلنا اور ایک درخت کے نیچے ٹھہرے وہان **لاہوتک** کا دم گھبرایا اور **تختگان** یاد آیا
کیونکہ بچپن کا ساتھی تھا اور سخرے پن مین دل بہلائے رکھتا تھا ہرکارون کو بلاکر کہا **تختگان**
کو لے آؤ وہ مجھسے خفا ہوکر چلا گیا ہے **ہرکارون** نے عرض کیا وہ اپنے خیمے کو جاتے تھے کہ ایک
پنجہ اُنکو اُٹھا لیگیا **لاہوتک** نے کہا تلاش کرو اور ابھی لاؤ ہرکارے روانہ ہوئے **فیروزہ سنگ انداز**
تلاش کرتا ہوا صحرا بصحرا چلا جاتا تھا کہ اُسنے ایک درخت کے نیچے دیکھا دو آدمی کھڑے ہین اور ایک پشتارہ
زمین پر رکھا ہی **تختگان** نے **فیروزہ** کو پہچانا کہا اے **فیروزہ** کہان جاتے ہو **فیروزہ** نے جو **تختگان** کو
دیکھا نہایت خوش ہوا اور کہا ملک جی تمھاری ہی تلاش مین تھا خداوند نے یاد کیا ہے **تختگان** نے **مہیب جادو**
سے کہا کہ اب چلو **فیروزہ** نے کہا یہ دوسرا کون شخص ہی اور پشتارہ کس کا رکھا ہی **تختگان** نے اول سے
آخر تک سب ماجرا بیان کیا چنانچہ تینون آدمی **لاہوتک** کی طرف روانہ ہوئے جسوقت داخل
بارگاہ ہوئے دیکھا کہ دربار عظیم آراستہ ہی رقص و سرود کا جلسہ ہو رہا ہی بادۂ ناب کے پیالے
چل رہے ہین **الماس شاہ محیط** کو ہی ایک جانب زنگل جواہر نگار پر بڑے کروفر سے بیٹھا ہی
اور گرد اُسکے مصاحبین باادب بیٹھے ہین اور خدمتگار وغیرہ مگس پرانی کر رہے ہین اور **جمال شاہ** اور
ملک مرداق اُسکی خاطرداری پر نظر کیے ہوئے ہین **قاہر بن قہرمان** دیو ہرہ ہر ایک ایک سمت

بیٹھا ہوا ہی یہ آدمی کا بچہ کوہ مجسم ایک دیو معلوم ہوتا ہی غرضکہ تختگان نے پہونچکر سلام کیا اور مہیب جادو
کو قدمون پر لاہوتاک کے ڈالا اور کہا کہ یہ بندہ خاص اس غرض سے آیا ہی کہ آپ ان خدا پرستون
سے خود کیون مقابلہ کرتے ہین پہلوان قتل ہوتے ہین لشکر مارا جاتا ہی خود زحمت مین مبتلا ہوتے ہین
اگر مجکو ساتھ لے چلیے تو تمام عالم کو آپ کے قبضۂ اقتدار مین کرا دون اس فوج کی کیا حقیقت ہی جسکا
بڑا خوف تھا اُسے تو اسیر کر لیا یہ کہکر لپیٹا ہوا ایرج کا پیش کیا لاہوتاک بہت خوش ہوا اور پکارا
اے بندگان من دیدید قدرت ما اور کہا کہ ایرج کو ابھی قتل کرو مہیب جادو نے کہا کہ اسے ابھی قید
رکھیے بعد استیصال لشکر کے قتل کیجیے گا ورنہ سب لشکر اسکا آمادہ مرگ ہو کر آئیگا اور بہت کشت
و خون ہوگا لاہوتاک نے یہ راے پسند کی اور ایرج کو زندانخانہ مین بھیجدیا لیکن مہتر شاپور
شیردل کہ تلاش مین ایرج کے چل چکا ہی پہلے تمام صحرا مین تلاش کیا بعد اس کے سوچا کہ شاید کوئی
ساحر آگیا ہو لاہوتاک نے اُس کے ہاتھون شاہ ایرج کو اٹھوا لیا ہو چل کے خبر لینا چاہیے صورت اپنی
تبدیل کر کے داخل بارگاہ ہوا اور یہ سب تماشے دیکھے بس فوراً ایک عیاری سوجھی اور نکل کر بارگاہ
سے بصورت مبدل اپنے لشکر مین آیا اور ایک ہزار پیک بچہ اور ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر طرف صحرا کے نکل
گیا وہان سب کو لباس کفار کا پہنایا اور اپنی شکل مبدل کر کے ایک پہلوان کی صورت بنائی کیونکہ
شاپور شیردل بھی نہایت قوی اور بہادر تھا اور نام اپنا یلغران قوی تن مشہور کیا اور ایک
عیار کو طرف لاہوتاک کے روانہ کیا کہ ابھی جا کر خبر دے کہ یلغران قوی تن پہلوان نامی
بیابان پنہان سے آپ کی مدد کو آتا ہی عیار اُسوقت پہونچا کہ جام شراب گردش مین تھا کفار خوش
و خرم بیٹھے تھے مہیب جادو کہہ رہا تھا کہ کیسے تو کل ان سب کا کام تمام کرون قاہر بن قہرمان نے
کہا کہ ہم لوگ ایسے نامرد نہین ہین کہ ساحرون سے کام لین تو نے بُرا کیا کہ ایرج کو قید کر لیا باقی خدا
پرستون سے ہم لڑینگے اور اگر خداوند کو مدد ساحر کی منظور ہو تو ہم چلے جائین لاہوتاک کو اربسکہ قاہر اور
الماس شاہ کی خاطر زیادہ منظور تھی مہیب جادو سے کہا کہ ای مہیب جادو تم اب جاؤ جب وقت
تمھاری مدد کا آئیگا تو تمھین اطلاع دینگے مہیب جادو ملول خاطر ہو کر چلا گیا تختگان نے کہا قید ایرج کی تو
لیجاؤ یہان سے عیار آکر چھڑا لیجائینگے مہیب جادو نے کچھ جواب نہ دیا اور چلا گیا اتنے مین کیا دیکھتا ہی
کہ ایک عیار پسینے مین غرق پیدا ہوا اور باادب آکر سلام کیا اور عرض کیا کہ یلغران قوی تن بیابان
پنہان کا رہنے والا آپ کی مدد کو آتا ہی سب نام بیابان پنہان کا سنکر حیران ہوئے کہ ہمنے تو آج
تک سنا بھی نہ تھا کہ بیابان پنہان کہان ہی اور کس طرف ہی لاہوتاک نے کہا کہ یہ خداوند کے راز دار
ہین انھین کون جان سکتا ہی اور سردارون کو واسطے استقبال کے روانہ کیا سب سردار
آئے اور یلغران قوی تن کو استقبال کر کے لائے لاہوتاک نے دست چپ کی جانب سے
بالا دست جگہ دی اور بڑے اعزاز سے بٹھایا ساقی نے شراب پیش کی یلغران نے کہا مین شراب
نہین پیتا ہون لوگون نے سبب پوچھا یلغران قوی تن نے کہا کہ بیابان پنہان مین ایک
چاہ ہی کہ اُسکا پانی نہایت شیرین ہی اور خاصیت شراب کی رکھتا ہی مین اُسکو روز
پیتا ہون اور اسوقت بھی اُسی کو پیے ہوئے آتا ہون اگر یہ شراب مین پیون تو مجھے تلخ معلوم ہوگی

سب حیرت سے اس کی شکل دیکھ رہے تھے کہ اس اثناء میں زمانہ شب کا برطرف ہوا اور حجاب شب سے روئے سحر نمودار ہوا ہوائے سرد چلنے لگی طائر زمزمہ سرا ہوئے اشعار یک بیک چرخ میں چھپے تارے

صورت رعد گرجے نقارے
خواب میں جو جو تھے اٹھیں یکسر
شور سے جیسے سب کی آنکھ کھلی

شور اذان کا ہوا بلند کہیں
آئی آواز بانگ مرغ سحر

سنکھ نے کی صدا بلند کہیں
دردی ہر سو سحر کی بجنے لگی

غرضکہ دلاوران نامدار اور سرکشان نو نحوار مسلح اور مکمل ہو کر عازم میدان کارزار ہوئے باہر لشکر لاہوتک کے پرے کے پرے قشون کے قشون غول کے غول غٹ کے غٹ میدان میں آکر صف آرا ہوئے اُس طرف سے لشکر ایرج نمودار ہوا مگر فوج بے سردار فقط تورج بن بدیع الزمان آگے آگے مرکب پری پیکر پر سوار تھا ایک لشکر کفار سے یلغران قوی تن نکلا اور لاہوتک سے اجازت لے کر میدان میں آیا گروہ خدا پرستان سے عوجان دریا باری سردار ایرج نوجوان کا نکلا اور مقابل ہوا یلغران قوی تن نے چوبدست ماری اس طرح کہ سپر تو عوجان کے نہ پڑی زمین پر گری کہ خاک اڑی عوجان گرد میں آلودہ ہو گیا یلغران مرکب سے کود کر عوجان سے لپٹ پڑا اور ہاتھ سے ناک مل دی کہ عوجان بیہوش ہو گیا یلغران نے عوجان کو اسیر کر کے اپنے عیار کے سپرد کیا اور پھر مبارز طلب کیا مرجان دریا باری آیا اسے بھی تو یہیں گرفتار کیا بعد اسکے نصر اول کشتی گیر نکلا وہ بھی گرفتار ہوا غرضکہ تین پہروں میں دس سرداران نامی لشکر اسلام کے اسیر ہوئے یہ حال دیکھ کر تورج نے کہا اب کوئی نہ جائے مقابلہ کو میں خود جاؤنگا مگر سخت حیرت میں تھا کہ ان سرداروں کو اتنی جلد تو ایرج نے بھی اسیر کیا تھا یہ کونسا زبردست پیدا ہوا ہے غرضکہ تورج مرکب کو چمکا کر یلغران کے مقابل ہوا اور ارادہ تلوار زنی کا کیا یلغران نے تلوار خالی دی اور نیزہ تورج پر مارا تا دیر نیزہ بازی رہی جب کام نہ برآیا تو وہی چوبدست یلغران نے پھر سیدھی کی اور کہا کہ اے تورج یہ طمانچۂ اجل ہے یہ کہکر وار کیا تو تورج نے ہاتھ چوبدست پر ڈالدیا یلغران مرکب سے کودا تورج بھی مرکب سے علیحدہ ہوا کشتی ہونے لگی ایک مرتبہ لڑتے لڑتے یلغران نے ہاتھ منھ پر تورج کے رکھا تورج فوراً بیہوش ہو گیا یلغران نے تورج کو کمند سے باندھا اور طبل بازگشت بجا کر میدان سے پھر گیا اہل اسلام گریان و نالان اپنی فرودگاہ پر آئے کفار فسادان و فرحان یلغران پر سے زر نثار کرتے ہوئے اپنی طرف روانہ ہوئے ہر سردار یلغران کی طاقت اور جوانمردی پر آفرین کر رہا ہے تخگان کو حیرت ہوئی کہ تورج بھی ایرج سے زور میں کچھ کم نہیں ہے جسے حمزہ صاحبقران نے تین روز میں اسیر کیا تھا یلغران نے گھنٹے بھر کے عرصہ میں گرفتار کر لیا اگر ایسی ہی طاقت اور جرأت یلغران کی ہے تو اس سے کون لڑ سکتا ہے لیکن یلغران جو بارگاہ میں پہونچا لاہوتک سے کہا خداوند یہ حال آپ نے دیکھا کہ کس طرح سے میں نے ان خونخواروں کو گرفتار کر لیا اب ایرج ملعون اور شیطان کی کیا حقیقت ہے کہ میرا مقابلہ کرے اور مجھ سے لڑ سکے یوں تو ایک امر بدنامی کا ہے کہ صاحبو اسے گرفتار کر کے لایا ہے آپ ایرج کو قید سے رہا کر دیجئے باقبال خداوند کل سر میدان ایرج کو چشم زدن میں باندھ لاؤں گا لاہوتک نے کہا جو خوشی تیری اور اسیوقت ایرج کو زندانخانہ سے بلوایا یلغران نے کہا اے جادو

آج مین نے سب سردارون کو تیرے اسیر کیا مع تورج بن بدیع الزمان کو لیکر اب دل میرا یہ چاہتا
ہو کہ تجھے بھی سر میدان زیر کردن اور جلادون سے کہا کہ قید کاٹ ڈ ایرج لے فوراً جھٹکا مار کر ہتھکڑی
اور بیڑی توڑ دی ملیغران نے مرکب و اسلحہ ایرج کے سامنے حاضر کیا جب ایرج مسلح و مکمل ہو چکا تو ملیغران
نے کہا کہ آیا مجھکو بھی جانتا ہو کہ مین کون ہون کفار نے کہا آپ پہلوان نامی زبردست ملیغران قوی تن
ہین لیغران تقلی نے نعرہ کیا کہ بادشاہی کا فرزند مجد نام تم نے میرے آقا کو ساحرے گرفتار کر دیا تھا تو مین نے
یون رہا کیا تم منتر شاپور شیر دل یہ نعرہ سنکر ایرج تو خوش ہو گیا لیکن شاپور نے کہا ہے کوئی
ایسا کہ اب روک سکے لاہوتک نے کہا ارے لینا جانے نپائے تمام سردار تلوارین کھینچ کھینچکر
چلے ایرج نے بھی تیغہ ہاتھ مین لیا جنگ ہونے لگی ادھر وہ دو ہزار آدمی جو شاپور کے ساتھ
تھے اہل اسلام انھین کے قید مین تھے جلدی سے سب کو رہا کرکے گھوڑے سواری کو دیے سب سوار ہو کر
مصروف جنگ ہوئے ایرج و شاپور لوگون کو قتل کرتے ہوئے باہر نکلے شاپور نے چار پانچ حقے
آتشبازی کے مار کر بارگاہ مین آگ لگا دی لاہوتک بارگاہ سے نکلا ادھر سے نعرہ تورج
یزدان پرست دمرجان دریا باری دحوجان دریا باری و نصر طرادل
کشتی گیر کا بلند ہوا جنگ عظیم برپا ہوئی گو کفار بہت ہین مگر اہل اسلام سب چیدہ لوگ ہین تلوار برس
رہی ہے لہو کی ندیان جاری ہین عین گرمی جنگ مین ایرج کا سامنا سمان آدمخوار سے ہوا سمان
نے ارادہ پشت نہنگ زرا ایرج نے اس وہ کو کلر کیا اور تیغہ مارا کہ سمان کا سر زخمی ہوا گر کر عین مارا گیا غلطان
و پیچان گرا لوگ اسے اٹھالے گئے تورج کا سامنا زرباق آدمخوار سے ہوا اسنے جنگل باری کر زندہ تک
تورج کی نوبت لے گیا تورج نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے شاپور سے
فیروزہ ناوک انداز کا سامنا ہوا نتیجہ جلنے لگا ایک مقام پر فیروزہ نے ایک خنجر شاپور کے
اس زور سے مارا کہ شاپور زمین پر گر پڑا اور تڑپنے لگا وہ بہت جلد قریب شاپور کے آیا اس
نیت سے کہ ایک اور خنجر مار کر کام اسکا تمام کر دون قدرت خدا سے شاپور نے وہین سے حلقہ
کمند کا مارا کہ گلے مین پڑا شاپور نے فیروزہ کو پکڑ لیا پہلو مین ایک عیار کہ شاگرد تھا فیروزہ بنا
ہوا کھڑا تھا اس نے کہا لائیے مین اسے بچاؤن شاپور نے دیدیا وہ لیکر راہی ہو گیا مگر ایرج نے
کئی پہلوان نامی مارے اور قریب تخت لاہوتک کے پہونچ چکا تھا اور چاہتا تھا کہ لاہوتک
کو گرفتار کر دون کہ تحتگان نے طبل امان بجوا دیا دونون فریق جدا ہوئے یہ خبر جنگ کی لشکر
ایرج مین پہونچ چکی تھی ادھر سے بھی لوگ چلے تھے کہ راستے مین ایرج سے ملاقات ہوئی لوگ
خوش ہوئے ایرج داخل بارگاہ ہوا سب سردار اپنے دنگلون پر بیٹھے ایرج نے شاپور
سے کہا کہ تو نے سر میدان تورج وغیرہ کو کیونکر زیر کیا شاپور نے کہا لڑنے مین بیہوش کر دیا
اور باطمینان تمام پشتارہ باندھ کر لے آیا

اب چند کلمہ داستان جمشید جابلقا اور بلاشور کے بیان ہوتے ہین

کہ جب لقا مارا گیا اور شداد بھی کشتہ ہوا جمشید جابلقا اور بلاشور کہ ایک ہاتھ اس کا تلوار سے
کٹ گیا ہے طرف جابلقا کے بھاگ گئے بعد گذرنے چند روز کے ایک روز بلاشور نے

جمشید سے کہا کہ اگر میرا ہاتھ درست ہو جائے تو انتقام خون خداوند کا ان مسلمانون سے لون وزیر جمشید نے
کہا کہ یہان سے قریب ایک بیابان ہے اُس مین کوہ واقع ہے دروہ کوہ مین ایک حکیم رہتا ہے کہ نام
اسکا زال خردمند ہے یقین ہے کہ اگر وہ چاہے تو ہاتھ بلاشور کا درست ہو جائے جمشید نے کہا مین ابھی
اسکے پاس چلونگا غرضکہ بلاشور کو ہمراہ لیا اور اس بیابان مین پہونچے جہان حکیم رہتا تھا دیکھا کہ صحرا نہایت
وعجیب ہے اور درخت انواع واقسام کے لگے ہوئے ہین کہ سیب کے درخت مین پھل انار کے لٹک رہے
ہین انار مین پھل سیب کے یہی صورت اکثر درختون کی تھی جمشید کو حیرت ہوئی وزیر جمشید نے
کہا یہ سب عجائبات بنائے ہوئے اُسی حکیم کے ہین غرضکہ جب درہ مین داخل ہوئے دیکھا کہ حکیم
ایک تخت پر بیٹھا ہوا ہے کتاب سامنے کھلی ہوئی ہے ریش سفید ناف تک لٹکی ہوئی ہے آنکھون
مین سرمہ دیا ہوا تھا کہ بصارت مین فرق نہ ہو جمشید نے سلام کیا زال خردمند نے جواب
سلام دیا اور آنکھ اُٹھا کر دیکھا پوچھا تم کون ہو اور کس واسطے آئے ہو جمشید نے کہا مین بادشاہ
جابلقا ہون یہ عیار ہے میرا کہ اپنے فن مین اسکا مثل ونظیر نہین ہے مگر ایک ہاتھ اسکا کٹ گیا
ہے اس میرے عیار کے ہاتھ آپ درست فرما دین حکیم نے کہا بہتر اور دعوت جمشید کی کچھ پھل میوے
وغیرہ جمشید اور اسکے ہمراہیون کو کھلائے کہ نہایت لذیذ تھے اور جمشید نے باوجود بادشاہ
ہونے کے کبھی آنکھ سے بھی نہ دیکھے تھے بعد اسکے حکیم نے ایک مردوا جب القتل کو طلب کیا جب وہ
سامنے آیا تو پہلے بلاشور کو بیہوش کیا اور زخم دست کو بلاشور کے تازہ کیا اور ہاتھ اس گنہگار
کا کاٹکر بلاشور کے دست قطع شدہ سے ملا کر بندش کر دی اور بلاشور کو ایک تختہ پر باندھ دیا کہ
جسم جنبش نہ کرسکے پندرہ روز تک بلاشور اُسی تختہ پر بندھا رہا بجائے طعام اسے یخنی دیجاتی
تھی جب ہاتھ اسکا درست ہو گیا تو جمشید حکیم سے رخصت ہوا ہرچند چاہا کچھ سلوک کرین حکیم
نے منظور نہ کیا کہ مجھے کچھ ضرورت نہین ہے اب بلاشور نے کہا کہ چلیے طرف باختر کے جمشید
جابلقا نے کہا کہ اکوان چہار دست کو نامہ لکھنا چاہیے کہ وہ بھی آجائے تو بہتر ہے کہ پہلوان
زبردست ہے بلاشور نے کہا بہتر غرضکہ ایک نامہ اکوان چہار دست کو روانہ کیا اس مضمون کا
کہ ای اکوان خداوند تو اس دار فانی سے خفا ہو کر عرش معلے پر چلے گئے نگاہون سے پنہان
ہوگئے اب اگر انتقام خون خداوندی کا لینا ہو تو آؤ ہم تمہارے منتظر ہین اکوان یہ نامہ
دیکھکر ساٹھ ہزار فوج جرار سے آکر جمشید سے ملا اب یہ سب ملکر طرف باختر کے چلتے ہین
دیکھیے کس وقت پہونچین

اب یہان سے چند کلمہ داستان بدر بن زلزال یک چشمی نور الدہر بن بدیع الزمان کے بیان ہوتے ہین

کہ بدر کو شاہزادہ نور الدہر نے گرفتار کر لیا ہے اور صلصال وجدائل خان زخمی ہین نور الدہر
نے داخل بارگاہ ہو کر حکم کیا ہے کہ کل میدان جنگ تیار رہے مین ان کافرون کو قتل کرونگا کہ انکی ذات
سے بڑے بڑے ظلم ہوئے ہین یہ خبر کفار کو پہونچی صلصال نے آلت بن ملذ بہ بن کلاب اور بہنر
زرد جنگ سے کہا کہ اگر آج شب کو بدر اور دیگر سرداران کو چھڑا لاؤ گے تو سپر حق

تمہاری جواہرات بھر دونگا یہ دونون اسی وقت روانہ ہوئے صحرا مین پہونچکر آفت نے زرد ہنگ سے
کہا کہ مین نقب لگاتا ہون تم کسی ترکیب سے اپنے کو مجھسے پیشتر قید خانہ مین پہونچا دو اور قیدین سردارون کی
کاٹ دو آفت تو نقب زنی مین مصروف ہوا اور زرد ہنگ صورت اپنی تبدیل کر کے داخل لشکر ہوا
فقیر بنا ہوا سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ دیکھا اسنے کچھ لوگ خوان سر پر رکھے چلے جاتے ہین ایک عیار آگے آگے
ہے بڑھکر اس سے سوال کیا کہ بابا تیرا بھلا ہو کچھ فقیر کو بھی دیتا جا وہ از بسکہ رحم دل تھا کچھ کھانا نکالکر اسنے
دیا اسنے کہا اگر فقیر کو سیر کیا ہو تو خیر کیا یاد کریگا فقیر بھی تجھے ایسی چیز بتائے دیتا ہو کہ تو زندگی بھر محتاج نہو اسنے
کہا کیا کیمیا بنانا اسنے کہا ہان آ اور ذرا دو قدم میرے ساتھ چل تو تجھے بھی بتا دون عیار کو لالچ آیا کہا چلیے
اور فقیر کے ساتھ ہوا فقیر اسے لیکر لشکر سے الگ دور نکل گیا اور ایک گھاس دکھا کر کہا کہ بابا یہی ہو جب تجھے
چاندی بنانا ہو تو سیر بھر رانگا یا پارہ گلا کر اس مین ذرا سا عرق اسکا دیدینا فوراً چاندی کا ٹھکا بنکر رہ
جائیگا اور جب سونا بنانا ہو تو تانبا گلا کر یہ دوسری گھاس ہو گی ہے اسکا عرق دینا مگر سونا
تولہ بھر سے زیادہ نہ بن سکے گا اس سے تجھے چاندی بھی تیاری کر وہ جتنی چاہے بنائے یہ کہکر کچھ
سوکھی ہوئی بوٹی نکالی اور کہا دیکھ بابا یہی تو سونگھ جسکا سونگھے پر اس کی بو تبدیل ہوجاتی ہے اچھی طرح پہچان
لے عیار نے جیسے جھک کر سونگھی تڑاق سے چھینک آئی اور بیہوش ہوا اسی وقت اس نے نعرہ کیا
کہ میں مہتر زرد ہنگ اور مہتر اس بیچارے کا قلم کر کے خود اسکی شکل بنکر ان مزدورن کے پاس
گیا جنکے سرون پر کھانے کے خوان تھے مزدوران نے کہا آپ نے اسقدر دیر لگائی کہ اتنے عرصہ مین کھانا
لیجا کر فرصت بھی ہو جاتی زندانخانہ ایسا کیا دور تھا مگر بغیر آپ کے نہ جاسکے بھلا قیدی آپ کو کیا دعا
دیتے ہونگے دوسرے یہ کہ آپ نے کیمیا سیکھی ہماری کیمیا یہی مزدوری ہے یہان سے فرصت
پاتے دوسری جگہ جاتے ابھی آپ سیکھین کہ ہمین کو دیر ہو تو نہ دیجیے گا زرد ہنگ کہ عیار کی
شکل بنا ہوا تھا کہا مین تم سب کو نوکر رکھ لونگا اور بہت کچھ دونگا چلو زندانخانے کو اور دل مین کہا
کہ خوب پتا لگا غرضکہ زندانخانے کے دروازے پر پہونچا داروغہ زندان سے اجازت لیکر داخل
زندان ہوا اور کھانا سب کے آگے رکھکے کچھ بادام کھاتا ہوا باہر نکلا پاسبانون نے کہا مہتر جی آپ
ہی آپ کھاتے ہو ہمین نہین دیتے زرد ہنگ نے سب کو بادام دیے داروغہ زندانخانہ الگا تھا
کھانا کھانے چلا گیا تھا یہان سب پاسبان بادام کھا کھا کر بیہوش ہو گئے فوراً زرد ہنگ نے
سب کے سر قلم کیے اور اندر زندان کے آکر بدر کو جھک کر سلام کیا کہ غلام کو پہچانا عیار آپ کا زرد ہنگ
ہو چلیے خان الاعظم بہت آپ کے واسطے متردد ہین غرضکہ قید سب کی زرد ہنگ نے کاٹی مع
بدر و اصلحہ و مصلحہ دہقہین تردین سب کو لیکر دروازۂ زندان سے چلنے کا ارادہ کیا تھا کہ زمین
کا طبقہ ٹوٹا اور آفت بن ملذ بہ خاک مین اٹا ہوا پتلہ خاک کا بنا ہوا نظر آیا زرد ہنگ نے آفرین
کی کہ بروقت پہونچے آفت نے زرد ہنگ کی تعریف کی کہ تم نے خوب اپنا انتظام درست کر
رکھا غرضکہ یہ صلاح ٹھہری کہ اب دروازہ سے چلنا بہتر نہین شاید خبر ہو جائے اور فوراً لدھر
آجائے سب کے سب نقب کے راستے سے نکل کر روانہ ہوئے وہان صلصال و جداکل خان متردد
و متفکر بیٹھے ہوئے تھے کہ بدر مع تہرین تردین داصلحہ و مصلحہ پہونچا صلصال بہت خوش ہوا

بدر

اور عیارون کو انعام عطا کیا لیکن بدر نے کہا کہ اگر نورالدہر بھی گرفتار ہو تو کام چلے ہم تو ہر طرح چھوٹ جاتے
اگر نورالدہر نہ گرفتار ہوا تو کل بھیروہ کو اٹھا لیجائیگا یہ سنکر آفت بن ملذبہ نے کہا کہ مین جاتا ہون اور نورالدہر کو
بھی لاتا ہون یہ کہکر طرف لشکر نورالدہر کے روانہ ہوا جب لشکر مین پہونچا تو دیکھا دربار برخاست کر کے
طرف خیمہ کے جاتا ہے آفت اپنی صورت تبدیل کیے ہوئے ساتھ ہوا ہنوز نورالدہر خیمہ تک نہ پہونچے
تھے کہ خبر آئی کہ زندان بان مرے پڑے ہین اور قیدی غائب ہین نورالدہر یہ سنکر نہایت برہم ہوئے
اور کہا خیر کل سر میدان ان حرامزادون کو قتل کرونگا یہ کہکر داخل خیمہ ہوئے آفت پوشیدہ ہو رہا آج
اتفاقاً شبرنگ کا اپنے خیمہ مین دم بھر یا وہان سے نکلکر ٹہلتا ہوا چلا کہ دیکھون شاہزادے کا مزاج کیسا ہے
یہان آفت نے جب یہ خیال کیا کہ نورالدہر سو رہے ہونگے تو سراچہ بارگاہ کا چاک کر کے بروائے بیہوشی
کے مارے جب وہ جلے تو دود بیہوشی منتشر ہوا جتنے باریدار تھے سب بیہوش ہوگئے اب آفت اندر
خیمے کے داخل ہوا اور نورالدہر کو بھی بیہوش کر کے پشتارہ باندھا اتفاقاً شبرنگ پشت بارگاہ کی جانب
سے آتا تھا سراچہ پر جو نظر پڑی چاک دیکھا بس اسکو دھوکا ہوا جلدی سے پاس آکر جو جھانکا تو دیکھا کہ باریدار
بیہوش پڑے ہین اور شاہزادہ بھی بیہوش ہے آفت نے پشتارہ باندھ کر ارادہ کیا تھا کہ اُسے اٹھا کر
پیچھون کو شبرنگ نے خیال کیا کہ یہ دروازہ بارگاہ سے نہ جائیگا کیونکہ پاسبان بیٹھے ہونگے اسیطرف
سے جائیگا پس کمند کا حلقہ لگا کر بیٹھ رہا چنانچہ آفت جیسے ہی بارگاہ سے نکلا شبرنگ نے جھٹکا مارا
کہ حلقہ کمند کا گلے مین آفت بن ملذبہ کے پیوست ہوگیا شبرنگ نے اُسے گرفتار کیا اور پشتارہ
شاہزادہ کا چھین کر ہوشیار کیا جب نورالدہر کو ہوش آیا دیکھا کہ کمند سے بندھا ہوا ہون اور شبرنگ
سامنے کھڑا ہے نورالدہر نے کہا اے شبرنگ مین نے تیری کیا خطا کی تھی جسکا تو نے یہ عوض لیا اور مجھے بے سبب
گرفتار کیا ہے شبرنگ نے عرض کیا کیا مجال ہے غلام کی کہ حضور کو گرفتار کرے یہ ملعون آفت بن ملذبہ
اٹھائے جاتا تھا بندے نے سر وقت پہونچا نورالدہر نے آفرین کی اور کمند کو توڑ ڈالا شبرنگ کو خلعت
عنایت کیا اور حکم دیا کہ اسے بھی قتل کرو شبرنگ نے تلوار کھینچکر چاہا تھا کہ آفت کو قتل کرون کہ اُسنے
فریاد کی اور کہا اے شاہزادہ نورالدہر مین ایمان لاتا ہون مجھے قتل نہ کروائیے مجھے معلوم ہوا کہ آپ کا اقبال مین
اور مذہب آپکا برحق ہے نورالدہر نے شبرنگ سے کہا کہ اچھا اسے رہا کردو اب یہ ایمان لاتا ہے شبرنگ نے کہا
حضور یہ مکر کرتا ہے کبھی مسلمان نہ ہوگا نورالدہر نے کہا تو یہ مکر کرتا ہے خیر شبرنگ نے اُسے رہا کر دیا آفت نے
کہا مین غلام ہون اب کہان جاؤن یہین رہونگا جہان ایمان عطا کیا ہے وہان روٹی بھی دیجیے نورالدہر نے
کہا اچھا تو یہین رہ آفت وہان رہنے لگا اور اسقدر خدمت کی کہ شاہزادہ نے اُسکی تنخواہ بہت زیادہ کردی
اور بنا حافظ جان قرار دیکر خلایہ خاص پر مقرر کر دیا جب اس ملعون ابن کذاب نے یہ مکر خوب اعتبار اپنا
بڑھا لیا تو ایک روز شاہزادہ کو بیہوش کر کے نقب قبل سے دے رکھی تھی اُس کے راستے سے لیکر
راہی ہوا وہان اسکے انتظار مین کفار متردد اور پریشان بیٹھے تھے کہ آفت پر کیا مصیبت پڑی
معلوم نہین کہ گرفتار ہو گیا اتنے مین یہ خبر سُنی کہ مسلمان بھی ہو گیا لیکن بدر نے کہا کہ وہ کبھی ایمان
نہ لائیگا یہ بھی ایک عیاری ہے غرضکہ تین چار روز کے بعد دیکھا کہ آفت پشتارہ بدوش چلا آتا ہے بدر نے
کہا کہ آفت تو کیسے پشتارہ باندھ کر لایا ہے اُسنے بہت خوش ہو کر کہا کہ نورالدہر کو بس بدر اُچھل پڑا

ور مکار ادہ مارا گیا تاب و طاقت جواب کسی کی کہ مجھسے روکے اسی سے مین ڈرتا تھا یہ کہکر حکم دیا کہ ابھی قتل کرو
آفت نے کہا آپ یہ کیا قیامت کرتے ہین اگر اسوقت نور الدہر کو قتل کیا تو تمام لشکر نور الدہر کا جوش دریائے
آہن کے موج خیز ہے ابھی اُبلے گا اور کشتی حیات ہر ایک کی طوفانی ہو جائیگی تمام لشکر کا آپکے خون ہوگا لہذا
بہتر ہے اور سردارون کو بھی مین قید کرون پھر اختیار ہے بدرنے کلام آفت کا پسند کیا اور کہا اچھا اسے قید
رکھو لیکن صبح کو شبرنگ جو حسب دستور آیا دیکھا کہ شاہزادہ نہین ہے اور آفت بن مکذبہ کے ہمراہی کچھ
قتل کیے ہوئے کچھ بیہوش پڑے ہین بس اُسنے دوڑکر اسد غازی اور کرب دلاور و
بدیع الزمان نامور اور قاسم والاگہر وغیرہ سے یہ حال پرملال بیان کیا سب نہایت محزون دل
ہوئے کہ دیکھیے خدا کیا دکھاتا ہے بیکل اسدنے کرب غازی سے کہا کہ اے پدر بزرگوار قاسم
و بدیع الزمان مین بالکل طاقت نہین ہے انھین طرف دربند جالندریہ کے روانہ کر دین
کہ وہ جا کے نہایت مستحق ہے ہم پر جو کچھ گذرنی ہے جھیلینگے ان سب سردارون کو بچانا چاہیے یہ مشورہ
کرکے قاسم و بدیع الزمان و اسکندر مرخ نقاد و اراب کشور کشا ان سب کو چالیس ہزار آدمی ساتھ
کرکے رات کے وقت طرف دربند جالندریہ کے روانہ کیا اور خود مقابے مین بدر کے صف آرا
ہوا کہ اگر بدرنے شاہزادہ نور الدہر کے قتل کا ارادہ کیا تو ہم پہلے اپنی جان دینگے شبرنگ
و ہمدم کی خبر لاتا ہے لیکن عیاران کفار بھی لشکر اسلام مین تھے انھون نے جو یہ انتظام دیکھا کہ سب
سرداران کو اسدنے دربند جالندریہ کی طرف بھیجا ہے جلدی سے جاکر یہ خبر بدر کو دی بدرنے
صلصال اور جدائل خان سے کہا کہ اب یہان رہنا صلاح نہین ہے اگر ایک اسد قتل ہوا بھی تو کل
سردار نکلے جاتے ہین پہلے جلد انھین قتل کرنا چاہیے غرضکہ سب کی صلاح یہی ٹھہری اور اسیوقت کوچ
کرکے دربند جالندریہ کی سمت تعاقب مین سرداران اسلام کے روانہ ہوئے تھوڑی تھوڑی فوج سے
بدر و صلصال و جدائل خان تو آگے روانہ ہوئے بعد انکے قہرمن شدہ بین واسلحہ و مسلحہ و پرویزین
پھر یہ سب لشکر کثیر کی تیاری کرکے روانہ ہوئے شبرنگ نے یہ خبر اسد و کرب کو دی کہ بدر
تعاقب مین زنجیون کے روانہ ہو گیا اسد و کرب بھی تمام فوج لیکر روانہ ہوئے لیکن وہ لوگ
جو زنجیون کو لیے ہوئے جاتے تھے ایک دن اور ایک رات برابر چلے گئے ایک صحرائے پر فضا مین پہونچے
وہان سے قریب دریا کا کنارہ تھا ہوا سرد معلوم ہوئی بے اختیار جی مین آیا یہین اتر پڑے کیونکہ
کہ گھوڑون مین بھی طاقت چلنے کی نہ تھی اتر پڑے چونکہ وہ جگہ بہت صاف تھی وہین بھون کے کھانا
کھایا پانی پیا اپنے اپنے گھوڑون کو دانا گھاس دیا خوب ملا کہ جسمین گھوڑون کی تھکن مٹجائے تھوڑی
دیر آرام کیا بعد کچھ دیر کے سوار ہو کر ارادہ چلنے کا کیا تھا کہ یکایک سخت گرد بلند ہوا اور آن واحد مین
وہ گرد قریب ہو نکلر شق ہو گئی دل گرد سے جدائل خان ہندی اور صلصال اور بدر لعین
نمایان ہوئے اور وہین سے نعرہ کیا کہ خبردار زنجیون کو نہ لیجانا قاسم نے کہا خبردار اب کوئی قدم
آگے نہ بڑھانا مجھے سامنے سے ان گبران نابکار کے بھاگنا موت سے بدتر ہے ابھی لڑکر مرجاؤنگا یہ کہکر
گھوڑا طلب کیا زخم سر کو رومال سے باندھا کہ کسیقدر اچھا ہو چلا تھا اور بدر کو آواز دی کہ او کافر کے بیٹے
ذرا ٹھہر مین آتا ہون تیری سرکوبی کے لیے قاسم کی یہ جرأت دیکھکر سوران مین جوش مارتا تھا

بہادر آفرین کرتے تھے یہ عزم ملک قاسم کا دیکھکر بدیع الزمان نے کہا مین بھی تیرے ساتھ اپنی جان
دونگا اور یہ بھی زخم سر باندھکر اسلحہ درست کرنے لگے بعد اسکے اسکندر و داراب نے سامان حرب یکجا
مہیا کیا مگر قاسم جلدی سے مرکب پر بیٹھکر صف سے نکلے اور کہا کون آتا ہے میرے مقابلے کو یہ سنکر
بدر لعین تلوار کھینچکر چلا قاسم بڑھکر لگا ورزش ہوا کہ بدر کو گرد برد کر دیا بدر نے تلوار ماری قاسم
نے بیٹھکر ہنہ کٹی کا وار کیا کہ تلوار ہاتھ سے بدر کے نکل گئی اب قاسم نے چاہا کہ اسے باندھ لون کہتی
مین یہ کیا کر سکتا ہی بدر سامنے سے بھاگا قاسم نے گھوڑا دوڑایا جدائل خان نے اپنا فیل بڑھایا
اور کہا بدر تجھسے نہ لڑیگا مجھسے مقابلہ کر یہ کہکر قریب آکر گرز گران سنگ یازدہ سو من کی ضرب
سر پر قاسم کے لگائی قاسم نے سپر کو چہرے کی پناہ کی گرز جو سپر پر پڑتا ہی تڑاقے کی صدا بلند
ہوئی تتق گرد اٹھا اور صدمے سے ضرب کے زخم سر قاسم کا شق ہو گیا اور قاسم بیہوش ہو کر
گرا جدائل خان نے چاہا تھا کہ سر قاسم کا کاٹ لون کہ بدیع الزمان پہونچے اور کہا
کیا کرتا ہی جدائل خان نے گرز مارا بدیع الزمان از بسکہ حال قاسم کا دیکھ چکے تھے کہ یہ ضرب گرز
سے بیہوش ہو چکا مگر دھمک سے ضرب گران کے زخم سر شق ہو گیا خود ضرب کو خالی دیکر وار تلوار کا
کیا کہ گردن فیل جدائل خان کی قلم ہو گئی اور فیل زمین پر گرا جدائل خان کودکر علیحدہ ہوا
صلصال نے مرکب دوڑا دیا اور سامنے بدیع الزمان کے آیا جدائل خان نے دوسرا فیل طلب
کیا یہان بدیع الزمان اور صلصال سے تلوار چلنے لگی لڑتے لڑتے ایک مقام پر گھوڑے سے
بدیع الزمان کے سکندری کھائی اور تیغہ صلصال کا سر پر پڑا زخم پارہ ہو گیا اسکندر فرخ
لقا دوڑ پڑے اور قاسم و بدیع الزمان کو میدان سے پھیر لائے سامنے آیا صلصال نے تلوار ماری
اسکندر نے وار اسکا سپر پر رد کیا سپر کٹی کوئی چار انگل تلوار سر مین دراز اسکندر نے دستانہ مارا کہ
تلوار سر سے نکلی اور غیظ و غضب مین آکر ایک ہاتھ تلوار کا مارا صلصال پیچھے ہٹا تلوار گردن
پر مرکب کے پڑی کہ گردن صلصال کا مارا گیا بدر پھر دوڑ پڑا اور کہا خان اعظم آپ دوسرا مرکب
طلب کیجیے جب تک مین لڑتا ہون اور قریب ہو کر تلوار اسکندر پر ماری اسکندر نے بھی
رد کر کے وار اپنا کیا آخر کار یہ بھی زخمی ہوا بدر نے چاہا تھا سر کاٹ لون کہ داراب کشور کشا
پہونچے بدر نے تلوار ماری داراب نے سپر پر رد کی سیقدر سپر کو کاٹ کر اترنے پائی تھی کہ ضرب
دی تلوار بدر کی ٹوٹی بدر نے ٹکڑا جو ہاتھ مین تھا منھ پر داراب کے کھینچ مارا داراب نے خالی
دیا بدر کے پاس دوسری تلوار نہ تھی جلدی سے گرز اٹھا کر داراب پر مارا داراب نے کلائی
پکڑ کے کمربند مین ہاتھ ڈالدیا اور زور کر کے سر سے بلند کیا مگر زور کرنے مین ٹانکے زخمون کے
ٹوٹ گئے لیکن داراب بدر کو ہاتھ پر بلند کیے ہوئے ہین اور بدر تڑپ رہا ہی کہ یکایک کمربند
بدر کا ٹوٹا بدر کے ہاتھ مین گرز تھا وہ سر داراب پر گرا ضرب شدید آئی زخم سر شق ہو گیا
داراب بیہوش زمین پر گرے لیکن عیار داراب کا قریب پہونچ چکا تھا اس امید پر
کہ میرے آقا نے بدر کو گرفتار کیا ہی اسے بھی لاکر قید کرون دہان انقلاب سے یہ معرکہ
گزرا عیار داراب کو دیکھ بھاگا گلکار نے خروش کیا کہ ہان جانے نہ پائے دسے پکڑ لو ۔ لو

اور بدر نے گھوڑا ڈالا عیار رہو بچے صلصال و جدائل خان تلوارین کھینچ کھینچ کر صف لشکر کے چلے کر
اور زخمیون کو چھین کر قتل کرین اہل اسلام نے یہ حالت دیکھکر دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند
کئے ہنوز سخن در دہان تھا کہ از پردۂ بیابان تتق گرد نمودار نمایان شد اور آواز بوق کی کان مین آئی اور اسد
اور کرب دلاور ہو پہنچے یہان یہ ہنگامہ گرم دیکھا للکارا کہ خبردار قدم آگے نہ بڑھانا کفار ون نے نہ
مانا اسد نے بڑھکر جدائل خان کو روکا کرب نے صلصال کا سامنا کیا بدر کو عیار داراب کا
ایک خس پوش کی تاک بیٹھا آپ تو جست کرکے نکل گیا بدر مع مرکب کنوئین مین جا رہا لوگ اسکے دوڑے
بدر کو نکالا لیکن چوٹ بہت آئی بازو شانے پر سے اُکھڑ گیا سر پھٹ گیا گھوڑے کا ایک پیر اپنا ٹوٹ گیا
وہان اسد جو سد راہ جدائل خان کا ہوا جدائل خان نے نیزہ مارا اسد نے نیزہ جدائل خان کا
ہوائی کیا اُسنے غصہ مین آکر گرز مارا اسد نے گرز کو گرز پر روکا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی زمین لرز گئی آسمان
ہلگیا جانور چرند اور پرند بھاگے گرزون سے شعلے آگ کے نکلے مرکب اسد چیخ مار کر بیٹھ گیا گرز ثقیل
کرپے پر اسد کے گرا اسد بیہوش ہوگیا اور کولا اُتر گیا جدائل خان نے نعرہ کیا کہ زدم دست کردم
ضرغام شیر دل جست کرکے آیا اسد کا یہ حال دیکھکر اسد کو لیکر نکل گیا جدائل خان نے تلوار ماری کرب
نے پشت شمشیر پر روک کر وار رد کیا صلصال نے رد کیا تین چار ضربین چلی ہونگی کہ اسطرف بدر پھر آیا
آتا تھا پشت پر سے کرب کے نعرہ کیا کرب نے پھر کر دیکھا اُسی وقت صلصال نے اسکے تلوار ماری کہ سر
کرب کا بھی زخمی ہوگیا کرب نے اُسی عالم زخمداری مین دوسرا وار کیا کہ بدر کے سر پر تلوار پڑی
مگر بسبب خفتان کے تلوار نے کچھ اثر نہ کیا اب کفار ہجوم کررہے ہین قریب ہے کہ کرب دلاور شہید
ہوجائے کہ یکایک پردۂ بیابان سے گرد اُڑی اور زور سے نعرہ شیر بیشہ کلنگان یعنے طہماس
بن عنقوبیل دیو پرور کا ہوا بدر تو صورت طہماس کی دیکھکر سامنے سے بھاگا اور صف لشکر
مین ملگیا لیکن صلصال نے سامنا کیا اور تلوار ماری طہماس نے وار صلصال کا دستہ
ساطور پر لیا اور جواب مین اُسکے ساطور مارا خان اعظم نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا بھلا یہ
حربہ سپر سے کب رکتا ہو امیر خود کئی بار زخمی ہوئے سپر دیہ فرزند صاحبقران ہاتھ سے طہماس
کے اسی ضرب سے شہید ہوئے بس ساطور نے سپر کو صاف کیا اور حباب خود سے مانند ہوا کے گزر کر
سر مین اُتر گیا صلصال نے دانستہ مارا ساطور تو سر سے نکلا مگر زخم کاری لگا جدائل خان نے اپنے
فیل کو آگے بڑھایا اور کہا اے عادی تو نے بلا کی ضرب ماری کہ اُس سے صدمہ عظیم ہوا اور خان
اعظم کو بھی اُس ضرب نے زخمی کیا لیکن تو بچکر میرے ہاتھ سے کہان جائیگا قضا تیرے سر پر
کھیل رہی ہے یہ کہکر قریب ہو کر ایک گرز بارہ ہزار من کا مارا طہماس نے ضرب گرز کو دستہ ساطور
پر روکا اُسوقت طہماس کو یہ معلوم ہوا کہ ایک پہاڑ عظیم پھٹ پڑا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی مرکب
طہماس کا چیخ اُٹھا طہماس از سر تا پا گرد مٹی آلودہ ہوگیا جدائل خان نے نعرہ زور شور سے مارا کہ زدم
دست کردم طہماس نے گرد سے نکلکر ساطور مارا جدائل خان نے بہ ہوشیاری تمام ساطور کو گرز ہی پر
روکا اور سپر کو بلند نہین کیا مگر قدرت خدا سے اسپر بھی پھل ساطور کا آٹھ دس انگل گرز مین اتر کر
ٹوٹ گیا جدائل خان نے غصہ ہو کر دوسری ضرب زور و شور سے ماری طہماس نے اسکو

خالی دیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو فیلان مست لڑ رہے ہین لیکن بدر لعین جھپٹ کر پشت طہماس کی
جانب آیا اور تلوار ماری کہ سر طہماس کا زخمی ہوا اور بہت چوٹ آئی طہماس نے پلٹ کر بدر لعین کو دیکھا
کہا تف ہو تیری نامردی پر اور اُسی عالم زخمداری مین گھوڑا ڈالا طہماس کے مڑتے ہی بدر بھاگا اہل اسلام
نے مہلت پائی دیکھا کہ سب طہماس کی طرف متوجہ ہین اپنے سرداروں کو لیکر عجم کی سمت راہی ہوئے
اسوقت عجم مین گوہر ملک اور فضل بن گیا ہو رخون آشام اور ملوک عجم موجود ہین اور جس
وقت جدائل خان نے مع صلصال مدائن سے خروج کیا تھا لاتے مین بادشاہ اسلام یعنے سعد
بن قباد شہریار سے مقابلہ پڑا تھا اور سعد مع افراسیاب کو جک کے ہاتھ سے صلصال کے
زخمی ہوئے تھے اور لوگ پوشیدہ طور سے اُنھین لیکر طرف باختر کے روانہ ہوئے تھے یہ بھی حوالی
عجم مین پہونچ چلے تھے کہ یکایک گرد میدان سے نمودار ہوئی سعد کے لوگ یہ سمجھے کہ کفار آئی
ہین قصد بھاگنے کا کیا تھا کہ دو عیار آئے اور اُنھون نے بیان کیا کہ قاسم و بدیع الزمان و
داراب کشور کشا د سکندر فرخ لقا د کرب دلاور ہاتھ سے بدر کے زخمی ہوئے لوگ اُنکے
اُنھین لیکر بھاگے ہین بادشاہ یہ خبر دہشت اثر سنکے بہت روئے جس وقت یہ سب زخمی سردار
پہونچے بادشاہ سب کو لیکر داخل قلعہ ہوئے وہان جب زخم مین طہماس کے ہوا لگی یہ بیہوش ہو گیا
گھوڑا طہماس کو لیکر نکل گیا اور حوالی عجم مین کنارے دریا کے آکر ٹھہرا اتفاقاً شبرنگ بن عمرو عیار
نور الدہر واسطے شب گردی کے نکلا تھا کنارے دریا کے پہونچا تو دیکھا کہ ایک دیو بہت قوی زمین پر
پڑا ہے خون سے لوث رہا ہے اور تمام گیاہ بھی سرخ ہو رہی ہے اور گھوڑا سرہانے اپنے مالک کے کھڑا ہے اور رو رہا
شبرنگ یہ ماجرا عجیب اور غریب دیکھے قریب آیا طہماس کو پہچانا اُٹھا کر قلعہ مین لایا اور شاہ سعد کے
سامنے ڈالا بادشاہ نے کہا اسے بھی خدا نے بچایا ورنہ اتنے کفاروں مین تنہا گھر چکا تھا غرضکہ علاج زخم کا
ہونے لگا تیسرے روز پردہ بیابان سے تتق گرد بلند ہوا کہ تتۂ گردون کو تاریک کر دیا جب گرد
قریب آکر شق ہوئی دیکھا کہ بدر بن زلازل یک چشمی اور صلصال اور جدائل خان مع فوج کثیر
آپہونچے بادشاہ نے کہا ستارہ اہل اسلام کا نہایت گردش مین ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے امیر کا خانہ
کعبہ کو چلے جانا گویا برکت کا اُٹھ جانا ہوا حیف ہے کہ یہ کافر جنگجو بھاگے راہ نہ ملتی تھی اُنکے ہاتھ
سے اتنے سرداران نامی و گرامی زخمی ہوئے لیکن بدر نے پہونچتے ہی قلعہ کا چارون طرف سے
محاصرہ کر لیا کہ کوئی نکلکر نہ جا سکے شاہ نے کہا کہ رضینا بقضا از بسکہ کفاروں سے زحمت شاقہ
اُٹھا چکا تھا تین چار روز قلعہ پر یورش نہ کیا راحت پذیر ہوا بعد تین چار روز کے بدر لعین
نے کہا کہ مہلت دینا اُنکو صلاح نہین کل صبح کو اسی قلعہ کو فتح کر کے سب کو قتل کرنا چاہیے صلصال
و جدائل خان نے بھی کہا کہ بہتر ہے اور اسیوقت نقارہ رزمی کا حکم دیا یہ خبر شاہ اسلام کو
پہونچی فرمایا کہ رسد بھی ہو چکی ہے کیا تدبیر کیجاوے شبرنگ نے کہا کہ اس قلعہ مین پوشیدہ
نقب موجود ہے اگر آپ کا حکم ہو تو سب سرداروں کو لیکر طرف سبائل کے چلین شاہ نے
فرمایا کہ مناسب اور بہتر ہے اتنا حکم سنتے ہی پہلے شبرنگ سب سرداروں کو لیکر روانہ ہوگیا
شاہ اسلام کا ارادہ ہوا کہ مین رہ کر جان دون مگر قلعے سے نہ جاؤن کیونکہ طبل جنگ بج چکا ہے

اور سردار بسبب کثرت و صدمہ زخم سے بیہوش تھے ورنہ کوئی نہ جاتا غضنفر شاہ نے تیاری جنگ کرنا شروع
کی لیکن جب شہربانو ماری گئی تو دو غلام اُسکے قلعہ مین موجود تھے وہ بلکہ مسلمان ہولے تھے اُنھون نے
جو حال دیکھا تمام کیفیت نامہ مین لکھی اور نامہ تیر مین باندھکر طرف لشکر بدر کے پھینکا وہ تیر سامنے ایک
عیار کے گرا کہ نام اُسکا یاقوت کمند انداز تھا شاگرد تھا آفت بن مذبہ کا اُسنے جو دیکھا کہ تیر مین
نامہ بندھا ہوا ہے وہ نامہ لیے ہوئے سامنے بدر کے آیا اور کیفیت تمام و کمال بیان کی بدر نے نامہ کو پڑھا
اُسمین لکھا تھا کہ اے پہلوانان نامی تمھین کچھ خبر بھی ہے تم جانتے ہو کہ اہل اسلام قلعہ مین موجود ہین یہان
کوئی نہین فقط شاہ سعد باقی ہین کل سردارون کو لیکر شبرنگ عیار نقب کی راہ سے طرف سبائل
کے روانہ ہو گیا اگر ایک شاہ سعد کو قتل کرنا ہو تو یہان ٹھہرو ورنہ اُن سب کے تعاقب مین جاؤ
اور ہم دونون غلام ملکہ شہربانو کے از ترس جان مسلمان ہو کر قلعہ مین مقیم ہین نام ایک کا سرقہ
اور دوسرے کا زرقہ ہے آیندہ تم مختار ہو بس یہ نامہ پڑھتے ہی بدر نے جدائل خان و صلصال
سے کہا کہ اب آپ دونون صاحبون کی کیا رائے ہے مین جانتا ہون کہ قلعہ کو چھوڑ کر تعاقب اُن سب کا
کیجیے سب کی یہی صلاح ہوئی اور لشکر کثیر لیکر طرف سبائل کے روانہ ہوئے لیکن جس وقت سرداران
اسلام نقب سے نکلے تو اسد و کرب نے دیکھا کہ شاہ اسلام و گوہر ملک اور افراسیاب کوچک
و نفشل وغیرہ نہین آئے ہین یہ پھر نقب کی راہ سے پلٹ کر قلعہ مین چلے آئے اندر آکر دیکھا تو قلعہ
سنسان پڑا ہے اور وہان شبرنگ اور سردارون کو لیکر کوچ بکوچ بآرام تمام چلا جاتا
تھا بعد دو روز کے ایک صحرا مین گذر ہوا جو نہایت پُر فضا تھا اور وہان ایک دریا بھی تھا غرضکہ
مقام صاف اور خوشگوار دیکھکے سب کے سب ٹھہرے اور کچھ کھانا کھایا پانی پیا آرام لے رہے
تھے کہ جانب صحرا سے تق گرد عظیم بلند ہوئی ایک ہرکارہ اُدھر کو روانہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے
آکر اُسی ہرکارہ نے خبر دی کہ بدر بن زلازل یک چشمی مع جدائل خان ہندی و صلصال آپہونچا
شبرنگ نے سنتے ہی اس خبر وحشت اثر کو جلدی جلدی سب کو سوار کیا ہنوز قدم آگے نہ بڑھائے
تھے کہ گرد قریب آکر شق ہوئی اور دل گرد سے بدر مع صلصال و جدائل خان با فوج کثیر پہونچے
قاسم و بدیع الزمان نے بھر کر ہمت کو مرکب پر چست باندھا اور تلوارین کھینچکر جا پڑے اور
داراب و اسکندر و طہماس بھی لڑنے لگے شور دار و گیر بلند ہوا کفارون کا یورش اور ہنگامہ
برپا ہوا شبرنگ کی اُسوقت یہ حالت تھی کہ جس سردار کی طرف زغہ زیادہ ہوتا ہے یہ اُدھر
دو چار حقہ آتشبازی کے داغ کر پھینکتا ہے کہ لوگون کے منہ ہاتھ جلجاتے ہین سب سامنے سے
بھاگتے ہین اہل اسلام جانین لڑائے ہوئے ہین ایک ایک نے دس دس کو مارا ہے مگر کیا کرین
کہان تک لڑین فوج کفار مانند دریائے زخار کے موجین مار رہی ہے ایک قتل ہوتا ہے
تو دس آتے ہین عین گرمی جنگ مین اسطرف سے قاسم لڑتے ہوئے جاتے تھے اور اُس
طرف سے کہراق آہن کلاہ آتا تھا کہ پہلوان زبردست ہے اور پشت شنگ اُسکا حربہ
ہے قاسم نے اسے دیکھکر نعرہ کیا کہ او کافر کہان جاتا ہے ادھر آ شیرون سے سامنا کر کہراق
نے کہا قضا تیری شاید میرے ہی ہاتھ سے تھی یہ کہکر گرز قاسم پر مارا قاسم نے

اور تیغ سے قلم کیا اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ اسکے شانے پر پڑا دوسرے شانے سے گذر گیا اُدھر
بدیع الزمان کی سے اور مہراق سے مقابلہ ہوا مہراق نے تیر بدیع الزمان پر مارا بدیع نے وار
اُسکا رد کرکے ایک ہاتھ کمر پر مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے داراب سے اور ازرزاق زردرو سے
سامنا ہوا ازرزاق نے نیزہ مارا داراب نے چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا اور اپنا نیزہ سینہ پر
ازرزاق کے مارا کہ سینہ کو توڑ کر پار گذر گیا بس زین سے اُٹھا کر اوپر زمین کے مارا اُدھر اسکندر
مرغ لقا سے اور ارجن تیر انداز سے سامنا ہوا ارجن نے تیر مارا کہ سکندر کا بازو زخمی ہوا بس سکندر
نے وہی تیر کھینچکر اور کمان مین جوڑ کر جو مارا تو گردن کے پار گذر گیا ارجن ہدف نشانہ قضا ہوا اُدھر طہماس
بن عنقویل دیو پرور ساطور گران اُٹھائے ہوئے لڑتا چلا جاتا تھا جسپر وار کیا مع مرکب چار ٹکڑے ہوگئے
دوسری طرف سے طویل خان ہندی جدائل خان کا سردار جو ہستی مارتا چلا آتا تھا بہت سے اہل اسلام
اسکے ہاتھ سے مارے گئے تھے یکایک دونون کا سامنا ہوا طویل خان نے چوب ماری طہماس نے
وار اسکا دستہ ساطور پر رد کا مگر گرانی ضرب سے ٹانکے زخمون کے کھل گئے قریب تھا کہ طہماس بیہوش
ہو جائے کہ اس شیر دل نے اسی عالم مین ضرب رد کرکے ایسا ساطور مارا کہ تا جگرگاہ اُتر گیا طویل خان
مارا گیا اب طہماس مین طاقت سنبھلنے کی نہ رہی ساطور ہاتھ سے چھوٹ گیا اور طہماس بیہوش ہو کر گرا
یاقوت کمند انداز کھڑا تھا وہ طہماس کو گرفتار کرکے لیگیا اُدھر قضا رکار اتفاقات روزگار بدر کا
اور قاسم کا سامنا ہوا بدر نے قاسم کے تلوار ماری قاسم نے وار اسکا رد کرکے تیغہ مارا بدر نے وار قاسم
کا رد نہ کیا اور دو سر دا وار کیا قاسم کی تلوار بدر پر اور بدر کی تلوار قاسم پر پڑی قاسم کی تلوار تو بسبب
خفتان مرصع بند کے اُچٹ گئی اور کچھ اثر نہ کیا لیکن بدر کی تلوار قاسم کے تا دو ابرو اُتر آئی
قاسم نے داستانہ مارا تلوار سر سے نکلی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی قاسم ہرنے پر منہ
رکھکر بیہوش ہو گیا آفت بن ملذبہ قریب بدر کے کھڑا تھا اُسنے قاسم کو بھی کمند مین باندھ
لیا اُدھر بدیع الزمان سے اور جدائل خان سے مقابلہ ہوا جدائل خان نے گرز مارا
بدیع الزمان نے بہ چالاکی تمام گرز کو خالی دیا اور پہلو بچا کر تلوار ماری کہ زبان جدائل خان
کی زخمی ہوئی اُسوقت جدائل خان نے غصہ مین آکر پھر ایک گرز نہایت زور سے مارا بدیع خالی
نہ دے سکے کہ پہلو پر انبوہ کا قران جمع تھا ناچار گرز کو سپر پر رد کا تڑاقے کی آواز مثل رعد کے آئی
تمام ٹانکے زخم سر کے ٹوٹ گئے تاب صدمے کی نہ لا سکے یہ بھی بیہوش ہو گئے عیار کفار نے انھین
بھی اسیر کیا پھر داراب اور صلصال سے مقابلہ ہوا داراب نے صلصال کو ٹوکا صلصال
نے تیغہ مارا داراب نے وار صلصال کا پشت شمشیر پر روک کر تلوار ماری کہ کئی اُنگل سر مین
اُتر گئی مگر اتفاقاً تلوار ٹوٹ گئی قبضہ ہاتھ مین رہ گیا داراب قبضہ کو پھینک کر صلصال
سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی زور کرنے مین تمام ٹانکے منہ زخمون کے کھل گئے داراب نے
دیکھا کہ حال اپنا دگرگون ہے کہا کہ اے صلصال دیکھ زور آخر ہے اور کمر بند پکڑ کر نعرہ اللہ اکبر
جگر سے کھینچکر زور کیا کہ زمین سے اُٹھا لیا اور بلند کرکے چاہا تھا کہ زمین پر دے مارے
کہ غش آگیا صلصال ہاتھ سے چھوٹ کر بھاگنے کو تھا کہ دیکھا اسنے داراب بیہوش ہی

پس فوراً داراب کو بھی قید کیا اُدھر اسکندر فرخ لقا سے اور قہر جن ژدہین سے مقابلہ
ہوا اسکندر پر قہر نے نیزہ مارا اسکندر نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا قہر نے تلوار ماری اسکندر نے کلائی
پر ہاتھ ڈالدیا اور مڑوڑ کر ہاتھ سے تلوار چھین لی اور کمر بند پکڑ کر سر سے بلند کر لیا چاہا کہ زمین پر دے
ماروں کہ زردہنگ عیار نے دیکھا پس فوراً پتھر فلاخن مین رکھکر مارا کہ سر پر اسکندر کے پڑا زخم
پھٹ گیا اسکندر بیہوش ہوکر گرا قہر نے اسکندر کو بھی اسیر کیا کچھ اہل اسلام باقی رہگئے تھے وہ شکست کھا کر
بھاگے کفار نقارہ شادمانی بجاتے ہوئے پھرے خیمے برپا کیے سرداروں کو قید کیا تین دن تک جشن
رکھا بعد اسکے پھر طرف قلعہ عجم کے روانہ ہوئے کہ اور سردار وہان ہونگے اور قلعہ کا محاصرہ کیا یہ خبر
شاہ سعد کو ہوئی کہ سردار اس طرح گرفتار ہوئے شبرنگ نے مفصل حال بیان کیا شاہ نے کہا
رضینا بقضاء جو مرضی الٰہی اور ارادہ شاہ کا ہوا کہ لڑکر جان دیجیے کرب و اسد ولاور
نے کہا کہ یہان گوہر الملک ہے اگر ہم سب مارے گئے تو اُسکی حفاظت کون کریگا چلکر بابل مین
مقیم ہوجیے شاہ بسبب گوہر ملک کے مجبور ہوئے اور سب کو لیکر راہ نقب سے روانہ ہوئے
چھپ کر بدر نے نقارہ بجواکر یلغر کیا اور داخل قلعہ ہوا وہان کسی کو نہ پایا غرضکہ تمام عجم پر قبضہ کفار کا
ہوا قاسم و بدیع الزمان و داراب و نورالدہر کو قبل سے قید تھے اور اسکندر و طہماس
ان سب کو قلعہ عجم مین قید کیا اور خود تعاقب مین شاہ سعد کے روانہ ہوا اب ذکر بدر کا بر وقت ہوگا

یہان سے چند کلمہ داستان لاہوتک غول اور ایرج نوجوان کے بیان ہوتے ہین شعر

الٰہی خیر ہو کچھ آج رنگ بد صبح ہے • ٹپک رہا ہے کئی دنسے آبلہ دلکا • جبکہ شاپور بہ عیاری ایرج کو چھڑا
لیگیا کافرون نے مجلس آراستہ کی اور مشورت کرکے طبل جنگ بجوایا نقارہ رزمی گرد گرد ادیا کہ قلب
فلک کا تھرا گیا دلون پر ہول چھا گیا جب یہ خبر شاہزادہ و زمان ایرج نوجوان کو ہوئی فرمایا ہمارے
یہان بھی طبل جنگی بجے اُسیوقت یہان بھی نقارہ خانہ رعد شکوہ جوش و خروش مین آیا دونون لشکرون
مین تیاری جنگ و جدل ہونے لگی صبح کو دونون لشکر عازم میدان کارزار ہوئے بابہ دیگر صفین باندھکر
کھڑے ہوئے نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا جس سے بہادرون کے خون نے جوش
مارا جمائتین جو گئی ہوگئین پیر جوان ہوگئے ضعیف پہلوان ہوگئے قریب تھا کہ تمام لشکر ایکی بار
بڑھے کہ یکایک از پردۂ بیابان گردی بر خاست گرگرز دیتیرہ و خیرہ خیرہ سیر گرد بر آسمان رسیدہ و
پائے گرد در زمین پیچیدہ سب کی نگاہین اسی طرف لڑگئین کہ دیدہ باید کدام شخص می آید یکایک ہوانے
بار گرد کو اور گرد نے بار ہوا کو اور دامن گرد کا شگافتہ ہوا اول گرد سے چھ سو علم نشان چھ لاکھ سوار کا
اور ہر علم کے پھریرے پر تعریف زمرد شاہ باختری مرقوم تھی نمایان ہوگئے بعد انکے جلوس
سواری کا برچھی بردار و ماہی مراتب وغیرہ گزرے بعد اسکے دیکھا خاص بردار خاصبان بیے ہوئے
بیٹھے تتے ہین پھر دیکھا کہ جبشی چھڑکاؤ کرتے ہوئے گرد کو بٹھاتے ہوئے چلے آتے ہین انکے بعد دیکھا
ایسی ہاتھیون پر ایک تخت کسا ہوا ہے اُسپر جمشید جا بلقا سوار ہے پہلو مین بلا شور عیار
ہمراہ تخت اکوان چہار دست مرکب باد رفتار پر سوار زبردست روزگار چارون ہاتھون مین

چار نیزہ سنبھالے ہوئے بکد جرابان کرتا چلا آتا ہے مگر یہ سب آکر لاہوتک غول کے شریک ہوئے نقارۂ شادمانی کا بجا اور لڑائی آج موقوف رہی لاہوتک نے ان سب کی دعوت کی لیکن جمشید و بلا غور داکوان نے لاہوتک کو سجدہ کیا لاہوتک نے دیکھا کہ اکوان پہلوان زبردست ہے دوسرے بمصداق اسکے کہ کیا آپ کے چار ہاتھ ہیں اکوان کو عزرائیل قدرت مقرر کیا کہ واقع ہیں اسکے چار ہاتھ ہیں اور تشنگان کو واسطے تالیف قلب اکوان کے مقرر کیا کہ یہ مسخرہ ہے اور تمام پہلوانوں کو حکم کیا کہ تابع فرمان پہلوان زبردست اکوان چہار دست کے رہیں اور کئی روز جشن رکھا ایک دن دربار لاہوتک کا آراستہ تھا سب پہلوان بیٹھے تھے کہ قاہر بن قہرمان دیو بچہ نے کہا کہ میں دعوت کھانے نہیں آیا ہون بلکہ لڑنے آیا ہون طبل جنگ بجے اسیوقت لشکر قاہر میں طبل بجا لیکن یہ حرکت قاہر کی اکوان کے خلاف گذری کہ ہمارے سامنے یہ پیشدستی کر بیٹھا یہ رنجیدہ ہو کر بارگاہ سے اٹھا اور اپنے خیمے میں چلا آیا اور کہلا بھیجا لاہوتک سے کہ یا خداوند میں اس جنگ میں شریک نہ ہونگا دیکھون تو یہ قاہر کل کیا کرتا ہے لاہوتک نے کہا جیسا تم کہو ویسا کیا جائے اکوان نے کہلا بھیجا کہ اسے لڑ لینے دیجیے پرسون سمجھا جائیگا غرضکہ رات بھر لشکر کفار میں طبل جنگ بجا کیا اور لشکر اسلام میں بھی نقارۂ حربی نوازش میں آیا صبح کو دونون لشکر میدان میں آئے باہدیگر صفیں باندھکر کھڑے ہوئے اکوان اپنے لوگون سمیت علیحدہ لشکر لاہوتک سے واسطے سیر کرنے جنگ کے استادہ ہوا جب نقیب نہیب دیکر نکل گئے قاہر بن قہرمان لاہوتک سے اجازت لیکر میدان میں آیا پیترے کے ہاتھ نکالے سراپا میدان کا دکھایا جب خوب عرق عرق ہو گیا تو مرکب کو روک کر دم آراستہ کرکے نعرہ کیا کہ باش ای گروہ خدا پرستان جسے تمنائے مرگ ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو لشکر اسلام سے تورج بن بدیع الزمان نے پیش قدمی کی اور میدان میں آیا قاہر لگا وزن ہوا سپرین لڑین چنگاریان نکلین یہ معلوم ہوا کہ دو پہاڑ ملکر جدا ہوگئے لیکن مرکب تورج کا حسب معمول تین قدم اور گھوڑا قاہر کا پانچ قدم پسپا ہوا پھیر پھیر کر مسل کر رانون میں مرکبون کو ایک نے دوسرے کا سامنا کیا قاہر نے نیزہ مارا تورج نے نیزہ کو نیزہ پر روکا طعین چلنے لگین چند طعن کی نوبت آئی تھی کہ تورج نے نیزہ ہاتھ سے قاہر کے نکال دیا لشکر اسلام سے آواز تحسین کی بلند ہوئی اور اکوان چہار دست ہنسا کہ اسی منھ پر پیشدستی کی تھی قاہر نے خفیف ہو کر تلوار ماری تورج نے وار قاہر کا رد کر کے ایسا ہاتھ تلوار کا مارا کہ ہرچند قاہر نے سپر بلند کی مگر نہ بچ سکا تلوار سپر کو کاٹ کر خود سے مثل قطرہ آب کے گذر کر تا دو ابرو اتر گئی اگر قاہر داستانہ مار کر سر پیچھے کو پھرتی سے نہ کھینچ لے تو یقین تھا کہ تلوار تا جگرگاہ اتر جائے لیکن تورج نے اسے زخمی کیا اور بہت خوش ہو کر آواز دی کہ اسے بہت جلد میدان سے اٹھا لیجاؤ کیونکہ یہ لڑنے کے لائق نہیں رہا ہے ورنہ ابھی دار میں جان سے گذر جائیگا اکوان نے کہا کہ سرکشی کی سزا ہے لیکن الماس شاہ محیط کوہی کہ قاہر اسکا سپہ سالار تھا یہ حال قاہر کا دیکھ کر ہتھیارون کو باندھکر میدان جنگ میں آیا اسوقت تمام فوج مارے دہشت کے لرزنے لگی اور اپنے اپنے دلون میں کہنے لگی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے یا الٰہی خیر کیجیو فوراً اسنے قاہر کو میدان سے بھیج اور خود تورج کے مقابل ہوا و گفت منم الماس شاہ محیط کوہی اور یہ بھی کہا کہ میں صرف بادشاہ نہیں بلکہ پہلوان بھی ہون فوراً تلوار تورج پر ماری تورج نے وار اسکا پشت شمشیر پر روکا اپنا وار کیا الماس شاہ

نے بھی وار تورج کا روکیا رد و بدل ہونے لگی اتفاقاً تلوار الماس شاہ کی ٹوٹ گئی الماس شاہ
نے عیار کو آواز دی کہ دوسری تلوار دیجائے اُسوقت سب لوگون نے دیکھا کہ تلوار ہمارے
بادشاہ الماس کی ٹوٹ گئی ایسا نہو کہ حریف حملہ کر بیٹھے نمک حلالی کا یہی وقت ہے کہ جان
اپنے مالک کی بچائیں سب دوڑ پڑے اور آکر تورج کو گھیر لیا تورج بھی غرق دریاے
لشکر ہوا کشتی حیات کفار کو طوفانی کردیا کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگانا شروع
کیے ایرج نے دیکھا کہ تورج تنہا ہے اور بہت بڑا لشکر گھیرے ہے اور لاہوت تک
بھی مع فوج بڑھتا چلا آتا ہے خود بھی مع فوج چلا اُدھر سے لاہوت تک اور سہان آدمخوار
اور مجنون تیغ بند ملک مرداق حمائل شاہ بن زبرجد شاہ یہ سب لشکر کثیر سے
حملہ آور ہوئے ادھر سے ایرج مع فوج کے جا پڑا تلوار چلنے لگی ڈھالون کے ابر اُٹھنے
لگے تیغون کی بجلیاں چمکنے لگیں مینہ خون کا ہر طرف برسنے لگا سر مانند حباب کے بہتے
پھرتے تھے زرہ پوشون کے جو ہاتھ شانون سے جدا ہو کر گرے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ
ماہی دام مین آکر تڑپ رہی ہے قیامت کا جنگ و جدال ہو رہا تھا اپنی اپنی سب کو پڑی
تھی دونون لشکر ملے ہوئے تھے آواز دار و گیر بلند تھی کہین خالی مرکب جنکے سوار مارے
گئے تھے اُن کے گھوڑے خالی ہر طرف دوڑتے پھرتے تھے جو پیادے بزدلے تھے وہ سوار
ہو ہو کر بھاگے جاتے تھے قیامت کی حرب تھی کہ یقین ہے کبھی چشم فلک نے بھی ایسی لڑائی
نہ دیکھی ہوگی ایرج نوجوان مرکب پر بیٹھا ہوا بانکپن کے ساتھ تلوار بن مارتا چلا جاتا تھا
جسپر ہاتھ مارا مع مرکب کے چار ٹکڑے ہوئے کسی کو کمر بند پکڑ کر اُچھالا دیا جب گرنے لگا
چو رنگ ہوائی کاٹا اکوان چہاردست علیحدہ کھڑا ہوا تماشا لڑائی کا دیکھ رہا ہے اور جرأت
ایرج پر آفرین کر رہا ہے کہ واقع مین کیا بہادر ہے اور یہ اس سے شریک جنگ نہوا کہ لاہوت
سے کہہ چکا تھا کہ کل مین کسی طرح سے شریک جنگ نہونگا دیکھون تو تاہر کیا کرتا ہے عین گرمی
جنگ مین مجنون تیغ بند چھپ کر پیچھے ایرج کے آیا قریب تھا کہ بیخبر گردن پر وار شمشیر
ابدار کا کرے اتفاقاً شاپور شیر دل نے دیکھ لیا باواز بلند پکارا اے شہریار ہوشیار ہو جائیے
کہ مجنون تیغ بند پشت کی جانب سے حملہ کرتا ہے ایرج نوجوان پلٹ پڑا مجنون
نے تلوار ماری ایرج نے خالی دی کہ تلوار ہٹ پڑی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر ہاتھ سے
تلوار چھین لی اور کمر بند مین ہاتھ ڈالکر زمین سے بلند کیا اور آواز دی کہ اے شاپور لے اسے یہ
کہکر سامنے شاپور کے مجنون تیغ بند کو پھینک دیا اُس نے کمند مار کر گرفتار کر لیا ایرج
مجنون کو اسیر کر کے لڑتا ہوا بڑھا تھا کہ دیکھا الماس شاہ لڑتا ہوا چلا آتا ہے الماس شاہ
نے ایرج کو دیکھکر للکارا کہ کہان جائیگا میرے ہاتھ سے بچکر اور قریب آکر نیزہ مارا ایرج نے
نیزہ تلوار سے قلم کیا الماس شاہ نے تلوار ماری کہ تلوار قبضہ سے کٹ کر دور گری ایرج نے
اسے بھی مثل مجنون تیغ بند کے بند مین ہاتھ ڈالکر تاش زمین سے اُٹھا کر بر روے زمین
مارا کہ چارون شانے چت گرا شاپور کھڑا تھا اسکو بھی دوڑ کر گرفتار کیا لیکن سہان آدمخوار

نے جو ایرج کو دیکھا کہ دوسرا وار ایرج نے اسپر کیا اسکی بھی شامت آئی اژدہ پشت نہنگ پکڑ کر جھپٹا
اور قریب پہونچکر کہا کہ سم سہمان آدمخوار یہ کہکر اژدہ مارا ایرج نے اژدہ تلوار سے قلم کیا اور کمربند
پکڑ کر اٹھا لیا سہمان نے ہرچند لنگر مارا کچھ نہوا ایرج نے بجائے سپر رکھا جس نے تلوار ماری
ایرج نے سہمان پر ردکی سہمان زخم کھا کر تڑپا اب اہل لشکر ایرج پر ہاتھ نہیں اٹھاتے کہ جنکے
ہی طرف کا سردار مارا جائیگا ایرج جسے تلوار مارتا ہے مع مرکب چار ٹکڑے ہوتے ہیں غرضکہ
اب ایرج نے رخ تخت لاہوتک کی طرف کیا کہ اسکو بھی مارلو تاکہ یہ سب مرحلہ سر ہوجائے
پھر کوئی فتنہ و فساد نہ باقی رہے گھوڑا ڈالکر کفار کو قتل کرنا شروع کیا کافرون نے جو
دیکھا ہجوم کیا ایرج بھلا کب اور کس سے رکتا ہے ایک آن واحد میں قریب تخت لاہوتک
کے جا پہونچا قریب تھا کہ فیلان مست کو مار کر لاہوتک کو مع تخت کے اٹھائے اتنے مین تختگان
نے جلدی سے حکم طبل امان کا دیدیا ایرج نے پشت دست کو کاٹ لیا کہ افسوس اس شیطان
بچے کی قسمت سے لاہوتک بچ گیا اور اپنے خیمے کی جانب پھرا ادھر کفار میدان سے پھر کر اپنی
فرودگاہ پر آئے اِدھر اہل اسلام خرم و شادمان اپنے مقام پر پہونچے رات ہوئی ایرج
اکر بارگاہ مین بیٹھا مجنون تیغ بند نے الماس شاہ محیط کوہی اور سہمان آدمخوار
وغیرہ کو طلب کیا جب یہ سامنے آئے ایرج نے تلقین دین اسلام کی کسی نے منظور نہ کیا ایرج
نے اسیر غل و زنجیر کرواکر زندانخانے مین بھیجدیا اور وہان کفار جو محزون و مغموم داخل بارگاہ ہوئے
لاہوتک تخت پر نہایت ملول بیٹھا ہے اکوان چہاردست بھی آکر دنگل پر متمکن ہوا ارادہ تھا اسکا
کہ طبل جنگ اپنے نام پر بجواؤن کہ لاہوتک کو گریان و نالان پایا اکوان متحیر تھا کہ یہ خداوند
گریہ کیون کررہے ہین لیکن بلاشور کہ بلائے بے درمان ہے سمجھ گیا ہاتھ باندھ کر سامنے آیا اور کہا
یا خداوند اگر حکم ہو تو ایرج کو ابھی گرفتار کرلاؤن لاہوتک یہ سنتے ہی خوش ہوگیا چہرہ پہ
بحالی آگئی کہا ای بلاشور اگر ایسا کیا تو نے تو بہت بڑی عزت تیری کرونگا بلاشور نے قصد کیا تھا
کہ جاؤن اکوان کو یہ کلمات برے معلوم ہوئے یہانتک کہ ہانکیا اور ایل اٹھا کہ مجھے یہ نامردی
پسند نہین ہے کہ اتنے بڑے سردار کو عیار سے گرفتار کرا کے قتل یا قید کرین دوسرے یہ
کہ میری بہت بڑی ذلت کا امر ہے کہ لوگ کہین گے اکوان چہاردست ایسا نامرد تھا کہ خود تو مقابل
کیا ہو خداوند نے مجبوراً عیار سے گرفتار کروایا بس اب مین بغیر سر ایرج لیے لشکر مین نہ آؤن گا
یا زندہ گرفتار کرکے لاؤنگا یہ کہکر تلوار ٹیک کر اٹھ کھڑا ہوا اور تنہا طرف لشکر ایرج کے روانہ
ہوا لیکن یہ خبر ہرکارون نے شاہزادہ ایرج نوجوان کو دی کہ اکوان بارادۂ جنگ تنہا
آتا ہے فرمایا لشکر مین منادی کرادو کہ کوئی اکوان کو نہ روکے لیکن اکوان از بسکہ مرد راست
رو ہے پاس لشکر ایرج کے پہونچکر کہا کہ مین فقط ایرج پاس جاؤن گا تم سے سروکار نہین سب
نے راہ دی اکوان داخل بارگاہ ہوا ایرج نے اسکے واسطے دنگل منگوا دیا اکوان دنگل پر بیٹھا
ایرج نے ساقی کو اشارہ کیا اس نے جام شراب پیش کیا اکوان نے کئی جام متواتر
پیے ایرج نے پوچھا اے بہادر اسوقت آپ کے آنے کا کیا سبب ہوا اکوان نے

تمام سرگذشت بیان کی کہ اس طرح لاہوتک نے بلاشور سے کہا وہ آپ کی فکر مین آتا تھا مجکو یہ منظور نہوا کہ ایسے
بہادر کو عیار گرفتار کرلیجائے اور وہ بے بسی سے قتل ہو لہذا اگر تم میرے ساتھ چلو تو مین تصور شہزادہ خداوند سے
معاف کرادون صلح کرادون ورنہ مجھسے جنگ کرو کہ مین قسم کھا کر آیا ہون کہ بغیر ایرج کو لیے یا سر اسکا لیے نہ
جاؤنگا ایرج نے کہا یون تو مجھے جانے اور صلح کرنے کی کوئی ضرورت نہین ہے اگر لڑنے کو کہتے ہو تو مین
حاضر ہون لیکن اس زمانے مین کیا لطف اور کیا مزا ہے اگر مین تم یہان چھپے مین لڑے تو کسکو خبر ہی اور
کون دیکھتا ہے کہ کسنے کیا کیا سر میدان مقابلہ ہو تا کہ تمام عالم دیکھے اور داد مردانگی کی دے جاکر طبل جنگ
بجواؤ صبح کو سر میدان سمجھ لینا یا مین تمہین باندھ لونگا یا تم مجھے باندھ لینا اکوان نے کہا بہتر ہے
اور اسیوقت بارگاہ ایرج سے اٹھکر باہر آیا مرکب پر سوار ہوکر صحرا کی راہ لی جب لشکر ایرج سے نکل گیا
اب اسے فکر ہوئی کہ کسے لشکر مین بھیجون جو طبل جنگ بجوادے اسلیے کہ مین نے تو قسم کھائی ہے کہ بغیر سر
ایرج کا لیے لشکر مین نہ آؤنگا اتفاقاً بلاشور اسکے ساتھ آیا تھا جب تک اکوان بارگاہ ایرج
مین رہا یہ بھی صورت تبدیل کیے وہین موجود رہا اور سب باتین سنین جب یہان اکوان کو تنہا
پایا آپ کو ظاہر کیا اور کہا کہ اے رستم دستان پہلوان زمان مین جاکر طبل جنگ بجوائے دیتا
ہون اور ایک خیمہ لاکر استادہ کیے دیتا ہون کہ آپ راحت سے شب اسی صحرا مین بسر کرین یہ
کہکر روانہ ہوا اور جاکر خدمت لاہوتک مین عرض کی کہ کل کا دن اکوان سے اور ایرج سے
لڑائی کا ٹھہرا ہے آپ طبل جنگ بجوائین لاہوتک نے کہا اکوان کہان ہے بلاشور نے کہا وہ صحرا
مین ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہے کہ مین لشکر مین نجاؤنگا تا وقتیکہ سر ایرج کا نہ لے جاؤنگا کیونکہ مین نے
قسم کھائی ہے لاہوتک نے اسی وقت حکم طبل جنگ کا دیا اور ایک بارگاہ مختصر واسطے اکوان کے بلاشور کے
ساتھ کرکے جانب صحرا روانہ کردی اکوان صحرا مین قیام پذیر ہوا غرضکہ ادھر تو لشکر ایرج مین نقارہ
جنگی بجا اور اسطرف لشکر لاہوتک مین طبل جنگی شورش مین آیا دونون طرف تیاری
جنگ ہونے لگی بہادران شیردل آلات حرب و ضرب درست کرنے لگے یہان تک کہ رات بھر تیاری
جنگ مین مصروف رہے صبح کو دونون لشکر معرکہ آرائے دشت نبرد ہوئے اس طرف سے لشکر
لاہوتک انبوہ انبوہ گروہ گروہ جوق جوق نمایان و آشکار ہوا اور میدان مین آکر صف باندھی
اسطرف فوج ظفر موج شاہزادہ ایرج نوجوان کی صف بستہ ہوئی کہ یکایک جانب صحرا سے اکوان چہار
کرگدن زبردست پر سوار سولہ عرابون پر آلات حرب و ضرب لدے ہوئے اس تفصیل سے کہ چار
عرابون پر نیزہ و تیر و کمان اور چار پر چار گرز ایک ایک ضرب سات سات سو من کی چار
عرابون پر خنجر و تیر کمان و چاق وغیرہ چار پر شمشیر ہاے سہ صدمنی اس شان و شوکت سے
اکوان میدان جنگ مین آیا اور آتے ہی چار نیزہ چارون ہاتھون مین استوار کیے اور
گھوڑے کو جولان دیکر ہاتھ نکالنا شروع کیے سراپا میدان کا دکھلایا جبکہ خوب پسینہ
مین عرق عرق ہوگیا تو چارون نیزے زمین پر گاڑ دیے اور بیچ مین خود کھڑے ہوکر دم
کو آراستہ کرکے بڑے ہی زور سے نعرہ مارا کہ اے ایرج یہی گو ہے یہی میدان ہے تمام عالم میری
شان و شوکت اعزاز و اکرام کو دیکھ رہا ہے لہذا اب تجھے نصیحت کرتا ہون کہ ہاتھ سے میرے ذلیل ہو

اور چلکر خداوند لاہوت کو سجدہ کر تو خطا میں تیری عفو کرا دوں یہ سنکر ایرج نے مرکب کو جولان کیا
اور مقابل اکوان کے آکر نعرہ کیا کہ اسی شان و شوکت پر کو ناز اور غمزہ کرتا ہے کہ یہ سواد چھکڑ و نیز اسباب
جہالت لاد کر میدان میں آیا ہے اگر زور دست تھا تو جسم پر کیوں آلات حرب کو آراستہ کیا اکوان
یہ سنکر غیظ و غضب میں آیا اور مرکب کو دوڑا کر تگاور زن ہوا اس طرف سے ایرج تگاور زن ہوا سم
سے پسر رڑی چنگاریاں آگ کی نکلتے ہی پھول پسروں سے جھڑ پڑے اس وقت یہ معلوم ہوا کہ دو کوہ
گران ہلنے لگے دشت قتال لرز گیا لیکن مرکب نے اکوان کے پنجہ کھینچا اور سات قدم پسپا ہوا گھوڑا
ایرج کا تین قدم پیچھے ہٹا دونوں لشکروں میں ایک خروش بلند ہوا لیکن اکوان نے ایک
ہی مرتبہ چاروں نیزے سینہ ایرج پر مارے ایرج بھی فن سپہ گری میں صاحب قران وقت ہی
دو نیزے خالی دیے اور دو نیزوں کو ایک نیزے پر گا تھا اور یہ کہ ہی گردش میں ہاتھ سے اکوان
کے دو نیزے نکال دیے بعد اس کے اکوان نہایت ہوشیاری سے لڑنے لگا گیارہ طعن کی
نوبت پہونچی ہوگی کہ ایرج نے ایک ہی بار وہ دونوں نیزے بھی ہاتھ سے اکوان کے نکال
دیے اکوان کو نہایت خفیف کیا اور غریو دونوں لشکروں میں ہوا دوست دشمن سب
تعریف کر رہے تھے لیکن اکوان نے جھپٹ کر آرابوں پر سے گرز اٹھا لئے کہ ایک ایک
ضرب سات سات سو من کی تھی چاروں گرزوں کو چرخ دیتا ہوا چلا اور قریب آکر ایک ہی
بار چاروں گرز سر ایرج پر مارے شاہزادۂ زمان ایرج نوجوان نے داہنے ہاتھ میں گرز بائیں
ہاتھ میں سپر استوار کی اور دو گرز عمود پر اور دو گرز سپر پر روکے بڑے زور سے تڑاقے
کی صدا بلند ہوئی دو شعلے فلک کو نکل گئے سپر سے پھول گرے اور کلاہ عمود ایرج نوجوان
شق ہو گیا مرکب جن اشقر نے پنجہ چھنار کابوں تک غرق زمین ہو گیا تتق گرد اس قدر
بلند ہوا کہ ایرج نظروں سے پنہان ہو گیا اکوان نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم
سب کو یہ گمان ہوا کہ ایرج مارا گیا کیونکہ چار گرز اکوان نے مارے تھے کس کس
ضرب کو روکا ہوگا لیکن شاور جھپٹ کر چلا تھا کہ دیکھوں میرے آقا کا کیا حال ہوا کہ
یکایک ایرج گرد سے باہر آیا اور نعرہ کیا کہ تو ضربے زدی ضرب ما نوش کن ؎ ہمہ
شادی از دل فراموش کن ؎ اور قریب پہونچکر گرز صد منی سر پر چرخ دیکر اکوان
پر وار کیا اکوان نے چاہا کہ ضرب ایرج کی خالی دوں مرکب کو پیچھے ہٹا لیکن گرز سر پر پڑا ہی
گیا اور کرگدن اکوان کا مارا گیا بس یہ حالت دیکھ کر اکوان بہت غصہ میں آیا اور جھپٹ کر چار
شمشیریں چاروں ہاتھوں میں کھینچیں اور قریب ایرج کے پہونچکر چاہا کہ گھوڑے کو ایرج کے پے
کردوں ایرج مرکب سے کود پڑا اکوان نے دیکھا کہ ایرج پیادہ پا ہے بہت خوش ہوا اور دل میں
کہنے لگا کہ یہی موقع ہے اکوان نے ایک ہی مرتبہ چاروں ضربیں کیں ایرج نے کہ وہ سپہ گری میں
بہت بڑا استاد تھا اور پہلوان بھی تھا اور پھری گدکہ اور بانک و پٹہ بھی بخوبی جانتا تھا
اس وقت ایک ایسا پیچ کیا کہ دو تلواریں اپنے تیغ سکندری سے قلم کیں اور دو تلواریں سپر پر
روکیں سپر کوئی چار چار انگل دو جگہ سے کٹی ہوگی اور تلواریں اکوان کی در آئی ہونگی کہ ایرج نے

جھٹک دی وہ دونوں تلواریں بھی شکست ہو گئیں بس یہ حال دیکھکر اکوان ایرج سے لپٹ پڑا ایرج
نے بھی سپر تلوار کو پھینکا اور اکوان سے دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی یہ حال دیکھکر دونوں
لشکر واسطے تماشے کے آگے بڑھ آئے کشتی جھڑاکے سے ہونے لگی سرداروں کی راؤٹیاں گرد استادہ
ہو گئیں شام تک ایرج و اکوان سے کشتی ہوئی شام کو دونوں طرف سے روشنی آئی
سرداروں کو کھانا پینا حرام ہو گیا دونوں طرف نگاہیں کشتی میں اور جانیں پہلوانوں سے
لڑی ہوئی ہیں کہ دیکھیے کسکی شکست ہوتی ہے کیونکہ دونوں زبردست روزگار ہیں مگر ایرج و اکوان
کی یہ کیفیت ہے کہ جہاں اکوان ایرج کو چاروں ہاتھوں سے پکڑ لاتا ہے ایرج مانند برق کے
نکل جاتا ہے اور جہاں ایرج اکوان کو پکڑ لاتا ہے یہ بھی نکل جاتا ہے کسی پر کوئی غالب نہیں ہوتا
یہاں تک کہ دو شبانہ روز اسی عالم میں گذرے تیسرا دن ہوا اب ایرج کی یہ کیفیت ہے کہ جہاں
ایرج اکوان کو پکڑ لاتا ہے تو مشکل پڑ جاتی ہے اور دم اکوان کا آگیا ہے ایک مرتبہ اکوان نے کہا
کہ ای بہادر دوران یہ آخیری زور میرا ہے یہ کہکر دو ہاتھوں سے کمربند ایرج کا تھاما اور ایک
ہاتھ سے بازو دوسرے ہاتھ سے وہ بازو پکڑ کر جو زور کیا اور ریلا تو بیس قدم تک ایرج کو
پسپا کیا بعد اسکے جھٹکا مارا کہ ایک گھٹنا ایرج کا آشنا بزمین ہوا شاپور نے آواز دی کہ اے شہریار
آج یہ کیا ہے کہ آپ نے اتنی دیر لگا دی اور اکوان کو زیر زمین نہیں کیا کیوں آپ نے ایک عالم کو
بخورد و خواب کر رکھا ہے بس یہ سنتے ہی ایرج نے لنگر مارا کہ تا بزانو غرق زمین ہو گیا پھر ہر چند
اکوان نے زور کیا کچھ نہو سکا اب ایرج نے کمربند اکوان کا تھاما اور نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر جو زور
کیا تو سات قدم اکوان کو دوڑائے گیا وہاں سے جو جھٹکا مارا دونوں گھٹنے آشنا بزمین ہوئے ایرج نے
اکوان کو سنبھلنے نہ دیا اور سر سے بلند کر کے زمین پر دے مارا کہ چاروں شانے چت گرا کود کر چھاتی پر
سوار ہوا باندھکر لشکرین شاپور کے سپرد کیا اور نقارہ فتح بجواکر میدان جنگ سے پھرا کفار
مادل دحزین اپنی فرودگاہ پر گئے ایرج اپنی بارگاہ میں آیا اکوان کو زندان خانہ بھیجدیا خود سو رہا
اگر تین روز کا تھکا ہوا تھا دوسرے روز دربار کیا اور قیدیوں کو طلب کیا لیکن جب اکوان
زندان خانے میں گیا تھا تو سہمان آدمخوار اور مجنون تیغ بند و الماس شاہ
محیط کوہی قاہر بن قہرمان وغیرہ سب قید تھے انھوں نے جو اکوان کو دیکھا تھا کہا
کہ ای اکوان کل ایرج تلقین بدین اسلام کرے گا تو بکر مسلمان ہونا دوسرے روز موقع پاکر
بھاگ چلیں گے اکوان نے کہا کہ یہ مجھ سے نہو گا کہ دغا کروں اُسنے بمردی مجھے زیر کیا ہے
غرضکہ داروغۂ زندان خانہ سب کو سامنے ایرج کے لایا ایرج نے اکوان کو کرسی زرنگار پر بٹھایا
و ساقی سے کہا کہ جام شراب دے جب اکوان شراب پی چکا ایرج نے دیکھا کہ اکوان نشہ میں
غرقاب ہے اُسوقت اکوان سے پوچھا کہ میں نے تجکو کیونکر زیر کیا اکوان نے کہا کہ جس طرح سے
بہادروں کو زیر کرتے ہیں ایرج نے کہا کہ اب میرے اطاعت کے بارے میں کیا کہتے
ہو اکوان نے کہا کہ تجھے بدل و جان منظور و قبول ہے ایرج نے کلمہ تلقین کیا اکوان بھی
توفیق سے مسلمان ہوا اور قاہر و الماس شاہ و مجنون و سہمان یہ سب جگر

سیے جاتا ہے در پردہ ستم شاید کوئی ظالم ❊ کہ اپنے درد پنہان کی اذیت بڑھتی جاتی ہے
نظر کو کیا اداسی چھا رہی ہے قبر عاشق پر ❊ ہین گل پژمردہ ایک اک شمع تربت بڑھتی جاتی ہے
ترسنے ہو چلے ہین اور اب تیری طبیعت کے ❊ یہ کن ناآشنا لوگون سے صحبت بڑھتی جاتی ہے
گذشتہ ہین وہ ربط انجام یارب ہوگا کیا اسکا ❊ یہان کثرت ہوا یا لون کی حسرت بڑھتی جاتی ہے
یہ کانٹا دیکھیے نکلے گا کس دن آرزو دل سے ❊ خلش درد محبت کی نہایت بڑھتی جاتی ہے

غرضکہ صبح تک شب صحبت رہی صبح کو جلسہ برخاست ہوا کفار نے اس روز بھی کئی روز طبل جنگ بجایا لیکن چوتھے روز بلا شور سے لاہوتک نے کہا کہ جاکر میرے سردارون کو فہمائش کر کہ وہ چلے آئین بلا شور بصورت مبدل روانہ ہوا پہلے ایرج کی بارگاہ مین گیا وہان دیکھا کہ خالی ایرج بیٹھا ہے اور کوئی نہین ہے وہان سے بارگاہ تورج مین آیا یہان بھی کسی کو نہ پایا لیکن دیکھا کہ چھ بارگاہین نئی استادہ ہین بلا شور قریب ان کے آیا ایک بارگاہ سے دیکھا کہ خدمتگار نکلا ہے بلا شور اسکے ساتھ ہوا وہ ایک جگہ بیٹھکر پیشاب کرنے لگا بلا شور نے حلقہ کمند کا مار دیا اور اس سے کہ شور کرے دن بلا شور نے گیند عیاری کا حلق پر چڑھا دیا اور اسے بیہوش کر کے بصورت اسکی بنکر داخل بارگاہ ہو دیکھا کہ مجنون تیغ بند و اکوان و قاہر و سہان سب ایک جگہ بیٹھے ہین مجنون تیغ بند اکوان کو سمجھا رہا ہے کہ ای اکوان آئی ہی سختی پر تو اپنے خداوند کو بھول گیا اور خدا سے نادیدہ کو سجدہ کیا اب بھی بہتر یہ ہے کہ رات کو شبخون مار کر سب نکل جائین اکوان نے کہا ای مجنون یہ کہان ہو سکتا ہے کہ اپنے محسن کے ساتھ دغا کرون دیکھو تو ایرج نے بادشاہ کی ہمدردی مجکو زیر کیا اور پھر کسقدر نوازش کی کہ میرے لیے صحبت جشن آراستہ کی مجنون نے کہا دشمن کا احسان ہی کیا دشمن کے احسان کا اتنا خیال ہے اور احسان خداوند کو بھول گئے کہ اس نے پیدا کیا زور و طاقت دی سب کو دو ہاتھ دیے تمکو چار ہاتھ عطا کیے علاوہ اسکے جب تم خداوند کی خدمت مین آئے تھے تو اس نے بھی تمہارے واسطے جشن کیا تھا پر تمکو اسقدر اس ملعون نے بہکایا کہ اکوان چپ ہوا اور الماس شاہ مجید و ذی و سہان و قاہر بھی مجنون تیغ بند کے ہمزبان ہوئے اتنے مین بلا شور نے اپنے کو ظاہر کیا اور کہا ای اکوان مجھے خداوند نے اسی واسطے بھیجا ہے کہ جاکر عزرائیل قدرت سے کہو کہ ہمین اسقدر جلد بھول گیا تو کیون ایرج سے خوف زدہ ہے ہمنے موت ایرج کی تیرے ہی ہاتھ سے معین کی اسوقت جو تجھے زیر کر دیا تو تیرا دل دیکھتے تھے افسوس کہ تو امتحان مین پورا نہ نکلا یہ سنکر اکوان کا دل برگشتہ و پریشان ہوا کہا اے بلا شور میری طرف سے خداوند سے کہنا کہ مین برگشتہ نہین ہوا ہون آپ رات کو شبخون لشکر ایرج پر ماریے اگر جنگ مین ایرج کا کام تمام کر کے حاضر خدمت ہون بلا شور یہ سنکر روانہ ہوا اور سب کیفیت لاہوتک غول سے بیان کی لاہوتک نے پوشیدہ تیاری جنگ کا حکم دیا سب رسالداروں نے اپنے رسالے مین حکم کیا آخر وقت شب مسلح و مکمل ہوگئے غرضکہ جب رات ہوئی تو لاہوتک نے ملک مرداتی

کو ایک جانب روانہ کیا اور کہا کہ تم پشت لشکر پر گرنا بعد اسکے حائل شاہ بن زبرجد شاہ کو دوسری جانب
روانہ کیا اور کہا کہ صحرا مین پوشیدہ رہو فلان وقت پر یعنے ٹھیک بارہ بجے شب کو جب سب سو رہین
اسوقت تم میسرہ پر سے حملہ کرنا جمشید جابلقا کو مع لشکر ایک طرف بھیجا اور کہا کہ تم میمنۂ فوج پر حملہ
آور ہونا اور خود تیاری کرکے منتظر وقت ہوکر بیٹھا جب بارہ بجے اور دربار ایرج کا برخاست ہوا
سب سردار اپنے اپنے خیمون مین واسطے آرام کے گئے لیکن یہ سب سیاہ دل یعنے اکوان
چہار دست مجنون تیغ بند الماس شاہ محیط کوہی قاہر بن قہرمان دیو ہرہ
سبحان آدم خوار ایک خیمے مین مسلح و مکمل ہوکر بیٹھے یکایک جب بارہ بجے تو لاہوتک
غول مع تمام لشکر سامنے سے آکر قلب لشکر پر گرا طلایہ کے گشت پر نصر طراول کشتی گیر سردار ایرج
نوجوان تھا وہ بیچارہ چند لوگون سے بچھڑ رہا تھا اتنے بڑے لشکر سے کیونکر لڑتا لیکن تلوار کھینچکر
مردانہ وار جا پڑا اور لڑنے لگا دو چار کو مارا تھا کہ کمند اندازون کے غول مین پھنسا ہزارہا کمندین
ہر طرف سے چلین آخر اسیر ہوگیا اور لشکر لاہوتک نے اہل اسلام کو قتل کرنا شروع کیا سب غافل
سو رہے تھے اس شور و غل سے اٹھے بھی تو جب ہتھیار لگائین مرکبون پر سوار ہون تو لڑین کفار
مہلت نہین لینے دیتے اہل اسلام بے بسی سے قتل ہو رہے ہین ادھر پشت سے ملک مرداق تین
لاکھ سوار کی جمعیت سے گرا قتل کرنے لگا اس طرف پہرا نیلم زنگی کا تھا اسنے جلدی سے کچھ
لوگون کو ہوشیار کر دیا لیکن جب تک وہ درست ہون کفار آ پڑے اور حملہ آور ہوے نیلم زنگی مرکب
کو اڑا کر قریب ملک مرداق کے آیا کہ پہلے اسی کو مارلو پھر مرنا تو ہر طرح ہی اور قریب پہونچکر تلوار
ماری ملک مرداق نے سپر پر وار اسکا روک کر تیغہ مارا نیلم نے سپر بلند کی
لیکن گھوڑے نے سکندری کھائی تلوار سر پر پڑی تا ودابرو اتر گئی واسکتا نہ مارا تلوار تو جھٹکا کر
سر سے نکل گئی نیلم غش کھاکے زمین پر گرا کفار نے نیلم کو بھی اسیر کیا اور قتل کرتے ہوئے آگے
بڑھے ادھر سے میسرہ پر حائل شاہ نے حملہ کیا ادھر امرجان دریا باری طلایہ پر تھا جب دیکھا
کہ جانب صحراے روشنی نمودار ہوئی تو اسنے لوگون کو ہوشیار کیا وہ جب تک مسلح ہون
تب تک کفار قریب آگئے مرجان نے مرکب اپنا آگے بڑھایا اور کہا پہلے مجھسے لڑلو تو آگے
بڑھنے کا ارادہ کرنا یہ سنکر حائل شاہ نے ایک پہلوان کو کہ نام اسکا فریب جنگ آزما
تھا بھیجا اسنے آکر مرجان سے جنگ آغاز کی حائل شاہ موقع پاکر لشکر پر گرا اور قتل کرنے
لگا لیکن فریب جنگ آزما نے نیزہ سینہ پر مرجان کے ارا مرجان نے نیزہ کو اسکے تلوار
سے قلم کیا فریب نے تلوار کھینچکر وار کیا مرجان نے تلوار اسکی پشت شمشیر پر روک کر
وار کیا فریب نے بھی وار مرجان کا روکا تا دیر رد و بدل رہی اثنا مین فریب
نے دھوکا دیکر کمند ماری کہ حلقہ اسکا گلے مین مرجان کے پیوست ہوگیا فریب نے
جھٹکا مارا کہ مرجان زمین پر آیا فریب نے مرجان کو گرفتار کیا ادھر میمنہ
فوج پر جمشید جابلقا مع لشکر کثیر آیا عوجان دریا باری کا اس طرف پہرا تھا
اس سے جلدی مین اور کچھ نہ بن پڑا جاتے ہی جمشید پر حملہ کیا تلوار نے سر جمشید کا زخمی کیا

جمشید نے شور کیا بلا شور دوڑکر قریب آیا اور ایک تبر فلاخن میں رکھکر مارا کہ سر پر عوجان کے پڑا
عوجان بیہوش ہوکر زمین پر گرا بلا شور نے اُسے بھی گرفتار کیا اب لشکر نے فوج ایرج کو پامال کرنا
شروع کیا چاروں طرف سے کفار گھیرے ہوئے ہیں پامال کرتے چلے آتے ہیں جب خوب شور
وغل بلند ہوا تو اکوان چہاردست و مجنون تیغ بند و الماس شاہ محیط کوہی وقاہر
بن قہرمان دیو چہرہ سہمان آدمخوار سب کے سب مسلح و مکمل تو بیٹھے ہی ہوئے تھے خیمہ
سے نکلکر مرکبوں پر بیٹھکر لڑنے لگے اہل اسلام کو قتل کرنے لگے شاپور نے دوڑکر خبر ایرج
کو دی کہ اے شہریار اُٹھیئے قیامت کبریٰ آشکار ہے لاہوتک ملعون نے شبخون مارا ہے ہزارہا مسلمان
قتل ہوئے ایرج گھبرا کر اُٹھا جلدی سے لباس جنگ پہنکر مرکب پر بیٹھکر تیغ سکندری کھینچکر
لشکر کفار پر چلا اور قتل کرنا شروع کیا ایرج نے دیکھا کہ سامنے سے ایک پہلوان زبردست
مانند دیو کے چلا آتا ہے نام اس ملعون کا سرہنگ آدمخوار ہے ایرج نے للکارا او
ملعون نامرد شبخون تو مارا ہے اس سے بڑھکر بھی کوئی نامردی ہوگی اور لاف وگزاف
کرتا ہے امیر سے مقابلہ کو سرہنگ جب قریب ایرج کے آیا پکارا کہ او نبیرہ حمزہ
میں تو تیری فکر ہی میں تھا یہ کہکر چنگال مارے ایرج نے بچکے ایک تیغہ مارا کہ دونوں ہاتھ سرہنگ
کے کٹ گئے سرہنگ سامنے سے بھاگا دیکھا اہل اسلام نے کہ یہ نامرد زخمی ہوکر بھاگا جاتا ہے
قریب پہونچکر ایک ایک ہاتھ مارا کہ سرہنگ کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اور تورج بن بدیع الزمان
اپنے خیمے سے نکلے مرکب پر سوار ہوکر مصروف جنگ ہوئے تمام رات لڑائی رہی قریب صبح کے
مجنون تیغ بند لڑتا ہوا پشت ایرج کی طرف آیا ایرج کو یہ گمان ہوا کہ یہ سب تو مسلمان ہو چکے ہیں
میری طرف سے لڑ رہے ہونگے اس غفلت میں لڑتا ہوا چلا جاتا تھا لیکن مجنون نے قریب ایرج
کے پہونچکر پورا ہاتھ باطمینان تمام سر پر ایرج کے مارا اگر ایرج ایسا طاق اور مشاق فن سپہگری
میں نہوتا تو تلوار مجنون کی زمین پر پہونچکر دم لیتی مگر ایرج نے زخم کھاتے ہی داستانہ مارا کہ تلوار
جھنا کر سر سے نکلی مگر زخم کاری لگا کہ ایرج نے سر زین اسپ پر رکھ دیا مرکب ایرج کو لیکر طرف
صحرا کے نکل گیا شاپور شیردل نے جو یہ حالت اپنے مالک کی دیکھی جلدی سے تمام اسباب بار
کروا کر عیاروں کو گرد کر کے حقہ ہائے آتشبازی چارسمت مارنا شروع کیے ہر طرف آگ لگی
کفار جو بدعت کرتے ہوئے چلے آتے تھے بھاگے شاپور عیاروں سمیت اسباب ایرج لیکر نکل گیا
اور اہل اسلام نے بھی جو راستہ پایا جانب صحرا روانہ ہوگئے پچاس ہزار اہل اسلام اس جنگ میں
کام آئے کوئی دس ہزار کفار مارے گئے تورج بن بدیع الزمان تنہا ایک مقام پر گھرے ہوئے
لڑ رہے تھے کہ پشت کی جانب سے آکر سہمان آدمخوار نے تلوار ماری سر تورج کا بھی زخمی ہوا
کمند اندازوں نے تورج کو بھی گرفتار کر لیا اور نقارے فتح کے بجاتے ہوئے پھرے ملکہ جادو
بھاگ کر قلعہ میں مقیم ہوئی اور مثل مادر کے ایرج کے واسطے روئی لاہوتک نے بعد فتح
تین روز تک برابر جشن کیا بعد اُسکے حکم کیا کہ کل یلغار کرو قلعہ عقلی آباد پر کہ اُسپر بھی قبضہ
ہوسکے تو آگے بڑھوں مجنون تیغ بند نے کہا یا خداوند عقلی آباد سے ہاتھ اُٹھائیے کیونکہ ملکہ

جادو ساحرہ بے مثل و عدیل ہی سامری وقت جمشید زمانہ اُسکا جواب دینے والا کوئی نہین ہی
گو اُسنے سحر سے توبہ کرلی ہی مگر جو ماجرا اگر توبہ توڑی تو ایک کو بھی زندہ نچھوڑے گی اگر ایک ملک پر
قبضہ ہوا تو کیا آیندہ کسی تدبیر سے ملکہ جادو کو بھی پکڑ لینگے لاہوتک نے کہا اچھا تقدیر کو جو ہو سو ہو کوچ کی
بجنے کی اُسی وقت بارگاہین بار ہوئین اور لاہوتک وہان سے کوچ کرکے طرف قلعہ
شکستہ ملک حیران کے روانہ ہوا اور قبضہ اپنا کرکے وہان سے طرف رزائل کے آیا اور قیام
پذیر ہوا اور نامہ بنام بدر بن زلازل یک چشمی و صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ
جادو و جدائل خان ہندی لکھکر روانہ کیا جسکا مضمون یہ تھا کہ ای بندگان خاص الخاص
آگاہ ہو کہ مین نے خروج کیا ہے اور بہت ملک اپنے قبضہ مین لیے ہیانتک کہ تا بہ رزائل پہونچا
ہون سنا ہی مین نے کہ تم نے بہت سرداران نامی کو گرفتار کیا ہی مرحبا صد مرحبا تورج بن
بدیع الزمان میرے قید مین ہی اور ایرج کو مرکب جنگاہ سے لیکر نہین معلوم کس طرف
نکل گیا ہی پس تمکو لازم ہی کہ دیکھتے ہی اس حکم نامہ کے سامان سفر مہیا کرو اور قلعہ عجم مین مقیم
رہو جس وقت دوسرا شقہ تمھارے نام آئے تو خدمت خداوندی مین مع قیدیان اسلام حاضر ہونا
شتر سوار نامہ لیکر طرف قلعہ عجم کے روانہ ہوئے وہان بدر بن زلازل نے قلعہ عجم پر قبضہ
کرکے جشن کیا بعد فراغت صلصال و جدائل خان سے کہا کہ قید رکھنا ان خداپرستون کا
بہتر نہین ہی کہ شاید کوئی افتاد پڑے اور یہ چھوٹ جائین لہذا قتل کرنا چاہیے صلصال و جدائل خان
کی بھی یہی راے ہوئی غرضکہ میدان کی تیاری ہوئی بیس دارین استادہ ہوئین صبح کو اہل
اسلام کو کہ کل سرداران ذی وقار نامی و گرامی ہین مثل قاسم و بدیع الزمان و داراب
شوکت کشا و اسکندر فرخ لقا و طہماس بن عنقویل دیو بر کرکے سب زیر دار بٹھایا
اور حکم قتل دیا جلاد نے دوسرا حکم طلب کیا بدر نے کہا جلد قتل کرو ہنوز تیسرا حکم صادر نہین
ہوا ہی بدیع الزمان قاسم دست بدعا ہین کہ خداوندا اس وقت مصیبت مین سوا تیرے کوئی
حامی و مددگار نہین ہی کہ یکایک جانب صحرا سے گرد خفیف بلند ہوئی اور چند شتر سوار
آئے اور نامہ لاہوتک غول پیش کیا بدر و صلصال و جدائل خان نے
تعظیم کی پہلے نامہ کو سر پر رکھا اور آنکھون سے لگایا بعد اسکے پڑھنا شروع کیا لکھا تھا
کہ بغیر ہمارے سرداران حمزہ کو قتل نکرنا غرضکہ بدر نامہ دیکھکر قتل سے باز رہا اور وہان
لاہوتک غول نے نجومون سے پھر پوچھا کہ خوب غور کرکے بتاؤ کہ میرے زوال حکومت
کا سبب کون ہوگا نجومون نے کہا پہلے بھی عرض کر چکے ہین اور اب بھی کہتے ہین کہ سوا بدیع الملک
دوسرا آپ کی حکومت مین خلل انداز نہین ہو سکتا اور اب وہ ہین اسکا بارہ برس
کا ہی اور قلعہ قمر بخش مین موجود ہی اور دیوون کو تیاری ہفت منظر کے واسطے روانہ کیا
ہی لاہوتک نے اسی وقت ایک جام بھروا کر رکھا اور کہا ہی کوئی ایسا جو سر بدیع الملک
لائے یہ سنتے ہی سہمان آدمخوار اُٹھ کھڑا ہوا اور جام لیکر کہا کہ غلام اس کام کو سرانجام دیگا
یہ کہکر چالیس ہزار زنگیان آدمخوار کو ہمراہ لیکر طرف قلعہ قمر بخش کے روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے

لاہوتک نے فیروزۂ سنگ انداز کو واسطے خبر کے طرف جزیرۂ مارگیر کے روانہ کیا کہ جاکر صلصال سے کہو کہ بندیان اہل اسلام کو لیکر طرف سبائل کے چلو ہم بھی آتے ہیں اور اسی وقت کوچ کرکے روانہ سبائل ہوا

لیکن اب چند کلمہ ابدر بن زلازل یک چشمی کے بیان ہوتے ہیں

کہ جب اس ملعون نے قلعہ عجز کو تیار کرکے ارادہ قتل سرداروں کا کیا تھا کہ نامہ لاہوتک بھو نچا جسکا مضمون یہ تھا کہ نامہ ثانی کے منتظر رہنا جس وقت دوسرا شقہ آئے فوراً خدمت خداوندگی میں حاضر ہونا بدر منتظر وقت بیٹھا تھا کہ فیروزۂ سنگ انداز بھونچا نامہ دیا بدر اسی وقت چند لوگوں کو ہمراہ لیکر طرف سبائل کے روانہ ہوا کہ اب ذکر انکا وقت پر ہوگا

یہاں سے چند کلمہ داستان حیرت خسر و ہند لندھور بن سعدان کرد کے بیان ہوتے ہیں

جس وقت لندھور سے پسر جدائیل خان فوج تیار کرکے طرف باختر کے واسطے قتل اہل اسلام کے روانہ ہوا ایک روز اسقدر پھوٹ پھوٹ کے روئے کہ بیہوشی ہوگئے عالم خواب میں دیکھا کہ جناب ابراہیم علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے لندھور کیون اس قدر گریان و نالان ہو لندھور نے عرض کی کہ یا حضرت یا کو دعا فرمایئے کہ آنکھیں میری روشن ہو جائیں یا دعا کیجیے کہ خدا مشکل میری آسان کردے کہ اس زندگی سے تو موت بہتر ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ نہ مضطر ہو خدا آنکھوں کو تیری روشن کریگا اور لعاب دہن آنکھوں میں لندھور کے لگا دیا فوراً دیدۂ حق بین لندھور کے روشن ہوگئے اور معظم خان بن بہرام بھی اسی طرح بینا ہوئے غرضکہ جب دونوں خواب سے چونکے در و دیوار زندان نظر آئے لندھور نے وہیں سجدۂ شکر پروردگار کیا اور پاس معظم خان کے آئے معظم خان لندھور کو اپنے پاس آتے دیکھکر واسطے تعظیم کے اٹھے لندھور اسنے گلے سے لگایا اور کہا کہ میری آنکھیں تو اس طرح معجزہ سے آگے جناب ابراہیم علیہ السلام نے روشن کیں تم کہو کیونکر اچھے ہوئے کہ مجھے دیکھکر واسطے تعظیم کے اٹھے معظم خان نے بیان کیا کہ مجھپر بھی یہی کیفیت گذری لندھور اور معظم خان خوشی میں بغلگیر ہوئے قید خفیف کو پارہ پارہ کرکے باہر نکلے زندان بان لندھور کو بینا دیکھکر قدموں پر گر پڑا اور کہا کہ ہم مجبور تھے لندھور نے قید خانہ سے نکلکر منادی کرادی کہ خداوند کریم نے لندھور کی آنکھیں روشن کیں اب جس جس کو اطاعت لندھور کی کرنا ہو اور بسبب خوف جان کے تقیہ کیے ہوئے ہو تقیہ توڑے اور بت پرستی سے ہاتھ اٹھائے لباس اہل اسلام پھر اختیار کرے جس وقت یہ خبر عام ہوئی وہ لوگ کہ جو بسبب خوف جان کے کافر بنے ہوئے تھے انھوں نے تقیہ توڑ کے بتوں کو گرانا شروع کیا جو دل سے کافر تھے انھوں نے بھی بسبب خوف جان کے اسلام ظاہری اختیار کیا اور راسی ہزار جزائر کے بادشاہ کہ خوف جدائیل ہندی سے کافر بنے ہوئے تھے یہ خبر خوش اثر سنکر جوق جوق گروہ گروہ اطراف و جوانب سے حاضر خدمت لندھور ہوئے اور نذریں مبارکبادی گذرانیں اور سر کثیر لندھور پر سے تصدق کرکے

تمام غربا‌ؤن اور محتاجون کو تقسیم کر دیا لندھور نے سب کو خلعت بخشے اور نو لاکھ سواران شیر شکار انتخاب کرکے پورا سامان جنگ درست کرکے آپ داخل محل ہوا شیرین دخت دوڑ کر قدمون پر لندھور کے گر پڑی اور کہا اے پدر بزرگوار مین تو جانتی تھی کہ اب زندگی مین آپ رہا نہون گے گر شکر ہی پروردگار عالم کا کہ اُسنے بار دگر آپ کو زندہ کیا لندھور نے دیکھا کہ شیرین دخت کے چہرے سے شرمندگی ظاہر ہی کہا کہ اے بیٹی اگر اولاد نالائق ہو جائے تو کیا چارہ ہی تو اسقدر کیون زمین پر جھکی جاتی ہی مجھے تجھسے کوئی شکایت نہین اور تسلی تشفی دیکر سامان جنگ مہیا کرکے باختر کی طرف برائے مقابلہ جدائل خان ہندی روانہ ہوا اور معظم حسان بن بہرام نے چلنے کے وقت کہا کہ مین بھی فوج جمع کرکے حاضر ہوتا ہون اب انکا ذکر بھی وقت پر آئے گا

یہان سے چند کلمے داستان سابق کے بیان ہوتے ہین کہ وہان شاہ اسلام مع چند سرداران والا مقام سے مقیم ہین

پلا ساقیا بادۂ خوشگوار
کہ آنکھوں کو ہی تیرا ہی انتظار

یہ گنبد چرخ خانہ خراب
ترے غم کا ہرگز نہین ہی جواب

یہ بزم سخن طوطی خوشنوا
بدین زمزمہ شد ترنم سرا

شمار سے کہ رنج و غم دور ہو
چلے کام دل کے ہی نوش کا

مرا قلب مغموم مسرور ہو
محافظ رہے نشۂ خود ہوش کا

کہ بعد روانہ کرنے ایرج و نورالدہر بادشاہ اسلام یعنی حارث بن سعد اسی انتظار مین بیٹھے ہین کہ اب خبر فتح کی آتی ہی اور اب ایرج و نورالدہر آتے ہین اسی طرح چند روز کا زمانہ گذرا ہوگا ایک روز جی چاہا شاہ کا کہ واسطے شکار کے چلیے کچھ ابر آسمان پر آیا ہوا تھا ہوا ئے سرد چل رہی تھی شاہ تیاری کرکے واسطے شکار کے چلے شہر سے کچھ دور نکلے ہونگے کہ کچھ خیال ایرج و نورالدہر کا آیا اس طرح کہ قلب بادشاہ کا محزون کر دیا سواری شاہ کی رکی کہ دیکھا سامنے سے کچھ لوگ آتے ہین اور دو شیرون کو گرفتار کیے ہوے ہین زنجیرین انکے گلون مین پڑی ہوئی گلون پر چوڑے فولادی چڑھے ہوئے گرد لوگ مسلح و مکمل یہ دیکھکر قلب شاہ کا تھرا گیا فوراً یہ خیال ہوا کہ ایرج و نورالدہر گرفتار ہو گئے اور اسقدر حزن طاری ہوا کہ شکار کے واسطے بھی نگئے اور پلٹ آئے بارگاہ مین تخت پر جلوہ افروز ہوئے اور سب سے حالت اپنی بیان کی اور فرمایا کہ میرا دل خبر دیتا ہی کہ خدا نخواستہ کوئی افتاد ایرج و نورالدہر پر پڑی کہ یکایک شاپور شیردل مع اسامہ ایرج پہونچا اور حال گرفتاری توسج کا اور ایرج کا زخمی ہوکر جنگاہ سے نکلنا اور خروج لال موتک غول کا بیان کیا کہ اب اسی طرف آتا ہی اور تمام ملک مسخر کر چکا ہی ہنوز شاپور بیان کر رہا تھا کہ شبرنگ بن عمرو باحال پریشان پہونچا شاہ صورت شبرنگ کی دیکھکر اور پریشان ہوئے اور حال نورالدہر کا پوچھا شبرنگ نے بیان کیا کہ شاہزادہ نورالدہر تو پہلے اسیر ہوا بعد اسکے ملک قاسم و بدیع الزمان و داراب کشور کشا و سکندر فرخ لقا و طماس بن عقوبل یہ سب گرفتار ہو گئے اسد و کرب مع شاہ سعد بن قباد شہریار قلعہ مجم مین تھے اور بدر محاصرہ کیے ہوئے تھا اب نہین معلوم کہ وہان کیا گذری شاہ حال ان سب کا سنکر گریہ کنان ہوئے اور فرمایا کہ کیا بداقبالی ہماری ہی کہ جس روز سے تخت پر بیٹھے زوال

آگیا افسوس ہی کہ ساری برکت قدوم میمنت لزوم صاحبقران حمزہ عالی شان کی تھی ہوا خواہون نے
عرض کیا کہ ظل اللہ آپ کیون پریشان ہوتے ہین انشاء اللہ تعالے مدد غیبی ہوگی اور سب رہا ہو نگے
اسی صدمے مین شاہ نے اُس روز خاصہ بھی نوش نہ فرمایا دوسرے روز مہتر خوردک بن گرد مرد
حاضر تھا اس سے فرمایا جاکر شاپور شیردل اور شاہ سلمان فارسی کو بلا لا وجہ یہ تھی کہ جیسے یار رنج
کے پاس سے آئے تھے بیار تھے اس وجہ سے قلعہ ذوالامان مین مقیم تھے غرض کہ خوردک شاپور
وسلمان پاس گیا اور فرمان شاہی پہونچایا شاپور و سلمان اُسی وقت حاضر خدمت بابرکت
ہوئے بادشاہ اسلام نے سلمان فارسی سے فرمایا کہ تمام سرداران نامی وگرامی تو کفار کی قید مین ہین
اور ہر در بند پر قبضہ بھی ہوگیا ہی اب یہ سننے مین آیا ہی لاہوتک غول مع بدر وصلصال
وحبہ ائل خان داکوان چہار دست وبلا شور عیار کہ بلائے بیدرمان ہی اور دیگر
سرداران نامی سے اس طرف آتا ہی کیا تدبیر کرنا چاہیے سلمان شاہ نے کہا کہ افسوس
ہی امیر کشور گیر نہین ہین کیا تدبیر کرین دل سب کے ٹوٹے ہوئے ہین شاہ اسلام نے فرمایا
کہ امرا اور وزرا اسی دن کے لیے ہوتے ہین کہ صلاح دولت واور سلطنت کی دین اگر امیر عالیشان
یہان نہین ہین تو فضل یزدان تو شامل حال ضرور ہی کوئی فکر پیدا کرو ورنہ بہت ہرج اور خسعہ
اسلام مین پڑے گا تمام عالم مین کفرستان پھیل جائیگا سلمان نے عرض کی کہ ای شاہ
فکر سبائل بھر کی تو مین کر سکتا ہون اور انتظام عالم اقبال شاہ ومدد پروردگار سے متعلق ہی مین
قلعہ کو اس قدر مستحکم کرتا ہون کہ شر دشمنان سے محفوظ رہینگے شاہ اسلام نے آفرین کی
اور سلمان شاہ قاسمی نے پہلے اسپ وشتر وچار پائے جمع کرکے انتظام آزوقہ کا درست کیا
بعد اسکے دربار عام کرکے مردمان شہر کو طلب کیا جب وہ سب حاضر ہوے تو تخت پر آکر بیٹھے
کہ جائے بلند پر نصب کیا تھا پہلے خطبہ پڑھا بعد اسکے ناپائداری دنیا مین کچھ فقرات زبان پر جاری
کیے اشعار جائے عبرت سرائے فانی ہی مورد مرگ ناگہانی ہی اب نہ رستم نہ سام باقی ہی
اک فقط نام ہی نام باقی ہی جس جگہ گل تھا بلبلون کا ہجوم اب اُسی جا ہی آشیانۂ بوم
ویہا الناس آگاہ ہو کہ جو اس دنیا مین آیا ہی ایک دن جانا اسے ضرور ہی کوئی آج کوئی کل دیکھو تو کیسے
کیسے بادشاہان عالی شان کہ جنکے قصر آسمان سے باتین کرتے تھے آج تک وہ اُنکے زیر خاک دبے پڑے ہین
کاسہ سر ٹھوکرون مین پھرتے ہین دنیا مین کوئی شے ایسی نہین ہی کہ جو ساتھ جائے الا ایمان
پس آگاہ ہو کہ لاہوتک غول لقا کے بیٹے نے خروج کیا ہی اور بہت سے ملک اُسکے
قبضے مین ہوگئے سرداران نامی گردش فلکی سے اسیر ہوئے اب وہ اس طرف آتا ہی دیکھیے
خدا کا کرنا کیا ہوتا ہی پس تمکو اگر اپنے زن وفرزند کی حفاظت منظور ہو تو قلعہ ذوالامان مین
بھیج دو کہ وہان ناموس امیر کشور گیر بھی ہین اور خود آمادہ محافظت شہر ہو کہ پہلوانان نامی
زخمی واسیر ہین رعایا نے دعا دی اور ماتمی روز سب نے اپنے زن اور فرزند کو قلعہ ذوالامان
مین داخل کردیا آپ مسلح وکمل حاضر ہوئے شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی نے کہ عمر شریف
اُنکی دسی برس کی ہی فرمایا کہ دروازہ مخوائے رحمت کی حفاظت مین کرونگا سلمان شاہ

نے کہا دروازہ سبائل کا انتظام اپنے ذمے لیا تیسرے دروازے کی محافظت خود حارث ابن
سعد شاہ اسلام نے قبول فرمائی اور ہاشم تیغ زن کو دس ہزار سوار دیگر حصار شہر پر
معین فرمایا ہاشم فوج لیکر بیرون قلعہ آئے اور انتظام علاحدہ کا کیا اور سب نظر
بہ کریم کارساز کر کے بیٹھے آیندہ دیکھیے کیا ہوتا ہی

داستان حیرت بیان بھیجنا لاہوتاک غول کا اپنی تصویر دیکر بلا شور کو پاس بدر و صلصال وجدائل خان ہندی کے

پلا ساقیا کوئی جام اور ہی	کہ رندان بدست کا دور ہی	کہ ہان بادۂ خاص انگور ہی
یہ مستیوں میں اک جور ہی	یہ سب اپنے ہو رہے ہیں بہم	کہ ہو حرمت کعبۂ شیخ کم
مگر فضل معبود در کار ہی	کہ جابر ہی قادر ہی قہار ہی	مصوران صورت خیال و نقش

بیدران لطف وصال اس داستان کو یوں صفحۂ قرطاس پر قلم بند کرتے ہیں کہ جب یہ خبر پہونچی کہ
جول یعنے لاہوتاک غول سفر دریا طے کر کے کنارے پر اترا اور اب یہان سے سبائل
بہت قریب ہی اپنے نامہ لکھوا کر بلا شور کو دیا اور اپنی تصویر و لباس بھی سپرد کیا کہ جاکر
بدر کو بعد نامہ دینے کے یہ تصویر دکھانا اور کہنا کہ سجدہ کرے بلا شور اسی وقت روانہ
ہوا یہان بدر منتظر تھا حکم ثانی کا کہ بلا شور پہونچا اور نامہ دیا بدر نے نامہ آنکھوں سے لگا کر
کھولا اور پڑھا لکھا تھا کہ او بندگان من تم کو لائق اور لازم یہی ہی کہ تصویر خداوندی کو سجدہ
کرو جسمین اعتقادات تمھارے بڑھ جائیں اور دل کبھی برگشتہ نہو اور ہم طرف سبائل
کے چلتے ہیں تم بھی آؤ اور شریک جنگ ہو کر خدمت خداوندی سے بخوبی مشرف ہو بدر نے
نامہ بآواز بلند پڑھ کر سب کو سنایا تمام کفار نے آکر تصویر لاہوتاک کو سجدہ کیا لیکن
صلصال طرف سبائل کے چل چکا تھا بدر نے جواب لکھا کہ خداوند طرف سبائل
کے چلیں یہ بندہ گنہگار بھی مع فوج و قید اہل اسلام حاضر ہوتا ہی اور کام خدا پرستوں کا
بحکم خداوندی تمام کرتا ہی اور بلا شور کو خلعت دیکر رخصت کر دیا بلا شور پھر طرف لاہوتاک
کے روانہ ہوا تھوڑی دور آیا ہوگا کہ اسکے ذہن میں آیا کہ بلا شور صلصال سے ملتے چلو
ایک خلعت وہان سے بھی ہاتھ آئیگا کیا برائی ہی سنا ہی کہ وہ طرف سبائل کے گیا ہے
کچھ خبر سبائل کی بھی مل جائیگی اور اسی وقت طرف سبائل کے روانہ ہوا اتفاقاً ایسے راستے سے
گذر ہوا کہ پہلے سبائل ملا اور لشکر خان اعظم یعنے صلصال کا دوسری جانب تھا بلا شور کے
دل میں آیا کہ دیکھو تو سبائل کا کیا رنگ ہی جس وقت زیر قلعہ پہونچا دیکھا کہ سرداران لشکر
اسلام در قلعہ کا انتظام کیے ہوئے ہیں اور برج سنگ پر مردمان با تیر و کمان بیٹھے ہوئے
ہیں ہر دروازے پر ایک سردار نبرد دست کا پہرا ہی کہ ایک جانب عمرو بن حمزۂ یونانی
دوسرے دروازے پر شاہ سلمان فارسی مع چند پہلوان قوی تیسرے دروازے
پر خود حارث ابن سعد اور سرداران نامی گرامی پایۂ تخت کے وہان پر موجود تھے
غرضکہ ایسا انتظام تھا کہ دشمن کو رسائی یکایک بہت مشکل اور محال تھی بلا شور نے

اُسی وقت صورت اپنی ایک گھسیارے کی بنائی اور گٹھا گھاس کا سر پر رکھ کر لشکر ہاشم مین داخل ہوا
ایک شخص کہ طلایہ پر متعین تھا اُسکے ہاتھ گھاس بیچی اسکا گھوڑا زیر درخت بندھا تھا سایئس وہان موجود
نہ تھا اُسنے جاکر گھوڑے کے آگے گھاس ڈال دی آپ مکھیان ہلانے لگا اتنے مین سایئس آیا اور
بیٹھکر روٹی کھانے لگا گھسیارے نے کہا مین بھی بھوکا ہون سایئس نے روٹی اپنے آگے کی تھوڑی
سی اٹھا دی گھسیارے نے ایک پھل نکالکر اسکو دیا کہ تمنے میرا پیٹ بھرا ہی تو یہ پھل تم کھاؤ دیکھو
تو کیسا لذیذ ہی سایئس نے دیکھا کہ پھل نہایت خوش رنگ ہی مگر نئی صورت کا پھل ہی کہ کبھی ایسا
پھل کیون نہین دیکھا گھسیارے نے کہا ذرا کھائیے تو مزا معلوم ہو سایئس نے کھا لیا گھسیارے
نے پوچھا کیون کیسا مزا تھا اُسنے کہا شیرین تو تھا مگر ذرا تلخ تھا گھسیارے نے کہا اسمین زہر ملا ہوا
تھا یہ تلخی اُسی کی تھی مین تو تیرے مارنے کی فکر ہی مین تھا تو ہمیشہ سے بہت گھاس کی قیمت گران دیا کرتا
تھا میرا نقصان ہوتا تھا سایئس یہ سُنکر کوڑا پکڑکر مارنے کو اٹھا کہ مین تو مر دن ہی گا لیکن
تجھے بھی بے مارے نچھوڑدونگا گھسیارہ بھاگا سایئس دوڑا دو قدم چلا ہوگا کہ بیہوشی نے طمانچہ
مارا سایئس گرا بلاشور کہ گھسیارہ بنا ہوا تھا دوڑکر قریب آیا اور آب رنگ و روغن عیاری
نکالکر اسکی شکل بنا اور اپنی شکل اُسے بنا کر گلے مین گیند عیاری کا ٹھونس کر کنارے ڈال دیا اتنے
مین وہ سوار آیا کہ جسکا گھوڑا تھا وہ خفا ہونے لگا کہ تو نہین جانتا کہ شام کو مین شہر مین جاکر بادشاہ
کی خدمت مین تسلیم شاہزادہ ہاشم کی پہونچاتا ہون ابھی تک گھوڑا نہ تیار کر رکھا بلاشور کہ سایئس
بنا ہوا تھا دل مین خوش ہوا کہ داخل شہر ہونے کی اچھی صورت نکلی ہم تو سمجھے تھے کہ کوئی اور تدبیر بھی
کرنا پڑیگی غرضکہ جلدی سے گھوڑا کسکر حاضر کیا وہ سوار مرکب پر بیٹھکر چلا سایئس ہمراہ رکاب
ہوا جس وقت داخل شہر ہوا لوگون سے حال بادشاہ کا دریافت کیا کہ اس وقت کہان تشریف
فرما ہین معلوم ہوا کہ بہشت مین بیٹھے ہوئے وظیفہ پڑھ رہے ہین سوار در دولت پر گیا اور سایئس
کے سپرد گھوڑا کیا بلاشور نے گھوڑے کو تو وہین چھوڑا اور آپ جہان بادشاہ تشریف رکھتے
تھے ایک خدمتگار کی شکل بنکر وہین کھڑا ہو رہا کہ اتنے مین شاہ نے مہتر خوردک بن گردم مردکو
طلب کیا جب وہ سامنے آیا کہا ای خوردک شاپور شیردل کو بلا لا اور کچھ قسم طعام سے لے آ
خوردک گیا اور شاپور کو بُلا لایا شاپور نے آکر پائے شاہ کو بوسہ دیا بادشاہ رونے لگے شاپور
نے کہا ای شاہ غم کو دل سے اپنے برطرف کیجیے اگر اقبال آپکا یاور ہی اور فضل پروردگار شریک حال
ہی تو اگر یہان بلاشور سے ہزار عیار آئینگے تو ایک فریب مین سب کو گرفتار کر دونگا اور ایک ایک
سیلی مین کام اُن سب کا تمام کر دونگا اور بہ تدبیر لشکر دشمن کو شکست دونگا اور کہا طعام حاضر ہی شاہ نے
شاپور کو دعا دی شاپور سلام کرکے واسطے طعام لینے کے اخی سعید کے مکان کی طرف روانہ ہوا
لیکن بلاشور نے جو یہ کلمات سُنے لرز گیا اور دل سے کہا کہ بڑا ظالم عیار ہی اور تیرے نام کا دشمن
ہو رہا ہی لہذا بہتر یہ ہی کہ پہلے شاپور ہی کو گرفتار کر دن اور عقب مین شاپور نے یہ انتظام اچھا کا
کر رکھا تھا کہ پشت مکان کی جانب ایک کنوان بہت بڑا اور بہت عمیق کھودا تھا دن کو اسکے منھ پر
ایک سنگ رکھ دیتا اور شب کو کھول دیتا تھا اور مکان اخی سعید کا متصل مکان شاپور تھا

بلاشور چڑھ آیا ایک طرف سے کمند مار کر چڑھا دیکھا کہ شاپور مکان میں موجود نہیں ہے پشت مکان کی طرف گیا
اس خیال سے کہ اب اور کہیں چلکر تلاش کرنا چاہیے جیسے ہی کودا چاہ میں جا رہا کنوئیں میں گر کر اسنے
شور کیا اتنے میں شاپور طعام لیکر مکان سے اُٹھی سعید کے نکلا شاپور کے مکان کے پشت کی جانب
سے راستہ مکان شاہی کا واقع ہوا تھا جیسے ہی پشت مکان پر پہونچا آواز سُنی کہ کوئی کہہ رہا ہے بھائیو
دوڑو میں اس کنوئیں میں گر پڑا میں اندھا ہوں راستہ بھول کر اِدھر آ رہا شاپور نے رسی ڈالی بلاشور
رسی کو پکڑ کر چڑھ آیا اور کہا اے شخص خدا تیرا بھلا کرے کہ تو نے مجھے نجات دی شاپور نے کہا تو کون
ہے اسنے کہا راہ گیر ہوں شاپور نے کہا یہاں تک کیونکر آیا کہ کنوئیں میں گرا کہا کہ میں اندھا ہوں
شاپور کو شبہ ہوا میان سے تلوار کھینچی بلاشور نے چاہا شاپور نے ہاتھ پکڑ لیا اور سوچا کہ یہ کوئی عیار ہے
اگر نابینا ہوتا تو اُسے تلوار کھینچنے کی کیا خبر ہوتی پھر چیختا کیوں اور اُسی وقت کمند سے باندھ کر گرم پانی
سے منھ دُھلایا دیکھا کہ بلاشور ہے شاپور نے کہا او ملعون ہمسے اور عیاری دیکھ تو تیری کیا گت
کرتا ہوں کہ تو نے چار بھائیوں کو میرے مارا ہے اور بلاشور کو پیٹتے ہوئے خدمت شاہی میں حاضر
ہوا اور اسنے بہر خوب زدوکوب کی جس وقت سامنے حارث بن سعد کے پہونچا عرض کیا کہ اقبال
حضور کا ایسا یاور تھا کہ میں نے مکر سے بلاشور کو گرفتار کیا اور یہ حاضر ہے شاہ بہت خوش ہوئے
اور فرمایا کہ قتل کر دو اسے شاپور نے خنجر کھینچا بلاشور نے دیکھا کہ اب جان نہیں بچتی کہا اے شاہ کیا
خبر نہیں کہ کتنے سرداران حمزہ صاحبقران قید میں خداوند لاہوتک غول کے ہیں اگر
تم مجھکو قتل کیجیے گا خداوند اُنمیں سے کسی کو زندہ چھوڑے گا کیونکہ لاہوتک مجھے محبوب رکھتا ہے
شاہ کو طیش آیا اور فرمایا کہ اگر مجھکو یہ یقین ہو جائے کہ تیرے قتل کرنے سے میں خود بھی زندہ نہ بچونگا
تو بھی تجھے ضرور قتل کر دونگا اور کہا اے شاپور اسے بالائے برج قلعہ لیجا کر قتل کر دو اور سرا
قلعہ پر چڑھاؤ کہ کفار آئیں تو انھیں دیکھکر عبرت ہو شاپور نے عرض کیا بہت خوب اور
اُسی وقت بلاشور کو سر برج پر لایا اور زیر تیغ بٹھا کر چتر ابدل کر ہاتھ مارا بلاشور نے ایسی
چستی سے ہاتھ بلند کیے کہ تلوار شاپور کی ہتکڑی پر پڑی ہتکڑی کٹ گئی ہاتھ بلاشور کے خلاص ہوگئے
پس فوراً جست کی اور برج قلعہ پر سے اپنے کو گرا دیا اس طرح کہ خندق میں گرا شناوری کر کے
مثل برق چمک کر نکل گیا شاپور نے کودنے کا ارادہ کیا تھا کہ ابوالفتح پاس کھڑا تھا ہاتھ پکڑ لیا
اور کہا تم میں بسبب بیماری کے طاقت نہیں ہے پھر گرفتار کر لیتا لیکن شاپور کو نہایت افسوس
ہوا یہ خبر شاہ کو ہوئی بہت ملول ہوئے لیکن بلاشور وہاں سے بھاگتا ہوا پاس لاہوتک غول
کے پہونچا اور تمام حال بیان کیا پہلے پیغام پدر کا دیا بعد اُسکے انتظام سبائل بیان کیا اور
اپنی گرفتاری کی کیفیت کہی بعد اُسکے خلاص ہونے کا حال مفصل اور مشرح کہا لاہوتک نے
کہا تو اندیشہ اور فکر نکر میں نے اپنی دست قدرت کو نگہبان بنایا ہے اور اسی وقت کوچ
کر کے داخل صحرائے سبائل ہوا شاہ اسلام برسر برج بیٹھے تھے کہ یکایک پردۂ بیابان
سے تتق گرد عظیم بلند ہوا اور سیاہی گرد میں نمودار ہوئی جو خاص علامت کفر تھی فرمایا
شاہ نے کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ گبربچہ آتا ہے ہرکاروں کو واسطے خبر کے روانہ کیا کہ بہت جلد جاکر

اور خبر لاؤ بعد کچھ دیر کے دیکھا کہ گرد شق ہوئی دل گرد سے پچاس ہزار علم کہ پھر ہرے جنکے سیاہ تھے
نشان ایک لاکھ فوج جرار کا نمایاں ہوا اور ہر علم کے پھریرے پر تعریف زمرد شاہ باختری
دلا ہوتک عزل مرقوم تھی جب یہ گذر گئے تو ماہی مراتب جھنڈی بردار برچھی بردار فتر سوار رسالہ
حبشیون کا غرضکہ تمام جلوس سواری کا گذرا بعد اسکے بہشتی چھڑ کاؤ کرتے ہوئے نظر آئے جب
یہ بھی گذر گئے تو دیکھا کہ سولہ فیلان مست پر تخت لاہوتک کا کسا ہوا ہے اور یہ ملعون شیطان
کی صورت اسپر بیٹھا ہوا ہی چتر سر پر پھر رہا ہی تاج رکھا ہوا ہی ہر طرف سے صدائین یا خداوند
یا خداوندی کی بلند ہین داہنی جانب ملک مرداق اور جمشید جابلقا مع فوج کثیر تخت
حمائل شاہ بن زبرجد شاہ مجنون تیغ بند الماس شاہ محیط کوہی فستا ہرمن
قہرمان دیو ہرہ سہمان آدمخوار مع چہل ہزار آدمخوارون کے اور ہمراہ تخت لاہوتک
اکوان چہار دست کہ ایک ہاتھ مین اسکے نیزہ ایک ہاتھ مین تلوار ایک ہاتھ مین گرز ایک
مین کمند ہے اہل اسلام نے یہ جوش و خروش کفار کا دیکھا ترسان ہوئے مگر خدا کو نزدیک سمجھکر
دل کو مضبوط کیا لاہوتک نے آکر بارگاہ مین بپا کروا مین لشکر اترا کہ تمام صحرا بھر گیا
دوسرے روز صبح کو پھر بادشاہ اسلام آکر برج قلعہ پر بیٹھے تھے اور انبوہ کفار دیکھکر
آسمان کو چشم یاس سے دیکھتے تھے کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے دیگر برخاست مگر گرد
تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سرگرد بر آسمان کشیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ یہان تک کہ
بڑھتے بڑھتے وہ گرد قریب آئی اور ہوا نے مارا گرد کو اور گرد نے مارا ہوا کو جب دامن گرد
کا شگافتہ ہوا دل گرد سے صلصال بن دال بن دیو بن شامہ جادو تین لاکھ کی جمعیت
سے نمایاں ہوا اور فوج لاہوتک سے آکر ملحق ہوا لشکر کفار مین طبل شادمانی بجا اہل اسلام نے
دیکھکر کہا کہ یہ کافر بڑھتے ہی جاتے ہین وہ کیا کم تھے کہ اتنے اور آگئے ہنوز سخن در دہان تھا کہ اور
گرد اڑی اور آن واحد مین قریب آکر شق ہوئی بدر بن زلازل حبشی سات لاکھ کی جمعیت سے
پہونچا لاہوتک نے خبر آمد بدر کی سنکر سردارون کو واسطے استقبال کے بھیجا بدر نے
جاکر لاہوتک کو سجدہ کیا اور جانب دست راست بعد اکوان چہار دست کے
جگہ پائی کہ یکایک اور گرد اڑی دونون طرف سے ہرکارے واسطے خبر کے روانہ ہوئے کہ
دیکھیے اب کون آتا ہی اور کس کی کمک آئی کہ اتنے مین گرد قریب آئی اور دل گرد سے
سپاہی جنگلی آواز تکبیر مردانہ کی بلند ہوئی اور بارہ ہزار فیلان مست کہ جھسونڈون پر
انکی تلوارین بندھی ہوئی تھین جب خرطوم کو گردش دیتے تھے برق چمک جاتی تھی دانتون پر
قردلین چڑھی ہوئی عمدگی لشکر کا انتظام جنسے ظاہر تھا نمایاں ہوئے بعد انکے جلوس
سواری گذرا اور ایک فیل زبردست پر رعد ائل خان ہندی ہاتھ مین
گرز یازدہ صدمنی سنبھالے ہوئے نظر آیا پشت پر اسکے بارہ لاکھ فوج ہندیان
زبردست روزگار زنار گلون مین پڑے ہوئے ڈاڑھیان چڑھی ہوئی ماتھون پر
تلک سیندور کے آکر فوج کفار سے ملحق ہوئے سرداران کفار رعد ائل خان ہندی

کو بھی استقبال کر کے لے گئے اب کفار جمع ہین کہ تمام صحرا ہر طرف مملو ہی جدائل خان نے
آتے ہی یہ صلاح دی کہ محاصرہ سبائل کا ہر افسر فوج کرے تو بہتر ہی شاید یہ خدا پرست نکلکر
بھاگین تو جانے سکین اور فوج بھی کشمکش کی زحمت سے بچے سب نے صلاح جدائل خان کی
پسند کی غرضکہ اُسی وقت بادشاہون نے لشکر اپنے الگ کیے اور دروازہ جنوب کی طرف
جمشید جا بلقا مع اکوان چہار دست آکر مقیم ہوا اور باب شمال کی سمت بدرین زلازل
یک چشمی وصلصال قیام پذیر ہوئے پشت شہر پر جو مغرب کا رخ تھا سہمان
آدمخوار و ملک مرواق و حمائل شاہ گئے اور سامنے شہر کے کہ شرق کا رخ تھا
خودلا ہوتاک مع جدائل خان ہندی رہا شب کو سب سردار بارگاہ مین جمع ہوتے
ہین جب دربار برخاست ہوتا ہی تو اپنے اپنے لشکرون مین چلے آتے ہین روز صبح
قلعہ لینے کی ہوتی ہوا اور کوئی تدبیر بن نہین پڑتی دو روز یونہین گذرے تیسرے روز شاپور
نے شاہ لشکر اسلام سے عرض کیا کہ مین واسطے خبر کے لشکر کفار مین جاتا ہون دیکھون کیا مشورے
ہو رہے ہین شاہ نے اجازت دی شاپور صورت اپنی تبدیل کر کے لشکر کفار مین داخل ہوا
سیر کنان دروازہ بارگاہ پر پہونچا دیکھا کہ ایک ہنگامہ ہی جتنے سردار آتے ہوئے ہین انکے آدمی
آتے ہین جاتے ہین شاپور بھی ایک خدمتگار کی شکل بنکر داخل بارگاہ ہوا دیکھا کہ تمام مے خواری
کر رہے ہین جام سے ناب کو گردش ہی شاپور منتظر کھڑا ہی کہ دیکھیے کیا مشورہ ہوتا ہی
یہان تو یہ کیفیت ہی

اب چند کلمہ داستان سہمان آدمخوار کے بیان ہوتے ہین کہ لاہوتک سے وعدہ قتل بدیع الملک کا کر کے روانہ ہوا ہی

ساقیا اس طور سے دے بھر کے اک جام شراب | جسکے پینے سے ہو بدنام بھی نام شراب
ہوش مین اپنے رہا ہو یہ نہ جانے کوئی | خود بخود کرتے ہین سب آپسمین بدنام شراب
وقت پینے کے خمین رہتا نہین ہی کچھ قیام | بس انھین کے واسطے ہوتا ہی بدنام شراب

جس وقت کہ سہمان آدمخوار قریب قلعہ قمر بخش کے پہونچا قلعہ کو گھیر لیا قضا را کار قارن قمر [illegible]
نے اتنی فرصت نہ پائی کہ رب کو قلعہ تک پہونچائے کیونکہ یہ واسطے شکار کے گیا ہوا تھا لاچار [illegible]
مین پوشیدہ ہوا اور لوگون کو واسطے خبر کے پاس کیوان فلک رفعت کے روانہ کیا ادھر قمر [illegible]
جو دیکھا کہ فوج نے قلعہ کا محاصرہ کیا ہی ایک غلام تھا کہ نام اسکا آزاد تھا اُسے واسطے خبر کے پوشیدہ [illegible]
سے پاس کیوان فلک رفعت کے روانہ کیا کہ جا کر کہو کہ جلد دیو دن کو واسطے مدد کے روانہ کیجیے
دشمنون نے نرغہ کیا ہی کہ دیو آکر بدیع الملک کو یہان سے نکال لے جائین آزاد تو اس طرف
روانہ ہوا مگر نور الدہر نے سارن برادر قارن کو قتل کیا تھا کہ ذکر اسکا ایرج نامہ مین ہو چکا ہی
سارن کی جاملہ تھی جب لڑکا پیدا ہوا تو نام اسکا لیس بن سارن رکھا اُسنے جب ہوش سنبھالا
تو باپ کو اپنے پوچھا مان نے اسکی بیان کیا کہ باپ تیرا نور الدہر کے ہاتھ سے مارا گیا یہ
سنتے ہی اُسکے دل مین کینہ پیدا ہوا مگر مصلحت وقت سمجھکر مسلمان بنا رہا اسوقت دشمنی کا

ہو۔ موقع ملا قلعہ سے نکلکر پاس سہان آدمخوار کے آیا سہان آدمخوار نے کہا تو کون ہی اور
کہان سے آیا ہی اسنے کہا تیرا دوست ہون تیری مشکل آسان کرنے آیا ہون سہان آدمخوار
نے استفسار کیا لیس نے کہا کہ اگر تا قیامت محاصرہ کروگے تو قلعہ قبضہ مین نہ آئیگا ایسا استحکام
قارن نے کیا ہی لیکن مین تمہین خبر دیتا ہون کہ قارن واسطے شکار کے گیا ہوا ہی پہلے چلکر اسے گرفتار
کرو بعد اسکے فلان کوہ سے راستہ قلعہ کا بذریعہ نقب ہی اُس سے چلے چلو نہ لڑو نہ بھڑو قلعہ قبضہ مین
آجائیگا سہان نے کہا تم بھی میرے ہمراہ چلو لیس نے کہا مین ساتھ ہون غرضکہ یہ دونون طرف
صحرا کے روانہ ہوئے اور عیارون کو واسطے خبر کے پہلے روانہ کیا کہ خبر لائین قارن کس مقام پر ہی بعد
تھوڑی دیر کے آکر عیار نے عرض کیا کہ قارن درہ کوہ مین بیٹھا ہوا ہی اور زائچہ لیے ہوے علم نجوم سے
کچھ دریافت کر رہا ہی سہان نے آکر کوہ کو چار طرف سے گھیر لیا وہان قارن زائچہ مین بدیع الملک کا
حال دیکھ رہا تھا بعد اسکے ذہن مین آیا کہ کچھ اپنا حال تو دریافت کرنا چاہیے کہ کیا خدا کی ہی جو زائچہ
کھینچکر دیکھا معلوم ہوا کہ کوہ تو چار طرف سے گھرا ہوا ہی فوراً خانہ حیات پر نظر کی معلوم ہوا کہ ستارہ
نحس جو خانۂ حیات سے متعلق ہی ضرور مگر جان سے بچا ہوا ہی صرف قران صعب ہی جس سے یہ پایا جاتا
تھا کہ قید مین رہنا ہوگا بس فوراً مرکب پر مسلح و مکمل بیٹھکر درہ سے نکلا دیکھا کہ کفار چار طرف سے
کوہ کو گھیرے ہوئے ہین اور لیس سہان کے ہمراہ ہی اور بتا رہا ہی کہ وہ قارن کھڑا ہی لیکن
لوگ قارن کو دیکھکر کمندین پکڑکر دوڑے قارن نے تلوار کھینچی اور جھپٹ کر آدمخوارون کو قتل
کرنا شروع کیا ادھر سے کمندین پڑنے لگین قارن نے بہت سی کمندین کاٹین مگر کہانتک آخرکار
اسیر ہوگیا بعد اسکی گرفتاری کے لیس سہان کو اندر درہ کے لایا اور کہا دیکھو یہ سنگ سیاہ جسمین
قلابہ لگا ہوا ہی اسے ہٹاؤ دوسرا نقب کا نمودار ہوگا سہان نے اُس پتھر کو زور کرکے ہٹایا نقب نمودار
ہوئی لیس نے کہا یہی راہ ہی قلعہ قمربخش کی بہت جلد اور بآسانی تمام پہونچوگے نہ لڑو نہ بھڑو بآسانی چلکر
بدیع الملک و قمرچہر کو بھی گرفتار کرلو سہان اُسکے کہنے سے نقب مین اُترا اور روانہ ہوا ادھر جو لوگ
قارن کی گرفتاری کے بعد خبر لیکر ملکہ قمرچہر کے پاس گئے اور تمام حال بیان کیا کہ لیس نے قارن
کو بھی اسیر کروادیا اور سہان کو راستہ نقب کا بتا دیا وہ آتا ہی یہ سنا تھا کہ قمرچہر پہلے تو بسبب اسکے کہ
عورت تھی گھبرا گئی بعد کچھ دیر کے دل کو قوی اور مضبوط کرکے حکم دیا کہ نقب کو اس طرف بہت جلد اور
بہت مضبوطی کے ساتھ بند کردو کہ کوئی ادھر سے آنہ سکے۔ حکم سنتے ہی عیارون نے نقب بند کردی جب
اطمینان ہوا کہ سہان اسطرف سے تو نہین آسکتا بدیع الملک کو تہخانے مین بھیجدیا لوگ بدیع الملک
کو جانے سے تہخانے مین لائے اور کہا کہ آپ یہان سے دن بھر نہ نکلیے گا قارن نے ممانعت کی ہی کہ دن نحس اور بہت
سخت ہین بدیع الملک یہ سب باتین سُنکے چپ ہو رہا یہان ملکہ قمرچہر نے مردانہ لباس پہنا اور اسلحہ جنگ تن
آراستہ کیے اور فیل بند دروازہ پر آکر بیٹھی پل تختہ اٹھوا دیا اور خندق مین آگ روشن کروادی
گولندازون کو بہت کچھ انعام اور اکرام حسب لیاقت ہر ایک کو تقسیم کیا اور بہت خوش ہوکر کہا کہ خوب
انتظام کرو کہ کوئی قلعہ تک نہ آسکے اُسی وقت قلعہ مین خوب انتظام ہوگیا اب سب منتظر حملۂ غنیم کے
ہین یہان سہان آدمخوار مع لیس تیر انداز نقب مین چلا جاتا تھا کوئی نصف نقب طے کی ہوگی کہ

کو سرِ نقب کا جد پایا ابلیس نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ قلعہ مین اس واقعہ کی خبر ہو گئی سمان نے کہا کچھ پروا نہین
ہی یورش کرکے قلعہ پر قبضہ کر لینگے یہ کہکر پلٹا اور نقب سے نکلکر فوج کو ہمراہ لیکر اسی وقت حملہ پر چڑھ
دوڑا ادھر ملکہ قمر چہر فیلبند دروازے پر دوربین لگائے ہوئے بیٹھی تھی کہ دیکھا سمان آدم خوار بلغر
کیے ہوئے چلا آتا ہی جیسے ہی دیکھا کہ زد پر آگیا ہی گولندازون کو حکم کیا اُنھون نے سیدھ باندھ باندھ کر
گولے مارنا شروع کیے ہزارہا آدمی واصل جہنم ہوئے لیکن سمان آدمخوار گرز ہاتھ مین پکڑے ہوئے
سر گردن پر بیٹھا ہوا چلا آتا ہی صورت یہ ہی کہ اگر داہنی جانب گولہ آتا ہی تو سمان بائین جانب ہٹ جاتا
ہی اور اگر بائین جانب آتا ہی تو یہ داہنی طرف آرہتا ہی اگر سامنے آتا ہی تو وار گرز کا کرتا ہی کہ رد ہو جاتا ہی غرض
یہ بڑھتا ہوا چلا جاتا ہی کسی طرح نہین رکتا قلعہ پر سے برابر گولہ برس رہا ہی ہزارہا اُسکے ساتھ والے مارے گئے
کسی کے سینہ پر پڑا کہ مرکب پر سے الٹ گیا کسی کے سر پر پڑا پھر یہ نہ معلوم ہوا کہ سر تھا بھی یا نہین کسیکا مرکب
مارا گیا کسی کا ہاتھ ٹوٹا غرضکہ ایک ہنگامہ محشر خیز برپا تھا کہ سمان گولون کو رد کرتا ہوا لب خندق پہونچ گیا
لیکن وہان شاہزادہ بدیع الملک کو کہ عمر اُسکی چودہ برس کی ہی تہ خانہ مین ملکہ قمر چہر نے بہانے سے بھجوا دیا
کہ ایسا نہو شیر کا بچہ ہی بپھر جائے تو پھر نہ رک سکے گا حریف پر جا ہی پڑیگا مگر آواز توپون کی کان مین بدیع الملک
کے پہونچی پوچھا کہ یہ توپین کیسی چل رہی ہین لوگون نے کہا کہ آپ کی سالگرہ ہی اُس سے بدیع الملک نے
کہا والدہ ماجدہ کہان تشریف رکھتی ہین کہا کسی کام مین ہونگی انعام وغیرہ تقسیم کر رہی ہونگی کہا مجھے
اُنکے پاس لے چلو لوگون نے کہا وہ منع کر گئی ہین کہ میرے پاس نہ لانا ایسا نہو کہ ناراض ہو جائین
بدیع الملک نے نہ مانا اور نکلکر تہ خانہ سے باہر آیا قلعہ مین بھی قمر چہر کو نہ پایا بالائے قلعہ آکر پہونچا
دیکھا کہ فیلبند دروازے پر لباس مردانہ پہنے نقاب منہ پر ڈالے ترغیب دے رہی ہین اور ایک
پہلوان زنگی کہ دہن اُسکا مثل غار عمیق کے ہی لب خندق آپہونچا ہی قلعہ پر سے گولہ برس رہا ہی
بدیع الملک نے جلدی سے اسلحہ طلب کیا قمر چہر نے منع کیا کہ مت دینا اُسوقت بدیع الملک نے
یورش جانے کا ارادہ کیا ناچار اسلحہ جنگ حاضر کیا بدیع الملک نے موزے پہنے خود سر پر رکھا زرہ
جسم مین آراستہ کی ڈھال پشت پر لگائی تیغ کمر مین نیزہ ہاتھ مین استوار کرکے دروازہ قلعہ پر آکر
کہا دروازہ کھول دو لوگون نے منع کیا اور قدمون سے لپٹنے لگے کہ آپکے نانا صاحب کو کیا منہ دکھائینگے
بدیع الملک نے سب کو جھٹک کر دروازہ خود کھول دیا اور قلعہ سے باہر نکل آیا اور ڈانٹا کہ او ملعون
تو کون ہی اور کیون آیا ہی خبردار آگے بڑھنے کا ارادہ نکر نام ہم بدیع الملک بن نور الدہر بن بدیع الزمان
بن صاحبقران ہین سمان ہنسا اور کہا مین تو تیری ہی تلاش مین یہان تک آیا تھا اب مجھے قلعہ مین
جانے کی کیا ضرورت ہی اور نیزہ بدیع الملک پر مارا بدیع الملک نے نیزہ کو نیزہ سے رد کیا طعن چلنے لگی
آن واحد مین بدیع الملک نے نیزہ سمان کا ہوائی کیا سمان نے تلوار ماری بدیع الملک نے
تلوار سمان کی رد کرکے ہاتھ تیغ آبدار کا مارا کہ گھوڑا سمان کا مارا گیا سمان مرکب سے زمین پر
گرا اہل قلعہ نے کہا ای شہریار اب یہ گرجانے نہ پائے لیکن بدیع الملک نے ہاتھ کو روک لیا اور
کہا کہ مین بے بس کو نہین مارتا کفار آئے اور سمان کو اُٹھا لے گئے اور دوسرے مرکب پر بٹھایا
سمان نے نعرہ کیا کہ اب اس لڑکے کو زندہ نچھوڑنا کہ خداوند کو اسکی ذات سے اندیشہ ہی

یہ جانے نہ پائے کفار نے بدیع الملک کو گھیر لیا ہر طرف سے کمندیں پڑنے لگیں قمر چہر یہ رنگ دیکھکر گھبرا گئی
بال زلفوں کے کھول دیے صحیفۂ ابراہیمی سر پر رکھکر مصروف مناجات ہوئی کہ خداوندا یہ ایک ہی
بچہ ہی میرا اس نور نظر کو چشم زخم زمانہ سے محفوظ رکھیو وہاں بدیع الملک کی یہ کیفیت ہی کہ جس پر ہاتھ
تلوار کا مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے کسی کو بالاے ہوا اچھال دیا جب گرنے لگا تو ہاتھ تلوار کا
مارا چہار تنگ ہوائی کا تھا لیکن نرغۂ کفار بڑھتا چلا جاتا ہی کچھ لوگ قلعہ سے بھی نکلے ہیں چاہتے ہیں
کہ شاہزادہ کو بچائیں مگر انھیں اپنی ہی جان بچانا دشوار ہی کہ آدمخوار پچھاڑ پچھاڑ کر کھائے جاتے ہیں
اک شور و ہنگامہ برپا ہی کہ پردۂ بیابان سے یکایک بگولہ گرد کا اُٹھا کہ گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ یکایک
وہ گرد قریب پہونچکر شق ہوئی دل گرد سے نقابدار سیہ پوش با یازدہ ہزار سواران جنگی اگر پہونچا اور
کفار کو قتل کرنے لگا جس سے معلوم ہوا کہ یہ اہل اسلام کا طرفدار ہی اور سہان آدمخوار کو للکارا سہان
اژدہ پشت تنگ پکڑ کر نقابدار کی طرف چلا تھا کہ بدیع الملک نے دیکھا للکارا کہ او سہان کدھر جاتا
ہی تو میرا شکار ہو چکا ہی خبردار کہ میں آیا اور گھوڑا ڈال دیا لشکر میں ادھر سیاہ پوش نے جلدی کی کہ میں
ماروں سہان کو جب دیکھا بدیع الملک نے کہ سیاہ پوش بہت تیز یان کر رہا ہی آواز دی بدیع الملک
نے کہا اے نقابدار تو بڑا محسن ہی کہ میری جانب سے شریک جنگ ہی مگر میرے صید پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ
اچھا نہ ہوگا یہ کہتا ہوا قریب سہان کے پہونچ گیا اور سہان نے بزور تمام اژدہ سر پر بدیع الملک
کے مارا ادھر نظر قمر چہر کی پڑی تڑپ گئی کہ خداوندا اس گبر کے ہاتھ سے میرے فرزند کو بچانا بس ادھر تو
سہان نے اژدہ مارا ادھر شاہزادے نے تلوار کا وار کیا کہ اژدہ کے دو ٹکڑے ہوئے اور پھر وہیں سے
دوسرا ہاتھ مارا کہ سہان کے مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے لاش اُسکی گری کہ زمیں ہلگئی یہ معلوم ہوا
کہ کوہ گران گر پڑا لشکر سہان میں غوغا بلند ہوا کفار لاش سہان کی لیکر بھاگے اور بدیع الملک
نے پیچھا کیا یہانتک سرحد قمرینہ سے بھگا کر پلٹا نقابدار کس ہاتھ بدیع الملک کا دیکھکر متحیر ہوا لیکن
بدیع الملک دیکھتا تھا کہ لیس برلہ سہان کے اہل اسلام سے لڑ رہا ہی جس وقت سہان قتل ہوا
تو یہ بھی بھاگا بدیع الملک نے پیچھے اُسکے گھوڑا ڈالا اور کمند مار کر اُسے گرفتار کیا قارن قمر بین
کو قید کفار سے رہا کیا اور با فتح و فیروزی میدان سے پھر کر قلعہ میں آیا سر سہان آدمخوار کا قلم کر لیا
تھا خوشی سے قمر چہر کو نذر دیا قمر چہر نے جیسے ہی آواز بدیع الملک کی سنی سجدۂ شکر سے سر اُٹھا کر
گلے سے لپٹا کر اسقدر رو دی کہ بیہوش ہو گئی جب ہوش آیا ہزار ہا منتیں جو مانی تھیں انھیں ادا
کیا لیکن بدیع الملک نے قارن سے کہا کہ لیس اس دشمن کا شریک تھا میں نے اُسے قتل
نہیں کیا کہ تمھارا بھتیجا ہی گرفتار کر لیا قارن نے کہا یہ قابل قتل ہی بدیع الملک نے پوست
اُسکا کھنچوا کر دار پر چڑھوا دیا بعد اُسکے تیراندازی کر کے لاش اُسکی سر راہ پر لٹکوا دی اور قارن سے
کہا کہ ان لوگوں کو جو ہم سے لڑنے آتے ہیں ہم سے کیا عداوت ہی قارن نے جزو کل لاہوت غول کا حال
بیان کیا اور کہا کہ اے آپ سے وجہ عداوت کی یہ ہی کہ نجومیوں نے کہا ہی کہ باعث زوال سلطنت
لاہوت بدیع الملک ہی اسوجہ سے اُسنے اس آدمخوار کو بھیجا تھا جو کہ آپکے ہاتھ سے مارا گیا اور
سائل پر چڑھائی کفار کی ہی وہاں ناموس صاحبقرانی اور بادشاہ اسلام وغیرہ سب نے بدیع الملک سے کہا

مین ابھی سبا ئل پر جاکر اُس غول بچے کو مارونگا اور سارا نقشہ لکھ کر اُتار دونگا قارن نے کہا انشاء اللہ تم آپ
ہی کر دوگے مگر ابھی وہ وقت نہین آیا ہی بدیع الملک نے دیکھا کہ یون یہ لوگ جانے نہ دینگے علی الخصوص
قمر چہر سے بمصلحت کہدیا کہ بہتر ہی مین نجاؤنگا جب تم کہوگی تب ہی جاؤنگا دوسرے روز قمر چہر سے
رخصت پاے شکار طلب کی قمر چہر نے کہا اے فرزند تمھارے دشمن بہت ہین تم شکار پر نجاؤ بدیع الملک
نے کہا کہ قریب کے صحرا مین جاؤنگا دور نہ جاؤنگا آپ نہ گھبرائین ما سوا اسکے لوگ بھی تو ہمراہ ہونگے
قمر چہر نے ناچار اجازت دی اور چار ہزار آدمی واسطے حفاظت کے ساتھ کر دیے بدیع الملک
جانب صحرا روانہ ہوئے دور تک نکل گئے مگر کہین قیام نکیا لوگون نے پوچھا کہ اے شہریار اکثر صحرا راستہ
مین ملے کہ جنمین شکار بہ افراط تھا مگر آپ نہ تھمے آخر کہان پہونچکر شکار کھیلیے گا بدیع الملک نے جوابدیا
کہ انشاء اللہ سبا ئل پر پہونچکر کفار کا شکار کھیلونگا یہ سُنکر سب گھبرائے اور عرض کیا کہ یہ اجازت ہم لوگون
کو نہین ہی کہ جہان آپ جائین وہان جانے دین صرف سیر شکار کھیلکر پلٹ چلیے اور ہم حفاظت جان
کے لیے ساتھ ہین بدیع الملک نے کہا پھر اتنا ڈرتا ہی تم مین کہ مجھے نہ جانے دو اور روک لو سب نے
عرض کی کیا مجال بدیع الملک نے کہا پھر کیون نہ تم سکتے ہو چپکے چلے آؤ اگر جنگ سے ڈرتے ہو تو پلٹ جاؤ
مین بغیر کفار کو سبا ئل پر سے ہٹائے ہوئے نہین پلٹنے کا سب مجبور ہوئے عرض کیا جو آپ کی خوشی ہم سب
جان نثار موجود ہین بدیع الملک جزیرہ مار گیر کی طرف سے سبا ئل کی طرف روانہ ہوا وہان قمر چہر نے
دو روز کی اجازت بدیع الملک کو دی تھی تیسرے روز بہت پریشان ہوئی آخر کار ہرکارون سے معلوم ہوا
کہ بدیع الملک سبا ئل کی طرف روانہ ہو گیا اور کسی کے روکے نہ رکا قمر چہر نے یہ سنتے ہی کلیجہ پکڑ لیا اور
رونے لگی اتنے مین سُنا کہ کیوان فلک رفعت آتے ہین قمر چہر باپ کی تعظیم کو اٹھی جب کیوان فلک رفعت
سامنے آئے پوچھا بدیع الملک کہان ہی قمر چہر نے رو رو کر سب کیفیت باپ سے بیان کی کیوان نے
کہا آخر کسکا بیٹا ہی کچھ اندیشہ نکرو خدا اسکا ہر کام مین مددگار ہوتا ہی قمر چہر نے کہا آپ جائیے اور ابھی
اُسے راستے سے پھیر لائیے کیوان اسی وقت مع قارن قمر بین طرف سبا ئل کے عقب بدیع الملک مین
روانہ ہوا تین شبانہ روز منزل نکی کہ ایسا نہو بدیع الملک پر کوئی آفت پڑے لاہوتک تو اسکے نام کا
دشمن ہو رہا ہی چوتھے روز ایک صحرا مین پہونچکر قیام کیا ہرکارون کو واسطے خبر کے روانہ کیا وہان بدیع الملک
نے بھی بعد تین روز کے قیام کیا تھا سیر و شکار مین مصروف تھا یہ خبر ہرکارون نے کیوان کو پہونچائی کیوان
اُسیوقت مع قارن کے پہونچا بدیع الملک نے دیکھا کہ ایک بگولا گرد کا اُٹھا اور اُس بگولے پر ہزار ہا طائر
سایہ فگن ہین اور وہ بگولا بڑھتا چلا آتا ہی یہانتک کہ قریب آکر شق ہوا بدیع الملک نے
کیوان فلک رفعت و قارن قمر بین کو دیکھا کیوان کو سلام کیا قارن نے بدیع الملک کو سلام
کیا ملاقات ہوئی بدیع الملک نے کہا آپنے کہان قدم رنجہ فرمایا کیوان نے کہا اے فرزند مان تمھاری رو رو کر
جان دیے دیتی ہی مین تمھین لینے آیا ہون بدیع الملک نے کہا کہ مین تو اب سر لاہوتک غول کا لیکر
واپس ہونگا یون تو پلٹنے کی قسم ہی مادر مہربان سے عرض کیجیے گا میری طرف سے کہ مین قسم کھا چکا ہون اگر
پروردگار کو دوست رکھتی ہین تو میرے پلٹنے کی امید مین بیٹھی رہین جب خدا لائیگا آکر ملونگا اگر مجھے خدا سے
زیادہ دوست رکھتی ہین تو کافرہ ہین مین کافرہ سے محبت نہین رکھتا جب کیوان نے دیکھا کہ بدیع الملک کسی طرح

نہیں مانتا تو انگشتری سلیمان علیہ السلام انگلی سے اتار کر بدیع الملک کو پہنا دی اور کہا حافظ حقیقی نگہبان ہے
یہ کہکر رخصت ہوکر قلعہ قمر بخش میں آیا وہاں سے قمر چہر کو لیکر طرف ہفت منظر کے روانہ ہوا آگے دیکھیے کیا ہوتا ہے

لیکن اب چند کلمہ داستان لاہوتک غول اور اہل اسلام کے بیان ہوتے ہیں

ساقیا جام سرخ رنگ پلا
سامنا اب جو ہی مقدر سے
اور بسر خون کو ہو جس سے بلا
ہکلوں کس طرح دست جبر سے
کشتی کو ادھر بڑھا ساقی
ہمہ شکلیں پڑی ہیں لڑائی کا
بیچ میں ہیں ہجوم غم ہر سو
پار بیڑا مرا لگا ساقی
دشمن ہے تیغ آزمائی کی
غرق بحر الم ہوں تا بہ گلو

محا صران قلعہ معانی و لشکریان فوج خوش بیانی اشہب کلک کو صفحۂ قرطاس پر یوں جولان دیتے ہیں کہ
بہتر شاپور شیر دل بارگاہ لاہوتک غول میں بصورت مبدل کھڑا ہوا ہی کفار جمع ہیں لاہوتک غول
تخت پر جلوہ افروز ہی داہنے ہاتھ کی جانب اکوان چہار دست بدر بن زلازل حبشی الماس شاہ محیط
کوہی قاہر بن قہرمان دیو ہرہ دیگر سرداران ملک مرواق وغیرہ و نگلون کرسیون پر بیٹھے ہیں بائیں سمت
صلصال بن وال بن دیو بن شماس جادو وجدائل خان ہندی و مجنون تیغ بند وقہر بن تردین
اسلحہ و سلحہ وغیرہ باقی سرداران لاہوتک وحائل بن زبرجد شاہ یہ سب بیٹھے ہیں تمام بارگاہ ان گبران
نابکار سے مملو ہی ذکر قلعہ گیری کا ہو رہا ہی لاہوتک پوچھ رہا ہی کہ قلعہ کیونکر لے لینا چاہیے ہر ایک اپنی
اپنی رائے بیان کرتا ہی مگر کوئی رائے قرار نہیں پاتی ہی اتنے میں جدائل خان ہندی نے کہا کہ یا خداوند
میرے پاس دوازدہ ہزار فیل جنگی تیار ہیں انکو قریب خندق کے بھیجنا چاہیے اور خس و خاشاک بوروں میں
میں بھروا کر پاس فیلوں کے رکھ دینا چاہیے کہ وہ خندق میں خرطوم سے پھینکتے جائیں جسوقت خندق برابر ہو جائے
یلغار کرکے قلعہ میں گھس چلیں سب نے اس رائے کو پسند کیا لاہوتک نے کہا من از قبل خلقت خود ہمین نقارہ
کردہ بودم اور اسی وقت نقارہ رزمی بجا شاپور یہ ترکیب سنکر نہایت پریشان ہوا اور اسیوقت واسطے خبر کے
خدمت میں شاہ اسلام حارث بن سعد کے حاضر ہوا اور قصد کفار کا بیان کیا شاہ نے سلمان فارسی کو بلا کر
اور عمرو بن حمزہ یونانی اور ہاشم تیغزن سب سے یہ کیفیت بیان کی سب پریشان ہوئے اور توکل پروردگار
پر کرکے نقارہ بجوا دیا تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی جسوقت زمانہ شب کا برطرف ہوا اور پردۂ شب
سے خورشید سحر نے روئے روشن اپنا ظاہر کیا تارے مارے شرمندگی کے آسمان میں غرق ہو گئے خورشید زر
چہرہ زریں لیے ہوئے مشرق سے برآمد ہوا جو نگے نسیم بہار کے چلے طائر مصروف زمزمہ سرائی ہوئے
اہل اسلام نے نماز صبح سے فراغت کی شاہ اسلام برج قلعہ پر متمکن ہوئے اودھر لاہوتک غول ملعون
تخت پر بیٹھا اکوان چہار دست چاروں ہاتھوں میں حربے لیے ہوئے ہمراہ تخت داہنی جانب اور
حائل شاہ وجمشید جا بلقا بائیں جانب ملک مرداق والماس شاہ محیط کوہی باسرداران خود ایک
طرف اور صلصال ایک سمت بدر بن زلازل ایک طرف جدائل خان ہندی دوازدہ ہزار فیل جنگی ہمراہ لیے
ہوئے اور خود بھی فیل سیاہ پر سوار کہ خرطوم اسکی سفید تھی نہایت زبردست فیل گرز پانزدہ صد منی پر چہ کوہ
ہاتھ میں استوار لیے ہوئے نمایاں ہوا جب سب کفار میدان میں پہونچ گئے تو پہلے صفیں باندھیں
بعد اسکے جدائل خان مع دوازدہ ہزار فیل جنگی اور ہر فیل پر سو سو بورہ خاک کا لدا ہوا سب کو
لیے ہوئے بر لب خندق پہونچا اہل قلعہ نے گولے مارنے ایک آدم فیل کام آیا باقی سب

لب خندق پہونچ گئے اب گوڑے کی زد بھی نہ باقی رہی اور فیلون کو اُسنے سیدھا کیا تھا اُنھون نے سونڈون سے
اُٹھا کر بورے خندق مین ڈالنا شروع کیے اُدھر چہار طرف سے کفار ہجوم کرکے چلے یہ رنگ دیکھکر اہل اسلام
گھبرا گئے اور دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے کہ اے معبود کارساز اے رب بے نیاز
اس وقت بیکسی مین سوا تیرے کون ہے ان کفار کو پست کر بحق ابراہیم علیہ السلام یہ سب تو دعا مین مصروف
ہین فیلون نے اسقدر بورے ڈالے کہ خندق پٹ گئی اور کفار بھی یلغر کرکے نزدیک قلعہ آ گئے قریب
ہے کہ جدائل خان گرز سے پھاٹک توڑکر داخل ہو کہ اہل اسلام نے بلبلا کر دعا کی اور دریاے رحمت الٰہی
جوش مین آیا کہ پردہ بیابان سے تتق گرد عظیم بلند ہوا اور صدا فیلون کے چنگھاڑنے کی آئی آن واحد مین
وہ گرد قریب آکر شق ہوئی اور دل گردے نے تانے فیل کہ ہر فیل پر ایک علم ہر علم کے پھریرے پر صنعت الٰہی
تعریف رسالت پناہی مرقوم تھی جب یہ گذر گئے تو ماہی مراتب وغیرہ سب جلوس سواری کا گذرا اور
لندھور بن سعدان گرد فیل میمونہ پر بیٹھا ہوا گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو جیسے کوہ ستر دسے
من کی ضرب ہاتھ مین نمایان ہوا۔ دریلغر تعبہ یہ دیکھا اور خیال کیا کہ جدائل خان قریب ہے کہ پھاٹک
قلعہ کا توڑے وہین سے لندھور نے نعرہ کیا کہ تمام صحرا لرز گیا جدائل خان کا دل ہل گیا پلٹ کر جو دیکھا
تو لندھور کو باعظمت شان پایا جدائل خان حیران ہو کر سے تو مین نے اندھا کر دیا تھا آنکھین اسکی
کیونکر روشن ہوئین مگر مجبور قلعہ پر سے پھرا اور فیل کو بڑھا کر سامنے لندھور کے آکر لگا دونون ہمہ یہ معلوم ہوا کہ
دو کوہ ملگئے فیل جدائل خان کا فیل میمون کی ٹکر کھا کر چیخ اٹھا لندھور نے کہا او جدائل خان ناشدنی تونے
میرے ساتھ اتنی بڑی دغا کی دیکھ خداوند کریم ایسا قادر مطلق ہے کہ آنکھین پھر دین آنکھین عطا فرمائین جدائل خان
نے جواب دیا کہ خداوند لات اعلے اور منات سے مینے نے دی ہونگی اب وخدا ے نادیدہ کا نام لیتا ہے یہ سنکر
لندھور کو نہایت طیش آیا مگر ضبط کیا کہ پیش دستی طریقہ اہل اسلام کا نہین ہے آواز دی کہ اے بیہودہ بکنے
مین یہ چاہتا تھا کہ اب بھی تو راہ راست پر آجائے مگر معلوم ہوا مجھے کہ تقدیر تیری دامنگیر ہے شیطان پیچھا تیرا تا بہ
دوزخ نہ چھوڑیگا ضرب بہادری کی کہ مجھے تمنا نہ رہجائے جدائل خان نے نیزہ مارا لندھور نے نیزہ ہاتھ سے
جدائل خان کے ہوا کیا جدائل خان نے گرز کو سر پر چرخ دیکر دودستی ضرب سر پر لندھور کے لگائی
لندھور نے گرز پر روکا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی کہ دونون سے پرکالہ آتش کے نکل گئے جگر زمین
ہول سے شق ہو گیا تتق گرد بلند ہوا فیل میمونہ گھٹنون تک غرق زمین ہو گیا یہی ایسا
فیل تھا کہ گرز ضرب جدائل خان کا سہ گیا ورنہ دوسرا فیل ہوتا تو کمر ٹوٹ جاتی لندھور تو دو
خاک مین پنہان ہو گئے جدائل خان نے آواز دی کہ در دو بست کردم لیکن فوراً لندھور گرد سے نکلے جدائل خان
نے سنبھلنے نہ دیا دوسری ضرب ماری لندھور نے اُس ضرب کو بھی رد کیا ابھی سنبھلنے نہ پایا تھا کہ جدائل خان
نے تیسری ضرب ماری ایکی فیل میمونہ چیخ اٹھا تین ضربون کے تنگ سنبھالے لندھور نے دیکھا کہ یہ نامردی کر رہا ہے
اپنے ہی وار کیے جاتا ہے بس ایکی مرتبہ گرد سے نکلے تو گرز کو سر پر چرخ دیتے ہوئے اور آواز دی کہ
خبردار ہوشیار ہو تو جوان ہے مین ضعیف ہون لیکن دیکھون تو کیونکر تو اس ضرب کو روکتا ہے اور بقوت
تمام جیسے شیر غالب کفر شکن امیر کو گرز مارا تھا دودستی گرز جدائل خان کو۔ جدائل نے گرز کو چہرہ کی پناہ لی
لیکن گرز لندھور جو پڑتا ہے یہ معلوم ہوا کہ آسمان ٹوٹ پڑا فیل نے چیخ ماری اور کمر سکی ٹوٹی ہاتھ

جدائل خان کے لگا رائے دونوں گرز سر پر جدائل خان کے گرے اسطرح پر کہ گرز خود مین خود کاسہ سر مین سر گردن مین گردن سینہ مین سینہ شکم مین شکم فیل مین فیل نقش زمین ہوگیا خون کا فوارہ بلند ہوا گرد بلند ہوا اور لندھور نعرہ کیا کہ رزم و بست کردم عیار جدائل خان کا دوڑ کر آیا اور بالی کے چھینٹے دے دے کر گرد کو بٹھاتا تو اک چبوترہ سا بنا ہوا تھا نہ فیل محسوس ہوتا تھا نہ جدائل خان کا پتا تھا وہ یہ دیکھکر خاک اُڑانے لگا کفار یہ شوکت لندھور کی دیکھکر لرز گئے کسی کو بڑھنے کی جراءت نہ ہوئی لاہوتک طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا در قلعہ سبا اُس پر نقارہ شادمانی بجا بادشاہ اسلام مع بارگاہ وغیرہ قلعہ سے باہر آئے لیکن بعد مارے جانے جدائل خان کے تین لکھ ہندی تو بھاگ کر لاہوتک کے لشکر مین چلے گئے اور نو لاکھ لندھور سے ملے اب لشکر لندھور کا اٹھارہ لکھ ہوگیا لندھور نے آکر بادشاہ کی قدمبوسی حاصل کی بادشاہ نے نوازش فرمائی اور حال پوچھا لندھور نے سب کیفیت اپنی سنتے ہو کر قید ہونے کی اور بعجزہ جناب ابراہیم علیہ السلام اور بینا ہونے چشم کی اور حال سب بیان کیا بادشاہ اسلام کا پوچھا کہ کہان ہیں علی الخصوص ایرج و نور الدہر کو یہ زور بازو جہانگیر اب بادشاہ اسلام نے تمام سرگذشت ان کے اسیر ہونے کی کہی لندھور امیر کو یاد کرکے بہت روئے بادشاہ نے فرمایا آزادی لندھور کی خوشی اب واجب ہوئی کیونکہ نظر کردہ ہوئے ہیں اور دعوت کی بزم عیش واسطے لندھور کے آراستہ ہوئی ہر طرف چراغان ہوا تمام صحرا مین درخت تمامی سے منڈھے گئے قندیلین آویزان ہوئین لشکر مین چراغان جدا بارگاہ مین صحبت رقص جدا ہوئی سب اسرور رحمت مین جام مئے ناب کو گردش ہی جوانان قوی آتش فین مست شراب پیے ہوئے جھومتے ہین رقاصان پری چہرہ حاضر ہین غزلین عاشقانہ گارہے ہین کہ ہر ایک کو وجد کا عالم ہے غزل

جنا وہ غیر کے خاطر جو لینے والے ہین
کہ نخل باغ تمنا کے پھلنے والے ہین
ہوا ہے وصل میخانہ کون سا یکسر
سبو لا کے لیا یا سنبھلنے والے ہین
ہجوم شوق سے جو ہو چکے محبت مین
کہ وہ بادۂ الفت کے چلنے والے ہین
بہا ہے دل سے نکلتے ہیں یہ ارمان
عجب مہک سے ہین آج اچھلنے والے ہین
نہ دیکھو وصل کی شب جیسے شمع و پروانہ
دل اُن متون کے جلاکب پگھلنے والے ہین

جناب شیخ اجل بن آپ بدلنے والے ہین
تو ہم بھی رنگ محبت بدلنے والے ہین
یہ نے سبب نہین بل ترے گیسوئے پیچان
کہ جوش شوق مین شیشہ اُبلنے والے ہین
ہمارے نام سے لگ رانگی عدو کی تک
فرور وہ صف اُدن نکلنے والے ہین
بنا ہے یک بیک نکلا ہے سنا
وہ شکوے ہین کہ زبان سے نکلنے والے ہین
ابھی نہین ہے خبر خون دل ہوا کسکا
حلال رہنے بو نہین جو کہ جلنے والے ہین

گرد رہ کو چرخ الفت کی چلنے والے ہین
پکارتی ہے بہار شباب کی آمد
کہ آج زہر یہ کالے اگلنے والے ہین
لگا کے آج بجھایا ہے درد فرقت نے
وہ آج ایک نئی چال چلنے والے ہین
اشارے کرتی ہین مست نازکی نظر
نگاہ جا گھڑی مین بدلنے والے ہین
خوشی کرینگے خم مے کو توڑ کر واعظ
حنا تو مل چکے وہ ہاتھ ملنے والے ہین
جلاتے ہین نہین بے خوف آرزو جو جو

غرضیکہ جہان تو یہ ہنگامہ گرم ہے لیکن مہتر شاہ تیر دل کے ذہن مین یہ بات آئی کہ ابھی کچھ خبر لینا چاہئیے کہ اب لشکر کفار مین کیا ہورہا ہے یہ سوچکر بصورت تبدیل طرف لشکر لاہوتک کے روانہ ہوا بارگاہ لاہوتک مین جا کر دیکھا کہ تمام سرور نے جدائل خان کا افسوس کرتے ہین لیکن صلصال دست بہ تیغ ہو کر کہتا ہے اے منہ خان اعظم یا خدا وند میرے نام پر صاف جنگ بجے کل عوض خون جدائل خان کا لندھور سے لونگا اسی وقت نقارہ نبردی پر چوب پڑی شاہ تیر نے آکر شاہ اسلام کو آگاہ کیا فرمایا ہمارے یہان بھی نقارہ ایزدی بجتا ہے اور بازی جنگی بجے لندھور صلصال سے کم نہین ہین اسی وقت توپخانہ رعد شکوہ جوش و خروش

کوئی امر طے نہیں پایا تھا کہ باہم یہ صلاح ٹھہری کہ شاپور شیر دل کو لانا چاہیے کہ اُسکی عقل بہت تیز ہے اور جوان بھی ہے سب نے یہ صلاح کر کے شاپور شیر دل کو طلب کیا جسوقت شاپور آیا سب نے تعظیم کی اور بعد حرمت مقام صدر پر بٹھایا جام شراب پیش کیا شاپور نے جام پیا اُسوقت سب نے کہا اے شاپور تمھاری عقل ماشاء اللہ ہم سب سے نہایت سلیم واقع ہوئی ہے تم کہو کہ رہائی سرداران کے بارہ میں کیا فکر کرنا چاہیے شاپور نے کہا کہ میرے نزدیک تو بہتر یہ ہے کہ سب لشکر سے نکلکر کسی صحرا کو چلے جائیں اکثر تاجر لشکروں میں آیا کرتے ہیں بس جو قافلہ آتا ہو اُسکے ساتھ ہم بھی بصورت تاجران لشکر کفار میں دوکانیں لیں وہاں سے کد و کوشش میں معروف رہیں جب موقع پائیں سرداروں کو چھڑائیں سب نے ہاتھ شاپور کے چومے اور کہا سبحان اللہ اسی سے ہم سب نے اپنی عقل پر تجھے فوقیت دیا تھا غرضکہ اُسیوقت اسباب تجارت پوشیدہ طور سے قلعہ سے نکال کر طرف صحرا کے لے گئے سات روز تک قیام کیا اتفاقاً آٹھویں روز ایک قافلہ جانب ظلمات سے آیا تھا اور لشکر لاموتک کو جاتا تھا یہ سب سوداگر اُسکے ہمراہ ہو لیے اور داخل لشکر لاموتک ہوئے پرویزین ہرمز کے لشکر میں دوکانیں لیں اور اسباب تجارت رکھکر بیٹھے جسوقت شب ہوئی تو مہتر شاپور شیر دل دوکان سے چلا گیا دوسرے روز دیکھا کہ شاپور اندر سے دوکان کے نکلا پوچھا سب نے کہ اے مہتر مہتران کیا تم نے سحر بھی یاد کیا ہے کہ کل گئے تھے دو دن کے باہر اور نکلے اندر سے شاپور نے کہا میں نے اس دوکان کے اندر سے اپنے مکان تک نقب لگائی ہے بعد اسکے سب مشورہ کر کے جدا جدا بوقت شب تلاش میں سرداران اسلام کے روانہ ہوئے لیکن کسی سردار کا پتا نہ لگا اب یہ معمول ہو گیا کہ تمام دن تو دوکان پر رہتے ہیں اور رات کو سرداروں کی تلاش کرتے ہیں ایک روز ارزق بن زرد زرہنگ ختنی عیار دوکان پر فتاح کشوری کے کہ سوداگر جواہر کا بنا ہوا تھا اور مہتر الماس اپنا نام مشہور کیا تھا آیا اور پوچھا کہ عمدہ مروارید ہیں فتاح نے کہا کہ میرے پاس دو مروارید ہیں کہ فقط کشوری لینا بھی مطابق انکے نہ نکلیں گے بلکہ کسی نے نام بھی نہ سنا ہوگا ارزق نے کہا کیا نام اُس موتی کا فتاح نے کہا در کشتری کہتے ہیں ارزق کے ہوش اُڑ گئے کہ اس نام کا موتی نہ سنا تھا کہا جلد دکھاؤ فتاح نے کہا یہ بہت بیش قیمت موتی ہیں ارزق نے کہا جو کچھ مانگو گے دونگا فتاح نے کہا ابھی دھوپ سے چلے آتے ہو جواہر کو پرکھنا آسان نہیں اندر آؤ بیٹھو شراب پیو جب مزاج درست ہو تب دیکھو ارزق نے دلمیں کہا کہ یہ مرد سوداگر نہایت مردم شناس معلوم ہوتا ہے اور پر دوکان کے آیا بیٹھا فتاح نے خادم کو کہا وہ شراب وکباب لایا ارزق نے شراب پی کباب کھائے اور عیار بھی ساتھ ارزق کے تھے سب نے شراب پی اتنے میں آواز کراہنے کی آئی ارزق نے پوچھا یہ کون کراہتا ہے فتاح نے کہا بھائی میرا بیمار ہو گیا ہے اُسکے بچنے کی توقع نہیں ارزق نے پوچھا کیا مرض ہے جواب دیا ترقی سودا کی ہے اور حرارت اسکو ... معلوم ہوتی ہے ارزق نے کہا میں کسیقدر علم طب سے بھی آگاہ ہوں مجھے تو دکھاؤ فتاح نے کہا اٹھیے اور اندر حجرے کے پہنچا جس دوکان میں کہ مریض تھا بعد ارزق کے وہ عیار جو کہ اُسکے ساتھ تھے وہ بھی حجرے میں داخل ہوئے دیکھا کہ ایک شخص زمین پر پڑا ہوا کراہ رہا ہے ارزق نے نبض پر ہاتھ ڈالا مریض نے ارزق کا ہاتھ پکڑ لیا فتاح نے کہا دیکھیے سنبھلے ایسا نہ ہو کہ یہ آپکو زک دے دیوانہ ہو رہا ہے میں نہیں جانتا ارزق نے کہا کہ تم نے کیا مجکو موذی کا سمجھا ہے کہ ایک اتنا سا بیمار مجھے زک پہنچائیگا فتاح چپ ہو رہا مریض نے ارزق کے ایک طمانچہ مارا کہ آپے سے باہر آگیا بس اسی عالم میں مریض نے نعرہ کیا کہ منم مہتر شاپور

شیر دل اور مار کر کمند ارزق کو پکڑ لیا اور نقب کی راہ سے روانہ ہوا اور جو عیار کہ ارزق کے ہمراہ تھے یعنی
مہتر چالاک بن عمرو و ابوالفتح وغیرہ نے گرفتار کر لیا شاپور نے سبکو لا کر اپنے مکان میں قید کیا اور پھر حسب معمول
سب دوکان پر آ کر بیٹھے وہان یہ ذکر ہو رہا تھا کہ بدریسے پھر اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے جب زمانہ
شب برطرف ہوا ہواے صبحدم چلنے لگی گردان لشکر اپنے اپنے رسالون پلٹنون سمیت آ کر بعزم آراے کارزار
ہوے اسطرف لاہوتک غول با فواج کثیر میدان میں آ کر قائم ہوا اسطرف شاہ اسلام بعید شوکت
و احتشام آ کر میدان میں صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال صلصال کے لشکر سے
شیداز ترک میدان میں آیا مبارز طلب کیا لندھور نے ارادہ کیا کہ مین نکلون ہاشم تیغ زن نے جلدی
کی اور مرکب کو جھکا کر سامنے تخت شاہی کے آیا مجرا کیا اجازت خواہ میدان کارزار ہوا شاہ نے فرمایا جاؤ حافظ حقیقی
نگہبان ہو اور جامہ خلعت فتح و نصرت عنایت ہوا ہاشم جام بیکر بادہ گرگ پر بیٹھ کر عازم میدان کارزار ہوے
شیداز ہاشم کو آتے دیکھ کر تگاور زن ہوا ادھر سے ہاشم تیغ زن تگاور زن ہوے کسیرین اٹھین چنگاریان
چھٹین مرکب شیداز کا چھ قدم اور گھوڑا ہاشم کا حسب معمول تین قدم بیٹھا ہوا اسل سل کر ہوا دونون گورا نون میں
ایک نے دوسرے کا سامنا کیا شیداز نے نیزہ لسینہ ہاشم پر مارا ہاشم نے نیزہ کو نیزہ پر روکا طعنین چلنے
لگین کوئی گیارہ طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ ہاشم نے نیزہ ہاتھ سے شیداز کے ہوائی کیا شیداز نے گرز مارا
کہ سات سے من کی ضرب تھی ہاشم نے گرز شیداز کا سپر پر روکا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی چنگاریان نکلین
پھول سپر کے چھوٹ پڑے جواب میں گرز کے ہاشم نے بھی گرز مارا شیداز نے گرز کو ہاشم کے اپنے گرز پر لیا
تڑاقا ہوا غلغلہ فلک تک گیا کمر مرکب شیداز کی ٹوٹ گئی شیداز مدہوش ہو گر پڑا گو زور ہاشم نے کم
زدم و پست کردم کفار دوڑے ہوے آئے اور شیداز کو اٹھا لے گئے ہاشم نے پھر مبارز طلب کیا
مجنون تیغ بند لاہوتک سے اجازت لیکر میدان میں آیا بعد گفتگوے بسیار یہ ٹھہری کہ مجنون نے کہا
اے پسر حمزہ تمھیں بھی لوگ تیغ زن کہتے ہیں اور میں بھی تیغ زنی میں مشہور ہون میرے تمھارے صرف ہو [illegible] لڑائی
ہے اور نیزہ بازی تو تم خدا پرستون پر ختم ہے یہ کہکر میان سے تلوار کھینچی اور اسطرف ہاشم تیغ زن نے بھی تلوار
کھینچی دونون ہاتھ پھکیت تھے چوٹین چلنے لگین لڑتے لڑتے ایک مقام پر تلوار نے مجنون کی سپر کو ہاشم کے
روچہ قلعہ کا نامو گا کہ فوراً شاہزادے نے جھپک دی تلوار مجنون کی ٹوٹی واہ واہ کی صدا دونون لشکر دن
سے بلند ہوئی مجنون خفیف ہوا اور دوسری تلوار کھینچی پھر رد و بدل ہونے لگی ہاشم نے یہ تلوار بھی بیک دیگر
توڑی مجنون نے اور تیغ طلب کی عیار آ کر پھر دو تلواریں دے گیا ایک کو مجنون نے زیب کمر کیا اور ایک سے پھر
لڑنے لگا سب لشکر دیکھ رہا ہے کہ دونون ہاتھ کے پھکیت ہیں دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے تب ہاشم نے تھکلی ماری کہ
قبضہ کے پاس سے تلوار مجنون کی کٹ گری دن بھر تلوار چلی اب شام قریب ہے کہ ایک مقام پر ہاشم نے
کمر بنا کر جو سر کا وار کیا تلوار خود پر بیٹھی پیمانہ مغفر سے مثل قطرۂ آب کے گذر کر کاسہ سر میں چار انگل در آئی مجنون
نے داستانہ مارا تلوار جھٹکا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی مجنون بیہوش ہو گیا ہاشم نے کہا بیعیار
اسے لوگ دوڑے ہوے آئے اور مجنون کو اٹھا لیگئے شام ہو چلی تھی کہ طبل بازگشت بجا دونون لشکر
میدان سے پھرے لاہوتک داخل بارگاہ ہوا سب کفار جمع ہوے مجنون کا علاج ہونے لگا صلصال
کا زخم اچھا ہو گیا تھا اسنے اپنے نام پر طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر اہل اسلام کو ہوئی یہ سبان

نقارہ رزمی جوش وخروش مین آیا پھر دونون طرف تیاری جنگ کی ہونے لگی تمام رات ہر طرف لشکرون
مین حاضر باش وناظر باش کی صدائین بلند رہین جب سفیدۂ سحری نے روے سیاہ فلک پر غازہ پھیرا نور مہر جہانتاب
ہر طرف چمکا طایر مصروف زمزمہ سرائی ہوے پیک صبا نے آکر خبر جنگ بہار وخزان پہونچادی دونون لشکر میدانین
آکر با عدد گر صفین باندھکر مستعد جنگ ہوے نقیب کر کا شنا کر نکل گئے تھے کہ صلصال بن دال بن دیو
بن شمامہ جادو دلاہو تک غول سے اجازت لیکر میدان مین آیا سراپا دکھایا ہاتھ نیزہ کے نکالے خوب
خوب پسینہ مین غرق ہوگیا اسوقت مرکب کو روک کر نیزہ زمین پر گاڑ دیا بعد چند ساعت کے نعرہ کیا کہ
باش ای گروہ خداپرستان منعم خان اعظم آئے جسکو تمناے مرگ وآرزوے قضا ہو یہ سنتے ہی پیرانی
ہڈیون مین حرارت پیدا ہوئی سنکیفون کی بجر کرکت نے جوش کیا بقول شاعر ؎ جوانی زبان پیری جوش ہوتا ہے
جھڑکتا ہی چراغ صبح جب خاموش ہوتا ہے ؎ شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی اپنے مرکب صبا رفتار کو اڑا کر شاہ اسلام
سے حسب دستور اجازت لیکر مقابل صلصال ہوا اور فرمایا کہ کیا بکتا ہی ہین میدان ہین چوگان ہین گوے
از حربہ بہادری کا صلصال نے کہا کہ بیشک تم جہان دیدہ ہو تم سے لڑائی کا مزا آئیگا اور سب تو میرے
سامنے کے بچے ہین فی الواقعی سن اسکا دوسو برس کے قریب ہی کیونکہ ابتداء نوشیروان نامہ سے برابر لڑ رہا ہی
الغرض صلصال نے نیزہ مارا عمرو بن حمزہ نے نیزہ نیزہ پر روکا طعنین چلنے لگین ایک مقام پر عمرو بن
حمزہ نے نیزہ اسکا ہوائی کیا صلصال نے گرز مارا عمرو بن حمزہ نے گرز صلصال کا سپر پر روکا یہ معلوم
ہوا کہ پہاڑ پھٹ پڑا مگر عمرو بن حمزہ بھی دوسرے امیر ہین وار صلصال کا اسطرح رد کیا جیسے کسی چھوٹے
پہلوان کا حربہ صلصال نے کہا خیر مگر نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمال بازی تلوار بازی راست بازی
یہ کہکر تیغ کمر سے کھینچکر وار کیا عمرو بن حمزہ نے تلوار کو ضامن دیکر وار صلصال کا پشت شمشیر پر روکا واقع
یہ ہے اگر شمشیر ضامن نہوتی تو تلوار صلصال کی بغیر کاسہ سر تک پہونچے ہوے دم نہ لیتی سپر کے دو ٹکڑے
ہوے بس یہ دیکھکر بوڑھا شیر بھر گیا عمرو بن حمزہ کو غیظ آیا اور جواب مین اسکے تلوار ماری صلصال نے بھی
سپر بلند کی اور تلوار کو ضامن دیا لیکن تلوار نے سپر کے صاف دو ٹکڑے کیے تلوار کو بھی قلم کیا خود پر بیٹھی
عمرو بن حمزہ نے جھٹکا مار صلصال نے دیکھا کہ تلوار نے شمشیر وسپر دونون کو کاٹا خود پر آئی اب جان کی خیر نہین سر پیچھے
کو کھینچا سپر بھی تلوار تا دوا بروا اترکر نکلی وہان سے سر مرکب پر گری گردن مرکب قلم ہوئی صلصال مع مرکب غلطان
وپیچان گرا یہ حال دیکھکر قہر بن شرویلن مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا اور صلصال کو میدان سے پھیرا اور آپ
مقابل ہوا نیزہ بازی مین عمرو بن حمزہ نے نیزہ ہاتھ سے قہر کے نکال دیا گرز کو بھی رد کیا نوبت تلوار کی پہونچی یہ بھی مثل
صلصال کے زخمی ہوا یہ رنگ دیکھکر شامت آئی شیداز ترک کی کر کل ہاتھ سے ہاشم کے بچ گیا تھا ضرب
گرز سے بیہوش ہوگیا تھا جلدی سے مرکب کو چمکا کر مقابل ہوا اور برس پڑا تلوارین مارنے لگا عمرو بن حمزہ اسکے وار
روکتے چلے جاتے ہین جواب نہین دیتے مسکرا رہے ہین کہ یہ کون سی لڑائی ہے جب بہت دیر کے بعد یہ
تھکا تب خبردار خبردار کہکر تلوار ماری شیداز نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا بھلا عمرو بن حمزہ کی تلوار سپر شیداز سے
کب رکتی ہی سپر کو صاف قلم کرکے خود پر گری خود کو کاٹتی ہوئی دو بلغہ غرق جبین زرہ ٹوپ کو دو کرتی ہوئی
زمین مین غرق ہوگئی اور شیداز کے چار ٹکڑے ہوے یہ کاٹ تلوار کا عمرو بن حمزہ کی دیکھکر کفار
لرزگئے اور شاہ اسلام فرمارہے تھے کہ دیکھو ماشاء اللہ اس بڑھاپے مین بھی کیا قوت ہے غرض کہ

شام ہو گئی طبل بازگشت بجا شاہ اسلام زر نثار کرتے ہوئے عمرو بن حمزہ کو بارگاہ مین لائے لیکن لاہوتک غول
جو میدان سے پھرا بارگاہ مین آیا دربار سویرے سے برخاست کرکے براے عیادت خیمہ صلصال مین آیا دیکھا
کہ سر مین پٹی بندھی ہوئی ہے اور صلصال کراہ رہا ہے کہ عمرو بن حمزہ کے مقابلہ مین مقابلہ صاحبقران کا لطف
اٹھ گیا لاہوتک نے پوچھا کہ کئی روز سے ازرق عیار کو نہین دیکھا صلصال نے کہا بازار گیا تھا جب سے
آیا ہی نہین بلاشور نے کہا مجھے گمان ہوتا ہے کہ شاپور نے اُسے گرفتار کرلیا اسلئے کہ یہ مین خوب جانتا ہون
عیاران اسلام لشکر مین موجود رہتے ہین وہان عیاران لشکر اسلام نے شام ہوتے ہی حسب معمول دوکانین
برخاست کین اور تلاش مین زندان خانہ سرداران اسلام کے نکلے تمام لشکر مین ڈھونڈھا کہین نہ پایا ناچار
خیمہ لاہوتک کی جانب آئے کہ اُسے ہی اسیر کرلین تاکہ زور اپنا ثابت ہوجائے یہ تصویر کرکے خیمہ لاہوتک مین آئے
خیمہ کو خالی پایا شاپور نے کہا صبح قریب ہے اب واپس جانا چاہئے مگر خالی پھرے تو کیا اگر سردارون کو نہ چھڑایا
اور کفار کو نہ گرفتار کیا تو مال کفار کیون چھوڑین پس تمام مال و اسباب بارگاہ لاہوتک کا سب نے باندھا
اور دوکان پر آکر نقب کی راہ سے سب مال و اسباب قلعہ مین بھیجدیا لیکن لاہوتک جو خیمہ صلصال سے
پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا عجب واقعہ دیکھا کہ پلنگ تک سونے کو نہین ہے کہان وزدان قدرت آکر سب اسباب
لے گئے بلاشور نے کہا سوا شاپور کے دوسرے کا یہ کام نہین ہے بدر بھی لاہوتک کو پہونچانے آیا اسے یہ
دیکھکر غصہ معلوم ہوا اپنے نام پر طبل جنگ بجوادیا یہ خبر لشکر اسلام مین ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا
تھوڑی سی رات تو باقی ہی رہی تھی آن واحد مین ختم ہوگئی جسوقت شاہ خاور بصد کر و فر تخت نیلم پر تیغہ
خط شعاع ہاتھ مین لیکر جلوہ افروز ہوا اور خسرو زنگبار شب شکست فاش اُٹھاکر مع فوج انجم گریزان ہوکر
ملک مغرب مین قیام پذیر ہوا لاہوتک غول مع لشکر میدان قتال مین آیا اور لشکر اپنا قائم کیا ادھر سے
شاہ اسلام برآمد ہوئے جب دونون لشکرون کی صفین بندھ گئین تو بدر بن زلازل یک چشمی سامنے تخت
لاہوتک کے آیا اجازت خواہ میدان ہوا لاہوتک نے کہا جا تجھے دست قدرت کے سپرد کیا بدر سجدہ کرکے
بارہ گرم مرکب پر بیٹھکر میدان مین آیا اور پکارا کہ باقی اے گروہ خداپرستان تم خوب جانتے ہو کہ تلوار
میری موجہ ہوائے اجل ہے جسے تمنائے مرگ اور آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو یہ سنا تھا
کہ لندھور بن سعدان گرد کو غصہ آیا اور جس فیل پر سوار تھے اُسی کو بڑھاکر شاہ سے اجازت لیکر
مقابل بدر آئے اور آواز دی کہ کیا لاف و گزاف کر رہا ہے لا حربہ بہادری کا اور نیزہ تانا بدر نے کہا مین
خداپرستون سے سوا تلوار کے دوسری لڑائی نہین لڑتا لندھور نے نیزہ ہاتھ سے رکھکر گرز تانا بدر نے کہا
گرز سے بھی نہ لڑونگا لندھور نے کہا کہ ایک شرطے مین تلوار کی لڑائی لڑتا ہون وہ یہ کہ تو خفتان مع بند
اُتار ڈال یہ سنکر بدر نے گھوڑا ملاکر گرز سر فیل لندھور پر مارا کہ سر فیل پھٹ گیا اور وہ چیخا لندھور نے
جست کی کہ فیل سے علیحدہ ہون بدر نے کمند ماری کہ دو حلقہ اُسکے گردن مین لندھور کے پڑے بدر نے
جھٹکا دیا تو لندھور نے گرتے گرتے دو حلقہ کمند کے جو ہاتھون مین اور بچے تھے توڑے اور کمند اپنی بالقوت تمام
بدر پر ماری کہ تین حلقے گلے مین بدر کے پڑے جھٹکا دیا بدر گرا لندھور نے چاہا کہ کمند اپنی گلے سے دور کرکے
سر بدر قلم کرون کفار نے دیکھا کہ اب بدر پر تیغا یلغار کرکے دوڑ پڑے اور لندھور کو گھیر لیا جب دیکھا
لندھور نے ادھر گھر گئے بدر سے ہاتھ اُٹھایا کفار کو قتل کرنا شروع کیا کفار نے بدر کو چھڑوا لیکر

سوار کیا لیکن لندھور کو تنہا دیکھ کر بادشاہ نے لشکر اسلام کو اشارہ کیا سب دوڑ پڑے اُدھر لاہوتک
مع اپنے لشکر اور جمشید جابلقا اپنی فوج سمیت حمائل شاہ ملک مرداق صلصال وغیرہ یہ سب آکر
غٹ پٹ ہو گئے تلوار چلنے لگی شمشیر صاعقہ بار کی چمک سے خرمن ہستی کفار جلنے لگا کسی طرف گرزین اچھل
رہی تھین مرغ روح اسیر دام صیاد اجل ہو رہے تھے کہین عمود گران سر کچل رہے تھے مغرورون کے کاسۂ سر
کچل رہے تھے کہین نیزہ اپنی راستبازی سے طعن کر رہے تھے کسی طرف سے کمانون کی کڑکنے کی صدا بلند
تھی لوگ سہمے جاتے تھے کہین گوشۂ امن وامان کا نہ ملتا تھا نشانہ تیر اجل تھے سر خودسرون کے ٹھوکرین کھاتے
تھے ہزارہا کاسۂ سر پامال سم اسپان ہو رہے تھے میدان کارزار مین دریاے خون جاری تھا عرصۂ وغا گلنار گون
ہو رہا تھا الغرض تا شام اسقدر کشت وخون ہوا کہ ملک الموت کو قبض روح مین تکلف ہوا چار ہزار اہل اسلام
عازم گلگشت جنان ہوئے اور بیس ہزار کفار واصل جہنم ہوئے شام کو جنگان نے طبل امان بجوایا دونون لشکر
علیحدہ ہو کر اپنی اپنی آرامگاہ پر آئے لیکن لاہوتک غول جسوقت داخل بارگاہ ہوا سب سردار ساتھ ساتھ
آئے لاہوتک تخت پر بیٹھا سردار اپنے اپنے دنگلون اور کرسیون پر مقیم ہوئے کہ جنگان کی رگ مادر بختائی
جنبش مین آئی لاہوتک سے کہا کہ یا خداوند یہ حمزہ ابرست ہو اگی قید مین ہین انھین کسواسطے رکھ چھوڑا ہی
کہ کوئی آکر چھڑا لیجائے اور جسطرح یہ آج خود بے بس ہین کل ہمین عاجز اور بے بس کرینگے لازم یہ ہے کہ انھین قتل کیجیے
لاہوتک نے ملک مرداق و مجنون تیغ بند وغیرہ کی طرف اس نظر سے دیکھا کہ تمھاری کیا راے ہے ان
دونون نے بھی یہی مشورہ دیا کہ قتل ہی کر ڈالنا مناسب ہے بدر نے بھی کہا کہ مین پہلے ہی قتل کر ڈالتا مگر آپ کا
حکمنامہ صادر ہوا اسوجہ سے مجبور ہو گیا اور قتل سے باز رہا لاہوتک نے کہا کہ اچھا کل مین سب اسیرونکو دربار
مین طلب کرونگا اور کہونگا کہ سجدہ کرو جو مانیگا اسے رہا کر دونگا ورنہ قتل کر ڈالونگا یہ خبر تمام لشکر مین پھیلی عیاران
اسلام بشکل ماکیہ بدل لشکر لاہوتک غول مین موجود تھے یہ خبر وحشت اثر سنکر گھبرائے لیکن [illegible] شیر دل نے کہا کسی
کی کیا مجال ہے جو سرداران لشکر اسلام کو قتل کرے دیکھون تو اس قصد کی آج ہی شب کو کیسی سزاے معقول دیتا
ہون یہ کہکر اسی وقت اپنے انتظام مین مصروف ہوا جسوقت شب ہوئی اور مرغ زرین بال آفتاب آشیانۂ
مغرب مین جا گزین ہوا گلشن انجم پر تازگی آئی معشوق اپنی اپنی خلوت گاہ درست کرنے لگے کہین صحبت رقص وغنا شروع
کہین عابدون نے مساجد مین شب بیداری کے قصد سے وضو کرکے تسبیحین ہاتھون مین لے کر بیٹھے آواز
الصلوۃ بلند ہوئی کوئی ہجران کشیدہ خیال معشوق مین بستر غم پر پڑا ہوا اختر شماری کر رہا ہے بقول شاعر

شب وصال وہ سر رکھ کے جنپر سوتے تھے ۔ تڑپ رہا ہون وہ تکیے لگائے ہوئے

غرض کہ ہر شخص اپنے اپنے رنگ
مین ہے لاہوتک غول ملعون نے اس خوشی کا جشن کیا ہے کہ کل خدا پرستون کو قتل کرینگے لشکر مین ہر جگہ چراغان ہو رہا
بارگاہ مین صحبت رقص وسرود کی برپا ہے تمام سردار تیغ بند مین جام بادۂ ناب گردش مین ہے رقاصان پری چہرہ
بعد ناز وادا ناچ گانے مین مصروف ہین کوئی ماہ وش عمری پہ خیال سے اپنا ہنر دکھاتی تھی کوئی پری پیکر
یہ غزل عاشقانہ گاتی تھی

غزل

بجز ایذا انھین کیا اہل ستم دیتے ہین
کر جفا دوست کو ایذا بھی یہ کم دیتے ہین
خط محبوب دکھا کر یہ کہا قاصد نے
نامہ کر شوق سے ایدل جو قلم دیتے ہین
ذکی مرات یہ جانباز جو دم دیتے ہین
دیکھیے کسکا گلا یعنی اسی عاشقی مین
لے کے تیغ مشق یہا ہم یہ قدم دیتے ہین
وہ مین مانع کو اجازت تجھے ہم دیتے ہین
ان حسینون نے نہ چھوڑا کوئی پہلوی ستم
آج بیٹھے ہے کاکل مین وہ خم دیتے ہین
ابتدا کرنے مین عاشق الفت یہ

ہاتھ میں آنکے جب اُستاد قلم دیتے ہیں
خوش ہوں ہر رنج میں لیکن یہ کبھی شکوہ نہ کرے
بے مبارک ہو لشا بیت تجھے ہم دیتے ہیں
خون بہا اب کوئی ناز کسی گردن سے کیا لے
واسطہ مجھکو خدا کا یہ صنم دیتے ہیں

ای خوشا بخت کہ سینے پہ ہی زانو انکا
کر دہ غیر دن کی خوشی کیلیے غم دیتے ہیں
کیا ستم ہے کہ وہ لیتے ہیں جگر میں چٹکی
جان لیتے ہیں تو جاگیر علام دیتے ہیں
آرزو انکا یہ مطلب ہے کہ غم کھا کے مرے

لطف کیا کہ دم آخر یہ ستم دیتے ہیں
خواب میں آکے وہ کہتے ہیں کہ جاگا تو اگر جب
اور پھر مجھکو تڑپنے کی قسم دیتے ہیں
اب جو زنار میں لوں تو ہو شاید کفر
زیر جب ہاتھ میں لیتا ہوں قسم دیتے ہیں

غرضکہ محفل کا عجب رنگ ہے سمان بندھا ہوا ہے ہر شخص عالم وجد میں جھوم رہا ہے یہان تو یہ عالم ہے اور یہ خبر لشکر اسلام میں پہونچی کہ کفار نے جشن کیا ہے شاہ اسلام نے فرمایا کاہے کا جشن ہے عیار نے عرض کیا کہ کفار کا ارادہ ہے کہ کل سرداران جو انکی قید میں ہیں انھیں علف تیغ ستم کریں یہ سنتے ہی شاہ کا مزاج برہم ہو غیظ کا یارا نہ فرمایا کہ ہمارے لشکر میں بھی فرمان پہونچایا جائے کہ سب تیاری جنگ کریں جسوقت کہ یہ کفار سرداران اسلام کے قتل کا ارادہ کرینگے اسیوقت انھیں پامال کردونگا غرضکہ سب سردار مع بادشاہ اسلام یہان آمادۂ مرگ سیلۂ قضا بیٹھے ہین اور ادھر جشن ہو رہا ہے مگر عیاران اسلام اپنی اپنی فکر میں ہین جسوقت زلف لیلاے شب تا بکمر پہونچی یعنے نصف اللیل کا وقت آیا تو شاپور شیر دل نے سب عیارون سمیت ایک مردانہ طائفہ تیار کیا اور خود یک پیر مرد بنکر سب کے ساتھ ہو اکر اس قسم کی عیاری کرنے سے شاپور کو اکراہ ہی چنانچہ دروازۂ بارگاہ لاہوتک پر آکر ڈھولک پیٹنا شروع کی اور سب تالیان بجائین شور و غل بلند ہوا لاہوتک نے چوبدار سے کہا کہ دیکھو تو یہ شور و غل کیسا ہو رہا ہی وہ گیا اور آن وحد میں آکر عرض پیرا ہوا کہ کچھ بھانڈ دروازہ پر کھڑے شور و غل کر رہے ہین اور کہتے ہین کہ ہم بیابان عجائب کے رہنے والے ہین خداوند کا نام سنکر یہانتک پہونچے ہین غضب ہے کہ خداوند کے در پر سے مایوس پھر جائین لاہوتک نے کہا بلالو انھین کچھ دیلائے رحمت خداوند جوش پر ہے چوبدار نے جاکر دربانون سے کہا کہ حکم خداوند ہے انھین آنے دو سب کے سب یہ مژدہ سنکر خوشی خوشی داخل بارگاہ ہوے وہ طائفہ جو بجا رہا تھا موقوف کیا گیا اور انسے کہا گیا کہ جو کچھ کمال تمھین آتا ہو وہ دکھاؤ سبھون نے عرض کیا بہت خوب اور سازندون نے ساز ملائے بھانڈون نے بیس بیس گز کی چیلین سر سے لپیٹین تالیان بجانے لگے اور ایک کشمیری نے ناچنا گانا شروع کیا یہ چالاک بن عمرو تھا اسنے گت ناچ کر یہ غزل شروع کی

غزل

نگاہون سے پھر یہ گمان ہو رہا ہے
کہ وہ دل میں اگر نہان ہو رہا ہے

دکھایا ہے دل ایک زمانے کا اسنے
اُسی کی طرف آسمان ہو رہا ہے
ستانے کو میرے کوئی دن دشمن بنکر
کہ آخر کوئی خم جان ہو رہا ہے
ذرا اپنے دل کو سنبھالے رہین وہ
تڑپنے کا انکو گمان ہو رہا ہے
وہ سفاک نکلا ہے کس گلی سے
مرے ضبط کا امتحان ہو رہا ہے

جہان سنتے شور و فغان ہو رہا ہے
لگائے ہوں درد محبت کو دل سے
دل مضطرب میں نہان ہو رہا ہے
ابھی دل سے کھینچی تھی اک سوز ان
کہ درد محبت بیان ہو رہا ہے
مراد دل جہان لو رنگ رخ سے
کدھر الامان الامان ہو رہا ہے
اُچھلتا ہے دل آرزو جگنون میں

بڑا دہ جو ظلم کرنے کو ہے پھر
عدو میرا آرام جان ہو رہا ہے
چلو جاؤ بس ہو چکی سیر بسمل
جدھر دیکھتا ہوں دھوان ہو رہا ہے
دھڑکتا ہے دل ہجر کے ڈر سے میرا
کہ ہیئت بدل کر عیان ہو رہا ہے
کلیجا وہ بیٹھے ہوے مل رہے ہیں
ذرا ذکر اسد تم کہاں ہو رہا ہے

غرضکہ ایسا گایا کہ سب بیخود کر دیا بعد اسکے فتاح کشوری جو نقال بنا ہوا تھا روپ بدل شکل ایک مسافر کی بنکر آیا اور بعد لطیفہ کہنے کے کہ جو بھانڈون کا دستور ہے بیان کیا کہ مین ایسا ایک سحر زدہ سادھو ہی ست

سیکھ کر آیا ہون کہ چاہون تو سب ہنسنے لگین اور چاہون تو سب رونے لگین اگر خداوند لاہوتک غول اجازت
دین تو کمال اپنا دکھاؤن لاہوتک نے ہنسکر کہا کہ تم لوگ آزاد ہو جو چاہے کرو سلام کرکے بیٹھ گیا اور جھوٹ موٹ چوکہ
وغیرہ سے کر اگیاری سلگا کر رائی اور سرسون کے دانے پڑھ پڑھ کر جلانا شروع کیے اور کہا لاہوتک کیطرف دیکھکر یا خداوند
جس شخص کو آپ فرماوین اسپر سحر کرون ہر شخص کی خدمت مین بے ادبی نہین کر سکتا لاہوتک نے بجگان کی
جانب اشارہ کیا کہ اسے پہلے ہنساؤ فتاح نے اپنے ہاتھ پر ایک لفظ بیہودہ لکھکر بجگان کو دکھایا اور جھوٹ موٹ
جنتر منتر کرکے ہاتھ بجگان کے سامنے کیا وہ بے ساختہ ہنس پڑا سب نے تعریف کی فتاح نے سبکو سلام کیا
بعد اسکے کہا دیکھیے خداوند اب ملک جی کو رولاتا ہون اور ہاتھ مین تھوڑا پانی لہسن کا لیکر اسمین تھوڑا عطر واسطے
بو کم ہونے کے آمیز کیا اور جھوٹ منتر پڑھکر چھینٹے منھ پر بجگان کے مارا ایک آدھ بوند جو آنکھ مین جا پڑی آنسو ٹپکنا تار بندھ گیا
سب حاضرین محفل بجگان کی حالت پر ہنس رہے ہین کسی کی نظر اصل امر پر نہین بلکہ تعریفین ہو رہی ہین
انعام مل رہا ہے کہ سحر کی اچھی نقل کی خوب حکمتین یاد کی ہین یہ نقل ختم ہونے پائی تھی کہ مہتر برق فرنگی
صورت ایک نازنین کی بنکر ہاتھ مین تھال لئے ہوئے اسمین کچھ سامان بوجاہات کا بغل مین بوتل دوسرے ہاتھ
مین جام آکر بعد کرشمہ و ناز رقص کرنے لگا نظر بدر کی جو پڑی فریفتہ ہو گیا اسکو یقین ہوا کہ عورت ہے لاہوتک نے
کہا یہ تو قابل ساقی گری کے ہے اس سے کہا کہ تم شراب پلانا جانتی ہو اسنے عرض کیا کہ خداوند مین نے زندگی بھر مین
یہی تو سیکھا ہے اور اسمین کمال رکھتی ہون کہیے تو ایک جام مین غم کا نشہ ہو اور کہیے تو خم کے خم پلادون اور سر رہی نہو
سب حیران ہوے کہ یہ اچھی صفت ہے اور اشتیاق پیدا ہوا اس سے کہا کہ ساقی گری کر برق کہ نازنین بنا ہوا تھا
ناز و انداز سے جام ہاتھ مین لیے ہوے اشعار پڑھتا ہوا رقص کرتا ہوا سامنے لاہوتک کے آیا اور یہ شعر پڑھکر جام پیش کیا

ساقی منھ سے اگر لگا تو پیو کا نشہ شراب کا | رخ سے عیان جلال رہے آفتاب کا

لاہوتک نے مسکرا کر جام ہاتھ سے
نازنین کے لیا اور بے اندیشہ پی گیا اسیطرح برق نے کئی جام دیے اور لاہوتک پیتا چلا گیا مگر کچھ نشہ نہ معلوم ہوا البتہ اسکے
ایک ایک جام برق نے سبکو پلا دیا مگر یہ کیفیت کہ مزا تو شراب کا اور نشہ بالکل نہین بعد اسکے لاہوتک نے کہا اب
ایک جام ایسا پلاؤ کہ غم کا نشہ ہو جاے نازنین نے کہ اپنا کمال ظاہر کیا تھا اور ایک ایک جام بعد انتظام سبکو
پلایا بعد اسکے ناچنے مین مصروف ہوئی سازندون نے ساز ملائے اور ادھر فتاح کشوری کہ ساحر بنکر آیا تھا لخلخے اگیاری کر کے
بہت سی بیہوشی سلگا دی مگر بارگاہ بہت بڑی تھی اثر کما حقہ نہ پہونچے تیز ہوا چل رہی تھی جتنے لوگ اسکے رخ پر بیٹھے تھے وہ
سب سوگئے اور ادھر برق نے ہر ایک ساغر مین ڈھائی مثقال بیہوشی پلا دی تھی سب پر اثر بیہوشی طاری ہے مگر گانا
جو ہو رہا تھا تو سب جھوم رہے تھے کہ یکبار لاہوتک گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا کہ مجھے گرمی معلوم ہوتی ہے ساتھ
اسکے سب اٹھے اٹھتے ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا اور لاہوتک گرا سب سنبھالنے کو دوڑے جو چلا لڑکھڑا کر
گرا یہانتک کہ آن واحد مین سب ڈھیر ہوگئے بس شاپور اپنے مقام سے اٹھا اور سب سردارون
کے کپڑے اتار کر برہنہ کیا چند سردار جو بہت بڑے نہین تھے قتل اسلحہ و سیلہ کے کئی ناکین کاٹین
کسی کا کان تراشا حسب لیاقت سبکو سزا دی اور ایک رقعہ لکھکر پاس لاہوتک کے ڈالدیا بلکہ ہاتھ مین
باندھ دیا جسکا مضمون وقت پر ذکر ہوگا اور تمام مال و اسباب لوٹ کر پشت بارگاہ چاک کرکے سب راہی ہوگئے اور
تمام مال نقب کے راستہ سے قلعہ مین پہونچا دیا اور خود حسب معمول دوکان پر آکر بیٹھ رہے لیکن وہان جو
سب کے سب بیہوش پڑے تھے تو صبح کے وقت جنگے ایک نے دوسرے کو برہنہ دیکھا پہلے ہنسا بعد اسکے

جب اپنے کو بھی اسی حالت مین پایا تو کمال شرمندگی ہوئی کسی نے چاندنی اٹھا کر لپیٹی اور کسی نے قنات پھاڑ کر
لنگوٹی باندھی جو بعد کو جنکے انکو کچھ نہ ملا بس ایک ہاتھ آگے ایک ہاتھ پیچھے سب شرمندہ عالم حیرت مین کہ یہ
کیا واقعہ ہے استے مین بلاشور کہ نہایت گستاخ تھا اور لاہوتک اسے بہت دوست رکھتا تھا بے اجازت
بارگاہ مین آیا تو یہ کیفیت دیکھی کہ سب برہنہ ہین پہلے تو جا کر لباس لایا کہ سب سردارون نے پہنا بعد اُسکے
بالاتفاق سب نے کہا کہ یہ کام شاپور کا ہے کہ لاہوتک نے کہا کہ کوئی میرے ہاتھ پر رقعہ باندھ گیا ہے
بلاشور نے رقعہ ہاتھ سے لاہوتک کے لیکر پڑھا تو مرقوم تھا کہ او گبر نابکار تو نے ستمگرے راہ دے پکڑ باندھی
تھی کہ سرداران امیر کے قتل کا قصد کیا تھا بھلا تیری کیا مجال ہے کہ جبتک مین زندہ ہون تو انکے جسم کا رونگٹا بھی بیکا
کر سکے اگر انکا بال بیکا ہوا تو یہ جان لے کہ ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا مگر پہلے تجھی کو مارونگا سنم مہتہ شاپور شیردل
دیکھ تو نے کہ کیا گت کی تیری ان عیارون نے کہ جو مجھ سے کم ہین میری عیاری سے کون بچ کر نکل سکتا ہے
افسوس ہے کہ امیر کی ممانعت ہے ورنہ ابھی سبکا خاتمہ کر دیا تھا اور وہ مکار پر زور بلاشور کہ ان تھا نہین تو آج
ناک اسکی بنوتی بلاشور یہ سنکر لرز گیا اور کہا یا خداوند اب میری رائے یہ ہوتی ہے کہ یہان رکھنا سردارون کا
ٹھیک نہین ورنہ یہ عیار ضرور چھڑا لیجائینگے انکو جزیرہ فندق مین روانہ کر دیجیے اور حاکم کو وہان کے لکھیے کہ پوشیدہ
طور سے ایک ایک دو دو کو قتل کر ڈالے لاہوتک نے رائے بلاشور کی پسند کی بدرجے بھی کہا یہی ہونا چاہیے
لاہوتک نے اسیوقت کو عیار گرد کو بلایا اور بارہ ہزار آدمی اُسکے ساتھ کر کے کہا کہ تو آج ہی ان سب قیدی
سرداران اسلام کو لیکر طرف جزیرۂ فندق کے روانہ ہوجا اور ایک نامہ حاکم جزیرۂ فندق کو کہ بدر کی جانب
سے تھا دیدیا کو عیار اُسی وقت سب قیدی سرداران کو لیکر طرف جزیرۂ فندق کے روانہ ہوا بعد اُسکے جانے کے
عیاران اسلام نے تفحص کیا کہ اب کیا صلاح ہے سردار کہان قید ہین کچھ نہ معلوم ہوسکا سب متردد ہوے لیکن جس
شب کو عیاری کر کے برہنہ کر آئے تھے خبر شاہ اسلام کو دیدی تھی کہ آپ مطمئن رہین اب مجال نہین ہے لاہوتک کی کہ
سردارون کو قتل کرے لیکن اب نہایت فکر ہوئی کہ آخر سردار کہان ہین سب متردد تھے کہ کیجیے کیونکر پتا چلے شاپور
شیردل نے کہا کہ مین ابھی دریافت کیے لیتا ہون اور وہان سے طرف خیمہ بختگان کے روانہ ہوا اتفاقاً بختگان دربار
سے آتا تھا اور اپنے خیمہ کو جاتا تھا کہ شاپور ازرق بن زردہ منک کی شکل بنکر سامنے بختگان کے آیا سلام
کیا اور کہا ملک جی کہان جاتے ہو بختگان نے کہا خدمت سے خداوندی کی آتا ہون اور اپنے خیمہ کو جاؤنگا
ای ازرق تم کہان تھے ازرق نے کہا مجھے تو عیاران اسلام نے اسیر کر لیا تھا مگر انھین نقرہ دیکر رہائی پائی
اور ایک خبر تازہ لایا ہون جسکا افشا کرنا خلاف مصلحت معلوم ہوتا ہے بختگان نے کہا مجھ سے تو کہو کہا کہ
ذرا میرے ساتھ تھوڑی دور چلیے بختگان ازرق کے ہمراہ ہوا ازرق باتون مین لگائے ہوے لشکر کی حد
سے باہر نکل آیا بختگان نے کہا ای ازرق کہان چلے جاتے ہو اب کہو یہان کون ہے ازرق نے کہا تھوڑی دور
اور آیے بختگان کو اور آگے بڑھا لایا حتی کہ جب بالکل جنگل مین آگیا تو کہا کہ ذرا ہاتھ اپنے لائیے بختگان نے کہا
یہ کیا شاپور نے نعرہ کیا کہ او سگ بچے سنم مہتہ شاپور شیردل بختگان تھرا گیا کہا مرشدزادے آخر مجھپر کیون عتاب
ہے غضب کس بات کا ہے فرمائیے تو شاپور نے کہا جلد بتا کہ قیدی سرداران اسلام کے اب کہان ہین بختگان
نے کہا مین نہین جانتا ہون شاپور نے ایک کوڑا مارا بختگان نے فریاد کی اسطرح کہ آواز لشکر مین پہنچ جائے
بس فوراً شاپور نے خنجر کھینچا کہ اب اگر آواز نکلی مارہی ڈالونگا بختگان تھم گیا شاپور نے اسے درخت سے

باندھ دیا اور کوڑے مارنا شروع کیے مگر یہ بتاتا نہیں ہے آخر کو شاپور نے عاجز آکر پیش قبض سینہ پر رکھدی اور نوک
چبھوئی کہ اگر اب بھی نہ بتائیگا تو بتا دونگا جب اسے یقین ہوا کہ اب نہ بچونگا تو کہا اتنا مین نے سنا ہے کہ کوہسار
سرکش چند سردارون کو لیکر جزیرۂ فندق گیا ہے شاپور نے کہا تو پہلے سے بتا دیتا تو کیا ہوتا اسنے کہا مین نے
خبر معتبر نہین سنی تھی کہ کہتا جب آپ نے ایذا دینے پر کمر باندھی تب مین نے جو کچھ سنا تھا بیان کر دیا شاپور
نے اسے وہین بندھا چھوڑا اور آپ طرف عیارون کے روانہ ہوا اور تمام حالات بیان کیے سب نے کہا کہ
کچھ لشکر لے کر طرف جزیرۂ فندق کے چلنا چاہیے مگر شاہ کو پوشیدہ خبر دے کر لشکر تھوڑا سا خفیہ طور پر لیکے
چلیں کہ لاہوتک کو خبر نہو فتاح کشوری واسطے خبر دینے کے شاہ اسلام کی خدمت مین روانہ ہوا لیکن
بلاشور نے لاہوتک سے کہا کہ طبل جنگ بجوائیے تاکہ اہل اسلام غلغلے مین رہین اور قیدی سرداران
پہونچ جائین ورنہ راز کھل جائیگا مین عیارون کی تدبیر کرتا ہون لاہوتک نے طبل جنگ بجوایا خبر طبل جنگ بجنے کی
شاہ اسلام کو ہوئی بادشاہ نے بھی نقارہ زری بجوایا رات بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر
میدان مین آئے صفین قتال وجدال کی آراستہ ہوئین نقیب نقابت کر کے نکل گئے تھے کہ بدر بن زلال حبشی
میدان مین آیا مبارز طلب ہوا لشکر اسلام سے دارائے ہند لندھور بن سعدان گرد میدان مین آئے بعد
گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی لندھور نے نیزہ ہاتھ سے بدر کے ہوائی کیا بدر نے تلوار ماری لندھور نے چاہا
کہ ہاتھ بند دست پر ڈالون اور تلوار چھین کر بدر کو گرفتار کرون کہ گھوڑے نے سکندری کھائی اور تلوار بدر کے
سر پر پہنچی بدر نے جھٹکا مارا کہ تلوار خود کو کاٹ کر تا دو ابرو اتر آئی لندھور نے دستانہ مار تلوار چھینا کہ سر سے نکلی
اور چادر خون کی باہر آئی بدر نے دوسری تلوار ماری لندھور نے اسی عالم زخمداری مین تلوار بدر کی سپر پر روک
کر روکی مگر فرہاد خان یکفرلی پسر لندھور دوڑ پڑا اور بدر کو للکارا بدر فرہاد کیطرف متوجہ ہوا لوگ
لندھور کو اٹھا لے گئے فرہاد نے جو بدستی بدر پر ماری بدر نے جو بدستی دیکر تلوار ماری فرہاد نے روکی تا شام
رد و بدل رہی آخر کار فرہاد بھی ہاتھ سے بدر کے زخمی ہوا طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے لیکن
بلاشور واسطے تدبیر عیارون کے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا جسوقت داخل لشکر اسلام ہوا ایک ایک عیار کے خیمہ
مین گیا کسی کو نہ پایا شاپور شیردل کو بہت ڈھونڈھا جب کہین نہ پایا تو یہ خیال مین آیا کہ لے بلاشور شاید
شاپور کسی کی فکر مین گیا ہے تو بھی اگر ہوسکے تو حارث بن سعد شاہ اسلام کو لیچلیں یہ سوچکر خیمہ کی پشت پر آیا
قنات چاک کی دیکھا شاہ آرام فرما رہے ہین اور دو ایک باری دار بیٹھے ہوے اونگھ رہے ہین دو چار پہرہ دار نے
بیہوشی کے مارے کر وہ شمع پر گر کر جلے دود بیہوشی منتشر ہوا باری دار اونگھ تو رہے ہی تھے فوراً بیہوش ہو گئے
بلاشور اندر خیمہ کے آیا اور چادر عیاری نکالکر ایک سرا نیچے دابا تین سرون کو پکڑ کر گردش دی کہ تمام شمعین لہرا کر
گل ہو گئین جب ایک آدھ شمع باقی رہی تو کچھ عیاری مین بیہوشی رکھکر قریب شاہ اسلام لیگیا جب حارث نے
نفس اوپر کو کھینچا اسنے تمام بیہوشی پھونک دی کہ شاہ بیہوش ہو گئے بس چادر عیاری مین پشتارہ باندھ کر پشت
خیمہ کی جانب سے صاف نکلا چلا گیا وہان شاپور شیردل کے ذہن مین یہ بات آئی کہ آج لاہوتک کو پکڑ دیکھو کہ
فیصلہ ہو جائے بس یہ خیال کر کے لشکر لاہوتک مین آیا پہلے خیمہ بلاشور مین گیا جب نہ پایا تو خیمہ لاہوتک مین
آیا لاہوتک بھی واسطے سونے کے پلنگ پر لیٹا تھا مجنون تیغ بند حفاظت جان کے لیے گرد خیمہ لاہوتک طلایہ
پھر رہا تھا ہر طرف سے آوازین حاضر باش و ناظر باش کی بلند تھین شاپور نے صورت اپنی بلاشور کی بنائی اور

بے حجابانہ طلایہ کے گشت مین مجنون سے ملاقات کرکے داخل خیمہ ہوا مجنون یہ سمجھا کہ کوئی راز ہوگا جو بلاشور
اسوقت لاہوتک کے پاس آیا مگر شاپور نے اندر جاکر یاری داروں سے کہا کہ ہٹ جاؤ خداوند سے کچھ راز کی
باتین کہنا ہین سب بلاشور کو جانتے تھے کہ یہ بہت منھ چڑھا ہے فوراً ہٹ گئے شاپور نے آکر شانہ ہلا کر
لاہوتک کو ہوشیار کیا جسوقت آنکھ لاہوتک کی کھلی دیکھا کہ بلاشور جگا رہا ہے پوچھا کیا ہے تو قدرت
کو سونے نہین دیتا قدرت سوتے نہین ہین بلکہ عالم کے انتظام کو خداوند اول لقاے بے لقا کے پاس جاتے
ہینا بلاشور نے کہا آپ تو عالم بالا کی سیر مین ہین مجھے بھی یقین نہ سمجھا ہوگا لاہوتک نے کہا تم بلاشور ہو
شاپور نے کہا سنو مہتر شاپور شیر دل لاہوتک نے چاہا کہ اٹھکر گرفتار کرون یا شور مچاؤن شاپور نے
آنکھون حباب منطر پر لاہوتک کے کھینچ مارے کہ یہ بیہوش ہوا شاپور نے کہ بلاشور بنا ہوا تھا صورت لاہوتک
کی اپنی ایسی بنائی اور خود تو بلاشور بنا ہی ہوا تھا بس پشتارہ لاہوتک کا لیکر خیمہ سے نکلا مجنون تیغ بند سے کہا کہ دیکھو
ہم شاپور کو کتنی جلد گرفتار کر لائے اور خداوند کے پاس بھی گئے تھے اب حکم قید دیا ہے اسے زندان خانہ لیے جاتا ہون
مجنون خوش ہوا اور کہا اے بلاشور بے مبارک ہو کہ تو شاپور سے بہت خائف رہتا تھا آج تو نے اسے
گرفتار کیا بلاشور نقلی وہان سے راہی ہوا اتنے دوکان پر نہین پہونچا تھا کہ نقب کی راہ سے قلعہ غلطی آباد کو
بے کھٹکے چلا جائے کہ ادھر سے بلاشور آتا تھا اور یہ شاپور کی شکل بنا ہوا تھا شاپور نے دیکھا کہ ایک تیری
شکل کا آدمی پشتارہ بدوش لشکر اسلام سے آتا ہے ادھر بلاشور نے بھی یہی قیاس کیا کیونکہ شاپور بلاشور کی شکل
بنا ہوا تھا اسنے اسے ٹوکا کہ تو کون ہے اسنے اسے للکارا غرضکہ باہم آواز پہچانی شاپور نے کہا او بلاشور
تو کسے لایا ہی بلاشور نے کہا شاہ اسلام کو لایا ہون مگر گیا تھا تیری تلاش مین شاپور نے کہا مین بھی تیرے
خداوند کو پکڑ لیے چلا ہون افسوس کہ وہان تجھے نہ پایا مگر شکر ہے کہ سامنا ہو گیا بعد اس گفتگو کے دونون نے
پشتارے زمین پر رکھدیے اور خنجر کھینچے باہم جنگ ہونے لگی کبھی حباب بیہوشی چلتے تھے کبھی تیر چلتا کبھی
حقہ آتشبازی کبھی تیر کبھی تفنگ لیکن کوئی کسی پر غالب نہین ہوتا آواز نگون کی بلند تھی یہ غوغا سنکر مجنون
تیغ بند کہ طلایہ پر تعینات تھا بارہ ہزار سوار کے دوڑ پڑا اور آکر شاپور کو گھیرا جب شاپور نے یہ دیکھا کہ تو گھر گیا اب
بچنا محال ہے جلدی سے خنجر بلاشور پر چلایا وہ جھکا بس فوراً ران پر خنجر مارا کہ بلاشور زخمی ہوا لپک کر پشتارہ
شاہ اسلام لیا اور پشتارہ لاہوتک کو وہین پھینک کر دو چار حقہ آتشبازی کے مارے کہ تیغ درہم و برہم ہو
لوگ منتشر ہوئے شاپور صاف نکلا چلا گیا ادھر بلاشور نے پشتارہ لاہوتک لیا اور لشکر مین آیا زخم باندھا
ادھر شاپور لشکر اسلام مین پہونچا خیمہ شاہ مین داخل ہوا دیکھا کہ سب رو رہے ہین صبح کیا اور پشتارہ شاہ کا
زمین پر رکھکر ہوشیار کیا اور تمام کیفیت شاہ سے بیان کی شاہ نے خلعت عطا کیا دونون لشکرون مین طبل
بشارت بجا تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی دونون لشکر وقت صبح میدان کارزار مین صف آرا ہوئے
جسوقت نقیب کلکا کاشکر میدان سے باہر گئے بدر بن زلزل میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام
مین فوج ہاشم کے علم جلوہ گری پر آئے اور شاہزادہ ہاشم نے مرکب اپنا بڑھایا سامنے تخت شاہی کے
آیا آخر کر گھوڑے سے مجرا کیا اجازت میدان مانگی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے اور جام کلہ عفریت
عنایت کیا ہاشم جام پیکر بار دگر سوار ہو کر مقابل بدر کے روانہ ہوا بدر نے تگادو کو پھیر اٹھا نا کہ
پیش نہ پاؤنگا اور نیزہ سینۂ ہاشم پر مارا ہاشم نے نیزہ بدر کا تلوار سے قلم کیا بدر نے کہا کچھ تو خود لو اک

نرغی اپنے ہوکے ہیلے تلوار کھینچی اور ہاشم پر برس پڑا ہاشم جوان بلا کا تیغزن تھا اگر ایک ضرب بدر کی رد کی تو چار جڑ مین
اُتار دین مگر اس سے مجبوری یہ ہی کر بسبب خفتان مرغ بندکے کوئی حربہ جسم کو بدر کے کاٹتا تھین یہانتک کہ
تا شام جنگ رہی آخر کار گھوڑے نے ہاشم کے سکندری کھائی اور تلوار بدر کی سر پر آئی خود کو دو کیا تا دو ابرو
اُتر آئی ہاشم نے واستانہ مارا تلوار چھٹا کر سر سے الگی ہاشم نے زخم سر کا کچھ لحاظ نہ کیا اور غیظ مین آکر تلوار بدر کے
ماری بدر نے اگرچہ سپر بلند کی سپر و خود کو کاٹ کر تلوار کسر مرکب پر آئی گھوڑا بدر کا مارا گیا لوگ دونون طرف
سے دوڑے ہاشم و بدر کو لیگئے طبل بازگشت بجا کیونکہ شام ہو چلی تھی بدر نے لشکر مین پہونچتے ہی پھر طبل
جنگ بجوایا لشکر اسلام مین بھی نقارۂ رزمی بجا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ آرا ے
میدان کارزار ہوئے آج صلصال بن وال بن دیو بن شماسہ جادو میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا
عمرو بن حمزہ بیار تھے لشکر اسلام مین کوئی سردار قابل اسکے نتھا کہ صلصال سے مقابل ہوتا آخر کار خود
شاہ اسلام نے تخت بنازمین پر رکھوا دیا تمام لشکر اسلام کے علم جلوہ گری پر آئے شاہ نے اسلحہ جنگ بدن پر
آراستہ کیے خنگ سیاہ قیطاس پر بیٹھ کر روانہ میدان کارزار ہوے جیسے ہی مقابل صلصال پہونچے
صلصال نگاہ ڈالتا ہوا شاہ بھی تگاور زن ہوے سپرین لڑین آگ کی چنگاریان جھڑین مرکب صلصال کا
پانچ قدم گھوڑا شاہ کا چار قدم پیچھے ہٹا صلصال نے نیزہ سینہ شاہ پر مارا شاہ نے چند طعن مین نیزہ ہاتھ سے
صلصال کے نکال دیا اس نے غصہ مین آکر تلوار ماری شاہ نے وار اُسکا رد کرکے جو تیغہ مارا سپر کے دو ٹکڑے ہوے
صلصال نے سر جھکایا تیغہ سر پر گرگ بن کے پڑا کہ صاف گردن اُسکی قلم ہوئی وہان صلصال کی زخمی ہوئی
دونون غلطان پیچان گرے بدر یہ رنگ دیکھ کر دوڑ پڑا اور قریب شاہ کے پہونچکر تلوار ماری شاہ نے حملہ
بدر کا رد کیا اور جواب مین ایسی تلوار ماری کہ اگر گردن سپر ہوتا تو مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوتے مگر بدر
بسبب خفتان کے بچ گیا گردن مرکب کی قلم ہوئی بدر مع مرکب مثل صلصال زمین پر گرا لشکر سے مرکب اسکے
لایا بانگ بدر کی دب کر اکھڑ گئی لاہوتک نے یہ رنگ دیکھ کر حکم دیا کہ مار لو جانے نہ پائے
اُسنے بڑے دو سردارون کو زخمی کیے ہی تمام لشکر لاہوتک مثل دریا کے آہن موجین تلوارون کی مارتا ہوا
بہتا آتا ہو یہ رنگ دیکھ کر اہل اسلام بھی مثل غضب الٰہی کے آگرے اور قتل مین کفار کے مصروف ہوئے قیامت
کی جنگ تھی کہ کئی ہزار آدمی اُدھر کے اور کئی لاکھ اہل اسلام کشتہ و خستہ ہوئے تمام صحرا مملو تھا اور ہر طرف
سے صدا گیر و بزن بلند تھی جدھر نظر اُٹھاؤ ہزار ہا برقین تلوارون کی چمکتی ہوئی دکھائی دیتی تھین ابر دھال کے
اُٹھتے ہوئے مین دریا سے خون بہ رہا ہے ایک ہنگامۂ قیامت خیز برپا ہے عین گرمی جنگ مین اکوان چہار دست
اور بادشاہ اسلام کا سامنا ہوا ہاتھون مین اکوان کے چار حربے تھے ایک مین نیزہ ایک مین تلوار ایک مین
گرز ایک مین کمند اکوان نے چارون حربے ایک ہی بار کیے شاہ نے تلوار سے کمند کے حلقے نیزہ کا پھل سر گرز
کا پیا اور سپر پر تلوار رد کی مگر اکوان بھی سردار نہایت زبردست ہی تینون سے مین کا تیغہ اُسکا ہی تیغہ نے
سپر کو شاہ کی قلم کیا خود کو دو کرکے تا دو ابرو اتر گیا بادشاہ نے واستانہ مارا تیغہ چھٹا کر سر سے نکلا لیکن چادر قبا
سر سے ابر آئی گھوڑے سے زمین پر گرے لندھور کہ قریب تھے اور عالم زخمداری مین لڑ رہے تھے
جابجا پہونچے شاہ کو پالکی مین ڈالکر طرف خیمہ کے روانہ کیا اور آپ تلوار اکوان پر ماری اکوان نے
حملہ لندھور کا رد کیا اور خود بھی ایک ہی تلوار ماری لندھور نے حربہ اکوان کا رد کیا ایکی گرنہ

ہفتدہ صد منی اٹھایا کہ اکوان کو ایک ہی ضرب مین راہ عدم دکھا دون جنگیان نے طبل بازگشت بجوا دیا دونون
لشکر میدان سے پھرے مگر آج سب سردار دونون طرف کے زخمی ہوئے یہ تو علاج مین معروف ہین جب
اچھے ہووینگے تو ذکر آنکا آئیگا اب بیان ہے

چند کلمے داستان حیرت بیان شاہزادہ عالم و عالمیان بدیع الملک بن نور الدہر عالیشان کے بیان ہوتے ہین

کہ یہ طرف سبائل کے بقصد قتل لاہوتک روانہ ہوئے اور انگشتر سلیمان علیہ السلام گلے مین
کیوان فلک رفعت نے ڈالدی تھی شاہزادہ تھوڑی دور آیا ہوگا خیال مین آیا یہ انگوٹھی کیسی ہے فوراً
چار دیو سامنے آئے اور عرض کیا کہ تابع فرمان اُسکے ہین جسکے قبضہ مین یہ انگشتری ہو بدیع الملک نے کہا مین
اپنے قوت بازو سے کام کرتا ہون دوسرے سے جرأت کے کام کو نہین کہتا ہون اور انگوٹھی کو ایک درخت کے نیچے
دفن کرکے آگے روانہ ہوئے کوچ بکوچ منزل بمنزل چلے جاتے تھے کہ دیکھا ایک کوہ کیطرف سے ایک شیر تیر خوردہ
آیا ہی شاہزادہ اُسکے سد راہ ہو شیر نے قریب ہوکر طمانچہ مارا بدیع الملک نے تلوار سپر ہاتھ سے پھینک کر کلائیان
شیر کی پکڑلین اور زور کیا کہ کلائیان اُسکی ٹوٹ گئین شیر تڑپ کر مرگیا اتنے مین دیکھا کہ گرد اڑی اور ایک نقابدار
سرخ پوش پیدا ہوا اور بدیع الملک کو دیکھکر کہا اے سرکش تو کون ہے کہ شکار کو میرے تو نے مارا بالعوض اُسکے
تجھے شکار کرونگا یہ کہکر نیزہ بدیع الملک کے مارا بدیع الملک نے نیزہ بقدرت نقابدار کے حوالی کیا اُسنے
تلوار ماری بدیع الملک نے بند دست پر ہاتھ توڑ دیا اور مروڑ کر ہاتھ سے تیغ چھین لی نقابدار نے کہا اچھا دیکھو تو تیرے
مقابلہ کو ایسا شخص لاؤنگا جو خوب تجھے زد و کوب کرے یہ کہکر پیچھے کا ارادہ کیا بدیع الملک نے کہا کون جواب دیا کہ عمر
عالیمقدار شاہزادہ نور الدہر بدیع الملک نے کہا تم کس کے بیٹے ہو نقابدار نے کہا تمہین اس سے کیا معلوم ہوا جاتا
بدیع الملک دوڑکر لپٹ گیا اور نقاب منھ پر سے نوچ کے دیکھا کہ ایک لڑکا ہے مثل ہمارے کہ بھورے بھورے
بال آنکھوں مین لال ڈورے وحشت کے پڑے ہوئے بدیع الملک نے بمنت تمام کہا کہ سچ کہو تم کس کے فرزند ہو کہ
مجھے تم سے بوئے محبت آتی ہے دو مین بھی اولاد صاحبقران سے ہون نقابدار نے کہا مجھے غضنفر بن اسد کہتے ہین
بدیع الملک گلے سے لپٹ گیا اور کہا تم تو ہمارے بھائی ہو ہم نور الدہر کے فرزند ہین غضنفر نہایت خوش ہوا
اب دونون ملکر طرف سبائل کے روانہ ہوئے جسوقت قریب قلعہ فیلانیہ کے پہونچے یہ خبر جمشید و سہیل خان
کو ہوئی کہ حاکم اسی قلعہ کے ہین اور خوف سے لاہوتک کے تذبذب کی حالت مین ہین جلدی سے قلعہ کے
باہر آئے بدیع الملک کو اندر قلعہ کے لائے دعوت وضیافت کی اور پوچھا کہ کیا ارادہ ہے بدیع الملک نے
بیان کیا کہ جاکر لاہوتک غول کو مارونگا سہیل خان و جمشید نے آفرین کی اور دست بستہ عرض کیا کہ
غلامون کی عرض قبول ہو لیکن بدیع الملک نے کہا کہو لیکن جنگ سے منع نکرنا ورنہ مانونگا سہیل
و جمشید نے کہا کہ یہان چندے توقف کیجیے کہ لشکر جمع کردین تب جائیے بدیع الملک نے کہا کہ لشکر کی کوئی
ضرورت نہین مدد پروردگار کافی ہے سہیل نے کہا جلوس کے لیے ہونا ضرور ہے ورنہ جانا آپکی شان کے خلاف ہے
بدیع الملک چپ ہو رہے اب یہان تو تیاری لشکر کی ہو رہی ہے آگے دیکھیے کیا ہوتا ہے

چند کلمے داستان مسرت بیان شاہزادہ رستم ثانی پسر ایرج نوجوان گرشاسپ دوران بیان ہوتے ہین

تہے سے بھر جام ساقی شتاب		عیان چاہ مختسب سے ہوا ماہتاب	نگاہون مین اندھیرا ہے سب جہان

جس مین ہو خورشید تابان نہان
غزل ہر چشم کو دیدار ترا مد نظر ہے
یہ گوے سعادت ہی وہ چوگان ظفر ہے
قالب کیطرح روح دکھائی نہین دیتی
چشمک زنی انجم کی تجھے مد نظر ہے
دیدار کی مشتاق ہین آنکھین
دو قطرۂ خون ہین نہ تو دل ہی نہ جگر ہی
کھول آنکھ کو اٹھ خواب سے بیدار ہو غافل
کس نور کے آنے کے لئے خاک بسر ہے

کہین گل نہو زندگانی کی شمع
جو گوش ہی مقصود اُسے تیری خبر ہی
بیکار نہ لے نہین آنکھون کے پیالے
یہ جہان یہ مسافر ہو جہان گرد سفر ہے
سونگھے جو اُسے سانپ سونگھ گیا کا جال
ہستی مین تماشائے عدم مد نظر ہے
آفت ہی کوئی ذکر قصیر انہ ہمارا
حاضر لیے آئینہ خورشید سحر ہے

فروزان ہو شام جوانی کی شمع
اُس خال اُس ابرو کی ہین خوب خبر ہی
دیدار کا سائل ہر جو یار اسے نظر ہی
گردش ہی اشارے سے ترے ہفت فلک کو
اُس زلف کی بو مین سم افعی کا اثر ہی
یہ صدمے اٹھائے ہین جدائی مین کسیکی
ایک نعرہ جو مین دو جہان زیر و زبر ہی
کس گل کے ہوا خواہ نہین ہی آتش سکین

چہرہ پردازان محبوب سخن و نقش بندان موجودات زمن مصوران تختی کش و صورت نگاران مانی روش قلم اعجاز رقم کو صفحہ قرطاس پر یون رواں کرتے ہین اور دامن مقصود کو دُرِ مدعا سے بھرتے ہین کہ امیر کشور گیر نے بعد فتح ملک فرعونیہ جب ایرج کو زیر کر لیا تو شادی ایرج نوجوان کی دختر جمیل ماہ رو ملکہ عالم آرا بانو کے ساتھ کی تھی بطن سے اُسکے ایک لڑکا پیدا ہوا کہ شکل و شمائل مین دوسرا رستم تھا نام اُسکا عالم آرا نے رستم ثانی رکھا جسوقت عمر اُسکی پانچ برس کی ہوئی تو ماں سے نام اپنے باپ کا پوچھا جب عالم آرا نے بیان کیا تو اُسنے ضد کی کہ مین اپنے باپ پاس جاؤنگا ہرچند عالم آرا سمجھاتی کہ بچے کہاں بیٹے رہین وہ رونے لگا اسوقت دل عالم آرا کا بھی بھر آیا اور یاد نے ایرج نوجوان کی دلکو بیچین کر دیا آخرکار رستم ثانی کو گود مین لیا اور تیاری کرکے ساتھ مین جسطرف سبائل ہے روانہ ہوئی طے مراحل و قطع منازل کرتی چلی جاتی تھی کہ ایک مقام پر دیکھا کہ لوگ بیٹھے باتین کر رہے ہین عیار ملکہ کا پیاسا تھا قریب آنکے گیا پہلے پانی مانگا کہ مین پیاسا ہون جب پانی پی چکا تو ایک شخص سے پوچھا کہ تم لوگ کہان جاتے ہو اور کسطرف سے آتے ہو انھون نے کہا ہم سوداگر ہین اور ملک سبائل سے آتے ہین عیار نے کہا کہ تم تو سب حال وہان کا جانتے ہوگے انھون نے کہا اتنا ضرور جانتے ہین کہ مسلمانون پر تباہی ہو کفار کا زور ہی لاہوتک غول پسر لقا نے خروج کیا ہی یہ سنکر وہ عیار دوڑا ہوا آیا اور سب حال ملکہ عالم آرا بانو سے بیان کیا عالم آرا نے کہا کہ وہان چلنا مناسب نہین ہی قلعہ زرتاشیہ کو چلو کہ وہان ملکہ گیتی افروز ہین جسوقت قریب قلعہ زرتاشیہ کے پہونچے خبر اہل قلعہ کو ہوئی کہ زوجہ ایرج نوجوان مع پسر کوچک تشریف لاتی ہین ابراہیم بن مالک اژدر اور مرزبان بن گیرنگ اور مظفر بن ضیغم خون آشام یہ سب موجود تھے واسطے استقبال کے آئے اور ملکہ کو بعزت و حرمت قلعہ مین لے گئے عالم آرا نے گیتی افروز کو سلام کیا اور رستم ثانی کو پیش کیا گیتی افروز نے رستم کی بلائین لین پیار کیا گود مین بٹھا لیا دیکھا کہ پیشانی رستم کی نہایت فروزان ہی بشرے سے سمجھین کہ لڑکا صاحب اقبال ہی اُسی وقت منجمون کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوئے کہا کہ زائچہ اس لڑکے کا کرکے دیکھو انھون نے سوا بالشت زمین لیپی اور آفتاب مین خشک کرکے قرعہ پھینکا اور بارھون برج ساتون ستارے مع مقامات سعد و نحس زمین مین دیکھکر منسوبات سے احکام سمجھکر بیان کیا کہ یہ فرزند ارجمند جہانگیر و جہان ستان ہوگا اور بڑے بڑے کارنمایان اس سے وقوع مین آئینگے گیتی افروز و عالم آرا یہ سنکر نہایت خوش ہوئین اور منجمون کو خلع کیا ایکدن ابراہیم بن مالک و مظفر بن ضیغم خون آشام وغیرہ نے عرض کیا کہ اگر ہمین اجازت ہو تو

جا کر شام کے شریک جنگ ہوں کہ کفار کا زغہ ہو رہا ہے گیتی افروز نے کہا وہاں تو اور بھی لڑنے والے ہیں اگر لو
کا فرمان آگیا تو یہ بچہ کیونکر رہیگا اسکی حفاظت مقدم ہے وہ اجازت نہ ملنے کی وجہ سے مجبور ہو گئے رستم ثانی
گیتی افروز سے اسقدر ہلگیا تھا کہ کسیوقت جدا نہوتا تھا فقط شب کو ان کے پاس سو رہتا تھا ورنہ ہر وقت
حالات اپنے باپ کے پوچھا کرتا تھا گیتی افروز واقعات بیان کیا کرتی تھی تو رستم کہتا تھا کہ انشاء اللہ میں
بھی یونہیں کفار کو مارونگا اور حربہائے جنگ سے کھیلا کرتا تھا ایک روز شبکو پاس سے گیتی افروز کے آیا اور
عالم آرا کے سینہ پر منہ رکھکے سو رہا جسوقت صبح ہوئی تو عالم آرا نے رستم کو نہ پایا سمجھی کہ شاید گیتی افروز
کے پاس چلا گیا ہوگا وہاں سے طرف خیمہ گیتی افروز کے چلی ادھر صبح کو گیتی افروز کی جو آنکھ کھلی بے اختیار
رستم کے دیکھنے کو جی چاہا وہ طرف خوابگاہ عالم آرا کے چلی راستے میں ملاقات ہوئی عالم آرا نے کہا کیا رستم
آپ کے پاس آیا ہے گیتی افروز نے کہا اگر وہ میرے پاس ہوتا تو میں یہاں کیوں دوڑی آتی غرضکہ سارے
قلعہ میں ڈھونڈھا مارا رستم کا کہیں پتا نہ لگا گیتی افروز نے حالت اپنی تباہ کی عالم آرا نے گریبان پھاڑ ڈالا
قلعہ میں اک کہرام مچا ہوا تھا کہ ابراہیم بن مالک و مرزنگ.. بن مرزبان و مظفر بن ضیغم خون آشام نے
خیال کیا کہ اگر شاہزادہ ایرج نوجوان کا سامنا ہوگا تو ہم کیا جواب دینگے یہ سوچکر سب گیرودار پاس کرکے بغیر
بتلائے جانب صحرا نکل گئے انکو تو اسی حال میں چھوڑیے دیکھیے آگے کیا ہوتا ہے

اب یہاں سے چند کلمہ کوہیار سرکش کے بیان ہوتے ہیں کہ قید سرداران اسلام کی لیکر طرف جزیرہ فندق کے روانہ ہوا ہے

شناوران دریائے معانی و غواصان بحر نکتہ دانی گوہر مطلب کو یوں پیدا ہویدا کرتے ہیں کہ جسوقت کوہیار
لیکر چلا اور جزیرہ فندق میں پہونچا خبر قادرن قوی ترکیب اور ریحان قوی ترکیب کو ہوئی کہ بدر کیطرف
سے حاکم جزیرۂ فندق ہیں وہ دونوں آئے اور کوہیار کا استقبال کیا ریحان قوی ترکیب کوہیار کو لیا ہوئے
داخل قلعہ ہوا ریحان قوی ترکیب نے کہا کہ میں کنارے دریا کے رہونگا کہ کوئی آنے نہ پائے غرضکہ کوہیار قلعہ میں آیا اور
قیدیوں کو سرداروں کو محکم کیا اور قلعہ کو آراستہ کرکے بیٹھا ریحان نے کنارہ دریا کا انتظام کیا انہیں بھی اسی حال میں چھوڑیے

اب سنیے حال شاہ سعد اور افراسیاب کوچک اسد کرب دلاور کا

کہ یہ ملکہ قمر چہرہ کو لیکر پوشیدہ قلعہ سے نکل بھاگے ہیں کسی میں طاقت نہیں تھی کہ مقابلہ کرے چندے ایک غار
میں قیام کیا جب زخم سارے اچھے ہوئے تو سب نے صلاح کی کہ اب دیکھنا چاہیے یہ کفار کہاں گئے ہیں اور
لشکر اسلام پر کیا گذری اور سرداران امیر جو قید ہوگئے تھے وہ کس حال میں ہیں یہ مشورہ کرکے عیاروں کو واسطے
خبر کے آگے روانہ کیا بعد انکے آپ تیاری کرکے طرف سواحل کے روانہ ہوئے طے مراحل و قطع منازل کرتے چلے
جاتے ہیں کہ قریب شام ایک صحرا میں پہونچے کہ نہایت پر فضا اور قریب ایک کوہ تھا اس سے آبشار جاری
تھیں کوٹیلا پھولا ہوا تھا جولانی جنون جہیز چل رہی تھی کہ یکایک آواز سم مرکب کی آئی اور ایک بگولا گرد کا
نمایاں ہوا جب وہ گرد قریب آکر شق ہوئی تو دیکھا کہ وہ شاہزادہ ایرج کا ہے سر سے خون سرے جاری
ہے باگ مرکب ہاتھ میں ہے یہ حال دیکھکر سب طرف گرد کے دوڑے وہ سمجھا کہ یہ سب دشمن ہیں میرے اتالیق ایرج
کو لیکر اور طرف کو بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ اسد نے بڑھکر پکارا کہ آواز اسد کی پہچان کر تھم گیا سب سرداران اسلام
مع شاہ سعد قریب آئے ایرج کو اتارا زخم دوزی کی پٹی چڑھائی پانی چھڑکا جب ایرج کو ہوش آیا تو سرداران اسلام

کو پہچانا سلام کیا اور پوچھا کہ میں یہاں کیونکر آیا اب نے کہا کہ گھوڑا تمھیں لیکر نکل آیا اب تم اپنی سرگذشت
بیان کرو کہ زخمی کیونکر ہوئے ایرج نے تمام حال جنگ اکوان چہاردست کا اور فریب کرنا سلطان ہوکر کفار کا
اور دھوکے میں زخمی ہونا ہاتھ سے مجنون تیغ بند کے بیان کیا اور کہا معلوم نہیں لشکر پر کیا گذری شاہ سعد نے
کہا ہم سب بھی زخم سے مائل کار ہوگئے ہیں مگر زخم ابکا اچھا ہوئے ایرج نے کہا دستے میں زخم اچھا ہو جائیگا
غرضکہ دوسرے روز وہاں سے بھی کوچ کیا چند قدم چلے ہونگے کہ ان ہرکاروں نے جو واسطے خبر کے روانہ
ہوچکے تھے آکر دعا و ثنا کے بعد عرض کیا کہ قید سرداران اسلام کی تہ جزیرۂ خندق میں آئی لیکن وہاں
قلعہ کا بہت بڑا انتظام ہے یہ سنکر سب سردار خوش ہوئے ایرج نے کہا پہلے چلنا جزیرۂ خندق میں واجب ہے
بعد اسکے سبائل کو فتح کرینگے غرضکہ سب کے سب طرف جزیرۂ خندق کے روانہ ہوے

اب چند کیفیت مہتر شاپور شیر دل سے بیان ہوتے ہیں -

کہ جب شاپور شیر دل نے بختگان کو گرفتار کرکے حال سرداران کی قید کا پوچھ لیا تو انتظام کرکے واسطے
رہائی سرداروں کے روانہ ہوا مگر بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ شاپور کو ابھی حال سرداران اسیر کی قید
نہیں معلوم ہوا اور تفحص میں تھے ایک روز سنا کہ بلاشور نے سرداران اسیر کو زیر زمین قید کیا ہے اور دروازہ
نقب کا اپنے خیمہ میں رکھا ہے اور سات عیاران نامدار طلایہ کے گشت پر حفاظت کے لیے مقرر کیے ہیں یہ سنکر شاپور
خوش ہوا اور لباس شب روائی پہنکر قطورہ زہریلی پاتا بہ سقرلاتی سے آراستہ و پیراستہ ہوکر طرف خیمہ بلاشور
کے روانہ ہوا جسوقت قریب خیمہ پہونچا دیکھا کہ سات عیار گرد خیمہ پھر رہے ہیں کہ کسی کے ہاتھ میں خنجر کھچا ہوا
ہے کوئی خم فقنی لیے ہے کوئی کمند پھیلا رہا ہے کوئی گوپھن میں پتھر رکھے گردش دے رہا ہے کہ سپاہی دیکھو اور دیکھو
کسی کے آگے بیضہ ہائے بیہوشی رکھے ہیں غرضکہ سب اپنے اپنے انتظام سے بیٹھے ہیں شاپور یہ حالت دیکھکر دور چلا آیا
اور شکل اپنی ارزق بن زردھنگ کی بنائی ہاتھ پاؤں کندہ میں الجھا کر ایک آڑ مقام پر ہاتھ سے خنجر
چبھو لیا کہ لہو بہنے لگا بس اس نے شور کیا کہ ارے کوئی آتا نہیں کہ مہتر بلاشور یا اسکے شاگردوں کو خبر کرے کہ وہ
آکر مجھے بچائیں یہ عیاران اسلام مجھے مارے ڈالتے ہیں یہ سننا تھا کہ ساتوں عیار با خاے عیاری ہاتھ سے درست
بیٹھے ہی تھے دوڑے جب تھوڑی دور آئے تو دیکھا کہ ایک شخص زیر درخت پڑا کراہتا ہے جلدی سے قریب گئے
پوچھا تو کون ہے آہستہ سے کہا کہ میں ہوں ارزق بن زردھنگ عیاروں نے جلدی سے اٹھالیا اور اپنے
مقام پر لائے پوچھا کہ تمھیں کسنے گرفتار کیا تھا ارزق نے کہا کہ شاپور نے اور اسی نے یہ خنجر بھی مارا ہے وہ مجھے
قتل کیے ڈالتا تھا کہ میں نے شور کیا تم لوگ آگئے وہ بھاگ گیا یہ سب خوش ہوئے کہ شاپور ہمسے ڈر کر بھاگ
گیا لیکن ارزق نے کہا اسوقت کیا تمھاری تواضع کروں کہ تمنے میری جان بچائی لو یہ آٹھ موتی لشکر اسلام کے
ایک جوہری کی دکان پر جا کر میں نے چرالئے تھے ایک ایک تم سب لیلو ایک میرے لیے رہنے دو اور
وہ سات موتی نکالے کہ ایک ایک دو بیضہ عصفور کے برابر تھا سب کے منہ میں دیکھتے ہی پانی بھر آیا اور
ایک ایک موتی سب نے لے لیا ہر ایک موتی کو غور سے دیکھ رہا تھا کہ اتنا بڑا موتی اور یہ آب و تاب
اور ارزق سے کہہ رہا تھا کہ کیا خوش قسمت تھے ہم کہ محنت تمنے کی اور موتی ہمیں ملے ارزق نے کہا وہ ایک
یہ موتی جو باقی ہے یہ بھی تمھاری نذر ہے کیونکہ تمنے پسند کیا ہے اب سب عیار باہم لڑنے لگے وہ کہتا ہے
میں لونگا یہ کہتا ہے میں لونگا ارزق نے کہا اچھا سب اپنے اپنے موتی ہاتھ پر رکھو جسکے موتی سے یہ موتی

میل کھا جائے وہ ہے ہے سب نے اس فیصلہ کو منظور کیا اور موتی ہاتھوں پر رکھے ارزق نے کہا اصل مین
شاپور ہی اپنا موتی ایک سے ملایا وہ موتی سب سے الگ تھا بس ہاتھ اُٹھالیا اور کہا مین نہ دونگا کسی
سے میل نہین کھاتا اتنے مین وہ موتی جو اُن سب کے ہاتھوں مین تھے گرم ہو گئے اب ہر ایک حیرت سے
جھک جھک کر دیکھنے لگا یکایک سب چتاخ چتاخ کر کے چٹخے اور دود بیہوشی اُنمین سے نکلا یہ ساتون عیار
چھینکین مار مار کر بیہوش ہو گئے بس فوراً شاپور نے نعرہ کیا کہ منم مہتر مہتران و بہتر بہتران شاپور شیر دل اور خنجر کھینچکر
سبکو ذبح کر ڈالا بعد اسکے خیمہ بلا شور مین داخل ہوا دیکھا کہ پلنگ خالی ہے شاپور سمجھا کہ بلا شور کہین گیا ہوا ہے بس
چارون طرف مہرہ نقب کا تلاش کرنے لگا کہین راستہ نقب کا نہ ملا بلکہ اکثر مقام شاپور نے کھود بھی ڈالے مگر نقب
کا پتا نہ ملا سمجھا کہ خبر غلط تھی ناحق محنت کی خیر کچھ پھل محنت کا ملنا ضرور ہے یہ سوچکر تمام مال و اسباب بلا شور کا لیا
اور پانچ چار حقہاے آتشبازی مار کر خیمہ بلا شور کا جلا دیا اور وہان سے دوکان مین آیا نقب کے راستے سے سب
اسباب اپنے مکان پر پہونچا دیا وہان بلا شور کہ واسطے خبر کے لشکر اسلام مین گیا ہوا تھا پلٹکر جو آتا ہے تو کیا
دیکھا کہ ذبح کیے ہوئے پڑے ہین بارگاہ جلی ہوئی ہے مال و اسباب غائب تب بلا شور سمجھ گیا کہ یہ کام سوا شاپور کے
دوسرے کا نہین ہے واسطے تجسس کے لشکر لاہوتک مین روانہ ہوا کہ فساد یہین کہین سے برپا ہوتے ہین وہان
شاپور جب مال و اسباب بلا شور کا اپنے مکان مین بحفاظت تمام رکھ چکا تو سوچا کہ اب کیا تدبیر کرنا چاہیے کہ حال
قید سرداران کا معلوم ہو ذہن مین آیا کہ پدر بزرگوار عمرو بن امیہ نامدار جب کوئی راز کفار کا دریافت کرنا چاہتے
تھے اور کسیطرح پتا نہ چلتا تھا تو بختیارک کو پکڑ لاتے تھے کہ وہ ان کفار کا رازدان تھا اب اسکی جگہ بیٹا اسکا
بختگان ہے اے شاپور اس سے بہتر کوئی وسیلہ دریافت حال کا نہین ہے کہ تو بختگان کو گرفتار کرے یہ سوچکر
طرف بارگاہ لاہوتک کے روانہ ہوا جسوقت قریب بارگاہ پہونچا دیکھا کہ بختگان اپنی خچری پر سوار ہے
بختیارک کے ترکے مین اسے ملی ہے گلے مین طوق لعنت پہنے چلا آتا ہے شاپور بصورت مجنون تیغ بدست سامنے
بختگان کے آیا اور کہا ملک جی ایک پیغام بعد تمہارے چلے آنے کے خداوند نے بھیجا ہے اور وہ اکیلا خداوند
سے ارزاشن ہو مگر علاوہ جلو بختگان ساتھ ہوا شاپور جب اسے دور لے آیا تو جلدی کمند مار کر پکڑ لیا اور لیکر
طرف لشکر اسلام کے راہی ہوا شاہ اسلام دربار برخاست کر کے واسطے سونے کے خوابگاہ مین بیٹھے تھے
کہ شاپور پہونچا اور پشتارہ بختگان کا آگے شاہ کے ڈالدیا اور کمند سے کھولکر کوڑے مارنا شروع کیے بختگان
چلایا کہ شاہ کی دوہائی مین تو مسلمان ہون میری کیا خطا ہے جو آپ مجھے مارتے ہین شاپور نے کہا اے حرامزادے
جلد بتا کہ سرداران امیر کہان قید ہین بختگان نے کہا مین تو ایک مسخرہ ہون سبکو ہنساتا ہون راز لاہوتک
تو بلا شور وغیرہ واقف ہین شاپور نے پھر دو چار تازیانے رسید کیے پر اسنے غور کیا شاہ نے کہا اگر تو قید کا
مقام سردارون کا بتا دے تو مین اقرار کرتا ہون کہ تجھے چھوڑ دونگا یہ سنکر بختگان نے کہا کہ آپ شاہ سچ کہتے
ہین شاہ نے کہا کہ ہان اسوقت اسنے بیان کیا کہ کوہسار سرکش قید سردارون کی لیکر طرف جزیرہ فندق کے
گیا ہے شاپور نے کہا اگر غلط نکلا تو بوٹی بوٹی اڑا دونگا بختگان نے کہا مجھے منظور ہے اب مجھے چھوڑ دیجیے شاپور نے کہا
ابھی چھوڑنا اسکا صلاح نہین یہ لشکر کفار مین جاتے ہی خبر کر دیگا پھر سردارون کی رہائی مشکل ہو جائیگی شاہ
نے فرمایا کہ مین زبان دیچکا ہون رہا کر دو شاپور نے بختگان کو چھوڑ دیا وہ طرف لشکر لاہوتک کے روانہ
ہوا اور شاپور شیر دل جلدی سے صورت سوداگرون کی بنکر دو ہزار عیار ساتھ لیکر کنارہ دریا کے آیا

کشتیون پر سوار ہو کر طرف جزیرۂ فندق کے روانہ ہوا جسوقت قریب جزیرہ کے پہونچا ملاحون سے کہا
کہ کشتی اسی جزیرہ مین اتار دو انھون نے کہا ہمین حکم نہین ہی شاپور نے کہا اچھا تم ہمین سے تو چلو مجرے نہ دینا
تاوقتیکہ پروانہ مالک جزیرہ فندق کا نہ پہونچے اور کچھ روپیہ بھی شاپور نے ملاحون کو دیا ملاح کنارے کشتیان
لائے خبر ریحان قوی ترکیب کو ہوئی کہ لشکر اسکا کنارے دریا کے پڑا ہوا تھا دیکھا شاپور نے فوج بہت ہی نظر پڑی وہ
پہر کی اتنے مین ریحان سامنے آیا شاپور نے سلام کیا اور کہا کہ ہم لوگ سوداگر ہین اگر حکم ہو تو اتر پڑین مال فروخت
کرین ریحان نے کہا یہ زمانہ غدر کا ہی حکم ہمارے حاکم بالا کا نہین ہی کہ کوئی آنے پائے شاپور نے کہا کہ اچھا یہان
قیام نہ کرینگے مگر اتنی تو اجازت دیجیے کہ دو دو روز رہکر کچھ فکر آذوقہ کی کر لین کہ غلہ ہوچکا ہی ورنہ یہ سب بندے
مرد شاہ باختری کے فاقون مرجاینگے یہ سنکر ریحان قوی ترکیب کو رحم آگیا اور شاپور کو اجازت دی شاپور
اسباب اتروانے لگا وہان بختگان جو بارگاہ لاہوتک مین با حال پریشان پہونچا وہان بلاشور پھر رہا تھا
اسنے کہا کہو ملک جی کہان سے آتے ہو یہ کیا حالت ہی گھبرائے ہوئے کیون ہو بختگان نے کہا اے بلاشور
بس یہی خوبی تمھین عیاری کی ہی دیکھو شاپور بر شیر دل کو کیا کیا کام کرتا ہی تمھاری بارگاہ جلادی سات عیار
مارے اسباب لوٹ لیگیا اور مجھے بھی گرفتار کرکے لیگیا اور حال قید سرداران کا پوچھا یہ سنکر چپ ہوا بلاشور نے
کہا پھر آپ نے کیا بیان کیا کہا مین نے صاف کہدیا کیونکہ وہ قتل کرنے پر آمادہ تھا آپ زندہ جہان زندہ
آپ مردہ جہان مردہ اگر شاہ اسلام فنا مین ہوتے تو مجھے وہ مارہی ڈالتا اور اب سوداگر بنکر طرف جزیرہ
فندق کے روانہ ہوچکا ہی یہ سنتے ہی لاہوتک نے کہا اے بلاشور جلدی جاؤ ورنہ شاپور سب کو رہا کریگا بلاشور
اسی وقت چار ہزار عیار یکجا اپنے ہمراہ لیکر کشتیون پر بیٹھ کر روانہ ہوا راستے مین ملاحون پر تاکید کی
کہ جلد جزیرۂ فندق تک پہونچاؤ یہانتک کہ تیسرے روز بلاشور اسوقت پہونچا کہ دیکھا اسنے کہ شاپور
اسباب اتروا رہا ہی اسنے کہا اچھے وقت پہونچے کہ ابھی تک کوئی فتنہ نہین برپا ہونے پایا بلکہ شاپور کو ٹھکانا
کی جگہ بھی نہین ملی تھی بس وہین سے نعرہ کیا کہ ارے شاپور خبردار ہوشیار آگاہ ہو کہ مین آپہونچا نعرہ
بلاشور نیم تازیہ آفت برائے انام مو بلائے مجسم بلاشور نام ہوں سنتے ہی شاپور نے خنجر کمر سے کھینچا اور میدان
پکڑا بلاشور بھی کشتی سے جست کرکے کنارے پر آیا خنجر کھینچکر شاپور پر چلا ان دونون مین خنجر بازی ہونے لگی
ادھر اور عیار دونون طرف کے کشتیون پر سے یکے بعد دیگرے جست کرکے کنارے پر آگئے اور بڑا ہی جنگ
ہونے لگی ہر طرف کمندین اچھل رہی تھین تماشا مین شمار ہو رہے تھے کسی نے ہر بار کسی کا گلا اگر کیا کوئی کمند
مین گرفتار ہوا کسی کے خنجر لگا کوئی تلوار دہ نشتی سے جل گیا ہر طرف ایک ہنگامہ محشر خیز بلند تھا ادھر ریحان آگاہ
ہوا کہ یہ بلاشور ہی اور وہ سوداگر نہ تھا بلکہ شاپور عیار لشکر اسلام تھا پس اسنے تمام فوج کو حکم دیا کہ ہار جانے
جانے نہ پائے تمام فوج ریحان قوی ترکیب کی مسلح ومکمل ہوکر چلی اور شاپور کو سب نے گھیر لیا شاپور کے
ساتھ کل دو ہزار عیار تھے وہ بلاشور کے چار ہزار عیار دن سے لڑ رہے تھے اے بچانے کون آتا اب
شاپور بلاشور کا جواب دے کہ لیفر لشکر سے اپنی جان بچائے مگر جب پھر ملا سکے قریب آئی ہی دو چار حقہ
آتشبازی کے داغ دیتا ہی کسیکا ہاتھ جلتا ہی کسیکا منھ کسیکا گھوڑا ڈرکر بھاگتا ہی بھیڑ ہو جاتی ہی اب چاہتا ہی
کہ بلاشور سے جان بچاکر نکل جاؤن کہ تنہا گھر گیا ہی مگر راہ نہین ملتی ناچار اپنی بیکسی پر رو دیا اور دست مناجات
بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور کہنے لگا کہ اے بیکس بیکسان واے یار غریبان اے کارساز اے بے نیاز

تو جانتا ہی کہ مین تیری راہ مین تیرے بندگان خاص کی رہائی کو آیا تھا یہان اس بلا مین مبتلا ہوا رحم کر میرے
حال پر ہنوز سخن در دہان تھا کہ تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا اور پردۂ بیابان سے یک گرد بلند ہوا اور
آن واحد مین وہ گرد قریب آکر شق ہوئی اور اوس گرد سے تین سوار پیدا ہوے اُن مین ایک ایرج اور ایک
اسد ایک کرب دلاور تھے کہ یہ شکار کھیلتے ہوے آگے نکل آئے تھے شاہ اسلام سعد بن قباد و
و افراسیاب کوچک و فضیل بن گیا ہور زون آشام مع محافہ ملکہ قمر چہر ابھی پیچھے ہین کہ یکایک نگاہ ان
سبکی کفار پر پڑی کہ ہزار ہا تھے اور دیکھا کہ اہل اسلام سے چند عیار ایک طرف لڑ رہے ہین اور ایک جانب
شاپور بلاشور سے مصروف جنگ ہی اور لوگ بھی اُسے گھیرے ہوے کمندین مار رہے ہین قریب تھا
کہ شاپور گرفتار ہو جائے بس ایرج کو دیکھا تاب نہ رہی اور تلوار کھینچکر لشکر کفار پر گرا اور قتل کرنا شروع
کیا نعرہ ایرج منم ایرج آن آفتاب بیضہ کہ صاحبقران ست و آفاق گیر ایرج کا نعرہ سُنکے شاپور کی
جان مین جان آئی اُدھر اسد و کرب بھی تلوارین کھینچ کھینچ کر گرے کفار کو قتل کرنا شروع کیا ادھر اہل
قلعے جو دیکھا کہ تین شخص صحرا کیطرف سے آئے ہین اور اُنھون نے لشکر ریحان قوی ترکیب کو درہم برہم کر دیا
بس کوہیار سرکش اور قارن قوی ترکیب مع فوج قلعہ سے باہر آئے قضائے کار ایرج کا اور ریحان
قوی ترکیب کا سامنا ہوا کہ ریحان قریب شاپور پہونچ چکا تھا کمند اسکے ہاتھ مین تھی کہ ایرج نے
پہونچکر للکارا ریحان نے کہا او مغاک روزگار تو کہان سے اس وقت آیا کہ شاپور کی مدد کی ایرج نے کہا
دیکھ معلوم ہوا جاتا ہی الغرض بہادری کا ریحان نے کمند ایرج پر ماری ایرج نے سر شمشیر پر حلقہ کمند
کا لیا کہ کمند ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی ریحان نے تیر مارا ایرج نے تیر بھی قلم کیا اور ریحان کو تاش زین سے
اٹھا کر اچھال دیا گرتے وقت چو رنگ ہوا کہ کا تھا ادھر کوہیار سے اور اسد بن کرب دلاور سے سامنا ہوا
اسد پر نیزہ کوہیار نے مارا اسد نے نیزہ ہاتھ سے کوہیار کے نکال دیا اُس نے گرز مارا اسد نے کلائی مروڑ کر
گرز چھین لیا اور وہی گرز ایسا مارا کہ سر مع مغفر سینہ مین جا رہا اُدھر قارن قوی ترکیب نے جو دیکھا کہ
دو ایسے پہلوان مارے گئے پھر آپ کسی کے مقابلہ پر نہ آیا دور سے لشکر کو ترغیب جنگ دینے لگا سب نے
ایرج و اسد و کرب کو گھیر لیا ہر چند کہ یہ شیر بیشہ شجاعت تن تنہا مین مگر کچھ خوف و ہراس نہین ہے
جسپر تلوار ماری مع مرکب چار ٹکڑے ہوے مگر ہجوم کفار کا بڑھتا جاتا ہے فتح مین دیر ہو رہی ہی اُدھر بلاشور
عیار شاپور کو گھیرے ہین شاپور کُشتے لڑ رہا ہی اور بلاشور چند عیارون سے قلعہ کی طرف جاتا ہی کہ جب تک
یہان جنگ ہو مین قیدی سردارون کو لیکر نکل جاؤن قریب قلعہ پہونچ چکا ہی کہ یکایک پردۂ بیابان سے
گرد اٹھی اور اُس گرد سے پچاس علم کہ پھریرون پر اُنکے حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم تھی نشانہ
پچاس ہزار سوار کا نمایان ہوے بعد اُنکے سعد بن قباد شہریار مع افراسیاب کوچک و فضیل کے پہونچے
دیکھا کہ اہل اسلام سے اور کفار سے جنگ ہو رہی ہی بس نعرہ کرکے گرے اور صفون کو توڑا کفار قتل ہونے لگے
اُدھر کرب دلاور دریائے آہن کو جھیل کر قریب قارن قوی ترکیب کے پہونچے اور نعرہ کیا کہ او نامرد
کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے قارن نے دیکھا کہ اب قضا سر پر آ ہی چکی ہی میل فولادی کرب پر مارا
کرب نے میل سپر پر روک کر جو وار تیغہ آبدار کا کیا مع مرکب چار ٹکڑے ہوے اُدھر وہ عیار جو شاپور کو
گھیرے ہوے تھے وہ لشکر اسلام کے آجانے سے درہم برہم ہوے شاپور شیر دل نے راستہ پایا

دیکھا کہ بلا شور قلعہ پر پہونچ چکا ہے بس شاپور بھی کچھ عیاروں کو سیٹی دیکر جلدی جلدی قلعہ پر پہونچا اور
للکارا بلا شور نے پلٹ کر پتھر مارا شاپور نے پتھر خالی دیکر دو تیر چٹکی میں تھے ایک بلا شور کو مارا ہنوز
تیر بلا شور تک نہیں پہونچا تھا کہ دیکھا شاپور نے کہ بلا شور نے وہی خالی دی ہے بس ساتھ ہی جو دوسرا تیر بائیں
ہاتھ میں کج کر کے مارا بازو پر بلا شور کے پڑا کہ توڑ کر پار گذر گیا بلا شور کے ہاتھ سے گوپھن فلاخن عیاری چھوٹ پڑی
عیار بلا شور کے بے بیکر بھاگے اُدھر لشکر کفار نے دیکھا کہ ہمارے سردار جا چکے ہیں اب کچھ نہو سکیگا لڑائی تفنون
ہے لیکن وہاں شاپور زندان بانوں کو مارکر داخل زندان خانہ ہو چکا تھا کہ قید نور الدہر و طہماس و
قاسم و بدیع و داراب و اسکندر وغیرہ کی کاٹ کر ان سب نے قیدیں توڑ ڈالیں اور دار میں چھوٹ کی
پکڑ پکڑ کر لشکر کفار پر گرے بہت سے بھاگ گئے جو رہ گئے اُنھوں نے پناہ مانگی اہل اسلام نے کہا جو کہ
ایمان قبول کرے گا وہ چھوڑ دیا جائیگا اور جو ایمان لانا نہ منظور کرے گا وہ تہ تیغ بیدریغ کیا جائیگا چنانچہ
جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اُنکو چھوڑ دیا اور باقی کو قتل کر کے جزیرہ فندق پر قبضہ کیا بتکدے توڑ ڈالے اور
مسجدیں بنوادیں بعد اُسکے سب سردار باہم گلے ملے میں بعد تیاری کر کے طرف سائل کے روانہ ہوئے اُنکا ذکر وقت پر ہوگا

اب حال لشکر ضلالت اثر گروہ جہول لاہوتک غول کا سنیے

کہ بعد جانے بلا شور کے ایک روز دربار آراستہ تھا کہ نجنگان نے کہا کہ میرا دل دھڑکتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ
شاپور نے جاکر سرداروں کو رہا کر لیا بدر ہنسا لاہوتک نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے وہ سب طلسم قدرت میں
بند ہیں دوسرے بلا شور گیا ہوا ہے دیکھیے وہ کیا آفت برپا کرتا ہے کبھی شاپور کو زندہ نہ چھوڑیگا نجنگان
نے کہا کہ بڑے خداوند بھی اُلٹی تقدیر کرتے تھے آپ بھی تو اُنھیں کے فرزند ہیں جو کہیے گا اُسکے برعکس ظہور میں
آئے گا لاہوتک نے کہا دور ہو میرے سامنے سے نہیں تو آتش تجبیر گرادونگا کہ جلکر خاک سیاہ ہو جائیگا
نجنگان چپ ہو رہا کہ ہمیں کیا جو ہوگا وہ ظاہر ہو جائیگا کہ اتنے میں بلا شور با حال پریشان گریان و نالان پہونچا
بازو سے خون بہتا ہوا پٹی بندھی ہوئی لاہوتک نے کہا اے بلا شور یہ تیری کیا حالت ہوئی بلا شور نے کہا
کہ خداوند بلائے سماوی نازل ہوئی ورنہ آج میں نے شاپور کو مار ہی لیا تھا اور تمام واقعہ جنگ اور بروقت پہونچنا
ایرج و کرب و اسد کا بیان کیا اور زخمی ہونا اپنا کہا بدر نے کہا کہ سب قلعہ عجم سے پوشیدہ نکل گئے تھے
جنھوں نے یہ آفت برپا کی مگر ایرج کہاں سے آ گیا لاہوتک نے حال ایرج کا زخمی ہونا جنگاہ میں اور
قلعہ سے کالیکر نکل جانا بیان کیا مگر بلا شور وہاں سے پوشیدہ واسطے خبر کے لشکر اسلام میں آیا تھا
اور بصورت مبدل داخل خیمہ شاہ ہوا اُسوقت ضرغام شیر دل حارث بن سعد شاہ اسلام سے عرض کر رہا تھا کہ اگر
حکم ہو تو لاہوتک کو گرفتار کر لاؤں شاہ فرماتے تھے کہ مردانہ باش ضرغام یہ سنکر تلاش لاہوتک میں
روانہ ہوا بلا شور بھی عقب میں ضرغام کے چلا لیکن جسوقت بارگاہ سے نکلا افتان و خیزان ضرغام دیکھتا
ہوا چلا جاتا تھا کہ ایک مقام پر نشان قدم موقوف ہو گئے اور ایک درخت کی درمیان بلا شور اور ضرغام کے ہوگئی
تھی بلا شور سمجھا کہ ضرغام پس پشت درخت ہوگا اگر دیکھا تو نہ پایا فکر کرنے لگا کہ یہ کہاں چلا گیا کہ یکایک
زیر درخت ایک تختہ نظر آیا بلا شور اُسکے قریب آیا دیکھا کہ ایک تختہ لگا ہوا ہے اُسپر قلابہ نقب ہے بلا شور نے
اس تختہ کو جدا کیا تو دہانہ نقب کا دکھائی دیا بلا شور سمجھا کہ عیاران اسلام نے یہ نقب لگائی ہے یقین ہے کہ
ضرغام اسی نقب میں ہوگا یہ سوچکر چلا جاتے جاتے جسوقت سر نقب پر پہونچا اور سر نکالا تو دیکھا کہ ضرغام نے لاہوتک

کو بیہوش کیا ہی چاہتا ہے کہ لیکر روانہ ہوں کہ بلاشور نے پہونچکر لزہ کیا ضرغام ہوشیار ہو گیا بھاگا بلاشور نے لاہوتک کو اسی عالم میں چھوڑا اور آپ تعاقب میں ضرغام کی دوکان پر آیا کہ وہین فتاح کشوری و بوالفتح اصفہانی وغیرہ موجود تھے سب بلاشور کو دیکھکر نقب مین کودے اور ضرغام بھی نقب مین کود پڑا نقب جاکر بارگاہ لاہوتک مین نکلی ہی اور دوسرا راستہ درمیان سے لشکر اسلام کا بھی ہی بس ضرغام تو پھر بارگاہ لاہوتک مین نکلا اور فتاح کشوری و سمک یلطاقی وغیرہ لشکر کی جانب بھاگے بلاشور بھی انھین کے تعاقب مین گیا جانا کہ ضرغام بھی انھین مین ہو گا ضرغام جو بارگاہ لاہوتک مین نقب سے باہر آیا دیکھا بہت سے گبراگئے ہین اور زرد ھنگ عیار نے لاہوتک کو ہوشیار بھی کیا ہی ایک غلغلہ ہی بارگاہ مین کہ ضرغام نے تلوار سر پر لاہوتک کے ماری تا دو ابرو اُتر گئی لاہوتک زخم کھاکر گرا لوگ پیچھے ضرغام کے دوڑے ضرغام جست و خیز کرتا ہوا بھاگا یہانتک کہ صاف نکل گیا لیکن بدر نے جو یہ زور آوری عیارون کی دیکھی کہا ان خدا پرستون کو مہلت دینا ٹھیک نہین ہی اسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگ بجے یکایک نقارہ وزی پر چوب پڑی آواز نقارہ کی گرجی عیاران اسلام خبر لیکر سامنے حارث بن سعد کے آئے اور بعد دعا و ثنا شاہی بجالانے کے عرض کیا کہ لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہی فرمایا ہمارے یہان بھی کوس حربی نوازش مین آئے اسیوقت نقارخانہ رعد شکوہ گرجنے لگے دلیران لشکر کو آگاہی ہوئی سب سردار تیاری جنگ مین مصروف ہوے کوئی تلوار کو صیقل کرتا تھا کوئی برچھا زہر مین بجھاتا تھا کوئی اسلحہ درست کرتا تھا غرضکہ ہر ایک اپنی اپنی تیاری مین مصروف تھا کہ یکایک شہسوار زرین زخش نیزہ شاہی ہاتھ مین لیے ہوے میدان شرق سے نمودار ہوا اور زنگی شب سیر پشت پر رکھکر لرزان و ترسان گوشۂ مغرب مین پنہان ہوا دونون لشکر میدان قتال و جدال مین آکر صف آرا ہوے میمنہ میسرہ ساقہ و کمینگاہ سب آراستہ ہوا نقیب صفون سے نکلے اور پکارے اشعار

دلیرو یہ ہی عرصۂ نام و ننگ
دکھا دو شجاعت کے جوہر ذرا

نکلکر کرو پہلوانوں سے جنگ
نکلکر کرو موت سے سامنا

جیے سو برس بھی تو مرنا ہی پھر
بڑے پہلوان ہے جو سہراب سام

اسی طرح جی سے گذرنا ہی پھر
مٹا دو تم آج انکے ہستی سے ہم

یہ اشعار آبدار سنکر جوانون کی رگون مین لہو دوڑنے لگا ہر شخص چاہتا تھا کہ ہم پہلے جائین نامردون کو بھی جوش آگیا تھا کہ یکایک لشکر کفار سے بدر بن زلزل تیغی مرکب اپنا بڑھا کر سامنے تخت لاہوتک کے آیا اور اُتر کر گھوڑے سے مجرا کیا اجازت میدان کی چاہی لاہوتک نے کہا کہ جاؤ دست قدرت تمہارا نگہبان ہی بدر بار دگر مرکب پر بیٹھ کر میدان مین آیا اور نیزہ گاڑا آواز دی کہ جسے تمنائے مرگ و آرزوئے قضا ہو وہ میرے مقابلہ کو نکلے کہ تلوار میری موجہ بجھر فنا ہی اہل اسلام زخمی تھے کون نکلتا لیکن معظم خان بن بہرام کہ رفیق خاص ملک قاسم کا تھا رہوار کو بڑھا کر سامنے تخت شاہی کے آیا گھوڑے سے اُتر کر زمین ادب کو بوسہ دیا اجازت میدان چاہی اور عرض کیا کہ میری وصیت حضور سے یہ ہی کہ شاہزادہ ملک قاسم سے فرما دیجیے گا کہ اگر کوئی خطا معظم خان سے ہوئی ہو تو معاف کر دین کیونکہ اعتبار اس دُنیائے ناپائدار مین کچھ زندگی کا نہین ہے آج مین بھی مثل ترک جوشن پوش کے نثار ہوتا ہون شاہ نے کہا اے معظم خان اگر تمہین کچھ ہراس ہے تو نہ جاؤ مین خود اس سے مقابلہ کرون گا معظم خان نے کہا غلامون کے ہوتے یہ کب ہو سکتا ہی

کہ شاہ مقابلہ کو جائیں دوسرے اگر میری قضا نہیں ہے تو کوئی کچھ نہیں کر سکتا ورنہ یہیں مر جاؤنگا
کوئی آفت آجائیگی اور اگر اقبال حضور کا یاور ہے تو اس گرز نا ہنجار کو ماروں گا شاہ نے فرمایا کہ حافظ حقیقی
نگہبان ہے معظم خان نے بارہ گز مرکب پر بیٹھکر پودھا باگ کا لیا اور بدر سے ہمتگاور ہوا بعد گفتگوے بسیار
بدر نے نیزہ مارا معظم خان نے پیش اسلام چند طعن میں نیزہ ہاتھ سے بدر کے ہوائی کیا بدر کو نہایت طیش
آیا اور گرز سر پر معظم خان کے مارا معظم خان نے سپر اس کا رو کیا اور تلوار ماری سپر کے دو ٹکڑے کیے خود
کاٹا مگر سر پر بدر کے بسبب خفتان کے اثر بھی نہوا بدر نے جواب میں اسکے تلوار ماری معظم خان نے
چاہا کہ ہاتھ کلائی پر ڈالدوں یوں تو قیامت تک یہ زخم نہ کھائیگا گھوڑے کو ایڑ دی کہ آگے بڑھے وہاں تھا
موش خانہ پاؤں گھوڑے کا موش خانہ میں جا پڑا گھوڑے نے سکندری کھائی تیغ قضا کی معظم خان کے
سر پر لگی کہ کاسہ سر میں در آئی بدر نے جھٹکا مارا تلوار جگر تک اتر گئی معظم خان گھوڑے سے گرا اور شہید
ہوا لوگ دوڑے ہوئے گئے اور لاش معظم خان کی اٹھا لائے اور بعض روایات سے ثابت ہوتا
ہے کہ معظم خان زخمی ہوا شہید نہیں ہوا غرضکہ بدر نے پھر مبارز طلب کیا ہنوز کوئی لشکر اسلام سے
نکلا نہ تھا کہ پردہ بیابان سے بونڈا گرد کا نمودار ہوا آن واحد میں وہ گرد قریب آپہونچی اور آواز
نگوں کی کان میں آئی دل گردے سے مہتر شاپور شیر دل ظاہر ہوا دیکھا شاپور نے کہ بدر میدان میں کھڑا
ہوا مبارز طلب کر رہا ہے شاپور سامنے بدر کے آیا اور کہا او ملعون نہ گھبرا کہ شاہزادہ ایرج نوجوان مع
جملہ سرداران اسلام تیری سرکوبی کے لیے آتا ہے اور میں تجھے مبارکباد دینے آیا ہوں کہ جزیرہ فندق برباد
ہوا یہ سنکر بدر کو نہایت غصہ آیا اور کھینچکر تلوار شاپور پر دوڑا شاپور بھاگا یہاں تک کہ لشکر سے نکلکر
جنگل میں ٹھہرا دیکھا کہ بدر تعاقب نہیں چھوڑتا چلا ہی آتا ہے پس شاپور نے پتھر کلہ منجنیق میں رکھکر
مارا کہ سینہ پر بدر کے پڑا بدر گھوڑے سے گرا شاپور لپک کر قریب آیا اور بدر کو تلواریں مارنا شروع
کیں مگر بسبب خفتان کے کچھ اثر نہوا اب شاپور نے جلدی جلدی خفتان بدر کا اتارنا شروع کیا
یہ حالت دیکھکر فیلان بدمست آدم خوار مع جملہ آدمخواران کے پہونچا اور شاپور کو کھینچ لیا اور ہر طرف
کمندیں پڑنے لگیں آخر شاپور اسیر ہوگیا اتنے میں لاہوتک غول بھی پہونچا لشکر مسلمانوں کے
مقابلے میں رہا کچھ لاہوتک کے ساتھ آگئے یہ لاہوتک نے حکم کیا کہ ابھی شاپور کو دار پر کھینچو
اسیوقت بلاشور نے دار استادہ کی اور شاپور کو دار پر کھینچا ہنوز تیر باران نہیں کیا تھا کہ آسمان پر
لکہ ہاے ابر نمایاں ہوے اور آواز نقارہ کی آئی اور قمہور دیو پر در چالیس ہزار دیووں سے پہونچا
اور شاپور کو دار پر دیکھکر ایک دیو سے کہا کہ جلد لے چھڑا لا وہ دیو آیا اور شاپور کو مع دار لیگیا اور
شاپور سے حال پوچھا شاپور نے قمہور کو سلام کرکے سب واقعہ بیان کیا لیکن آدمخوار طرف
قمہور کے چلے کہ تو نے مغضوب خداوند کو چھڑا لیا کب چھوڑتے ہیں ہم تجھکو یہ کہکر گرے ادھر
قمہور نے تلوار کھینچی اور آدمخواروں کو قتل کرنا شروع کیا دیووں نے جو دیکھا کہ مالک سے ہمارے
جنگ ہوتی ہے دیووں نے آدمخواروں کو کھانا شروع کیا ادھر فیلان بدمست کا اور قمہور کا
سامنا ہوا فیلان نے چوب وچماق ماری قمہور نے چوب سپر پر روکی اور تیغہ مارا کہ چوب کے مثل
خیار تر دو ٹکڑے ہوگئے اور خود دو لغہ عرق چینی آدھ توپ کاٹ کر تلوار قمہور کی دستہ

تنگ زمین مین دوا آئی اور فیلان پدست کا سارا نشہ ہرن ہوگیا مع گرگدن چار کٹ ہوکر زمین پر گرا ادھ خوارون کو دیون سے بچنا مشکل ہوگیا بھاگے لاہوتک بھی مع فوج بھاگ کر اپنی فوج مین آیا اور طبل بازگشت بجوا دیا کہ ایسا نہو کہ دیو آکر یہان بھی کھانے لگین لیکن اہل اسلام آنے سے قمہور کے نہایت شاد ہوے اور واسطے استقبال کے آئے قمہور کو لشکر مین لائے ایک ایک قمہور سے بغلگیر ہوا شاہ اسلام نے صحبت عیش واسطے قمہور کے آراستہ کی پریزادان ماہ طلعت و رقاصیان ناہید صورت آکر حاضر ہوے جام مے گلرنگ گردش مین آیا قمہور سے باتین آفت کی ہونے لگین قمہور نے شوکت لقا بدار کی بیان کی اور کہا کہ مجھسے پوری کمان اسکی نہین کھنچی اتنے مین ایک اور پری تمثال نے غزل شروع کی

غزل

حال دل پوچھے کوئی جب کوئی ناشاد رہے
انکو بھی بھول نہ جانا یہ ذرا یاد رہے
اثر گریہ کے تعلق کا اثر کیا یارب
کاش اسی حال مین تا دیر دل ناشاد رہے
دست رس سست دعا کا تو اثر تک ہونے
یاد اگر عشق مین جان کا ہی فریاد رہے
کہتی ہے جوش جنون سے خلش یاد شرد
دیر تک فکر ہی مین مانی و بہزاد رہے
ہمگر وحشی کو اپنی گرا بجانی سے
سننے والون کی زبانون پہ بھی فریاد رہے
دور تا تیر کے ملنے کی ہے امید اگر
دم بخود سوچ مین کیا مانی و بہزاد رہے
ہم نشیمن بھی بلبل تو قفس کرتا تھا دم
عمر بھر سوگ مین بھی پھر یہی جلاد رہے
کیا حسینون کی زبانون کا اثر اٹھا ہے
انکو بھی یاد دلانا جو تجھے یاد رہے

آج کی بات بھی ہی ضبط ذرا یاد رہے
فرق ہر رنج مین کچھ اے دل ناشاد رہے
مر گیا ہے یاد نہ آؤن وہ مجھے یاد رہے
ملنے نا کامی قسمت نہ ملی صبر کی داد
ہاتھ اپنا بھی یونہی کے ہونے فریاد رہے
لے چلی بھی ترے کوچے کی ہوا گر تجھ تک
کہ رگ جان مین نہان نشتر فصاد رہے
ہو گیا حشر تک افسانۂ عبرت باقی
زندہ کیون سینے کو ہم کشتی سودا ورہے
خود فراموش ہر عین عشق تماشے ہوے پا
اتنا سمٹا ہو کیون دامن فریاد رہے
اٹھاتا ہوت مراحت سلیمان کی طرح
ملک مین اہل چمن فکر مین میلاد رہے
ایسے داغ بدل لالہ کو ہی ملا
جسکو ناشاد پکار ہی بہت شاد رہے
آرزو دردکی تصویر ہنوز قت مین

نوجوان چاہے ہے خوش رہے آباد رہے
کبھی ایذا اون ہو زبان پہ کبھی فریاد رہے
نالے کرنے پر انھین رحم تو آتا ہی کبھی
جو ستم آپ کیے تھے نہ انھین یاد رہے
سختی کو وہ عمر ہجر نہ بھلے کوئی
عمر بھر صورت بود ہر مین برباد رہے
میرے کھا کی نہ تصویر کوئی انسے کھنچی
رہے کھنچتے بھی زمانے مین شعلہ ورہے
رہ جو تا قبر ہے تعزیر غم سے ظاہر
جو کچھ اقرار ہوے تھے وہ کسے یاد رہے
بول اٹھی جبکہ ہوش ربا کی تصویر
حلقہ باندھے ہوئے جو گرد پریزاد رہے
دلکو پھانسی بھی ترے گیسوؤن نے دی بر
کہ عیان دہر مین ناشادی فریاد رہے
اہل اقرار وفا لیکے دیا بھی جسکو
بند ہو آنکھ کشادہ لب فریاد رہے

غرضکہ صحبت عیش ہنوز ختم نہوئی تھی کہ لشکر کفار سے آواز طبل جنگ کی آئی شاہ نے فرمایا کہ یہان بھی کوس جنگی بجے اور صحبت برخاست ہوئی تیاری جنگ ہونے لگی تھوڑی سی رات تو باقی ہی تھی وہ سامان جنگ مین گذر گئی شاہ اسلام نماز پڑھکر برآمد ہوے سب رفیق و یار دولت سرا پر حاضر تھے مجرا بجالائے شاہ سوار ہوے اور رخ میدان کارزار کا کیا ادھر سے لشکر کفار میدان مین آکر صف آرا ہوا آگے آگے تخت لاہوتک غول پیچھے تمام افسران فوج لشکر کو لیے ہوے مقابل اہل اسلام صفین باندھکر کھڑے ہوے بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب نہیب دیگر ہٹ ہٹ گئے ہین صلصال میدان مین آکر مقابل طلب کررہا ہے اور کوئی لشکر اسلام سے نہین نکلا ہے

گرد پردۂ بیابان سے تتق گرد بلند ہوا اور آواز نقاروں کی آئی کہ یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا
کو دل گرد سے شاہزادگان ایرج و اسد و کرب و سلطان سعد و افراسیاب کوچک و داراب
کشور کشا و اسکندر فرخ لقا و ملک قاسم خاور سیاہ و بدیع الزمان نامدار و طہماس بن عشقوبیل
دیو پرور بیشۂ شجاعت نمودار ہوئے رنگ رو صلصال کا زرد ہو گیا لیکن طہماس نے جو صلصال
کو دیکھا کہ میدان میں کھڑا مبارز طلب کر رہا ہے پس اپنے گینڈے کو اڑا کر میدان میں آیا اور صلصال سے
جنگاور ہوا سپروں سے چنگاریاں جھڑ پڑیں یہ معلوم ہوا کہ دو کوہ ملکر جدا ہوگئے لیکن گھوڑا صلصال کا
پانچ قدم اور مرکب طہماس کا تین قدم پسپا ہوا باگوں کو پھیر کر اور گینڈوں کو چک مار کر ایک دوسرے
کے مقابل ہوا صلصال نے نیزہ سینۂ طہماس پر مارا طہماس نے نیزہ صلصال کا نیزے پر لیا
طعنیں چلنے لگیں چند طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ طہماس نے نیزہ ہاتھ سے صلصال کے ہوائی کیا
پس جہان نگاہوں میں صلصال کے تیرہ و تار ہو گیا اور گرز طہماس پر مارا طہماس نے گرز صلصال کا
ساطور پر روکا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ آگ کا نکل گیا تتق گرد میں طہماس نہاں ہو گیا صلصال نے
نعرہ کیا کہ زدم وبیست کردم یہ آواز سنکر طہماس گرد سے نکلا اور پکارا کہ ای زدی و کرایست کردی حریف
تیرا میں موجود ہوں اور باش خبردار ہوشیار یہ نہ کہنا کہ آگاہ نہ کیا تھا یہ کہکر ساطور گران سر پر [illegible]
دیکر مارا صلصال نے سپر بلند کی یہ ضرب سپر سے کب رکتا ہے صاف دو ٹکڑے ہوئی صلصال نے سر نیچے
کو کھینچا اور ساطور گردن مرکب پر پڑا کہ دو ٹکڑے کیے اور دستہ تک زمین میں اتر گیا صلصال مرکب سے
کودا اور تلوار کھینچکر دوڑا کہ مرکب کو طہماس کے پے کرے طہماس بھی کود پڑا صلصال تیغ و سپر پھینک کر
طہماس سے لپٹ پڑا طہماس صلصال سے لپٹا کشتی ہونے لگی افسران فوج مرکبوں کو دوڑا کر قریب
آگئے تماشائی تماشا دیکھنے لگے کہ دو دیو لڑ رہے ہیں دیکھیے کیا ہوتا ہے کبھی صلصال اوپر طہماس
نیچے کبھی طہماس اوپر صلصال نیچے دونوں مصروف تلاش ہیں نہ یہ اس پر غالب ہوتا ہے نہ وہ اس کو
دبا سکتا ہے اسی عالم میں شام ہوگئی پس طہماس نے ایک مرتبہ کمربند صلصال کا مضبوط پکڑ کر نعرہ کیا کہ
سنبھال اس زور کو جس کو تو نہ روک سکیگا اور جھٹکا مارا کہ پچاس قدم صلصال ایسے جوان کو دوڑا
لے گیا اور جھٹکا مارا کہ دونوں گھٹنے آشنائے زمین ہوئے پس اب جو زور کیا تو کمر تک اٹھا لایا دوسرے
زور میں سینہ تک تیسرے زور میں سر سے بلند کیا دونوں لشکروں میں غریو ہوا طہماس نے
صلصال کو زمین پر مارا کہ چاروں شانے چت گرا کود کر چھاتی پر بیٹھا اور باندھکے مشکیں میدان سے
پھر طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھرے کفار محزون و مغموم اہل اسلام شادان و فرحان
داخل بارگاہ ہوئے صلصال کو زندان میں بھیجدیا ادھر لاہوتنگ اپنی بارگاہ میں آیا سب سردار
دنگلوں پر بیٹھے جام مے ناب گردش میں آیا لاہوتنگ نے کہا کیا صلاح ہے ملک مرواق نے
کہا ہر چند میں نے آپ سے [illegible] سرداروں کو قتل کیجیے مگر آپ نے نہ مانا آخر یہ انجام ہوا کہ سب
رہا ہوگئے بیدر نے کہا کچھ [illegible] میں ان سب کو سریع ان قتل کروں گا ادھر بلاشور
و فیروزہ سنگ انداز [illegible] گزشتہ [illegible] حد سے بڑھ گیا تھا پکارے کہ یا خداوند اگر فرمایئے
تو میں سر میدان تنہا ہو سے لڑوں اسی کشمکش و پیچ میں دو روز جنگ موقوف رہی تیسرے روز

بلاشور نے کہا کہ آج میرے نام پر طبل جنگ بجے کل عیاران اسلام کو سر میدان مارونگا کیونکہ یہ بہت مدد دیتے
ہین اور اپنی جان لڑائے دیتے ہین اتفاقاً اُسوقت شاپور بارگاہ مین موجود تھا بلاشور سے
کہا کہ میری عین تمنا یہی ہے کہ میرے تیرے سر میدان مقابلہ ہو بلاشور نے مڑکر دیکھا کہ یہ کدھر سے آواز آئی
شاپور ہنسا دیکھا تو شاپور ایک پہلوان کی شکل بنا ہوا دنگل پر اشتراق آدمخوار کے کہ وہ مارا جاچکا ہے بیٹھا
ہے بلاشور نے کہا ای شاپور مین نے ایک شاگرد اپنا تیار کیا ہے کہ نام اُسکا پرکالہ تیز رو ہے اگر
تیرا بھی کوئی شاگرد ایسا ہو کہ جسپر تجھے بھروسا ہو تو پہلے ان دونون کو لڑواؤ کہ میری تیری محنت کا ثمرہ ظاہر
ہو شاپور نے کہا ایسا ہی ہوگا اور یہ کہا کہ تو طبل جنگ بجوا مین بھی اپنے لشکر مین جاتا ہون غرضکہ لشکر کفار
مین نقارۂ جنگ بجا ادھر شاپور نے جاکر شاہ اسلام سے عرض کی کہ بلاشور سے اور مجھ سے کل سامنا
ہے حضور ملاحظہ فرمائین میرے نام پر طبل جنگی بجوادین شاہ نے حکم کیا ادھر شاپور کے نام پر بھی طبل
جنگ بجا تیاری ہونے لگی جسوقت زمانہ شب کا برطرف ہوا اور پردہ شب سے سحر ظاہر ہوئی جھونکے
نسیم صبح کے چلے پھول باغون مین کھلے اہل اسلام نماز ادا کر کے عازم دشت کارزار ہوئے اور کافر بت پرستی
سے فارغ ہوکر میدان مین آئے جب صفین قتال و جدال کی آراستہ ہو چکین تو دیکھا کہ ایک جانب سے
بلاشور ہاتھ ایک لڑکے کا پکڑے ہوئے کہ اُسکا سن پندرہ سولہ برس کا ہوگا میدان مین آیا اسطرف سے
شاپور ہاتھ ایک طفل کا پکڑے ہوئے کہ عمر اُسکی گیارہ برس سے زیادہ نہوگی آشکار ہوا سب اہل لشکر
ہر دو جانب کے مشتاق جنگ ہین کہ آج دیکھیے کیا ہوتا ہے دونون بلائے بے درمان آفت جہان ہین
کہ یکایک بلاشور نے اُس لڑکے کو اشارہ کیا وہ جھک کر میدان مین آیا اور پکارا کہ منم پرکالہ تیز رو ای
شاپور بھیجو میرے مقابلہ کو کون تمھارا شاگرد رشید ہے لیکن شاپور نے جس لڑکے کو واسطے مقابلہ
پرکالہ کے بھیجا کمر مین اُسکے رسی بندھی ہوئی تھی سرا اُسکا ہاتھ مین اپنے رہنے دیا اور رسی کو حرکت دی
وہ لڑکا دوڑکر میدان مین آیا اور ہاتھ مین اُسکے صرف کمند تھی اور کچھ نہ تھا اور شاپور نے آواز دی کہ
ای بلاشور اگر نام تیرے شاگرد کا پرکالہ ہے تو میرے شاگرد کا نام جوالہ کمند انداز ہے اور ابھی اسے فقط
کمند مارنا سکھایا ہے اور کچھ یہ نہین جانتا کہدے پرکالہ تیز رو سے کہ بچارہے لیکن پرکالہ نے جواب نہ دیتے
دیکھا سنگ فلاخن مین رکھکر مارا شاپور نے رسی کو حرکت دی جوالہ بیس گز اُڑ گیا اور سنگ خالی گیا
پرکالہ نے دوسرا پتھر مارا پھر شاپور نے رسی کو حرکت دی پھر جوالہ داہنی جانب بیس قدم ہٹ گیا
مگر بڑھتا چلا جاتا ہے جب پرکالہ نے دیکھا کہ قریب آگیا تو اُس نے خنجر کھینچا جوالہ نے قریب پہونچکر کمند
ماری پرکالہ مثل پرکالۂ آتش کے چمک کر نکل گیا جوالہ کمند کھینچنے نہ پایا تھا کہ پرکالہ نے قریب پہونچکر
پیش خنجر مارا کہ سر پر جوالہ کے پڑا جوالہ زخمی ہوا اور فوارہ خون کا نکلا بلاشور نے کہا وہ مارا لیکن وہی
خون آلود کر جو منہ پر پرکالہ کے پڑا پرکالہ نے چھینک ماری اور جھوم کر چلا جوالہ نے کمند ماری کہ ساتون
حلقے گلے مین پرکالہ کے پڑے جھٹکا مارا کہ پرکالہ گرا جوالہ نے باندھکر جست و خیز کرتا ہوا خدمت مین
شاپور کی لے آیا اور دوسری کمند لیکر پھر میدان مین آیا شاپور نے کہا کہ کیون بلاشور تیرا اور کوئی شاگرد
تیز رو ایسا ہے کہ اس کا مقابلہ کرے یہ سنکر الماس بن فیروز سنگ انداز جھک کر میدان مین آیا اور پتھر
فلاخن مین رکھکر مارا جوالہ اُسی طرح اُسکے [illegible] جالہ دس بیس ہاتھ قابل نہیے تھے کہ یکایک ایک پتھر

سینہ پر جوالہ کے پڑا اور یہ قلابازی کھا کر گرا فیروزہ نے کہا وہ مارا کفار خوش ہوئے اہل اسلام کو صدمہ
ہوا چالاک نے کہا بھائی شاپور اب تمھین اس لڑکے کو میدان مین بھیجنے کی کیا ضرورت تھی مفت تمنے اسکی
جان لی ابھی سن اسکا کیا تھا اگر زندہ بچ جاتا تو بے مثل عیار ہوتا شاپور نے کچھ جواب نہ دیا لیکن الماس
جھک کر قریب آیا کہ سر اسکا کاٹ لون کہ یکایک شاپور نے اُسی رسی کو جو کمر مین جوالہ کے بندھی ہوئی تھی
حرکت دی پس اُس مردہ نے جست کی اور کمند مار کر الماس کو بھی پکڑ لیا اور اسطرح جست و خیز کرتا ہوا پاس
شاپور کے آیا کہ جیسے ذرا بھی چوٹ نہین آئی سب کو حیرت ہوئی شاپور نے کہا اے بلاشور دیکھا تو نے اے
اتنی سی عیاری تیری سمجھ مین نہ آئی اسی منہ پہ دعوی عیاری کا تھا یہ جوالہ کل کا پتلا تھا بھلا آدمی بھی ایسے
پتھر کھا کر کہین زندہ رہ سکتا ہے نہ کہ اتنا بڑا لڑکا اور پر نے اُس عیاری کے پتلے کے کھولکر ہاتھ پاؤن اُسکے
علیحدہ کرکے پھینک دیے بلاشور یہ دیکھکر رنگیا کہ شاپور بلائے بے درمان ہے پہلے کو مین اس لڑکے کے مقابل
کو جو مین گیا تھا اور تمام عیار شاپور کی فطرت پر آفرین کر رہے تھے بلاشور نے کہا اے شاپور میرے
تمھارے کل مقابلہ ہوگا یہ کہکر میدان سے پھر گیا اور طبل بازگشت بجوا دیا جب شب ہوئی تو بلاشور اپنے
سامان جنگ مین مصروف ہوا اور طبل جنگ بجوا دیا اسطرف بھی طبل جنگ بجا رات بھر تیاری رہی صبح
کو دونون لشکر میدان مین آئے آج بلاشور خود مقابلہ کو نکلا اسطرف سے شاپور نکلا بلاشور نے کوپھن
سر سے کھولی اُدھر شاپور نے بھی فلاخن عیاری ہاتھ مین لی اور پتھر چلنے لگے تو شاپور بلاشور کا
پتھر خالی دیتا ہے اور کبھی پتھر پہ پتھر مارتا ہے کہ دونون لڑ کر گر جاتے ہین جبکہ جھولیان پتھرون سے خالی ہوگئین
تو خنجر کھینچ اور باہم مصروف جنگ ہوئے لڑتے لڑتے ایک مقام پر بلاشور بھاگا شاپور نے تعاقب کیا
ایک جگہ کچھ گھاس لگی ہوئی تھی جیسے ہی پاؤن شاپور کا اُس گھاس پر پڑا وہان بلاشور نے کنواں کھود کر
خس پوش کر دیا تھا شاپور اُس مین جا رہا کفار خوش ہوئے بلاشور نے نعرہ کیا کہ آج شاپور نے دھوکا
کھایا اور لپک کر سر غار پر آیا کہ یکایک پشت سے نعرہ ہوا کہ منم شاپور شیر دل بلاشور نے جو پلٹ کر دیکھا
تو ساتون خلقے کمند کے گردن مین تھے شاپور چاہتا تھا کہ جھٹکا مارے کہ دفعۃً بجلی کڑکی اور ایک پنجہ پیدا
ہوا شاپور کو اُٹھا لے گیا بلاشور خوش ہوا کہ جان بچی ورنہ مارا تھا شاپور نے اور وجہ یہ تھی کہ جس وقت
بلاشور نے مقابلہ شاپور سے نہ کیا اور میدان سے پھر گیا تو شاپور شب کو تجسس مین نکلا کہ دیکھون بلاشور نے
میری گرفتاری کی کیا فکر سوچی ہے تو دیکھا بلاشور کنواں کھود رہا ہے شاپور پوشیدہ ہو رہا جب
بلاشور کنوین کو خس پوش کر کے چلا گیا تو شاپور نے آ کر دوسری نقب کھود دی اور سرا اُسکا تہ چاہ پر توڑا
اور اپنے کو جان کر کنوین مین گرا دیا جب بلاشور سر چاہ پہ واسطے گرفتاری کے کمند ہاتھ مین لیے
ہوئے آیا شاپور نے دوسرے راستے سے نکلکر بجلدی تمام پشت کی جانب سے آ کر کمند ماری مگر پنجہ
لے گیا بلاشور نے نعرہ کیا کہ باش اے عیاران اسلام اب سوا شاپور کے دوسرا کوئی ہے کہ مجھ سے
مقابلہ کرے یہ سنکر چالاک بن عمرو میدان مین آیا اور پتھر چلنے لگا کہ یکایک ایک پتھر بلاشور نے
دھوکا دیکر مارا کہ وہ دستار چالاک پر پڑا دستار دور جا کر گری اور سر پر بھی ایسا صدمہ پہونچا کہ
چالاک نے آہ کھینچی اہل اسلام یہ سمجھے کہ چالاک کا کام تمام ہوا مگر چالاک نے فوراً قارورہ نفتی مار کر
سینہ پر بلاشور کے پڑکر چٹخا آگ نکلی جسم مین بلاشور کے ہزار ہا آبلے پڑ گئے عیارون نے دوڑ کر آگ بجھائی ادھر

چالاک صدمے سے پتھر کے بیہوش ہو کر گرا ادھر بلاشور مین لڑنے کی حالت باقی نہ رہی طبل بازگشت بجا
دونون لشکر میدان سے پھرے اہل اسلام چالاک کو اٹھا لائے مگر شاپور کے لیے سب پریشان تھے ادھر
بلاشور کو کفار لے گئے اور علاج مین مصروف ہوے اب انھین یہین چھوڑیے انکا حال آیندہ معلوم ہوگا

اب یہان سے چند کلمے داستان شوکت بیان رستم ثانی پسر ایرج نوجوان کے بیان ہوتے ہین کہ بستر خواب سے غائب ہوگئے تھے

جس وقت رستم ثانی کی آنکھ کھلی تو اپنے کو ایک جائے تاریک مین دیکھا نہ تو سینہ نادر تھا نہ وہ لوگ تھے جو
خدمت کے لیے حاضر رہتے تھے اسقدر تاریکی تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا جب چار پہر کے ایک آدمی آکر دو
روٹیان اور ایک جام پانی کا دے جاتا تھا رستم وہی کھا کر بسر کرتا تھا جس وقت وہ آدمی آتا تھا تو معلوم ہوتا تھا
کہ اب شام ہوئی یا صبح بسبب تاریکی کے تمیز شام و سحر نہ تھی اسیطرح سال بھر گذر گیا ایک روز ایک زنگی آیا
اور وہ رستم کو باغ مین لایا دیکھا رستم نے ایک ساحرہ سیاہ فام زشت رو کرسی منظر تخت پر بیٹھی ہے اور گرد
اسکے کنیزین زرد رو گوش سمع پوش وریلے جواہر سے غرق کھڑی ہوئی ہین اس ساحرہ نے رستم کو دیکھ کر کہا کہ تو ہی
پسر ایرج ہے رستم نے کہا ہان اور کہا کہ مین نے اپنے باپ کو ابھی تک نہین دیکھا ہے مجھے تمنا ہے کہ اسے دیکھون اس ساحرہ نے
کہا کہ باپ نے تیرے میرے تین بیٹون کو مارا ہے کہ نام جنکے عشروت جادو اور عنکبوت جادو اور
عنقاروس جادو تھے مین عوض مین انکے تجکو قتل کرونگی بلکہ تیرے کباب کرکے کھاؤنگی اور مجھے پسر نورالدہر
کی بھی تلاش ہے یہ کہکر آتش و سیخ طلب کی ایک کنیز نے فوراً منقل آتشین اور سیخہاے آہنی حاضر کین کہ یکایک
برق چمکی اور رضوان جادو ابر سحر سے ظاہر ہوئی اور پکاری کہ اے ملکہ ساروس جادو لیجیے مین بدیع الملک
پسر نورالدہر کو بھی لائی ہون یہ سا محل کی طرف بارادہ حضور رسائی خداوند لاہوتک غول چلا تھا مین نے
اسے گرفتار کیا ساروس جادو نے کہا کہ اب ان دونون کے کباب کرون اتنے مین رستم ثانی نے بدیع الملک سے
پوچھا کہ تو پسر کیستی بدیع الملک نے کہا من پسر صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران نورالدہر
بن بدیع الزمان ام اور کہا کہ تو پسر کسکا ہے رستم ثانی نے جواب دیا کہ من پسر ہژبر آسمان جلالت و شان
گرشاسپ زمان ایرج نوجوان ام بدیع الملک نے کہا تمھارے دلمین تو بہت بڑے بڑے ارادے ہونگے
مگر افسوس ہے کہ قضا سر پر آگئی رستم ثانی نے کہا کہ ایسا ہی مین تمھاری نسبت بھی خیال کرتا ہون بدیع الملک نے
کہا کہ میرا تو یہ ارادہ تھا کہ لاہوتک غول کو مارون اور تمام عالم کو زیر کرکے اپنے باپ کو میری جگہ پر بٹھاؤن
رستم نے کہا پنجہ اجل مین گرفتار ہو اور باتین ایسی کرتے ہو جیسے کچھ خوف ہی نہین انشاءاللہ مین ایرج
نوجوان کو دنگل صاحبقران پر بٹھاؤنگا اور دادا جان مالک قاسم کو دنگل رستم پر متمکن کرونگا
بدیع الملک نے کہا کہ تم تو بالکل آزاد ہو مین گرفت رہون مگر ہمین معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساحرہ چھوڑ دیگی
یہ باتین ساروس جادو نے جو سنین ہنسی اور کہنے لگی کہ جب میرے ہاتھ سے بچوگے تو پیمین لڑانا یا میرے پیٹ مین
جاکر لڑ لینا مین ابھی تم دونون کے کباب لگا کر کھائے جاتی ہون واقع مین تم اگر زندہ بچ جاتے تو نہین
معلوم کیا آفت برپا کرتے بقول شاعر شعر عاقبت گرگ زادہ گرگ شود * گرچہ با آدمی بزرگ شود *
یہ کہکر چھری ہاتھ مین لی اور رستم ثانی کی طرف چلی کہ گوشت کاٹ کر کباب لگاؤن رستم نے رو کر دعا کی بدیع الملک
یہ قصد ساحرہ کا دیکھ کر بیتاب ہوگیا اور کہا او رنجہ میری طرف پہلے آ کہ وہ مجھ سے چھوٹا ہے پہلے مجھے قتل کرلے پھر اسکی طرف

چلایا ساحرہ غصہ مین آکر بدیع الملک کی جانب پھری کہ موے اجل رسیدہ تیری ہی شامت چلے آئی آرزو نے
مجھے تجبہ کہا دیکھا تو کیا تک مرچ تیرے گوشت مین لگا کر کھاتی ہون دیکھا رستم ثانی نے کہ یہ تجبہ مجھے چھوڑ کر
بدیع الملک کیطرف چلی ہر چند یہ رستم کمسن ہی مگر شیر کا بچہ شیر ہی ہوتا ہی دیکھا گیا کہ یہ مجھے چھوڑ کر بدیع الملک کو
قتل کرے خون غیرت نے جوش مارا بیٹا نگاہون مین تیرہ و تار نظر آنے لگی مثل علیشاہ کے نعرہ کیا کہ خبردار او زن قحبہ مجھے چھوڑ کر
اودھر کہان چلی اری میرا گوشت نہایت لذیذ ہی پہلے مجھے کھالے ساحرہ غصہ مین آکر اودھر پلٹی ہی تھی کہ یکایک آسمان سے آواز
نقارہ کی کان مین آئی ساحرہ نے دیر دیکھا بس لکہ ابر سے نقابدار زرین پوش ظاہر ہوا کہ باز سفید سر پر سایہ فگن تھا علم
اژدہا پیکر سر پر کھلا ہوا نقارۂ سکندری بجتا ہوا جس سے آواز یا صاحبقران یا صاحبقران بلند تھی عقب مین نقابدار
کے ایک لاکھ جوانان زرین پوش مع مرکب دیوون پر سوار نمودار ہوے اور نقابدار نے پہونچتے ہی نعرہ کیا کہ او تیرہ سارس جادو
تیرہ وار اگر یہان بھی میلا کیا ان لڑکون کا تو ایک کو تیرے طفیل سے زندہ نہ چھوڑونگا سارس نے کہا معلوم ہوتا
ہو کہ تو بھی جان سے اپنی بیزار تھا کہ مجھے تو کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے اور گلدستہ سحر کا نقابدار پر مارا کہ وہ قریب
آکر پھٹا اور شعلے آتش کے بھڑک کر نقابدار کی جانب چلے کہ یکایک وہ باز سفید جو سر پر نقابدار کے سایہ فگن
تھا اُس نے پرون کی اپنے ہوا دی تمام شعلے گل ہو گئے نقابدار نے تیغہ کھینچا اور طرف سارس جادو کے چلا
اودھر سے رضوان جادو نے گلدستہ سحر مارا کہ ہر پھول اُسکا اثر آگ کا رکھتا تھا باز سفید نے پھر پرون کو حرکت
دی کہ گلدستہ پژمردہ ہو کر گر گیا اتنے مین نقابدار قریب سارس جادو کے پہونچ گیا سارس نے از اضطراب
مین بال اپنے سر کے نوچے اور اسم سحر دم کر کے نقابدار پر مارے کہ اُن سے ہزارہا سانپ پیدا ہوے اور نقابدار پر
حملہ آور ہوے لیکن باز نے منقار سے سب افعیون کو مارا جب دیکھا سارس نے کہ وہ سحر تیرے باطل ہو
ہر پر داؤ پیدا کر کے اُڑی نقابدار نے تیغہ کمر مین کیا اور تیر بہرہ کمان مین پیوست کر کے مارا کہ سینہ پر
سارس کے پڑا توڑ کر پار گذر گیا سارس تڑپ کر گری بجاے خون جسم سے شعلہ نکلا اودھر رضوان جادو نے
نخل سحر زمین سے اُکھیڑ لیا اور نقابدار پر مارا کہ ہر برگ شجر کا برق بنکر سر نقابدار کی طرف چلا لیکن قریب سر
نقابدار کے پہونچکر ہر برق اپنی ہیئت اصلی پر آگئی یعنے پتے سر نقابدار پر سے نثار ہو ہو کر گر پڑے اور
نقابدار نے قریب پہونچکر تلوار ماری رضوان نے اُف کی ہزارہا سپرین سحر کی سر پر رضوان کے پیدا ہو گئین
لیکن تلوار نے نقابدار کی سپرون کو کاٹا اور رضوان کے دو ٹکڑے کیے یہ بھی زمین پر گر کر تڑپنے لگی بس یکا
ایک غلغلہ ہوا آندھی چلی خاک اُڑی ہر شجر باغ کا زمین سے اُکھڑ اُکھڑ کر گرا اور جل کر خاک ہو جب علاما
سحر برطرف ہوے اور روشنی ہوئی تو دو آوازین پیدا ہوئین کہ کشتی مرا نام من سارس جادو و رضوان جادو
بود وحیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اودھر رستم و بدیع الزمان کی قید دور ہوئی نقابدار
قریب انکے آیا اور کمان اپنی ہاتھ مین بدیع کے دی بدیع الملک نے کمان نقابدار کی کھینچی مفت شرمندہ ہوگیا
نقابدار نے آفرین کی بعد اسکے رستم نے وہ کمان کھینچی اور زور کیا مگر کسیقدر کم کھینچی کیونکہ رستم ثانی
بہت چھوٹا ہی بدیع الملک سے مگر نقابدار نے بہت آفرین کی اور کہا تم اب کیا چاہتے ہو کمان جبا دیگے
دونون نے کہا کہ ہمین اپنے لشکر کی طرف بھجوا دیجیے نقابدار نے دونون کو انکے لشکر کیطرف روانہ
کر دیا اب انکا حال بوقت تحریر ہوگا

یہانسے چند کلمے داستان مہر شاپور شیردل کے بیان ہوتے ہین کہ اُسکو جنگ بلا شور سے پنجہ لیگیا تھا

نقش بندان صورت خیال اس تصویر بے تمثال کو یون صفحۂ مقال پر کھینچتے ہین کہ جسوقت آنکھ شاپور کی کھلی
تو اپنے کو دیکھا کہ دونون ہاتھ رشتۂ خام سے بندھے ہین اور سامنے ایک ساحرہ مہیب ہیولی کھاروے کی لنگی
ہوئی دو دانت آگے کے مثل گراز کے نکلے ہوے کھڑی ہوئی کہہ رہی ہے کہ تو ہی نے برہمن جادو کو مارا ہے
اور جزیرۂ فندق کو برباد کیا دیکھ تو تیری کیا حالت کرتی ہون شاپور نے کہا مین نے نہین مارا بالکل جھوٹ
ہے مین بھلا برہمن سی ساحرہ کو کیا مار سکتا تھا یہ کہکر اُس نے سو کوڑے شاپور کو مارے کہ شاپور تڑپنے لگا
ہر چند زور کیا کہ اس رشتۂ خام کو توڑ دون مگر وہ رشتۂ سحر تھا رشتۂ حیات اُس سے وابستہ تھا وہ کیا ٹوٹتا مگر
وہ ساحرہ شاپور کو لیکر پھر اُڑی اور کہنے لگی کہ تجھے وہین لے چلکر قتل کرون گی کہ جہان تو نے برہمن جادو کو
مارا تھا اور شاپور کو لیے ہوے جزیرۂ فندق مین آئی دیکھا کہ چالیس ہزار ساحر کنارہ دریا پہ پتھر جمع
کر رہے ہین شاپور نے کہا کہ اگر مجھے رہا کر دو تو مین بہت جلد جزیرۂ فندق کو آباد کر دون ساحرہ نے یہ سمجھکر
کہ جائے گا کہان اگر بھاگے گا پھر پکڑ لون گی شاپور کو چھوڑ دیا اور قید سحر دور کی شاپور نے ایک پتھر اُٹھایا اور
جسے تولکر سینہ پر اُس ساحرہ کے مارا وہ اس ارادہ سے آگاہ نہ تھی پتھر جو سینہ پر پڑتا ہی بیہوش ہو گئی لیکن گرتے
گرتے لفظ گیر منہ سے نکل گیا زمین نے پاؤن پکڑ لیے ساحر دوڑے کہ دوسرے غضب کیا تو نے کہ ہماری مالک مرجان جادو
کو مارا اب زندہ چھوڑین گے ہم تجکو یہ کہکر چاہتے تھے کہ شاپور کو قتل کرین شاپور نے مضطرب ہو کر
دعا کی بس تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا اور جانب آسمان سے نقابدار سفید پوش نمایان ہوا کہ ہزارہا
دیو پری ہمراہ تھے نقابدار نے آتے ہی شاپور کو ہاتھ سے ساحرون کے بچایا اور اپنے تخت پر سوار کیا
ساحر ہر ہاے سحر پکڑ پکڑ کر طرف نقابدار کے چلے نقابدار نے دیوون کو حکم دیا انھون نے پکڑ پکڑ کر
ساحرون کو کھانا شروع کیا ساحرون نے بزور سحر بہت سے دیوون کو جلا دیا اور غرق دریا کر دیا تا شام
جنگ رہی بوقت صبح نقابدار مع شاپور طرف صحرا کے چلا گیا اور خیمہ برپا کر کے قیام پذیر ہوا ساحرون نے
جانا کہ اب امن ہوئی یکایک آسمان پر سے روشنی نمودار ہوئی یہ معلوم ہوا کہ ستارے زمین کی جانب آ رہے ہین
چراغان بالاے ہوا نمایان ہوے اور نقابدار سیاہ پوش با چہل ہزار دیو و پری پہونچا اور ساحرون کو قتل کرنا
شروع کیا ساحرون مین پھر ایک غل مچا ریحان جادو بہن مرجان جادو کی ہاتھ سے سیہ پوش کے ماری گئی
اور مرجان کو سفید پوش نے مارا تھا غرض لشکر نقابدار نے جزیرہ فندق کو برباد کیا ساحرون کو قتل کر کے سفید پوش [illegible]

اب چند کلمے لشکر اسلام و لاہوتک غول کے بیان ہوتے ہین

جسوقت بلاشور نے چالاک کو پتھر سے زخمی کیا اور بلاشور کو چالاک نے قارورہ نفتی سے جلا دیا طبل
بازگشت بج گیا نقابدار بن زلازل نے لاہوتک سے کہا کہ ان عیارون سے کیا ہوتا ہے طبل جنگ بجوایے تا کہ
مین ان اہل اسلام کو جلد قتل کرون لاہوتک نے حکم دیا اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارے
کی تا بہ خبر لشکر اسلام مین ہوئی یہان بھی نقارہ فیروزی اختر نوازش مین آیا تمام رات تیاری جنگ مین
بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال بدر میدان مین آیا اور مبارز
طلب کیا لشکر اسلام سے شیر بیشہ کلنکان طہماس بن عنقو بل دیو پرور گینڈے کو بڑھا کر سامنے تخت
شاہی کے آیا اُتر کر مرکب سے زمین ادب کو بوسہ دیکر اجازت خواہ میدان کارزار ہوا شاہ نے فرمایا جاؤ
حافظ حقیقی نگہبان ہو اور جام کا عفریت عنایت ہوا طہماس جام پی کر میدان مین آیا بد صورت

طہماس کی دیکھکر پکارا کہ ای طہماس ہر چند کہ تو پہلے بھی قوی تھا مگر اسقدر زور کہ جو تجھ مین اب ہی پہلے نتھا
یہ زور تو کہان سے لایا طہماس نے کہا اگرچہ وہی اسلام کی برکت ہی کہ بزرگان دین مجھپر حقیقت ظاہر کرتے ہین
یہ زور مجھے میرے مولا علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے عنایت فرمایا ہی یہ سنکر بدر بنیات برہم ہوا اور کہا شاید
تو مجھے دھوکا دیتا ہی مجھے یہ زور خداوند زمرد شاہ باختری نے دیا ہوگا جبھی سے تو انکار کرتا ہی طہماس کو غصہ
آیا مگر پہ شید سنی نہ کر سکا کہ طریقہ اہل اسلام کے خلاف تھا وہ نکیا مگر لگام اسپ بدر کی پکڑکر جھٹکا مارا کہ بدر اوندھے
منہ آرہا لیکن بدر نے گرتے گرتے ایسی تلوار ماری کہ شاہ طہماس کا زخمی ہوا مگر طہماس نے یہ ارادہ کیا کہ بدر کو
گرفتار کرون کفار یہ ارادہ طہماس کا دیکھکر دوڑ پڑے ادھر سے اہل اسلام چلے دونون لشکر مل گئے جنگ مغلوبہ
ہوئی یہ معلوم ہوا کہ دو دریا ملکر موجزن ہوئے ہر طرف تیغین مانند لہرون کے روان تھین سر مثل حبابون کے تیرتے
تھے خون نیزون سے اچھل رہا تھا زرہ پوشون کے جو کٹ کر گرے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ماہی دام مین
پھنس کر تڑپ رہی ہین پیمانہ عمر کے لبریز ہو ہو کر غرق ہو رہے تھے کشتی حیات طوفانی تھی عین گرمی جنگ
مین بدر اور اسکندر فرخ لقا کا سامنا ہوا بدر نے تلوار ماری اسکندر نے ولاولہ کا پشت شمشیر پر روک کر لیا
وار کیا بدر نے تلوار اسکندر کی روک کے جو تلوار ماری سپر اسکندر کی کٹی اور تلوار تا دو ابرو اتر آئی نوبت درمیان
مین آگئے اور اسکندر کو ہٹا لے گئے غرضکہ شام تک جنگ رہی آخر طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ
پر آئے لیکن نقابداران سفید پوش و سیاہ پوش جو شاپور کو چھڑا کر بارگاہ مین لائے صندلی بیٹھنے کو
عنایت کی شاپور صندلی پر بیٹھا جام بادہ ناب گردش مین آیا دیکھا شاپور نے کہ خال و خط ابراہیمی و ذقن خلیلی آشکار
اولاد صاحبقران کی نقابداران مین پائی جاتی ہی پوچھا شاپور نے کہ آپ کون ہین اور کسکی اولاد مین ہین
نقابداران نے کہا کہ ہم پسران خضران شاہ کہلاتے ہین اور اصل مین خضران شاہ ہمارے نانا ہین جسوقت
امیر نے بروز خضران شاہ کو مارا اور خضران شاہ کو تخت و تاج عطا فرمایا تو خضران شاہ نے اپنی بیٹی
نذر دی کہ نام اسکا ملکہ ریحان پری ہی کہ امیر باغ سروستان مین بوقت گلچینی اسپر عاشق ہوئے تھے
ہم دونون بھائی جوڑوان پیدا ہوئے لیکن ایک صبح کو اور ایک شام کو بس جو صبح کو پیدا ہوا نقاب اسکی
سفید ہی اور جو شام کو پیدا ہوا اسکی نقاب سیاہ ہی اور نام ایک کا ایران شاہ اور دوسرے کا
توران شاہ ہی اور ہم بھی ارادہ جنگ سائل کا رکھتے ہین شاپور یہ سنکر خوش ہوا لیکن نقابداروں نے
تحائف شاپور کو دیکر طرف سائل کے روانہ کیا اور کہا کہ ہم بھی آتے ہین

اب یہان سے چند کلمے داستان شوکت بیان جنگ لشکر اسلام و فوج کفار بیان ہوتے ہین

پلا ساقیا ساغر آتشین | بیان تا کرون جنگ بدر میر دین
از شیشہ و ساغر اسطرح | کرین جنگ دو شاہ بہرام

غزل بہنے دودن مین بھلے یہ کمال اچھا ہی
درد بھی جسمین ہو شامل وہ ملال اچھا ہی
ہاتھ سے اپنے اٹھا کر مجھے دیدے ساقی
جو پسند آئے تمہے بس وہی چال اچھا ہی
تمام عمر آنے کی دھڑکون سے بری جاتی ہی
اندنون پیر مغان مین یہ کمال اچھا ہی

دم بھی نکلے تو کہے جام مین کہ حال اچھا ہی
دل نہین دیتے ہین بوسہ کی طلب مین اپنا
جام بلور سے وہ جام سفال اچھا ہی
منہ چڑھ جاتے ہو اور حسن پر لیا ہی غرور
کہ شب ہجر سے کچھ روز وصال اچھا ہی
اس تصور مین جبین نے کچھ شاید آنکھ چار

قدر اعلیٰ کی زمانے مین نہین بے استقلال
جو کنایہ مین ادا ہو وہ سوال اچھا ہی
بیچ چہرے سے عیان ہو کہ خوشی ہو خطا ہی
آئینہ لیکے تو دیکھو یہ کمال اچھا ہی
جسکو اک جام پلایا وہ ہوا دل بسمل
ہر نہین خواب مین دیکھے یہ خیال اچھا ہی

دیکھکر حسن کسی شوخ کا دل بول اُٹھا
دسے لگے شیشہ سے تو پھر جام سفال اچھا ہے
طالب وصل کو کچھ بات نہیں بن پڑتی
یہ وہ خورشید ہے جسکا کہ زوال اچھا ہے
پہلے امید تھی انکو کہ یہ شاید مرجائے
دل بیساختہ کہتا ہے کہ مال اچھا ہے

خصلتیں ہو گئی بری کیونکہ جمال اچھا ہے
غم پنہان کو بیاشک چھپائے انسان
نہ خموشی ہی بھلی ہے نہ سوال اچھا ہے
جیسے بالکل نہیں واقف وہ غم پنہان سے
دیکھنے آئے ہیں کب جب کہ حال اچھا ہے

کوئی ساقی نے اگر سچی بات کہی ٹوٹ گیا
دیکھنے والا کہے خود کہ یہ حال اچھا ہے
پھونکے دیتی ہے مجھے داغ جگر کی گرمی
اسطرح کہتے ہیں ظاہر میں کہ حال اچھا ہے
آرزو جب نظر آجاتا ہے خوشرو کوئی

لشکر کشان فوج معانی و جنگ آزمایان عرصۂ خوش بیانی اشہب کلک کو میدان قرطاس پر یون جولان کرتے ہیں کہ بدر بن لاازل حبشی نے طہماس بن عنقویل دیو پرور کو زخمی کرکے پھر طبل جنگ بجوا دیا تھا یہ خبر سنکے اہل اسلام مین بھی نقارۂ حربی بجا تھا جسوقت صبح ہوئی تو پھر دونون لشکر معرکہ آرائے دشت نبرد ہوئے بدر میدان مین آیا مبارز طلب ہوا لشکر اسلام مین علمہائے سبز رنگ جلوہ گر ہوئے اور بدیع الزمان نے بودعا بانگ کا لیا مقابل بدر ہوئے پہنے نگاور چلی کر بدر گرنے کرنے بچا مرکب اُسکا چیخ کر سات قدم پیچھے ہٹ گیا گھوڑا بدیع الزمان کا تین قدم حسب معمول پیچھے سرکا سنکر زانو مین مرکب کو تازیانہ مارکر پھر سامنا کیا اور نیزہ اور سینہ بدیع کے مارا بدیع الزمان نے نیزہ بدر کا چند طعن مین ہوائی کیا بدر نے تلوار ماری بدیع نے ہاتھ بند دست برق الدیا اور تو اگر زنجیر کا بکر کر زور کیا کہ قاش زین سے اُٹھا لیا دونون لشکر دن مین ایک غوغا ہوا لاہوتک غول نے جنگ مغلوبہ کا حکم دیا تمام کفار تلوارین پکڑ پکڑ کو دوڑ پڑے یہ رنگ دیکھکر قاسم نے سب سے پہلے مرکب دوڑا دیا اور آگر شریک جنگ ہوا بعد اُسکے اور سرداران اسلام بھی آگئے تلوار چلنے مین شور تکبیر و بزن بلند ہوا تلوارون کی جھنکارین گردن سے تراتے میدان کارزار بہلائے دیتے تھے تیرون کی سنانین دلون کے پار ہوتی تھین اُسی ہنگامہ گیر و دار مین کمر بند بدر کا ٹوٹا اور بدر زمین پر گر الغرض بیچ مین آگئے بدر کو نکال لے گئے مگر سرداران اسلام نے کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگا دئے آخر تھکان نے طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر میدان سے پھرے اہل اسلام اپنی فرودگاہ پر آئے کفار اپنے خیمون مین داخل ہوئے صحبت عیش آراستہ ہوئی جام مئے ناب گردش مین آیا جسوقت نشہ خوب ہوا پھر بدر نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت نقارۂ زری پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر اہل اسلام کو ہوئی وہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا عرضکہ چار پہر رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال بدر پھر میدان مین آیا مبارز طلب کیا آج داراب کشورکشا بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر مقابل بدر ہوئے پہلے نگاور چلی داراب نے بدر کو گرد بر دکر دیا نیزہ چلا نیزہ بھی ہاتھ سے بدر کے نکالدیا تلوار شام تک چلی بدر پر بہ سبب خفتان مرغ سند کے کچھ اثر نہوا اور داراب کشورکشا زخمی ہوئے تیسرے دن پھر بدر میدان مین آیا لعل خفتان خونریز خاوری ملک قاسم شاہ اسلام سے اجازت لیکر میدان مین گئے اور بدر کو پست کیا نیزہ ہاتھ سے نکالدیا تلوار توڑ ڈالی مرکب بدر کا مارا گیا قاسم نے بدر کا تعاقب کیا۔ وہ بدر بھاگا کئی تلوارین ماریں کچھ اثر نہوا بدر کو عیار تلوار آکر دے گیا پس جا با بدر نے کہ مرکب قاسم کا پکڑون قاسم گھوڑے سے کود پڑے بدر نے تلوار ماری قاسم نے روکی قاسم نے تلوار ماری بدر نے روکی یون ہی اُلٹتے پلٹتے چلے جاتے تھے اتفاقاً پانون قاسم کا موشخانہ مین جا رہا اور یہ جھکے اوپر سے بدر نے تلوار ماری کہ خود کو کاٹ کر تا دو . برو

اُتر آئی داستانہ مارا تلوار جھٹکا کر سر سے نکل جا بدر نے کہ سر قاسم کا قلم کرون کہ بدیع الزمان دوڑ پڑے اتنے
مین دوسرا مرکب آگیا بدر گھوڑے پر بیٹھ کر تیغ سے مقابل ہوا بدیع الزمان نے کہا اُسدن تو میرے
ہاتھ سے بچ گیا تھا تو آج کیا حالت کرتا ہون بدر نے کہا آج زندہ چھوڑونگا یہ کہکر تلوار ماری بدیع الزمان
نے پھرچا کہ ہاتھ بند دست پر ڈالون کہ گھوڑے نے سکندری کھائی تیغ بدر کا سر پر بیٹھا تا دو ابرو اُتر گیا
نور الدہر مرکب دوڑا کر چلے بدر نور الدہر کو دیکھکر میدان سے پلٹا اور کہہ گیا کہ کل تجھے بھی سمجھونگا اہل اسلام
زخمیون کو لیے ہوئے میدان سے پھرے معالجہ ہونے لگا لیکن کفار نے مشورہ کیا کہ چند سرداران اسلام باقی ہین
اب انھین مہلت نہ لینے دینا چاہیے اور پھر طبل بجوا دیا دوسرے روز بعد صف آرائی پھر بدر بن زلازل
میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام کی جانب دست راست سے علم جلوہ گری پر آئے اور شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان مرکب کو پھیر کر سامنے تخت شاہی کے آئے اُتر کر گھوڑے سے مجرا کیا اجازت
میدان کی چاہی فرمایا کہ جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے نور الدہر سلام کرکے بادگر مرکب پر بیٹھکر سامنے بدر کے
آئے جا کہ نگاہ و رزن ہون بدر نے نگاہ ور کو بچا کر نیزہ سینہ پر نور الدہر کے مارا نور الدہر نے ہاتھ سے
پکڑ کر نیزہ بدر کا توڑ ڈالا بدر نے تلوار ماری نور الدہر نے وار رد کیا خود تلوار ماری کچھ نوآئیسی ضربون کی
رد و بدل ہوئی ہوگی جب بدر نے دیکھا کہ کوئی قابو نور الدہر پر نہین چلتا تو تلوار مرکب پر ماری کہ گردن کٹ
نور الدہر کی قلم ہوئی شاہزادہ مرکب سے کود پڑا اور دوڑ کر بدر کو مع مرکب اُٹھا لیا بدر جست کرکے
مرکب سے علیحدہ ہوا شاہزادے نے مرکب کو زمین پر مارا کہ استخوان اسکے پارہ پارہ ہوگئے یہ حال
دیکھکر مجنون تیغ بند نے کہا کہ اب بدر گرفتار ہو جائیگا یہ کہہ فوج لیکر دوڑ پڑا اور آکر نور الدہر کو گھیر لیا
بس ادھر سے ایرج نے مرکب کو جولان کیا اور آکر شریک جنگ ہوا اور اُدھر لاہوتک مع فوج آپڑا
ادھر سے شاہ اسلام نے نعرہ کیا جنگ ہونے لگی تلوارونکی جھنکارین بلند ہوئین دریا خون کے جاری
ہوگئے ایرج بندھور بن سعدان گرد گرز گران سنگ لئے ہوئے کشتون کے پشتے بناتے چلے جاتے ہین
اتفاقاً اسطرف سے ہیکلان آدمخوار بھی گرز پکڑے ہوئے لڑتا چلا آتا تھا کہ درمیان مین سامنا ہوا
ہیکلان نے گرز مارا بندھور نے گرز کو گرز پر روک کر جو عمود نو زدہ صدمنی مارا کہ بعد نظر کردہ ہونے کے
دو سو من ضرب گران کردی یہ معلوم ہوا کہ ساتون طبق آسمان کے پھٹ پڑے گرز سر مین اور سر سینہ مین
سینہ فیل مین فیل پیوند زمین ہو کر رہگیا قریب شام کفار طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گئے محفل عیش
آراستہ کی جام بادۂ ناب گردش مین آیا جب خوب نشہ ہوا تو اکوان جہاردست نے کہا کہ یا خداوند
بدر یہان کارہائے نمایان کر رہا ہے مین جاکر قلعہ ذوالامان پر قبضہ کرتا ہون لاہوتک نے کہا کیا
مضائقہ ہے اکوان اُسیوقت مع لشکر طرف ذوالامان کے روانہ ہوا یہ خبر سلمان شاہ فارسی کو ہوئی کہ
اکوان جہاردست واسطے قلعہ گیری کے آتا ہے سلمان شاہ نہایت متردد ہوئے اور ایک عیار کو واسطے
طلب مدد کے پاس شاہ اسلام کے روانہ کیا لیکن اکوان نے پہونچکر قلعہ کو گھیر لیا سلمان شاہ نے
پہلے قلعہ کا خوب انتظام کیا بعد اسکے آپ آمادہ مرگ کے مہیاے قضا ہو کر قلعہ سے باہر نکل آئے اور بارگاہ
برپا کی اکوان نے طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر شاہ سلمان کو ہوئی یہان بھی کوس حربی بجا رات بھر تیاری
جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفہاے قتال و جدال کے تبرداروں نے

نکل کر جھاڑی جھنڈی کاٹ کر میدان کو صاف کیا بیلداروں نے زمین پست و بلند کو ہموار کیا ستون
نے آب پاشی کی جس وقت میدان جنگ تیار ہوا نقیب صفوں سے نکلے اور پکارے اشعار

کہ ای پہلوانان پر زور آوران	ز شمشیر و خنجر و گرز و سنان	ہمین گوی میدان ہمین و زنام	کند تا نہ کس ذکر بہرام و سام

نقیب نقابت کر کے نکل گئے تھے پہلوان جھوم رہے تھے دعوے دلوں کے دو نے ہو گئے تھے پیرون
کو بھی مثل جوانوں کے جوش آ رہا تھا کہ یکایک لشکر کفار سے ہومان قوی بازو اپنا مرکب چھیڑ کر میدان
مین آیا اور مبارز طلب کیا ادھر سے سلمان شاہ فارسی نکلے ہومان نے کہا کہ لا حریہ بہادری کا سلمان شاہ
نے کہا کہ کیا تو نہیں جانتا کہ اہل اسلام پیش دستی نہیں کرتے ہومان نے کہا معلوم ہوتا ہی قضا تیری دامنگیر ہی
مین تو چاہتا تھا کہ ہوس تیرے دل مین نہ باقی رہجائے یہ کہکر نیزہ سینہ پر سلمان شاہ کے مارا سلمان شاہ
نے نیزہ کو نیزہ پر روکا رد و بدل ہونے لگی دس طعنوں کی نوبت آئی ہو گی کہ سلمان شاہ نے نیزہ ہاتھ
سے ہومان کے ہوائی کیا بس جہان نگاہوں مین تیرہ و تار ہو گیا اور گرز اٹھا کر مارا سلمان شاہ نے گرز
گرز پر روکا تراقے کی صدا بلند ہوئی مرکب تن تق گرد مین چھپ گیا اسنے آواز دی کہ زدم و پست کردم
سلمان شاہ نے ہاتھ کلہ گرز پر ڈالکر جھٹکا مارا ہومان غافل تھا گرز ہاتھ سے نکل گیا اور سلمان شاہ
نے نعرہ کیا بس ہومان نے تلوار کھینچی اور پکارا کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمال بازی تیغ بازی
راست بازی یہ کہکر وار کیا سلمان شاہ نے وار اسکا تلوار سے رد کیا اور خود جواب مین اسکے تلوار ماری
ہر چند کہ ہومان نے سپر بلند کی مگر تلوار سپر کو کاٹتی ہوئی خود کو دو کرتی ہوئی تا دوابرو اتر ہی ہو گی کہ
سلمان شاہ نے جھٹکا مارا تا جگرگاہ شمشیر اتر گئی پرنالہ خون کا جاری ہوا بس یہ حال اپنے رسالہ دار کا
دیکھکر اکوان چار دست دوڑ پڑا اور پکارا کہ اے سلمان غضب کیا تو نے کہ مارا اتنے بڑے سردار کو
کہاں جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے اور چاروں ہاتھوں مین تلوارین کھینچی ہوئی تھین بس آتے ہی
سلمان شاہ پر وار کیا سلمان شاہ کہ مرد جہاندیدہ تھے دو تلوارین سپر پر کاٹین ایک پست تیغ پر
روکی ایک تلوار سر پر پڑی کہ تا دوابرو اتر گئی دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر سر سے نکلی مگر چادر خون کی سر سے
باہر آئی اکوان نے چاہا کہ سر سلمان کا کاٹ لون کہ گھوڑے نے زرا ابھرا اور سلمان شاہ کو لیکر بھاگا
شام ہو چکی تھی اکوان نے تعاقب نہ کیا اور طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا کہ کل قلعہ پیلو نگا لوگ
سلمان شاہ کے بھاگ کر قلعہ بند ہوے وہان بدر بن زلازل پھر طبل بجوا کر میدان مین آیا آج شاہزادہ
عین الزمان پسر بدیع الزمان میدان مین آئے لیکن ہاتھ سے بدر کے زخمی ہوئے بعد انکے نور الزمان نکلے
کہ بھائی انکے تھے وہ بھی زخمی ہوے پھر بدر نے مبارز طلب کیا اس مرتبہ جانب دست چپ کے علم جلوہ گری
پر آئے اور گرشاسپ زمان ایرج نوجوان نے پویا باگ کالیا اور سامنے تخت شاہی کے آکر مجرا کیا
اجازت میدان چاہی فرمایا حافظ حقیقی نگہبان ہے ایرج متوجہ میدان قتال ہوا چاہا کہ آنکھ دروین بدر
کو گرد برد کر دون بدر جانتا تھا کہ یہ بھی مثل نور الدہر کے زور بے امان رکھتا ہی نگاہ ور نمائی دی اور نیزہ
مارا ایرج نے جلدی سے انی پکڑ کر توڑ ڈالی کہ خالی چھڑ بدر کے ہاتھ مین رہگئی بدر نے چھڑ ہاتھ سے پھینک
کر تلوار ماری ایرج نے تلوار بدر کی روکی اور اپنا وار کیا بدر نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا مگر تلوار ایرج کی سپر سے
لب رکھتی ہو سپر کے دو ٹکڑے ہوے خود کو کاٹا مگر سر پر آکر رک گئی بسبب خفتان مریخ بند کے کچھ اثر نہوا

کئی ضربون کی رد و بدل ہوئی ہوگی کہ ایک مقام پر گھوڑے سے ایرج کے سکندری کھائی بدر نے موقع پا کر تلوار ماری
کہ سر ایرج کا زخمی ہوا اور زخم کاری لگا چادر خون کی سر سے باہر آئی ایرج نے اسی عالم زخمداری میں کمندداری کی
حلقے گلے میں بدر کے پڑا جھٹکا مارا بدر گھوڑے سے زمین پر آیا ایرج نے بدر کو باندھا اور میدان سے
پھرنے کا قصد کیا تھا کہ درد زخم سے بیہوش ہو گیا دیکھا لاہوتک نے کہ بدر گرفتار ہو گیا پس فوراً فوج کو
حکم دیا کہ ارے مار لو جانے نپائے تمام لشکر مثل سمندر کے موجیں مارتا ہوا چلا ادھر سے اہل اسلام چلے
کفار نے اشارہ بدر کا قبضہ میں کیا شاپور نے پہونچکر ایرج کو اٹھایا دونوں لشکر خٹ پٹ ہو گئے تلوار
چلنے لگی لیکن کفار طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گئے اہل اسلام اپنی فرودگاہ پر آئے کفار اپنے ڈیرا ڈیرہ پر
پہونچے لیکن مہتر خوردک بن گردمرد پسر خواندہ عمرو بن امیہ نامدار واسطے خبر کے بارگاہ لاہوتک
کیجانب روانہ ہوا صحرا میں پہونچکر صورت اپنی الماس بن فیروزہ کی بنائی کہ جسے شاپور نے گرفتار
کیا تھا اور طرف لشکر کفار کے چلا اتفاقاً بلاشور واسطے خبر کے لشکر اسلام کی جانب آتا تھا یہ معرکہ دیکھکر
خوردک کے عقب میں روانہ ہوا خوردک پہلے پہونچا لاہوتک کو سلام کر کے فیروزہ سے گلے ملا
فیروزہ نے کہا کہ تو نے کیونکر رہائی پائی الماس نقلی نے جواب دیا کہ میں بکر مسلمان ہو کر بھاگ آیا اتنے
میں بلاشور پہونچا اور پاس خوردک کے آ کر کمند ماری ساتوں حلقے گلے میں پیوست ہو گئے فیروزہ نے
کہا ہائے بلاشور یہ کیا کیا بلاشور نے کہا یہ تمہارا بیٹا نہیں ہے بلکہ تمہارا باپ ہے ارے یہ خوردک بن گردمرد
ہے اور خوردک کو گرفتار کر کے گرم پانی سے منھ دھلایا تو ہیئت اصلی ظاہر ہوئی لاہوتک نے
کہا ان عیارون نے خداوندوں کو بڑے بڑے صدمے پہونچائے ہیں لہٰذا ابھی اسے قتل کرو بلاشور نے
یہ سنتے ہی تلوار ماری کہ سر خوردک کا جدا ہو گیا اور وہ مرد مومن شہید ہوا لیکن بعضے راوی بیان
کرتے ہیں کہ قتل نہیں کیا مگر قید سخت میں مبتلا کیا لیکن یہ خبر اہل اسلام کو پہونچی کہ خوردک شہید ہوا تمام
عیاران اسلام میں ماتم خوردک کا برپا ہوا سب سردار بھی واسطے خوردک کے روئے ایرج نے
کہا افسوس ہے کہ شاپور نتھا ورنہ یہ مجال نہ تھی بلاشور کی کہ خوردک کو قتل کرتا یہی ذکر تھا کہ آواز زنگوں
کی آئی اور شاپور شیر دل مع بخات نقابداران سیاہ پوش و سفید پوش پہونچا ایرج خوش ہوا
اور شاپور کو گلے سے لگایا لیکن شاپور نے حال نقابداروں کے آنے کا بیان کیا اور کہا کہ دونوں نقابدار
فرزندان صاحبقران سے ہیں اور نواسے ہیں حضرات شاہ کے یہ خبر سنکر سب شاد ہوئے تھے
کہ سامنے سے تومیان خیبری و تامیان خیبری و ابوالفتح اصفہانی و سمک یلطاقی وغیرہ پہونچے
اور بعد دعا و ثنائے شاہی بجا لانے کے عرض کی کہ بیچ لشکر کفار میں طبل بجا ہے شاہ نے فرمایا کہ کچھ اندیشہ
نہیں ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی
اور آواز نقارے کی گرجی دلیران اسلام سامان جنگ میں مصروف ہوئے کہ زمانۂ شب بر طرف ہوا اور
حجاب شب سے رخ سحر نمودار ہوا شاہ اسلام نماز پڑھکر برآمد ہوئے سب سردار حاضر تھے مجرا گاہ پر
سے مجرا کر کے اپنے اپنے لشکر سمیت میدان میں آ کر صف آرا ہوئے قلب لشکر میں تخت شاہی تھا
اسطرف سے لاہوتک غول ملعون مع لشکر آ کر صف آرا ہوا القیب نہیب دیگر نکل گئے تھے
کہ بدر بن لازال یکچشمی مرکب کو دوڑا کر میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا ہنوز لشکر اسلام سے

کوئی واسطے مقابلے کے نکلا نہین ہی کہ پردۂ بیابان سے تتق گرد نمودار ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ سیاہ آندھی
اٹھی ہی سبکی نگاہین اسی طرف تھین کہ یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ
ہوا اور دل گرد سے نقابدار سیاہ پوش با یک لاکھ سیاہ پوش نمودار ہوا کہ گھوڑے بھی سب کے
مشکی تھے مگر نقابدار نے پہونچکر نعرہ کیا کہ او نامرد بلند دیکھ تو تیری کیا حالت کرتا ہون اگرچہ تیرے
پاس خفتان مرصع بند ہی تو میرے پاس بھی کلاہ محفظ ہی بدر نے کہا دیکھون تو کیسی کلاہ ہے تیرے
پاس اور قریب پہونچکر تلوار نقابدار کے ماری نقابدار نے وار اسکا روکا اور خود تلوار ماری یہانتک
کہ تا تمام جنگ رہی شام کو بدر طبل بازگشت بجواکر میدان سے پھر گیا سیاہ پوش بھی لشکر سے
علیحدہ اترا بدر نے اپنے لشکر مین پہونچکر پھر طبل جنگ بجوا دیا اور دوسرے روز میدان مین آیا آج پھر
شاہزادۂ عالم و عالمیان نورالدہر بن بدیع الزمان بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر مقابل بدر ہوا
بدر نے نیزہ مارا شاہزادے نے نیزہ اس کا ہوائی کیا بدر نے تلوار ماری شاہزادے نے گردۂ سپر پر روکی
اور اپنا وار کیا کئی ضربون کی رد و بدل ہوئی تھی کہ گھوڑے نے نورالدہر کے سکندری کھائی بدر نے
تیز دستی سے وار کیا کہ تلوار سر پر بیٹھی جھٹکا مارتا دو برادر تر گئی شاہزادے نے دستانہ مارا تلوار ڈھنا کر
سے نکلی مگر چار زخون کی سر سے باہر آئی چاہتا تھا بدر کہ ایک وار مین کام نورالدہر کا تمام کردون کہ
نقابدار سیاہ پوش دوڑ پڑا اور شاہزادہ کو میدان سے پھیر کر خود شام تک بدر سے لڑا اسکی
وجہ سے جنگ قائم رہی شام کو طبل بازگشت بجا دونون فوجین میدان سے پھرے شاہ اسلام تعریف
نقابدار کی کرتے ہوئے چلے آتے تھے کہ عجب کمالات سے لڑتا ہی داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے
کہ دیکھا ایک عیار آیا اور سلام کرکے نامہ سلمان شاہ فارسی کا گذرانا مضمون جسکا یہ تھا کہ یہان
اکوان چہار دست نے آکر آفت برپا کر رکھی ہی مین بھی زخمی ہون اگر کسی کو واسطے مدد کے نہ بھیجیے گا
تو قلعہ ہاتھ سے نکل جائیگا اور ناموس مفت برباد ہوئیگے اسی وقت شاہ نے جام رکھوایا اور فرمایا
کہ کوئی بہادر واسطے مدد سلمان شاہ کے جائے یہ سنتا تھا کہ نظر کردہ امیر عرب کرب دلاور
اپنے دنگل سے کود پڑا اور جام پی کر خلعت تلوار زیب کمر کرکے اور بارگاہ سے نکلکر ایک لاکھ سوار ہمراہ
لیکر طرف قلعہ ذوالامان کے روانہ ہوا یہ خبر لاہوتک غول کو ہوئی کرب دلاور بمقابلۂ
اکوان چہار دست کے روانہ ہوا ہی لاہوتک نے کہا کہ کرب بلائے بے درمان ہی چنانچہ
بلاشور کو واسطے گرفتاری کرب کے پاس اکوان چہار دست کے روانہ کیا وہان
اکوان چہار دست نے پھر طبل جنگ بجوا دیا صبح کو قلعہ پر یورش کیا اہل قلعہ نے گولے مارنا شروع
کیے اکوان سب گولون کو رد کرتا ہوا چلا جاتا ہی قلعہ پر سے گولے برس رہے ہین ہزار ہا آدمی اکوان
کے مارے گئے مگر اکوان گولون کو رد کرتا ہوا لب خندق جا پہونچا اہل قلعہ نے مارنے کا متوالہ
تیل کا کڑاہ پھینکا اکوان سب کو رد کرکے دروازہ قلعہ پر پہونچا اور چاہتا تھا کہ گرز سے پھاٹک
توڑ دون کہ اہل قلعہ نے بیتاب ہوکر رجوع بہ پروردگار کی کہ ای کس بیکسان وای یار غریبان
ای کارساز بے نیاز یہ ناموس صاحبقرانی برباد ہوتا ہی واسطے محمد و آل محمد کے ہم سب کو
شر سے ان ظالمون کے پناہ دے ہنوز سخن در دہان تھا کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا

از پردۂ بیابان گردے برخاست گرد گرد تیرہ تیرہ خیرہ خیرہ سر گرد برآسمان رسیدہ دنیا گرد وزمین پھیل
سبکی نگاہین مرتکئیں کہ کس کی کمک آئی اکوان بھی راہ دیکھنے لگا کہ کون آتا ہے یا لاہوتنگ نے کسی سردار
کو میری مدد کے واسطے بھیجا ہے یا اہل اسلام کی کمک آئی ہے کہ یکایک دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے
سو علم نشانہ ایک لاکھ سوار کا نمایان ہوا کہ پھریرے پر تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھی جب
یہ سب گذر گئے بعد اُسکے ماہی مراتب جلوس سواری گذرا بعد ان سبکے گذر جانے کے کرب دلاور ایک لاکھ
سواران جنگی سے پہونچا اور دیکھا اکوان دروازۂ قلعہ پر پہونچ چکا ہے بس کرب نے للکارا کہ او
اکوان خبردار کہان جلتا ہے مین آپہونچا اکوان کرب دلاور کو دیکھکر میدان سے پھر گیا
اور کہا کہ کل تجھسے سمجھون گا کرب دلاور مع لشکر اُترا بارگاہین برپا کین شام کو آواز طبل جنگی
کی کان مین آئی ابو الفتح نے کہ ساتھ کرب کے آیا ہے آکر خبر دی کہ لشکر اکوان مین طبل جنگ بجا ہے
کرب نے کہا کچھ پروا نہین ہے اور اپنے لشکر مین بھی کوس حربی بجوایا تیاری جنگ ہونے لگی لیکن
عیتر بلاشور کہ واسطے مدد اکوان کے چل چکا تھا اُسوقت بارگاہ اکوان مین پہونچا اور کہا کہ مین کرب کو لاتا
یہ کہکر طرف صحرا کے گیا اور نقب لگانا شروع کی قریب صبح دہانہ نقب کا بارگاہ کرب دلاور مین توڑا اور
کرب کو بیہوش کر کے پشتارہ باندھ کر روانہ ہوا سامنے اکوان کے لاکر رکھدیا اکوان اسلحہ جنگ
آراستہ کر رہا تھا کہ بلاشور پہونچا اور کہا کہ اب کس سے لڑیے گا پہلے اسے تو قتل کیجیے اکوان نے کہا اسے
ہوشیار کرو بلاشور نے کرب کو ہوشیار کیا کرب نے آنکھ کھولکر جو دیکھا اپنے کو بارگاہ اکوان مین پایا
سمجھا کہ مین خواب دیکھ رہا ہون پھر آنکھین بند کرین اکوان نے کہا ای کرب یہ خواب نہین ہے
عین بیداری ہے خداوند لاہوتنگ نے تجھے میرے پاس گرفتار کر کے بھیجدیا اب تجھے لازم ہے کہ
سجدہ کر کرب نے جواب دیا کہ وہ کیا گیدی ہے اور تو کیا مسخرہ ہے یہ سنکر اکوان کو غصہ آیا اور کہا کہ
ابھی میدان خونی تیار ہو مین اسے تیرباران کرون گا اُسی وقت تیاری میدان خونی کی ہونے لگی
وہان ابو الفتح جو صبح کو بارگاہ مین آیا کرب دلاور کو نہ پایا نقب لگی ہوئی دیکھی بس روتا پیٹتا خیمہ سے
باہر نکلا اور اہل لشکر کو اطلاع دی کہ کوئی کرب دلاور کو چرا لے گیا مگر یہ کام بلاشور کا معلوم
ہوتا ہے ہرکارے واسطے خبر کے روانہ ہوے بعد تھوڑی دیر کے آکر ہرکارون نے بیان کیا کہ وہان
میدان خونی واسطے قتل کرب دلاور کے تیار ہو چکا ہے قریب ہے کہ کرب کو دار پر کھینچکر تیرباران کرین
یہ سُننا تھا کہ تمام سرداران لشکر کرب دلاور مثل شریاے زنگی وغیرہ کے حربہ ہاے پیکار پکڑ پکڑ کر
اٹھ کھڑے ہوے اور کہا کہ زندگی ہماری بعد کرب دلاور کے بیکار ہے ہم جانین دین گے مگر اپنے آقا کو
چھڑا لائین گے یہ کہکر طرف لشکر اکوان کے روانہ ہوے وہان اکوان نے کرب دلاور کو دار پر کھینچ دیا تھا
چاہتا تھا کہ تیرباران کرون جوش لشکر کرب کا پہونچا اور لشکر اکوان چہاردست پر گرا تلوار چلنے لگی
شریاے زنگی نے گرز سنبھالا اُدھر کرب دلاور نے جو اپنے سردارون کے نعرون کی آواز سُنی
قید کو پارہ پارہ کر ڈالا شریاے زنگی لوگون کو مارتا ہوا قریب دار کے پہونچا اور دار کو گھیر لیا اور
گھوڑا واسطے کرب دلاور کے حاضر کیا کرب دلاور جلدی سے مرکب پر بیٹھا تلوار چلنے لگی شور و غوغا
بلند ہوا اکوان چہاردست کے ساتھ بھی تین لاکھ سواران جنگی ہین اور سرداران

تامی ہین کرب دلاور کے ہمراہ بھی چیدہ لشکر ایک لاکھ سوار کا ہی گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہی کہ عین گرمی
جنگ مین ثریاے زنگی سے اور مغیلان فیل سوار سے سامنا ہوا مغیلان نے گرز مارا ثریا نے گرز اُس کا
روک کر جو گرز مارا تو کاسہ سر مغیلان کا چور ہو گیا اُدھر اکوان چاردست قریب کرب دلاور کے
پہونچا اور خبردار خبردار کہکر چار تلوارین برابر سے مارین کرب دلاور نے دو تلوارین تو سپر پر روکین
دو نشست شمشیر پر مگر تلوار سپر کو کاٹ کر کرب کے شانے پر اُتر آئی کہ شانہ کرب غازی کا زخمی
ہوا لوگ بیچ مین آگئے اور اکوان چاردست کو کرب دلاور سے جدا کیا اکوان چاردست
نے دیکھا کہ ثریاے زنگی بڑے شد و مد سے لڑ رہا ہی جیسے ہی گرز مارا وہ نقش زمین ہو گیا بس لوٹ کیا
کہ او سیاہ رو کہان جلنے لگا میرے ہاتھ سے اور قریب پہونچ گیا چاہتا تھا کہ وار کرون ثریا نے گرز مارا
اکوان چاردست نے اپنے چارون گرزون پر وار ثریا کا روکا اور جواب مین چارون گرز مارے کہ ایک
ایک ضرب سات سات سو من کی تھی مرکب ثریا کا مارا گیا اور کولا اُتر گیا اور دوسری طرف کا
شانہ شکست ہوا لوگ ثریا کو بھی لیکر بھاگے اور بھی اکثر سردار کرب دلاور کے اکوان چاردست
کے ہاتھ سے زخمی ہوے اور کئی ایک مارے گئے قریب تھا کہ لشکر کرب دلاور کا شکست کھاے
کرب دلاور گرفتار ہو جاے سلمان شاہ فارسی نے بھی واسطے مدد کے قلعہ سے نکلنے کا قصد کیا تھا
تاموس ہین کہرام برپا تھا کہ یکایک از پردہ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ و خیرہ خیرہ
سرگرد بر آسمان رسیدہ و پاے بر زمین پیچیدہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا
شگافتہ ہوا اور تتق گرد سے نقابدار گوہرپوش نمایان ہوا اور عیار واسطے خبر کے آگے آیا تھا
وہ بھی نقاب پوش تھا ملیٹ کر گیا اور خبر جنگ کرب دلاور و اکوان چاردست کی بیان کی بس
نقابدار گوہرپوش مع فوج آگرا اور کفار کو قتل کرنا شروع کیا پانون اہل اسلام کے جمے
دیکھا اکوان چاردست نے کہ نقابدار گوہرپوش نے آتے ہی آفت برپا کر دی دس دس آدمیون کو
اچھال دیتا ہی اور چو رنگ ہوائی کاٹتا ہی بس مرکب اُڑا کر سامنے نقابدار گوہرپوش کے آیا اور کہا
او نقابدار مفلوک روزگار ارے تو کہان سے آیا ہی کہ تمام لشکر کو میرے تو نے پریشان کر رکھا ہی
دیکھ تو تیری کیا حالت کرتا ہون یہ کہکر چار تلوارین برابر سے نقابدار پر مارین بس نقابدار نے دو تلوارین
تو اُسکی سپر پر روکین اور داہنے ہاتھ سے ایسی ہتکی ماری کہ دو تلوارین مع قبضہ کٹ کر گرین دونون ہاتھ
اکوان چاردست کے قلم ہوے بس اکوان چاردست نے باگ مرکب کی پھیری اور راہ فرار پر
قرار اختیار کیا نقابدار نے عقب مین اکوان چاردست کے گھوڑا ڈالا راستے مین علمدار لشکر
اکوان چاردست نے نقابدار کو ٹوکا کہ نام اُس کا طویل زرین درفش تھا اور نیزہ نقابدار کو
مارا نقابدار نے نیزہ اُس کا چھین لیا اور علم کو قلم کیا بس علم کے سرنگون ہونے سے
تمام لشکر کفار کے قدم اُکھڑ گئے اور طویل زرین درفش کو مرکب پر سے اٹھا کر
اچھال دیا اور آپ گھوڑا عقب مین اکوان چاردست کے ڈالکر روانہ ہوا لیکن
طویل زرین درفش کو اسقدر بلند اُچھالا تھا کہ گرتے گرتے اُس کا دم فنا ہو گیا
اب ذکر اس کا وقت پر آئے گا

اب چند کلمے داستان لشکر اسلام اور لاہوتک غول کے بیان ہوتے ہین

مرے یہ دل کے یہ تھے نہ تھے زبان کے لیے
کہ ساقہ اوج کے پستی ہے آسمان کے لیے
نہین ہے خانہ بدوشون کو حاجت سامان
فغان ہے میرے لیے اور مین فغان کے لیے
چلے ہین دیر کو مدت مین خانقاہ سے ہم
لگا رکھا ہے ترے خنجر و سنان کے لیے
بیان درد محبت جو ہو تو کیونکر ہو
کہ ہاتھ رکھتے ہین کانون پہ سب اذان کے لیے
جو پاس مہر و محبت کہین بیان بکتا
تو بوسے ملتے بھی اس سنگ آستان کے لیے
بلند ہوئے اگر میرا کوئی شعلۂ آہ
اور اس ضعیف سے کل کام دو جہان کے لیے
سو مجتے دلین ترے سوزش نہان کے لیے
خلش ہے عشق کی ہو خار پیرہن تن زار
اتا تو چاہیے کیا خانۂ کمان کے لیے
نہ دل رہا نہ جگر دونون جلکے خاک ہوئے
شکست تو یہ لیے ارمغان مغان کے لیے
اگر امید نہ ہمسایہ ہو تو خانہ یاس
زبان دل کے لیے ہے نہ دل زبان کے لیے
نہ لوح گور پہ مستون کی ہو خود تو لیے
تو ہم بھی جیتے کسی اپنے مہربان کے لیے
نہ چھوڑ تو کسی عالم مین راستی کہ یہ تیر
تو ایک اور ہو خورشید آسمان کے لیے
نہین ثبات بلندی عز و شان کے لیے
ہمیشہ اس ترے مجنون و ناتوان کے لیے
مثال نے ہے مرے جب تلک کہ دم مین دم
رہا ہے سینہ مین کیا چشم خونفشان کے لیے
وبال دوش ہے اس ناتوان کو سر لیکن
بہشت ہے نہین آرام جاودان کے لیے
ابھی کان مین کیا اس صنم نے پھونک دیا
جو ہو تو خشت خم ہے کوئی نشان کے لیے
حجر کے چومنے کو یہ ہے حج کعبہ اگر
عصا ہے پیر کو اور سیف ہے جوان کے لیے
بنایا آدمی کو ذوق ایک جز و ضعیف

شبیہ کشان پیکر معانی و مصوران تصویر مضمون قصہ خوانی یون لکھتے ہین کہ بعد زخمی ہونے نورالدہر کے جب بدر جل جنگ ہو اکر میدان مین آیا قضا کے کار لقابدار سیاہ پوش بعد روانہ ہو جانے کرب دلاور کے بیمار ہو گیا اور بدر نے مبارز طلب کیا اُسوقت کوئی لشکر اسلام مین نہ تھا کہ واسطے مقابلہ بدر کے نکلے کیونکہ گردش فلکی سے کل سردار ہاتھ سے اس اجل رسیدہ کے زخمی ہو چکے تھے علمشاہ و عمرو بن حمزہ یونانی بیمار تھے کہ بخار مین اُنھین ہوش نہ تھا بدر نعرے مار رہا ہے اور پرا باندہے اُسوقت ابوسہمان جزیرہ نشین شاہ اسلام سے اجازت لیکر سامنے بدر کے آیا کئی وار کیے ردو بدل رہی آخرکار تیغ قضا سے وہ مرد مومن شہید ہوا اب کوئی سردار واسطے مقابلے کے باقی نہین شاہ اسلام نے اُسوقت تخت اپنا زمین پر رکھوا دیا اور رہوار طلب کیا اور فرمایا کہ مین خود اس ملعون سے مقابلہ کرون گا ہوا خواہ قدمون سے لپٹ گئے اور عرض کیا کہ اگر اقبال شاہ ہے تو کوئی نہ کوئی اسے شکست دیگا جہان پناہ ابھی جانے کا قصد نہ فرمائین ایک ہنگامہ برپا ہے کوئی معروف دعا ہے کوئی رو رہا ہے تباہی اہل اسلام پر کہ یکایک فلک پیر سے آواز نقارہ کی آئی سب متوجہ اُسطرف ہوئے دیکھا کہ نقابدار سبز پوش اور جنھے زرین پوش بھی کہتے ہین صندلی آصف بن برخیا پر متمکن تھے سر پہ باز سفید سایہ فگن علم اژدہا پیکر کھلا ہوا نقارہ سکندری سے آواز یا صاحبقران بلند تھی دیو صندلی نقابدار کی اُٹھائے ہوئے عقب مین نقابدار کے پانچ ہزار دیو و پری اور چار ہزار نقابداران سبز پوش کہ مرکبون پر سوار تھے اور دیو مرکب قدم اُٹھائے ہوئے آکر بالائے زمین اُترے دیو پری علیحدہ ہوئے نقابدارون نے صف باندھی اور سردار نقابداران مرکب چمکا کر سامنے بدر کے آیا اور نعرہ کیا کہ او ملعون بڑے بڑے ظلم تو نے برپا کر رکھے مین گمان جانیگا آج مجکو میرے ہاتھ سے دیکھ تو کیسی سزائے معقول دیتا ہون کہ تو بھی عمر بھر یاد کرے بدر نے کہا کہ مجکو بھی قضا گھیر کر لائی ہے یہ کہکر تلوار ماری نقابدار نے تلوار بدر کی

سپر پر رد کی اور گھوڑے کو ایڑ کی کہ وہ شیحہ کرکے کرگدن بدر پر آ پڑا دونون پانون اگلے زین کرگدن پر مارے
نقابدار نے شاخ کرگدن بدر کی پکڑ کر مروڑ دی کہ کرگدن مع بدر غلطان اور پیچان زمین پر آئے
پس فوراً نقابدار جست کرکے سینہ پر بدر کے آیا اور خفتان مرغ بند چیر کر پھینک دی اور ایک ہاتھ پکڑ کر
جھٹکا مارا کہ جسم سے بدر کے اکھڑ گیا بعد اُسکے دوسرا ہاتھ اُکھیڑ کے پھینک دیا پھر گردن توڑ کر پھینک دی پھر
ایک پیر پھر دوسرا پیر کہ اسی اثنا مین گرد اڑی سب دیکھنے لگے کہ ان دا اعلا مین وہ گرد قریب پہونچکر
شق ہوئی اور اکوان چہار دست اس شکل سے کہ دو ہاتھ اُسکے کٹے ہوے خون بہتا ہوا دو ہاتھون
مین تلوارین کھینچے ہوے گھوڑا بھگائے چلا آتا ہے ساتھ ہی اُسکے دوسری گرد اڑی اور عقب مین
نقابدار گوہر پوش پہونچا اکوان چہار دست بھاگ کر طرف لشکر لاہوتک کے چلا تھا کہ اس اثنا
مین نقابدار گوہر پوش قریب اکوان کے پہونچ گیا اکوان نے پلٹ کر دونون تلوارین ماریں
نقابدار نے ایک تلوار سپر پر رد کی جب تلوار کسیقدر سپر مین در آئی بلٹیک دی کہ تلوار ٹوٹی دوسری تلوار
کو تیغ سے قلم کرکے ہاتھ تیغہ آبدار کا کمر پر مارا کہ اکوان کے مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے پس یہ حالت
دیکھکر دونون لشکرون سے ایک غریو اُٹھا نقابدار سبز پوش یہ جرأت گوہر پوش کی دیکھکر متحیر ہوا لشکر
کفار کے جی چھوٹ گئے اُدھر تو اکوان سا سردار مارا گیا اُدھر بدر سا پہلوان نقابدار زرین پوش کے
ہاتھ سے مارا گیا پس قدم نہ جم سکے طبل امان بجوا کر میدان سے پھرے اور شب کے وقت لاہوتک غول
مع حمائل شاہ و ملک مرواق و الماس و مجنون تیغ بند وغیرہ بھاگ کر طرف کوہ مارگیر کے
روانہ ہوے اِدھر بہ مارے جانے بدر و اکوان کے اہل اسلام نہایت خوش ہوے ہر ایک جرأت پر
نقابدارون کی آفرین کر رہا تھا اُدھر نقابدارون نے میدان سے پھر کر سب سے جدا خیمے برپا کیے لیکن
نقابدار زرین پوش نے مرہم سلیمانی واسطے فرزندان امیر کے بھیجا عیار نقابدار روانہ
ہوا وہان وہ ملعون یعنی لاہوتک غول بھاگ کر جو کوہ مارگیر پہ مقیم ہوا اور بلا شور واسطے
جاسوسی کے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا پہلے لشکر نقابدار زرین پوش مین پہونچا دیکھا کہ
دوکانین کھلی ہوئی ہین جوہر کا بازار لگا ہوا ہے ہر سمت کٹورا کھنک رہا ہے لیکن جتنے اہل لشکر ہین
اُن سب کے منہ پر نقابین پڑی ہوئی ہین غرضکہ بلا شور سیر کنان بصورت مبدل داخل بارگاہ
آسمان جاہ نقابدار ہوا دیکھا کہ نقابدار صندلی آصف بن برخیا پر بیٹھا ہوا ہے اور دو جوان
گوہر پوش و یاقوت پوش دونون پہلوؤن مین جلوہ گر ہین گو کہ نقابین منہ پر پڑی ہوئی
ہین لیکن ضو چہرہ کی مثل شمع فانوس کے باہر آ رہی ہے بلا شور محو دید تھا کہ اسی وقت
نقابدار نے دبیر سے حکم کیا کہ ایک نامہ شاہ اسلام کے نام اور دوسرا پروانہ سرداران امیر کے
نام لکھو مضمون جسکا یہ ہو کہ تمام شرائط مین نے پورے کیے اب مین امیر کے مقام پر
بیٹھون گا جسے کوئی حجت باقی ہو وہ ختم کرے دبیر نے اُسی وقت دونون نامہ تیار کرکے دیے نقابدار نے
عیار کو طلب کیا جس وقت وہ سامنے آیا دیکھا بلا شور نے کہ عیار بلاے بد آفت روزگار معلوم ہوتا
ہے کہ صورت اُسکی دیکھکر بند بند لرز گیا دل نے کہا کہ اے بلا شور اگر تو ہاتھ سے اس عیار کے جانبر ہوا تو عالم
مین تجھے کوئی قتل نہین کرسکتا اور ایسا رعب طاری ہوا کہ اُسی وقت بارگاہ سے نکل کر طرف لشکر

اسلام کے روانہ ہوا اُدھر عیار نقابدار نامہ لیکر طرف لشکر اسلام کے چلا لیکن وہان دربار آراستہ ہو تخت پر
حارث بن سعد بیٹھے ہین داہنی جانب مجمع سرداران دست راست کا بائین جانب انبوہ دلاوران دست
چپ کا ہر ایک پہلوان مثل پیل دمان اپنے ذنگل شوکت پر بیٹھا ہوا جھوم رہا ہو لیکن ایرج و نورالدہر مین
جانشینی صاحبقران کی نسبت جھنگ ہو اور ذکر جرات نقابداران کا ہو رہا ہو کہ یکایک چوبدار نے آکر
بعد دعا و ثنا و شاہی بجالانے کے عرض کیا کہ عیار نقابدار نامہ لیکر آیا ہو حکم ہوا کہ آنے دو بلا شور
بھی ایک خدمتگار کی شکل بنا ہوا کھڑا ہو کہ اتنے مین عیار نقابدار آیا اور نامہ پیش کیا شاہ نے نامہ پڑھ
دیا اُسمین بعد آداب و القاب کے تحریر تھا کہ ظل اللہ خود اور تمام سرداران نامی و گرامی واقف ہین کہ
امیر اپنی جانشینی کے بارے مین کیا شرطین فرما گئے تھے لہذا مین نے اُن شرائط کو پورا کیا اب مجھے جلد
امیر پر بیٹھنا زیبا ہو سُنیئے کہ نقارہ سکندری میرے نام پر آواز دیتا ہو طلسم آصف کو توڑ کر صندلی امیر
کی مین لایا جسکے ایرج و نورالدہر گواہ ہین پس اگر اطاعت میری سب سرداران نامی کو منظور ہو
تو بارگاہ سلیمانی لیکر میرے استقبال کو آئین یہ سُنکر سب تو چپ ہورہے لیکن ایرج و نورالدہر نے جواب
اُسکا لکھ بھیجا کہ جو ہمین بمردی میدان زیر کرے ہم اطاعت اُسکی کرینگے اور دیگر سرداران نامی و شاہ
نے بھی مہر اس امر پر کی کہ امیر کشور گیر فرما چکے ہین کہ جو ایرج و نورالدہر کو زیر کرے وہ صاحبقران ہو
چنانچہ عیار کو خلعت عنایت ہوا وہ نامہ لیکر خدمت مین نقابدار کی آیا اور پیش کیا نقابدار پڑھکر
نہیت ہنسا لیکن ایرج نے اُسیوقت اپنے نام پر طبل جنگ بجوا دیا وہان لشکر نقابدار مین بھی طبل بجا
ادھر تو طبل سکندری سے آواز یا صاحبقران بلند ہوئی اُدھر نقارہ سہگین کہ جو خاص طبل ہو نقابدار کا
وہ بجا جتنے نقارے لشکر اسلام کے تھے سب پھٹ گئے یہ رنگ دیکھکر دلیرون نے کہا کہ شگون بُرا ہی مگر
رات بھر دونون لشکر دن مین تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ آرائے دشت نبرد ہوئے اُدھر نقابدار
زرین پوش میمنہ مین گوہر پوش و اسی طرف یاقوت پوش بائین جانب نقابداران سیہ پوش اور
سفید پوش لیشتہ پر میدان مین آکر ہوئے سر پر نقابدار زرین پوش کے علم اژدہا پیکر کھلا ہوا فرس
دیران بکھدریان کرتا ہوا اس شان و شوکت سے میدان مین آکر قائم ہوا اُس طرف تخت شاہ اسلام کا بیچ
مین داہنی جانب اول لندھور بن سعدان گردفیل میمونہ پر سوار بعد لنکے نورالدہر اسپ نوش انجام
پر جلوہ گر بعد اسکے اور سرداران دست راست مثل بدیع الزمان و تورج و طہماس وغیرہ کے بائین
سمت اول شاہزادہ علمشاہ رومی کہ ابھی اچھی طرح بیماری سے افاقہ نہین ہوا ہو مگر پوتے کی جنگ
دیکھنے آئے اور دل مین کہہ رہے ہین کہ یہ چھوکرا نقابدار کا کچھ نہ کرسکے گا مفت مین زیر ہو کر ذلیل بھی ہوگا اور
ڈنکا صاحبقرانی کا مالک یہ نقابدار ہو جائیگا اور افسوس ہو کہ والد بزرگوار کو ہماری کچھ قدر نہوئی ان
لڑکے بالون پر اتنا بھروسا تھا کہ رکن صاحبقرانی قرار دیکر خانہ کعبہ کو تشریف لیگئے دیکھیے کیا
ہوتا ہو کہ یکایک ایرج نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور تمام لشکر کے علم جلوہ گری پر لئے ایرج علمشاہ کو
سلام کرتا ہوا سامنے تخت شاہی کے آیا اُتر کر گھوڑے سے مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی
نگہبان ہو ایرج سلام کر کے بارہ گرد مرکب پر بیٹھکر گرہ بن اشقر کو دوڑا کر میدان مین آیا اور سرا پا
میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے جب خوب عرق عرق ہو گیا تو گھوڑے کو

روک کر نیزہ کو زمین پر گاڑ کے دم کو آراستہ کر کے نعرہ کیا کہ ای نقابدار اگر تجکو دعوے جانشینی صاحبقران کا ہی تو آ ڈ
میرے مقابلہ کو پیوستہ تھا کہ نقابدار نے مرکب صف سے نکالا تمام علم لشکر نقابدار کے جلوہ گری پر
آئے باجے بجنے لگے نقارہ پر چوب پڑی ادھر سے ایرج نے بارادہ جنگ اونہی مرکب کو دوڑایا ادھر سے
نقابدار چلا بیچ مین پہونچکر سپر سے سپر لڑی منہ سے منہ سینے سے سینہ مل گیا سپرون سے
پھول جھڑ پڑے تڑاتڑ آنے کی صدا بلند ہوئی سات قدم مرکب ایرج کا اور پانچ قدم گھوڑا نقابدار کا
پسپا ہوا دیکھنے والون نے گھٹ بڑھ دیکھی علمشاہ نے دل مین کہا کہ خدا خیر کرے ادھر ایرج
و نقابدار مین گفتگو ہو رہی ہی نیزے دونون کے ہاتھ مین کھنچے ہوے ہین نقابدار کا یہ بیان
ہی کہ پہلے تم وار کرو ایرج کا یہ قول کہ مین پیشدستی نکرون گا آخرکار ایرج نے جھلا کر نیزہ سینہ نقابدار
پر مارا انیان چلنے لگین یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو سانپ زبانین نکالکر گتھ گئے ہین نیزون سے چنگاریان
آگ کی جھڑ رہی ہین ایسے بڑے دو پہلوان زبردست لڑ رہے ہین دیکھنے والون کو حظ اٹھ رہا ہے
یہانتک کہ سنانین جانین نیزون کی بیکار ہو گئین جھڑ پر جھڑ پڑنے لگی آخر وہ بھی ٹوٹ گئین بس
لپک کر ایرج نے ارابے پر سے اپنا گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پر جا کوہ چندہ سومن کا اٹھایا
اور چرخ دیتا ہوا چلا اور قریب نقابدار کے پہونچکر خبردار خبردار کہکر دو دستی ضرب لگائی نقابدار نے
اپنا گرز بلند کیا پس گرز پر گرز جو پڑتا ہی تو ایک تڑاقے کی صدا بلند ہوئی کہ دشت قتال لرز گیا ایک
شعلہ فلک کو نکل گیا تق گرد بلند ہوا مرکب نقابدار کا جھک اٹھا نقابدار کے ہر بن مو سے پسینہ جاری ہوا
ایرج نے آواز دی کہ زدم دست کردم اکثر لوگون کو یہ گمان ہوا کہ ایرج نے کام نقابدار کا تمام
کیا لیکن عیار نقابدار جھپٹ کر آیا گرد گرد کے چرخ مار کر گھسا دیکھا کہ مرکب تنگ تک غرق زمین ہی
نقابدار بیہوش کھڑا ہی مگر ہاتھ مثل ستون فولادی کے بلند کیے ہی اسمین سرمو فرق نہین واقع ہی
پس عیار نے منہ پر پانی کا چھینٹا دیا اور آواز دی کہ ای شہریار عالی وقار آپ کھڑے کیا کرتے ہین
ہوشیار ہو جیے کہ حریف لاف زنی کر رہا ہی اسے سزا دیجیے یہ سنکر نقابدار ہوش مین آیا گھوڑے کو
ایستادہ کیا کہ وہ طبقہ زمین کا لیکر باہر آیا نقابدار نے ایرج کی تعریف کی اور کہا کہ واقع مین امیر نے جو
تمھین رکن صاحبقرانی قرار دیا بیجا نہین ہی لیکن اس ضرب کو روکو یہ کہکر اپنا گرز سیزدہ صد منی اٹھا کر
سر پر چرخ دیکر مارا ایرج نے اپنا گرز بلند کیا اب جو گرز نقابدار کا سر گرز پر پڑتا ہی یہ معلوم ہوا کہ ساتون فلک
پھٹ پڑے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی جگر زمین ہول سے شق ہو گیا مرکب ایرج کا غرق زمین ہو گیا اور
کمر مرکب کی ٹوٹی لیکن کہتے ہین کہ یہ مرکب کرہ جن اشقر تھا کیونکہ ایرج نے قبل سے اندازہ ضرب نقابدار کا
کر لیا تھا غرضکہ ایرج تق گرد مین چھپ گیا اور چھٹی کا دودھ زبان پر لذت دے گیا بیہوش ہو گیا ہر ایک نے
یہ جانا کہ کام ایرج کا تمام ہوا نقابدار اپنے دل مین شرمندہ ہوا کہ ناحق مین نے پوری ضرب لگائی اگر
کام ایرج کا تمام ہو گیا ہو گا تو بڑی ہی بدنامی کا باعث ہی مین علمشاہ کو کیا منہ دکھاؤن گا لیکن
شاپور شیردل جھپٹ کر آیا اور چھینٹے پانی کے دیکر گرد کو بٹھایا دیکھا ایرج بیہوش کھڑا ہی ہر بن مو
و سر مو سے پسینہ جاری ہی آنکھین بند لیکن دونون ہاتھ بلند ہین شاپور نے پکارا کچھ جواب نہ آیا جب
دو آواز دین کہ ای شہریار ہوشیار ہو جیے کہ حریف زبان درازی کرتا ہی تو ایرج چونکا مرکب کو اشارہ کیا دیکھا

تو مرکب مرکب گلی ہو چکا ہے بس تلوار میان سے کھینچکر طرف مرکب نقابدار کے چلا کہ مین اسے بھی مار ڈالونگا
نقابدار یہ ارادہ دیکھکر گھوڑے سے کود پڑا اور ایرج کیطرف بڑھا بس سپر و تلوار کو ہاتھ سے پھینک کر
ایرج نقابدار سے لپٹ پڑا نقابدار بھی ایرج سے لپٹا کشتی ہونے لگی نقابدار کی فوج سے دسون
نقابدار جو سردار معلوم ہوتے تھے قریب آئے کشتی کا تماشا دیکھنے لگے یہان یہ حالت ہے کہ نہ تو کہین
نقابدار ایرج سے دبتا ہے اور نہ ایرج نقابدار سے پست ہوتا ہے جبڑا کا کشتی کا بندھا ہوا ہے یہ معلوم
ہوتا ہے کہ دو برقین کوند رہی ہین اسی عالم مین شام ہو گئی دونون لشکرون سے روشنی آئی سرداردن
کی راوٹیان استادہ ہوئین سب تماشا کشتی کا دیکھ رہے ہین نورالدہر بھی ایرج کے زور سے مقابلہ مین
نقابدار کے اپنے زور کا اندازہ کر رہے ہین مگر دل مین یہ بھی کہتے جاتے ہین کہ خدا اخیر کرے
جس ہاہمی سے یہ مقابلہ کو گیا ہے زیر ہو جائے تاکہ یہ دعوی اور شیخیان اسکی باطل ہو جائین پھر مین تو
زیر ہی کرونگا اس تکبر نے انھین بھی خراب کیا وہان دن و رات کشتی رہی اسی طرح سات شب و روز
کشتی رہی اب یہ عالم ہر ایک کا ہے کہ نیند کے مارے آنکھین جدا بند ہوئی جاتی ہین بھوک کے مارے
برا حال ہے لیکن جان کشتی مین لڑی ہوئی تھی کہ دیکھین کسکی فتح ہوتی ہے اور کسکی شکست کہ اتنے مین
عیار نقابدار نے پکار کر کہا کہ ای شہریار اسقدر دیر لگا رکھی ہے اسی زور پر جانشینی صاحبقران کا
دعوی کرکے آئے تھے بس یہ کہنا تھا کہ یہ معلوم ہوا جیسے شیر بپھر گیا ادھر شاپور نے ایرج کو
طعنہ دیا بس ایرج نے کمر زنجیر کا بند پکڑا اور کڑکڑا کر زور کیا کہ نقابدار کو چالیس قدم دوڑائے گیا
جھٹکا مارا کہ ایک گھٹنا آشنا بزمین ہوا ایکبار کمر زنجیر گر بند زور کر کے چاہتا تھا کہ بلند کرون نقابدار نے
اس طرح لنگر مارا کہ کمر تک غرق زمین ہو گیا پھر ایرج نے ہرچند زور کیا کچھ نہو سکا
نقابدار نے کہا کہ اب میری باری ہے لیکن ایرج نے ایسا جان توڑ کر زور کیا تھا کہ اب حالت
زور کرنے کی ایرج مین بھی باقی نہین ہے بس نقابدار نے کمر بند ایرج کا پکڑا اور زور کر کے
ساٹھ قدم دوڑاے گیا اور جھٹکا مارا کہ دونون گھٹنے ایرج کے آشنا بزمین ہو گئے بس اب جو زور
کیا نقابدار نے تو کمر تک اٹھا لایا دوسرے زور مین سینہ تک تیسرے زور مین مثل صاحبقران کے
سر سے بلند کیا زمین پر چھوڑ دیا کہ جاؤ ایرج مارے صدمہ اور غیرت کے بیہوش ہو گیا شاپور
شیر دل ایرج کو اٹھا کر خیمے مین لے آیا تمام اہل اسلام متردد متفکر پھرے کہ ایک کی تو امید گئی
اب دیکھیے نورالدہر سے اور نقابدار سے کیسی گذرتی ہے لیکن نورالدہر نے اپنے نام طبل جنگ
نہ بجوایا وہان ایرج جب ہوشیار ہوا سامنے شاپور کو پایا بس خنجر کھینچ کے گلے پر رکھ لیا
کہ اب زندگی بیکار ہے سر میدان نقابدار نے مجھے زیر کیا شاپور نے ہاتھ پکڑ لیا کہ ای
شہریار فضلنا بعضکم علی بعض نقابدار بھی مجھے کوئی غیر نہین معلوم ہوتا ایک صاحبقران نہین نہ سہی بعد
انکے تو آپ کا جواب دینے والا دوسرا نہین ہے مگر ایرج ایک نہین مانتا کہ اتنے مین نقابدار خود داخل
خیمہ ایرج ہوا اور یہ حال دیکھکر ہاتھ سے ایرج کے بزبردستی تلوار چھین لی اور ایرج کو اپنے ہمراہ
لیے ہوئے اپنے خیمہ مین آیا اور نقاب منہ پر ایرج کے بھی ڈالدی اور گلے سے لگایا اور کہا کہ مین
کوئی غیر نہین ہون کل پرسون تک یہ حال تیرا کھلجائیگا ایرج چپ ہو رہا کہ ابھی دیکھو تو کہ

نورالدہر سے کیسی گذرتی ہے لیکن نورالدہر نے اپنے نام پر تین دن گذرے مگر طبل جنگ نہیں بجوایا
تیسرے روز نقابدار خود طرف لشکر اسلام کے متوجہ ہوا کہ ایرج بھی نقابدار بنا ہوا ہمراہ تھا اور
نقابداران نامی مثل گوہر پوش و یاقوت پوش و سیاہ پوش و سفید پوش کے جس وقت
خبر سرداران اسلام کو ہوئی استقبال کر کے نقابدار کو بارگاہ میں لائے نقابدار صندلی اپنے
ہمراہ لایا تھا اُس پر صدر بارگاہ میں بیٹھا جو جگہ مقابل میں نزدیک امیر کے خالی تھی کوئی بسبب رعب
نقابدار کے مانع نہ ہوا لیکن نقابدار نے نورالدہر کی طرف دیکھکر کہا تمھیں اگر آزمائش اپنی مجھسے
کرنا تھی تو طبل جنگ کیوں نہ بجوایا نورالدہر نے کہا آپ جانتے خاندان کا قاعدہ کیا نہیں
جانتے کہ ہم پیشدستی حرب میں کرتے ہیں نہ طبل جنگ بجواتے ہیں نقابدار نے کہا یہ قاعدہ
اُسے زیبا ہے جو صاحبقران ہو تم امیر سے زیر ہو چکے ہو اور میں زیر نہیں ہوا یہی میرا تمھارا فرق ظاہر
ہے نہیں تو صاحبقران ضرور ہی ہوں اگر تمکو کچھ دعوے ہے در مقابلہ کرنا ہے مجھسے تو طبل جنگی بجوا کر
میدان میں آؤ یہ سنکر نورالدہر مجبور ہوئے اور کہا کہ بہتر کل میرے آپ کے مقابلہ ہوگا نقابدار نے
چاروں طرف دیکھا سرداروں کو سرنگون پایا مگر شاہزادہ ہفت زمان رستم دوران کشندہ تو پیل ہندی
و دو پیل ہندی شاہزادہ علمشاہ رومی تیوریوں پر بل ڈالے ہوئے پشت دست کاٹ
رہے تھے نقابدار بارگاہ سے اُٹھکر اپنی بارگاہ میں آیا یہان نورالدہر نے نقارہ بجوایا اُدھر
نقارۂ سکندری و طبل سہمگین پر چوب پڑی تمام نقارے چھٹ گئے تیاری جنگ دونوں طرف ہونے
لگی آج لشکر امیر کشورگیر میں عجب طرح کی نحوست ہو گئی نورالدہر کے قریب و اسد و طہماس بیٹھے یہاں
تک یہ کہہ رہا کہ اگر ارشاد ہو تو ہم مقابلے کو نکلیں لیکن ہارے آپ کو اختیار ہے نورالدہر نے جواب دیا
کہ اس سے کیا حاصل کہا میں نقابدار سے ڈرتا ہوں یا تمکو بھی کوئی ایرج تصور کیا ہے کہ زیر
ہو جاؤں گا دیکھنا تو کیسے گلے مروڑے اس نقابدار کے توڑتا ہوں یہ تو بہتر ہوا کہ ایرج گرفتار ہوا اب
بھی مجھسے آنکھ نہ ملائے گا ور مقابلے پڑے آئیگا سب کہتے ہیں کہ آپ جان و دل صاحبقران
ہیں یکایک مشرق سے دیو سفید صبح ہاتھ میں عمود زرین آفتاب لیے ہوئے بر آمد ہوا اور زنگی شب
دون سے چادر پردۂ مغرب میں نہان ہوا فوج انجم سے قدم اُٹھ گئے شاہ خاور تخت فیروزی پر
جلوہ افروز ہوا شاہ اسلام نماز پڑھکر برآمد ہوئے اسپ سردار حاضر تھے مجرا کیا اور ہمراہ ہوئے
نورالدہر عجب عظمت و شان سے میدان کارزار میں آئے میمنہ کو اپنی جانب بدیع الزمان و زربیا دو
بائیں سمت اسد و طہماس بن عنقو پیل دیو پیکر و نورالدہر تمام اسلحہ تن پر آراستہ کیے
ہوئے خود مثل کلس آفتاب کے چمک رہا ہے اور چہرۂ تابان کی چھوٹ پڑتی ہوئی سرداران
دست راست بازو پکڑ کے دعائیں دم کر رہے ہیں ادھر نقابدار مرکب باد رفتار پر سوار
میدان میں تیار ہوا ایرج بھی تماشائے جنگ دیکھنے لگا نقابدار سرخ پوش بنا ہوا ہمراہ ہے کہ
یکبیک نورالدہر نے مرکب جھکایا اور سامنے تخت شاہی کے آکر گھوڑے سے اُترکر زمین ادب کو بوسہ دیکر
رخصت میدان چاہی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے نورالدہر سلام کر کے بار دیگر مرکب پر سوار ہو کر
چلا علمشاہ نے دل میں کہا آج اسکا بھی فیصلہ ہے ادھر تو نورالدہر نے میدان میں پہونچکر تا دیر سلح غوری

کی جب خوب پسینہ میں غرق ہوگیا تو مرکب کو روک کر دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ اے نقابدار بار قرار
بسم اللہ لیس دیکھا کہ لشکر نقابدار کا علم جلوہ گری پر آیا اور نقابدار نے بودا باگ کا لیا میدان مین آکر
نگاور جلی کہ سیروں سے پھول جھڑ جا پڑے گھوڑا نور الدہر کا بہ نسبت نقابدار کے پیاسا زیادہ ہوا اب
نور الدہر نے کہا کہ پیشقدمی مین نے کی ہے پیشدستی آپ کیجے نقابدار نے کہا یہ کبھی نہو گا کہ مین
صاحبقران ہوکر پیشدستی کرون نور الدہر نے کہا تو پھر میرے آپ کے جنگ نہوگی نقابدار نے کہا
ابھی نہوگی لڑ اُس وقت ہوگی جب مین جاے امیر پر بیٹھونگا آخر کو مجبور ہوکر نور الدہر نے نیزہ مارا
نقابدار نے نیزہ کو نیزہ پر لیا طعنین چلنے لگین برتین کوندنے لگین یہانتک نیزہ بازی ہوئی کہ سنانین
بنا تین بیکار ہوگئین نیزون کو ہاتھون سے پھینک پھینک کر گرز ارابون پر سے اٹھائے نور الدہر نے
کہا کہ گرز کا وار تو کیجے گا نقابدار نے کہا روکنے کے بعد نور الدہر نے عمود دیا نزدہ صدمنی کو چرخ
دیکر سر پر نقابدار کے وار کیا نقابدار نے وار نور الدہر کا اپنے گرز پر روکا وہ آواز ہوئی کہ گھوڑے
بھڑک اُٹھے شعلہ نمک کو نکل گیا گھوڑا نقابدار کا غرق زمین ہوا تمام جانین ویسی ہی طاری ہوئین
کہ جو ضرب ایرج سے طاری ہوئی تھین لیکن نقابدار نے جو گرز سے نکلکر گرز مارا تو یہ معلوم ہوا کہ
دنیا نور الدہر کی آنکھون مین سیاہ ہوگئی معلوم ہوا کہ قیامت آگئی تمام افلاک پھٹ پڑی مرکب کا
خاتمہ ہوا کار گرز شق ہوگیا نور الدہر کو ہوش نہ رہا ہر بن مو سر مو سے پسینہ جاری ہوا اشبرنگ
جھپٹ کر آیا پانی کے چھینٹے دیکر گرد کو جھلایا نور الدہر کو ہوشیار کیا نور الدہر نے دوسرا مرکب طلب
کیا اور نقابدار سے کہا کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمال بازی تیغ بازی راست بازی یہ جنگ
میرے آپکے ضرور ہوگی ایرج نے خلاف عقل کیا کہ ایک لڑائی چھوڑ دی نقابدار نے کہا بسم اللہ
اور دل مین کہا کہ دیکھے آپکی عقل کیا کرتی ہے اتنے مین عیار مرکب اور لایا نور الدہر نے سوار ہوکر تلوار
کھینچی اُدھر نقابدار نے تیغ کھینچی وار چلنے لگے رد و بدل ہونے لگی گھوڑون کی گشت سے غبار اسقدر بلند
ہوا کہ نقابدار و نور الدہر دونون چھپ گئے فقط تلوارون کی چمک تو نظر آتی ہے اور کچھ دکھائی نہین
دیتا یا گھوڑون کی ٹاپون کی صدا کان مین چلی آتی ہے لیکن وہان شام تک تلوار چلی اور کوئی
زخمی ہوا تلوارین آریان ہوگئین آخر کار تیغون کو پھینک کر دونون دست و گریبان ہوئے دور ہونے
لگے مرکب لنگرون کی تاب کب لا سکتے تھے بیٹھ بیٹھ گئے زور کشمکش کے ہونے لگے دونون مرکبون سے جدا
ہوئے شام تو ہو ہی چکی تھی دونون طرف سے روشنی آئی آج لشکر اسلام کی جانین لڑی ہوئی ہین
کہ بس اسی جنگ پر فیصلہ ہے دیکھیے کون غالب ہوتا ہے علے الخصوص بدیع الزمان بیٹے کے لیے دعائین
مانگ رہے ہین اسد و طہماس پاس کھڑے ہوے کشتی کی سیر دیکھ رہے ہین شاہزادہ علمشاہ رومی
بھی ڈٹے ہوئے ہین تمام سرداران امیر نقابدار کے سامنے کھڑے سیر دیکھ رہے ہین کشتی کا جھرمٹ کا بندھا
ہوا ہے کوئی کسی پر غالب نہین ہوتا کبھی نقابدار نور الدہر کو پکڑ لاتا ہے اور نور الدہر تڑپ کر نکل جاتا ہے
کبھی نور الدہر نقابدار کو پکڑ لاتا ہے نقابدار مثل برق کے کوندکر نکل جاتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو شیر ببر گتھے
ہوے ہین اسی عالم مین سات شب و روز کا زمانہ گذر اب علمشاہ نے دیکھا کہ زور مین نور الدہر انیس پڑ رہا ہے دل مین
کہا کہ اے علمشاہ جسوقت یہ لڑکا زیر ہوا تو شرط نقابدار کی پوری ہو جائیگی کوئی حجت باقی نہ رہے گی کہ شاہ نے بھی

بسر کردی ہی افسوس ہی کہ انقلاب زمانہ سے ہمین کسی نے کچھ نہ سمجھا کہ ہمیر بنا ہے صاحبقرانی رکھی ہوتی کہ جو
علمشاہ کو زیر کرے وہ صاحبقران ہی حالانکہ ہم امیر کے زمانہ سے صاحبقران اوسط کہلاتے ہین بس
بہتر یہ ہی کہ یہان سے نکل چلو ورنہ لقابدار نورالدہر کو زیر کرکے ڈنگل صاحبقرانی پر بیٹھیگا مین اسکے زیر دست
بیٹھون یہ مجھسے نہ ہوگا یہ سوچ کر خیمے مین اپنے چلے گئے بیٹھکر گریہ و زاری کرنے لگے وہان صاتوین روز کوئی
دو گھڑی دن باقی ہوگا کہ لقابدار نے کمر نورالدہر کا توڑا اور سر سے بلند کرکے زمین پر مارا اور بانچہ ہوا چلا
گیا اور کہا کہ اب تو کوئی رحجت باقی نہین رہی کل مع اسارہ صاحبقرانی سب میرے استقبال کو آئین ادھر
شبرنگ نورالدہر کو خیمے مین لایا نورالدہر بیہوش ہوگیا تھا جسوقت ہوش آیا دل سے کہا کہ
ای نورالدہر خاک ہی اس زندگی پر کہ تم اس لقابدار سے زیر ہوگئے بس جان دیدینا بہتر ہے خنجر
کھینچکر گلے پر رکھا تھا کہ شبرنگ نے ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کیا کہ حضور پہلے تو ایرج نوجوان زیر ہو
گیا فقط آپ ہی زیر ہوے کہ غیرت مین جان پر کھیلنے کا ارادہ کرتے ہین یہ سنکر نورالدہر چپ ہو رہا لیکن
دربار شاہی مین نہین گیا سو رہا وہان علمشاہ اسباب سفر درست کرتے تھے برمالا گرد فرنگی و
نہنگ بچہ دریائی وغیرہ سب سردار علمشاہ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ حضور لقابدار نے نورالدہر
کو زیر کرلیا علمشاہ نے کہا جی ہم تو پہلے ہی سے یہ سمجھکر نکل آئے تھے اور تو بھی ہمارا کہا سنا معاف
کرو خدا حافظ یہ سنکر نہنگ قدمون سے لپٹ گیا اور عرض کیا کہ ای شہریار مین فدا ہون آپ پر سے
آخر یہ تو فرمایئے کہ کہان کا عزم ہی کہ ایسی حسرت آمیز باتین آپ ارشاد فرماتے ہین علمشاہ نے کہا
ای وفادار دوست تو ہی انصاف کر یہ مجھسے کب ہو سکتا ہی کہ مین لقابدار کو ڈنگل صاحبقرانی پر
بیٹھے دیکھون اور مین اس سے زیر دست بیٹھون یا بے وجہ مردون اس سے بہتر یہی ہی کہ لشکر مین
نہ رہون سرداران نے عرض کیا کہ پھر ہم بھی حضور کے ہمراہ رکاب ہین علمشاہ نے کہا کہ مجھے اب
فقیری کرنا مد نظر ہی شان و شوکت میری امیر کشورگیر کے ساتھ چلی گئی تم سب لشکر ہی مین رہو
رفاقت مین قاسم و ایرج کی اگر خدا لائے گا تو مین بھی آؤن گا یہ سنکر سب سردار رونے لگے جب
مجبور رہے اور علمشاہ نے کسی طرح نہ مانا تو سرداروں نے دامن علمشاہ کا چھوڑ دیا اور نالان گریان
اپنے اپنے مقام پر چلے گئے وقت شب علمشاہ خیمے سے نکلکر صحرا کی طرف روانہ ہوے اب دیکھیے تقدیر
انکو کہان لیجاتی ہی بیان صبح جو ہوئی تو شاہ اسلام مع جملہ سرداران باکرام اسارہ صاحبقرانی لیکر
پاس لقابدار کے چلے گئے لیکن دوسرا راوی بیان کرتا ہی کہ ایرج و نورالدہر نے جسوقت نامہ کے
جواب مین لقابدار کو یہ کلمہ لکھا تھا کہ ہمین جو زیر کرے ہم اسکے مطیع ہین تو لقابدار دس لقابدار بن
ہمراہ لیکر بارگاہ مین آیا اور صندلی اپنی امیر کی جگہ بچھوادی اور کہا اب مین اس صندلی پر بیٹھا
ہون جن صاحب کو آزمایش اپنی کرنا ہو وہ کرلین یہ سنکر ایرج و نورالدہر دونون برادر
ڈنگلون پر سے کودے ایرج نے کہا پہلے مین زور کرون گا نورالدہر نے کہا نہین پہلے مین زور آزمائی
کرتا ہون لقابدار نے کہا آپ دونون صاحب آیئے ان دونون کو غصہ میں اسوقت یہ بھی
خیال نہین رہا کہ ایک سے دو شخص زور نہ کرنا چاہیے خلاف آئین شجاعت و مردانگی ہی بس برابر مین
لقابدار کی ہاتھ ڈالکر ادھر سے ایرج اور ادھر سے نورالدہر نے زور کیا اسقدر کہ منھ دونون کا

سرخ ہو گئے لیکن لنگر نقابدار کا نہ اکھڑا اس نقابدار نے داہنا ہاتھ کمر میں نور الدہر کے اور بایاں ہاتھ کمر میں ایرج کے ڈالکر زور جو کیا تو دونوں کو اسطرح اٹھا لیا جس طرح پر کہ اول بدیع و قاسم کو اٹھا لیا یہ رنگ دیکھکر تمام دلیران اسلام دنگ ہو کر رہ گئے نقابدار نے ان دونوں کو چھوڑ دیا اور اب امیر کی جگہ پر بیٹھا

اب بیان سے چند کلمہ داستان حق بیان آنا عمرو کا بعد نو برس کے خانہ کعبہ سے اور خبر دینا صاحبقرانی حمزہ ثانی کی

غزل

مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسے می آید	کہ ز انفاس خوشش بوے کسے می آید	یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا
اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا	ترے وعدہ پر جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا	کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا
تری نازکی سے جانا کہ بندھا تھا عہد بودا	کبھی تو نہ توڑ سکتا اگر استوار ہوتا	ترے تیر نیمکش کو کوئی میرے دل سے پوچھے
یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا	یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست ناصح	کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غمگسار ہوتا
رگ سنگ سے ٹپکتا وہ لہو کہ پھر نہ تھمتا	جسے غم سمجھ رہے ہو یہ اگر شرار ہوتا	غم اگرچہ جان گسل ہے پہ کہاں بچیں کہ دل ہے
غم عشق اگر نہوتا غم روزگار ہوتا	کہوں کس سے میں کہ کیا ہے شب غم بری بلا ہے	مجھے کیا برا تھا مرنا اگر ایکبار ہوتا
ہوئے مر کے ہم جو رسوا ہوئے کیوں نہ غرق دریا	نہ کبھی جنازہ اٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا	اسے کون دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے وہ یکتا
جو دوئی کی بو بھی ہوتی تو کہیں دو چار ہوتا	یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب	تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

آبیاران گلشن معانی و تازہ کنان باغ خوش بیانی نخل تمنا سے یوں گل مدعا کو شگفتہ فرماتے ہیں کہ جب نقابدار عالی وقار نور الدہر و ایرج کو زیر کر کے صندلی پر اپنی آ بیٹھا کہ جو مقام امیر کشورگیر کی بیٹھنے کی تھی ان دونوں نے قصد اپنی ہلاکی کا کیا تھا بلا شور بصورت مبدل بیان موجود تھا اتنے میں آواز ترنگولوں کی بلند ہوئی سب نے دیکھا کہ دربارگاہ سے عمرو بن امیہ نامدار نمودار ہوئے اور سلام علیک کی سب نے جواب سلام دیا اور نہایت خوش ہوئے مزاج پرسی کی اور خیر و عافیت صاحبقران عالی تبار کی دریافت کی چنانچہ عمرو آکر کرسی پر بیٹھے اور کہا اے یاران حق میں آگاہ ہو کہ اب زمانہ اسلام کی ترقی کا آیا ظہور اشرف کائنات بہترین مخلوقات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوا اور امیر کشورگیر نے تمہارے واسطے نسیم بن عباس کو علم محمدی دیکر روانہ کیا ہے یہ سنکر تمام دلیران اسلام مع نقابدار واسطے تعظیم کے اٹھے اور بارگاہ کے باہر آئے کہ سامنے سے علم مثل خورشید جہانتاب درخشان و تابان نمایاں ہوا کہ نگاہیں سب کی خیرگی کرنے لگیں جس وقت نسیم بن عباس قریب پہونچے اور نظر نسیم کی نقابدار پر پڑی فوراً تسلیم بجا لایا سر قدموں کی جانب جھکایا اور کہا کہ اے جوان نامدار آپ ہی حمزہ ثانی ہیں نقابدار نے کہا کیونکر تم نے مجھے پہچانا نسیم نے کہا کہ امیر عالی مقام سے میں نے سنا تھا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم بشارت دے چکے ہیں کہ اسلام کو حمزہ ثانی کے زور بازو سے قوت پہونچے گی اور ایسے کارہائے نمایاں اس سے ظہور میں آئیں گے کہ جو آجتک کسی سے نہوئے ہونگے غرضکہ سب نے پھریرا علم کا چوما و نسیم نے نامہ امیر کا دیا وہ پڑھا گیا مضمون اسکا یہ تھا کہ میرے تمام سرداران ذی وقار و فرزندان نامدار کو بعد سلام سنت الاسلام کے معلوم ہو کہ بموجب ارشاد فیض بنیاد شفیع پناہ دین مبین باعث تخلیق آسمان و زمین شفیع روز جزا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے قابل میری جانشینی کے حمزہ ثانی ہے پس تم سبکو لازم ہے کہ ہاتھ دامن اطاعت سے اسکی نہ اٹھانا اور قدم جادۂ صواب سے باہر نہ لانا اور بغیر لاہوتک غول کے قتل کیے قرار نہ لینا کہ اگر یہ ملعون زندہ بچگیا تو تمام عالم مین کفر پھیل جائیگا تمھارے واسطے بہ علم نصر من اللہ فتح قریب بھیجتے ہین اسے حمزہ ثانی کے سرپر کھولنا اور انھین آقا و مولا اپنا تصور کرنا اور اتفاق کرکے کفر و ضلالت مثل حرف غلط کے صفحۂ ہستی سے مٹانا فقط والسلام جسوقت بہادران اسلام فرمان امیر عالیمقام سے آگاہ ہوے سب نے نقابدار سے پوچھا کہ آپ ہی ہین حمزہ ثانی اسوقت نقابدار نے نقاب اپنے رخ انور سے ہٹائی پس یہ معلوم ہوا کہ ابر سے مہر تابان نکل آیا دیکھا سب نے کہ بعینہ حمزہ صاحبقران کا شباب ہے کوئی فرق نہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ امیر پھر سے جوان ہوگئے ہین سب نے بار دگر سلام کیا کہ آپ کہان رہے اور کیونکر پرورش ہوے اور آپ کی مادر مہربان کا کیا نام ہے یہ سنکر نقابدار نے بیان کیا کہ والدہ ماجدہ میری ملکہ گوہر تاجا دختر نوشیروان ہین جب امیر نے عجم کو مسخر کیا تھا اور بدیع الزمان کی شادی کی تو دو لڑکے میری والدہ کے یہان پیدا ہوے بعد چند روز بقضاے الٰہی مرگئے مادر میری ان لڑکون کے غم مین مدت تک سیاہ پوش رہین بعدہٗ مقام جالندریہ مین مین پیدا ہوا لیکن ہاتھ پاؤن میرے چسپیدہ تھے یہ حال دیکھکر مادر میری نہایت گریان ہوئین جب امیر جالندریہ پر گئے تو ایک اژدہا آکر گہوارہ سے مجکو لے گیا وہ ایک ساحرہ تھی کہ بصورت اژدہا بنی ہوئی تھی میری والدہ میرے فراق مین اسقدر روئین کہ نابینا ہوگئین اور ایک روایت یہ ہے کہ برادر دیو سمندون ہزار دست مجکو مع میری مادر گرامی کے لیگیا تھا اور ہم مدت تک اُس دیو کی قید مین رہے کہ ایک رات کو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت عالم رویا مین دی اور بحکم قادر سمیع و بصیر میری والدہ کی آنکھین ان حضرت نے روشن کردین اور مجکو نظر کردہ فرمایا جب عمر میری سات برس کی ہوئی تو امیرزادہ شہپال نبیرۂ اُسکا بدیع الجمال نام مجھے قاف مین لے گیا جب دس برس کا سن میرا ہوا تو مین نے برادر سمندون ہزار دست کو مارا دختر بدیع الجمال خورشید پریزاد جانتی ہین کہ جو کام مین نے کیے ہین از انجملہ سب کامون سے بڑھکر ایک کام یہ ہے کہ جب دیو خرچال ستارہ گردن و سہمان شیر پیشانی نے قلعہ گلستان ارم پر یورش کیا اور ستر ہزار دیو بیکر سنگسار دیو نے آکر گھیر لیا اور آسمان پری نے شکست کھا کر شہر بند ہین مین چلی گئین دیوون نے شہر کا محاصرہ کرلیا اور کھانا پانی ملکہ آسمان پری کا بند کردیا ملکہ آسمان پری کو میرا حال معلوم ہوگیا تھا انھون نے ایک پریزاد کو میرے بلانے کیلیے بھیجا مین اُسوقت پہونچا قریب تھا کہ دیو شہر کو خراب و برباد کرین دیوون سے تخت میرا سامنے آسمان پری کے اُتارا ملکہ آسمان پری نے مجھے کہا کہ اے فرزند یہ وقت دوستی کا ہے مین نے کہا کہ جو فرمایئے غرضکہ اسی اثنا مین خرچال آیا اور وار شمشاد کا وار مجھپر کیا مین نے جست کی وہ غائب ہوگیا مین حیران تھا کہ آسمان پری نے کہا وہ پھر آیا مین نے جو پھر کر دیکھا تو نعرہ کرکے مثل برق کے آسمان سے اُترا اور وار شمشاد کا وار پھر مجھپر کیا مین نے خدا کو یاد کرکے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا گرد و غبار بلند ہوا دیو سمجھا کہ استخوان اس آدم زاد کے ریزہ ریزہ ہوگئے نعرہ کیا کہ اے آسمان پری مرتے دیو تلاشی گوشت انسان کے تھے

لیکن ہڈیان اس آدمی کی خاک مین مل گئین آسے تلاش کرو اس گرد وغبار مین کچھ معلوم ہوتا تھا لیکن دیو کی ضرب سے پاؤن میرے زمین مین دھنس گئے تھے مین نے زور کرکے اُنکو اُبھارا اور نہیب دیکر مین دیو کی طرف چلا کہ خبردار او فرمساق مین حریف تیرا زندہ موجود ہون یہ کہکر مین نے تیغ بید ریغ کا ایسا وار کیا کہ اُسکے دو پرکالے ہوگئے بعد ازان سیلان شیر پیشانی کے قریب پہونچا اُس نے بھی وار شمشاد کا وار کیا مین نے خالی دی وار زمین پر پڑی وہ جھکا مین نے ہاتھ بڑھاکر شاخ اُسکی پکڑلی اور دوسرے ہاتھ سے کمر کی زنجیر پکڑکر زمین پر دے مارا اور دھڑ سے سر اُس کا کھینچ کر دیوؤن کے لشکر مین پھینکدیا دیو یہ حال دیکھکر بھاگ کھڑے ہوئے ہر چند کہ جو جو کارنمایان مین نے کیے ہین اگر بہ تشریح بیان کیے جائین تو ایک دفتر طویل ہوجائے لیکن یہ امر بہ یقین کہا جاسکتا ہی کہ ایسے کام سواے امیر عالیمقام کے کسی نے نہ کیے ہونگے اور مین کفر کردہ جناب رسالت پناہ ہون اور باطل السحر ہون زبان جن و پری کی خوب سمجھتا ہون دانا ورون نے ہاتھ حمزہ ثانی کے پوچھے اور عیار نقابدار پسر عمرو تھا عمرو ثانی نام عمرو نے کہا کہ جو کوئی میری جگہ کا طالب ہو وہ بلا شور کو قتل کرے

نقاب کھولنا حمزہ ثانی کا بدیع الملک کی اور کہنا کہ یہ فرزند ہی نور الدہر کا

حمزہ ثانی نے اس گفتگو مین نور الدہر وایرج کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ ایک مژدہ تمھارے اور ایرج کے لیے لایا ہون نور الدہر نے کہا وہ کیا حمزہ ثانی نے کہا کہ اے نور الدہر قسم ہی رب کعبہ کی کہ فرزند تمھارا تم سے بہتر پیدا ہوا ہی اور یہ کہکر نقاب گوہر پوش کے چہرے سے اُٹھادی اور کہا کہ یہ تمھارا فرزند ہی بدیع الملک اسکا نام ہی لیکن نقابدار سرخ پوش و بروایتے نیلم پوش نے اپنے دل مین تصور کیا کہ کوئی کارنمایان مجھسے وقوع مین نہین آیا ہی کہ بارگاہ شیران روز گار مین اپنے تئین ظاہر کرون پس رقعہ لکھکر اپنی کرسی پر ڈالدیا اسوجہ سے کہ اُس نے اپنے دل مین یہ خیال کیا تھا کہ بدیع الملک جو ظاہر ہوا اسکو کچھ غیرت نہین ہی پس یہ تصور کرکے اُس نے راہ صحرا کی اختیار کی اور بے اطلاع حمزہ ثانی کے اُٹھکر چلا گیا لیکن نور الدہر مردانہ وار بدیع پوش کی طرف دوڑے تمام بارگاہ اُسکے شعشۂ جمال سے منور تھی جس شخص نے دیکھا غش کر کر پڑا نور الدہر قریب آکر بیہوش ہوے اور بدیع بھی بغلگیر ہوکر بیہوش ہوگئے گلاب اور کیوڑا سب کے منھ پر چھڑکا گیا جب کسیقدر افاقہ ہوا حمزہ ثانی واسطے قدمبوسی بادشاہ سعد کے بدیع الملک کو ہمراہ لائے شاہ نے خلعت و نعمت عطا کیا اور بدیع الملک کو دیکھکر بہت خوش ہوے خلعت گرانبہا مرحمت فرمایا بادشاہ سعد کلہ ذوالامان مین متمکن ہین عمرو بن حمزہ و قاسم وغیرہ نے بھی بدیع الملک کو گلے لگایا اور بہت پیار کیا اور سب سردار بدیع الملک دیکھکر نہایت محظوظ ہوے اسی ہنگامہ مین نقابدار سرخ پوش جانب صحرا نکل گئے تھے حمزہ ثانی نے دیکھا کہ ایرج نہایت اُداس ہین اور بحسرت کہتے ہین کہ حق تعالے نے مجکو محروم رکھا حمزہ ثانی نے یہ حال دیکھکر فرمایا کہ اے ایرج اپنے فرزند کو بھی دیکھو ایرج نے جب صندلی سرخ پوش کی طرف دیکھا بیارہ نے رقعہ ہاتھ مین دیدیا کیونکہ وہ تو رقعہ لکھکر ڈال گئے تھے اور آپ صحرا کی جانب چلے گئے

تھے ایرج مضمون رقعہ سے آشنا ہوے حمزہ ثانی نے فرمایا کہ واللہ رستم ثانی تمھارا فرزند ہے اور وہ میرا شاگرد ہے اُس نے سات برس کے سن میں میری کمان کھینچی اور عجب شکل زیبا اور گوہر شجاعت بے بہا ہے جو کام اُس نے کیے ہیں رستم سے نہوں گے چونکہ خیالات اُسکے مزاج میں ہیں اس سبب سے چلا گیا انشاء اللہ عنقریب جاہ و حشم پیدا کرکے ملیگا ایرج یہ کلمات سُنکر اور بھی مغموم ہوے اور کمال رنج انکو ہوا اور نقابدار جو انکے ہمراہ تھے ایک ان میں سے غضنفر بن اسد ہے لوگوں نے پوچھا کہ تم کیونکر ہمراہ بدیع الملک کے ہوے غضنفر نے کہا کہ میں صحرا میں گیا اور میں نے قصد کیا کہ شاہزادہ کے زور و قوت کی آزمایش کروں واللہ تین روز تک زور آزمائی رہی تیسرے دن شاہزادہ نے مجکو زیر کیا اور میں نے شبخون بہمن باختری پر مارا تھا اسوجہ سے کہ میں اُسکو اپنے سے طاقتور جانتا تھا شہزادہ نے جاکر اُسکو بھی زیر کیا اسوجہ سے میں نے ہمراہی شہزادہ کی اختیار کی اور دیگر نقابدار قارن قمر بین اور گہراسے اختر شناس و محبت شاہ تھے اور بہمن باختری بھی ہمراہ تھا چنانچہ یہ خبر قلعہ ذوالامان میں بھی پہونچی محلات بادشاہ و امیر کے لاہو تک کے خوف سے کبھی زرتالیہ اور چندے قلعہ ذوالامان میں رہتے تھے لیکن محلات شاہی نے بدیع الملک کو طلب نہیں کیا اسوجہ سے کہ اُنھوں نے یہ خیال کیا کہ جب حمزہ ثانی اپنی والدہ کی ملاقات کے لیے آئینگے اسوقت اُنکے ہمراہ بدیع الملک کو طلب کرنا مناسب ہوگا القصہ حمزہ ثانی نے بدیع الملک سے فرمایا کہ اپنی بارگاہ میہاں اُٹھوالاؤ اور آکر یہیں میرے پاس مقیم ہو بدیع الملک نے کہا کہ بہتر ہے کل حاضر ہونگا یہ کہکر اپنے لشکر میں چلے گئے اور مجلس عیش و نشاط آراستہ کی عمرو نے بھی اپنے فرزند کو گلے سے لگایا اور وہی شرط بیان کی کہ جو بلاشور کو قتل کرے وہ میری جگہ کا مستحق ہے بعد ازان حمزہ ثانی نے دیوون اور پریون کو رخصت کیا اور اپنی بارگاہ میں آئے دوسرے روز مع اسباب صاحبقرانی کے سوار ہوے بادشاہ اسلام نے یہ خبر سُنکر سرداروں کو واسطے استقبال کے بھیجا سب سردار مع عمرو بن حمزہ کے استقبال کے لیے آئے اور خود بادشاہ نے بازار چارطاق بلقیس تک استقبال کیا اور نہایت اعزاز و اکرام سے لاکر بارگاہ میں بٹھایا امیر ثانی دنگل صاحبقران عالیشان پر آکر بیٹھے اور بدیع الملک سے کہا کہ جس وقت رستم ثانی آئینگے اُسوقت جگہ تمھاری سر حلقہ دست راستیون میں ہوگی اور رستم کی جگہ سر حلقہ دست چپیون میں ہوگی بعد ازان حمزہ ثانی نے علمشاہ کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ بھائی صاحب قبلہ و کعبہ ایک حاجت آپ سے رکھتا ہوں علمشاہ نے عرض کیا کہ آپ ایسا نفرمایئے اسوجہ سے کہ آپ بجاے امیر کے ہیں اور نظر کردہ جناب رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو کچھ ارشاد ہو میں بسر و چشم بجالانے کے لیے حاضر ہوں امیر ثانی نے کہا کہ ناموس کو زرتالیہ و ذوالامان سے لے آیئے کہ ہر ایک کی قدمبوسی سے مشرف ہوں اور غضنفر کو قمر چہر کے لانے کے لیے بھیجا اور امیر ثانی نے فرمایا کہ بعد ملاقات ناموس امیر کے لشکرکشی کرونگا اور جب تک لاہو تک عوج لعین کو قتل نہ کرلونگا ایک لحظہ اور ایک ساعت قرار نہ ہونگا

داستان بیٹھنا حمزہ ثانی کا بارگاہ سلیمانی مین اور نکل جانا رستم ثانی کا بیان ہوتا ہے

جب رستم ثانی نے اپنے دل مین کہا کیا کام کرون جو برابری پہلوانان حمزہ ثانی کی ہو اس سے بہتر ہی کہ یہان سے چلا جاؤن اور کوئی کام نمایان کرکے آؤن یہ خیال کرکے اور رقعہ اپنے والد بزرگوار یعنے ایرج نامدار کے لیے لکھکر ایک ملازم کے ہاتھ ایرج کے پاس بھیجدیا اور آپ مرکب پر سوار ہوکر نکل گیا جب ایرج نے وہ رقعہ پڑھا چاہا کہ مین اسکے تعاقب مین جاؤن حمزہ ثانی نے منع کیا غرضکہ بارگاہ سلیمانی جو طلسم آصف بن برخیا سے لائے تھے برپا ہوئی حمزہ ثانی صندلی امیر پر بیٹھے جیسا کہ اوپر مذکور ہوچکا ہی عمرو ثانی اس مقام پر نہین تھا کہ عمرو کی جگہ پر بیٹھتا باعث اسکا یہ تھا کہ وہ کہہ گیا تھا کہ پہلے بلاشور کو مارون گا تب عمرو کی جگہ پر بیٹھنے کا قصد کرونگا غرضکہ یہان بارگاہ مین بزم آراستہ ہوئی مگر عمرو نے کہا کہ جب تک لاہونک نہ مارا جائے عیش وعشرت حرام ہی چنانچہ دوسرے روز عمرو ثانی دربارگاہ پر آیا بلاشور نے یہ خبر لاہونک کو پہونچائی وہ برہم ہوا شیر سوار و سفید پوش و سیاہ پوش چلے گئے تھے سب عیارون نے فکر کی کہ جگہ عمرو کی شاپور کو ملے یہ خبر چالاک نے عمرو ثانی کو پہونچائی عمرو ثانی نے یہ سنکر دل مین خیال کیا کہ ایسا کام نمایان کرنا چاہیے کہ ان سب عیارون کو بھی معلوم ہو پس ایسا کچھ تصور کرکے یہ روانہ ہوا اور لاہونک نے فراہو کوہ کو اپنا ملجا و ماوا قرار دیا تھا عمرو ثانی اسکے قریب پہونچا وہان بلاشور کو بھی یہ خبر معلوم ہوئی کہ عیار چاہتے ہین کہ جگہ عمرو کی لین اور سب نے ملکر میرے قتل پر کمر باندھی ہی بلاشور نے کہا کہ ان ذریعون کو ایسی گوشمالی دونگا کہ وہ بھی یاد کرین یہ کہکر اس نے فیروز اور دیگر عیارون کو ہمراہ لیا اور دس ہزار آدمیونکی جمعیت سے بلاشور قریب کوہ کے پہونچا بعد اسکے پہلوانون سے کہا کہ تم بھی میرے ہمراہ کوہ پر چلو اور چارون طرف پہاڑ کے بیٹھو مگر خاموش بیٹھے رہنا اور سپاہیون کو نیچے بٹھایا پہاڑ مین ایک شگاف اور اسطرف بڑا میدان تھا اور زمین سے پہاڑ چار گز اونچا تھا ادھر اسپ وشتر کفار کے چرا کرتے تھے اور ایک پہاڑ تھا سر بفلک کشیدہ وہان لشکر لاہونک کا اترا ہوا تھا یہ فکر کرکے بلاشور لاہونک کے پاس آیا اور کہا سب عیاران اسلام منافقت گرفتار کرنے کو آتے ہین لاہونک گھبرایا اور کہنے لگا کیا ہوگا بلاشور نے کہا مین نے پہاڑ پر اپنا بندوبست کرلیا ہی یہ کہکر بلاشور فیروز کے پاس آیا اس نے پوچھا کہ ای بلاشور کیا فکر کی آپنے کہا کہ مین نے تمام درہ کوہ مین سپاہیون کو پوشیدہ کردیا ہی اور سر راہ کمندین خس پوش کردی ہین اور دو ہزار عیار کمین گاہ مین قائم کردیے ہین یہ سب انتظام مین نے مستحکم کردیا ہی القصہ عیاران اسلام تین حصہ ہوے چالاک اپنے عیارون کے ہمراہ ایک طرف کو چلا اور شاپور اپنے عیارون کو لیے ایک جانب روانہ ہوا عمرو ثانی اپنے عیارون سمیت ایک سمت کو چلے ہر چند راہ تلاش کی مگر نپائی جب پہاڑ کی پشت پر گئے تو راہ معلوم ہوئی چالاک مع عیارون کے پہاڑ پر چڑھا تھوڑی دور گیا تھا کہ گرفتار ہوگیا جانسوز بن قران فکر مین تھا کہ جاکر عمرو ثانی کو خبر کرون تب شاپور اور عمرو ثانی آئے آپسمین سلام علیک ہوئی شاپور نے کہا عیار اسی راہ سے گئے ہین عمرو ثانی نے نعرہ کیا کہ خبردار اُس طرف نجانا کہ بلاشور کمین گاہ مین بیٹھا ہی مگر شبرنگ نے جو بلندی کوہ سے کہا کہ آؤ یہان بلاشور ہے

عمرو ثانی اور شاپور چاہتے تھے کہ پہاڑ پر جائین کہ بارہ ہزار زرہ پوشون نے آکر گھیر لیا شاپور اور
شبر نگ اور فیروز سے جنگ ہونے لگی لاہوتک کو یہ خبر پہونچی اُس نے مجنون تیغ بند کو مع دو ہزار
آدمخوارون کے جو باقی رہگئے تھے اُنکی کمک کے لیے بھیجا اُنھون نے آکر ہجوم کیا اور سب عیارون کو
محاصرہ کر کے پکڑ لیا عمرو ثانی اور شاپور و شبرنگ تو زخمی ہوکر نکل گئے مگر باقی عیارون کو
بلا شور گرفتار کیے ہوئے لاہوتک کے پاس لایا اُس مردود نے حکم قتل کا دیا زیور شاہ نے کہا
کہ ابھی انکو قتل کرنا مناسب نہین ہی کیونکہ یہ چند عیار بھاگ کے پہاڑ پر آئے ہین اور خدا پرست
درۂ کوہ کے درمیان مین ہین اگر انکو قتل کیا تو وہ پہاڑ پر چڑھ آئینگے اور ہم سب کو قتل کر ڈالینگے مگر
اس سے بہتر یہ ہی کہ جب تک عمرو ثانی و شاپور و شبرنگ گرفتار نہولین انکو قید مین رکھو اور قتل کرنا
انکا ابھی مصلحت وقت نہین باقی حال اسکا آئندہ مذکور ہوگا

داستان جانا رستم ثانی کا کوہ سرمد کی طرف

جب رستم ثانی نے لشکر سے نکلکر راہ صحرا کی لی اور جنگل و بیابان کو طی کرتے ہوئے چلے جاتے تھے
کہ چند روز کے بعد ایک قافلہ انکو دکھائی دیا آگے بڑھکر جب اُنھون نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ
سوداگرون کا قافلہ ہی اور خواجہ محبوب سردار قافلہ کا نام ہی اُسنے نہایت عزت کے ساتھ شہزادہ کو
اپنے پاس رکھا دعوت کی اور انکا حسن و جمال دیکھکر بلا گردان ہوا چنانچہ دس روز بعد ایک شہر مین
پہونچے رستم ثانی نے پوچھا کہ اس شہر کا نام کیا ہی خواجہ محبوب بازرگان نے بیان کیا کہ اس شہر کا
نام کوہ سرمد ہی اور یہان کے بادشاہ کو سرمد شاہ کہتے ہین اور ایک دفتر مین ہی کہ نام اس شہر کا ضنوبر
کوہ اور وہان کے حاکم کا نام رضوان شاہ تھا بہرصورت رستم ثانی اور خواجہ محبوب داخل شہر ہو
اور کاروانسرا مین آکر قیام کیا اس عرصہ مین مہتر کاروانسرا آیا اُس سے گفتگو ہونے لگی مہتر کاروانسرا
نے کہا کہ ہمارے بادشاہ کو آج کل ایک صدمہ عظیم لاحق حال ہی پوچھا کہ سبب اسکا کیا ہی اُسنے بیان کیا
کہ یہان سے فاصلہ پر ایک شہر ہی کہ نام اُسکا افلاکیہ ہی اور حاکم وہان کا افلاک شاہ نام ہی ہمارے
بادشاہ کی دختر پر وہ عاشق ہوا اور اُسکی خواستگاری کی ہمارے بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ دختر کی نسبت
اتنی فوت ہوگئی افلاک شاہ نے خیال کیا کہ بادشاہ حیلہ و بہانہ کرتا ہی چنانچہ افلاک شاہ کا ایک
سپہ سالار تھا کہ نام اُسکا مفتون دیوانہ برادر تہمان دیوانہ ہی اُسکو ہمراہ لیکر ساتھ لاکھ سپاہ کی
جمعیت سے اپنے ملک سے روانہ ہوا سرمد شاہ نے جب سُنا کہ افلاک شاہ مع فوج و لشکر کے واسطے
لینے دختر کے آتا ہی اس نے اپنے یہان سے ایک امیر کو ہمراہ چند تحف و ہدایا کے اُسکے پاس روانہ کیا جب
ایلچی دربار افلاک شاہ مین پہونچا اور تحف و ہدایا پیش کیے وہ اور بھی برہم ہوا اور ایلچی کے ناک اور
کان کٹوا کر اُسکی گردن مین ڈال کے دربار سے نکلوا دیا رستم ثانی نے جب یہ ماجرا امیر کا روانسرا سے
سُنا سرا سے باہر نکلا دیکھا کہ تمام شہر مین ایک غلغلہ عظیم برپا ہی اور کچھ لوگون کو دیکھا کہ ناک و کان سے کٹے
ہوئے اُنکے گردنون مین پڑے ہین اور روتے پیٹتے چلے آتے ہین تمام مردمان شہر رستم کا
حسن و جمال اور رعب و صولت دیکھکر حیران تھے اور اُسکے گرد حلقہ باندھے ہوئے چلے آتے
تھے اتنے مین دیکھا کہ سرمد شاہ بھی واسطے بند و بست قلعہ کے چلا جاتا ہی اور کہتا ہے کہ

دروازہ شہر کا بند کرو سرمد شاہ نے راستے مین رستم کو دیکھا خواجہ محبوب نے بڑھکر بادشاہ کو نذر دی
بادشاہ نے پوچھا کہ یہ جوان تیرے ہمراہ کون ہے خواجہ محبوب نے کہا میرا بھائی ہے اتنے مین رستم نے
بڑھکر بادشاہ سے کہا کہ ای شاہ دروازہ شہر پناہ کا کھلوا دیجیے اور فوج و لشکر لیکر میرے ہمراہ چلیے مین
افلاک شاہ کو سزاے مقتول دون گا سرمد شاہ یہ کلمہ سنکے نہایت ہنسا اور کہا کہ ای سوداگرزادے
تمھارے کہنے سے مین دروازہ شہر کا کھلوا دون اور تمام شہر کو قتل کروا ڈالون اگر دعوی شجاعت ہے
تو در شہر پناہ سے باہر نکلکر کچھ کام کرو یہ کلام سرمد شاہ کا رستم کو نہایت ناگوار معلوم ہوا اور
تنہا گھوڑے پر سوار ہوکر باہر نکلا ہر چند سب نے منع کیا مگر رستم نے نہ مانا سرمد شاہ نے حکم دیا کہ جب
رستم باہر چلا جائے تو دروازہ قلعہ کا مستحکم کرلین القصہ رستم باہر شہر کے آیا اور صحرا کی طرف
چلا گیا سب لوگون نے جانا کہ وہ جوان بھاگ گیا آپسمین کہنے لگے کہ اچھا ہوا کہ وہ جوان چلا گیا
ورنہ مفت مین قتل ہو جاتا مگر رستم کی جوانی و حسن و جمال پر خیال کرکے تمام مردمان
شہر و سپاہ و خواجہ محبوب نہایت روتے تھے اور افسوس کرتے تھے دوسرے روز لشکر
افلاک شاہ مین طبل بجا اور افلاک شاہ نے مع اپنے سپہ سالار قہرمان دیوانہ کے
قلعہ پر حملہ کیا قریب خندق کے پہونچ گئے تھے کہ دور سے ایک گرد نمایان ہوئی ہوا سے جب دامن گرد
شگافتہ ہوا رستم ثانی دل گردے سے پیدا ہوا اور اس نے ایک نعرہ کوہ شگاف ایسا مارا کہ کوہ و دشت
مین تزلزل پڑگیا اور قہرمان دیوانہ سے مقابلہ کیا قہرمان نے جھپٹ کر تلوار شہزادے کے ماری
شہزادہ نے حربہ اسکا رد کرکے ایک ہی ضرب مین قہرمان کو دو پارہ کیا اور نعرہ کیا کہ ای ملک سرمد مین
وہی سوداگر بچہ ہون کہ میرے کلام کو تم لاف زنی سمجھکر ہنستے تھے آؤ میری مردانگی سر میدان آکر
دیکھو یہ نعرہ کرکے لشکر کی طرف حملہ کیا اور تمام لشکر افلاک کو پراگندہ کردیا ملک سرمد نے جو یہ حال
دیکھا تو دروازہ قلعہ کا کھلوا کر باہر آیا دیکھا کہ رستم نے علم لشکر افلاک کا سرنگون کردیا ہے
افلاک نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ جنگ مغلوبہ کردو اور گھیر کر اس جوان کو مارلو یہ حکم سنتے ہی رستم
برابر افلاک کے آیا اور اسکو قاش زین سے اٹھا کر زمین پر دے مارا اور مشکین باندھ لین
فوج نے جو اپنے بادشاہ کا یہ حال دیکھا پراگندہ ہو کر متفرق ہو گئی اور تمام لشکر درہم برہم ہو گیا
سرمد شاہ یہ کیفیت دیکھکر آیا اور رستم کے ہاتھ کو بوسہ دیکر انکی شجاعت و مردانگی کا نہایت معترف [?]
و مداح ہوا اور اسنے نام و نشان دریافت کیا تب رستم نے اپنا نام ظاہر کیا سرمد شاہ از سر صدق
مسلمان ہوکر مطیع شہزادہ ذوی الاقتدار ہوا افلاک سے بھی دعوت اسلام کی گئی اسنے کہا کہ
مین بھی مسلمان ہوتا ہون مگر ایک شرط میری آپ پوری کردیجیے رستم ثانی نے کہا بیان کر کیا شرط
ہے افلاک نے کہا کہ میرے شہر مین ایک کوہ ہے کہ مرجان کوہ اسے کہتے ہین اور میدان وسیع
سبز و خرم اطراف کوہ مین واقع ہے اور وہان ایک احاطہ ہے لاجورد کا اور درمیان احاطے کے
ایک پتھر ہے نہر و رنگ [?] جو شخص کہ اس پتھر پر بیٹھتا ہے غائب ہو جاتا ہے اگر یہ عقدہ مجھپر ظاہر ہو تو
مین مسلمان ہون گا رستم ثانی نے قبول کیا اور کہا انشاء اللہ تعالے مین اس راز کو آشکارا
کرون گا القصہ افلاک کی مشکین کھولدین یہ تو دوسرے دن اپنا لشکر مرجان کوہ کی طرف

لیکر روانہ ہوا رستم بھی مرجان کوہ کی جانب روانہ ہوگئے وہان پہونچکر دیکھا کہ واقع مین صحرا ہے
سبز وخرم پر فضا ہی اور درہ کوہ مین ایک احاطہ لاجورد کا ہے اُس مین ایک پتھر سبز فام خوشرنگ
نصب کیا ہوا ہی رستم اُس سنگ زمرد رنگ پر جا کر بیٹھے بس بیٹھنا تھا کہ ناگاہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور رستم کی
کمر مین ہاتھ ڈالکر چاہتا تھا کہ اُٹھا لیجائے کہ رستم نے نہایت تیزی سے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا دیکھا کہ ایک دیو
ہی پس رستم فوراً لپٹ گیا اب ان سے اور دیو سے زور کشاکشی ہونے لگے آخر الامر رستم نے دیو کو زیر کیا اور
اُسکی چھاتی پر چڑھکر چاہتے تھے کہ سر تن سے اسکا دھڑ سے کھینچ لین کہ دیو نے گھبرا کر کہا کہ نام میرا ننگان ہے
اور نیچے اس پتھر کے خزانہ وافر اور اسباب اچھا ہے اگر آپ مجھے رہا کر دیجیے تو مین آپکے لیے وہ خزانہ
واسباب لے آؤن رستم نے دیو کو چھوڑ دیا دیو نے پرواز کی اور کہا کہ اے آدمزاد تو جانتا ہے کہ طلسم فولاد
کو دیکھے اچھا مین پلٹ کر آتا ہون اور دیکھ تو کیا آفت تیرے سر پر لاتا ہون یہ کہکر وہ دیو غائب ہوتا
ہوا یہ جا وہ جا روانہ با خند ہو گیا رستم نے کہا کہ اے سرمدشاہ وای افلاک شاہ جب تک کہ
کامل طور پر یہ عقدہ حل نہوگا اور اس راز کو آشکارا نہ کرونگا مین یہان سے جنبش نہ کرونگا اور اُسی
مقام پر پلنگ بچھوا کر آرام کیا رات کے وقت دیو آیا اور مع پلنگ شہزادہ رستم کو اُٹھا لے گیا
ہرچند ہاتھ پاؤن مارے مگر کچھ نہوا سرمدشاہ وافلاک شاہ شہزادہ کی مفارقت مین نہایت
نالان وگریان ہوے اور فقیر ہو کر اُسی مقام پر بیٹھ رہے کہ جب تک شہزادہ کا کچھ حال معلوم نہوگا
ہم بھی یہان سے نہ جائینگے اور اسی صحرا کی خاک چھانینگے فقیر ہو کر یہین مقیم رہینگے اب انکو تو اسی مقام پر
چھوڑئیے دیکھیے کہ شہزادہ کب تک آتا ہی

اب دو کلمہ داستان لاہوتک کے بیان ہوتے ہین

پیشوائی کو بڑھے گر کشش دل آگئے
دل سے ہم آگے بھی ہیں کبھی دل آگئے
محسنا نقش بھی غنیمت ہی اب اس وقت مین ذوق

دوڑ سے مجنون کیطرح ناقہ محمل آگئے
گرچہ مین وادی عشق سے پر لاکھون کوس
کاملیت ہی کہان ہو چکے کامل آگئے

جانے اسطرح سے اُس کوچہ مین منزل ہم
لیک ہی گم شدگی کی ابھی منزل آگئے

راویان شیرین زبان داستان گو یون بیان فرماتے ہین کہ جب بلاشور نے عیاران اسلام کو مقید کر لیا تو لاہوتک نے امرا و ہمرازان سے
مشورہ کیا کہ اب کیا صلاح ہی جمشید نے کہا کہ لشکر امیر گرد پڑا ہوا ہی لاہوتک نے کہا کہ اور
کسی جگہ مین جاؤن گا جمشید جابلقا گویا ہوا کہ جیسا شہر جابلقا ہے ویسا کوئی شہر نہین ہی
چودہ فرسنگ کے دور مین شہر آباد ہی اور دو ہزار نوبت ہر قصبہ مین امیران جابلقا کے
دروازون پر بجتی ہی دو ہزار چشمہ آب اور بہت ہی سرسبز وشاداب ملک ہے رعیت اسقدر
آباد ہی اگر تو لشکر جمع کرنا چاہے تو اسقدر فوج کثیر جمع کر لو کہ کوئی حساب نہ کر سکے غرضکہ جمشید نے
نہایت تعریف شہر جابلقا کی بیان کی بلاشور کہنے لگا کہ جس راہ سے عیاران لشکر اسلام آئے
تھے اور گرفتار ہو گئے اُسی راہ سے مین سب کو نکال لیجاؤن گا زیور شاہ اور اُس کا بلاشور ایسا
ہو کر تلوار سے چلے اور نوبت کشت وخون کی پہونچے کیونکہ لشکر اسلام چہار جانب کوہ کے محاصرہ کیے
ہوے پڑا ہے لڑنے ضرور جنگ کا سامنا ہوگا مین ایک فریب کرتا ہون کہ ملک مرواق
حمزہ ثانی کے پاس بھیجتا ہون کہ وہ جا کر کہے کہ آتی تجھ ہمارے لشکر کو دو کر برابر کھائے

کرا تو پن بعد اُسکے پھر بھاگنا آسان ہو موقع پاکر کسی سمت کو نکل چلین گے القصہ ملک مرواق اس مکر سے گرد ابر
لشکر اسلام کے اُترا یات تو اسی حیلہ و فریب مین کتنی جبکہ صبح ہوئی اور شاہ خاور دریچۂ مشرق سے نکلا اور کرآرائے
سپہر زنگاری ہوا دیکھا کہ صحرا مین ایک جانب سے گرد غبار اُٹھی ہرکارے واسطے استخبار کے روانہ ہوئے کچھ دیر نہ گذری
تھی کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ دو پسر ملک مرواق کے حارب و غارب دو ہزار سوار سے آتے
ہین پھر دیکھا تو دوسری سمت سے ایک گرد نمایان ہوئی اور آمد لشکر کثیر کی معلوم ہوئی جاسوس تو ہر چہار طرف
مامور ہی تھے اُنھون نے آکر عرض کیا کہ چار پسر صلصال کے اہرمن بن صلصال و تہمتن بن صلصال
و دیوتاز بن صلصال و گراق بن صلصال چھ لاکھ سواران جرار سے بارادۂ جنگ و پیکار چلے آتے
ہین صلصال کہتا ہے کہ چارون بیٹے میرے بڑے بہادر و جری ہین زور و قوت مین رستم سے کم نہین
ہین انکے ہمراہ ایک مرتبہ پھر مقابلہ لشکر اسلام سے کرونگا چنانچہ یہ دونون لشکر کوچ کرتے ہوئے مقابل
لشکر اسلام کے آکر فروکش ہوئے دو کوس تک صحرا مین برابر خیمے ڈیرے سرداران فوج کے آکر قائم ہوگئے
کثرت سپاہ سے تمام میدان صحرائے قیامت معلوم ہوتا تھا دن تو آمد لشکر مین گذر گیا اور ترک خاور
بھی اپنے خیمۂ زنگاری مغرب مین آرام پذیر ہوا اور عسس شب گرد ماہ واسطے طلایہ لشکر کے سواران انجم کے
ہمراہ بڑی چمک دمک سے برآمد ہو کر شب بیداری مین مصروف ہوا وقت شب پسران صلصال نے
طبل جنگ بجوایا صدائے شر و فساد تمام جہان مین پھیلی لشکر اسلام نے آواز کوس رزم سنکر اپنے
یہان بھی نظر بفضل پروردگار کرکے نقارۂ حربی پر چوب لگائی تمام صحرا صدائے کوس حربی سے دہل
گیا زمین و زمان کو تزلزل ہونے لگا مریخ کے ہاتھ سے ملک خوف کے خنجر گر گیا بہرام فلک پنجہ پر مارے
ڈر کے بھاگ گیا بہادران لشکر درستی آلات حرب مین مصروف ہوئے رات بھر دونون لشکر اول دہ مین
صدائے بیدار باشی و ہوشیار باش بلند رہی جبکہ سفیدۂ سحری چمکا اور آفتاب عالمتاب نے عرصۂ زمین
و زمان کو منور کیا دونون لشکر میدان کارزار مین آکر صف بستہ ہوئے اہرمن بن صلصال نے
میدان جنگ مین آکر نعرۂ مبارز طلبی بلند کیا بدیع الملک نے صف لشکر سے نکلکر چاہا کہ قلب لشکر
پر جا پڑے اسلم کوہی درمیان مین آیا اور بدیع الملک سے مقابلہ کیا بدیع الملک نے
اُسے قتل کیا لشکر کفار مین طبل بازگشت بجا اور دونون لشکر اپنے اپنے مقام و فرودگاہ پر
واپس گئے

داستان بدیع الملک اور بلاشور و عمرو ثانی کی بیان ہوتی ہے۔

کہ جب دونون لشکرون نے میدان جنگ سے مراجعت کی اور اپنے اپنے مقام قیامگاہ پر گئے
حمزۂ ثانی نے بدیع الملک پر زر نثار کیا ایرج نے جو حال سُنا اپنے پسر کو یاد کرکے آبدیدہ ہوا
حمزۂ ثانی نے اسکی تسکین و تشفی کی ادھر لاہونگ نے بلاشور سے کہا کہ اگر تجکو دعوے عیاری ہے تو
بدیع الملک کا سر لا بلاشور نے کہا عیاران اسلام کو میرے حوالہ کر لاہونگ نے کہا جو تو سر بدیع کا لاوے
تو مین عیارون کو تیرے سپرد کر دونگا تجھے اختیار ہے چاہے قید رکھ خواہ قتل کر مجھے مین ہرگز منع نہ کرونگا بلاشور
سنکر روانہ ہوا اور عمرو ثانی بھی لشکر کفار مین گیا ہوا تھا شاپور اور شرنگ بھی گئے ہوئے تھے فیروز نے اپنے
دل مین کہا تھا کہ شہر صلصال مین جاؤن اور اسکو دار کرون غرضکہ ہر ایک عیار اپنی اپنی فکر مین

تھا عمرو ثانی جو لشکر کفار مین گیا ہوا تھا اس نے صورت بدلکر ہر چند تلاش کیا مگر بلاشور کو نپایا حیران ہوا جب
دربارگاہ لاہوتک پر آیا سنا کہ لاہوتک نے زیورشاہ سے کہا کہ یہ جو عیاران اسلام قید ہوے
ہین تم انکو بہت ہوشیاری سے رکھنا جب تک بلاشور ان تینون عیارون کو گرفتار کرے بعد ازان
مرواق سے پوچھا کہ تمنے اُن عیارون کو کہان قید کیا ہی اُس نے کہا کہ صندوقہاے فولادی مین بند کیا
ہی لاہوتک نے کہا کہ ایک اپنا سردار اور بارہ ہزار آدمی مقرر کر تاکہ وہ خوب نگہبانی کرین
ملک مرواق نے گرشاسپ خون آشام کو عیارون کی حفاظت کے لیے معین کیا
شبرنگ بھی مشعلچی بنا ہوا یہ سب حال دیکھ رہا تھا جب گرشاسپ دوہزار سپاہی ہمراہ
لیکر پاسبانی عیاران مین مشغول ہوا عمرو ثانی بھی اُسکے عقب مین روانہ ہوا لاہوتک نے
بکاول کو حکم دیا کہ دو سو خوان کھانے کے گرشاسپ اور اُسکے ہمراہیون کے لیے بھیجے جاوین
چنانچہ بکاول باورچیخانہ مین آیا اور تیاری طعام مین مصروف ہوا سقے سے کہا کہ پانی لا عمرو ثانی نے
دیکھا کہ سقے پانی لیے جاتے ہین اُس نے جھٹ ایک کو مار کر اُسکی شکل بنکر پانی مین بیہوشی
ملائی اور مشک لاکر دیگ مین ڈالدی جب کھانا تیار ہو چکا تو بکاول نے کہارون کے
سر پر خوان رکھواکے گرشاسپ کے پاس بھجوا دیے وہ سب کھانا کھاکر بیہوش ہوے
عمرو ثانی نے چاہا کہ سب کے سر جدا کرے کہ شبرنگ جست کر کے آیا اور کہا کہ اے دزد مین
مشعلچی بلاشور کا ہون مجھے اسی واسطے بھیجا ہی کہ کوئی دزد دست درازی نکر سکے عمرو ثانی برہم
ہوا شبرنگ نے اپنے تئین ظاہر کیا دونون ملکر سراُنکے کاٹ کر خیمے مین آئے ایک سیاہ پوش
کو دیکھا اور نظر کی کہ قید عیارون کی ٹوٹی ہوئی پڑی ہی اور سہرہ نقب کا ٹوٹا ہوا ہے اور ایک رقعہ
وہان پڑا ہوا ملا سیاہ پوش سے پوچھا کہ عیار کیا ہوے اور کون انکو لے گیا اُس نے کہا کہ شاپور
نقب لگاکر آیا اور عیارون کو نکال لے گیا

داستان بلاشور کا بارگاہ حمزہ ثانی مین آنا اور تماشے مین مشغول ہونا اور خواب دیکھنا نورالدہر کا کرسی بدیع الملک کا کوئی کا تکڑے لیے جاتا ہے

لب تک اُسکے جو ہوئی دسترس جام شراب
تکیا خال لب اُسکا عکس جام شراب

جھکا مستی مین وہ صاحب ہوس جام شراب
عکس خال اپنا جو سمجھا مگس جام شراب

بازگشت اپنی ہی یون جانب قسام ازل
جیسے ساقی کی طرف بازپس جام شراب

جوش مستی ہی عجب قافلہ جس مین کہ نہین
بے شکست ایک صداے جرس جام شراب

محتسب شعلہ آہ از سے جل جاوے گا
گرچہ ٹوٹا دل آتش نفس جام شراب

رات میخانہ مین ساقی جو نشے مین بہکا
خس شیشہ کو لگا کہنے خس جام شراب

مرغ دل نرگس میگون کے ہی شرگان مین اسیر
سادہ مضمون ہی جو باندھون قفس جام شراب

دل شکستہ ہون وہ مین ٹوٹ کے ہون سو ٹکڑے
نام لکھدے جو کوئی میرا پس جام شراب

ساقی اس دور مین کنچہ کم چرا سکا ہی
رات بھر گشت کرے ہی عسس جام شراب

تو خدا دوے بھی بہتر ہے دم رنج خمار
ساقیا شربت فریادرس جام خراب

بیخبر تھا قافلہ عشق گذر جاتا ہی
ورنہ اتنک نہ سنا تھا فرس جام شراب
تحمل مینا سے خدا جانے کہ ساقی کسکو
عکس مژگان ترا سکیش ہر خس جام شراب
ذوق جلدی ہی گلگیر سے بہر ساغر لی

بے زبان ہی جو وہاں جرس جام شراب
سمجھے میخانہ کی عظمت تو نہ بیٹھے ہرگز
پینے پہونچے ترہ شیرس جام شراب
مجھکو اس بوسۂ دندان لبِ لعلیں انیسؔ
لب نازک کو بہی تکے ہوس جام شراب

ابلق چشم سیہ مست کو تیری دیکھا
مہر خورشید پہ ہو کر نگس جام شراب
بادۂ صاف میں آیا ہی کہاں سے تنکا
دے لقل نمکین چہ پس جام شراب

رفیقان میخانہ خوش کلامی و زبان‌دانی و بادہ کشان خمخانہ شیرین زبانی بادۂ گلرنگ معانی کو ساغر خوش بیانی میں لبریز کر کے بزم قصہ خوانی کی رونق کے لیے یون گردش میں لاتے ہیں اور حاضران محفل کو اس داستان لطافت بیان کی سماعت سے اطلاع مسرور فرماتے ہیں کہ بلا شور جب بصورت مبدل بارگاہ **حمزہ ثانی** میں آیا تھا یہی قصد کہ موقع پا کر **بدیع الملک** کا لیجاوے اسوجہ سے کہ لاہوتک لموزیخ اس سے کہا تھا اگر تجکو دعوی عیاری ہی تو سر **بدیع الملک** کا میرے پاس لا جب میں جانونگا کہ عیار ہی ورنہ اس لاف زنی اور یاوہ گوئی فضول سے کیا حاصل ہی ذوقت ہی تیری عیاری پر اور **تف** ہی تیری شاطری پر کہ عیاران اسلام اپنا کام کسطرح چالاکی سے کر جاتے ہیں اور تجھسے کچھ بھی نہیں ہو سکتا غرضکہ اس مردود نے خوب گرما کرے بھیجا تھا چنانچہ بلا شور لشکر اسلام میں آکر صورت اپنی تبدیل کیے ہوے بارگاہ **حمزہ ثانی** تک پہونچا تھا اور وہاں کھڑا تماشائے بزم میں مشغول تھا شوکت **حمزہ ثانی** دیکھکر مثل مار دم کوفتہ کے پیچیدہ ہو کر دل ہی دل میں تاؤ پیچ کھا رہا تھا **بدیع الملک** کو دیکھا کہ غرق دریائے جواہر ہیں کمال شوکت و عظمت سے **حمزہ ثانی** کے برابر کرسی زرنگار پر بیٹھے ہیں یہ دیکھکر اور بھی جل گیا تمام سرداران ذیوقار و شجاعان نامدار حلقہ کیے ہوے بارگاہ **امیر ثانی** میں حاضر تھے دیکھکر اسکے جی چھوٹ گئے اور کچھ حوصلہ اسکا نپڑا وہان سے یہ فراش کی صورت بنا ہوا پلٹا اور بارگاہ **بدیع** میں آکر زیر پلنگ مخفی ہو گیا جب بزم برخاست ہوئی شہزادہ **بدیع الملک** نے بھی قصد اپنی بارگاہ میں جانے کا کیا فرمایا مرکب لاؤ پس یہ سوار ہو کر اپنے خیمے میں آیا ہمراہی **اختر شناس** اور **شارن قمر** میں صحبت میں حاضر تھے اس اثنا میں **نور الدہر** نے خواب میں دیکھا کہ **بدیع الملک** کا سر کوئی کاٹکر لیے جاتا ہی آنکھ جو انکی کھلی تو یہ گھبرائے ہوے اسیوقت بارگاہ **بدیع الملک** میں آئے دیکھا تو شہزادہ بیٹھا ہوا ہی اور دو چار رفیق و مصاحب بیٹھے ہوے ادہر ادہر کا ذکر و مذکور کر رہے ہیں جیسے ہی **نور الدہر** پہونچے سب نے سر و قد اٹھکر انکی تعظیم دی یہ بھی آکر بیٹھے نصف شب تک صحبت رہی جب رات زیادہ آئی اور نیند نے غلبہ کیا **بدیع الملک** نے پلنگ پر جا کر آرام کیا اور سب بھی اپنے اپنے مقام پر جا کر سو رہے مگر **نور الدہر** نہ سوئے چپکے پڑے ہوے جاگا کیے جب نعرہ خواب شہزادہ نامدار بلند ہوئی اور حضار مجلس بھی خواب غفلت میں مثل بخت عدو خوابیدہ ہوے **بلا شور** پلنگ کے نیچے سے نکلا خنجر اسکے ہاتھ میں تھا **بدیع الملک** کی طرف اسنے قصد کیا ہی تھا کہ **نور الدہر** نے نعرہ کیا آواز جو **نور الدہر** کی سنی تو ہاتھ اس سگ ناپاک کا کانپ گیا اور خنجر ہاتھ سے گر پڑا **بلا شور** تو خیمے سے نکلکر بھاگا **نور الدہر** نے خنجر اٹھا لیا نظر جو کی تو نام **بلا شور** کا دستے پہ خنجر کے کھدا ہوا تھا القصہ **بلا شور** لشکر کفار کی طرف چلا ادہر سے یہ جاتا تھا اور اسطرف سے عیاران لشکر اسلام جنکو **شاپور** نے جا کر رہا کیا تھا چلے آتے تھے راستے میں مٹ بھیڑ ہوئی عیاران اسلام

نے آکر گھیرا بلاشور نے چاہا کہ جنگ کرے کہ اتنے مین قہرمان جو طلایہ پھر رہا تھا وہ آواز سنکر مع اپنے همراہیون کے آیا عیاران اسلام تو چلے گئے اور بلاشور بھی بھاگ کر لشکر مین آیا دیکھا گرشاسپ اور اسکے همراہی سب کے سر کٹے ہوے پڑے ہین یہ کیفیت دیکھکر بلاشور نے گریبان چاک کیا اور رونے لگا جانا کہ عیار قید سے رہا ہوگئے اور سب محافظون کو قتل کرکے راہی ہوے غرضکہ یہ نالان و گریان لاہوتنگ کے پاس آیا اور سب حال عیارون کے قید سے رہا ہوجانے اور گرشاسپ وغیرہ کے قتل کرکے نکلجانے کا بیان کیا لاہوتنگ نے سنکر نہایت افسوس کیا بختگان نے کہا کہ اب یہان قیام کرنا صلاح نہین ہے لاہوتنگ نے کہا کہ مین پیران خداپرستون کو قلع و قمع کرون گا اور صلصال کو بڑا کہا کیا یہان عیاران اسلام نے آکر کل واقعات کی خبر حمزہ ثانی کے حضور مین عرض کی اور وہان لاہوتنگ کے پاس ایک سوار سائل سے آیا اور کہا کہ رات کو کوئی شخص نگہبانون کو مارکے صلصال کو نکال لے گیا سب لے جانا کہ یہ کام فیروزہ کا ہے

داستان خلاص ہونا صلصال کا اور مقابلہ بدیع الملک سے

چہ بلاست از درچشت نظر نیاز کردن
نتوان حدیث عشقت لب مجاز کردن
چہ خوش است باز خلوت کہ ہر شکافتین
ہمہ روز نہ بودن ہمہ شب گداز کردن
بہوس فدا کنم جان بدرت کہ نیست جائی
کہ شہرت یہستان نتوان نماز کردن

مژہ را کشادہ دادن دل قتنہ باز کردن
ہمہ خواب مردمان شد بدو دیدہ تخ یارب
ز خراش دل گاہی بزبان راز کردن
بجفات دل نہادم بہس ایچنین تو افی
دبسر بکتگین را ہوس ایاز کردن
چہ بود متاع خسرو کہ کند نثار جانان

چہ کمال صنع بیچون ز جمال تست پیدا
ز نجات گشت شیرین حرکات ناز کردن
تو بخسپ خوش کہ ما را ز غمش چو شمع جوشد
چہ کنم نمی توانم نہ تو احتراز کردن
صفت عاشقان ہست اینجا مدہ کہ قدمت
گلہ ہے چو طرہ ماند بدوان باز کردن

شجاعت شعاران عرصۂ فصاحت و تہور پیشہ گان میدان بلاغت اشہب تیز گام خامۂ سوانح رقم کو میدان مدعا مین یون مہمیز کرتے ہین کہ جب صلصال نکو ہیدہ خصال قید سے رہا ہوا تو اس نے لاہوتنگ سے کہا کہ آپ میرے نام طبل جنگ بجوایے مین کام ان خداپرستون کا تمام کرون گا یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی یہان بھی جنگ مصمم ہوگیا غرضکہ دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا تمام رات دونون جانب درستی آلات حرب و پیکار رہی کی صبح کو جب شاہ خاور عرصہ افلاک پر خنجر بکف نکلا نسیم سحری چلنے لگی تمام دشت و کوہ خوشبو سے گلہاے خود روے رنگ صحراے تتار ہورہا تھا کہ دونون لشکر میدان کارزار مین آئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ سب اپنے اپنے مقام پر عرصۂ جنگ مین آکر ایستادہ ہوگئے نقبائے خوش آہنگ کی صداے صف لشکر پر سناٹا سا چھا گیا تھا اور ہر ایک بہادر نشۂ شجاعت مین جھوم رہا تھا بار بار قبضۂ شمشیر کو چوم رہا تھا تلوار کی یہ حالت تھی کہ میان سے ابلی آتی تھی اپنے جامے مین نہین سماتی تھی الغرض صلصال بدافعال تمام اسلحۂ جنگ جسم پر آراستہ کیے ہوے بڑی شوکت و شان سے صف لشکر سے نکلکر میدان مین آیا مرکب کو کاوا دینے لگا اور بعد سلحشوری اپنے دم لیا اور باواز بلند کہا کہ اے فرقۂ خداپرستان و ای زبردستان تم مین سے جسے تمناے مرگ ہو وہ میرے مقابلے کو نکلے لشکر اسلام سے بدیع الملک اپنی صف سے نکلکر مقابل ہوے اور

کہنے لگے کہ ہین انشاء اللہ الرحمن تجکو جہنم رسید کرین گے اور خنجر خوش غلاف کو تیرے خون نجس سے عبیر گون کرینگے
بیار اخچہ واری لہ مردی نشان | کمان کیانی و گرز گران | اسطرح شہزادہ نے ڈانٹ کر نعرہ کیا
کہ دل صلصال بد دل کا دہل گیا مگر سنبھل کے اس نے ایک وار نیزہ کا شہزادہ پر کیا شہزادہ نے نیزہ کا
نیزہ کا تھمکر فوراً اسکے ہاتھ سے ہوائی کر دیا یہ بہت ہی جھلایا اور تاؤ پیچ کھاتا ہوا عمود لیکر لپکا
شہزادہ نے خالی دیکر عمود اسکے ہاتھ سے چھین کر پھینک دیا یہ نہایت خفیف ہوکر رکب پر سے کود پڑا
اور بہ نیتہ کشتی آستینین چڑھاتا ہوا بڑھا شہزادہ نے بھی گھوڑے سے کودکر اسکا مقابلہ کیا دونون
دست و گریبان ہوے اور نوبت کشتی کے ہونے لگے جو پیچ یہ کاٹتا ہی شہزادہ نہایت صفائی کے ساتھ
اسکا جوڑ قائم کرتا ہی غرضکہ ایک شبانہ روز کی کشتی مین بدیع الملک نے صلصال کو زیر کیا اور
مشکین باندھکر حمزہ ثانی کے پاس لائے انھون نے دعوت اسلام کی صلصال نے کہا کہ اگر ہزار بار
قتل ہون اور پھر زندہ ہون تب بھی اسلام قبول نہ کرون بادشاہ نے حکم قتل کا صادر کیا تیغ اس کو
چھوایا ہی تھا کہ دفعۃً ایک باد تند چلی اور تمام میدان مین تاریکی چھاگئی اسی تاریکی مین سے پنجہ پیدا ہوا اور
صلصال کی کمر مین پیچیدہ ہوکر اسکو اٹھا لیگیا اور غیب سے ندا آئی یا الناس مین ہون صاحب قمبلہ جادو
اس ہیبت ناک آواز سے اس جادو نے نعرہ کیا تھا کہ سب لوگ اسکی آواز سنکر بیہوش ہوگئے تھے اور
خود رفتگی سی سب پر طاری ہوگئی تھی تھوڑی دیر کے بعد جب یہ حالت رفع ہوئی اور کسیقدر ہوش آیا
تو لوگون نے تیر مارنا شروع کیے مگر کچھ کارگر نہوے وہ مرا دی صلصال کو لیے ہوے یہ جادو جا
ہوائے آسمان ہوگئی اسکا تو حال آیندہ معلوم ہوگا مگر وہان نجگان نے لاہوتک سے کہا کہ
اب اس مقام پر ٹھہرنا مناسب نہین ہر جلد یہان سے کسی سمت کو چلنا ضرور جانیے لاہوتک نے
کفار کو جمع کیا اور مشورہ کرنے لگا کہ اگر جاؤن تو کس ملک مین جاؤن جمشید نے کہا کہ مین اپنے بیٹے
مراتب شاہ کو لکھتا ہون جو کہ فی الحال حاکم شہر جابلقا کا ہی کہ آپ وا ذوقہ و فوج جمع کرے
اور مین بھی وہان جاتا ہون مرواق کو شکار کے بہانہ سے بھیجتا ہون کہ یہ جاکر تیاری جہازون کی
کرے اور رسد کی فراہمی و سامان سفر کی درستی کا انتظام عمل مین لائے اور جب عرضی جابلقا سے حضور
مین آوے آپ تمام اسباب جہازون پر بار کرکے جابلقا کیطرف روانہ ہون کہ وہ ملک نہایت آباد
ہو صحرا سبز و خرم و ہزار ہا چشمہ آب رواں ہین اور پرستاران خداوند اس شہر مین بکثرت ہین اور
قلعہ بھی نہایت مستحکم و استوار ہی اور اسقدر فوج وہان جمع ہوجاویگی کہ لشکر اسلام اگر قصد کریگا
تو برباد ہوجائے گا لاہوتک کو یہ رائے بہت پسند آئی اور جمشید کو مع بلاشور کے طرف جابلقا کے
روانہ کیا اور ملک مرواق کو بحیلہ شکار کنارہ سمندر کے بھیجا اس نے اپنے دونون بیٹیون کو ہمراہ لیا اور
تین ہزار آدمی کی جمعیت سے جاکر انتظام مین معروف ہوا کفار نے ایک مہینہ تک جنگ موقوف رکھی
امیر ثانی نے ہرکارون کو واسطے خبر رسانی کے لشکر کفار مین بھیجا کہ کیا باعث ہی قریب ایک ماہ کے زمانہ
گذر گیا طبل جنگ لشکر کفار مین نہین بجا وہ کیا سوچ رہے ہین اور کس فکر و تدبیر مین خاموشی اختیار کی
ہو ع یہ جو ہی کم سخنی ہمین بہت باتین ہین ◦ ان بد افعالون کا سون کھینچنا خالی از علت نہین ہرکارے
خبر لائے کہ لاہوتک بیمار ہی اسوجہ سے لڑائی ملتوی ہوئی امیر ثانی یہ سنکر خاموش

ہو رہے القصہ مہینہ بھر کے بعد عرضی ملک مرواق کی لاہوتک کے پاس آئی کہ کل سامان سفر طیار ہی
مین نے ہزار کشتیان وجہاز مع آب و آذوقے کے جمع کیا ہے آپ کے تشریف لانے کا انتظار ہی لاہوتک عرضی
پڑھکر بہت خوش ہوا اور اس نے ارادہ روانگی کیا مگر شجنگان نے کہا کہ اسطرح چلنا صلاح نہین ہی آجکی شب
طبل جنگ بجوا لیجیے کہ ادھر لشکریان اسلام طیاری جنگ مین مشغول ہون ادھر آپ سوار ہو کر اپنی منزل
مقصود کا راستہ لین اس نے کہا کہ بہتر ہی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا چنانچہ نقارۂ حرب نوازش مین آیا لشکر اسلام
مین خبر پہونچی یہان بھی کوس رزم بجا امیر ثانی نے طیاری سامان جنگ کا حکم دیا ہر ایک بہادر درستی
آلات حرب وضرب مین مصروف ہوا یہان تو یہ انتظام ہو رہا ہی اور وہان لاہوتک راتون رات اپنا کل
مال واسباب و لشکر جہازون پر لدوا کر قریب صبح خود بھی سوار ہو کر اور جہازون کا لنگر اٹھوا کر روانہ ہو گیا جبکہ
غواص فلک چہارم گرداب مشرق سے نکلکر کشتی افلاک پر نمایان ہوا یعنے صبح ہوئی امیر ثانی میدان مین
انتظار لشکر کفار کا کر رہے تھے کہ خبر آئی لاہوتک شب کو بھاگ گیا یہ سنکر بدیع الملک نے کہا کہ
مین ابھی تعاقب کر کے اسکو گرفتار کیے لاتا ہون حمزہ ثانی نے فرمایا کہ بھاگے ہوے کا پیچھا کرنا مناسب
نہین ہی ہان اپنے عیار کو حکم دو کہ وہ جا کر خبر لائے کہ یہ کافر کس طرف کو روانہ ہوا ہی چنانچہ شبرنگ گیا اور
آکر امیر ثانی سے عرض کیا کہ لاہوتک سمندر کی راہ سے جابلقا کو روانہ ہوا ہی اور جہاز بہت دور پہونچ گئے
ہین مین نے دوربین لگا کر دیکھا نہایت تیزی سے جہاز وکشتیان چلی جاتی ہین غرضکہ وہان سے بازگشت
کر کے امیر ثانی نے حکم دیا کہ لشکر سبائل پر جائے چنانچہ حمزہ ثانی مع لشکر نصفت فرما کر سبائل مین
تشریف لائے اور گنبد عرش نما پر آکر حکم دیا کہ یہ کھدوا ڈالا جائے اور یہان اور عمارت تعمیر ہو اور اس کا
نام ست کھنڈا رکھا جائے اور ہشت بہشت لقا کی کھدوا کر چہار باغ صاحبقرانی طیار ہونے کا
حکم دیا کہ فرزندان امیر اس باغ کو اپنے تصرف مین لائین غرضکہ قیطول زمرد شاہ اور جملہ
منسوبات کو کہ جو لقائے بے لقا نے طیار کیے تھے منہدم و مسمار کرا دیا اور بعد ازان دربار منعقد
کیا اور چوکی پر جام بھروا کر رکھوا دیا اور فرمایا کہ ہی کوئی بہادر ایسا کہ اس جام کو پے اور ایران مین جاکر
شاہ اسلام کی محافظت کرے اور پاسداری اونکی نگاہ رکھے اور مین عنقریب اونکے واسطے حکم مناسب
عقب سے لکھکر بھیجون گا کریب چنے اوٹھکر جام پی لیا اور روانہ ہوے اور پھر امیر ثانی نے فرمایا کہ اے
اسد تم ایک لاکھ سوار ہمراہ لیکر جزیرہ ناردون مین جاؤ اور جزیرہ وگلفام سے کہ جہان عادی نے برپا بجا کر
شرط بدی تھی وہان کشتیان بہت ہین وہان جا کر جہازون اور کشتیون کی طیاری کرو اور سامان سفر
درست کر کے مجکو اطلاع دو کہ مین سفر بحری اختیار کرونگا جب تک اس غول کو قتل نکرون گا مجکو قرار نہو گا
بعد ازان ایرج بن بدیع الملک سے کہا کہ تم ہمراہ شاہ سلیمان فارسی کے سلطنت سبائل اور
نوالامان کی کرو اور عیارون کو بھی مثل ابو الفتح وبرق وغیرہ کے ہمراہ اسد واسطے درستی
سامان سفر کے روانہ کیا اور عمرو بن حمزہ یونانی کو کہیۃ اللہ کی جانب بھیجا اور لندھور کو ہندوستان
روانہ کیا اسوجہ سے کہ یہ جبائل کے تعاقب مین بدون کیے بندوبست ملک کے چلے آئے تھے
کامل خان بن گنجاب کو کوچک باختر کی روانگی کا حکم دیا اور چار پسران ملک قاسم اور فضل بن کیاخسرو
کو بجانب خاور رخصت کیا اور حارث کو بادشاہ ترکستان مقرر کیا غرضکہ یہ سب انتظامات کر کے

دربار برخاست کیا اور قلعہ ذوالامان مین رونق افروز ہوے جملہ ناموس صاحبقرانی اپنی اپنی مادر گرامی سے
ملاقی ہوے اور چند روز قلعہ ذوالامان مین رہکر بعیش و عشرت بسر کی تا آنکہ ایک مہینہ بعد
عرضی اسد کی پہونچی کہ کل سامان سفر کا طیار ہے امیر ثانی ساعت سعید دیکھکر سب سے رخصت
ہوے اور بادشاہ اسلام کے ہمراہ جزیرہ زنگلام مین آئے اور وہانسے جہاز پر سوار ہوکر روانہ ہوے

داستان امیر ثانی کا لاہوتنگ کی سمت جانا اور اثناے راہ سمندر مین جہازون کا طلسم گرداب مین گرفتار ہونا

سپیدہ دم کہ جہانے زخواب برخیزد
عروس شاہد مشرق نقاب برخیزد
کجاست ساقی بیدار بخت خواب آلود
صبوح بدست گرفتہ زخواب برخیزد
کجاست غنچہ سرو شب نہ داشتہ کہ صباح
نقاب شب زرخ آفتاب برخیزد
خوش آنکسی کہ نشیند بیار وقت سحر
کہ بہر دادن جام شراب برخیزد
بآفتاب بگوئید برنیاید تا
دست کردہ رسنے چون کباب برخیزد
زباد صبح کہ بر اوج آسمان گذرد
نباز خفتہ مست و خراب برخیزد
غلام نرگس مستم کہ بامداد پگاہ
زخواب خوش ملک کامیاب برخیزد

غواصان دریاے ناپیداکنار معانی
و شناوران بحر زخار نکتہ دانی گوہر مدعا کی تلاش مین غوطہ زنی کرکے در مقصود کو صدف فکر سے اس طرح
برآمد کرتے ہین کہ جب لاہوتنگ نابکار جانب جابلقا از راہ دریاے شور روانہ ہوا تو کشتیبان
اور جہاز اس غریق بحر ملامت کے جزیرہ طنجر مین پہونچے اُس جزیرہ کا حاکم ایک ملعون طنجر شاہ
نامے تھا وہ لاہوتنگ کے آنے کی خبر سُنکر بہت خوش ہوا اور خدمت خداوندین مین حاضر
ہوکر نہایت عقیدت و اخلاص سے پیش آیا اور لاہوتنگ کو اپنے مکان پر لیجاکر دعوت کی اور مراسم
مہمانداری بجالایا اور عرض کیا کہ آپ گرداب کی فکر مین متحیر نہون جب تک کہ آپ جابلقا مین پہونچین گے
مین کام ان مسلمانون کا تمام کیے دیتا ہون لاہوتنگ نے پوچھا کہ کیونکر اس مہم کو سر کروگے اس نے
کہا کہ آپ سُن ہی لیجیے گا اسوقت کہنا مناسب نہین ہے آخرالامر دو چار روز قیام کرکے اور خوب عیش
اُڑاکر لاہوتنگ اس جزیرہ سے بجانب جابلقا روانہ ہوا بعد تین مہینے کے امیر ثانی بھی جزیرہ طنجر
مین پہونچے ملعون طنجر نے حاضر ہوکر شرف ملازمت حاصل کیا اور نذر و جواہر تحف و ہدایا پیشکش کرکے
دعوت کی اور مکر سے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا حمزہ ثانی بہت خوش ہوے اثناے گفتگو مین ملک طنجر نے
عرض کیا کہ ایک تحفہ میرے پاس ایسا ہے کہ جب مین حضور مین آپ سے پیش کرونگا تو حضور اُسے دیکھکر
کمال محظوظ ہونگے حمزہ ثانی مشتاق ہوے اور فرمایا کہ اے ملک طنجر وہ کیا تحفہ ہے اُس نے عرض کیا کہ
حضور جابلقا یہان سے ایک سال کی راہ ہے مگر مین اُس تحفہ کے سبب سے تین دن مین حضور کے
جہازون کو پہونچا دونگا امیر ثانی یہ مژدہ سنکر اور بھی خوشنود ہوے اور پوچھا کہ کیونکر اسقدر جلد یہ
راہ طے ہو جائیگی اُس نے بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ میرے پاس ایک شخص ہے بہمہ صفت موصوف کہ عیار
و ندیم و حکیم و منجم ہے اور مثل بزرگون کے ہین اُسکی نگہداشت کرتا ہون وہ ایسی راہ جانتا ہے کہ تین روز مین
جابلقا پہونچ جائیے اور اُسمین یہ بھی صفت ہے کہ دریا مین اگر چالیس آدمی اُسکا ہاتھ پکڑ لین تو وہ تنہا
کشتی کو پانی مین کھینچ لیجائے امیر ثانی بہت مشتاق ہوے اور فرمایا کہ اے طنجر اسکو ہمارے پاس
حاضر کرو طنجر نے اسکی خوب تعریفین کرکے امیر کے حضور مین پیش کیا امیر نے نام و نشان اُسکا پوچھا

اسنے عرض کیا کہ لمدوی کو الماس دریا برد کہتے ہین امیر نے فرمایا کہ جیسا نام ویسا ہی تمھارا اسم باسمی ہی اور بہت
خوش ہوے خلعت عنایت فرمایا اور کہا تم مجھے لاہوتک سے پیشتر جابلقا مین پہونچا دو اسنے عرض کیا کہ
ایسا ہی ہوگا حضور تیاری کرین غرضکہ امیر ثانی الماس کو ہمراہ لیکر روانہ ہوے اس حرامزادہ نے
جہازون اور کشتیون کو اسی راہ پر روان کیا جہان کہ اسکو لیجانا منظور تھا صبح کو جو دیکھتے ہین تو دریا مین
ایک غل و شور ہو رہا ہی اور تلاطم کی کیفیت پیدا ہی امیر نے پوچھا کہ یہ غل کیسا ہے الماس نے
آکر عرض کیا کہ حضور خاطر جمع رکھین کوئی اندیشہ کا مقام نہین ہی یہ دریا دریاے محیط مین اس
مقام پر ملا ہی اسوجہ سے پانی مین یہ تلاطم ہی اور مین تو حاضر ہون القصہ الماس جہازون کو ایسے
مقام پہ لے گیا کہ جہان دریا کے بیچ مین گرداب ہی جو کشتی اس گرداب مین جاتی ہی پھر وہ وہان سے
باہر نہین نکلتی اور وہ گرداب طلسم بند ہے اور اسے طلسم گرداب تسلو کہتے ہین دس فرسنگ سے
پہلے اور وہ طلسمی گرداب معلوم ہوتا ہی الحاصل جب رات ہوئی تو الماس نے جہاز کشتیان
گرداب کے پاس پہونچ گیئین اس نے ایک کاغذ لکھکر کشتی مین ڈالدیا اور آپ دوسری
کشتی پر سوار ہوکر جزیرہ طنجیر کی طرف روانہ ہوگیا اس تاریکی شب اور تلاطم آب دریا سے
شور کی وجہ سے کچھ معلوم نہوا امیر ثانی نے دیکھا کہ جہاز سرنگون ہونے لگے اور کشتیان چکر
کھانے لگین اور صداے الغیاث اہل کشتی کی بلند ہوئی امیر متردد ہوے اور الماس کو تلاش کرایا
لوگون نے اسکی کشتی مین جاکر دیکھا الماس کو نہ پایا مگر خالی کشتی مین ایک رقعہ انکو ملا امیر کے پاس
لائے رقعہ کو پڑھا تو اس مین لکھا تھا کہ منم الماس دریا برد مین نے تمکو طلسم فولاد مین پھنسایا تم چاہتے تھے
کہ خداوند زادہ کا تعاقب کرو اور بیخ کفر کی جہان سے منہدم کرڈالو تو اب یہان سے جان سلامت
لیجانا دشوار ہی غرضکہ روشنی صبح کی نمایان ہوئی تو معلوم ہوا کہ گرداب مین ایک قلعہ سر بفلک
کشیدہ فولاد جوہر دار کا بنا ہوا اور برج اسکے ہزار در ہزار کنگرہ اور انواع و اقسام کے جواہر سے
مرصع کار اور ہر ایک برج پر ایک ایک غول قرناے طلائی ہاتھ مین لیے ہوے بیٹھا ہے اور بیچ
قلعہ کے سطح آب پر ایک چبوترہ فولادی بنا ہوا ہی اور کٹہرہ طلائی اسکے گرد لگا ہوا ہے کہ دور سے
اسکی چمک معلوم ہوتی ہی اور نگاہ نہین ٹھہرتی ہی اور اسی چبوترہ پر ایک تخت جواہر نگار بچھا ہوا ہی
اور اس پر ایک شہزادی نہایت حسینہ جمیلہ جام و سبو لیے ہوے بیٹھی ہی اور سامان عیش و عشرت
مہیا ہی غرضکہ کشتیان آکر اس قلعہ کے گرد پھرنے لگین دیکھا تو دروازہ قلعہ پر بخط جلی لکھا ہوا ہے کہ
ایہا الناس یہ طلسم فولاد ہی اسکو سام بن نوح علیہ السلام نے بنایا ہے اور ہر چند کہ آرزوے
فتح اس قلعہ کی آصف بن برخیا و ضیغم بن آصف نے کی مگر میسر نہوئی ہرگز اس طرف آنے کا
قصد نکرنا کہ یہان برباد ہوگے اور کوئی جہاز و کشتی بلکہ کوئی متنفس یہان سے جان سلامت نہ
لیجائے گا امیر ثانی یہ پڑھکر سخت تشویش مین ہوے اور اسی عالم اضطراب مین دست دعا بلند
کیا اور اسطرح باکمال عجز و زاری تمام اہل جہاز بلبلا کر استغاثہ کرنے لگے کہ ای فریاد رس غریبان بچالے خدا
کشتی شکستگان واسطہ روح پر فتوح اپنے حبیب مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہمکو اس گرداب
عظیم سے نجات دے ہم غریقان دریاے پر آفت کا تو ہی بیڑا پار لگانے والا ہی ؎

چو عاجز در ماندہ دانم ترا — درین عاجزی چون خوانم ترا بخت
بیا در رہ از خانۂ حیرتی خست — تو داری ہمہ چیز و من ہیچ چیز
گر بود بلند شت و سیلاب تخت — پشیمان عنان من ماندہ زحمت
عقوبت مکن عذر خواہ آمدم — بدرگاہ تو رو سیاہ آمدم
خداوندا تو غفار و غفوری — بحکم خویش ستار و صبوری
اجود و حلم و زلل و الفت عالم — قباحتہای افعال و خصالم
...ون ہم بجستہ و کاہم آدم — زہر چہ دیدہ و دانستہ بگذر
عذابم گر کنی در ہفت دوزخ — کفایت کی کند ہر ہفت دوزخ
و تو دانی ہمہ ناس و جانہ — و تو دانی بود یک دانہ پارہ
شفیعم گر نباشد پیش تو کس — بدرگاہت شفیعم بیکسی بس
ابر گو بود چون کوہ البرز — بختم المرسلین یارب بیامرز

بزرگا بزرگی دہا بکیسم — تو ای بادی بخشش دیاری رسم
چو کردی بچشمے مرا تو روادار — زمین و مشعل کشان ورداں
ازین سیل کاہم چنان در گذار — کہ بیل نشکند بر من این دو بار
سیاہی مرا ہم تو گردان سپید — مگر دانم از رحمت نا امید
من بیدل گنہگار رو سیہ کار تو کریم — پراز نشیمم بدآ گیتیم بدآشنال
زخجلت اوفتادہ در تنگی فراوان — چگویم از دگر افعال و احسان
زبحر مغفرت یک قطرہ خواہم — کہ سازد پاک از جرم گناہم
مگر یک دوزخ از ہر ہفت سازی — مرا آمد نالبسوری و گذاری
بفضل تو پناہ و نصرت آدم — نہ پاہی غیر فضل تو ندارم
...امید آن دارم ز احمد — کہ از بہر شفاعت خواہد آمد

غرض کہ بیان تو امیر ثانی اور تمام اہل کشتی عالم یاس میں مصروف بتضرع و زاری بدرگاہ مجیب الدعوات ہیں اور وہان الناس ناحق شناس نے جزیرہ طنجہ میں پہونچکر ملک طنجہ کو اطلاع دی کہ مین نے مردان اسلام کو ایسے گرداب طلسم مین پھنسا دیا ہی کہ تمام عمر خلاصی وہان سے ممکن نہیں اب انکو تو چندے دعا و مناجات مین مشغول رہنے دیجیے دیکھیے کب انکی دعا مقرون باجابت ہوتی ہی اور کب دریاے رحمت الہی جوش میں آکر کشتیون کو ساحل نجات پر لگاتا ہی جب تک

وو کلمہ داستان رستم ثانی کے باغ طلسم مین جانے کے سماعت فرمایے

بیا نظارہ کن ای دل کہ یاری آید
ہزار سوختہ بیقرار مے آید
ز مستی ارچہ بہر سوے می فتد لیکن
کہ فرق تا بقدم پر غبار مے آید
مکن بسبزہ سہی نسبت درخت قدش
کہ ہر نالۂ بلبل بہار می آید

ز بہر دیدن جمال نگارے آید
رسید ناوک مژگان نگار رفتار
ز بہر بردن دل ہوشیار مے آید
مرا کہ یاد کند گر زکوے او بردم
ز سرو کے گل سوری بہار می آید

فرازم مرکب نازو پیادہ در عشقش
بہ بنگر دیدہ گرت جان بکار می آید
چہ گرد ہا کہ برآوردہ با طلب ادلہا
یکے اگر برود صد ہزار مے آید
کنون بتکل ہزاری چو بلبلان خسرو

مصوران مرقع روایات کہن و صورت نگاران جریدہ اسمار و سخن موقلم تحریر بر سے اس داستان لطافت جز کا چربہ اسطرح اُتارتے ہیں اور اس حکایت پر افسون و نیرنگ کا خاکہ یون اڑاتے ہیں کہ جب رستم ثانی تھوڑی دور چلے تو ایک دیو اُٹھا کر پہاڑ پر لے گیا چہار شبانہ روز یہ بے آب و دانہ وہان پڑے رہے پانچوین دن وہان سے اُٹھکر چلے سامنے ایک باغ نظر پڑا اس باغ کی طرف چلے جاکر جو دیکھتے ہین دروازہ باغ کا مثل چشم عاشق کھلا ہوا ہے ہوا سے سرد مسیحا دم آرہی ہی جسکی خوشبو سے دماغ جان معطر ہوا جاتا ہی رستم نے اندر باغ کے قدم رکھا دیکھا کہ باغ ہی یا بلا تشبیہ نمونہ فردوس برین یا گلشن نگارین ہی ہر طرف تختہ گلہاے رنگا رنگ کے کھلے ہوے چمن کہین گل مہندی کی بہار کہین گیندا اور کہین جعفری کہین لالہ یا دل داغدار بیلا چنبیلی یاسمن ناتی ظلمت افزائی سے تمام باغ کو معطر کیے ہوے ہر گلاب کیوڑا نسرین و نسترن کی زرحت خیز خوشبو سے مشام

نظارگی پسے ہوئے جو ہر حسن کی بھینی بھینی خوشبو تازگی بخش دل اندوہگین گل آتشبو کی نزاکت شہناز و سادگی کی
لطافت لائق دید ہو تیار رشک ور خشین کسی مقام پر نرگس شہلا چشم منتظر جوانان چمن کی جانب نگران
کسی سمت چنپا و مدن بان اپنی تیز بو باس سے تازہ کن مشام جان گل سوسن کی کوداہٹ لب
معشوق کی مسی آلودہ اوداہٹ کو شرماتی نسیم و صبا کے چلنے سے ہر شاخ گل لچک جاتی کامنی کی نفاست
پر نرالا جوبن بنفشہ و سنبل پر عجب ہا تمکین کہیں کیلون کی قطار کسی جانب انگور کے خوشون پہ
عقد پروین نثار راشجار پر اثمار کی کثرت سے سارا باغ بھرا ہوا سبزہ خوابیدہ کی نضارت سے
گویا فرش زمردین بچھا ہوا وسط باغ مین ایک چبوترہ سنگ مرمر کا نہایت نفیس بنا ہوا گرد
مانند گلہائے رنگارنگ کے قرینے سے دھرے ہوے اور چبوترہ پر تخت جواہر نگار بچھا ہوا
ہو اُسپر ایک عورت ادھیڑ بیٹھی ہوئی شراب خواری کر رہی ہو اور قریب اُسکے دو عورتین جوان
کمال قبول صورت بیٹھی ہوئی ہین اتنے مین وہ دیو جو رستم کو پہاڑ پر اُٹھا لایا تھا نمودار ہوا
اور رستم تو باغ کی کیفیت دیکھ رہے تھے گردن پکڑ کے اس عورت کبیر السن کے پاس لایا اور
کہا کہ اے مادر تمھارے دشمن کو مین لایا ہون اسکے کباب طیار کرا کے کھاؤ یہ ساحرہ جو تخت پر بیٹھی
ہوئی تھی اسکا نام فرآدستہ جادو ہو اور وہ دونون عورتین جو قریب اُسکے بیٹھی تھین اسکی دونون
بیٹیان ہین ایک کا نام اشکل جادو اور دوسری کا نام مشکل جادو اور یہ دیو اسکا بیٹا ہے اور
یہ لوگ بڑی ساحرہ زبردست ہین کہ اسکے سامنے ساحران روزگار کان پکڑتے ہین غرضکہ دیو نے
شاہزادہ رستم کو وہان حاضر کر دیا اور خود کسی سمت کو چلا گیا اُس ملعونہ نے کباب لگانے کا سامان
درست کیا مگر معاملات قضا و قدر دیکھیے کہ شاہزادہ کا حسن بیمثال اور رعب و جلال دیکھکر دونون
بیٹیان اس ساحرہ کی محو نظارہ ہو کر ہزار جان سے فریفتہ ہو گئین اور اس فاجرہ سے کہا کہ
اے مادر مہربان اس جوان کو ہمارے حوالے کیجیے ہم اسکو چندے پرورش کرین جب خوب فربہ
ہو جائے تو اسکے کباب کھایے گا ابھی یہ بھوکا دُبلا لاغر ہو رہا ہو جب یہان کے میوے کھائیگا
اور خوب موٹا تازہ ہو جائیگا تب اسکے گوشت مین ذائقہ لذیذ پیدا ہو جائیگا اُسوقت
اسکے کباب کھا کر لطف بے اندازہ اُٹھایے گا غرضکہ ان دونون نازنینون نے ایسی باتین بنائین
کہ اُنکی چرب زبانی پر وہ ساحرہ راضی ہو گئی کہا اچھا لے جاؤ اور کھلا پلا کر خوب توانا کرو
پھر دیکھا جائیگا جیسی تمھاری تجویز ہوگی ویسا ہی کیا جائیگا چنانچہ وہ دونون نازنین دختران ساحرہ
شاہزادہ کو اپنے مقام پر لائین اور اشکل جادو جو کہ بڑی تھی اُس نے اپنی چھوٹی بہن مشکل جادو سے
کہا کہ تو بھی اس جوان پر عاشق ہوئی ہو اُس نے کہا میری تو جان ہی اسکے حسن دلفریب پر قربان ہوئی
جاتی ہو اشکل نے کہا کہ اے لکا تہ مین اپنے لیے اس جوان کو لائی ہون مگر خیر ہفتے مین ایک مرتبہ
پہر بھر کے لیے تو بھی لیجا کر اس سے کام دل حاصل کر لیا کر اس سے زیادہ اس جوان کی مفارقت
مجکو گوارا نہوگی مشکل نے کہا کہ پہلے اسکو راضی تو کرو مین نے سنا ہو کہ مسلمان ساحرہ کو قبول نہین کرتے
ہین چنانچہ اشکل نے چاہا کہ رستم کو گلے سے لگائے اور اُسکے عناب لب کے بوسے لے رستم نے
جھڑک دیا اور بد دماغ ہو کر دشنام دینا شروع کین مگر وہ ہنسی و مذاق مین ٹالتی رہی

بقول شاعر ؎ کیون نہ پیارا دشنام دہن کو سمجھون ٭ کہ برابر تری گالی کے مزہ ہوتا ہی
آخر جب مشکل نے دیکھا کہ رستم کسی طرح راضی نہین ہوتا تو اُسکو دھمکانے کے لیے ستون سے
باندھ دیا اور آپ مسہری پر پڑکر سو رہی مشکل اسکی چھوٹی بہن نے اپنے دل مین تصور کیا کہ اگر
مین اپنی بڑی ہمشیر کو قتل کر ڈالون تو یقین ہی کہ یہ جوان مجھسے راضی ہو جائے گا ؎
ما سایۂ ترا نمی پسندیم ٭ عشق است و ہزار بدگمانی ٭ پھر کیا ہوے وعدہ اغیار صحبت جانان میسر ہوگی
ایسا کچھ اس نے خیال کر کے اُسی عالم خواب مین اُس خفتہ بخت پر سحر کیا اور چھاتی پر چڑھ کر اپنی بہن کو
ذبح کر ڈالا اور رستم کے پاس آکر کہا کہ دیکھا ای راحت جان مین نے تیرے لیے اپنی بہن کو مار ڈالا
یہ کہکر باہین رستم کے گلے مین ڈالدین اور آغوش مین کھینچا رستم نے کہا کہ اگر تو اپنی مان کو
مار ڈال تو مین تجکو خوشنود کردون گا مشکل نے کہا کہ اس قحبہ کی کیا حقیقت ہے تو بولیے جوان عیار
اسکو بھی مین قربان کیے دیتی ہون پس رات کے وقت یہ اپنی مان کے پاس گئی دیکھا
تو وہ حرامزادی خواب مرگ مین غافل سو رہی ہی اسپر سحر کر کے اور زیادہ بیہوش کر دیا اور
سینہ پر بیٹھ کے اسکو بھی ذبح کر ڈالا اور سر اُس ملعونہ کا لاکر رستم کے قدمون پہ ڈال دیا
رستم نے کہا مجکو اس سحر سے خلاص کر کہ مین تیرے ہمراہ چلکر تیرا کام دل حاصل کردون مشکل نے
رستم کو سحر سے خلاص کیا رستم اسکے ہمراہ چلے اور بعد اختلاط مین گرمی صحبت مین گلا اُس
ساحرہ کا پکڑ کے اس زور سے فشار دیا کہ روح اسکے قالب سے نکل گئی اور ایک آواز آئی کہ
افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اُسکے مرتے ہی تمام باغ مین ایک تاریکی
چھا گئی اور ہولناک آوازین چارون طرف سے آنے لگین شاہزادہ الامان و الحفیظ کہتا ہوا
ادعیۂ صد جان پڑھتا رہا تھوڑی دیر کے بعد جب آثار سحر برطرف ہوے اُس وقت گوشۂ
باغ سے چند پریزادین آئین اور رستم ثانی کے قدمون پہ سر رکھدیا اور بلا گردان ہو کر کہنے
لگین کہ ای شہزادہ ہم قید ساحرۂ فرتوت مین تھے آپکے قدوم میمنت لزوم کی بدولت ہمنے رہائی
پائی شہزادہ نے کہا کہ یہان کا مال و اسباب جو تمھارا جی چاہے لیجاؤ اور جس طرف تمکو جانا منظور
ہو چلی جاؤ پریزادون نے کہا کہ ای شہزادہ اس مقام پر ایسا ایک صحرائے قلب و پُر خار ہے
کہ جانا اُسطرف سے محال ہے مارے خوف کے رستم کا زہرہ آب ہو جائے ایسا وہ صحرائے ہولناک
و دشوار گذار ہے چندے یہان توقف کیجیے آب و آذوقہ یہان بہت ہے بعد ازان خداوند عالم
کوئی نہ کوئی راہ نکال ہی دیگا رستم نے بام قصر پہ سے چڑھکر دیکھا کہ فی الواقع بڑا صحرائے ہولناک ہے
جانا سلامت وہان سے کسی صورت ممکن نہین ناچار انھون نے بھی وہان چندے قیام کیا ایک روز
پریان رستم کے پاس آئین اور کہا کہ شہزادے جلد باغ مین کسی مقام پر مخفی ہو جایے کہ ہمشیرہ
فرتوت قراضۂ جادو اپنی بہن کا حال سنکر نہایت غیظ و غضب مین آتی ہے رستم نے کہا کہ
روبروے حریف سے مخفی ہو جانا مرد کا کام نہین ہی عین بزدلی و نامردی ہی مگر پھر دل مین خیال کر کے
کہنے لگے کہ اگر کوئی پہلوان ہوتا تو اس سے لڑتا یہ ساحرہ ہی سحر سے گرفتار کرے گی اس سے
مصلحت وقت یہی ہی کہ کسی گوشۂ باغ مین مخفی ہو رہو کچھ مضائقہ نہین ہے ؎

بہ بینم کہ تا کردگار جہان | درین آتشکدہ راچہ دارد نہان | ایساکچھ تصور کرکے ایک کنج باغ
مین یہ پوشیدہ ہو رہے اتنے مین قراضہ آئی روتی پیٹتی چلاتی بعدہ لاش اپنی بہن کی اسنے اٹھائی اور
تلاش قاتل کی کرنا شروع کی تمام باغ اور مکانات مین تجسس کیا مگر کہین سراغ نملا آخرالامر رات کو
اسی باغ مین اس ملعونہ نے قیام کیا اور قتل اپنے نصیب کے سو رہی اور جادوگر جو اسکے ہمراہ آئے تھے
انھون نے کہا کہ جسنے فرتوتہ جادو کو قتل کیا ہی وہ اسی باغ مین ہی فی الحال اسکو سحر بند کر لینا
چاہیے پھر گرفتار کر لینا کتنی بڑی بات ہی بس گرد باغ کے حصار سحر سے باندھا یہ لوگ بھی سو رہے رستم
جسکا کنج مین پوشیدہ بیٹھے تھے وہان سے نکلے پہلے تو ساحرہ قراضہ جادو کو انھون نے جہنم واصل کیا بعد ان
اور ساحران ہمراہی کو قتل کرکے سب کو دار البوار پہونچا دیا ایک طوفان عظیم برپا ہوا بیرون سے
غل مچانا شروع کیا اور صاعقہ اور برق اور دیگر بلاؤن کا ہنگامہ ہر چہار طرف ہوتا رہا تھوڑی دیر
یہ کیفیت رہی جب علامات سحر برطرف ہوے رستم نے شکر خدا کا کیا اور وہان ایک حوض تھا اسکے
کنارے آکر ٹھہرے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ افسوس صد ہزار افسوس میرے سب فرزند مارے گئے
گھر کا گھر فی النار و السقر ہو گیا رستم نے دیکھا کہ وہی دیو جو کہ پہاڑ پر اٹھا لایا تھا سامنے کھڑا ہی رستم نے
آگے بڑھکر حملہ کرنے کا قصد کیا کہ دیو نے ایک بڑا پتھر رستم کی جانب پھینکا کہ سارا باغ لرز گیا مگر حافظ
حقیقی نے رستم کو محفوظ رکھا دیو تو پتھر مار کے چلدیا رستم اسی مقام پر حوض کے کنارے رات کو
سو رہے جب صبح کو بیدار ہوے دیکھا کہ وہی دیو پھر سامنے کھڑا ہوا ہی اور چاہتا ہی کہ رستم کو پکڑے بس
یہ فوراً اٹھ کھڑے ہوے اور دیو سے کشتی ہونے لگی رستم نے شاخ پر ہاتھ ڈالدیا اور زور جو کرتے مین
تو شاخ اسکی ٹوٹ گئی دیو چیخ مارتا ہوا ایک شاخ لیکر بھاگا اور کہا کہ اے آدمزاد چارون طرف اس
باغ کے بیابان ہی تجکو اس بیابان مین کہین راستہ جانیکا نملے گا تو اسی مقام پر پڑا رہیگا اور مین
جاکر تیرے لشکر کو تباہ و برباد کر دونگا یہ سنکر رستم نہایت دلتنگ ہوے اور پھر اسی مقام پر قیام کیا
رات کو سو رہے صبح کو پھر یہ کوٹھے پر چڑھکر چارون طرف نگاہ کرنے لگے ایک سمت انکو کچھ روشنی معلوم
ہوئی کہ وہان سے شعلہ آتش فلک پر جاتے تھے رستم بام قصر سے اترکر باغ سے باہر نکلے اور روشنی
کی طرف روانہ ہوے اور بمدت تمام اس بیابان کو طے کرنے لگے کسیقدر راہ طی کی تھی دیکھا کہ ایک
مقام پر چار دیو جوان قوی ہیکل اور ایک دیو پیر بیٹھے ہوے ہین ان دیوون نے جو رستم کو دیکھا
اپنی جگہ سے اٹھے اور رستم کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ بعد مدت ایک آدمزاد دکھلائی دیا ہی کچھ اس کا
گوشت خوب مزے سے کھاوینگے رستم نے جو دیکھا کہ دیو ارادۂ فاسد رکھتے ہین خنجر کھینچکر جا ٹھیرا
اور جنگ کرنے لگا اتنے مین اس دیو پیر نے جو رستم کی یہ جرأت و مردانگی دیکھی رستم کے قریب آکر
پوچھا کہ تم کون ہو ذرا ہاتھ روکو اور نام و نشان اپنا بتاؤ رستم نے کہا کہ مین نبیرہ زادہ
زلزلۂ قاف ثانی سلیمان ہون دیو پیر یہ کلام سنکر رستم کے قدمون پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ
میرا نام دیو الوان ہی سب دیو یہ حال دیکھکر لڑائی سے باز رہے اور اکثر شہزادہ رستم کے قدمون
پر گر پڑے اور رونے لگے رستم نے حال پوچھا دیو پیر نے کہا کہ مین نے اس مقام پر باغ بنوایا تھا
اور اپنے فرزندون کے ہمراہ اس باغ مین بسر کرتا تھا فرتوتہ اپنی بہن کے ہمراہ آئی

اور مجھے یہ جبر باغ سے نکال دیا اُسکے خوف سے مین اس بیابان ہول خیز مین رہنے لگا رستم نے کہا ای
الوان مجھے اس بیابان سے باغ مین پہونچا دو بعد اسکے پسر قراوتہ کو مین قتل کرون گا الوان نے کہا
کہ ای شہزادہ دیو نہنکال نہایت قوی ہیکل اور زور آور ہی اُس سے عہدہ برآئی بہت مشکل ہی بلکہ
اُسکے ہاتھ سے زندہ بچنا محال ہی رستم نے کہا کہ نہنکال کس مقام پر رہتا ہی الوان دیو نے کہا
کہ درمیان دریا کے ایک جزیرہ ہی کہ اُسکا نام جزیرہ کافور ہی نہنکال نے ایک مکان وہان بنایا ہے
اور وہین بود و باش رکھتا ہی رستم نے کہا اچھا پہلے اپنے لڑکون کو بھیجکر قراضہ کے باغ مین جو مال
ہی وہ پریون کو دیکر رخصت کرو بعد ازان مجکو نہنکال کے باغ مین لیچلو الوان نے عرض کیا کہ بہت
خوب چنانچہ اُس نے اپنے دو لڑکون کو باغ قراضہ مین بھیجکر پریون کو وہ مال و اسباب دلوا دیا پریونے
شہزادہ کی بہت خیرات پر نہایت تحسین و آفرین کی اور وہان سے روانہ ہوگئین بعد ازان
الوان دیو شہزادہ رستم کو اپنی گردن پر سوار کرکے جزیرہ کافور مین لایا وہان دیکھا کہ
ایک باغ جنت نظیر ہے اور ایک چبوترہ پر دیو نہنکال سو رہا ہی الوان نے چاہا کہ
اُسے قتل کرے رستم نے قبول نکیا اور اُسے بیدار کیا نہنکال نے آنکھ کھولکر رستم کو دیکھا
اور کہا کہ تیرے ہاتھ سے عاجز ہوکر مین یہان آیا تو نے یہان بھی مجھے چین نہ لینے دیا یہ کہکر ایک وار
وار شمشاد کا رسید کیا رستم نے خالی دیا وار زمین پر گر پڑی کہ اُسکی ضرب سے پانی نکل آیا رستم نے
جھپٹ کے نہنکال کا ہاتھ پکڑ کر زمین پر دے مارا اور سینے پر چڑھکر سر دھڑ سے کھینچ لیا الوان دیو
وغیرہ کھڑے دیکھ رہے تھے رستم کی زور و قوت دیکھکر دنگ ہوگئے اور رستم کے پاس
حاضر ہوکر تمام مال و اسباب دیو نہنکال کا اُٹھا اُٹھا کر لانے لگے بیشمار صندوق تھے اور ان صندوقون
مین ایک صندوق طلائی تھا اور قفل طلائی اُس مین لگا ہوا تھا دیوون نے قفل
اُسکا توڑا شہزادہ نے دیکھا کہ بہت سی انگوٹھیان جواہرات کی ہین اور اُن مین ایک لوح زبرجد کی ہی کہ
حروف اُسپر یاقوت احمر کے ترشے ہوے جڑے ہین اور ایک ڈورا نہایت معقول موتیون سے
گندھا ہوا اُس مین پڑا ہوا ہی شہزادہ اُسکو دیکھکر بہت خوش ہوا اور لوح کو اُٹھا کر جو پڑھا تو
اُس مین بعد بسم اللہ کے لکھا تھا کہ یہ لوح طلسم فولاد کی ہی جسکو گرداب عجائب مین سام بن نوح نے بنا کیا
ہی اور یہی لوح کلید طلسم مرجان کی بھی ہی کہ چھ ہزار برس قبل زمانہ حضرت سلیمان علی نبینا
وعلیہ السلام کے بندھا ہوا ہے اور بنانے والا اس طلسم کا وہی بادشاہ ہے کہ جس کا نام سام
بن نوح ہی اور اس طلسم کو درمیان دریاے محیط کے باندھا ہی اور ایک صندلی یاقوت اور
چالیس ہزار خفتان مرجان اور چار ہزار صندوق نقد و جواہر کے اور ایک طبل مرجان کہ جسکی
صدا بارہ فرسنگ تک جاتی ہی اُس طلسم مین یہ سب سامان وہان رکھا ہوا ہی اولاد آدم مین سے
جو کوئی دلیر اس دولت عظمی کو پانے اور ارادہ طلسم کشائی کا کرے پہلے وہ اپنی جان سے ہاتھ دھولے
اور دیو نہنکال کو قتل کرے بعد اُسکے عازم کوہ مرجان کا ہو وہان ایک پہاڑ ہے
تین درہ کا ایک درہ مین اُسکے ایک پتھر رکھا ہوا ہی کہ تمام جہان کے جوہری اُسے دیکھکر
کہتے ہین کہ اُسمین اور زمرد مین فرق نہین ہی تو اول اُس تختہ سنگ زمرد خام کو

جو مرجان کوہ مین ہی ایک زنجیر محکم باندھکر بہت سے آدمی اُسے زور کرکے اُٹھائین ایک شرارۂ آتش اُس سے
نکلیگا اپنے تئین اُس آگ سے محفوظ رکھے بعد تھوڑی دیر کے جب شرارۂ آتش فرو ہو جائیگا تو وہان
ایک نقب ظاہر ہوگی اور اُس نقب مین سے ایک دیو سُرخ گرز مرجان یاقوت نگار ہاتھ مین لیے
ہوے پیدا ہوگا تو چاہیے کہ وہی گرز اُس سے چھینکر اُسکو قتل کرے ایک طوفان عظیم برپا ہوگا جب
طوفان برطرف ہو جائے تو اُسی نقب مین کود پڑے وہان سے ایک قصر مین پہونچیگا کہ اُس مکان مین
ایک تخت بچھا ہوا ہوگا اور اُسپر ایک بادشاہ زنگی باریش سفید تاج شاہی بر سر و چارقب شہریاری
در بر مالائے مروارید کے گلے مین پڑے ہوے قبائے طلاکار پہنے ہوے بیٹھا ہوگا اور ایک تخت
وہان بچھا ہوا ملیگا کہ اُسپر ایک قفس رکھا ہوگا اور اُسمین ایک پیر مرد قسم جن سے مقید ہوگا کہ اُس کا
نام حیات جنی ہی اور اُسی مقام پر سات شیر مثنیائے آہنی مین زنجیرون سے بندھے ہوے
گرد قفس کے ہونگے ای صاحب لوح اول وہ زنگی تجھپر حملہ کریگا اُس سے کہنا چاہیے کہ ای املاق شاہ
مین نے ابھی اقران دیو عقیق رنگ کو مارا ہی وہ زنگی تجھسے کہیگا کیا نشان رکھتا ہی تو کہنا کہ یہ
گرز سام بن نوح کا میرے پاس ہی وہ گرز کو دیکھکر ایسا وجد مین آئیگا کہ بالکل اپنے سے بیخبر ہو جائیگا
تو اُن شیرون پر لوح کا عکس ڈالنا زنجیرین ٹوٹ جائینگی اور شیر رہا ہو کر زنگی کو کھالینگے
بعد ازان لوح کو شیرون کے درمیان ڈال دینا کہ وہ آپس مین لڑ کر مر جائینگے بعد ازان قفس سے
حیات جنی کو رہا کرنا کہ وہ تجکو طلسم فولاد مین پہونچائیگا حاصل شہزادہ رستم نے لوح مین ان حالات
کو مشاہدہ کرکے بسم اللہ کہکر گلے مین پہن لی اور الوان دیو کے کاندھے پر سوار ہو کر درہ مرجان
کوہ مین آئے وہان آکر دیکھا تو افلاک شاہ و سرمد شاہ منتظر بنے ہوے بیٹھے ہین اُنسے ملاقات
کی اور تختہ سنگ زمرد فام کو زنجیر محکم سے باندھکر دیوون سے اُٹھوایا نقب ظاہر ہوئی اُس مین
رستم کود پڑے اقران دیو مانند عقیق سُرخ گرز مرجان لیے نقب سے باہر آیا شہزادہ نے
بموجب حکم لوح اُسی گرز سے اُسکو قتل کیا بعد ازان نقب مین کودے ایک قصر دکھائی دیا
اُس مکان مین جاکر دیکھا کہ تخت پر ایک بادشاہ زنگی بیٹھا ہے اور دوسرے تخت پر ایک
قفس رکھا ہی اور گرد قفس کے سات شیر زنجیرون مین بندھے ہوے مثنیائے آہنی مین بستہ ہین
شہزادہ نے بموجب حکم لوح جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہی زنگی کو شیرون سے کھلوا کر حیات جنی
کو قفس سے رہا کیا اور اُس سے پوچھا کہ تم کون ہو اُس نے کہا کہ مین حاکم پردہ کلامینی قافکا ہون
اور سردار ہون وہان کی تمام قوم اجنہ کا میرا نام حیات شاہ جنی ہی سات برس سے مین اقران دیو
کی قید مین تھا سب نجومیون نے یہ کہا تھا کہ تیری مدد وہ شخص آکر کریگا جو شکنندہ طلسم فولاد کا ہوگا رستم نے
کہا کہ یہ طلسم کیونکر ٹوٹیگا حیات جنی نے کہا کہ اسلحہ اور تیر و کمان رہیکل ہاتھ آوے تو یہ طلسم
شکست ہو رستم نے کہا کہ لاؤ حیات جنی نے کہا کہ مجھے نقب کے باہر لیچلو تو مین حاضر کرون
پس رستم نقب کے باہر لائے یہ دیکھکر افلاک شاہ اُسی وقت مسلمان ہوا اور حیات جنی نے
عرض کیا کہ ای شہریار آپ چند سے یہان توقف کیجیے تو مین آپ کے لیے اسلحہ طلسمی
اور فوج جنیان مدد کے لیے ہمراہ اپنے لاؤن اور بعد ازان طلسم فولاد پر آپ کو

لیچلون یہ کہکر حیات جنی غائب ہوگیا بعد چند روز کے تین لاکھ جن آئے بعضون کے ہاتھ مین زنجیر ہاے زرین اور بعضے عود وعنبر کا بخور کرتے تھے اور حیات جنی غرق لعل وگوہر مین تخت پہ سوار آیا اور آگے صندوق مرصع ایک جن کے سر پر تھا حیات شاہ جنی نے آکر شہزادہ کو سلام کیا اور قفل صندوق کا کھولا رستم مسلح ہوا اور ہیکل گلے مین ڈالی تیر وکمان ہاتھ مین لیا اور الوان دیو کو رخصت کیا اور کہا کہ تم اپنے باغ مین جاکر بآرام تمام رہو الوان نے قبول نکیا کہا مین آپکے ہمراہ چلونگا آپ میرے محسن ہین اور آپکی بدولت میرا باغ اور مال واسباب مجکو ملا بلکہ میری جان بخشی آپ نے فرمائی مین آپکے قدم چھوڑکر کہان جاؤنگا پس الوان دیو بھی ہمراہ ہوا حیات شاہ نے پریون کو اپنے تخت مرصع اور بارگاہ پہ جو اپنے ہمراہ لایا تھا مع شہزادہ سوار کیا دیوؤن نے تخت کو اٹھالیا اور پریان مروحہ جنبانی کرتی ہوئی ہمراہ تھین رستم نے افلاک شاہ وسرمد شاہ کو بھی اپنے تخت پر بٹھالیا اور بکمال شان وشوکت نقاب چہرہ بینظیر پہ ڈالے ہوے فوج دیوون اور جنون کی جلو مین ساتھ لیے بطرف طلسم کے روانہ ہو جہان کہین کہ سواری پہونچتی تھی آواز نوبت اور پریون کے رقص وسرود سے گوش فلک کر ہوتا تھا غرضکہ اسی تجمل اور شان سے شاہزادہ رستم طلسم فولاد کی جانب روانہ ہوے

داستان حمزہ ثانی کا گرداب طلسم مین گرفتار ہونا اور رستم ثانی کا آکر طلسم فولاد کو فتح کرنا

سپیدہ دم کہ فلک جام زر بکیمیان داد
بدستش آئینہ ء آفتاب خندان داد
درست مغربی آفتاب را کہ فلک
چو شب حقۂ مینا ش سرمہ خندان داد
بصبح بادہ جوان خواند بہر لذت عمر
کہ باد خوش نفس مسیح مردہ را جان داد
بہان حریف گوارا بود شراب نشاط

نسیم غالیہ در دامن گلستان داد
نماند چون فلک کوزہ پشت را دندان
نماد زیر زمین با ملا دستا بان داد
چو شغل بخشش جان داد باد را ساقی
کہ داد عمر وجوانی بباد مستوان داد
غلام باد صبا ام کہ باد داد و بگاہ
کہ بخت نقابہا ز ادش ببزم سلطان داد

چو چرخ پیر رخ زد سپیدہ سرخی
دماغ زمین سپیدہ خود خوش بہاران داد
شاہہ بازچہ سپیدہ چہرہ از خورشید
خضر نیابت شغلش بآب حیوان داد
زمردگان تر ست آنکہ صبح زندہ نداشت
صلاح عیش لعشرت سرای بستان داد

کشتی شکستگان گرداب رنج والم و ستناوران قلزم محیط غم وستم سفینۂ حکایات مصیبت خیز کو ساحل مراد پر لگاکر اسطرح حرف نجات زبان پر لاتے ہین اور ورق روایات دردانگیز کو چار موجۂ اندوہ وغم سے خلاصی دیکر یون بیڑا پار لگاتے ہین کہ جب حمزہ ثانی مع لشکر گرداب طلسم مین گرفتار ہوکر درگاہ الٰہی مین مناجات کررہے تھے اور کل اہل جہاز وکشتی بتضرع وزاری جناب باری سے اپنی نجات کے لیے دست بدعا تھے کہ دریاے رحمت الٰہی جوش زن ہوا کہ ناگاہ یکبہ تخت آسمان پر بالاے ہوا نمودار ہوے اور آواز نوبت ودف تاکی فلک سے آنے لگی اور بخور سے تمام عالم معطر ہوگیا تھا کہ آتے آتے ایک تخت مرصع بالاے قلعہ فولاد آکر ہوا پر قائم ہوا اور گرد وپیش اس تخت کے لشکر اس کثرت سے تھا کہ آفتاب چھپ گیا تھا بعد ازان وہ تخت مرصع اس چبوترہ پر آکر اترا جو آگے قلعہ کے بنا ہوا تھا سب اہل کشتی دیکھکر حیران ہوے اور حمزہ ثانی بھی یہ کیفیت مشاہدہ فرماکر متحیر تھے دیکھا کہ ایک نقابدار نہایت شوکت وشان سے تخت پر متمکن ہے اور دو شخص اور جلیل القدر سامنے اسکے بکمال ادب بیٹھے ہوے تھے اور پریان کھڑی ہوئی مگس رانی کررہی تھین

کہ اتنے مین اُس پری نے جو چبوترہ پر بیٹھی ہوئی تھی اُٹھکر جام می طیار کیا اور نقابدار کے حضور مین پیش
کیا نقابدار نے اُسکے ہاتھ سے پیالہ لے لیا اور لوح کا عکس اُسکے اوپر ڈالا کہ وہ سوختہ ہوگئی اُس کے
جلتے ہی ایک ہولے تند چلی اور دریا موج زن ہونے لگا تمام کشتیون مین تلاطم پیدا ہوا اور ایسی
ایک آواز خوفناک آئی کہ آب دریا مثل موج کانپنے لگا اب جو نگاہ اُٹھا کر دیکھتے ہین تو ہزارہا
جانور آسمان پر نمودار ہوے اور ایک جانور اُن مین قوی الجثہ تھا کہ منقار اُسکی مثل نیزہ کے
تھی وہ جانور نقابدار کے قریب آیا نقابدار نے تیر اُسکے سینہ پر مارا کہ تیر کے صدمے سے وہ مرغ
زخمی ہوکر دریا مین گرا اور ایک آواز ہیبتناک پیدا ہوئی اور تمام جانور مثل آتشبازی کے
قطرات خون اُس طائر بزرگ سے جلکر دریا مین گرے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من عنقاے جادو دیو
افسوس کہ دیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم ان جانورون کے دریا مین گرنے سے ایک شور عظیم پیدا
ہوا اور غول و پریان اور برج قلعہ کے دریا مین گرنے لگے دیوارون دیوار قلعہ کی شق ہوئی اور ایک
دروازہ پیدا ہوا اُس دروازہ سے ایک دیو سیاہ برآمد ہوا کہ اُسکے بارہ ہاتھ تھے اور ہر ہاتھ مین
مختلف حربہ لیے ہوے تھا نقابدار نے اسم جو لوح پر کندہ تھا پڑھ کے ایک ضرب تیغ الا اللہ کہکر
لگائی کہ ایک ہی ضرب مین دس ہاتھ اُسکے قلم ہوگئے فقط دو ہاتھ باقی رہ گئے وہ دیو نقابدار
کے لپٹ گیا اور کشتی ہونے لگی پہر بھر تک زور ہوتے رہے آخرالامر نقابدار نے لنگر دیو کا اُکھیڑ کر
زمین پر دے مارا اور سر اسکا دھڑ سے کھینچکر پھینکدیا کہ ایک تلاطم دریا مین پیدا ہوا اور تمام کشتیان
اور جہاز متزلزل ہوگئے کبھی پانی کے اوپر جاتے تھے کبھی پانی کے نیچے ہو جاتے تھے اور چکر
کھارہے تھے اور تمام دریا مین تاریکی پھیلی ہوئی تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہین دکھائی دیتا تھا ایک
ساعت تک یہی کیفیت رہی بعد گھڑی بھر کے آثار تلاطم برطرف ہوے اور سکون ہوا اور تمام کشتیان
و جہاز ساکن ہوے اب جو دیکھا تو خزینہ دار طلسم آیا اور نقابدار کو سلام کیا اور کنجیان خزانے کی
نقابدار کے حوالے کین پریزادان دو ہزار پریزاد قلعہ سے نکلے نقابدار کو سلام کیا اور کہا مبارک
ہو یہ طلسم فتح ہوا ظلمات دیو کو آپنے مارا عنقاے جادو کو جہنم واصل کیا اب کوئی اندیشہ کا
مقام نہین ہے نقابدار نے حیات جنی کو حکم دیا کہ قلعہ مین جاؤ اور جو کچھ وہان اسباب و سامان
ہو سب لے آؤ حیات گیا اور بارگاہ ہزار ستون مرجان نگار سام بن نوح و سلاح مرجان
نگار و گرز مرجان و خفتان و سازمرکب مرجان مرصع اور خاص سلاح و پوشاک سام بن
نوح و خمہاے پر از اشرفی و روپیہ و جواہرات وغیرہ اُٹھا کر لایا اور طبل مرجان بھی وہان سے
برآمد ہوا کہ جسکی صدا دو سو فرسنگ تک جاتی تھی چنانچہ اُس طبل پر دوال لگائی کہ گوش فلک
کر ہوگئے زمین و زمان اُسکی آواز سے گونج گیا کشتیان گرداب سے نکلین امیر ثانی
اپنے سر کی قسم دی کہ ای بہادر نقابدار ہمارے پاس آؤ رستم حمزہ ثانی کی کشتی پر
آیا اور قریب جاکر بہت دقت اور اصرار سے نقاب چہرۂ انور سے اُٹھائی امیر ثانی رستم کو
دیکھکر بہت خوش ہوے اور آواز دی کہ ایرج آؤ اور اپنے فرزند کو دیکھو ایرج بھی جلدی سے
آئے اور فرزند کو گلے سے لگا کر فرط مسرت سے غش مین گر پڑے کیوڑا گلاب عرق بید مشک

چپٹر کا گیا جب ان کو ہوش آیا آخرالامر سب سرداروں نے رستم سے ملاقات کی اور نہایت خوش وخرم ہوئے بدیع الملک نے اپنے دل مین کہا کہ اگر امیر ثانی منڈلی یاقوت رستم کی بالادست ایرج کے بیچوا بیٹین گے تو مین نے جو منڈلی پائی ہی وہ بالادست نورالدہر کے بجھائی جا بیگی ایسا کچھ تصور اپنے دل مین بدیع الملک نے کیا غرضکہ رستم کے آنے کی خوشی مین اور گرداب طلسمی سے نجات پانے کی مسرت مین مجلس عیش آراستہ ہوئی ساقیان سیمبر جام بادہ مشکبو لیکر حاضر ہوئے مغنیان خوش گلو ساز چنگ ورباب بجانے لگے آواز ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی اس غزل کے گانے سے اور کیفیت دوچند ہوئی ؎

توانگرا دل درویش خود بدست آور
کہ این معاملہ تا صبحدم نخواہد ماند
بر این رواق زبرجد نوشتہ اند بزر
کہ جام بادہ بیاور کہ ہم نخواہد ماند
ز مہربانی جانان طمع مبر حافظ

بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند
کہ مخزن زر و گنج درم نخواہد ماند
سروش عالم غیبم بشارتے خوش داد
کہ جز نکوئی اہل کرم نخواہد ماند
چہ جای شکر و شکایت ز نقش نیک و بد است
کہ نقش مہر و نشان ستم نخواہد ماند

چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند
غنیمتے شمر ای شمع وصل پروانہ
کہ بودر کرمش کس دو دم نخواہد ماند
سرود مجلس جمشید گفتہ اند این بود
کہ کس ہمیشہ گرفتار غم نخواہد ماند

جبکہ بہادرون کے دماغ بادہ ناب سے گرم ہوئے تو طہماس نے کہا کہ ای بدیع الملک خداوند تعالی نے آپ کو کچھ ایسا تو کرو تابیہ عطا فرمایا ہی جو کوئی مثل میرے لازم رکھے وہ آپ کی برابری کرے رستم نے کہا کہ آپ لوگ مجھے ذلیل کرتے ہین اور مجھپر یہ آوازے کستے ہین حمزہ ثانی نے منع کیا یعنی اس تکرار کو جانے دو آپس میں یہ بے لطفی اچھی نہین لطف وانبساط کی باتین کرو رنج وملال کو راہ نہ دو غرضکہ یہ شکر رنجی برطرف ہوئی اور روانگی کا سامان ہونے لگا اتنے مین حیات جنی نے آکر حمزہ ثانی کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور عرض کیا کہ یہان سے جہاز و کشتیان جب روانہ ہونگی تو پہلے جزیرہ طنجہ مین پہونچین گی امیر نے فرمایا کہ یہ بھی بہتر ہی الحاصل وہان سے روانہ ہو کر جزیرہ طنجہ مین پہونچے اور طنجہ شاہ کو پکڑ کر قتل کیا اس جزیرہ کے مرد وزن نے امان مانگی امیر نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان چنانچہ جملہ مردمان جزیرہ مسلمان ہو الماس دریا برد کو تلاش کیا آسے نپایا وہ لاہوت کے پاس یہ مژدہ لیکر گیا تھا کہ مین نے امیر کے جہازون کو گرداب طلسمی مین پھنسا دیا ہی کہ قیامت تک وہان سے نجات ممکن نہین ہی جب وہ نملا تو تمام خانمان اُسکا تباہ و برباد کر دیا اور اُسکی ذریات کو قتل کیا بعد ازان مع الخیر سب ملکر جزیرہ طنجہ سے کوچ کرکے طرف جابلقا کے روانہ ہوئے اب

دو کلمہ داستان لاہوت کے بیان ہوتے ہین

کہ جب لاہوت شہر جابلقا مین پہونچا تو ایک میدان سبز و خرم مین فروکش ہوا یہسامان بلا قصور تو پہلے ہی سے کیا ہوا تھا چنانچہ نسیر جمشید مراتب سے آکر اسکے خبر دی تھی اُسنے سب سامان جمع کر دیا تھا اور رسد وغیرہ بہم پہونچا رکھی تھی یہ لشکر ہمراہ لیکر استقبال لاہوت کو آیا اور پابوسی کرکے شہر مین لایا مجلس عیش ونشاط آراستہ ہوئی جام گردش مین آیا رامشگران خوش گلو نغمہ طرب گانے بجانے لگے رحین گرمی صحبت مین الماس دریا برد نے پہونچکر مژدہ گرفتاری امیر گرداب طلسم فولاد مین لاہوت کو سنایا اور مفصل بیان کیا لاہوت یہ خوشخبری سنکر الماس سے نہایت

خوش ہوا اور اُسکو خلعت دیکر اپنا مصاحب خاص کیا ۔ ایکدم خبرداروں نے یہ خبر پہونچائی کہ رستم
پسر ایرج نے آکر طلسم فولاد کو شکست کیا اور طمغاج شاہ وذریات الماس کو قتل کرکے اب اسطرف
آتے ہیں اور عنقریب پہونچا چاہتے ہیں الماس نے کہا کہ خیر آنے دو میں سب کو قتل کرونگا
کوئی میرے ہاتھ سے جانبر نہوگا مگر لاہوتک یہ خبر سنکر نہایت پریشان ہوا اور شہر کے باہر آیا
مجنون تیغ بند و قہرمان وحارث وقنطور آہن کلاہ وقہر بن ژوپین وفولاد زنگی و
ملک مرواق یہ سب اسکے ہمراہ رکاب تھے غرضکہ بیرون شہر آکر خیمے برپا ہوے لاہوتک نے
اپنے لشکر کا جائزہ لیا دیکھا تو ساٹھ ہزار پیدل وسوار تھے چنانچہ مجنون تیغ بند کو سپہ سالار
مقرر کیا اور آفت کو واسطے لانے خبر کے روانہ کیا کہ اس عرصہ میں امیر ثانی بھی جابلقا میں پہونچے
اور لشکر جہازوں اور کشتیوں سے اترکر مثل مور و ملخ کے ایک میدان سبزہ زار میں آکر
اترا طبل مرجان و کوس اسکندری پر چوب پڑی کہ اسکی صدا سے زلزلہ تمام جابلقا میں پڑگیا
امیر ثانی آکر بارگاہ میں بیٹھے اور گرد و پیش کل سرداروں کی بارگاہیں اور خیمے نصب ہوے
آفت بن ملذیہ بن کذاب نے اکر رستم کو دیکھا کہ بر محمل تمام بارگاہ مرجان نگار میں
بیٹھا ہوا محفل عیش و نشاط میں بادہ خواری کر رہا ہے مجلس آراستہ ہے رقاص گرد و پیش
جمع ہیں مطربان خوش آواز نغمۂ چنگ ورباب میں مصروف ہیں اس نے خدمتگاروں اور
ملازموں سے دریافت کیا کہ یہ کون سردار ہے لوگوں نے کہا شہزادہ رستم ثانی بن ایرج نامدار
شکنندۂ طلسم فولاد یہی ہیں اس نے یہ سنکر اپنے دل میں کہا کہ آج رات کو اسی سردار کو مارنا
چاہیے یہ تصور کرکے خاموش ہو رہا اور اپنی عیاری کی فکر کرنے لگا جبکہ رات ہوئی اور سرہنگ
آفتاب نقب مغرب میں پوشیدہ ہوا رستم بارگاہ سے اٹھکر خوابگاہ میں تشریف لے گئے
یہ آفت کا پرکالہ بھی نقب دیکر بارگاہ میں آیا اور دربانوں محافظوں کو بیہوش کرکے قتل کر ڈالا
اور رستم کی طرف متوجہ ہوا لیکن حسب اتفاق عیار رستم سیارہ کوچک نام جو کہ بالا دوی کے لیے
گیا ہوا تھا اسوقت بارگاہ میں پہونچا کہ یہاں کی خبر تو ڈرالوں کہ کسی محافظ و پاسبان کی آواز
معلوم نہیں ہوتی بارگاہ میں جو آکر دیکھتا ہے تو بالکل اندھیرا پڑا ہوا ہے چراغ گل اور بگڑی غائب
یہ حال دیکھکر اسکا ماتھا ٹھنکا اور فلیتہ عیاری روشن کرکے بارگاہ کے اندر قدم جو ہیں رکھتا
ہے کیا دیکھتا ہے کہ چند شخص محافظوں اور دربانوں سے مرے ہوئے پڑے ہیں بس جلدی سے آہستہ
آہستہ اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ ایک سیاہ پوش قریب پلنگ رستم کے پہونچ گیا ہے اور چاہتا ہے
کہ قتل کرے کہ سیارہ نے پشت پر سے آکر ایک خنجر اس پھرتی سے آفت پر لگایا کہ ایک پہلو سے
نکلکر دوسرے پہلو پر پہونچا ایسا بھرپور ہاتھ پڑا تھا کہ آفت نے سانس بھی نہ لی اور وہیں تڑپکر
جان دی کہ اتنے میں رستم خواب سے بیدار ہوے دیکھتے ہیں کہ ایک عیار سیاہ پوش قتل کیا
ہوا پڑا ہے اور سیارہ کوچک خنجر بکف استادہ ہے گھبراکر رستم نے حال دریافت کیا سیارہ نے سب
کیفیت بیان کی رستم نے اٹھکر سیارہ کو گلے سے لگایا اور بہت تعریف کی کہ بھائی تمنے اسوقت
میری جان بچائی ورنہ اس مردود نے تو اپنا کام کر ہی لیا تھا کچھ باقی نہ تھا بڑی تمنے ہوشیاری کی

مبتلا گشتم درین دام بلا | کوشش آن حق گذاران یاد باد
گرچہ یاران فارغند از یاد من | از من ایشان را ہزاران یاد باد
این زمان در کس وفاداری نماند | زان وفاداران و یاران یاد باد

غرض فلک سیارہ کی نسبت بہت سے کلمات تحسین و آفرین کے ارشاد فرمائے جبکہ اس دہر پر آفت سے تاریکی شب نے بستر اٹھایا اور ترک خاور خوابگاہ مشرق سے آنکھیں ملتا ہوا برآمد ہوا صبحکو یہ خبر لاہوتک کو پہونچی کہ رات کو آفت مارا گیا فیروز و بلاشور نے اس واقعہ کو سنکر گریبان اپنا پھاڑ ڈالا اور رونے لگے الماس نے کہا کہ گریہ موقوف کرو مین جاکر کارروائی کرون گا دیکھنا کہ اسکا بدلا کیسا لیتا ہون اور کیا آفت برپا کرتا ہون کہ وہ مقدمہ گرداب کو بھول جائین بلاشور نے لاہوتک کے سامنے الماس کی بہت تعریف کی لاہوتک نے کہا جا مین نے تجکو اپنا بندۂ خاص الخاص کیا الماس سجدہ کرکے چلا شبرنگ بن عمرو جو بشکل مبدل اختیار کے لیے بارگاہ لاہوتک مین کھڑا تھا اسنے سب کیفیت بلاشور و الماس کی سنکر چاہا کہ کچھ کام کرون پھر اسنے دل مین سوچا کہ مبادا الماس مردود لشکر مین پہونچکر داغ تازہ تیرے دلپر پہونچاتا ہے بہتر ہے کہ چلکر پہلے سبکو ہوشیار کردون اور بن پڑے تو راستہ ہی مین اسکا کام تمام کردون شبرنگ یہ سوچکر الماس کے تعاقب مین چلا چند قدم چلا تھا کہ ایک غلغلہ بلند ہوا اور لوگون نے آکر خبر دی کہ پدر اکوان چہار دست کہ نام اسکا گرگرہ فیل دندان چہار دست ہے قلعہ سے واسطے مدد خداوند کے آیا ہے لاہوتک نے یہ خبر سنکے چند سردارون کو استقبال کے لیے بھیجا اور خود در خیمہ تک پیشوائی کرکے گرگرہ کو بارگاہ مین لایا اور اسکے واسطے مسند برابر صندلی مجنون تیغ بند کے کہ وہ سب سے مقدم بیٹھا تھا بچھوائی گرگرہ اپنی کسر شان سمجھکر آزردہ ہوا اور مجنون سے کہا کہ اٹھ جا یہان سے تو میری برابری کرتا ہے تیری بھی یہ اصل و حقیقت ہے کہ میرے برابر بیٹھے مجنون نے کہا کہ مین سپہ سالار لشکر خداوند کا ہون اور مین نے بڑے بڑے کارنمایان کیے ہین یہ سنتے ہی گرگرہ نے ہاتھ پکڑکے مجنون کو اٹھا لیا اور ایسی اکھ گردنی دی کہ مجنون زمین پر گرکے لوٹنے لگا گرگرہ اسکے دنگل پہ بیٹھ گیا یہ حال دیکھکر لاہوتک برہم ہوا مگر گرگرہ کے خوف سے دم بخود ہو رہا بعد ایک لمحہ کے مجنون کو ہوش آیا ملک مرواق نے مجنون کو گرگرہ کی خدمت مین لاکر معذرت کی مجنون نے ہاتھ گرگرہ کے چومے بعد ازان لاہوتک نے حکم دیا کہ گرگرہ کے لیے مجلس عیش برپا کیجائے چنانچہ محفل عیش و طرب آراستہ ہوئی ساقیان سیمین ساق و مطربان شہرہ آفاق آکر حاضر ہوئے دور ساغر گلرنگ چلنے لگا ؎

رسید مژدہ کہ آمد بہار و سبزہ دمید
وظیفہ گر برسد مصرفش گلست و نبید | صفیر مرغ برآمد بط شراب کجاست | فغان فتاد ز بلبل نقاب گل کہ درید
ز روی ساقی مہوش گلے بچین امروز | کہ گرد عارض بستان خط بنفشہ دمید | چنان کرشمہ ساقی دلم ز دست ربود
کہ با کسے دگرم نیست برگ گفت شنید

جب کئی جام متواتر گرگرہ نے زہر مار کیے دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا اسنے پوچھا کہ میرے فرزند کو کسنے قتل کیا ہے لوگون نے کہا بدیع الملک نے اسنے طیش مین آکر قسم کھائی کہ جبتک قاتل اکوان کو نہ مارون گا کسی مسلمان پر ہاتھ نہ اٹھاؤن گا یہ کہکر غصہ مین اٹھ کھڑا ہوا اور بارادہ قتل بدیع الملک اپنی بارگاہ مین آیا شبرنگ بن عمرو یہ سب حال دیکھکر تعاقب الماس دریا برد مین روانہ ہوا اور بہت جلد لشکر مین آکر ان حالات سے اسنے اطلاع دی حمزہ ثانی نے سب عیارون کو بلاکر کہا کہ الماس بصورت مرد صحرائی کے بنا ہوا عیاری کی فکر مین ہے تم سب کو لازم ہے کہ بہت

ہوشیاری رکھو اگر وہ آسکے تو فوراً خبر دو غرضکہ الماس نے اسی شب کو صحرا میں بیٹھ کے نقب لگائی اور خیمہ
رستم ثانی میں آکر پروانے بیہوشی کے شمعون پر اڑائے کہ وہ جلے اور دود بیہوشی تمام بارگاہ میں
پیچیدہ ہوا حاجب و دربان سب غافل ہو گئے لیس یہ بارگاہ میں آیا کہ رستم غافل سوتے ہیں اپنے زنبیلہ
عیاری نکالکر اپنے ہاتھ پر چڑھایا اور ساڑھے تین مثقال بیہوشی کفچہ پر رکھکر قریب نتھنے رستم کے لے گیا
جبکہ رستم نے نفس کشی کی سب بیہوشی دماغ میں سرایت کر گئی مثا چھینک مارکر وہ بیہوش ہو گئے جھٹ پٹ
الماس نے چادر عیاری بچھاکر رستم کا پشتارہ باندھکر اور گولا لاٹھی کرکے ڈیڑھ گرہ عیاری کی
لگاکر پشتارہ بردوش نقب کی راہ سے لیکر روانہ ہوا اشقر تنگ نے ہرچند تلاش کیا مگر کہیں اسکو
سراغ الماس کا نہ ملا ناچار ہوکر اشقر تنگ نے امیر ثانی سے آکر عرض کیا کہ رستم کو الماس
لے گیا ہر شخص ہوشیار ہوکر تلاش کرنے لگا لیکن باوجود اسقدر ہوشیاری کے الماس رستم ثانی کا
پشتارہ لیے ہوئے چلا جاتا تھا قریب صبح کے تو وقت ہو ہی گیا تھا یہ خبر لشکر میں ہوئی ایرج
سنکر بیہوش ہو گئے عیار پیچھے الماس کے چلے ایرج کو تاب نہ آئی مرکب پر سوار ہوکر پیچھے چلے
پھر تو قاسم اور بدیع الملک اور نور الدہر بھی چلے حمزہ ثانی نے دیکھا کہ لشکر میں تلاطم برپا ہے
خود بھی سوار ہوکر چلے الماس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ رستم چشم و چراغ لشکر اسلام ہیں اسکے پیچھے عیار
ضرور آئینگے اس نے وہ راہ چھوڑ دی اور راہ غلط اختیار کی کہ شالور و عمرو ثانی و قمر تنگ بن فراق
و بیارہ کو چک پہونچے اور نعرہ مارا الماس نے کہا اگر تمنے مجھے پکڑا تو میں اسے مار ڈالونگا اس کے
چھڑانے کی فکر مت کرنا یہ کہکر پشتارہ کھولا اور خنجر ہاتھ میں لیکر کہا کہ ای عیارو اگر تم میرے پاس آئے تو میں
رستم کو مار ڈالونگا یہ دیکھکر عیار پریشان ہوے اور خوشامد کرنے لگے اتنے میں آثار صبح کے نمودار ہوے
اور روشنی سحر کی ظاہر ہوئی اور یہ خبر گرگرہ کو پہونچی کہ الماس پشتارہ رستم کا لیے آتا تھا کہ عیاروں نے
اسے گھیرا ہے پس یہ خبر سنکر گرگرہ فوراً اپنے مرکب پر سوار ہوکر چلا عیاروں نے دیکھا کہ داڑھی اور گرگرہ
فیل دندان آپہونچا الماس اسے دیکھکر خوش ہوا اور کہا کہ ای عیارو خبردار اب قدم آگے نہ بڑھانا
سب عیار گرگرہ کو دیکھکر اسی جگہ ٹھہر گئے گرگرہ آگے آیا اور احوال پوچھا الماس نے سب حال بیان
کیا گرگرہ نے چاہا کہ سر رستم کا جدا کرے کہ ایرج پہونچا ہزار سوار اسکے ہمراہ تھے برابر گرگرہ کے پہونچ
نعرۂ اللہ اکبر کہا گرگرہ ایرج سے لڑنے لگا اور ایرج کو زخمی کیا اسوقت گھوڑا ایرج کا حالت زخمدار کی
میں ایرج کو میدان سے نکال لے گیا کہ انکا حال آئندہ بیان ہوگا مگر دلیران اسلام اس مقام پر
پہونچ گئے کہ یکایک اسیوقت ایک گرد نمایان ہوئی جب دامن گرد ہوا سے شگافتہ ہوا تو چالیس علم نشان
چالیس ہزار سوار جرار کا نمودار ہوا اور حمزہ ثانی نیچے علم شیر پیکر کے طبل اسکندری اور مرجان بجتا ہوا مع لشکر
اسلام کے پہونچے اور جنگ عظیم شام تک رہی رات کو طبل امان بجا لیکن ایرج اور رستم و الماس کو نہ پایا
سب عیار صورتیں بدل بدلکر چلے اور سب سردار اپنے اپنے مرکبوں پر سوار ہوکر روانہ ہوے اور الماس جہاں ہے ایک
سبزہ زار خوشگوار تھا وہاں آکر ٹھہرے خیمے برپا ہو گئے عیاروں نے دروازہ بارگاہ لاہوتک شاہ پر آکر
دیکھا کہ لاہوتک تو خوش و خرم ہے اور گرگرہ اپنی مسند پر بیٹھا ہے اور دیگر کفار اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے ہوے ہیں کہ الماس
آیا اور رستم کو لایا الماس پر زر و جواہر نثار کیا اور رستم کو ہوشیار کیا رستم نے ہوشیار ہوکر تمام خدا تعالی کا لیا الماس نے

کہا یہی شخص ہو کہ جس نے طلسم فولاد شکست کیا ہو پس بختگان کی صلاح سے رستم کے قتل کا حکم ہوا گرگرہ نے پوچھا
کہ اسی نے میرے بیٹے کو قتل کیا ہو تمام گبرلوگ اُٹھے کہ اس نے نہین بدیع الملک نے اُسکو مارا ہو گرگرہ نے
کہا کہ مین نے شرط کی تھی اور اپنے دل مین عہد کیا تھا کہ جس وقت تک اپنے فرزند کے قاتل کو نہ مارونگا
ایک خداپرست کو بھی قتل نہ کرونگا حکم ہوا اسکو قید کرو لاہوت نے کہا مین نے جب خداپرستون کو قید
کیا ہو تو پشیمانی اُٹھائی ہو گرگرہ نے عرض کی کہ اسے مجھے دیدیجیے بس گرگرہ نے رستم کو قید کر کے شہر
جابلقا کی طرف روانہ کیا اور تولے مشت زن و مجنون تیغ بند اور مراتب شاہ پسر
جمشید کشور کشا کو ہمراہ کردیا گرگرہ نے پھر طبل جنگی بجوایا اور میدان مین آیا آذر بن سفاک نے
میدان مین نکلکر غضنفر بن اسد کو زخمی کیا دن بھر جنگ و جدال رہی دونون طرف کے بہادر زخمی
ہوے اور مارے گئے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی فرودگاہ پر واپس آئے آجکی رات کو چیر
گرگرہ سے الماس نے کہا کہ مین جاتا ہون اور تمھارے فرزند کے قاتل کو لاتا ہون پس الماس بارگاہ
بدیع الملک مین آیا اور بیہوش کر کے چند آدمیون کا سر کاٹا اور لوٹ مار کر بدیع الملک کے پلنگ کے
نیچے آیا لیکن نورالدہر آج رات کو کمینگاہ مین بیٹھے ہوے تھے اور جانتے تھے کہ الماس ضرور آئے گا
اور بدیع الملک بھی اس کھٹکے مین نیم بیدار تھے کہ الماس نے پلنگ کے نیچے سے نکلکر قصد گرفتاری
بدیع الملک کیا کہ نورالدہر فوراً جست کر کے قریب اسکے پہونچے اور بدیع الملک بھی ہوشیار
ہو کر اُٹھ بیٹھے الماس یہ حال دیکھکر فوراً بھاگا اور بیرون بارگاہ آیا یہان در بارگاہ پر ایک گوشہ مین
شبرنگ گھات مین بیٹھا ہوا تھا یہ اپنی جگہ سے کودا الماس نے ایک جال مارا کہ شبرنگ گرا
بدیع الملک نے جانا کہ شبرنگ مارا گیا بس ایک خنجر مارا مگر الماس باہر نکل گیا
بدیع الملک نے پیچھا اُس کا کیا ہر چند الماس نے چاہا کہ داخل بارگاہ لاہوت شاہ ہوجائے
بدیع الملک بھی پیچھا اُس کا کیے ہوے بارگاہ لاہوت شاہ تک پہونچ گئے اور وہین سر اسکا
قلم کر کے فتراک مین باندھ لیا یہ خبر لاہوت شاہ کو ہوئی حکم دیا سب کا فر سوار ہوے شہزادہ کو چارون
طرف سے گھیر لیا گرگرہ اپنی بارگاہ مین شراب پی رہا تھا کہ خبرداروں نے اُسکو بھی خبر پہونچائی کہ شاہزادہ
دروازہ بارگاہ لاہوت پر آکر الماس کو مارا بس گرگرہ قہر و غضب مین آیا اور چار تلوارین لیکر سوار
ہوا اور در بارگاہ لاہوت پر آکر مقابلہ شاہزادہ کا کیا شاہزادہ زخمی ہوا اور غل مچا نورالدہر اور
طہماس اور سکندر اور داراب اور قمہور پہونچے بدیع الملک کو زخمی دیکھا ان سب سردارون نے
ساٹھ سرداران لاہوت کو مارا اور پھر گرگرہ کیطرف رخ کیا بدیع الملک نے جب یہ حال دیکھا حالت
زخمداری مین ایک ضرب تیغ سر پر گرگرہ کے ماری کہ تلوار سر کاٹتی ہوئی جگر تک پہونچی ایک غل و شور
اُٹھا ہنگامہ عظیم برپا ہوا اور جنگ مغلوبہ واقع ہوگئی ہزارہا کافر اس لڑائی مین مارے گئے اور
قریب تھا کہ بارگاہ لاہوت شاہ کی سرنگون ہو کہ طبل امان لشکر کفار مین بجا سب سرداران لشکر
اسلام ٹھہر گئے بختگان نے ایک دو تیر لاہوت پر مارا کہ بھاگ ورنہ تو بھی ان خداپرستون کے
ہاتھ سے قتل ہوا چاہتا ہو بس یہ بھی ایک سمت کو بھاگا اس جنگ مین مرکب بدیع الملک کو
زخمداری کی حالت مین لیکر ایک سمت کو نکل گیا امیر ثانی نے ہر چند تلاش کرایا مگر کہین سراغ نہ ملا

عیاروں کو واسطے تفحص کے روانہ کیا

داستان ایرج کا زخمی ہوکر نکل جانا

بیا ساقی آن مے کہ جان پرورست | چو آب روان تشنہ را درخورست
بمن دہ کہ مے خوردن آموختم | روان غم کہ از تشنگی سوختم

مورخان شیرین کلام اس داستان فرحت التیام کو یون زیب گوش سامعین کرتے ہین کہ جب مرکب وفادار ایرج نوجوان کو چودہ فرسنگ مقام جنگ سے نکال لے گیا تھا تو ایک صحرائے سبز و خرم مین پہونچا اور چشمے سے پانی پیکر پھر ہری جو اس نے لی اور جنبش اسکے جسم کو ہوئی ایرج پشت سے زمین پر گرے وہان کا حاکم ایک پیر مرد سام صحرانشین نامے تھا کہ جسکو حاتم نے زیر کیا تھا غزوہ بیہ مین اور ایک روایت مین یون تحریر کیا ہے کہ بہرام بن سام جسکے واسطے دیکھنے اپنے دیہات و مواضع کے اسطرف آنکلا اُس نے ایرج کو اس مقام پر پڑے ہوئے دیکھا جلدی سے پاس ایرج کو اُٹھواکر اپنے مکان پر لایا زخم داری مین مصروف ہوا اور نہایت خاطرداری اور دلجوئی اور عاجزی اور مدارات سے اُنکو مقیم کیا جبکہ دس روز کے بعد زخم ایرج کا اچھا ہوگیا اور غسل صحت اُنھون نے فرمایا دیکھا کہ سام مرد خداپرست ہے کمر سے خنجر مرصع نکالکر اُسکو بخشا اور فرمایا کہ ہمارے لشکر مین آنا تم پر اور عنایتین کیجاینگی غرضکہ ایرج اُس سے رخصت ہوکر مرکب پر سوار ہوے اور لشکر کی راہ لی سام نے اپنے بیٹے بہرام کو ایرج کے ہمراہ کردیا اور راہ کا نشان بتایا مگر اتفاق سے راہ بھول گئے نہایت حیران و پریشان ہوے مگر توکل بخدا ایک جانب کو چلے ایک بلندی انکو دکھائی دی اور غلغلہ سنا گھوڑا اُسیطرف اُٹھایا دیکھا ایک جنگل ہے بہت بڑا دس فرسنگ لمبا اور دس فرسنگ چوڑا بس یہ اُسی میدان کی طرف چلے اور جاتے جاتے ایک شہر مین پہونچے دیکھا کہ قریب شہر کے ایک نہر ہے اور بیچ اُس نہر مین ایک گنبد سنگ یشم کا نہایت معقول بنا ہوا ہے اور دروازہ شہر پر گنبد منقش کے موتیون کے گچھے اور جھالرین اُسمین لگی ہوئی آویزان ہین گنبد کے آگے ایک چبوترہ سنگ یشم کا بنا ہوا ہے اور اُسپر ایک تخت شاہی بچھا ہوا ہے اور قریب اُسکے ایک کرسی جواہر نگار رکھی ہے گرد و پیش اور کرسیان نصب ہین ایرج یہ کیفیت دیکھنے لگے کہ یکایک شہر کی جانب سے سواری ایک بادشاہ کی برآمد ہوئی اور کنارہ نہر کے پہونچکر کشتیون پر سوار ہوے اور چبوترہ پر جو کہ گنبد کے آگے بنا ہوا تھا جاکر کرسی مرصع پر بیٹھے ایرج کو یہ حال دیکھکر حیرت ہوئی اور مرکب اپنا بہرام کو جو ہمراہ تھا دیکر یہ بھی نہر کے کنارے آئے اور کشتی پر سوار ہوکر اُسی سمت چلے ایرج کو کوئی مانع نہوا تھا ایکبارگی یہ بھی چبوترہ پر آکر ایک کرسی پر بیٹھ گئے تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ گنبد کا دروازہ کھلا اور ایک پیر مرد سفید پوش گنبد سے نکلکر تخت پر آکر بیٹھا سب نے اُسکی تعظیم کی اب جو دیکھا تو بادشاہ کرسی مرصع پر بیٹھا ہے اور مصاحب گرد و پیش اُسکے کرسیون پر متمکن ہین اور گرد اس چبوترہ کے فوج کھڑی ہے اور ایک نقابدار سیاہ پوش بھی قریب تخت کے کرسی پر بیٹھا ہے یہ ماجرا دیکھکر ایرج بہت متعجب ہوے غرضکہ پیر مرد جو تخت پر آکر بیٹھا تھا ایک کتاب اُسکے ہاتھ مین تھی جب اُس نے کتاب کو کھولا اور توصیف خداوند سہیل مراد بخش کی بیان کرنا شروع کی تو ایک تلاطم نہر مین پیدا ہوا اور نہنگ و ماہیون نے سر نکالکر بالائے آسمان نگاہ کی کہ دفعۃً ایک ستارہ آسمان پر پیدا ہوا اور ایک نیزہ بلند زمین سے آکر قائم ہوگیا کہ

روشنی اُسکی تمام شہر پہ پھیل گئی اور کل سطح آب اُسکی ضیا سے منور اور روشن ہوگیا گویا ایک چاندنی نورانی تمام
دریا پر بچھا دی گئی کہ پروین شاہ اور مرد پیر کھڑے ہوگئے اور ہر ایک نے سجدہ کیا اور ایک صدا آئی کہ سر
اپنے اُٹھاؤ کہ مین نے لعنت اپنی تیرہ نصیب کی سبھنے سر سجدہ سے اُٹھایا اور مودب ہوکر بیٹھے کہ ایک آواز
ہولناک ایسی پیدا ہوئی کہ تمام جہان کانپ اُٹھا اور کہا کہ اے پیغمبر مین استقدر تم غافل ہو کہ تمھارے درمیان مین
ایک شخص غیر مذہب بنیرہ حمزہ اس مقام پر بیٹھا ہی اور تمکو خبر نہین اُس نے مجکو سجدہ نہین کیا
تمکو چاہیے کہ اُس سے سجدہ کراؤ اگر وہ طالب کرامات ہو تو اسکو اعجاز دکھاؤ اور اگر طالب زور و طاقت کا
ہو تو پہلوان قدرت سے کہو کہ زیر کرے سب ایرج کی طرف متوجہ ہوے اور سجدہ کے لیے ان سے
کہا ایرج نے جواب دیا کہ اگر کوئی مجکو زیر کرے تو مین سجدہ کرون آخر قرار پایا کہ کل پہلوان قدرت
سے کشتی ہوگی اتنے مین اُس پیر مرد نے ایرج کو اپنے قریب بلایا اور کہا کہ تو کیا مذہب و ملت رکھتا
ہی ایرج نے اپنا نام اور مذہب بتایا بعد ازان پیر مرد نے کہا میرا نام مہرانیہ ہی اور اس شہر کو جزائر نیہ
کہتے ہین اور پروین شاہ ہمارا بادشاہ ہی اور سیاہ پوش ہمارا پہلوان ہی اور ہم لوگ اس ستارہ کو
خدا سمجھکر اُسکی پرستش کرتے ہین اور اس ستارہ کا نام سہیل مراد بخش ہی بس اب مجھپر واجب ہوا کہ
تجکو راہ راست کی دلالت کرون ایرج نے کہا کہ تم راہ باطل سے کیون نہین پھرتے پروین شاہ نے
کہا کہ اے ایرج اگر تو کشتی مین ہمارے پہلوان سے غالب آئے تو بیشک دین تیرا برحق ہی اور اگر تو مغلوب
ہوا اور وہ غالب تو پھر کیا کہتا ہی ایرج نے جواب دیا کہ ایسے پہلوان مین نے بہت دیکھے ہین
سیاہ پوش نے کہا جب کشتی ہوگی تب تجھے بیہودگی کا حال معلوم ہوگا غرضکہ یہ ٹھہرا کہ کل اسی مقام پر
نہر کے کنارے کشتی ہووے الحاصل وزیر پروین شاہ کا آیا کہ اُس کا نام مختری انجم شناس تھا اور
ایرج کو نہایت اعزاز سے اپنے مکان پر لیجا کر دعوت کی اور رات بھر بہت خاطر داری کیے پیش با شب بھر
ایرج وہین مقیم رہے صبح کو نہر کے کنارے آئے اور نقابدار سیاہ پوش بھی ہمراہ پروین شاہ کے
آیا اور سحر کرکے کشتی لڑنے لگا شام تک ایرج سے کشتی ہوا کی غرضکہ بزور سحر نقابدار سیاہ پوش نے
ایرج کو باندھ لیا اور سجدہ کے لیے اسنے کہا ایرج نے گالیان دینا شروع کین کہ تف ہی تیری
اوقات پر کہ سحر سے تو نے مجکو بے قابو کر دیا ورنہ کیفیت معلوم ہو جاتی کہ ستارہ نے آسمان سے نیب
نیب سخت دی کہ اے پہلوان قدرت اس بندہ بے ادب کو کام نہنگ مین ڈال دے نقابدار سیاہ پوش
نے کمربند ایرج کا پکڑ کے نہر مین ڈالدیا نہنگ نے منہ کھول کے ایرج کو نگل لیا اور نہر مین چلا گیا
بہرام مرکب ایرج کا لیے ہوے یہ تماشا دیکھ رہا تھا کہ اس نے نعرہ مارا کہ باش اے قوم نابکار کہ نبیرہ
حمزہ کو تم نے عذاب مین مبتلا کیا ہی اے کافر دوہ چشم و چراغ اسلامیون کا ہی دیکھنا کہ امیر ثانی آکر تمھارا
کیا حال کرتے مین غرضکہ بہرام یہ کہکر مرکب ایرج کا لیے ہوے وہان سے ایک سمت کو روانہ ہوا

داستان بدیع الملک اور نامہ بھیجنا لاہوت کا برائے قتل رستم ثانی مع دیگر حالات متعلق اُسکے

باز گل ہی آید و دل در بلا خواہد فتاد
ای لبا سرا کہ زبان زلف [illegible] خواہد فتاد

شورشے در جان بیابان ما خواہد فتاد
تازہ خواہد شد شہد بلبلان [illegible] داغ کہن

با زان سرو خرامان در چمن خواہد گذشت
آتشے ہر دم بجان مبتلا خواہد فتاد

اینک اینک میرود آن سرو قد سوی باغ
تاکرا امین خون گرفتہ در بلا خواہد فتاد
نیست بختی آنکہ با ہم نیم خوردن شراب
خسروانگور ہر شیرین دست گدا خواہد فتاد

یا زنگر تازہ چندین آشنا خواہد فتاد
جز صبا کس سے بنو سد پای در زمین لب ہے
لیک میترسم کہ آن جرعہ کجا خواہد فتاد

تا ز مستی بر کہ خواہد او فتاد آن چشم مست
خاک خواہد گشت در راہ ہما خواہد افتاد
چند از ین سودا کہ ساعد کان جبت آید در کنار

اسیران زندانخانۂ تیغ و محن و محبوسان ظلمت کدۂ پر مکروفن سلسلۂ سخن کو
یہان تک پہونچاتے ہین کہ جب بدیع الملک نے گرگرہ فیل دندان کو قتل کیا تو لاہوت شاہ نے
قہر و غضب مین آکر نامہ براے قتل رستم ثانی لکھکر بلاشور کو دیا اور جابلقا کی طرف روانہ کیا
اور کسی کو اس بھید سے خبردار نہ کیا یہ تو نامہ لیکر اس جانب روانہ ہوا اور وہان رستم کے قریب جابلقا
کی پہونچنے تمام شہر مین ایک غلغلہ پڑ گیا کہ ایک شخص نبیرہ زادہ حمزہ کہ جس نے طلسم فولاد کو توڑا ہے
قید ہوکر آیا ہے اتفاقات قضا و قدر دیکھیے کہ جمشید جابلقائی کی ایک دختر ہے نہایت حسین و جمیل کہ
حسن و خوبی مین اپنا نظیر نہیں رکھتی ملکہ ماہ نوش لب نام اور اسکا عیار ہے کہ اسکو مہتر خیال تیز رفتار
کہتے ہین اور وہ بلاشور کا شاگرد بھی ہے اور ملکہ نے بیرون شہر ایک باغ بنوایا ہے نہایت آراستہ و پیراستہ
کہ اُس کا نام خرم بہشت ہے اُسکی شان مین یہ کہتا زیبا ہے ؎

ہر شاخ مین کولین ہری بالین
ہر شاخ نہال نو دمیدہ
ہر ابی سے کیاریان ہری ہین
ہر سرو جوان سر کشیدہ
گلرنگ زمین باغ ساری
ہر تازہ غنچہ مشک آمیز
ہر شاخ مہکی ہوئی بارگہ ہے
ہر سمت کو نہر آب جاری
ہر سبزہ ہر اک نہال نوخیز
رنگین ہر اک چمن بہار گل سے

ملکہ اکثر اُس باغ مین سیر کے لیے کیا کرتی ہے چنانچہ اس وقت بھی گلگشت باغ مین مصروف تھی کہ مہتر خیال نے
آکر یہ خبر بیان کی کہ ایک جوان پری تمثال شجاعت مین بے نظیر اور حسن مین دیبا تصویر پسر
ایرج رستم ثانی نام جس نے چودہ برس کے سن مین طلسم فولاد کو توڑا اور حمزہ ثانی کو مع گروہ سرداران
کے گرداب طلسم سے بچایا اُسکو گرفتار کر کے مراتب شاہ اور مجنون تیغ بند لاتے ہین ملکہ نے یہ
حال سُنکے کہا کہ ہم بھی اُسکے دیکھنے کو جائینگے ملکہ کی ایک دایہ ہے کہ نام اُسکا فہمیدہ بانو ہے اُس نے
ملکہ سے کہا کہ بی بی تمھارا بھائی مراتب شاہ اُسکے ہمراہ ہے تمھارا جانا وہان مناسب نہیں ہے ملکہ نے ایک رقعہ
مراتب شاہ کو لکھا کہ اے بھائی مدت سے ہم تمھاری مفارقت مین رنج جدائی سہتے ہین اور تمھاری
صورت دیکھنے کو ترس گئے ہین اب تاب فراق باقی نہیں ہے مناسب ہے کہ اپنے دیدار سے چشم
انتظار کو منور و روشن کرو اور ایک نظر اپنے تئین مجھے دکھا جاؤ مراتب شاہ نے جب یہ رقعہ پڑھا
مجنون سے کہا میری ایک بہن ہے کہ وہ مجکو جان سے زیادہ عزیز رکھتی ہے اور کمال محبت مجکو بھی اُسکے ساتھ
ہے مدت سے اُسے نہیں دیکھا ہے ایک شب کے لیے باغ مین جاتا ہون تم قیدی رستم سے خبردار رہنا
چنانچہ مراتب شاہ مجنون سے رخصت ہوکر ملکہ کے باغ مین آیا ملکہ نے سرو قد اُٹھ کر تعظیم کی اور نہایت
الفت و محبت سے پیش آئی سامان ضیافت مہیا کیا اکل و شرب کا وقت آیا ملکہ نے شراب پلا کر
بیہوش کیا اور عالم غفلت مین انگوٹھی اُسکے ہاتھ سے اُتار لی اور اُسکی طرف سے بنام مجنون ایک
رقعہ لکھا اور اُسپر مہر اسکی ثبت کر کے مہتر خیال کے ہاتھ مجنون کے پاس روانہ کر دیا مجنون نے
مراتب شاہ کا رقعہ پڑھا مضمون اسکا یہ تھا کہ قیدی رستم کو یہان بھیجدو کہ مین اسے
روبرو باغ مین رات بھر اسکو مقید رکھون گا مجنون نے قیدی رستم کو مہتر خیال کے حوالہ کی

اور تنہا رستم کو بھیجدیا اسوجہ سے کہ ملکہ نے مراتب شاہ کی طرف سے رقعہ مین یہ بھی لکھدیا تھا کہ اے
مجنون تیغ بند مین مہتر خیال کو تمھارے پاس بھیجتا ہون تم اپنے لوگون سے کہنا کہ مین تنہا حفاظت
رستم کی کرون گا جب وہ لوگ سب چلے جائین اُسوقت رستم کو بیہوش کرکے ہمراہ خیال ہمارے پاس
بھیجدینا ہم رات بھر اسکو باغ مین اپنے روبرو رکھین گے اور صبحدم تمھارے مقام پر بھیجدین گے شاید
کہ کوئی عیار لشکر اسلام سے اسکے تعاقب مین آیا ہو اور دست برد کرے مگر اس تدبیر سے پتہ کسی کا
واقف نہو گا پس مہتر خیال رستم کو روبرو ملکہ کے لایا ملکہ رستم کا حسن و جمال دیکھکر ہزار جان سے
عاشق ہو گئی اور اسکو ہوشیار کیا اگرچہ قید دور نہین کی رستم کو جب ہوش آیا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین
مثل آفتاب درخشان کے تاج عنقا ر سر پر رکھے اور دایہ شمع کافوری ہاتھ مین لیے ہوئے بیٹھی ہے اشعار

پری چہرۂ دیدہ کرد دلبری	پراکندہ شد پیکرش پر پری	رخ سیہ چشم دو پاکیزہ روی	گل اندام و مشکین مشکبوی
رخ سادہ و خیف آویختہ	میان لاغر و سینہ انگیختہ	تا ابرو کمان کردہ از غمزہ تیر	بہ تیر و کمان کردہ صد دل اسیر
گرہ بستۂ زلف او مشک ناب	کہ از نقش گل بستہ بر آفتاب	ہر شور شے کز لب انگیختے	نمک بر دل خستگان ریختے

رستم بھی حال بیمثال ملکہ پری تمثال کا دیکھکر از خود رفتہ ہو گیا ہے

یک نظر ہی وداع طاقت تھی	صبر رخصت ہوا نگہ کے ساتھ	ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ	تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی
رنگ چہرے سے کرگیا پرواز	ہاتھ جانے لگا گریبان تک	اشک کے بارون بھیگے دامان تک	دل پہ کرنے لگا طپیدن ناز

رستم تاب نظارۂ
چہرہ بے نظیر ملکہ پری تمثال کی نہ لاسکا بیہوش ہو گیا ہر چند ملکہ بھی صورت زیبا رستم کی دیکھکر بیہوش
ہو گئی تھی مگر اس نے ضبط کو کام فرمایا رات بھر محو نظارۂ رخ دلدار رہی صبحدم رستم کو مجنون کے پاس
بھیجدیا اور مراتب شاہ کو ہوشیار کرکے رخصت کیا مراتب شاہ نے اپنے لشکر مین آکر کوچ کر دیا
اور شہر جابلقا مین پہونچا اہل شہر واسطے استقبال مراتب شاہ اور مجنون تیغ بند کے آئے اور
ہمراہ اپنے شہر کے اندر لیگئے اور قلعہ مین پہونچکے رستم کو قید کیا یہان بلاشور کی مان موجود تھی زرقہ
نام ملعونہ عیاری مین بیمثل بلکہ اکثر بلاشور نے اُس سے فن عیاری حاصل کیا تھا اور ایک لڑکی
اُسکے ساتھ تھی کہ دل افروز اسکا نام تھا القصہ رستم کو زرقہ کے حوالہ کیا اُس قحبہ نے رستم کو ایک
مکان مین لیجاکر کنوئین کے اندر قید کیا اور منہ کنوئین کا بند کرکے مکان کو باہر سے مقفل کر دیا مگر کنوئین کے
منہ پر ایک سوراخ رہنے دیا کہ اسی سوراخ سے گردۂ نان و کوزۂ آب دیدیا کرتی تھی رستم اُس
چاہ تاریک مین دن رات ملکہ کے خیال مین زار زار رویا کرتے تھے اور ملکہ بھی شہزادہ کی مفارقت
مین اکیلی شب و روز منہ لپیٹے پڑی رہتی تھی اور گریہ و بکا کرتی تھی ایک دن فہمیدہ بانو دایہ ملکہ نے
جو یہ حال اضطراب کا دیکھا تسکین دینے لگی اور کہا کہ مہتر خیال سے اپنے دل کا حال بیان کرو وہی
اسکی تدبیر کریگا وہ بلاشور کا شاگرد بھی ہے اور ایک مدت سے کنیز صنوبر پر عاشق ہے اور
تم اسکو دیکھنے نہین پاتا ملکہ نے اپنے عیار مہتر خیال کو بلا کر وہی کنیز جسپر وہ عاشق تھا اسکے حوالے کی
خیال عیار بہت خوش ہوا اور قسم کھائی کہ جس کام کو حضور کا حکم ہو بسر و چشم اُسے بجا لاؤن ملکہ نے
اپنا راز عشق اُس سے بیان کیا خیال نے عرض کیا کہ رستم کو زرقہ مادر بلاشور نے کنوئین مین
قید کیا ہے اور رہائی اُسکی بہت مشکل ہے لیکن آپ خاطر جمع رکھین اگر خدا نے مدد کی تو مین

آپ کے اقبال سے اسکو رہا کرونگا یہ اسی فکر مین تھا کہ دایہ نے کہا اے ملکہ اگر دل افروز دختر بلاشور سے
صحبت بڑھاؤ اور اُس سے عالم شراب خواری مین احوال رستم کا پوچھو تو یقین کامل ہے کہ وہ
تبلاوے گی خیال عیار نے آفرین کی اور کہا کہ یہ بات خوب بتائی ہے امید ہے کہ اُس سے ضرور ہی
اس راز کا انکشاف ہو جائے غرضکہ دوسرے روز ملکہ نے دل افروز کو بلوا کے اسکو بہت سا انعام
واکرام دیا اور اپنے ساتھ گرم صحبت رکھا جب وہ رخصت ہونے لگی تو تھوڑی دور ملکہ اسکے ہمراہ گئی
دل افروز نے جا کر اُس لطف وعنایت کا حال زرقہ سے کہا اُس نے کہا کہ ہر روز تم ملکہ کے پاس جایا
کرو غرضکہ دل افروز سے ملکہ سے خوب صحبت بڑھی اور ہر روز یہ آنے جانے لگی چھٹے روز ملکہ نے
دل افروز سے جبکہ وہ نشہ شراب مین خوب سرشار تھی پوچھا کہ اے دل افروز زرقہ نے اُس غداپرست کو
کہان قید کیا ہے دل افروز بولی کہ ایک کنوئین مین اُسکو ایسا بند کیا ہے کہ سو ہزار برس تک بھی اگر کوئی ڈھونڈھے
تو ہرگز نپاوے کیونکہ اُسکو کنوئین مین بند کرکے منھ اُس کنوئین کا خس پوش کر دیا ہے اور ایک پوشیدہ مخزن
اُس کنوئین مین رکھا ہے کہ اسی راہ سے وہ جاتی آتی ہے کتنے دنون تک مین خود نہین جانتی تھی ایک دن مین نے
دیکھا کہ زرقہ گئی اور جلد اُسی راہ سے نکل آئی جب زرقہ سے مین نے بمنت وسماجت
قسم دیکر پوچھا تو اُس نے کہا کہ ہرگز ہرگز تم یہ بھید کسی سے نہ کہنا بس جبکہ دل افروز چلی گئی
ملکہ ماہ نوش نے خیال کو بلوا کے جو کچھ سنا تھا اُس سے بیان کیا خیال نے کہا اگر مین اُس زمین کو
دیکھ لون اور اُس کنوئین کو جان لون تو اُس باغ سے ایک نقب لگاؤن اور رستم کو نکال لاؤن دایہ نے
ملکہ سے کہا کہ مین اسکی تدبیر بتائے دیتی ہون کہ ایک روز آپ دل افروز کے ساتھ زرقہ کے مکان مین
مہمان جایئے اور وہان باتون باتون مین یہ کہیے کہ بہت دنون سے اپنے باپ کو مین نے نہین دیکھا
بعد ازان خیال کو اس بہانہ سے طلب کیجیے کہ مین ایک عرضی اپنے باپ کو بھیجونگی اور کسی ترکیب سے
وہ جگہ خیال کو دکھلا دیجیے اور خط اُسے دیکے خیال کو وہان سے رخصت کر دیجیے تو کام ہوجائے گا خیال نے
دایہ سے کہا تو بھی زرقہ سے کچھ کم نہین بمصداق سگ زرد برادر شغال ہے غرضکہ دوسرے روز ملکہ دل افروز کے
ساتھ زرقہ کے مکان پر بہانہ مہمانی گئی اور ادھر اُدھر کا ذکر مذکور کرکے کہا کہ عرصہ سے کچھ خبر باپ کی معلوم نہین
ہوئی خیال کو بلوایا اور راستہ کنوئین کا اُسکو کسی ترکیب سے دکھلا دیا پس ایک عرضی لکھکر خیال کو
دی وہ سمجھ گیا اور جا کر اپنے کام مین مشغول ہوا چنانچہ خیال نے اُس باغ سے ایک نقب کنوئین تک
لگائی اور شب کو رستم کو کنوئین سے نکال لایا اور ادھر ملکہ بھی زرقہ سے رخصت ہو کر اپنے باغ مین
آئی اور خیال کے انتظار مین بیٹھی تھی کہ وہ شہزادہ رستم کو ہمراہ لیکر باغ مین پہونچا ملکہ نہایت خوش ہوئی
اور رستم سے راز و نیاز کی باتین ہونے لگین دونو نے روز ہجر کی مصیبتین اور شب فراق کی سختیان دونون نے
رو رو کر بیان کرنا شروع کین بعد ازان نغمہ و نوش کا رنگ جما بوس و کنار کا ڈھنگ ہوا ؎
شب وصل شکوہ ہا مکنید + شب کوتاہ وقصہ بسیار ست + ہرچند ملکہ کی صحبت زیبا اور حرکات پیاری ادا سے
شہزادہ از خود فراموش ہوگیا تھا مگر بسبب کفر کے آئینہ دل مکدر تھا ملکہ نے دل مین خیال کیا کہ مذہب عشق مین
کفر و اسلام یکسان ہے ؎

ہم عشق کے بندے ہین مذہب نہین واقف
گر کعبہ ہوا تو کیا بتخانہ ہوا تو کیا

یہ سمجھکر از سر صدق تو اسلام سے مشرف ہوئی اب کیا تھا دن عید رات شب برات ہر روز عیش وطرب سے

جلسے رہنے لگے عاشق و معشوق وصل سے شاد کام ہوئے مصروف دور جام ہید و غنا انجام ہوئے یہ تو یہاں اس عیش و عشرت میں مشغول ہیں اور وہاں بلاشور نامہ انکے قتل کے واسطے لیے ہوئے چلا آتا ہے

داستان نامہ لانا بلاشور کا واسطے قتل رستم کے مع دیگر حالات جنگ و جدال کے

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا
صبح کے منہ پہ جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
پہ بدوش عمر کی تیرے اے ستم گر دیکھی
دل نہ تھا کوئی کہ شیشے کی طرح چور نہ تھا

پر ترے عہد میں آگے تو یہ دستور نہ تھا
ذکر میرا تو وہ کرتا تھا صریحاً لیکن
کوئی بھی دن تھا سینہ یہ کہ ناسور نہ تھا
ورد کے نام سے ای یار مجھ کیون ماتا

رات مجلس میں ترے حسن کے شعلے کے حضور
میں نے پوچھا تو کہا خیر وہ مذکور نہ تھا
محتسب تیغ تو سچا نہ میں تیرے ہاتھوں
اسکو کچھ اور سوا دینے کے منظور نہ تھا

مصوران جادو تحریر اس تصویر رنگا رنگ کی شبیہ اس طرح کھینچتے ہیں کہ جب بلاشور نے نامہ مراتب شاہ اور مجنون شاہ تیغ بند کو پہونچایا اور وہ قتل رستم کے لیے بلاشور کے گھر میں پہونچے تو سر چاہ کو کھلا ہوا دیکھا اور رستم کو اندر اس کنوئیں کے نہ پایا بلاشور نے یہ دیکھکر گریبان اپنا چاک کیا اور تمام شہر میں تلاش رستم کے لیے پھرا ہر ہر گلی کوچہ ڈھونڈھ مارا لیکن رستم کو کہیں نہ پایا آخر تھک کر مکان پر آیا اور اپنی ماں ارزقہ سے اسنے کہا کہ تجھی نے رستم کو ہاتھ سے کھویا تو ہی جہان سے بنے اسے پیدا کر ارزقہ اپنا بھیس بدل کے چکیں اور سوئیان وغیرہ لیکر تلاش رستم شہر میں روانہ ہوئی اور اور یہاں لاہوتک نے کفار سے کہا کہ گرہ تو مارا گیا اب خداپرستوں سے کون لڑے گا غرضکہ صلاح شبخون کی ٹھہری کہ شبخون مار کر مسلمانوں کو درجۂ شہادت پر پہونچائیں یہ مشورہ کرکے سب نے شبخون لشکر اسلام پر مارا رات بھر خوب تلوار چلی یہان تک کہ ترک ابلق سوار مہر کیفیت جنگ دیکھنے عرصۂ فلک نمودار ہوا اور صبح ہو گئی مگر بہادران اسلام اسی طرح لڑائی پر تلے ہوئے ہیں اور دونوں لشکر گتھم گتھا ہیں نیزہ و شمشیر گرز و خنجر چل رہے ہیں گرد و غبار سے روے زمین تیرہ و تار ہے سارا دشت خون مبارزان سے گلنار ہے کہ عین گرمی جنگ میں قاہر بن قہرمان دیو چہرہ نے بدیع الزمان پر حملہ کیا بدیع الزمان اسے چورنگ ہوائی کیا اور سکندر فرخ لقا نے ملک مراق دیو پرویز بن ہرمز کو زندہ گرفتار کر لیا اور زیور شاہ کو سلیمان نے ماخوذ کیا حمزۂ ثانی قلب لشکر کفار پر جا پہنچے اور جرنائل شاہ کے سر کو قلم کیا لاہوت شاہ روبرو سے بھاگا حمزۂ ثانی نے علمدار لشکر کفار کو قتل کرکے علم زنگاری کو گرا دیا شکست لشکر کفار میں پڑی لشکر میں لاہوتک بے نیل مقصد براہ گجستگان جانب جابلقا فرار ہوا اسکے بھاگتے ہی تمام بھگدڑ پڑ گئی سب کے پاؤں اٹھ گئے حمزۂ ثانی نے تمام اردو بازار اور بڑا ڈ لشکر کفار کا لوٹ لیا اور ایک ہفتہ اسی مقام پر ٹھہرے رہے بعد اسکے یہ بھی متوجہ بطرف جابلقا کے ہوئے لیکن بروقت شکست لاہوتک شاہ جو بھاگا تو راہ کوہ و صحرا طے کرتا ہوا چلا جاتا تھا کچھ لوگ بھی بھاگے ہوئے اسکے ہمراہ تھے کہ سرداران لشکر کفار بھی بھاگے ہوئے اسکے پاس آ پہونچے اور قسلی دیکر جانب شہر جابلقا لے گئے مجنون شاہ و مراتب شاہ کو خبر ہوئی دروازۂ شہر تک استقبال کے لیے آئے اور پیشوائی کرکے شہر کے اندر لے گئے مجنون شاہ نے کہا آج سے کام آپ کے ارشاد کے بموجب ہوگا کوئی کام بغیر حکم آپ کے نہ ہوگا یہ سنکر لاہوتک شاہ بولا کہ اچھا ہماری قدرت دیکھو یہ کلام ہو رہے تھے

کہ اتنے مین فیروز پہونچا اور خبر امیر کے آنے کی بیان کی لاہوتنگ یہ خبر سنکر پریشان ہوا مجنون شاہ
نے کہا کہ آپ متردد نہون مین جاتا ہون کہ چارون طرف سے اس شہر کو قلعہ بند کردون مراتب شاہ
بھی ہمراہ اسکے روانہ ہوا اور چار ہزار آدمیون سے شہر کو مضبوط کیا چنانچہ اسی روز لشکر اسلام بھی آ پہونچا
اور قریب شہر پناہ کے آکر ٹھہرا دیکھا کہ ایک بہت بڑا کوہ ہے سر بفلک کشیدہ کہ ابتدا و انتہا اسکی معلوم
ہونا دشوار ہے اور درمیان اُس کوہ کے درہ ہے مثل طاق کے جس طرح کے درِ کوہ خون ریز مین ہین کہ سوائے
ایک آدمی کے اسکے اندر نہین جاسکتا ہے اگر تھوڑے آدمی بھی وہ راہ روک کر کھڑے ہوجائین تو تمام روئے زمین کا
لشکر وہان سے گذر نہ پاسکے یہان مجنون نے اُس درہ کوہ مین لشکر اپنا اُتار رکھا تھا کہ مین لڑون گا غرضکہ
مجنون نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا امیر ثانی نے بھی جو تعاقب مین آکر قریب کوہ فروکش ہوئے تھے
صدا طبل کی سنکر اپنے لشکر مین حکم نواختن طبل جنگ دیا اور صبح کو ان دونون لشکرون نے میدان مین نکلکر
صفوف جدال و قتال آراستہ و پیراستہ کی تھین کہ مجنون تیغ بند نے صف لشکر سے نکلکر توجہ کیا ادھر سے
سکندر فرخ لقا مقابلے کے لیے نکلے نیزہ نگار و زنبی حربہ ہائے جنگ کی رد و بدل ہونے لگی اور سکندر
حربہ مجنون کا رد کرکے چاہتے تھے کہ تیغ خون آشام مجنون پر لگائین کہ منہ پھیر کر یہ سامنے سے
بھاگ کھڑا ہوا سکندر نے مرکب اپنا پیچھے اُسکے ڈالا اُس ملعون نے درہ کے پاس سے چکر کھا کر اور پشت پر سے
آ کے ایک تیر پہلوئے سکندر پر مارا کہ گھوڑا زمین پر گر کر لوٹنے لگا اور سکندر پیادہ پا ہوگئے مجنون نے
کمین گاہ مین چار ہزار کمند اندازون کو لگا رکھا تھا انکو آواز دی چارون طرف سے وہ آکر کود
پڑے اور سکندر کو کمندون مین گرفتار کرکے درہ کوہ مین لیگئے جب سکندر نگاہ سرداران لشکر اسلام
سے پوشیدہ ہوئے امیر نے چاہا کہ جنگ مغلوبہ کا حکم دین حارث نے کہا یا امیر تمام لشکر کو آپ عبث کشت
کرائے دیتے ہین حارث کے کہنے سے امیر وہین مقیم ہوئے ادھر مجنون شاہ نے ایک آدمی پاس
لاہوتنگ شاہ کے بھیجا کہ اسکندر کو مین نے گرفتار کرلیا ہے تم کچھ مت گھبراؤ اور اگر خدا پرست سو برس
بھی کوشش کرینگے تو اس درے سے راہ نہین پاسکتے لاہوتنگ شاہ معتبر آدمیون کو شہر مین چھوڑ کے
در بند پر آیا اور کہا سکندر کو مین قتل کرون گا مضارب شاہ اور محارب شاہ بن مرداق شاہ نے
کہا کہ ہمارے باپ کو خدا پرست پکڑ لے گئے ہین سکندر کے عوض وہ اُسے قتل کر ڈالینگے لاہوتنگ نے حکم دیا
اچھا سکندر کو مقید کرو اور اشراق زنگی کے پاس جو کہ حبش کی طرف سے قلعہ جابلقا کا حاکم ہے فوج ہمراہ
کرکے روانہ کردو کہ وہ قلعہ دار مفتون خنجر سینہ کی سپردگی مین قید رکھے چنانچہ قنطورن آہن کلاہ و خرق
فیل دندان چالیس ہزار سپاہ سے قید سکندر کی لیکر جابلقا کو روانہ ہوا جبکہ قید سکندر کی قریب قلعہ
پہونچی تو تمام شہر مین یہ خبر مشتہر ہوگئی تھی کہ پسر حمزہ اسکندر فرخ لقا کو قید کرکے لاتے ہین اور شدہ شدہ
محل مین بھی یہ خبر پہونچی ملکہ ماہ نوش لب نے اپنے عیار مہتر خیال کو بھیجا کہ جا کر خبر لائے چنانچہ خیال نے
یہ ماجرا دیکھکر رستم کی خدمت مین آکر عرض کیا رستم ثانی اگرچہ انتہا کا شیفتہ اور عاشق زار ملکہ ماہ نوش لب کا
تھا مگر یہ خبر سنکر تاب نہ لاسکا اور رہائی کے ارادہ پر رستم آمادہ ہوا ہر چند ملکہ بہت روئی پیٹی اپنا ماجرا عرض
کیا مگر رستم نے نہ مانا اور کہا کہ افسوس ہے کہ بزرگ ہمارے اس حال مین مبتلا ہون اور ہم عیش و عشرت مین مشغول
رہین آخر الامر ملکہ نے خیال عیار کو ہمراہ کردیا اور کہا کہ جب سکندر کو چھڑا لینا تو شہر مین نہ آنا بلکہ باغ خرم بہشت

مین ٹھہرنا اور خیال کو میرے پاس بھیجدینا وہ آکر مجکو بھی وہان پہونچا دے گا رستم نے قبول کیا لیکن کوئی گھوڑا
وہان رستم کے پاس نہ تھا اس سبب سے رستم حیران تھا خیال نے کہا کہ جمشید شاہ کا ایک گھوڑا ہی
چرخ کبود نام نہایت چست وچالاک جمشید ہمیشہ اُسکو پوشیدہ رکھتا ہی اسلیے کہ اگر لاہوتک سُن پائیگا
تو منگوانے گا حکم ہو تو اُسے لادون ملکہ نے خیال سے کہا ہان بھائی وہی گھوڑا اُنکو لا دو پس خیال نے
صورت اپنی تبدیل کی اور اشراق زنگی کے پاس آکر کہا کہ مجھے آپ سے ایک بات ضروری عرض کرنا
ہی پس اُسکو علیحدہ لیجاکر بیہوش کیا اور خنجر مارکر مہر اُسکے ہاتھ سے اُتارلی اور داروغۂ اصطبل کے نام
ایک رقعہ لکھا کہ خیال پہونچتا ہی چرخ کبود کو ساز اور زین و لجام مرصع سے تیار کرکے اسے دیدینا
داروغہ نے رقعہ پڑھکر مرکب کو مع ساز و یراق خیال کے حوالے کیا خیال نے قریب باغ لاکر سائیس کو
خنجر مارکے ہلاک کیا اور مرکب کو رستم کے پاس لاکر حاضر کیا رستم گھوڑے کو دیکھکر نہایت شادان
ہوا اور بصد ذوق وشوق سوار ہوکر دروازہ شہر پر آیا اوّل سہیلان شیرلب کو قتل کرکے
باہر نکل گیا اور صبح ہوتے ہوتے رستم سپاہیان فغفور آہن کلاہ کے پاس پہونچ گیا اور اُسے بھی
قتل کرکے فوج اپلقا مین آیا تمام قلعہ مین غلغلہ پڑگیا کہ وہ شخص جو قید تھا آج مرکب چرخ کبود پر
سوار ہو اُسی وقت یہ سُنکر قلعہ دار مفتون بیشہ سینہ تیغ فوج سے دوڑ پڑا جب قریب رستم کے آیا رستم نے
اُسکو دو حصہ کردیا اور دو سو آدمیون کو فوج سے قتل کیا کہ سامنے سے قیدا سکندر رخ لقا کی خبر
پہونچی اور اخرس فیل دندان یہ ہنگامہ دیکھکر آمادۂ جنگ ہوا رستم نے پہونچکے اخرس کے بھی
دو ٹکڑے کاٹ لیے پس یہ دیکھکر سکندر نے بھی قید کو پارہ پارہ کر ڈالا رستم نے سکندر کے پاس پہونچکے
کہا کہ یہ مرکب میرا حاضر ہی اسپر سوار ہوجیے سکندر نے کہا کہ مین اس کرگدن پر کہ اخرش جسپر سوار
ہوا تھا سوار ہوونگا پس کرگدن پر سوار ہوکے سکندر بھی جنگ مین مشغول ہوے بلاشور تو
پہلے ہی سے شہر مین آیا ہوا ہی اور ہر جگہ کی خبر رکھتا ہی بلکہ اسی تجسس اور بالادولی مین پھرا کرتا
ہی کہ اُسنے رات ہی کو سُنا تھا کہ کچھ غل اور شور ہو رہا ہی دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ کوئی نعمان زنگی
کو مارکر اسپ چرخ کبود کو لیگیا اور سہیلان شیرلب کو دروازہ شہر پر قتل کیا چنانچہ بلاشور نے یہ خبر
لاہوتک اور جمشید کو پہونچائی جو یہ حال سُنکر وہ نہایت پریشان ہوے لیکن اُدھر رستم اور سکندر
لڑتے ہوے باہر قلعہ کے نکلے اور ایک طرف کو چلے سکندر نے پوچھا کہ کہان جاتے ہو رستم نے کہا کہ باغ
مین سکندر نے کہا کہ لشکر مین کیون نہین چلتے رستم نے کیفیت عشق ملکہ ماہ نوش لب بیان کی سکندر
نے کہا اچھا تم باغ مین جاؤ مین لشکر مین جاتا ہون رستم نے خیال عیار کو ہمراہی مین سکندر کے معین کیا
کہ خبر لشکر مین داخل ہونے کی سکندر کے جلد لاکر ہمکو دینا اور آپ بطرف باغ کے روانہ ہوا سکندر نے
پتہ اور سراغ راہ لشکر کا بخوبی خیال سے دریافت کرکے اُسے تو رخصت کردیا اور آپ جانب لشکر روانہ ہوا
اُدھر رستم باغ خرم بہشت مین جو پہونچا تو دیکھا کہ ملکہ حیران و پریشان بیٹھی ہی انتظار مین باغ کو دیکھ
رہی ہی اور مانند نرگس بیمار کے بالکل زار و نزار ہوگئی ہی گل رخسار اسکا سموم مفارقت سے بے رنگ
گل زعفران زرد ہی سبزہ بیگانہ کی طرح فرش پر پڑی کہہ رہی ہی شعر

از نظارت نگذارد کہ زجا برخیزم
اضطرابم نگذارد کہ نشینم جاے

زلف سنبل سے پریشانی کا عالم آشکار ہی چہرۂ بیتاب پر گرد و غبار ہی

لب نازک اُسکے جو برگ گل سے زیادہ لطیف تھے تپ جدائی سے مثل نافرمان کبود ہو گئے ہیں سینہ میں دل
لالہ کی طرح داغدار خلش خار ہجران سے دل افگار ہے چہرہ ارغوانی مثل یاسمن سفید انتظار یار میں وا چشم امید
ہے فہمیدہ دایہ کو واسطے خبر کے بھیجا ہے خود شبنم کی طرح صدف چشم سے قطرات اشک گرا رہی ہے اور یہ
شعر ورد زبان ہے

نشستہ بر سر راہ ست گریہ آ ہم	بیا کہ گوش برآواز و چشم بر راہم

کہ شہزادہ نے پہونچکر ملکہ کو گلے سے لگا لیا غنچہ خاطر اسکا شگفتہ ہوا دونوں وہان سے ایک بارہ دری میں
آئے دور شراب چلنے لگا جام مے گلگون گردش میں آیا مغنیان زہرہ صفت نے نغمۂ چنگ و رباب سے
اپنا رنگ جمایا دن و رات عیش و طرب کا جلسہ رہنے لگا انکو تو ابھی عیش و عشرت میں مشغول رکھیے اور

دو کلمہ داستان سکندر کا کشتی لڑنا نقابدار سیاہ پوش سے سماعت فرمایئے

افسانہ گویان نغز گفتار کا بیان ہے کہ جب رستم نے سکندر کو رہا کرکے گرگدن اخرس اُسکو دیا تھا
اور خیال عیار کو ہمراہ کر دیا تھا اور سکندر خیال عیار کو رخصت کرکے گرگدن آخرس پہ سوار
ہو کر خود تن تنہا لشکر کی طرف چلا جاتا تھا کہ راستے میں انکو بہرام پسر سام ایرج کا مرکب لیے ہوے
ملا سکندر نے بہرام سے حال دریافت کیا بہرام نے جملہ حالات ایرج کے نقابدار سیاہ پوش سے
کشتی لڑنے اور پروین شاہ و سہیل مرادبخش و نہر وغیرہ کے بیان کیے سکندر نے پوچھا کہ پھر ایرج پر کیا
ماجرا گزرا بہرام نے کہا کہ نقابدار سیاہ پوش نے ایرج کو کشتی میں زیر کیا اور کمربند پکڑ کے اسی نہر میں
ڈالدیا کہ ایک نہنگ نکلا اور ایرج کو دہن میں لیکے اُسی نہر میں غائب ہو گیا میں مرکب لیے ہوے
کنارہ نہر پر کھڑا تھا یہ حال دیکھکر بہت کچھ میں نے زاری و نالے کیے مگر کچھ حال معلوم نہوا آخر ناچار ہو کر یہ
گھوڑا لیے ہوے لشکر کی طرف جاتا ہوں کہ وہان جاکر امیر ثانی سے یہ کیفیت بیان کروں سکندر نے
کہا کہ مجکو اُس مقام پر لے چل غرضکہ بہرام سکندر کو اپنے ہمراہ اُس مقام پر لایا سکندر نے وہی کیفیت
پروین شاہ کے آنے اور پیر مرد کی گنبد سے نکلنے اور سہیل مرادبخش کے فلک پر نمایاں ہونے کی بچشم خود
مشاہدہ کی اور اُنسے بھی نقابدار سیاہ پوش سے کشتی کی ٹھہری اکھاڑا جما دو پہر تک سکندر اور نقابدار سے
کشتی ہوتی درمیان کشتی کے بند نقاب سیاہ پوش کے ٹوٹ گئے دیکھا تو ایک زن قوی ہیکل معلوم ہوئی کہ نام اُس
زن کا جان پرور تھا اس باعث سے اُس نے اپنے تئین پوشیدہ کیا تھا غرضکہ حال اُسکا ظاہر ہو گیا
سکندر جان پرور سے علیحدہ ہوا دوسرے دن سکندر ہمراہ جان پرور کے کنارہ نہر کھڑا تھا ناگاہ
درمیان کلام سکندر نے پوچھا کہ تمھارا مذہب کیا ہے اُس نے کہا کہ سہیل مرادبخش پرست ہوں پھر سکندر سے اُس نے
پوچھا کہ تمھارا کیا طریق ہے سکندر نے کہا خدا پرست اُس نے کہا کہ تم اپنا مذہب چھوڑ دو اور سہیل مرادبخش کو سجدہ
کرو سکندر نے غصہ میں آکر بہت گالیان سہیل کو دین جان پرور بہت غیظ و غضب میں آئی اور لوگون سے کہا
کہ سکندر کو پکڑکے اس نہر میں ڈالدو چنانچہ لوگون نے سکندر کو پکڑکے نہر میں ڈالدیا اتنے میں ایک نہنگ نکلا
اور سکندر کو دہن میں لیکر وہ نہنگ نہر میں غائب ہو گیا بہرام یہ دیکھکے رو گیا اور گرگدن سکندر و مرکب
ایرج کو لیکر اب پھر لشکر کی طرف جاتا ہے چلکر شاہزادہ حمزہ ثانی سے اس مقدمہ کو بیان کریگا

دو کلمہ داستان بہجت لاہوت کا بلاشور کو برنے تا لشکر رستم سماعت فرمایئے

اس بلندی پہ دیا عشق نے پہونچا ہمکو	کہ فلک بھی نظر آتا ہے نیچا ہمکو	ہم وہ کیون ہیں کہ دل اپنا ہی نظر آتا ہمکو

اور جون خیمۂ لیلی ہے سویدا ہمکو
تن سے کیا جان کہ دل اپنا نکلنے پاوے
کشتۂ زخم سے اک خلعت زیبا ہمکو
ہم گئے جسکی طرف جون گل بازی اُس نے
خط لکھا غیر کو اور بھول کے بھیجا ہمکو
دل مین تھے قطرۂ خون چند سو مانند حباب
ور داب ہمکو تمھارا ہو تمھارا ہمکو
ہم تو کہتے تھے کہ ذوق اُٹھی تو زلفو کو نہ چھیڑ

ہوویگا کشتی طوفان زدہ تابوت اپنا
ہر بشر طے تہ کرنے کا بھروسا ہمکو
آگئی ہر سر گرداب فنا کشتی عمر
پاس آنے نہ دیا دور سے پھینکا ہمکو
ایک دم عمر جیسی ہے یہان مثل حباب
نہ ہے وہ بھی جب اُلفت نے نچوڑا ہمکو
پھینک کر شیشۂ دل ہاتھ سے کہتا ہے وہ مست
اب وہ یہ ہمرہی تو ہی تجھکو تعلق یا ہمکو

آگیا اپنے اگر رونے پہ رونا ہمکو
نخل خرما کی طرح باغ محبت مین ملا
ہر نفس باد مخالف کا ہے جھوکا ہمکو
رشک تھا اپنے نوشتہ مین کہ اُس نوخطنے
فکر امروز ہو سنے ہے غم فردا ہمکو
اور ہمدرد کہان ہو نہواے حضرت دل
کیا بنایا ہے ہتیلی کا پھپولا ہمکو

جاسوسان اخبار و حکایات کہن و تلاش کنندگان مضامین زینت افزاے انجمن راز سربستۂ سخن کو یون افشا کرتے ہین اور چاہ تاریک عادسے بدستیاری خامۂ عنبرین شمامہ حرف مطلب کو بطرح انشا فرماتے ہین کہ جب لاہوتک شاہ نے مقدمہ رستم کا سُنا تو بلاشور سے بلا کر کہا کہ جس صورت سے ممکن ہو رستم کو پیدا کرو ورنہ تجھے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالونگا بلاشور نے اپنے گھر مین آکے اپنی مادر زرقہ سے حال پوچھا وہ بھی متردد و حیران تھی ناگاہ دختر بلاشور ہمراہ فیروز کے آئی بلاشور دختر کو بہت چاہتا تھا پیار کرنے لگا دیکھا کہ ایک جفت تکمہ اُسکے گلے مین مروارید بے بہا کا ہے بلاشور کی نظر اُس تکمہ جواہر پر جا پڑی دختر سے پوچھا کہان سے تجھکو بہم پہونچا اُسنے کہا ملکہ نے یہ تحفہ مجکو دیا ہے پوچھا اُسنے کس سبب سے دیا ہے کہا چار روز ہوے ہین کہ جب ملکہ میرے دیکھنے کو یہان تشریف لائی تھین اور اس روز مجھپر بہت مہربان تھین بس انتہاے مہربانی سے یہ تحفہ مجکو عنایت فرمایا بلاشور نے پوچھا کہ وہ کسکے ہمراہ تھی کہا کوئی بھی ساتھ نہ تھا لیکن خیال کو بلوا کے نامہ اپنے باپ کو لکھکر بھیجا تھا بلاشور نے کہا اے زرقہ یہ کام خیال عیار کا ہے وہی فریب دیکر رستم کو لے گیا وہ بولی کہ بیشک خیال ہی نے یہ حرکت کی ہے کیونکہ وہ ملکہ کا عیار ہے اور چرخ کبود کو بھی وہی لے گیا ہے اور اشراق کو بھی اُسی نے قتل کیا ہے اور ملکہ اسی واسطے میرے مکان مین آئی تھی اور خیال کو اسیجے بلوا کر نامہ بھیجا بھیجا تھا اور دل افروز کو بھی بلا کر اُس نے بہت مہربانی کی تھی ان سب باتون سے ثابت ہوتا ہے کہ وہی عیار رستم کو نکال لے گیا اور ملکہ کے باغ خرم بہشت مین ہے بلاشور کو یقین کامل ہو گیا کہ خیال لے گیا اُسنے کہا کہ خبر اس راز کو کسی سے افشا نہ کرنا اور بوقت شب بلاشور نے لباس شب روی جسم پر آراستہ کیا اور بارہا اپنے عیاری سے چست و چالاک ہو کر پشت باغ ملکہ کی جانب آیا اور کمند بارہ دری کے کوٹھے پر آیا دیکھا ملکہ ماہ نوش رستم کے پاس بیٹھی ہے گرد و پیش کنیزان مہ جمال کا مجمع ہے خیال بھی موجود ہے خوب صحبت گرم ہے بلاشور نے چاہا کہ یہ خبر جمشید شاہ کو پہونچائے پھر دل مین سوچا کہ اگر اسکا سر اسی جگہ سے کاٹ کر لیچلو تو بہتر ہوگا یہ خیال کرکے ذرا تامل کیا اور ایک جگہ پر گھات مین چھپ کر بیٹھ رہا کہ صحبت برخاست ہوے اور یہ دونون آرام کرین تو اُسوقت تو اپنا کام کر لینا یہ منتظر بیٹھا تھا کہ حسب اتفاق محفل آرا کنیز ملکہ ماہ نوش کو ٹھے پر محل کے بضرورت گئی اور دیکھا کہ بالاے بام کوئی شخص مخفی ہے یہ دیکھکر پلٹ آئی اور رستم سے آکر اسنے حال بیان کیا رستم سپر تلوار لیکر کوٹھے پر آیا دیکھا تو بلاشور ہے بس دیکھتے ہی رستم نے حملہ بلاشور پر کیا ایک ہی ضرب لگائی تھی کہ جھک کر بلاشور نے ایک خنجر

مارا کہ انکی ران پر زخم کاری لگا اتنے مین خیال بھی آپہونچا مگر بلا شور بام محل سے کود کر نکل گیا اور وہ زخم
رستم کے ایسا لگا تھا کہ وہ بیہوش ہوگیا اور بلا شور باغ سے نکلکر جمشید شاہ کیطرف روانہ ہوا ملکہ نے کہا
کہ بلا شور میرے باپ کو یہ خبر کرے گا اور وہ لشکر لیکر ہمارے تعاقب مین ضرور آئیگا اسوجہ سے اب
یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہے بہتر یہ ہے کہ رستم کو اور راہ سے بیابان نہ طاق مین پہونچا دین کہ وہانسے لشکر
اسلام قریب ہے بآسانی پہونچ جائینگے یہ خیال کرکے ملکہ مع کنیزون کے سوار ہوئی اور رستم بھی مرکب پر سوار
ہوا قصد جانے کا کیا خیال عیار بھی ہمراہ تھا غرضکہ یہ سب چلے جاتے تھے تا اینکہ ایک پہاڑ کے قریب پہونچے
دیکھا کہ ایک سمت گرد تیرہ و تار بلند ہے اور آمد لشکر کثیر کی معلوم ہوتی ہے رستم اس مقام پر ٹھہر گئے اور
خیال سے کہا کہ ملکہ کو مع کنیزون کے علیحدہ کسی مقام پر لیجاؤ یا باغ مین اُنکے پہونچا دو مین اس گرد کو
دیکھتا ہون کہ کس کا لشکر آتا ہے خیال تو ملکہ اور کنیزون کو لیکر اُسطرف چلا گیا اس عرصہ مین وہ گرد قریب آئی
اور دل گرد سے مسروق آہن تاب نمایان ہوا کہ یہ فوج کثیر لیے ہوے واسطے مدد لاہوتک کے جاتا
تھا مسروق قریب رستم کے آیا اور پوچھا کہ لقا بدارون کو جو تمھارے ہمراہ مین نے دیکھا تھا انکو کیا کیا
اور وہ کہان گئے رستم نے کہا خبردار اگر تجھ کو حوصلہ بکتا ہے اسیطرح کہ مین آہن تاب ہون رستم نے کہا کہ او
قرمساق مین جانتا ہون کہ تو آہن تاب ہے مگر سنو + بیا ر انچہ داری ز مردی نشان + کمان کیانی و گرز گران
آخر الامر اُس نے ضرب لگائی رستم نے ضرب اُسکی رد کرکے شمشیر خون آشام سے دو پرکالے اُسکے کیے جنگ مغلوبہ
واقع ہوئی اس جنگ مین بھی رستم کے ایک زخم لگا اور گھوڑا ایک سمت کو انکو نکال لے گیا اُس گرد و نواح
مین ایک شخص طوفان دریا بار بھی نام رہتا تھا اور چار ہزار پیادے اور سوار ہمراہ لیکر مدد کو
لاہوتک شاہ کے جاتا تھا کہ رستم ثانی کا راہ مین اُس سے سامنا ہوا حالانکہ درد زخمون مین بہت تھا
لیکن باوجود اُس زخم تازہ کے رستم نے مقابلہ کیا اور ہاتھ سے طوفان کے ایک زخم اور کھایا کہ زخم شمشیر کا
ہوا مگر حالت زخمداری مین سر طوفان دریا بار کا قلم کیا الا درد زخم کے باعث سے بیہوش ہوگیا اور مرکب شہزادہ
کو ایک طرف نکال لے گیا تمام شب چلا گیا صبحکو ایک مقام پر پہونچا زخمون مین درد تھا مرکب پر سے اُترا اور
زین پوش بچھا کر بیٹھا مگر اسروت کا حال سنیے کہ مجنون سیاہ پوش اور داراب سے جنگ ہوئی آخر
کو داراب مجنون کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور گھوڑا داراب کا تھم سکا لیکر ایک طرف نکل گیا حمزہ ثانی
نے کہا کہ مین ایک شخص ایسا چاہتا ہون کہ اس دہ کوہ کو اچھی طرح اپنے قبضہ مین کرے طہماس نے
قبول کیا دوسرے دن طہماس سر راہ مجنون پر آکر کھڑا ہوا اور جنگ طہماس اور مجنون شاہ ہونے لگی
مجنون نے تلوار کاری کہ گردن اسپ طہماس کی قلم ہوگئی تو دوسرا گھوڑا لائے مجنون تیغ کھینچکر دوڑا
طہماس نے اُسکی تلوار مثل شمشیر گلی کے توڑ ڈالی پس مجنون پلٹ کر بھاگا طہماس نے پیچھا کیا غرضکہ
دوسرا گھوڑا ابھی مجنون کا مارا گیا طہماس نے مجنون کو پکڑ کے زمین پر دے مارا یہ حال دیکھکر لاہوتک شاہ
بھی بھاگا حمزہ ثانی نے تعاقب کیا بہت کچھ مال اور اسباب ہاتھ لگا جلادان لشکر اسلام مع
حمزہ ثانی پیچھے لاہوتک شاہ کے چلا اور لشکر لاہوتک شکست خوردہ کنارہ شہر جابلقہ کے پہونچا

باز آمدم بر قصۂ رستم ثانی

کہ یہ جس مقام پر زین پوش بچھائے ہوے بیٹھے تھے کہ خیال عیار بھی انکی تلاش مین اسی مقام پر پہونچا

اور ملکہ کا باغ مین پہونچا دینا اور فراق مین شہزادہ کے زار و قطار رونا بیان کیا اور وہان سے رستم کو پھر باغ
مین پاس ملکہ ماہ نوش کے اس حیلے سے کہ آپکے لشکر مین لے چلتا ہون لاکر پہونچا دیا ملکہ شہزادہ کو دیکھکر
مثل گل شگفتہ و خندان ہوئی ایک روز رستم بام بارہ دری پر بیٹھے ہوے ہمراہ ملکہ مشغول عیش تھے کہ لشکر
لاہوتنگ کا شکست خوردہ جاتا ہوا دیکھا پوچھا کس کا لشکر ہے خیال نے کہا لاہوتنگ شاہ حمزہ ثانی سے
شکست کھاکر جابلقا کو جاتا ہے یہ سنکر رستم رو دیا ملکہ نے سبب پوچھا کہا جائے افسوس ہے کہ مین عیش و آرام
مین شب و روز مشغول رہون اور دلیران اسلام جنگ مین یون سعی و کوشش کرین یہ کہکر اسیوقت گھوڑے پر سوار ہوا
اور لشکر کفار پر جا گرا اور سر الماس کوہ پیشانی کا قلم کیا اور چاہا کہ پاس لاہوتنگ کے پہونچکر ایک ضرب
لگاوے کہ مجنون شاہ تلوار کھینچکر صف سے نکل آیا اور ایک ضرب تیغ رستم پر لگائی کہ رستم زخمی ہوا اور مرکب
وفادار اسے لیکر ایک جانب نکل گیا ادھر لاہوتنگ شاہ مع لشکر اندر شہر کے بھاگ گیا غرضکہ گھوڑا رستم ثانی
کو لیکر ایک دشت جنت نظیر مین پہونچا کہ تمام دشت مین فرش سبزہ زمردگون کا بچھا ہوا اور گلہائے صحرائی
اور خودرو سے سارا جنگل پر گلزار ہو رہا تھا مرکب سبزہ کو دیکھکر بھوکھا تو تھا ہی گھاس چرنے لگا رستم پشت
مرکب سے زمین پر گر پڑے اُسی صحرا مین ایک چمنستان تھا اور اُس مین بنگلہ خس و صندلی کا بنا ہوا تھا تمام
چھت و پردے بنگلہ مین قسمزی رنگ کے پڑے ہوے تھے اور چند قلندر رلباس قسمزی پہنے اور حلقہ ہاے
مرصع کانون مین ڈالے ہوے بنگلہ مین بیٹھے تھے اور ان قلندرون مین ایک جوان تاج مرصع بر سر و لباس
قسمزی در بر سب کے آگے بیٹھا تھا چنانچہ قلندرون نے دیکھا کہ ایک جوان خوش رو گھوڑے سے زمین پر گرا ہے
پس قلندرون نے آکر رستم کو اُس مقام سے اُٹھایا اور بنگلہ مین لائے دیکھا تو زخمی ہے اور خون جو
زخمون سے بکثرت نکل گیا ہے اسوجہ سے بیہوش ہے غرضکہ قلندرون نے زخم رستم کو صاف کیا اور
باندھا جب کہ رستم اچھی طرح ہوش مین آیا قلندرون نے حال پوچھا رستم نے حقیقت اپنی بیان کی اور
پوچھا کہ آپ کون شخص ہین کہ میرے اوپر آپ نے اسقدر عنایات فرمائین آپ قلندر بھی ہین اور بادشاہ
بھی ہین قلندر نے کہا کہ مین پسر وزیر ہون اور بنی اعمام بادشاہ سے ہون یہ کہکے قلندر نے بزم شراب کی
آراستگی کا حکم دیا جام مے ارغوانی گردش مین آیا صحبت عیش و طرب برپا ہوئی جبکہ دو تین جام رستم نے پیے
و نشہ خوب ہوا یاد ماہ نوش مین ایک آہ کھینچی اُن قلندرون نے سبب آہ کا پوچھا رستم نے اپنی سرگذشت
کہی وہ جوان جو آگے بیٹھا تھا رونے لگا اور اُس نے کہا اے دلاور یہان سے ایک فرسنگ پر ایک شہر ہے کہ اسکو
اشراقیہ کہتے ہین اشراق شاہ چچا جمشید شاہ کا وہان بادشاہ ہے چالیس پہلوان نامی و گرامی رکھتا
ہے اور ایک اسکا عیار ہے سہمک نام کہ تیرہاے چرخ نیلی فام کے خلل اسکا دوسرا نہین ہے اس بادشاہ
کی ایک دختر ہے کہ نام اسکا مشکلہ ماہ پیکر ہے حسن و جمال مین اپنا نظیر نہین رکھتی اور اسکا وزیر کیوان عطارد شناس
ہے اسی کا مین بیٹا ہون اور میرا نام شمیم بن کیوان ہے چنانچہ ایک روز شہزادی کو مین نے محل پر بیٹھے دیکھا پس
دیکھتے ہی مین عاشق ہو گیا میرے باپ کو اس حال کی خبر ہوئی وہ فکر مین تھا کہ میری شادی اس شہزادی
کے ساتھ ہو جائے کہ ناگاہ براق دیو شہزادی کو اُٹھا لے گیا اور اسی نواح مین ایک باغ ہے کہ اس مین
مکانات مرتفع بنواکر شاہزادی کو رکھا ہے اور ملکہ کے باپ سے خواصین واسطے خدمت کے لے گیا ہے
بادشاہ ہر روز شہزادی کے لیے طعام و شراب بھیجتا ہے مگر اشراق شاہ نے اکثر کہا ہے کہ جو شخص دیو کو مار کے

ساتھ شادی اُس شہزادی کی گردن پر سنکر اکثر پہلوانان تہمتن لڑنے کو اُس دیو سے گئے مگر جو گیا یا تو
مارا گیا یا قید ہوا پس مین نے اپنے مین اتنی طاقت نہ دیکھی کہ جو مقابلہ اُس دیو سے کرسکون اور نہ بغیر اس
دلربا کے مین شہر مین رہ سکا پس مناسب یہ جانا کہ اُسکے عشق مین فقیر بنکے دامن کوہ مین بسر اوقات
کرون رستم نے کہا اگر اُس دیو کو مین قتل کرون تو تم مسلمان ہوگے تمیم نے منظور کیا القصہ رستم اُس
مکان کیطرف چلا جہان شہزادی تھی پایئن اُس مکان کے باغ تھا ایکمرتبہ شہزادی نے دیو سے کہا کہ
مین اس قصر مین بہت دل تنگ رہتی ہون مجکو اس باغ مین لیچل کے مقیم کر ورنہ مجکو قتل کر ڈال دیو
تو دل دادہ تھا ہی شہزادی کو پایئن باغ مین لایا اور آپ گرز گران سنگ کاندھے پر رکھے ہوے سیر و شکار
مین مشغول رہتا تھا لیکن نگاہ ہر وقت اسی صنم دلربا پر رکھتا تھا چنانچہ ایک روز شہزادی پایئن باغ
مین گلگشت کر رہی تھی کہ رستم آیا اور مقابلہ اُس دیو سے ہوا رستم فوراً حربہ اُسکا رد کرکے لپٹ گیا اور چھاتی پر
چڑھکر سر اُس کا قلم کر ڈالا تمیم بھی ہمراہ تھا اس نے آگے بڑھ کے شہزادی کو گود مین اُٹھا لیا اور ایک
محافہ مین سوار کرا کے شہر مین بکمال تمام شہزادی کو لایا اور احتیاط سے اُسکو رکھا اور حسب وعدہ ہمراہ اپنے
مصاحبون اور ملازمون کے مسلمان ہوا اور یہ خبر اپنے باپ کیوان عطارد شناس کو بھیجی کیوان نے ہزار غلام
زرین کمر اور اُسکی مان کو اور بہت سے نوکر چاکر آگے اُسکے بھیجے تمیم نے اُسیوقت پوشاک فقیری اُتار کر
لباس پر تکلف پہنا اور سر براق دیو کا آنا یہ لدوا کے رستم تمیم کے ہمراہ متوجہ شہر کے ہوے
تمیم اپنے باپ کیوان عطارد شناس کے پاس لایا اور کل کیفیت اُس سے بیان کی کیوان نے
یہ حالات سنکر پوشاک شاہانہ رستم کے لیے حاضر کی اور بہت تعریف و توصیف رستم کی کرکے
عذر معذرت کی کہ مین کسی لائق نہین ہون کہ آپکی کچھ خدمتگذاری کرسکون بعد ازان تمیم اشراق شاہ
کی خدمت مین حاضر ہوا اشراق شاہ بہت خوش ہوا ایک تاج مرصع اور کمربند زرین عنایت فرمایا
اور کہا کہ شہزادی کی شادی تیرے ساتھ کردونگا یہ کہکر محل مین داخل ہوا بیٹی نے باپ کے ہاتھ چومے
اور گلے مین ہاتھ ڈالکے رونے لگی اول تو باپ نے بہت تسلی دی اور کہا ای جان پدر تمیم کے ساتھ تیری
شادی کرنے کا قول ہار چکا ہون دوسرے روز شہزادی نے آگے مان کے خنجر کھینچکر کہا کہ مین اپنا گلا
کاٹ ڈالونگی ورنہ میرے باپ نے جو یہ شرط کی تھی کہ جو شخص اُس دیو کو قتل کریگا مین اُسکی
شادی کردونگا پس رستم ثانی نے دیو کو قتل کیا ہے مین اُسی کی شوہری قبول کرتی ہون پس
اُسکی مان نے یہ بات اشراق شاہ سے کہی وہ بولا یہ بات کب ہوسکتی ہے مگر بمصلحت وقت
اشراق شاہ نے سہمک عیار کو طلب کیا اور کہا کہ تو جا کر اس مقدمہ کی تحقیق کر سہمک حسب الحکم
بادشاہ کیوان عطارد شناس وزیر کے مکان پر آیا اور ایک مقام پر پوشیدہ ہوکر بیٹھ رہا کہ سب
حالات یہان کے سنکے بادشاہ کو اصل بات کی خبر دے یہان کیوان اور تمیم و رستم باہم بیٹھے
ہوے شراب پی رہے تھے جب نشہ شراب خوب ہوا تو رستم رونے لگا کیوان نے سبب
گریہ پوچھا رستم نے اپنی سرگذشت بیان کی کیوان نے کہا کہ خدا تمہارا حامی و مددگار ہے وہ ضرور
تمہاری مراد پوری کریگا اور یہ کہکر کیوان بھی از سر صدق مسلمان ہوا رستم نے درمیان نشہ
شراب کے کہا کہ اگر بعد شادی کرنے دختر کے اشراق شاہ مسلمان ہوا تو اشراق شاہ

کو مار کر شمیم کو باد شاہ کیوان کا سہمک تو مخفی بیٹھا ہوا سب حالات دیکھ سُن رہا تھا اُس نے یہ خبر آکر
اشراق شاہ کو پہونچائی کہ نبیرہ زادہ حمزہ آیا ہی اور درحقیقت اسی نے دیو کو قتل کیا ہی اور اب اُسکا
یہ ارادہ ہی جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور سہمک نے کہا کہ وہ بڑا اولوالعزم شخص ہی جیسا اُس نے کہا ہی ویسا ہی
کریگا اب ملک بھی گیا اور جان بھی گئی پس اشراق شاہ نے یہ حال سہمک سے سُنکے اُسی وقت
افلاک نیزہ دار اپنے سپہ سالار کو بلوا کر چالیس ہزار سوار و پیدل ہمراہ اُسکے بھیجے کہ کیوان اور شمیم دلاتم
کو یا گرفتار کرے یا قتل کر کے لائے اب افلاک تو اُس طرف جاتا ہی کہ اُس کا حال آیندہ مذکور ہوگا

جب تک دو کلمہ داستان بدیع الملک سے بیان ہوتے ہین

اُس یار کو مین پارہ پارہ کیہ کرتا
بیار ہجر میں اُسکے کن رو کیا کرتا
حقیقت دہن یار کھولتا کیونکر
یہ پیٹ کے دل پہ اشارہ کیا کرتا
اُلفت مین سے استخوان رہ گیا تھا پون
سلسلے تیشہ سے ہی سنگ خارہ کیا کرتا
نہ تھا زر کو نہیں دو کار شان امیرونکی
نہ کرتا جیب و گریبان کو پارہ کیا کرتا

قبا سے گل سے اُسے استعارہ کیا کرتا
نقاب اُلٹ کے جو منھ عاشقونکو دکھلاتے
نہفتہ راز کو مین آشکارہ کیا کرتا
بہار تھی جو وہ گلچہرہ یار بھی ہوتا
پھر اور سوزش دل کا چارہ کیا کرتا
بہار گل میں پیالہ لگایا منھ سے
سر برہنہ سر کو شوادہ کیا کرتا

بہار گل میں یہ مین دریا کی جوش مین ہوتا
تھین کہو کہ تھا ر نظارہ کیا کرتا
قدم کو پیچھے رہ خوفناک عشق مین رکھ
اکیلے جاکے چمن کا نظارہ کیا کرتا
شکستہ دل تھا اُس بت کے ناز سے کیونکر
شراب پینے کو مین استخارہ کیا کرتا
بہار گل مین تھا جا رہے بابر اے آتش

کلگونہ کیفان عارض مدعا وآرایش دشمنگان چہرہ داستان فرحت
افزا رنگین تحریر بے بالاے شاہد سخن کو یون زیب وزینت دیتے ہین کہ جب اسپ خوشخصال
بدیع الملک کو بحالت زخمداری میدان جنگ سے ایک طرف نکال لے گیا تھا بعد دو روز کے ایک
شہر مین پہونچا کہ نام اُس کا روشن کوہ تھا بتخانے وہان بہت تھے اور برہمن اُس مین رہا کرتے
تھے اُن برہمنون نے زخم شہزادے کا دیکھ گھوڑے سے اُسکو اُتار کر زخمون کو پاک وصاف کیا دوسرے
روز سب برہمن بیچ مین شہزادے کو لیکر گرد سب حلقہ کیے ہوئے بیٹھے کہ شہزادے نے آنکھ کھولی اور نام
خداے تعالی کا لیا برہمنون نے جانا کہ یہ خداپرست ہی کہا خیر اسکو اچھا تو کرین تاکہ طاقت بات کرنے کی تو
ہووے بعد ازان اس کو ہدایت اپنے دین کی کرین گے اگر منظور کیا تو بہتر ہی ورنہ اسے قتل کر ڈالین گے غرضکہ
چند ساعت بعد شاہزادے مین کچھ طاقت وتوانائی ہوئی شاہزادے نے حال وہان کا دریافت کیا معلوم ہوا
کہ یہ ملک بالکل کفرستان ہی کافر لوگ یہان رہتے ہین اور بادشاہ یہان کا منظلم شاہ ہی اور اُس کا ایک
پہلوان ہزال نام کہ وہ مالک چار ہزار پہلوانون کا ہی اور اس شہر مین ایک بتخانہ ہے کہ اس مین ایک بت
سونے کا بنا ہوا ہی اور وہ شراب و طعام کھاتا پیتا ہی مردم شہر اُسی کی پرستش کرتے ہین برہمنون نے
شہزادے سے کہا کہ اگر تم ہمارا دین اختیار کرو تو بہتر ہی ورنہ ہم تمھین مار ڈالین گے بدیع الملک نے
تین روز کی مہلت طلب کی اور صبر کیا ایک روز غل وہنگامہ سنائی دیا لوگون سے دریافت کیا
کہ یہ شور وغل کیسا ہی معلوم ہوا کہ دختر منظلم شاہ کہ اُسکا نام مہر شیرین کلام ہی واسطے زیارت
دیر کے آتی ہی اُسوقت برہمنون نے تلوار کھینچکر چاہا کہ شہزادے کو قتل کرین اُس دختر نے حال پوچھا
لوگون نے کہا کہ ایک خداپرست آیا ہی ہم چاہتے ہین کہ اُسکو قتل کرین وہ دختر بھی طاقتور اور زبردست

بھی بولی کہ کیسلیے مین اس ثواب سے محروم رہون او سواری سے نیچے اُتری اور تیغ کھینچکر آگے قدم
بڑھایا اور دیر مین گئی کہ استے مین ایک دختر ادر کہ نام اُسکا قمرتن تھا آئی اور دونون باہم ہوکر اس
دیر مین گئین آگے بڑھکر قمرتن نے کہا کہ یہ جوان شایکھہ بیمار ہی علاج اسکا کرو کہ اچھا ہووے تب مین اسکو
نصیحت کرونگی اگر امان لیا تو بہتر ہی ورنہ قتل کیا جائیگا اُس عرصہ مین ایک جانب سے گرد اُٹھی دیکھا کہ ہزار
سوار زرہ پوش ننگی تلوارین ہاتھ مین لیے ہوے اور سردار اُنکا فولادپوش تمام مسلح و مکمل چلے آتے ہین اور
آتے ہی مندر کو گھیر لیا ایک وزیر مظالم شاہ کا ہی عطارد اختر شناس نام کہ چار سو برس کا اُسکا سن و سال
ہی اُس نے پہلے ہی سے بطور پیشین گوئی کے بتایا تھا کہ فلان روز ایک خدا پرست اس دیر مین آئیگا اور دین ہمارا
منسوخ کریگا غرضکہ برہمنون نے شاہزادہ کو فولادپوش کے حوالہ کیا اُس نے بدیع الملک کو قید کیا
اور شہر کیطرف لیچلا دختر شاہ بھی ساتھ ساتھ چلی دایہ سے اس نے صلاح پوچھی دایہ نے سبزک عیار کو بھیجا ابھی
قید شہزادہ کی شہر مین نہ پہونچی تھی کہ سبزک عیاری کرکے راستہ ہی سے شہزادے کو چھڑا لے گیا خبر مظالم شاہ
کو پہونچی عطارد زحل شناس نے کہ منجم بے بدل تھا کہا کہ وہ جوان ابھی شہر ہی مین ہی اُسکو تلاش کرکے
پیدا کرو ورنہ دین ہمارا برباد کریگا عیاران مظالم شاہ مین ایک عیار ہی قارن آتشبار کہ اُسکو بلاشور نے
بھیجا ہی وہ چند عیار اپنے ہمراہ لیکر حسب الحکم مظالم شاہ شہزادے کی تلاش مین چلا اور کوچہ بکوچہ ہر ایک
مقام پر شاہزادے کا تجسس ہونے لگا اب یہ سب عیار تو تلاش مین مصروف ہین جب تک

دو کلمہ داستان حمزہ ثانی اور لاہوتک کے بیان کیے جاتے ہین -

کہ جب امیر ثانی در شہر جابلقا پر پہونچے تو لاہوتک شاہ بہت پریشان ہوا اور بلاشور بیمار اور
زخمدار اپنے گھر مین پڑا ہوا تھا اور چارون طرف سے مسلمانون نے شہر کو محاصرہ کر لیا تھا چونکہ شہر بہت بڑا تھا
اور آدمی کثرت سے تھے اور بسبب محاصرہ کے باہر سے آمد غلہ کی بند تھی اس جہت سے خوراک لوگون کو
کم ملتی تھی پس امیر ثانی نے حکم دیا کہ اس طرح گھیرے ہوے کب تک پڑے رہین گے آج کے چھٹے روز
یورش کرکے دھاوا کیا جاے اور اندر شہر کے گھس چلو پھر دیکھا جائیگا فی الحال پانچ روز تک سب
اہل لشکر کہ جنگ وجدال سے بہت تھکے ہوے ہین خوب آرام کرلین اور چھٹے روز یورش کا انتظام
کیا جائے یہ خبر ہرکارون نے لاہوتک شاہ کو پہونچائی اُس نے بلاشور کو اُسی حالت بیماری مین بلاکر حکم دیا
کہ تو ایک کشتی پر سوار ہوکر ملک معجن کے پاس جا اور ہمارے حال کی خبر کر وہ ضرور امداد و اعانت کریگا
چنانچہ حسب الحکم لاہوتک بلاشور اسی دن کشتی پر سوار ہوکے چلا دوسرے روز وہ کشتی کنارہ پر
پہونچی بلاشور نے کشتی سے اُترکر دیکھا کہ ایک لشکر ستر ہزار آدمیون کا دریا کنارے اُترا ہوا ہی دریافت
جو کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر ملک معجن کا ہی کہ واسطے مدد لاہوتک شاہ کے جاتا ہے بلاشور نے دیکھا کہ
ملک معجن ایک جوان قوی ہیکل ہی اور عمر اُسکی چالیس برس کی ہی غرضکہ پہلے معجن نے اپنے ایک ملازم کو کہ
نام اُسکا جزیرہ دار تھا جابلقا مین بھیجا اور کچھ فوج ہمراہ کردی اُس نے جاتے ہی ظفر پائی اور جابلقا مین
پہونچا بعد ازان ملک معجن بھی روانہ ہوا ایک پہلوان اس کا تھا کہ نام اُسکا صلصال چوب زن ہی چھ سو من
کی چوب باندھتا ہی اور اُسی سے کارزار کرتا ہی اور وہ چوب مثل برق غضب کے تھی اور سرعت مین
سیماب سے زیادہ تھی الحاصل بلاشور ملک معجن کی خدمت مین گیا اور سب کیفیت تباہی لشکر کفار کی اور

علیہ فوج اسلام کا اور قلعہ بند ہو جانا خداوند لاہوتنگ کا سب اپنے بیان کیا ملک معجن نے بلاشور
کی بڑی حرمت کی اور تادیر مستفسر حال بلاشور بھی بعد اوہ اہل اسلام کی خوب بڑھا کر کہتا رہا ناگاہ عیار
معجن کا کہ سردار بھی تھا بارگاہ میں آیا وہ غلام مہتر بلاشور کا تھا اور سرو عیار اس کا نام تھا بلاشور
کو دیکھتے ہی اسکے قدموں پر گر پڑا اور نہایت عجز و انکسار سے ملا بلاشور نے پیشانی پر سرو کے
بوسہ دیا اور ظلم خداپرستوں کا بیان کرکے داغ فیروز کے سبب سے بہت افسوس کرکے رونے لگا سرو نے
کہا آپ خاطر جمع رکھیں میں اپنی جان نثار کروں گا یہ اہل اسلام جاتے کہاں ہیں معجن نے کہا کہ اے
بلاشور جا اور خداوندزادہ سے کہنا کہ جس طرح سے ہو سکے قلعہ سے باہر آؤ اور خداپرستوں کو گرد قلعہ سے
ہٹا دو اور طبل جنگ بجوا کر صف کشتی کرو میں بھی آتا ہوں پس بلاشور یہاں سے رخصت ہوا اور
لاہوتنگ شاہ کے پاس آکر جملہ حالات ملک معجن کے اس سے بیان کیے کہ اسطرح وہ
لطف و عنایات سے پیش آیا اور آپکی اعانت کیلیے ہمہ تن آمادہ ہے لاہوتنگ شاہ کو یہ خبر سنکے
بڑی خوشی ہوئی اور ادھر جمشید نے امیر ثانی سے آکر کہا کہ لاہوتنگ شاہ ایک جنگ
کرنا چاہتا ہے اسکو اچھی طرح سے اسکی مدد کیلیے ایک لشکر گران آیا ہے امیر ثانی نے فرمایا کہ
کیا مضائقہ ہے خدائے ما بزرگ است غرضکہ لشکر اسلام میں طبل جنگی بجا شب بھر طرفین میں درستی
اسلحہ و سامان جنگ ہوا کی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے امیر نے جس مقام پر کہ پڑے ہوئے تھے
اس سے کسیقدر پیچھے ہٹکر صف کشی کی اور معجن شاہ بھی ستر ہزار سپاہ لیکر میدان کارزار میں پہونچا
چار فیلوں پر اسکا تخت کھچا ہوا تھا اور اسپر معجن شاہ بیٹھا ہوا آگے آگے ابلیس اور مہلال چوب زن
چلا آتا تھا جبکہ پاس لاہوتنگ شاہ کے پہونچے سجدہ کیا سرو عیار نے میدان میں
آکر نعرہ کیا اور خردک بن کوچک عیار جانب لشکر اسلام سے باہر آیا سرو عیار
نے کچھ حقہ ہائے قارورہ آسمان کی طرف پھینکے اور کچھ سامنے زمین پر مارے اور وہ پھٹے تمام میدان
میں آگ لگ اٹھی اور خردک کہ پسر خواندہ عمرو تھا قارورہ بازی میں بے مثل تھا اس نے بھی قارورہ ہائے
آتشبار مارنا شروع کیے قارورہ پر قارورہ پڑا اور دونوں ٹوٹے خردک نے دیکھا کہ آگ پھیلی ہے اس لیے
چاہا کہ میں لشکر میں چلا جاؤں سرو نے کمند باری خردک نے خنجر کھینچا اور نزدیک سرو کے آیا
سرو نے خنجر خردک کے پہلو پر مارا کہ وہ قتل ہوا چونکہ خردک پسرخواندہ عمرو کا تھا حمزہ ثانی نے
اسکا تمام حال سنا اور بڑا رنج و غم امیر کو ہوا جبکہ رات ہوئی سرو اور بلاشور نے پوشاک شبروی
پہنی اور اسطرف عمرو ثانی نے سب عیاروں کو بلایا مرشاپور و قران نہ تھے رستم ثانی اور بدیع الملک
کو بلانے کے لیے گئے تھے عمرو ثانی نے کہا اے یارو عوض خردک کا سرو سے لینا ضرور ہے
کہ مرجان آیا اور خبر لایا کہ آج کی شب عیاران لشکر کفار قصد شبروی کا رکھتے ہیں اسپر ابوالفتح
بولا کہ میں عوض خردک کا ضرور بالضرور لونگا لیکن شرط یہ ہے کہ تین حصہ عیاروں کے
کرو عیاران دست چپ سے چالاک بولا کہ نگہبانی لشکر کی میں کرونگا اور مرجان بولا کہ
لشکر کفار میں میں جاتا ہوں ابوالفتح نے کہا کہ سرو سے عوض خردک کا میں لونگا غرضکہ یہ
مشورہ قرار دے کے اپنے اپنے کام میں سب مصروف ہوئے

داستان رستم ثانی اور افلاک و اشراق اور قید کرنا رستم ثانی کو

راویان شیرین کلام اس داستان رنگین کو یون سامعہ افروز شائقین کرتے ہین کہ جب رستم ثانی شمیم کے
مکان پر تھا کہ ناگاہ افلاک نیزہ دار اشراق شاہ کا بھیجا ہوا اس مقام پر آیا رستم کو خبر ہوئی تلوار
کھینچکر باہر نکل آیا شمیم نے ہرچند منع کیا مگر فائدہ نہوا رستم افلاک کے قریب پہونچا اور چاہا کہ تلوار لگاوے کہ
افلاک نے اپنے سب لوگون کو منع کرکے رستم سے کہا کہ مجھے مت قتل کرو ایک کام تجھسے میرا ہے رستم نے ہاتھ روک لیا
افلاک بولا کہ سہمک عیار نے رات کو تمھاری خبر اشراق شاہ کو پہونچائی اور اس نے مجکو بھیجا ہے اگر تم مجھے قتل کروگے
تو تمھارا کام نہوگا اور اشراق شاہ کے پاس لشکر کثیر ہے تم چلکر اشراق کو قتل کرو سب فوج تمھاری
ہوجائیگی اور ملک و مال ہاتھ آئیگا اور اس کام کا انتظام کردینا میرا ذمہ ہے رستم نے کہا اچھا [illegible] سر تک مجکو
پہونچانے پھر مین سمجھ لونگا غرضکہ رستم و شمیم و افلاک اسی طرف چلے افلاک پہلے بارگاہ مین گیا
اور سلام کرکے بیٹھا اشراق شاہ نے اس سے پوچھا کہ رستم کو قتل نہ کیا وہ بولا مین کسکو قتل کرتا وہ آدمی نہین
دیو ہے جبکہ میرے اسکے کشتی ہوئی تو وہ دونون ہاتھ سے مجکو اٹھا کر چاہتا تھا کہ زمین پر دے مارے کہ ٹکڑیان تک
میری سرمہ سا ہوجاوین مگر مین نے اسکو فریب دیکر جان اپنی بچائی اور بہانہ سے یہان تک اسکو لے آیا ہون
اشراق شاہ بولا کہ اچھا میرے سامنے اسکو لاؤ چنانچہ افلاک رستم کے پاس آیا اور انکو بحضور اشراق شاہ
لے گیا رستم نے بارگاہ مین آکر باواز بلند سلام کیا اور خدا کا نام زبان پر جاری کیا اور صندلی پر کشواز آتش مزاج
کی جا بیٹھا اشراق نہایت غیظ و غضب مین آیا اور کہا اول تو نے نام خدا میرے روبرو لیا اور دوسرے
کرسی کشواز پر بیٹھا غضب کیا اگر یہ خبر کشواز کو پہونچی تو تمام عالم کو زیر و زبر کردیگا یہ کلام ہو رہے تھے کہ
کشواز بھی سیر و شکار سے واپس آکر داخل بارگاہ اشراق شاہ ہوا اور اپنی صندلی پر رستم کو بیٹھے دیکھکر
انتہا کے غیظ مین آکر رستم پر حملہ کیا رستم نے دیا ایک گھونسا مارا کہ پھر اس نے سانس نہ لی داخل جہنم ہوا اور
سامنے اشراق شاہ کے گرا اتنے مین اہل لشکر دلیران اسلام بھی بارگاہ مین آئے اور چارون طرف سے
گھیر لیا اشراق شاہ خوف سے سلیمان کے محل مین داخل ہوا اور دل مین قرار دیا کہ اپنی لڑکی سیمین تن
کیوان عطارد شناس کو دونگا کہ اس عرصہ مین سہمک عیار نے بعیاری رستم کو بیہوش کیا اور
کیوان نے شمیم کو بھی کمند مین قید کیا اشراق شاہ نے حکم دیا کہ ان تینون شخصون کو دار پر کھینچو اور گرد
چارسو آدمیون کا پہرا مقرر کیا کہ کوئی آب و طعام انکو نہ پہونچا سکے اور بھوک پیاس سے ہلاک ہون اور کارندگان
ملازمان کیوان و شمیم کو چونکہ ہمراہ انکے مسلمان ہوگئے تھے قتل کرنا شروع کیا اور مردمان شہر جو فی شمیم
و رستم کی دیکھکر اشراق کو گالیان دیتے تھے اور برا بھلا کہتے تھے

داستان بدیع الملک کی اور سبزک عیار کا جا کر بچانا بدیع الملک کو

ساقی چھلکا ہمین بھی بے لالہ فام سے
ہمت بلند چاہیے دو ہاتھ بام سے
باہر حباب سے کرم بیشمار ہے
جلاکے تمام صبح کالے پیکے شام سے
ابرو و چشم و زلف مین کیا کیا ہین صنعتین

ہملو بھی پھند داشتہ چشم ملک کی جام سے
غافل نہین قضا و قدر اپنے کام سے
باران ہر ایک قطرہ سینہ فیض عام سے
بسمل کی طرح لوٹتے ہین مست ساقیا
تصویر کھینچ ہے مصور کے کلم سے

کھینچے دو دو ہاتھ لو ماہ تمام سے
اگلی ہی پتی اپنی مرد ہی نیام سے
کیونکر شب فراق کٹی کچھ نہ پوچھیے
تیشے سے ہوشیار خبردار جام سے
ای برہمن مجھے مری توقیر چاہیے

بت پوجنے کو آیا ہون بیت الحرام سے
صیاد حسن کھینچتا ہی جب شکار عشق
یہ ذوالفقار رہتی ہی باہر نیام سے
اللہ ری شان عظمت بتخانہ ہاے ہند
ظاہر ہی وجد صوفی عالی مقام سے
رغبت کی آنکھ ڈالیے اس بحر حسن پر
مین اشنائے دختر رز ہون دوام سے
دل سوختون سے گرمی حسن مہجمال پوچھ
سرنامہ سے زیادہ تر انکا ہو روسیاہ
بلبل کو پھانستا ہی رنگ گل کے دام سے
شاعر ہون کیا مجھے ہے ہنسون بادہ خوار کا
برآستان بلند ہی کعبہ کے بام سے
ای مرغ دل ہی فاصلہ اس زلف و خال مین
دریا کو دیکھیے دہن تشنہ کام سے
ناہم مزا نہ پوچھ شراب و کباب کا
آگاہ یہ کباب ہین آتش کے کام سے
لکھتے ہین غیر یار کو خط میرے نام سے
عریان کو تیرے قید نہین پیرہن کی ہی
قول دروغ کم نہین فعل حرام سے
آواز دوست آتی ہی پردہ ساز کے
دانہ ترے نصیب کا باہر ہی دام سے
گھٹی مین دی ہی دایہ نے مجکو شراب ناب
دنیا کا لطف ہی اسی آب و طعام سے

محرران داستان دلستان گلگونہ کشان عارض شاہد بیان توسن خامہ کو میدان مدعا مین جولان کرکے مشتاقان فسانہ کو یہ حکایت لطف انگیز اسطرح سناتے ہین کہ جب بدیع الملک کو سبزک عیار چرا کر لایا کہ اس درمیان مین ایک شور و غل پیدا ہوا اور دیکھا کہ لوگ استقبال کو جاتے ہین کہ زلازل بن گرشاسپ خونخوار اور کرکیوت گرزگردان کہ عمود اسکا ہزار من کا ہی کوہ یمن سے خدا پرستون سے جنگ کے لیے آتے ہین صدہا اور ہزارہا کافرون نے استقبال کیا لوگون نے دیکھا کہ پچاس ارش کا قد اسکا تھا اور ایک دیو تھا کہ قالب انسان مین سما گیا تھا اور آگے آگے اسکے ایک ہاتھی مست کنپٹیان اسکی ٹپکتی ہوئی پاؤن مین بہت بھاری زنجیر پڑی ہوئی جھومتا ہوا چلا آتا ہی مردم شہر تماشے کے لیے دوڑے اور استقبال کرکے بارگاہ مظالم شاہ مین لے گئے اور ہاتھی کو باہر بندھوا دیا مگر یہ ہاتھی کو بہت عزیز رکھتا ہے اس نے اپنے قریب ہی بارگاہ مین ہاتھی کو رکھا ہی اور وہین اس فیل کو غذا بھی ملتی تھی جب لوگون نے پوچھا کہ یہ فیل کیسا ہی جواب دیا یہ ہاتھی گرز آہنی سونڈ مین لیکے خدا پرستون سے لڑے گا اور حمزہ ثانی کو باندھکر پیش لاہوتک شاہ لیجاوے گا غرضکہ مظالم شاہ نے تمام بارگاہ کو آراستہ کیا اور بڑی دھوم سے زلازل کی دعوت کی اور ادھر شاہزادہ بدیع الملک ملکہ شیرین کلام کے پاس بیٹھا تھا اور مجلس عیش برپا تھی خواصین گردپیش حاضر تھین جام ارغوانی گردش مین تھا آواز نقارہ آمد کی سنائی دی سبزک عیار کو واسطے خبر کے بھیجا کہ دیکھ تو کیا معاملہ ہے سبزک جاکر خبر لایا کہ زلازل بن گرشاسپ خونخوار اور کرکیوت گرزگردان مع ایک فیل مست کے کہ وہ بھی گرز آہنی اپنی سونڈ مین لیے ہی بارگاہ مین آیا ہے غرضکہ سبزک نے احوال آمد زلازل اور تعریف و توصیف ہاتھی کی جو سنی تھی شہزادہ سے بیان کی شاہزادہ نے یہ حال سنکر ایک آہ کھینچی ملکہ نے سبب آہ سرد بھرنے کا دریافت کیا کہا لشکر مین دشمنون کے لوگ مدد کو چلے آتے ہین اور مجھسے کچھ کام نہین ہو سکتا ملکہ بولی اول مجھے اپنے لشکر مین پہونچا دو بعد اسکے جو کچھ چاہو سو کرو شہزادہ بولا کہ میرا نام بدیع الملک اردبیلی ہی یہ کام کبھی میرے پدر نامدار نے تو کیا نہین پھر مجھسے کیونکر ہو سکے گا مین یہان سے کہین نہ جاؤن گا اور اس کافر کے گرز کو جسے وہ پھراتا ہی پارہ پارہ کرون گا پھر شہزادہ نے سبزک سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بھئی سبزک مین تمکو نہایت دوست رکھتا ہون ایک بات میری قبول کرو سبزک بولا کہ حضور بسر و چشم جو ارشاد ہو بجا لاؤن شہزادے نے کہا آج شب کو مجھے پاس اس ہاتھی کے پہونچا دے

سبزک نے کہا بہت خوب ملکہ نے پوچھا کس جگہ وہ ہاتھی بندھا ہوا ہی اُسنے کہا کہ قریب محل بادشاہی کے
جہان دس ہزار آدمی عیار و مسلح موجود ہین اور تمام محل و باغ کی حفاظت مین پہرے پر ہوشیار کھڑے
رہتے ہین ملکہ نے کہا کہ پھر کیونکر جائیگا سبزک نے کہا کہ مین نے ایک راہ نکالی ہی ملکہ نے پوچھا
وہ کونسی راہ ہے سبزک نے کہا ایک نقب مین نے اپنے گھر سے باغ تک لگائی ہی اسی راہ سے
شہزادہ کو لیجاؤنگا ملکہ نے ہرچند منع کیا مگر کچھ مفید نہوا آخرالامر سبزک در قصر مظالم شاہ پر آیا
اور شہزادہ کو بھی ہمراہ لایا پس شہزادے نے اول ایک ہی ضرب تیغ سے سر فیل کو قلم کیا اور
وہان سے جانب قصر مظالم شاہ چلا راہ مین دو عیار ملے سبزک نے خنجر سے ایک عیار کو قتل کیا اور
دوسرے کو شہزادے نے پکڑ کر پوچھا کہ تو کون ہی سچ بتا اُسنے کہا کہ ہم دونون عیار ہین قارن آتشبار نے
ہمکو بھیجا تھا بدیع الملک نے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہی اس نے کہا مجکو شبرنگ کہتے ہین شہزادہ نے اسکو
ستون سے مضبوط باندھ دیا اور فرمایا کہ مین ہی بدیع الملک ہون مین ہی نے فیل زلازل شاہ
کو قتل کیا ہی جو کچھ تو نے آج دیکھا اور سُنا ہی کل قارن سے جاکر کہنا لیکن آفتاب نکلنے سے پہلے
اگر تو نے آواز مُنہ سے نکالی یا کسی سے کوئی بات کہی تو بیشک تجکو قتل ہی کرڈالونگا اس نے
قبول کیا شاہزادہ ہمراہ سبزک قصر مظالم شاہ کیجانب چلا اور وہان سے پلٹ کر اپنے محل مین
آیا سبزک نے کل حال ملکہ سے بیان کیا ملکہ بہت خوش ہوئی اور کہا ای شہزادہ خیریت تو جو کچھ ہوا
وہ ہوا مگر تم اب ہرگز باہر نہ جانا اور پھر صحبت شراب و کباب کی برپا ہوئی صبحکو سبزک لشکر مین
گیا کہ رات کی خبر دریافت کرے کہ کیا گذری دیکھا کہ ایک شاگرد قارن کا دو گھڑے پانی لانیکی
غرض سے کندھے پر رکھے چلا جاتا ہی آگے بڑھکر ایک دکان کے قریب پہونچا دیکھا کہ احمال زنگی مرا
ہوا پڑا ہی اور لوگون سے سُنا کہ ایک عیار بندھا ہوا ہی اور لشکر مین غل و ہنگامہ برپا ہی لوگ لشکر کفار کے
دوڑے اور قارن بھی بہت سے آدمی اپنے ہمراہ لیکر پہونچا شبرنگ کو دیکھا کہ ایک ستون سے بندھا
کھڑا ہی اور چاؤشک کو کشتہ پایا ہرچند قارن شبرنگ سے استفسار حال کرتا ہی مگر وہ ایک
حرف زبان سے نہین نکالتا اور آسمان کو دیکھ دیکھ کر اشارہ کرتا تھا آخر کو قارن تنگ ہوا اور آواز
خوفناک سے پکارا ناچار شبرنگ نے کہا کہ مین نے اقرار کیا ہی کہ جب تک آفتاب نہ نکلیگا مین ہرگز
کوئی بات نکرونگا قارن نے غصہ ہوکر کہا کہ تو کچھ خوف نکر مین تو تیرے پاس موجود ہون تو کیون ڈرتا
ہی اور جو کچھ حال گذرا ہو سب بیان کر تب شبرنگ نے احوال گذشتہ بیان کرنا شروع کیا کہ اتنے
مین دربار تھا مظالم شاہ سے ایک شور و غل سنائی دیا کہ ہی ہی فیل زلازل کو کسی نے قتل کرڈالا نہین
معلوم کہ یہ کام کس نے کیا ہی اور کون ایسا دلیر ہی کہ جس نے اس مقام پر پہونچکے یہ قیامت برپا کی تمام لوگ
شہر کے ہاتھی کے گرد کھڑے ہوے تماشا دیکھ رہے ہین اور کچھ لوگ قارن کے بلانے کو چلے کہ وہ اگر یہ سانحہ
دیکھے چنانچہ قارن کو لوگ بلا کر لائے یہ اول مظالم شاہ کی بارگاہ مین گیا دیکھا تو وہ فیل مست مرا ہوا
پڑا ہی مظالم نے قارن سے پوچھا کہ تجھے کچھ خبر ہی کہ یہ حرکت کس سے سرزد ہوئی قارن بولا کہ یہ کام میرے
نور الدہر کا معلوم ہوتا ہی مظالم شاہ نے پوچھا کہ تو نے کیونکر جانا قارن نے کہا مجھے سب کیفیت اُسنے
شبرنگ عیار نے بیان کی ہی اور چاؤشک بھی مارا گیا مظالم شاہ یہ سنکر بہت پریشان ہوا

اور کہا کہ اے قارن جس وقت مین نام پسر نورالدہر کا سُنتا ہون دل میرا کانپ جاتا ہے قارن نے
عرض کیا کہ آپ گھبرایئے نہین اور کچھ تردد نہ کیجیے مین اُسے پیدا کرون گا زلازل بولا کہ اگر مین اُس کو
پا جاؤن تو سر اُسکا کاٹ کے پھینکدون الغرض سبزک تو یہان خبر لانے کے لیے آیا ہی تھا اِس نے
سب حال دریافت کر کے یہ خبر شاہزادہ کو پہونچائی شاہزادہ بولا کہ اے سبزک تو مجکو بارگاہ مظالم مین
پہونچا دے ملکہ بولی اس سے تمھارا کیا مدعا ہے شہزادے نے کہا تم خود ہی جان لوگی ملکہ نے سبزک کو برا بھلا
کہنا شروع کیا کہ اے نالائق مین نہین جانتی کہ تو کیا آفت برپا کرے گا غرض ملکہ نے ہرچند منع کیا اور رد کا
مگر کچھ فائدہ متصور نہوا اور آخر الامر شاہزادہ نقب کی راہ سے ہمراہی سبزک عیار کے بارگاہ مظالم پر پہنچا
دیکھا کہ دربار اُسکا آراستہ ہے اور تمام پہلوان اور سرداران ذی شان دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے
ہین شہزادہ بھی ٹہلتا ہوا جا کر پسر مظالم شاہ کی صندلی پر بیٹھ گیا مظالم شاہ بہت متحیر ہوا اور پوچھا یہ کون ہے
شاہزادے نے نعرہ کیا کہ منم بدیع الملک پسر نورالدہر مین نے سُنا ہے کہ وہ ناپاک زلازل کہتا تھا کہ مین پسر
نورالدہر کو قتل کرون گا مین اسی لیے آیا ہون کہ دیکھون تو وہ کیسا زبردست ہے جو میرے قتل پر آمادہ ہے
زلازل کو غصہ آگیا اور شاہزادہ کی طرف متوجہ ہوا بدیع الملک نے ہاتھ بڑھا کے گریبان زلازل کا
پکڑ لیا اور زور کر کے ایک ہاتھ پر زلازل کو اُٹھا لیا اور زمین پر دے پٹکا اور سر اُسکا دھڑ سے کھینچکر محفل مین
پھینکدیا سب حیران ہوے اور مارے خوف کے کانپنے لگے بدیع الملک نے تیغ تیز کھینچکر کفار کو قتل کرنا
شروع کیا یہان تک کہ دو سو آدمیون کو قتل کر کے باہر بارگاہ کے نکل گیا کوئی مارے ڈر کے روک نہ سکا
سب اپنی جگہ پر بیٹھے رہگئے الحاصل شاہزادے نے اپنے تئین محل مین ملکہ کے پاس پہونچایا ملکہ شاہزادے
کو خون مین غرق دیکھکر بیہوش ہوگئی شہزادے نے کہا اے جان من تم کیون اندیشہ کرتی ہو کوئی گھبرانے
اور تردد کی بات نہین ہے غرضکہ شہزادے نے ملکہ کو تسلی دیکر جو کچھ حال گذرا تھا سب اُس سے بیان کیا
ملکہ نے شہزادے سے کہا کہ اگر کوئی چشم زخم خدا نخواستہ بیدعب تمکو لگتا تو مین کہان کی رہتی اور سر کو
شہزادے کے قدم پر رکھکر پوشاک خون بھری ہوئی اُتروائی غسل کروا کے دوسری پوشاک بدلوائی اُدھر
سبزک ڈرتا ڈرتا روبرو ملکہ کے گیا ملکہ نے کہا اے ملعون پھر تو کہین شہزادہ کو لیجائیگا اگر ایسا کیا تو جان
لینا کہ تجھے قتل ہی کر ڈالونگی سبزک بولا کہ تم مشکل مگر نہ توہم مشکل کا معاملہ ہے اگر لیے جاتا ہون تو آپ ناراض
ہوتی ہین قتل پر آمادہ ہین اگر نہین لیجاتا ہون تو شہزادہ مجکو مار ڈالتا ہے پس مین کیا کرون سخت مصیبت مین مبتلا ہون مطابق مصرع
غم صیاد و مکر باغبان ہے ✤ دو عالم مین ہمارا آشیان ہے ✤ یہ سُنکر سب ہنسنے لگے اور محفل عیش و نشاط برپا ہوئی

اب کچھ حال بلاشور کا بیان کیا جاتا ہے

راوی خوش تقریر کا بیان ہے جب بلاشور جانب لشکر اسلام چلا سمجھتا تھا کہ کوئی کار نمایان کرے کہ عیارون
مین سے ایک عیار نے آکر خبر دی کہ استاد عیاران عمرو کے تین حصہ ہوے ہین ایک نگہبانی لشکر
کے لیے اور ایک حصہ اس طرف تمھاری تلاش مین آتا ہے اور تیسرا حصہ برائے عیاری تمھارے لشکر کی طرف
چلا ہے بلاشور نے یہ سُنکے گھبرا کر کہا کہ اے یاور صلاح کیا ہے سرو نے کہا کہ آپ پریشان نہوجیے مین بھی تین
حصے اپنے عیارون کے کرتا ہون بلاشور نے تھوڑی دیر فکر کی اور کہا اے یارو مین تین شخصون سے بہت
اندیشہ ناک ہون اول شاپور دوسرے قران تیسرے عمرو ثانی پس شاپور و قران تو لشکر مین نہین ہین مگر عمرو ثانی

میرے لیے لشکر مین پھر رہا ہی اور مین بھی صرف عمرو ثانی کے لیے پھر رہا ہون اور اُسکی مجھے فکر و تلاش ہی
شاید وہ میرے ہاتھ لگجاے بلاشور تو ایک طرف پھر گیا اور سرو و فیروز دوسری جانب روانہ ہوے مگر یہان
عمرو ثانی چار عیارون کے ہمراہ گرد لشکر کے پھر رہا تھا چونکہ فیروز دو دن سے اُسکی گھات مین تھا
پس عمرو ثانی پاس اسکے پہونچا اور وہ اپنے لشکر کے کنارہ بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا اور داہنی جانب اسکی
نگاہ تھی کہ سرو ہنسا اور بولا کہ عجب فکر میرے دلمین ہی فیروز نے کہا کیا سرو بولا کہ ای فیروز تجکو پیمبر
خداوند نے فرمایا ہی کہ دوڑنے مین مثل تیرے کوئی نہین ہی فیروز نے کہا تو کسقدر جا سکتا ہی سرو نے کہا تم
کسقدر راہ طی کر سکتے ہو فیروز بولا اسّی فرسنگ اسپر سرو بولا کہ قسم ہی جان بلاشور کی مین رات دن مین
سو فرسنگ جا سکتا ہون فیروز بولا اس سے تیرا کیا مطلب ہی سرو نے کہا کہ معلوم ہو جاویگا بعد ازان سرو
بولا کہ مین کمند خم پیشکش کرتا ہون تم راہ مین دیکھتے رہو کہ عمرو ثانی کو کیونکر کھینچتا ہون یہ کہکر ہمراہیون کو
گھات مین بٹھایا اور آپ بھی چھپکر بیٹھ رہا کہ عمرو ثانی گھومتا ہوا اُسطرف گیا اور جیسے ہی قدم کمند پر
رکھا سرو پیچ گیا عمرو ثانی اسطرف متوجہ ہوا کہ فیروز نے کمند کو کھینچا عمرو ثانی گرا اور سرو عمرو کو باندھکر
لے گیا اور عیار جو عمرو ثانی کے ہمراہ تھے وہ جو بعد کو آئے کسی کو نہ دیکھا حیران ہوکر ایک سمت کو چلے گئے
لیکن بلاشور جو اس فکر مین پھر رہا تھا کہ چالاک اور ابو الفتح و ضرغام کو پیدا کرے یہ دل مین سمجھا
کہ اول لاہوتک شاہ کو خبردار کرون کہ وہ اس کام سے واقف ہو جاوے یہان عیار
عمرو ثانی کے گرد بارگاہ لاہوتک کی گھات مین لگے ہوے تھے کہ بلاشور پیدا ہوا سب عیار
اُسے دیکھکر حیران ہوے کہ کمبخت اسوقت یہان کیون آیا ہی جب بلاشور پاس لاہوتک شاہ
کے خبردار کرنے گیا لاہوتک نے اُس سے کہا ای بلاشور تو کس لیے گیا تھا اور کیا کام تو نے کیا بلاشور
نے کہا کہ عیار عمرو ثانی کے میری فکر مین لگے ہین کہ مجھے پکڑ لیجائین مین اُنکے پیچھے جاکر کیا کرون
لاہوتک شاہ نے کہا کہ مجکو قسم ہی اتفاقی کہ آجکی رات تجکو مین نہ جانے دونگا آخر خود بھی بادہ کشی
مین مشغول ہوا جب سب کفار بارگاہ سے اُٹھ گئے تو بلاشور نے چاہا کہ ساقی شراب پلاوے اور
ساقی بھی چلا گیا تھا بلاشور نے غل مچانا شروع کیا کہ لاہوتک شاہ جاگ اٹھا اور بلاشور سے
کہا مین ساقی بنتا ہون اور تخت سے نیچے آیا اور بلاشور کو جام بھر کے دیا بلاشور نے سجدہ کیا
بعد ازان لاہوتک نے تخت پر بیٹھ کے آپ بھی شراب پی اور سو گیا کہ اتنے مین چالاک
ساقی بنکر آیا اور ایک جام بلاشور کو دیا بلاشور نے چاہا کہ اُسکی گردن پکڑے چالاک نے
حمزہ ونا سے بلاشور کو جام شراب دیا اُسکو پیکر بلاشور بیہوش ہو گیا چالاک بجلدی تمام
بلاشور کو باندھکر نکلا اور پاس حمزہ ثانی کے لے گیا لاہوتک نے جب دیکھا کہ بلاشور گرفتار
ہو گیا تو عمرو ثانی کو بھی قید کیا ادھر مہلائل چوب زن طبل جنگی بجواکے میدان مین آیا اور ادھر سے
فضل بن گیا ہور خون آشام نکلا دونون سے مقابلہ ہوا فضل نے نام پوچھا مہلائل بولا کہ یہ
ستارہ جو اوپر چمکتا ہی لقا ہی فضل نے نظر بجانب آسمان کی اُدھر ملعون نے ایک ضرب چوب دست کی
گردن فضل پر لگائی کہ فضل بیہوش ہو گیا اور چاہتا تھا کہ دونون ہاتھ مرکب سے
گردن مین ڈالدے کہ وہ کسی طرف سے نکلے مگر مرکب کے جی دی ایک چوب دست [illegible] لگائی کہ وہ

بھی گرا مہلال نے چاہا کہ قریب جاکر وار کرے کہ نور الدہر اور جمیع سرداران اسلام پہونچ گئے اور ادھر سے
مجنون شاہ وغیرہ بھی کمک کے لیے آ گئے لیکن جنگ مغلوبہ ہونے لگی بہت کافر ہلاک ہوے اگرچہ
مہلال نے بھی خوب جنگ کی مگر تاب مقابلہ سرداران اسلام نہ لا سکا آخر الامر کفار نے طبل امان بجوا دیا
دونون لشکر اپنے اپنے مقام فرودگاہ پر واپس گئے

اب داستان رستم ثانی کی بیان ہوتی ہے

کہ جب سہمک عیار نے رستم کو بیہوش کرکے گرفتار کیا تو شمیم کے باپ کے پاس رستم کو بھی مقید کیا
اور کچھ لوگون نے جاکر شمیم کا گھر لوٹ لیا اور کیوان کے محل مین گھس کے اسکی حرم کو پکڑ لائے اور جس قدر
زر و جواہر اور لونڈی غلام تھے سب کو گرفتار کرکے ایک باغ مین آکر ٹھہرے اور یہ صلاح کی کہ ان سبکو
جابلقا مین پہونچا دین یہ خبر حمزہ ثانی کو پہونچی چونکہ رات اندھیاری تھی یہ لوگ جو شمیم کو مع زر و جواہر لیکر
چلے تو راہ بھول گئے نیچے ایک قلعہ کے پہونچے کہ نام اسکا پنج حصار تھا اور بادشاہ وہان کا منیر بدر نام
رکھتا تھا الغرض منیر بدر سبکو پکڑ کے پاس منیر بدر کے لائے منیر بدر نے روپیہ اور جواہرات کثیر جو انکے
پاس دیکھا حیران ہوا اور کہا اسقدر زر و جواہر تم لوگ کہان سے لائے شاید کہین سے چرا لائے ہو ان لوگون نے
ابھی کچھ جواب نہ دیا تھا کہ شمیم نے اول سرگذشت شہزادہ رستم کے قید ہونے کی بیان کی بعد ازان کل
حال اپنا مع کیفیت بربادی و تباہی اپنے گھر کی اور لوٹ کے لا نا لانا زر و جواہر اور اہل حرم اور لونڈی غلام
وغیرہ کو بیان کیا منیر بدر یہ حالات سنکے بہت رویا اور شمیم کو قید سے رہا کرکے اسکی مان بہن کی بہت
حرمت کی اور کہا اے شمیم اگر مین رستم کو کہین پاؤن تو حلقہ اطاعت اس کا اپنے کان مین ڈالون اور
یہ کہہ کر کان مین اپنے سوراخ کرکے ایک حلقہ پہن لیا شمیم نے کہا اس محبت سے کیا فائدہ ہے
کسلیے کہ ان لوگون نے اسکو میرے باپ کے ساتھ ایک جگہ پر مقید کیا ہے اور حکم ہوا ہے کہ کوئی انکو آب و طعام
نہ دیوے کہ یون ہی بے دانہ و آب یہ لوگ پھڑک پھڑک کر مر جائین منیر بدر یہ حال سنکر چار ہزار قزاق ہمراہ
لیکر قریب شہر پناہ کے آیا ہزار قزاقون کو تو حصار شہر کے پیچھے چھوڑا اور باقی آدمی لیکر جہان رستم اور کیوان
قید تھے وہان پہونچا سب عیار سو رہے تھے انکو عالم خواب مین قتل کیا اور چونکہ کیوان وغیرہ بیہوش تھے
پس بید مشک اور زعفران گلاب مین ملاکر شربت بنایا اور رستم و کیوان کو دیا القصہ رستم و شمیم و کیوان کو
قید سے رہا کرکے برج قلعہ سے نیچے لائے اور وہان سے قلعہ پنج حصار مین آئے کہ وہ قلعہ اس مقام سے
چودہ فرسنگ تھا لیکن آدھی رات کو سہمک جو حمام کرنے کو اپنے مقام سے باہر نکلا تو حمام کرکے پاس اس
مقام کے آیا جہان یہ لوگ قید تھے وہان دیکھا تو کچھ اور ہی گل کھلا ہوا ہے یعنے اپنے ہمراہی عیارون کو مقتول
پایا اور رستم و شمیم وغیرہ کو وہان نہ پایا پس سہمک نے گریبان اپنا چاک کیا اور روتا ہوا بارگاہ اشراق شاہ
مین پہونچا اسکے اس طرح پریشان حال جانے سے ایک غلغلہ بارگاہ مین پڑا اشراق شاہ نے غصہ ہوکر سہمک سے
کہا کہ تو نے ہی تو ان لوگون کو بخوبی حفاظت مین مقید نہین رکھا اور پھر آپ ہی مکر سے یہ باتین بناتا ہے
دیکھ تجھی کو مین قتل کرونگا ورنہ انکو پیدا کر غرضکہ سہمک ڈھونڈھتا ہوا قلعہ پنج حصار مین آیا دیکھا ایک شخص
کہ جو لڑائی مین زخمی ہو گیا تھا طاقت چلنے کی نہین رکھتا تھا وہ پڑا ہوا ہے اسکو پکڑ کے حال پوچھا اس مجروح
شخص نے کہا کہ اس شرط سے مین حالات بیان کرتا ہون کہ مجھے قتل نکرو سہمک نے قسم کھائی اس زخمی

نے حال شمیم کا اور حلقہ اطاعت رستم مین لینا منیر بدر کا بیان کیا سہک اُس شخص کو اشراق شاہ کے پاس لے گیا جب اشراق شاہ کو اصل حقیقت سے واقف کیا تو اُسنے الماس کو چار ہزار آدمی ساتھ کر کے قلعہ برج حصار کی طرف روانہ کیا اور کہا شمیم و کیدوان و رستم کو زندہ گرفتار کر کے لاؤ یہ سنکر وہ روانہ ہوے

داستان جانا الماس کا رستم کے گرفتار کرنے کو اور وہان جا کر مسلمان ہونا

چمنستان کی نئی نشو و نما پھرتی ہے
عنبرین گیسوؤن کے گرد بلا پھرتی ہے
کج نگہ تونے تو کی جیسے کیے رکھتے ہین
اپنے تشریف قبول اُنکی قضا پھرتی ہے
قتل کس کس کو کرے دیکھیے ہنگام خرام
پھرنے سے نہین وہ لطف رسا پھرتی ہے
اپنے جامے ہون مین کیش مفلس باہر
یہ بلا وہ نہین آتش جو بلا پھرتی ہے

رات بھرتی ہے کوئی دن مین ہوا پھرتی ہے
خاک چھنواری ہے کوچۂ قاتل کی تلاش
آنکھ اپنی بھی ستم سوے فلک پھرتی ہے
زلف نے نقاب رخ زیبا اُلٹا
یہ قدر ہے جو لگی اُنکی حنا پھرتی ہے
وہ جنون خیز ہے وہ مایۂ سودا ہے وہ زلف
بن پرتی ہوئی دستا ہو قبا پھرتی ہے

خال مشکین کو ترے کہتے ہین فتنے سیہ
ساتھ ساتھ اپنے خرابی کی قضا پھرتی ہے
لیجے جو تری وہ نگاہ کے ہین ای محبوب
ٹھوکرین کھاتی آتی ٹھوکری کی جیا پھرتی ہے
پاؤن تک یار کے پہونچے گی ڈلک یہ ہے
دیکھتی ہے جو پری ہر سنبل پھرتی ہے
صبح محشر کے سوا صبح شب ہجر نہین

طوطی نویسان رنگین مقال و نقاشان نقش شاہد خوش جمال داستان اس تصویر رنگارنگ کی نیرنگی کو خامہ جادو طراز سے حدیقہ بیان مین بخط گلزار اس طرح سرسبز فرماتے ہین کہ جس وقت ناہر قدرت نے شعلہ ہاے تنویر شعاع مہر کو آیۂ واللیل اذا عسعس سے فرد کیا اور تیغ کہکشان والصبح اذا تنفس کو میدان سپہر مین چمکایا شہزادہ رستم کو قزاق برج حصار مین لائے رستم نے عجب طرح کے آدمی دیکھے سب صورت عیارون کی بنائے ہوے تھے رستم منیر بدر کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور سب لوگون کے حال پر مہربانی فرمائی ناگاہ نگہبان قلعہ نے دیکھا کہ ایک لشکر نمایان ہوا ہے اور نشان فوج کے چمک رہے ہین منیر بدر بولا کہ اس قلعہ کو کوئی نہین لے سکتا ہے رستم ثانی نے فرمایا کہ ہم حصار سے باہر نکلکر لڑین گے پس گھوڑا طلب کیا منیر بدر نے چاہا کہ منع کرے کہ حصار سے باہر نکلکر لڑنا نہ چاہیے شمیم نے منع کیا کہ شہزادہ کے خلاف ہوگا غرضکہ رستم مع قزاقون کے قلعہ سے باہر نکل آیا یہان تک کہ فوج دشمن کی مقابلہ پر آئی اور لڑائی شروع ہو گئی نوبت بایجا رسید کہ الماس ناوک انداز نے اسقدر تیر سینہ پر اسپ رستم کے مارے کہ گھوڑا گرا اور رستم کود کر علیحدہ ہوا رستم کے گھوڑے نے زمین پر لوٹ کے سر سینہ پر مرکب الماس کے مارا وہ بھی لوٹ کر زمین پر گرا الماس اور رستم دونون پیادہ پا ہو گئے الغرض الماس نے ایک ضرب تیغ خون آشام رستم پیاسی رستم نے بدست اُسکا پکڑ کے کھینچا الماس رستم کے قدمون پر آ کر گر پڑا اور از سر صدق مسلمان ہوا ہمراہیون مین سے اُسکے چند آدمی بھاگ کر اشراق شاہ کی طرف گئے

اب چند کلمے داستان بدیع الملک کے بیان کیے جاتے ہین

شکوہ نہین کسی کی ملاقات کا مجھے
باسی نہ اسکے بار دیارات کا مجھے
وہ دن سے اپنے گھر گئے آئی شب فراق
آتا ہے خوب توڑ مری گھات کا مجھے
تدبیر سے تو موت نہ آئی شب فراق

تم جانتے ہو وہم ہے جس بات کا مجھے
کوئی نہین تو دل ہی کی باتین مین لاتا ہو
کھٹکا لگا ہوا ہے اسی رات کا مجھے
ڈر تا کسی کا اور وہ بجلی کا کوندنا
ہے انتظار مرگ مفاجات کا مجھے

بجا نا کہ بوئے غیر پہ پہچان جائے گا
اندیشے شوق عرض حکایات کا ہے مجھے
ملکر تمام بھید کہون گا رقیب سے
موسم بہت پسند ہے برسات کا مجھے
وہ دن گئے کہ زہر بھی آب حیات تھا

ہی تو زبان تری بات کا ب مجھے | آخر وہان رقیب نے نقشہ جما لیا | ای داغ خوف تھا اسی بدذات کا مجھے

مقیدان سلسلۂ سخن و پابندان تسطیر مضامین کہن اس داستان مزدت بیان کی تحریر مین بزنجیر سطور سے مضمون فسانۂ عجیب کو یون مقید فرماتے ہین کہ جب شہزادہ بدیع الملک نے زلازل کو مارا اور ملکہ کے محل مین سبزک عیار اُسکو لے گیا تو بدیع الملک نے سبزک کو خبر کے واسطے بھیجا کہ جاؤ دریافت کرو کیا رنگ ہی اس نے آکر دیکھا شہر مین جابجا غلغلہ پڑا ہوا ہی اور سب اہل شہر یہ کہہ رہے ہین کہ عطارد انجم شناس بھی بڑا کامل شخص ہی یہ سب اُسی کا حکم از روے نجوم ہی جو ظاہر ہو رہا ہی اور اُدھر مظالم شاہ نے زلازل کو تن سے ملا کے لاش اُسکی پاس گرگشاسپ کے بھیجدی ہی اور پھر مظالم شاہ نے قارن کو بلا کے کہا کہ تو جس طرح ہوسکے اُسکو پیدا کر جس نے زلازل کو قتل کیا ہی قارن نے سات روز کی مہلت طلب کی ہی اور باہر آکے تمام عیارون کو لوگون کے گھرون مین بھیجا ہے ہر چند سب نے بہت تجسس کیا مگر نہ پایا تب قارن اپنے خرد عیار کے پاس آیا اور سب حال اُس سے بیان کیا خرد عیار نے کہا کہ ہان شہر مین آج کل آشوب تو بہت ہو رہا ہی اور سبزک بھی ایک عرصہ سے میرے پاس نہین آیا ہی قارن نے کہا اچھا صبر کر رات ہونے دے تو مین سبزک کے مکان پر جاؤن دیکھون تو آجکل کس مقام مین مشغول رہتا ہی الغرض جب رات ہوئی قارن سبزک کے مکان مین گیا دیکھا تو دو شیشہ شراب کے سبزک لایا ہی اور ایک گوشہ باغ مین ایک سمت کبوتر خانہ ہی وہان سے نقب لگی ہوئی ہی اُس نقب مین سبزک اُترا قارن بھی پیچھے سبزک کے اُسی نقب مین داخل ہوا جب سبزک نقب سے باہر نکلا تو قارن نے سر نقب سے نکالکر دیکھا کہ سبزک نے دونون صراحیان شہزادہ کے آگے جا کر رکھدین ملکہ مہر شیرین سخن روبرو شہزادہ کے بیٹھی تھی پس بدیع الملک نے قارن کو دیکھکر ایک لرزہ کیا اور غصہ سے بولا کہ ای سبزک تیرے ساتھ کون شخص ہی یہ سنکر قارن نے اپنے تئین نقب مین گرا دیا سبزک بھی ساتھ ہی نقب مین کودا اور قارن نقب سے نکلکر اُسی کبوتر خانہ کی راہ سے ہو کر باغ مین گیا اور دیوار باغ پھاند کر باہر نکل آیا وہان صدہا عیار کھڑے ہوے قارن کی راہ دیکھ رہے تھے اور خرد عیار بھی اپنے عیارون کے ساتھ اُس مقام پر پہونچ گیا تھا چاہتا تھا کہ خرد قارن سے کچھ کہے سنے اور احوال دریافت کرے کہ سبزک نے پیچھے سے ایک خنجر پہلو بہ خرد کے مارا خرد نے گر کر ایک آہ کھینچی قارن نے گھبرا کر اُسکی طرف دیکھا نظر بچا ناگہ کر سبزک نے ایک خنجر قارن کے بھی لگا ہی دیا قارن نے اپنے عیارون سے کہا اسے پکڑو تو خبردار جانے نپاے کہ یہ سنکر عیار چارون طرف سے دوڑے اور سبزک کو گھیر لیا مگر سبزک نے باوجود گھر جانے کے بھی چار عیارون کو قتل کیا اور آخر کو گرفتار ہو گیا۔ ع
ایک مین خون گرفتہ سو جلاد ہی کیونکر بچ سکتا تھا غرضکہ عیار سبزک کو قید کرکے مظالم شاہ کے روبرو لے گئے سبزک نے کہا کہ آپ کو مظالم شاہ عادل کہتے ہین پس امیدوار ہون کہ حضور میرا انصاف فرماوین اور ان دیوانون سے از راہ عدل پوچھین مظالم شاہ نے کہا کہ پانچ آدمیون کو تو نے قتل کیا اب کیا مین عدل کرون سبزک نے کہا کہ حضور اول خرد کو مین نے اس سبب سے قتل کیا کہ وہ اگلے سال میرے گھر سے جو کچھ میری جائداد تھی چرا لے گیا تھا ابھی سال بھی کہ ہنوز مجھے کچھ بہم نہ پہونچا تھا۔ مگر مین

میرے پیچھے آیا کہ چوری کرے پس مین نے دیکھکر چاہا کہ پکڑون یہ بھاگا اُسوقت ایک خنجر مین نے بے تحاشا مارا
اسوقت قارن بولا کہ تونے دوسرا خنجر کس لیے مارا سبزک نے کہا کہ غصہ مین تو بھرا ہی تھا مار دیا ہوگا اسوقت
مجھے کچھ سجھائی دیتا تھا جو سامنے آیا اسکو مین نے جواب دیا آخرالامر منظالم شاہ بولا کہ اسکو قتل گاہ مین
لیجاکر خلق کے روبرو قتل کرو کہ اورون کو اسکا حال دیکھکر عبرت ہو یہ خبر قیامت اثر ملکہ شیرین سخن کو
پہونچی غصہ مین آگ ببولا ہوگئی شہزادے نے کہا اے ملکہ تم گھبراؤ نہین مین جاتا ہون اور رہا کیے لاتا ہون ملکہ
بولی کیا ضرورت ہی خواجہ سرا اور چوبدارون کو اپنے باپ کے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا سبزک نیچے خنجر قاتل کے بیٹھا
ہوا اِدھر اُدھر دیکھ رہا ہی اور ہنستا ہی کہ ملازمان ملکہ پہونچ گئے اور قاتلان ملعون مین سے دو ایک کو قتل کرکے سبزک کو
خدمت مین ملکہ کی لائے عیاران قارن ننگے سر ننگے پاؤن روتے پیٹتے منظالم شاہ کے پاس گئے اور فریاد الغیاث
کی صدا بلند کی اور شکایت ملازمان ملکہ شیرین سخن کی بہت بیان کی منظالم شاہ پیالۂ شراب ہاتھ مین لیے
بیٹھا تھا قارن سے کہا اے مردک مین نے تجکو بدیع الملک کے پیدا کرنے کیلیے بھیجا تھا تجکو سبزک سے کیا مطلب
تھا اب اگر ایک بال بھی سبزک کا کم ہوگا تو خواجہ سرا اور سپاہی ملکہ کے یقین ہی کہ سب کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالین گے
اتنے مین خواجہ سرا اور لوگ ملکہ کے پہونچے منظالم شاہ سے کہنے لگے کہ سبزک اپنی جان دیے دیتا ہے
اور ملکہ بھی خنجر کھینچے بیٹھی ہی اور ہمکو بھیجا ہی کہ اگر قاتلان سبزک کو مجھے نہ بخشے گا تو مین اپنا خون کرون گی
منظالم شاہ نے کہا اے قارن اب کیا کرنا چاہیے کیونکہ دختر کو مین جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہون اور وہ
اپنا خون کیے ڈالتی ہی قارن نے کہا کہ نہ تو کسی نے ملکہ کو کج نگاہ سے دیکھا ہی اور نہ سبزک پر کسی نے چشم زخم
لگایا ہی اگر اُس کا کوئی قاتل ہو تو مین اُسے خود قتل کرون منظالم شاہ محل مین گیا اور دختر کی بہت تسلی
دلدہی اور خوشامد کی ملکہ رونے لگی اور بولی کہ آپ قارن کو مجھسے زیادہ چاہتے ہین منظالم شاہ بولا کہ اے جان پدر
ابھی اُس سے مجھے ایک کام ضروری لینا ہی ورنہ ابھی اُسکو قتل کرتا اتنے مین لوگ ملکہ کے سبزک
کو لیے ہوے آئے اور سبزک نے آتے ہی منظالم شاہ کے ہاتھ کو بوسہ دیا بادشاہ نے اُسپر بڑی نوازش کی اور
خلعت منگوا کر دیا کہ اتنے مین ملکہ بولی کہ رونے سے میرے سر مین درد ہونے لگا یہ کہکر باپ سے
رخصت ہو کے پاس شہزادہ کے آئی اور دور شراب چلنے لگا الغرض جبکہ رات ہوئی سب سو گئے
منظالم شاہ فکر مین بدیع الملک کی تھا نیند اُسکو نہ آئی چونکہ چودھوین رات تھی اور نصف شب
گذری تھی کہ بادشاہ منظالم شاہ گھبرا کر بام قصر پر آیا دیکھا کہ بدیع الملک اور ملکہ شیرین سخن اور
چند خواصین بیٹھی ہوئی ہین صحبت تخلیہ کی گرم ہے دور بادۂ ارغوانی چل رہا ہے شہزادہ اور
ملکہ ہنس ہنس کے راز و نیاز کی باتین کر رہے ہین اور سبزک بھی جلسہ مین بیٹھا ہوا ہار مونیم بجا رہا ہی
اور کہتا ہی کہ جب خود مین نے دیکھا کہ میرے حال سے واقف ہوا پس سواے قتل کرنے کے اور کوئی تدبیر
نہ تھی اس سے بجانی منظالم شاہ نے اُنکو دیکھا اور چپکا کھڑا ہوا یہ سب حال دیکھ سن رہا تھا اور مارے
غصہ کے تھرتھر کانپتا تھا مگر مصلحت وقت سمجھکر ضبط کیے ہوے تھا کہ اُسکا حال آئندہ معلوم ہوگا

اب دو کلمہ داستان لاہوت اور حمزہ ثانی کے بیان ہوتے ہین

مری اُنکی بھری محفل مین ہوگی
تو گی کیا ادا قاتل مین ہوگی

زبان پر آئے گی جو دل مین ہوگی
یہی قاصد بتا ہے اُسکے گھر کا

نہ ہوگا کیا ہمارا کام ہوگا
ہوا کچھ اور اُس منزل مین ہوگی

جو تیرا جذب دل کامل ہی ای قیس
ہماری جان اس مشکل مین ہوگی
چرا لے گا اسی سے آنکھ قاتل
نہ آسایش نہ اس منزل مین ہوگی
نہین شوخی سے خالی شرم اسکی
یہان اک گدگدی سی دل مین ہوگی

تو پھر لیلی کہان محمل مین ہوگی
سوال وصل پردہ چھین لین گے
ذرا سی جان جب بسمل مین ہوگی
اگر عقبے مین دنیا یاد آئے
قیامت پردۂ حائل مین ہوگی
نہ آئے داغ تو اچھا ہی ورنہ

نہ کرتے دل لگی کیا جانتے تھے
جو نقدی کیسۂ سائل مین ہوگی
عدم کے جانے والو سنتے جاؤ
تو مشکل اور اک مشکل مین ہوگی
وہان چٹکی مین جب وہ تیر لین گے
بڑی ہلچل تری محفل مین ہوگی

شمع افروزان محفل رنگین داستان و روشنی کنندگان ابواب مجلس بیان نقش روشن فسانہ کو شمع کافوری قلم تنویر رقم سے قندیل بیان مین یون منور فرماتے ہین کہ جب مصور آفرینش نے تصویر پر تنویر ماہ شب افروز کو صفحۂ فلک پر کھینچا اور منشی زیبا نگار قدرت نے نور کے نقطے سطور عقد ثریا و کہکشان مین تحریر کیے یعنے آفتاب مینائے زمرد فام سپہر سے میکدۂ مغرب مین گیا اور ساغر بلورین ماہتاب انجمن کواکب مین دور پذیر ہوا ❊ ناہید فلک نے کھولے گیسو ❊ چھائی ظلمت جہان مین ہر سو ❊ ساقی فلک نے مہ کا ساغر ❊ مے سے بھر انور کے سراسر ❊ یعنے رات ہوئی مہلال نے لڑائی سے فرصت پاکے صحبت شراب و کباب کی گرم کی اور مشغول مینوشی ہوا لاہوتک نے کہا کہ افسوس ہر جگہ بلاشور کی خالی ہی سب عیار رونے لگے اور عرض کیا کہ عمرو ثانی بھی تو ہمارے یہان قید ہے پس ہم چاہتے ہین کہ عمرو ثانی کو چھوڑ دین اور بلاشور کو عوض مین اسکے لیوین پس لاہوتک نے جمشید کو حمزہ ثانی کی خدمت مین بھیجا حمزہ ثانی نے اسکی بڑی حرمت کی اور بزم آراستہ کی جمشید نے کہا کہ لاہوتک شاہ نے آپکے پاس مجکو بھیجا ہی اور کہا ہی بلاشور کو رہا کر دیجیے حمزہ ثانی نے فرمایا کہ مین بلاشور کو چھوڑے دیتا ہون وہ عمرو ثانی کو رہا کر دے جمشید بولا کہ مین اسکا ضامن ہون پس امیر نے بلاشور کو خلعت دیکر رخصت کیا اور لاہوتک شاہ نے بھی عمرو ثانی کو بھیجدیا اور حمزہ ثانی نے جمشید کو ایک گھوڑا اور تاج مرصع اور کمر بند جڑاؤ دیکر بہت اعزاز و اکرام سے اسکو رخصت کیا اسی درمیان مین پسر سام ایرج و سکندر کی خبر لیکر لشکر مین پہونچا کہ ان دونون کو نقاب دار سیاہ پوش نے کشتی مین زیر کرکے مین ڈالدیا وہ دونون وہان سحر مین مبتلا ہین مرکب انکے لیکر آیا ہون اور سب کیفیت شہر مہرانیہ کی بیان کی نورالدہر کو یہ خبر سنکر تاب نہ رہی اور اسیوقت رخصت ہوکر جانب مہرانیہ روانہ ہوے بروقت انکا ذکر کیا جائیگا مگر یہان کا حال گذارش کیا جاتا ہی کہ دوسرے روز مہلال تیغ برہنہ لیے ہوے میدان مین آیا فضل بن الماس نے مقابلہ کیا اور خود سے مہلال کے گرز الماس نے چاہا کہ تیغ سے سر پر اسکے تلوار لگائے چنانچہ الماس نے تلوار لگائی لیکن وہ تلوار زمین پر پڑی اور ٹوٹ گئی مہلال نے فرصت پاکر ایک ہاتھ ایسا لگایا کہ کمر پر الماس کے پڑا اور مثل خیار تر کے دو ٹکڑے الماس کے ہوگئے کفار نے علمون کو جلوہ دیا اور مہلال نے سر الماس کا کاٹ لیا لیکن ہوشنگ کہ مصاحب فضل تھا میدان مین آیا اور ادھر سے مہلال ایک ہاتھ مین چوبدست اور ایک ہاتھ مین خاک لیے ہوے پہونچا اور تلوار کو جھپکا کر مشت خاک آنکھ مین ہوشنگ کے ڈالی اور ایک ضرب چوبدست ایسی لگائی کہ ہوشنگ زخمی ہوکر گرا اور یا اللہ کھینچی مہلال نے اسکا سر بھی کاٹ لیا اور ایک طرف سے دلیرون نے نرغہ کیا امیر ثانی نے طبل غضب بجے مگر مہلال نے شام تک سات آدمیون کو قتل کیا

داستان ملکہ ماہ نوش لب اور خیال عیار کی اور کچھ حال شمعون جوہری کا بیان کیا جاتا ہی

غیر کو منھ لگا کے دیکھ لیا
اس نے دلکو جلا کے دیکھ لیا

کتنی نخوت ابھی ہی بے وفا
جھوٹ سچ آزما کے دیکھ لیا

جنس دل ہی یہ وہ نہین سودا
ہر جگہ سے منگا کے دیکھ لیا

جا دیکھی کیا کرو گے مہر و وفا
بارہا آزما کے دیکھ لیا

ادھر آئینہ ہی اُدھر دل ہی
جسکو چاہا اٹھا کے دیکھ لیا

انکو خلوت سرا مین بے پردہ
صاف میدان پا کے دیکھ لیا

داغ ہی خوب عاشقی کا مزا
جلتے دیکھا جلا کے دیکھ لیا

مگر نو کند عمر خضر مردہ را
بجوش آرد آن خون افسردہ را

تجھے گھر جا کے داغ دیکھ لیا
وہ لگے کہنے مین آ کے دیکھ لیا

کبھی غش مین رہا شب بیدہ
کبھی گردن اٹھا کے دیکھ لیا

لوگ کہتے تھے چپ لگی ہی تجھے
حال دل کا سنا کے دیکھ لیا

زخم دل مین نہین ہی قطرۂ خون
خوب ہمنے دکھا کے دیکھ لیا

اس نے صبح شب اعمال تجھے
جاتے جاتے بھی آ کے دیکھ لیا

نکو ہی وصل غیر سے انکار
اور ہمنے آ کے دیکھ لیا

بیا ساقی آن مے کہ جان پرور است
بمن دہ کہ جون لالہ در خور است

مشاطہ خامہ جادو نگار زلف لیلائے سخن کو شانہ تقریر سے یون زینت دیتی ہی کہ جب ملکہ ماہ نوش لب اور خیال عیار نے چالاکی سے اپنے تئین اژدر علی مین پہونچا دیا چونکہ شب تار تھی راہ بھول کر ایکطرف کہین کے کہین نکل گئے اور بعد خرابی بصرہ ایک شہر مین پہونچے کہ اسکو عین الممالک کہتے تھے غرضکہ ملکہ اور خیال عیار جا کر کاروان سرا مین پہونچے اس شہر کے بادشاہ کا نام ملک عادل شاہ تھا اور طریقہ خدا پرستی رکھتا تھا تمام مردمان شہر مع بادشاہ دین ابراہیم علیہ السلام کے پیرو تھے الحاصل رات کو ملکہ ایک حجرے مین کاروانسرا کے ٹھہری اور پاس ملکہ کے ایک گوشوارہ تھا اسکو بیچکر خرچ کیا دو لعل بھی ملکہ پاس تھے کہ ہر ایک انمین سے ایک ایک ملک کے خراج کی قیمت رکھتا تھا اس ایک انمین سے خیال کو دیا کہ فروخت کر لا کیونکہ اگر زندہ بچین گے تو ایسے بہت لجائین گے خیال اس لعل کو لیکر شمعون جوہری کی دکان پر گیا اور شمعون وہ جوہری تھا جسکے جز لند ھور کا خزانہ شہر مین قلندروں سے لیکر تالوت شاہ سکا نقد بیچا تھا جبکہ سائل کو امینے نے لیا تو شمعون جوہری وہان سے چلا آیا الغرض خیال عیار نے وہ لعل شمعون جوہری کو دیا لعل دیکھکر شمعون کی آنکھین کھل گئین خیال بولا اگر یہ لعل تو خریدنا چاہتا ہی تو قیمت اسکی لاکھ تومان شمعون نے لرزہ کیا لوگ دوڑے اور خیال کو شمعون کے حکم سے گرفتار کرکے حاکم کے پاس لیگئے چونکہ بادشاہ منصف بہت تھا شمعون نے حاکم سے کہا کہ یہ حرامزادہ پانسو تومان کو یہ دانہ میرے ہاتھ بیچتا تھا اور دو گواہ مصنوعی بنا کے انکو رشوت دیکر خیال پر چوری ثابت کر دی بادشاہ نے حکم دیا کہ اسکو دار پر کھینچو جبکہ بیچے دار کے لیگئے کاروان سرا کے سردار نے اس معاملے کی خبر بانی ملکہ کو بھی خبر پہونچی کہ خیال جو تمہارا ہمراہی تھا چوری مین گرفتار ہوا ہی اسکو حکم دار پر کھینچنے کا حاکم نے دیا ہی وایہ یہ خبر سنکر نہایت حیران و پریشان ہوئی اور بال سر کے نوچنے لگی اور میدان کی طرف چلی کہ غل و شور اٹھاتے تھے مین وزیر بادشاہ کا کہ اسے سیف معتبر کہتے ہین اس طرف آ نکلا اور مادر خیال کو دیکھکر استفسار حال کیا لوگون نے کہا یہ مادر خیال ہی جو کہ چوری کی علت مین ماخوذ ہوا ہی اور لب دار پر کھینچا جاتا ہی غرضکہ وزیر نے اُس سے پوچھا کہ تو مفصل حال بیان کر مادر خیال نے کہا کہ کل ہم دونون مسافر اس شہر مین تازہ وارد ہوئے تھے اور کاروانسرا مین جا کر ٹھہرے تھے ہمارے پاس یہ لعل تھا ہمنے لڑکے کو دیا کہ اسے بیچ لا شمعون حرامزادے نے اُس لعل کو بیش قیمت دیکھکر لالچ کیا اور میرے لڑکے کو چوری لگا کر گرفتار کرا دیا اب بیگناہ قتل ہوتا ہی چونکہ سیف معتبر وزیر شاہ نہایت

عقلمند تھا اور انصاف بھی اسکے مزاج مین تھا اسکو بوے صداقت کلام دایہ سے پائی گئی فرمایا کہ یہ معاملہ
روبرو بادشاہ عادل کے ختم ہوگا شمعون کو روبرو بادشاہ کے لائے اول شمعون نے کہا کہ یہ لعل میرا چرائے
لیے جاتا تھا لوگون نے اسے گرفتار کیا اور جھوٹے گواہ بھی پیش کیے سبنے گواہی دی کہ بیشک ہم مدت
سے سنتے ہین کہ یہ لعل ظلمات مین چالیس ہزار تومان کو شمعون نے خریدا ہی بادشاہ نے وزیر سے کہا
کہ اب اسکا کیا علاج ہی سیف نے آہستہ دایہ سے پوچھا کہ کیا دوگی اگر خیال کو رہا کرا دون اور
لعل بھی جو تھا تمکو دلوا دون دایہ بولی تو خدا سے نہین ڈرتا ہی اور میرے پاس کیا ہی جو تمکو دون پھر
وزیر نے شمعون سے پوچھا کہ تو کیا دیگا جو لعل تجکو دلوا دون شمعون نے ہزار دینار دینا قبول کیے
سیف معتبر نے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور اس معاملہ مین معائنہ کے گواہ طلب کرین کہ جنکے سامنے
یہ لعل خریدا گیا ہو بادشاہ نے شمعون کو طلب کر کے حکم دیا کہ تو ثبوت خرید کے گواہ پیش کر شمعون نے
اپنے گواہ حضور مین پیش کیے بادشاہ نے گواہون سے مخاطب ہو کر دریافت کیا کہ تم اس معاملہ مین کیا
جانتے ہو گواہون نے کہا کہ حضور ہم حاضر تھے جبکہ شمعون نے اس لعل کو خرید کیا تھا سیف نے
خیال سے سوال کیا کہ اصل مالک اس لعل کا کون ہی خیال نے کہا کہ ایک عورت ہے سیف نے کہا
اسے حاضر کرو ملکہ کاروان سرا نے ملکہ کو ایک چادر مین چھپا کے اور برقع وغیرہ اڑھا کے حاضر کیا
اور عدالت کے ایک گوشہ مین لاکر بٹھا دیا سیف معتبر وزیر اور بادشاہ عدالت مین بیٹھے تھے کہ برقع
ملکہ کے منھ پر سے ایکبارگی ہٹ گیا بادشاہ کی نگاہ جو ملکہ کے چہرۂ بینظیر پر پڑی دیکھتے ہی عاشق ہوگیا
اور کلیجہ پکڑ کے رہگیا وزیر سے حکم دیا کہ اس عورت کو میرے واسطے حاضر کرو سیف معتبر
خیال کو ہمراہ لیکر آگے ملکہ ماہ نوشن کے آیا بادشاہ کو تاب کہان تھی فوراً آدمی بھیجا اور سیف سے
کہلا بھیجا کہ بادشاہ نے کہا ہی کہ جس طرح ممکن ہو اس عورت کو میرے لیے رضامند کرو سیف نے کہا
اے دختر اگر یہ لعل تھا نہین ہی تو تم کیون آئین خیر بادشاہ ہمارا تمکو اپنی بی بی بنا چاہتا ہی تم اسکو قبول
کرو ملکہ نے یہ سنکر ایک آہ کھینچی اور رونے لگی سیف بولا کہ یہ کیا بات ہی کہ تو خوشخبری سنکر روتی ہے
بادشاہ کے دل کو لگی ہوئی تھی اپنی ایک دایہ کو رضامند کرنے کیلیے ملکہ کے پاس بھیجا ملکہ نے سامنے دایہ
کے اُسکے کہا کہ تو بھی مسلمان ہی میری سرگذشت سُن مین اپنا حال تجھسے کہتی ہون اور سارا حال صاف صاف اُس
دایہ سے بیان کیا اور دوسرا جوڑ اس لعل کا دایہ کو دکھایا اور کہا کہ جمشید شاہ نے اپنے عہد سلطنت مین یہ
لعل بیش بہا بہم پہونچائے تھے دایہ روتی ہوئی روبرو وزیر کے آئی اور کہا کہ اے وزیر اگر اس عورت کو
سوائے اُسکے شوہر کے دوسرے کے پاس کوئی لیجائے گا تو بیشک یہ اپنے تئین ہلاک کر ڈالے گی سیف
وہان سے اُٹھکر دروازہ پر محل شاہی کے آیا اور جو کچھ سُنا تھا بیان کیا اور کہا کہ اے شاہ سوا اپنے شوہر کے یہ دوسرے کا
منھ نہ دیکھے گی اسکو چھوڑ دیجیے اور اس خیال سے درگذر فرما کر تو سمجھیے یہ دختر ملک جمشید کی ہی بادشاہ نے کہا اے
وزیر تمنے پہلے سے یہ حال مجھسے کیون نہ کہا اور یقین ہی کہ اُسکے پاس ایسا دوسرا لعل بھی ضرور ہوگا وزیر نے ملکہ سے
آکر پوچھا ملکہ بولی اس سے بہتر دوسرا جو میرے پاس موجود ہی اسکی کیا حقیقت ہے اسیلیے مین نے پہلے
اسے نہین دکھایا تھا کہ ایک کے دکھانے سے تو یہ کیفیت گذری دوسرے کی وجہ سے نہین معلوم کیا مصیبت
مجھپر پڑتی پس بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ اے وزیر یہ دختر مہمان عزیز ہماری ہی اسے اپنے گھر مین لیجا کر رکھو اور

اُسکی خاطرداری کرو اور دوسرے دن شمعون کو کچہری مین بلوا کے کہا کہ یہ لعل تیرا نہین ہی تو خیال کے
قتل کرانے سے درگذر کر شمعون بہت رویا اور نالہ و زاری کرنے لگا تب بادشاہ نے کہا کہ اچھا اے
شمعون اس لعل کا جوڑا بھی ہی یا ایک ہی دانہ تھا شمعون بولا کہ ای بادشاہ سلامت ظلمات سے
یہان تک مین پھرا اور چار دانگ عالم مین مین نے سیاحی کی اور ہر ایک شہر و دیار مین بذریعہ تجارت
جانے کا اتفاق ہوا مگر اس لعل کا ثانی میری نظر سے نہین گذرا اور نہ مین نے کہین سنا بادشاہ نے
کہا گواہ تیرے کہان ہین لا حاضر کر جبکہ گواہ روبرو پہونچے بادشاہ نے پوچھا کہ اس لعل کو ظلمات مین خرید کیے
ہوے کتنی مدت ہوئی ایک گواہ نے کہا کہ چار برس بادشاہ نے کہا کہ شمعون کو علیحدہ ایک جگہ مین پوشیدہ رکھو
اور دوسرے گواہ سے پوچھا کہ کتنا زمانہ اس لعل کو خرید کیے ہوے گذرا اُسنے کہا تین برس تیسرے گواہ سے
پوچھا گیا اُسنے نو برس بیان کیے غرضکہ اسی طرح ہر ایک گواہ نے مختلف بیانات پیش کیے تب بادشاہ نے
خیال کو طلب کیا اور اُس سے پوچھا وہ بولا ایک لعل تھا وزن مین چالیس مثقال بھر کا اُسکے دو ٹکڑے برابر کے
کیے گئے اسمین سے ایک یہ ہی اور دوسرا ٹکڑا میرے پاس ہی شمعون بولا یہ سچا ہی تو دوسرا ٹکڑا پیش کرے
جبکہ خیال دوسرا ٹکڑا لایا شمعون بولا یہ شخص بڑا چور ہی یہ دونون لعل چرائے ہوے میرے ہین بادشاہ نے
غصہ ہو کر فرمایا کہ یہ تاجر بالکل دروغگو اور بے ایمان ہی کسی طرح یہ لعل اسکا ملک ہونا ثابت نہین ہوتا
بالکل افترا پردازی ہی اسکو لیجا کر دار پر کھینچو اور گواہون کو آگ مین جلا دو یہان تک کہ شمعون کا
ہر ایک بند جدا کر دیا اور عذاب سخت سے اسکو قتل کیا ناگاہ ایک قافلہ سوداگرون کا زیر محل شاہی آکر ٹھہرا اور
تحفہ جات عمدہ عمدہ ہر ایک ملک کے بادشاہ کے حضور مین لائے بادشاہ نے پوچھا کہان سے تمھارا آنا ہوا
اُنھون نے کہا پایہ تخت اشراقیہ سے ہم لوگ آتے ہین وہان کا حال شاہ نے اُن سے دریافت کیا اور کہا ای تاجران ذیوقار
اشراقیہ کا حال مفصل بیان کرو اُن تاجرون نے حال رستم ثانی کا اور کشتہ ہونا برق دیو کا اور قید مین پڑنا اور
پھر رہا ہونا تمام حال اُسوقت تک کا بیان کیا کہ اب رستم ثانی کے پاس لشکر کثیر ہی اور قلعہ پنج حصار مین قیام ہے
ہی یہ سب حالات مفصل تاجرون نے بادشاہ کے حضور مین بیان کیے بادشاہ بولا کہ ای سیف اب مسلمانون اور
کافرون مین جنگ مذہبی پڑ گئی ہی چلو رستم ثانی کی مدد کرین پس چالیس ہزار آدمی جمع کرکے اور ملکہ کو
محافہ مین سوار کرا کے ہمراہ لیا اور اب اشراقیہ کی طرف روانہ ہوتے ہین آیندہ دیکھیے کیا ہوتا ہی

ازین قصہ یکدم فراموش کن	زجاے دگر داستان گوش کن

داستان نورالدہر اور سیاہ پوش کی بیان ہوتی ہے

جبکہ نورالدہر مہرانیہ مین پہونچا لوگون نے استقبال کیا اور کہا کہ جو شخص اس سیاہ پوش کو زیر کرے اور
ہاتھ دھولے ہم لوگ اس کا دین قبول کرین گے نورالدہر نے قبول کیا عطارد وزیر نے نورالدہر کو ایک جوان
خوشرو اور پاکیزہ خو دیکھکر بہت کچھ نصیحتانہ منع کیا اور کہا کہ یہ کارخانہ سحر ہی اسمین مبتلا نہو نورالدہر نے
نہ مانا اور بہت سی گالیان دین آخرکار ایک اکھاڑہ طیار کیا گیا اور وہ سیاہ پوش بڑے عظم و شان سے
آیا اور نورالدہر سے کشتی شروع ہوئی ایک شبانہ روز کشتی رہی آخر سیاہ پوش نے نورالدہر کو
اُٹھا کر اسی نہر مین ڈالدیا اور اسی نہنگ نے پانی سے سر نکالا اور نورالدہر کو نگل گیا ایک شور و غل عظیم
برپا کیا اور چلا کے وہان سے گریبان چاک بجانب لشکر اسلام روانہ ہوا کہ جلکر اس سانحہ کو امیر ثانی سے بیان کرے

اب چند کلمہ داستان رستم ثانی کے بیان کیے جاتے ہین

فصل گل مین کسکو عقل و فنون درکار ہی
چاک جیب و غم کے پی لینے کو خون درکار ہی
پاؤن بسم اللہ کہکر رکھ طریق عشق مین
صاف آئینہ سے بیرون و درون درکار ہی
وارد ماتم سرائے دہر ہون مین مجکو کیا
راہ مین اک یک منزل مین سکون درکار ہی
داغہا داغ جنون نے موسم گل بیشمار
دلفریبی کو بھی اعجاز و فسون درکار ہی
سر دیجے تدکا ترے دیوانہ ہون اور سبزہ رنگ
اسکو آتش دولت دنیا سے دون درکار ہی

لالہ پھولا ہر زمین سرخ جنون درکار ہی
تجھ سوا دنیا و مافیہا سے کچھ مطلب نہین
فال کی حاجت نہ کچھ اسمین شگون درکار ہی
کوچۂ جلاد مین گردن جھکا کر رکھ قدم
محفل عشرت مین چنگ و ارغنون درکار ہی
بد زبانی سے تمھاری یہ ہمین ظاہر ہوا
حوصلے سے مجکو یہ دولت فزون درکار ہی
بعد مدت کے قدم رکھا ہی قصر یار مین
سر جھکے کو زمرد کا ستون درکار ہی

ہجر مین کسکو شراب لالہ گون درکار ہی
تو ہمین ہی کائنات کاف و نون درکار ہی
دیدہ و دل دونون ہین حسرت آشنائے یار ہون
یہ ادب کا ہی محل یان سرنگون درکار ہی
زندگی کی گو مین ابلہ نون بتیا بیان
خوبصورت کے لیے خوب زبون درکار ہی
یہ لب جان بخش و چشم یار سے ظاہر ہوا
اب ہمین استادگی مثل ستون درکار ہی
چاہتا ہون واسطے عقبی کے مین حسن عمل

سجادہ نشینان خانقاہ نکتہ دانی و مرشدان رمز و کنایہ شناسان طریقہ خوش بیانی اس حکایت بدیع کو باستعانت قلم سوانح رقم عالم خیال مین سر بجیب مراقبہ تفکر ہوکر منازل تحریر مین یون قدم دھرتے ہین کہ جب رستم ثانی نے الماس ناوک انداز کو مسلمان کیا اور چاہا کہ لشکر اشراق شاہ مین جاے لیکن چند آدمی ہمراہی الماس کے جو نور اسلام سے مشرف ہوے تھے وہ بھاگے ہوے آئے اور یہ خبر اشراق شاہ سے بیان کی اشراق شاہ نے چاہا کہ خود لشکر لیکر روانہ ہو لیکن لوگون نے منع کیا تب ایک پہلوان کہ از بس دلیر و زبردست تھا اور نام اسکا اسکندر دیوانہ تھا کوئی شخص اسکی کمان کا چلہ نہین چڑھا سکتا تھا چلا کر کسی گوشہ مین چھپ رہتا تھا وہ بولا کہ اگر مجکو حکم ہو تو مین رستم ثانی کو باندھ کر لے آؤن اشراق نے کہا آفرین صد آفرین بہت خوش ہوا اور ایک گھوڑا اپنے طویلہ خاص سے منگوا کر اسکو عنایت کیا وہ دو ہزار آدمی لیکر روانہ ہوا اور قلعہ بیخ حصار کے دامن مین پہونچا اول اپنی کمان کو اس نے بھیجا امتحان کے لیے کہ اگر رستم اسکو کھینچ لیگا تو مین اور وہ قوت مین برابر ہون کچھ اندیشہ نہین برابر کی جوڑ ہو اور اگر کمان نہ کھینچ سکی تو مین اسکو باندھ لونگا اور خود بھی بشکل ایلچی بارگاہ رستم ثانی مین پہونچا رستم نے اسپر بہت لطف و مہربانی فرمائی اسکندر نے جو رستم ثانی کو دیکھا تو ایک محبت اسکے دل مین پیدا ہوئی اور اپنے دل سے اس نے کہا کہ اگر رستم نے اس کمان کو کھینچ لیا تو بیشک مین مسلمان ہونگا اور اگر نہ کھینچ سکی تو اسکو ہمراہ اپنے لا کر اشراق شاہ سے اسکے عفو جرائم کی درخواست کرونگا یہ خیال کر کے کمان رستم کے ہاتھ مین دی رستم نے اس کمان کو ایسا کھینچا کہ وہ شکستہ ہوگئی پس اسکندر یہ دیکھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور اپنے لشکر کو بہت جلد شہزادہ رستم کے لشکر مین ملا دیا اور حلقہ اطاعت گوش عقیدت مین پہن لیا پس رستم نے چار ہزار سوار و پیادے جمع کیے اور نسیم وغیرہ کو ہمراہ لیکر جانب لشکر اشراق شاہ قصد روانگی کیا یہ خبر اشراق کو پہونچی وہ بھی شہر سے فوج و سپاہ لیکر باہر نکل آیا اور دونون لشکرون نے مقابلے مین صف کشی کی اور آمادہ کارزار ہوے

داستان جنگ کرنا رستم کا اشراق شاہ سے

راوی خوش تقریر بیان کرتا ہی کہ جب دونون لشکرون مین صفوف جدال و قتال آراستہ ہو چکین اور نقیب نقابت کر کے کنارہ ہوے تو صف لشکر سے نکلکر اژدر دہن سبز پوش میدان مین آیا خوب

سلح شوری کرکے سراپا میدان کا دکھایا اُدھر سے خود رستم ثانی مرکب اپنا بڑھاکر مقابل ہوئے بعد تکاورزنی
فنون سپہ گری کا رد و بدل ہوا نیزہ بازی عمود بازی شمشیر زنی جملہ آلات حرب نے خوب اپنے جوہر
دکھلائے آخرالامر محزون تاب مقابلہ رستم نہ لا سکا دست و پا چہ ہوا رستم نے سر اسکا قلم کیا اور بادل
محزون اُسکو منزل عدم مین بھیجدیا بعد ازان یہ حال دیکھکر بارہ ہزار کافر میدان مین آئے اور جنگ مغلوبہ
کی گرم بازاری ہونے لگی ملک الموت کا انتظام شروع ہوا امر اجل میدان کارزار مین چلنے لگی بہت سے
کفار قتیل ہوئے یہان تک کہ لشکر کفار بھاگنے پر آمادہ ہوا کہ اشراق شاہ نے یہ دیکھکر طبل لانڈ بجوادیا
دونون لشکر جنگجوئی سے باز رہے اور اپنے اپنے خیمون مین جاکر آرام پذیر ہوئے اشراق شاہ نے
بارگاہ مین وزیرون کو طلب کیا اور صلاح و مشورہ کرنے لگا غرضکہ سب نے متفق الرائے ہو کر
ایک نامہ شہر نگارستان مین پاس منظالم شاہ کے بغرض استمداد و اعانت کے بھیجا اور کمک
طلب کی دوسرے روز جب کہ شہسوار روزگار نے خنجر آفتاب کو نیام مخمل سیاہ شب سے نکالکر افق
مشرق سے چمکایا اشراق شاہ نے خود میدان مین آکر نیزہ گیا رستم نے دیکھا کہ وہ گبر آتش پرست
ہی اول اسکندر کو بھیجا کہ یہ تازہ ہوا خواہون مین تھا بقول شخصے کہ نیا نوکر ہرن مارتا ہی اس نے
جاکر خوب جوہر شجاعت دکھائے لیکن اشراق شاہ کے ہاتھ سے زخمی ہوا رستم نے دیکھا کہ سکندر بہت
مجروح ہوگیا ہی فوراً اپنا گھوڑا پرے سے نکالکر مقابلہ اشراق کا کیا اشراق شاہ نے سب طرح کے
حربے رستم ثانی پر کیے بعد رد و بدل جملہ فنون سپہ گری کے رستم نے چاہا کہ تیغ تیز سر اشراق شاہ پر
لگائے اور اُدھر اشراق شاہ نے سپر کا ہاتھ بلند کیا تھا کہ رستم نے کمر بند اسکا پکڑکے زین سے
اُٹھایا لشکر اشراق شاہ نے حملہ کرکے اشراق شاہ کو پنجہ رستم سے چھڑا لیا اسنے سہمک عیار کو طلب کیا
اور اپنا مافی الضمیر ظاہر کیا سہمک بولا کہ آپ گھبرائین نہین اور کچھ پریشان خاطر نہون مین تدبیر کرتا ہون
یہانتک کہ اژدر شب نے ترک سبزہ زار فلک کو نکالا اور افعی سواد لیل نے قرص ماہتاب کو مشتل مین
اگل دیا یعنے رات ہوئی سہمک مرد صحرائی کی صورت بنکر دو گٹھے گھانس کے ایک ایک خچر پر لادکے
لشکر رستم مین آیا اور عیارون کے پاس ہوکر نکلا عیار زرلفت پوش آیا اور اُلٹے پاؤن اُسے
بارگاہ کے باہر نکالدیا مگر یہ ہر طرف کی خبرگیری کرتا رہا دوسرے روز خیال عیار نے آکر رستم کو سلام کیا
رستم اُسے دیکھکر خوش ہوا اور گلے سے لگالیا حال ملکہ ماہ نوش لب کا پوچھا خیال نے کل حال
گذشتہ بیان کیا اور کہا کہ ملک عادل داؤد اور سیف معترکہ کو لیے ہوئے آتے ہین اور گنجی شہر
عین الممالک کی بھی لاتے ہین رستم یہ حال سنکے کمال مسرور ہوا اور کئی ہزار آدمی ہمراہ لیکر ذوق استقبال
مین نکلا سبھون سے ملاقات ہوئی با عزاز و اکرام سبکو لشکر مین لایا ملکہ کو محلسرا مین داخل کیا اور سہمک عیار
نے یہ خبر اشراق شاہ کو پہونچائی ملک اشراق نے بہت سی گالیان دین کہ پیچھے سے منھ ہی عیاری
کرنے گیا تھا اور اچھی خبر لایا تف ہی تیری عیاری پر ابے مسخرے تجکو خبر لانے کے لیے بھیجا تھا یا
کوئی کارنمایان کرنے کا دعوے کرکے گیا تھا غرضکہ اشراق شاہ نے سہمک کو خوب لتاڑا سہمک
نہایت خفیف ہوا اور کہنے لگا کہ حضور موقع کسی عیاری کرنے کا نہین ملا مجھے اب مین پھر جاتا ہون اور
دیکھنا کیسی اچھی خبر لاتا ہون یہ کہکر باتہاے عیاری سے آراستہ ہوا اور گھسیارون کی صورت بنکر لشکر رستم مین

داخل ہوا راہ مین خیال عیار کا سامنا ہوا اُس نے گھسیارہ کو دیکھکر نعرہ کیا اور کہا او حرامزادے مین خیال عیار ہون شاگرد رشید بلا شور کا میرے سامنے کیا تیری عیاری چل سکتی ہی جا اپنا کام کر سہمک خیال کا نعرہ سُنکے پیچھے ہٹ کر بھاگا خیال بھی اُسکے عقب مین دوڑا ایک فرسخ تک دونون چلے گئے جب لشکر سے دور نکل گئے سہمک پلٹا اور ایک مقام پر حلقہ دار کمند خس پوش کر کے ایک گوشہ مین چھپکر بیٹھ رہا خیال بھی اسکے پیچھے بے تحاشا دوڑا ہوا چلا آتا تھا کہ سہمک نے ایک جھٹکا مارا اور کمند مین خیال کو گرفتار کر کے زمین مین ڈالدیا خیال نے ہر چند گریہ وزاری بہت کی اور کہا اس سے بہتر ہی کہ مجکو قتل کر ڈالو مگر اُسکا کہنا سہمک کچھ خیال مین نہ لایا اس اثنا مین گرد اُٹھی اور مہتر قران حبشی سامنے سے نمودار ہوئے اور سہمک پر ایک نعرہ مارا کہ سہمک بیہوش ہو گیا قران نے خیال کو کمند سے رہا کیا اور سہمک کے پاس جاکے دونون ہاتھ پکڑکے ایک طمانچہ ایسا مارا کہ وہ تیورا کر گرا اور پھر بیہوش ہو گیا قران نے دونون ہاتھ اُسکے باندھ دیئے خیال دور سے کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا تھا کہ سہمک ہوشیار ہوا قران نے سہمک سے خیال کا حال دریافت کیا اس نے کیفیت خیال کی بیان کی جب قران کو معلوم ہوا کہ خیال عیار رستم ثانی کا ہی قران نے خیال سے کہا کہ مین بھی غلام رستم کا ہون خیال بولا کہ کاہے تو مجکو فریب دیتا ہی قران نے کہا تو مجھے نہین جانتا مین قران حبشی ہون اکثر ذکر میری دلیری کا تو نے رستم سے سنا ہوگا اب خیال کو یقین ہوا کہ بیشک یہ مہتر قران حبشی ہین فوراً آگے بڑھکر اس نے قران کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور دونون ملکر رستم ثانی کے پاس آئے اور قران نے حال گرفتاری و رہائی خیال کا بیان کیا چونکہ مثل مشہور ہی کہ لعل پیارا تو لعل کا خیال پیارا اس وجہ سے رستم بہت خوش ہوا اور قران کو بھاری خلعت دیا الغرض اسی روز سہمک بھی مسلمان ہوا رستم نے اُسی دن شہر پر دھاوا کر دیا اور چارون طرف سے گھیر کر اندر شہر کے داخل کیا اشراق شاہ کے لشکر سے خوب جنگ ہوئی ہزارون آدمی کفار کے مارے گئے آخر رستم نے فتح پائی اور اشراق شاہ بھاگا اور شہر پر قبضہ رستم ثانی کا ہو گیا دختر ملکہ اشراق مسمے مشکل بانو کا عقد شمیم کے ساتھ کر دیا اول مشکل بانو نے کہا تھا کہ مجکو رستم کے ساتھ عقد کرنا منظور ہی مگر لوگون نے اُسے سمجھایا کہ وہ ملکہ ماہ نوش لب کا عاشق ہی یہ سنکر ملکہ مشکل بالا نے شمیم بن کیوان سے عقد کر لیا سات روز تک خوب جلسے عیش و نشاط کے برپا رہے ایک ہفتہ تک بزم عروسی منعقد رہی دن رات تا دلنوش کے چرچے ناچ و راگ رنگ کے جلسے ہوا کیے بعد فراغ محفل عروسی کے رستم نے بادشاہی شہر اشراق کی شمیم کو مرحمت فرمائی اور آپ پانچ لاکھ کا لشکر لیکر اب جابلقا کیطرف جاتے مین آئندہ دیکھے کیا ہو

داستان عمرو ثانی کا رخش تراشی کرنا لاہوت شاہ اور بہلیل وغیرہ کی

تیغ قاتل بہ بلبلین دیکھیے جوہر کسدن
گردش چشم سے آتے نہین چکر کسدن
مرگ عاشق سے ہوا کوبسے معشوق کو رنج
بعد ناچو نک اُٹھے نہین فتنۂ محشر کسدن
واعظا دیکھو تو رندان خرابات کا ظرف
پیچ دل کرتا نہین گرمی اخگر کسدن

یہ ہما سایہ فگن ہو ہمیرے سر پر کسدن
خوان نعمات جنون کا ہون مین کمان عزیز
قبر بلبل پہ پڑی پھولون کی چادر کسدن
لامکان یار کو لکھتا ہون خط شوقیہ
کی کسی مست نے ہو حق سر منبر کسدن
لب اشارہ نہین آنکھون سے مژگان کرتی

پیچ دیتی نہین وہ زلف معنبر کسدن
دست اطفال سے کھاتا نہین پتھر کسدن
صور پھونکا نہ مرے نالۂ شبگیر نے کب
نہین ہے تجھے مین تباہی مین کبوتر کسدن
آگ پر کب نہین بھنتے ہین کلیجے کباب
باندھ دیتے نہین ترکون کو یہ خنجر کسدن

سوختگان دقائق سخن و عیاران نیرنگ سازی مکر و فن سمند سیہ فام قلم کو جولانگاہ تحریر مین یون گرم خیز کرتے
ہین کہ جب عمرو ثانی لشکر مین آیا تو ایک روز صورت بدلکر در بارگاہ لاہوتک شاہ مین گیا اور سنا کہ
مہلال امیر ثانی کو سخت سست کہ رہا ہے عمرو ثانی کو شنکر تاب نہ رہی بارگاہ مین سب کو بیہوش کیا اور
ڈاڑھیان سب کی مونڈین اور ایک پرچہ کاغذ پر یہ دو کلمہ لکھکر دو بال ڈاڑھی کے باقی رکھے اسمین چپکا دیا کہ
یہ سزا اُسکی ہے جو تونے بخطا امیر ثانی کو کلمات ناسزا کہے اور جلتے ہوے تاج لاہوتک کا لیتا گیا دوسرے روز
جبکہ عیار دہر نے ریش سیاہ شب کو تراشا اور چہرۂ شاہد سحر صاف نظر آیا مہلال کمال قہر و غضب سے میدان
مین آیا اور عمرو ثانی کو مقابلے کے لیے طلب کیا عمرو ثانی نے میدان مین آکر ایک پتھر تراشیدہ
و خراشیدہ گوپھن مین رکھکر ایسا مہلال کے لگایا کہ اُسکا خود سر پر سے گر پڑا اور سر مین کسیقدر زخم آیا
اُسنے بشرمندگی جھک کر خود اپنا اُٹھالیا اور جاکر زلور شاہ اور ملک مرواق کو رہا کیا سب کافر خوش ہوے
عمرو ثانی نے حمزہ ثانی کو خبر دی دوسرے روز جبکہ آفتاب عالمتاب خیمۂ زرنگاری فلک پر نمودار ہوا
طبل بشارت لشکر کفار مین بجا اور یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی کہ بختگان اشراق شاہ اور مرواق شاہ
اور یا بخیر آدم خوارون کو جاکر لایا ہے غرضکہ دوسرے دن طبل جنگ بجا دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا
ہوے کہ اس اثنا مین آدمخوار آئے اور ایک سمت آکر اُترے اُس دن لڑائی موقوف رہی اشراق نے کہا
مین ایک خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑونگا بعد ازان مہلال بھی چند روز کے بعد جو عمرو ثانی نے اُسکے پتھر لگایا
تھا اور یہ زخمی ہوا تھا اچھا ہوا اور طبل جنگ بجوا کر میدان مین آیا اور لشکر اسلام سے شہزادہ نور العین
میدان مین آئے مہلال نے ایک چوبدست شہزادہ نور العین پر لگائی شاہزادہ نے اُسکی چوبدست ٹالی
مہلال ہوا پر اُڑا اور اُترتے ہوے چوبدست سر نور العین کے گھوڑے کے لگائی کہ گھوڑا نور العین کا
زمین پر گرا اور شاہزادہ نور العین بھی زمین پر گرا اور تھوڑی دیر مارے چوٹ کے بیہوش رہا اتنے مین مہلال
شہزادہ کی طرف دوڑا شہزادہ اُس سے چوٹ گیا اور چاہتا تھا کہ مہلال کا لنگر اُٹھا کر زمین پر دے مارے
کہ مہلال حیران ہوا اور ایک خنجر پہلو پر شہزادے کے مارا یہ دیکھکر لشکر نے حملہ کیا مہلال بھاگا بدیع الزمان
فرزند کو اُٹھا لائے سر اُسکا زانو پر رکھکر بہت صدمہ کیا دوسرے روز پھر مہلال میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ کون
ہے مقابلہ کو آتا ہے کہ اتنے مین ایک بگولا گرد کا دامن بیابان سے اُٹھا اور اُس گرد کے درمیان سے
قران حبشی ظاہر ہوے اور خبر آمد رستم ثانی کی مع پانچ لاکھ سوار و پیدل کے لشکر اسلام مین پہونچی
سب خوش ہوگئے یہ کہکر قران خود میدان جنگ مین آئے بلا شور اور سرد عیار نے مہلال سے
کہا کہ قران حریف سخت ہے مہلال یہ سنکر ہنسنے لگا اور گینڈا اپنا بڑھا کر ایک ضرب چوبدست قران پر لگائی
قران نے اپنے تئین اُسکی ضرب سے بچایا اور طبل بازگشت بج گیا سب اپنے اپنے قیامگاہ پر گئے
تیسرے روز پھر مہلال میدان مین آیا اور اپنے مقابلہ مین قران کو طلب کیا جب قران صف سے
باہر نکلا اور سامنے مہلال کے آیا اُسنے وہی طور لڑائی کا کیا جو نور العین سے کیا تھا غرضکہ ہوا پر
اُڑکر وہان سے اُترتے ہوے چوبدست قران کے سر پر لگائی وہ چوبدست جب سر پر قران کے
پہونچی تو ایک دھوان دماغ قران سے اُٹھا اور قران زمین پر گر پڑا اور ایک آہ کھینچی مہلال شاد ہوکے
سرہانے قران کے پہونچا قران نے پاؤن اُسکا زور سے پکڑا اتنے مین مہلال گھبرا گیا اور حلقہ ہاے کمند قران نے

ہاے اسنے چاہا کہ اپنے تیئن رہا کرے کہ اسمین خنجر قران نے کان پر مہلال کے مارا دونون کان کٹ گئے
اور پشت تک اُسکی شگافتہ ہوئی مہلال نے دوبارہ حملہ قران پر کیا قران بھاگا مہلال نے
پیچھا کیا اور غل دونون لشکرون سے اُٹھا قران پلٹ کر بولا کہ اے مہلال اب مجھ مین طاقت
اسقدر نہین ہی کہ تجھسے پھر لڑسکون اور ایک مشت خاک زمین سے اُٹھا کر ایک چلا تک ماری اور دونون
آنکھون مین مہلال کے جھونک دی کہ وہ آنکھین ملنے لگا اور چونکہ مہتر برق فرنگی پیچھے قران
کے لگا ہوا چلا آتا تھا برابر آکر اسنے ایک خنجر پہلو پر مہلال کے مارا کہ سینہ تک شگافتہ ہوگیا اور سرکے
بھل مہلال زمین پر گرا برق نے نعرہ کیا مگر وہ مرتے مرتے زمین سے دس گز اُڑ کر پھر زمین پر گرا قران نے بڑھکر
اُسکا کاٹ لیا اور بلا شور کی طرف دیکھکر نعرہ کیا کہ منم قران حبشی بلا شور نے کہا کہ اچھا جب تک اُسکا
عوض رستم ثانی سے نہین لیتا ہون تب تک قرار مجھے تھوڑے ہی آئیگا کہ اس اثنا مین عیار نورالدہر کا
شہر مہرانیہ سے آیا اور کہا کہ امیر پانچہزار اسوار ہمراہ لیکر شہر مہرانیہ کو روانہ ہوے کفار یہ سنکر شاد و خرم ہوے
اشراق شاہ طبل جنگ بجوا کر میدان مین آیا تھا کہ نقابدار سبز پوش نے آکر کہا کہ ہی کوئی بہادر کہ میرے
مقابلہ کو آئے سب نے یہ چاہا کہ زمرد پرست ہی سعد نے کہا ایک بہادر اسکے مقابلہ کو جاے یہ سنکر
ہاشم تیغزن نے گھوڑا اپنا پرے سے نکالا اور جا کر مقابلہ نقابدار سے کیا نقابدار اور ہاشم سے بڑے
عرصے تک ہتھیار چلا اور جملہ فنون سپہ گری اور اسلحہ حرب و ضرب کا رد و بدل ہوتا رہا بعد ازان دونون کمر در
کمر کیے گئے اور کشتی ہونے لگی تا شام کشتی ہوا کی شام کو نقابدار سبز پوش نے ہاشم کو باندھ لیا اور اپنے
ہمراہ لیچلا اور باواز بلند یہ بھی کہدیا کہ اگر کوئی عیار یا سردار ہاشم کی تلاش مین میرے پیچھا کریگا تو مین بیشک
ہاشم کو قتل کر ڈالونگا یہ سنکر کوئی تعاقب مین نہ گیا اور نقابدار ہاشم کو لے گیا اور ادھر بلا شور اور
بہرداد فیروز لاہوتک سے رخصت ہوکر لشکر اسلام مین آئے اور تینون عیار صورتین اپنی بدلے ہوے گھات
مین لگے رہے جبکہ سیاہ شب نے تمام عالم کو گھیر لیا یہ تینون عیار خیمون مین گئے اور اسد و طہماسپ
اور بدیع الزمان کو بیہوش کرکے لیگئے اور تینون پشتارے آگے لاہوتک کے رکھدیے اور کہا کہ مہلال کے
خون کا عوض ان تینون شخصون سے لیجیے یہان بارگاہ لاہوتک شاہ مین اشراق آدمخوار بیٹھا تھا کہ
لاہوتک نے تینون سردارون کے قتل کا حکم دیا اور جلادانکو بلایا کہ اتنے مین نقابدار سبز پوش بارگاہ لاہوتک
مین آکر پہونچا اور سب سے بلند مقام پر جا کر بیٹھا ناگاہ نظر اُسکی دلیران اسلام پر پڑی پوچھا یہ کون ہین لاہوتک
بولا کہ یہ طہماسپ اور وہ اسد اور وہ بدیع الزمان ہین نقابدار بولا کہ یہ کیونکر قابو مین آئے لاہوتک نے
کہا کہ عیار انکو عیاری سے لائے ہین نقابدار نے عرض کیا کہ مجھ ایسے بندے حضور کے ہون اور پھر
سردارون کو نامردی سے پکڑنا بالکل خلاف شان بہادری کے ہی یہ کہکر ایک نعرہ جلاد پر مارا اسکو چونکہ
طمع زر و جواہر تھی اس جہت سے وہ نہ ہٹا نقابدار نے اُٹھکر جلاد کی گردن دھڑ پر سے کھینچکر پھینکدی
اور بدیع الزمان سے کہا کہ مین نے تعریف تمہاری کشتی کی بہت سنی ہی مین چاہتا ہون کہ میرے تمہارے
کچھ زور آزمائی ہوجائے بدیع الزمان نے قبول کیا اسپر نقابدار بولا کہ درمیان دونون لشکرون کے ہمسے
تمسے کشتی ہو بدیع الزمان نے کہا کہ بہتر ہی بعد ازان لاہوتک شاہ سے تینون سردارون کو خلعت
دلوا کر باعزاز تمام رخصت کیا اور نقابدار نے ایک عزیز اشراق آدمخوار سے گستاخی یہ کی کہ اُٹھکر

اسکی پیشانی پر بوسہ دیا اور بغل مین اُسے تنگ پکڑا اور پھر بارگاہ سے باہر چلا گیا دلیران اسلام پاس سعد کے آئے اور تعریف نقابدار کی طہماس و اسد و بدیع الزمان نے بیان کی کہ اتنے مین آواز طبل جنگ کی کان مین آئی رات بھر دونون لشکرون مین تیاری ہوا کی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے اور درمیان مین دونون لشکرون کے کشتی نقابدار سبز پوش اور بدیع الزمان گرد لشکر شکن سے ہونے لگی شام تک خوب کشتی رہی عجیب عجیب نادر داؤن پیچ ہوتے رہے کہ ناظرین کو لطف اُٹھا کیے اور تحسین و تعریف بے انتہا کرتے رہے آخر الامر بوقت شام بدیع الزمان کو نقابدار باندھکر اپنے لشکر کو روانہ ہوا دونون لشکرون سے غل اُٹھا اور بدیع الزمان بیہوش و مدہوش تھا اُدھر لاہوتک شاہ بارگاہ مین محفل عیش آراستہ کیے ہوئے بیٹھا تھا اور عیاران اسلام صورتین اپنی بدلے ہوئے دروازہ لاہوتک شاہ پر موجود تھے کہ نقابدار آیا لوگ زر و گوہر اُس پر نثار کرتے ہوئے بارگاہ مین لے گئے اور لاہوتک شاہ خود نقابدار کو دیکھکر کھڑا ہو گیا نقابدار نے کہا آپ ہر روز طبل جنگ بجوایا کیجیے اور لاہوتک کو نقابدار نے تخت پر ہاتھ پکڑ کے بٹھایا اور پایہ تخت کو بوسہ دیا اور خود جام جمشید پی کر بارگاہ سے روانہ ہوا لاہوتک نے طبل جنگی بجوا دیا اور شبان بن عمرو نے کہا کہ مین نقابدار کے عقب مین ضرور جاؤن گا کہ دیکھون یہ کہان جاتا ہے اور کون شخص ہے یہ کہکر شبان بن عمرو ثانی سب سے رخصت ہو کر پیچھے نقابدار کے روانہ ہوئے جبکہ ایک فرسنگ نکل گئے تو ایک دامن کوہ کے پہونچے دیکھا تو اُدھر نقابدار ہمراہ اپنے عیارون کے کھڑا ہے شبان بن عمرو یہ دیکھکر پریشان ہوئے کہ نقابدار نے نعرہ کیا کہ ادھر آؤ جب یہ پاس پہونچے تو نقابدار نے کہا کہ ابکی بار تو خطا تمھاری معاف کر دی گئی اور یہ دل مین ہرگز نہ خیال کرنا کہ روبرو سے نقابدار کے ہم بھاگ نکل جائینگے اور تیر و کمان اُٹھا کے لالہ زار کیطرف عیارون سے کہا کہ دیکھو عیارون نے لالہ زار کی طرف دیکھا اور شبان بن عمرو نے بھی اپنی نگاہ لالہ زار کیطرف کی نقابدار نے ایک ایسا تیر مارا کہ تمام پھول لالہ کا پریشان ہوا اور ایک ایک پتی اُڑانا شروع کر دی شبان نقابدار کی تیز دستی اور نشانہ بازی پر حیران ہو گیا پس نقابدار بولا کہ جا اور سب عیاران اسلام سے بیان کر دینا شبان بن عمرو بید کی طرح کانپتا اور باتند بجلی کے چمک کر وہان سے نکل گیا دوسرے روز اشراق میدان مین آیا سرو عیار چاہتا تھا کہ پیشقدمی کرے کہ نقابدار آیا اور ایک نعرہ اشراق پر مارا اشراق کو بُرا معلوم ہوا اور مقابلہ نقابدار کا کیا نقابدار نے کمر بند اسکی پکڑ کے اُٹھا لیا اور زمین پر دے ٹپکا اور پھر میدان مین آ کر نقابدار نے نعرہ کیا ادھر لشکر اسلام سے داراب کشور کشا میدان مین نکلے شام تک خوب جنگ رہی آخر نقابدار سبز پوش داراب کو باندھکر لیگیا وہان لاہوتک شاہ نے صحبت عیش آراستہ کی اور کہا کہ اب اسکے سوا دوسری تقدیر کرونگا کہ سر عیار نے آ کر کہا کہ غدار پرست کہتے مین کہ حمزہ ثانی فی الحال کام کو گئے ہین لشکر مین نہین ہین لیکن ہان اتنی خبر مجکو بھی معلوم ہے کہ صحرائیہ مین ایرج اور اسکندر اور نور الدہر کو سیاہ پوش نے قید کیا ہے تو انکی رہائی کیلیے حمزہ ثانی گئے ہین یہ سنکر کفار بہت خوش ہوئے

اب چند کلمہ داستان شاپور اور بلاشور کے بیان ہوتے ہین

تو ہی اپنے ہاتھ سے اے دلربا جاتا رہا ڈھونڈھنے والے سے پوچھے کوئی کیا حاصل ہوا	دل کی پروا ہی نہین جس کا تماشا جاتا رہا جیتے جی تم پر تھی اپنی زندگی وہ مٹ گئی	دل جلا کر آپ تو بیٹھے ہوئے ہین چین سے جو بھروسا تھا ہمین وہ آسرا جاتا رہا

میں نے دیکھا اُنکی زلفوں کو تو فرمانے لگے
دشمنی کا لطف شکووں کا مزا جاتا رہا
اچھی صورت کی رہا کرتی تھی اکثر تاک جھانک
صید جب دم آنکھ سے اوجھل ہوا جاتا رہا
حرص دامنگیر دنیا مال دنیا بے ثبات
ورنہ برسوں نامہ بر آتا رہا جاتا رہا

آپکا دل کھل پڑا گھر ہو گیا جاتا رہا
ہو سکے مطلب نگاری کیا پریشاں طبع سے
رہ گئیں آنکھیں مگر وہ دیکھنا جاتا رہا
کسقدر اُنکو فراق غیر کا افسوس ہے
جسقدر حاصل کیا اُس سے سوا جاتا رہا
داغ کچھ درہم نہ تھا جبکا اُنھیں ہوتا ملال

مرگ دشمن کا زیادہ تجسے ہے مجکو ملال
ذہن میں آتے ہی حرف مدعا جاتا رہا
دیکھو دیکھو مجھپہ برساتے ہو تیر نگاہ
ہاتھ ملتے ملتے سب رنگ حنا جاتا رہا
اب کئی دن سے وہ رسم و راہ بھی موقوف ہے
ہو گیا گم ہو گیا جاتا رہا جاتا رہا

معماران عمارات دلپذیر داستان و نقاشان نقش خوش تحریر حالات گذشتگان اس حکایت پُر لطافت کا نقشہ صفحہ قرطاس پر اس طرح کھینچتے ہیں کہ جب شاپور تمام شہر میں پھرا اور کہیں پتہ و سراغ بدیع الملک کا اُسے نہ ملا تو ناچار ہو کر دل میں اپنے سوچنے لگا کہ لشکر میں چلکے گوہر آرا سے اس کیفیت کو بیان کرنا چاہیے غرضکہ شاپور لشکر میں آیا اور ملکہ گوہر آرا سے یہ حال مفصل بیان کرنا شروع کیا اور کہا کہیں پتہ و نشان بدیع الملک کا مجکو تو نہیں لگتا اگر آپ کو معلوم ہو تو آپ بتا دیجیے گوہر آرا نے کہا کہ مجکو خود نہیں معلوم ہے ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند + ہاں بلاشور نگارستان کی طرف گیا ہے بہتر ہے کہ پاس بلاشور کے بجانب نگارستان جانا چاہیے پھر شاپور نے حال نقابدار کا پوچھا گوہر آرا نے کہا کہ مجکو یہ بھی نہیں معلوم یہ بھی بلاشور کو معلوم ہوگا شاپور یہ سنکے خاموش ہو رہا یہاں سرو عیار نے ایک محفل واسطے بلاشور کے تیار کی تھی اور خوب آراستہ و پیراستہ کیا تھا اور بلاشور نے ایک آدمی طلب فیروز میں بھیجا تھا کہ فیروز نے آکر ایک خبر کان میں بلاشور کے چپکے سے کہی سرو نے پوچھا کیا کہتا ہے بلاشور بولا کہ شاپور آیا ہے اور نقب لگا رہا ہے کہ درمیان اس خیمہ کے آوے سرو نے کہا کہ اُسے پکڑنا چاہیے بلاشور وہ چیز لایا کہ جسکا دھواں تیز ہوتا ہے لیکر سر نقب پر آیا اور اُن چیزوں کو نقب کے منھ پر جلایا اور اُدھر شاپور نقب میں تھا دھواں جو پھیلا تو تمام دماغ میں گھٹ گیا چند خنجر جلدی جلدی مار کر سر نقب سے باہر نکلا دیکھا کہ وہاں سرو پڑا سو رہا ہے یہ دیکھکر شاپور نے قدم بڑھایا سرو نے پاؤں شاپور کا پکڑ لیا اور اپنی طرف کھینچا شاپور گر پڑا لیکن گرتے گرتے شاپور نے ایک خنجر سرو کے ہاتھ میں مارا سرو چاہتا تھا کہ اٹھے فوراً شاپور نے ایک خنجر اور ایسا سرو کے مارا کہ سرو نے ایک آہ کھینچی اور گر پڑا سنبھلا نہ گیا شاپور نے بڑھکر سر اس کا کاٹ لیا اور مثل برق کے وہاں سے چمک کر نکل گیا بلاشور نے جو آکر دیکھا کہ سرو مردہ پڑا ہے بس بلاشور نے خون سرو کا اپنے چہرہ پر ملا اور خوب رویا اور شاپور سر سرو کا لیکر سعد کی خدمت میں آیا سب اہل لشکر بہت خوش ہوئے کہ عجب حرامزادہ یہ عیار تھا کہ جسکو تو نے ہمارے سر سے دور کیا شاپور نے چاہا کہ نگارستان کو جائے سعد نے فرمایا کہ ابھی دو روز ٹھہر جاؤ دیکھو کیا ہوتا ہے بس کفار نے طبل جنگ بجوایا اور صبح کو ملک ماجن سیاہ پوش کفار کی طرف سے میدان میں نکلا اور ایک جانب سے نقابدار سبز پوش بھی میدان میں داخل ہوا اور لشکر اسلام سے قاسم برآمد ہوا غرضکہ نقابدار نے ملک ماجن سیاہ پوش کو ایک چشم زدن میں قید کر لیا اور قاسم سے تا لشام خوب کشتی رہی غرضکہ شام کو اُنھیں بھی باندھکر نقابدار نے اپنے عیار کے حوالہ کیا اور دوسرے روز سلیمان ثانی مقابلہ کو آئے اُنکو بھی قید کر لیا اور رہ گیا شاپور یہ دیکھکر بہت حیران ہوا اور عقب میں نقابدار

سے چلا آیندہ اسکا حال کھلے گا

داستان جانا حمزہ ثانی کا شہر مہرانیہ مین

راوی کا بیان ہی کہ جب امیر ثانی لشکر جرار ہمراہ لیکر مہرانیہ مین پہونچے تو مہران شاہ نے استقبال کیا اور سر قدمون پر امیر کے رکھا اور عرض کی کہ میرے دو سوال ہین اگر ان دونون کو آپ پورا کر دین تو جب تک زندہ ہون بندہ ہون امیر ثانی نے فرمایا وہ سوال کیا ہین مہران شاہ بولا پہلے ایک گنبد سے اول سر نکلتا ہی بعد ازان میدان سے ایک سوار پیدا ہوتا ہی ان دونون کو اگر آپ ثابت کر دینگے تو مین مسلمان ہو جاونگا امیر نے قبول کیا دوسرے روز جبکہ غواص مغرب ظلمات بحر اخضر فلک سے جانب مشرق نمودار ہوا تو مہران شاہ کنارہ نہر کے امیر کو لے گیا امیر نے دیکھا کہ ایک گنبد ایسا خوشنما بنا ہوا ہی کہ گنبد فلک اُسکو دیکھکر شرماتا ہی اُس گنبد سے ایک سر باہر نکلا اور ایک ستارہ آسمان پر چمکا اور ایک صدائے ہولناک آئی کہ ای حمزہ ثانی سجدہ کر امیر کو یہ بات بہت ناپسند ہوئی وہ سر بولا یا امیر اگر میرے پہلوان کو تمنے زیر کیا تو گویا مجھی کو زیر کیا اور اگر تو مجکو ہلاک کرنا چاہیگا تو یہان سے سلامت بچا نہ جائیگا کہ اتنے مین ایک سوار سیاہ پوش صحرا سے آیا اور امیر سے کشتی ہونے لگی یہان تک کہ امیر تنگ ہوگئے لیکن دونون مین سے زیر و زبر کوئی نہوا بس دونون جدا ہوے اُدھر سیاہ پوش بھی عاجز ہو گیا کیونکہ آجتک سیاہ پوش سے کوئی عہدہ برآ نہ ہوا تھا اُدھر سیاہ پوش شب نے اپنی تاریکی سے تمام عالم تیرہ و تاریک کر دیا تھا امیر بھی تمام رات جن اعضا مین درد ہوتا تھا اُنکو ملا کیے صبح کے وقت جبکہ سوار سفید پوش مہر عالمتاب افق مشرق سے تابان ہوا تمام خلقت نہر پر آکر جمع ہوئی لیکن وہ سوار یعنے نقابدار سیاہ پوش آج صحرا سے نہ آیا اور وہ بھی سر آج گنبد سے باہر نہ نکلا سب لوگ حیران کھڑے ہوے دیکھ رہے تھے امیر نے لاچار ہو کر کشتی پر ایک آدمی کو جانب گنبد روانہ کیا پس نہر سے ایک نہنگ پیدا ہوا اور اس نہنگ نے ایسا دم کھینچا کہ کشتی مع اُس آدمی کے نہنگ کے منھ مین چلی گئی اُدھر سے دوسرا شخص سوار ہو کر چلا اُس نہنگ نے پانی سے سر نکالا اور اُسکو بھی نگل گیا تیسرا آدمی پھر یہان سے چلا نہنگ اُسکو بھی پکڑ لے گیا ہر چند امیر نے اسمائے باطل السحر پڑھے مگر کچھ مفید نہوے دوسرے روز امیر نے زوبین شاہ کو ہمراہ لیا اور عقب مین سوار ہوے زوبین بولا کہ یہان سے دو فرسنگ پر یہ قلعہ جو آپکو دکھائی دیتا ہے اسکے گرد ایک خندق ہی بہت گہری اور چوڑی لبالب پانی سے بھری ہی وہ سوار نقابدار سیاہ پوش اسی قلعہ مین سے آتا ہی یہ سنکر حمزہ ثانی لشکر لیکر قلعہ کی جانب روانہ ہوے اب آیندہ دیکھیے کیا ہوتا ہی خداوند تعالیٰ کو منظور ہی (؟)

داستان رستم ثانی کو قران حبشن کا راہ مین ملجانا اور خبر دینا قتل مہلان بدافعال کی

زمانہ بہت بدگمان ہو رہا ہے
الٰہی یہ جلیب کیسا ہو رہا ہے
ترے ظلم پنہان ابھی کون جانے
کہ مضطر مرا رازدان ہو رہا ہے
وہ حال طبیعت جو برسون چھپایا

کسی شخص کا امتحان ہو رہا ہے
بہت حسرت آتی ہے مجکو یہ سنکر
فقط آسمان آسمان ہو رہا ہے
سنون کیا خبر جشن عشرت کی قاصد
ہر اک شخص سے اب بیان ہو رہا ہے

شر ملی صدائین مین اس قسم کی سی
کسی پر کوئی مہربان ہو رہا ہے
ان آنکھون نے اُمڈ کر کیا بھید کھولا
جہان ہو رہا ہے دہان ہو رہا ہے
کوئی اُڑ کے آیا کوئی چھپ کے آیا

پشیمان ترا پاسبان ہو رہا ہے | کہین دو گھڑی آپ شبنم مین سوے | کہ رخ پر عرق در فشان ہو رہا ہے
یہ بہو غیان داغ یہ خواب غفلت | خبر بھی ہے کچھ جو وہان ہو رہا ہے | بیا ساقی آن بادہ در دست گیر
کہ از خورد نش نیست کس را گزیر | نہ بادہ جگر گوشہ آفتاب | کہ ہم آتش آمد بگوہر ہم آب

تماشائیان جلسۂ افسانہ طرازی و فراہم کنندگان مجمع سخن سازی اس داستان شوکت بیان کو ہزاران زیب و زینت بزم سخن مین باستعانت خامہ جادو نگار اس طرح رقم کرتے ہین کہ اُدھر رستم ثانی جا بکقا مین آتا تھا کہ دروازۂ شہر پر قران حبشی سے ملاقات ہوئی قران نے خبر قتل مہلال اور حالات لشکر اور مقدمہ ایرج و اسکندر و نور الدہر اور جانا صاحبقران کا بیان کیا رستم نے یہ سنکر کہا کہ پہلے پدر بزرگوار کو چھڑاؤن گا بعد ازان لشکر مین جاؤن گا بس وہان سے دعا دیکے ہوے متوجہ اُس قلعہ کے ہوے مگر یہ اُسوقت جاکر پہونچے کہ حمزہ ثانی پاس قلعہ کے پہونچ گئے تھے اور آدمی قلعہ کو گھیرے کھڑے تھے رستم نے قلعہ مین گھس جانے کا ارادہ کیا مگر امیر ثانی نے بہت دلاسا دیا اور کہا کہ گھبراؤ نہین مین اُسکی تدبیر کرتا ہون اور انشاء اللہ فتح کرتا ہون اُسوقت تو رستم چپ ہو رہا مگر امیر کی آنکھ بچاکر دل سے اپنے کہا کہ کھڑے ہوے چلیے کیا دیکھ رہے ہو بس ایک جست کی اور مع گھوڑے خندق کے اُس پار ہوکر دروازۂ قلعہ پر پہونچ گیا اور پہونچتے ہی رستم کے ایک دیو سیاہ مہیب شکل ہوا پر اُڑتا ہوا آسمان سے پیدا ہوا اُسنے رستم ثانی کو بیہوش کیا اور اُنکو لیکے پرواز کرتا ہوا قلعہ مین چلا گیا تھوڑی دیر کے بعد وہ دیو ایک پتھر بہت بڑا ہاتھ مین لیکر آیا اور لشکر امیر پر پھینکا وہ پتھر گرا تو قریب تین آدمی کے اُس سے کشتہ ہوے تب امیر ثانی نے ایک عبادتخانہ برپا کیا اور اُسکے اندر عبادت کیلیے بیٹھے

اب داستان شاپور اور بلا شور اور نقابدار کی بیان ہوتی ہے

بیا ساقی از سر بنہ خواب بد | مے ناب وہ عاشق ناب را | کہ کوثر و آب زلال آمدہ است | بہر چار مذہب حلال آمدہ است
نہ آن مے کہ آمد بمذہب حرام | کہ کامل بمذہب بود شہرہ را | صاحب دفتر کا بیان ہے کہ جب نقابدار سبزپوش

مسلمانون کو باندھکر لے گیا تو شاپور اُس کے تعاقب مین چلا جب کہ جنگل و پہاڑ طے کیے تو اُس نقابدار سبزپوش کو دیکھا کہ چلا آتا ہے اور بلا شور بھی آ رہا ہے شاپور نے بلا شور کو کمند مین پھانسا اور اُس کے سینہ پر سوار ہوا بلا شور نے غل مچایا سبزپوش بھی قریب آ پہونچا نقابدار نے نعرہ کیا شاپور بھاگ گیا چونکہ بلا شور زخمی تھا نقابدار سبزپوش کے پوچھا تو کون ہے بلا شور نے کہا مین پیادہ ہون خداوند نے مجکو اسلیے بھیجا ہے کہ تو عقب مین نقابدار کے جا مبادا شاپور کوئی تکلیف راہ مین پہونچائے چنانچہ مجکو شاپور نے پکڑ لیا تھا کہ آپ پہونچ گئے نقابدار نے بلا شور کو ہمراہ لیا اور پہاڑون کیطرف چلا شاپور وہان سے خدمت شاہ سعد مین پہونچا اور سب حال بیان کیا غرض دوسرے روز جب نقابدار چرخ چہارم عرصۂ افلاک پر نمودار ہوا نقابدار سبزپوش میدان مین آیا اور اسد دیوانہ کو مقابلہ مین زیر کرکے باندھکر لیگیا اور تیسری میدانداری مین قمہور دیو پیرود کو پکڑ لے گیا جب یہ حال شاہ سعد نے دیکھا بہت حیران ہوے اور فتاح بن عمرو کو خدمت امیر ثانی مین ہمراہ اُنکے کیطرف روانہ کیا

داستان طلسم مین جانا حمزہ ثانی کا

کار دلم از دست شدای بیوفا فریاد رس | شبہا فراقم می کشد ای مہ لقا فریاد رس | تا چند بی من میدہم از ہجر عاشق کش ستم
ہر دم اگر غیست غم بہر خدا فریاد رس | ظلمیست شب تا صبحگہ بر ماکہ نتوان گفت وا | بگذشت چون انداز حد فریاد نا فریاد رس

تا از تو دلبر مانده ام بیخواب و بیخور مانده ام
بگذشت چون عمر از وفای بیوفا فریاد رس

چون در غمت درمانده ام درمانده را فریاد رس
آن هر دو چشم دلستان از عاملان برلو جان

شد جام عشقم بیضیا جان شد ز لکد کوب غمہا
یک جان خسرو را ازان هر دو بلا فریاد رس

نگارندۂ داستان عجیب * چنین مینویسد سخن دلفریب * کہ امیر حمزۂ ثانی مہرانیہ مین عبادتخانہ برپا کرکے معروف دعا و مناجات تھے کہ چوتھے روز امیر ثانی نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو خواب مین دیکھا کہ وہ فرماتے ہین اس درۂ آہن کوہ مین ہزارہا درخت ہین اور چشمۂ آب جاری ہی جبکہ اندر درہ کے جاؤگے تو ایک ہرن سفید دونون سینگ سونے کے نظر آئے گا اُسکو دیکھکر جلدی نہ کرنا ذرا صبر کرنا جبکہ وہ ہرن خود سر اپنا پانی پر جھکائے گا پس اُسوقت تیر مارنا جس درخت کے نیچے وہ ہرن گرے اُسی درخت کو زور کرکے جڑ سے اُکھاڑنا ایک مکتوب اُسکے نیچے ملے گا جو کچھ اس مین لکھا ہو اُسپر عمل کرنا صبح کو امیر نے یہ مژدہ سب اپنے ہمراہیون اور دوستون کو سُنایا عمرو ثانی نے یہ خوشخبری پرویز شاہ اور عطار و اختر شناس کو سنائی پس صبح کو پرویز شاہ اور عطارد اور قران حبش وغیرہ اُس درہ مین ہمراہ امیر ثانی کے گئے دیکھا تو نے انواع عجیب فرحت خیز و لطافت انگیز مقام ہی تمام دامن کوہ مین ہزارون گل نرگس اور انواع اقسام کے پھول کھلے ہین میدان گیاہی نمونۂ گلزار فردوس ہی کوسون تک اشجار پربہار دگلہائے رنگین کھلے زعفران کے کھلے ہین دانگ کوہ پر عقیق زرد کے نادرے رسلے ہین درخت نرگس شہلا و نرگس بیمار کے چشم مست خوبان کو شرملتے ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ خفتگان خاک چشم براہ انتظار ہین سرو جویبار برلب انہار ہین بنفشہ و یاسمن زلف ورخ سبز نگان دہر کو شرماتے ہین سرو شمشاد قامت رعنائے شاہد طناز دلربے جھلاتے ہین نرگس مست معروف نگاہبازی اور سوسن بانہمہ بزبانی مستعد بہ زبان درازی سے

باز نہال جویبارش شاخ طوبے منفعل
سبزہ زارش رشک ہائے زبرجد برکنار

در نسیم بوستانش باغ جنت بوستان
کوہسارش راکمر ہائے مرصع بر میان

طائران خوش الحان شوق دیدگل

مین اپنی دلکش خوشنوائی سے زمزمہ سنج حمد و ثنائے باغبان قضا و قدر تھے الان دشت عکس تختۂ لالۂ حمرائے قبائے یاقوت نگار در برجست وخیز کرتے نظر آئے اس صحرائے سبز و خرم کو دیکھکر گلشن شداد بھی شرمائے سے

لیلئے گل جلوہ گر طرح بطرح دگر
لالۂ دل پر ز داغ سر زدہ از شورہ زار

بلبل بیبرگ زادہ بنوا مژدہ
تا کہ چہ از ہادو چمن سر زدہ در نو بہار

سبزہ دمیدہ از چمن سرو بہم از جویبار
بلبل مجنون بیر نغمہ گرد بیقرار

نرسم اگر یاسمن میل بہ نرگس کند
غنچۂ گل نو دمیدہ از بن ہر برگ و خار

یک صبا ہر نفس گفتہ سخن بیقرار
سنبل و نسرین بلغ بردو تر و تر و مار

چشم شقایق شود از ره شفق ...
سوے گلستان بہ بین سر قد تا ...

الغرض امیر ثانی کیفیت صحرے پہ بہار کی دیکھ رہے تھے کہ پرویز شاہ نے کہا کبھی ان درختون مین پھل نہین لگا ہی امیر ثانی نے زبان حال سے فرمایا کہ نخل تمنا اب بارور ہوگا کہ دیکھا ایک نہر بھی درہ کوہ مین جاری ہی جبکہ امیر کنارہ آب نہر کے پہونچے وہی ہرن نمودار ہوا اور پانی کی طرف سر جھکایا کہ امیر نے اُسکے تیر مارا وہ ہرن تیر کھا کے نیچے ایک درخت کے گرا امیر نے اُس درخت کو اکھاڑ لیا نیچے اُسکے ایک تختہ سنگ نمودار ہوا اُسکو بھی امیر نے ایک ہی زور مین اُلٹ دیا اُسکے نیچے ایک نقب نمودار ہوئی پس امیر نے قدم اُس نقب مین رکھا عمرو ثانی نے بھی چاہا کہ اُس نقب مین پاؤن ڈالے مگر امیر نے منع کیا اور خود آگے بڑھے ایک مکان پیدا

پہونچے کہ دروازہ اُسکا کھلا ہوا تھا اندر اُس قصر کے گئے دیکھا تو نہایت پاکیزہ مکان ہے چھت پردے فرش
فروش شیشہ آلات سے آراستہ و پیراستہ ہے جابجا میزون پر لعل و جواہر بیشمار چنا ہوا ہے اور ایکطرف
کو دیکھا کہ ہزارہا کتابین مطلا و مذہب جلدین اُنکی مرصع کار عمدگی سے رکھی ہوئی ہین اور ایک کاغذ پر لکھا
ہے کہ اس صندوق سیاہ کو اُٹھالو اور جس راہ سے آئے ہو اُسی راستہ سے چلے جاؤ اس صندوق مین
ایک تو لوح ہے اور دو چیزین اور از قسم تبرکات ہین پس جو مشکل اہم کہ تمپر پڑے اول چالیس مرتبہ درود
حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑھکر اس لوح کو دیکھنا اور جو اُس مین لکھا ہوا ہو اُسپر عمل کرنا
پس امیر اس صندوق کو لیکر باہر آئے پروین شاہ و عطارد وغیرہ نے دیکھا کہ امیر نے صندوق کو
کھولا اُس مین ایک تیر دو...ن اور ایک لوح نقرہ خام کی رکھی ہوئی پائی امیر نے چالیس مرتبہ درود حضرت
محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑھکر اُس لوح کو دیکھا تو اُس مین خط سبز سے لکھا تھا کہ اے یابندہ لوح
پہاڑ پر جاؤ پہلے خندق کو پھاندو آگے ایک سنگ ہے وہی در قلعہ ہے پس ایک دیو آسمان پر سے پیدا ہوگا مگر
دیوانہ ہوگا اُسکو قتل کرنا اگر تمنے اُس دیو کو مار لیا تو فبہا نہیں تو تم گشتہ ہوگے فی الجملہ امیر عالیمقام نے
سب دوستون سے رخصت ہوکر قدم اُس پہاڑ پر رکھا سب لوگ دور سے کھڑے ہوئے تماشا دیکھ
رہے تھے امیر ایک ہی جست مین خندق کے اُس پار گئے اور قدم اُس سنگ سیاہ پر رکھا کہ نعرہ
ایک دیو کا سنائی دیا اُس دیو نے رُخ امیر کی طرف کیا امیر نے خدا کو یاد کرکے چالیس مرتبہ درود
پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑھکر اور ایک تیر کمان مین جوڑ کر ناف دیو پر مارا کہ وہ دیو پہاڑ پر گرا
وہ پہاڑ کانپ اُٹھا اور گھوڑے بھاگے امیر نے لوح پر نظر کی لکھا تھا کہ جلد خندق سے پیچھے کو کودو امیر
حسب تحریر لوح پیچھے کو کود کر خندق کے اُس پار آگئے کہ ایک دھوان خندق سے اُٹھا اور آتش خندق
مین جلنی شروع ہوئی کہ ہر ایک شعلہ اُسکا آسمان تک پہونچتا تھا اور آوازین عجیب غریب آتی تھین امیر نے
دیکھا کہ ایک سیاہی اُٹھی اور اُس قلعہ کو کیا بلکہ تمام عالم کو اُسنے گھیر لیا اور باران سیاہ آسمان سے
برسنا شروع ہوا جبکہ دھوان اور آگ برطرف ہوئی تو قلعہ دکھائی دیا مگر وہ قلعہ مانند چکی کے پھر رہا تھا
حمزہ ثانی نے لوح بغل سے نکالی اور درود پڑھا حروف سبز دکھائی دیے لکھا تھا کہ اگر تم چاہو کہ دروازہ
قلعہ کا معلوم ہو تو پہلے اس پتھر کو تلاش کرو جو اول دیکھا تھا وہ طلسم بند ہے اس قلعہ کا دروازہ وہی ہے
اگر چاہو کہ راہ پیدا ہو تو اُس تختہ سنگ کو اُٹھاؤ ایک شیر سیاہ پیدا ہوگا ایسا نیزہ اُسکی پشت پر لگاؤ
کہ نیچے حلق کے سنان اُسکی نکلے منہ اُسکا مثل غار کے ہوگا اپنے تئین اُسکے منہ مین ڈال دینا امیر نے ویسا ہی
کیا آنکھ جو کھلی تو ایک راستہ دیکھا امیر بفراغت تمام چلے جاتے تھے کہ دو گاؤ سیاہ پیدا ہوئے ایک سر اپنا
دوسرے کے سر پر رکھے ہوئے اور دُم ایک کی راستہ کے اس سرے پر اور دوسرے کی دُم اُس سرے پر
یعنے کفل دونون کے بالکل راستہ روکے ہوے تھے اور اس طرح سے کہ راستہ چلنے کا بالکل نہ تھا امیر نے
اول صلوۃ چالیس مرتبہ جناب رسول خدا پر بھیجکر لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ ایک ضرب شمشیر سے کام دونون کا
تمام کرنا چاہیے اور اگر یہ دونون گائین ایک ضرب مین قتل نہوئین تو پھر کام کا انجام ہونا مشکل ہو جائے گا
امیر نے اون تلوار کھینچکر فکر کی کہ کیونکر دونون کو ایک وار مین قتل کیجے غرضکہ دل مین سوچکر ایسی ایک تلوار
ماری کہ دونون کے سر قلم ہوگئے اور ایک طوفان عظیم برپا ہوا کہ العظمۃ للہ آندھی سیاہ چلی اور برف باری

اور صاعقہ باری ہونے لگی جب کچھ دیر بعد اُس آفت سے سکون ہوا تو امیر نے آپکو ایک مکان زرین پایا کہ
بالکل سونے کا وہ مکان بنایا ہوا تھا اور فرش مخمل اور سنجاب کا اُس مین بچھا تھا مگر راہ اُس مکان کی
نہ تھی زنجیرین سونے کی چھت مین برابر لٹکی تھین اور ایک سوراخ چھت مین اِس مکان کے تھا پہلے
امیر نے صلوٰۃ روح پر فتوح جناب رسول خدا پر بھیجکر لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ ایسی جست کرو کہ زنجیر کو
ہاتھ سے پکڑ لو اور سوراخ کی راہ سے باہر نکلجاؤ امیر نے ویسا ہی کیا وہان سے امیر نے نکلکر دوسرا
مکان طلائی اُسی طرز کا دیکھا وہان سے بھی اُسی طرح نکلے غرضکہ چالیس مکان زرین ایسے ہی امیر کو ملے ہر جگہ
جست کرتے کرتے امیر کے دست و پا مین طاقت نہ رہی ناگاہ آسمان دکھائی دیا امیر نے جو آنکھ کھولی
تو اپنے تئین ایک مینار پر دیکھا اور ایک طبل اُس مینار پر رکھا تھا اور ایک جانور اُس پر ایسا بیٹھا تھا
کہ جسکی ایک منقار سے دوسری منقار کا فاصلہ چالیس گز کا تھا اور ایک بہت بڑا طاس مرصع بھرا ہوا
شراب سے کہ جسمین سو من شراب سے کم نہ ہوگی نظر پڑا امیر نے چالیس مرتبہ صلوٰۃ پڑھکر لوح کو دیکھا لکھا تھا
کہ طبل بجاؤ کہ تمام عالم مین غلغلہ پڑے گا اور ایک جانور اُس سا دوسرے مینار پر پیدا ہوگا اور وہ چاہے گا کہ دو مرتبہ
شراب پیوے تم عمود پکڑ کے اور جست کرکے دوسرے مینار پر جانا اور ایک ہی عمود مین اُسکا کام تمام کر دینا بس
امیر نے وہی کیا اور ایک ضرب عمود مین اُس جانور کو مار ڈالا ایک شورش عظیم پیدا ہوئی امیر نے پھر چالیس
مرتبہ درود پڑھکر لوح کو دیکھا مرقوم تھا کہ یہ دعا پڑھو جو حاشیہ لوح پر کندہ ہے امیر نے اُس دعا کو پڑھنا
شروع کیا آپ کو بیابان مین دیکھا کہ وہان تمازت انتہا درجہ کی تھی کرۂ خاک کرۂ نار ہو رہا تھا باد سموم
کے جھونکون سے زحمت وجود ہر ذی روح جلا جاتا تھا ریگ صحرا مثل ریگ گلخن سوزان تھی ہوا گرم
سوزان تھی پیاس سے زبان خار مین کانٹے پڑے ہوئے تھے اگر کسی آبلہ پا کا گذر ہوتا تو شاید اُسکی
خشک زبان تر ہوتی اپنے جلے پھپھولے پھوڑتے کچھ کم سوزش جگر ہوتی آفتاب گویا سوا نیزہ پر اُتر آیا تھا
فرط حرارت سے جسم آسمان پر آبلہ ہائے انجم سوزان سے چھالے پڑ گئے تھے طائران صحرائی آشیانون مین چھپے
ہوئے تھے پرندہ پر تک نہین مارتا تھا امیر ثانی کا فرط تشنگی سے یہ حال تھا کہ قدم اُٹھانا محال تھا ایک
درخت کے سایہ مین بیٹھ گئے دیکھا ایک طرف سے ایک جن آیا اور اُسنے دائرہ قائم کی اور سر رستم ثانی کا قلابہ
مین لٹکایا اور ایک نہر ایک طرف رواں تھی اور کنارہ نہر کے ایک کنوان تھا اور ایک چرخہ اُس کنوئین مین
لگا ہوا تھا اور سو جھاڑو بن اُس چرخے پر رکھی ہوئی تھین جسوقت وہ چرخہ گردش کرتا تھا اُن جھاڑوؤن مین پانی
بھر جاتا تھا اُس سے قطرے زمین پر گرتے تھے امیر حیران کھڑے تھے کہ نعرہ کی آواز آئی کہ اے آدمی زاد غرہ
مت کر ایسا کام مین آج کرتا ہون کہ تو بھی جانے امیر نے اُس آواز پر نظر کرکے دیکھا کہ ایک دیو ہے اور اُسکے
دو سر ہین ایک سر فیل کا ہے اور دوسرا گاؤ کا ہے اُس دیو نے اپنے تئین امیر کے قریب پہنچایا اور چاہا کہ کمربند
امیر کا پکڑے امیر نے ہاتھ پکڑ کے ایک جھٹکا دیا اور تھوڑی دیر کی کشتی مین اُسکو اُٹھا کر دے مارا زمین پر
گرتے ہی وہ غائب ہوگیا امیر نے دعائے باطل السحر پڑھی پھر دیو امیر کے روبرو آکھڑا ہوا اللہ ایک عمود
اُٹھاکر اُس چرخے پر مارا کہ وہ چرخہ ٹوٹ کر راہ مین گرا اور برف باری ہونے لگی انتہا کی سردی اُسکی وجہ
ہوئی کہ امیر شدت برودت سے بیتاب ہوگئے اور چالیس مرتبہ درود پڑھکر لوح پر نظر کی لکھا تھا کہ
اپنے تئین کنوئین مین گرا دو امیر نے بحکم لوح اپنے تئین کنوئین مین گرا دیا جب آنکھ کھلی ایک راہ دیکھی کہ ایک طرف

روانہ ہوئے اور نیچے درہ کے پہونچے وہان آواز رونے کی سُنی اور ایک دروازہ معلوم ہوا دروازہ کو جو کھولا تو ایک تخت بچھا ہوا تھا دیکھا کہ اُس تخت پر سیارہ بیٹھا ہوا اور وہان امیر نے چالیس مرتبہ درود پڑھکر لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ اس دیو کو جو عقب مین سیارہ کے بیٹھا ہی مار ڈالو امیر نے اُس دیو کو قتل کیا ایک صندوق مرصع اس جگہ پر تھا سیارہ اُس صندوق کو بغل مین لیکے چاہتا تھا کہ نکل جائے امیر نے بڑھکر بحکم لوح اسکا سر قلم کیا اور صندوقچہ کھولکر دیکھا تو رستم ثانی اُس مین سے باہر آئے امیر ثانی بڑے شوق سے اُن سے گلے ملے اور چالیس مرتبہ پھر صلوٰۃ بھیجکر لوح پر نظر کی لکھا تھا کہ تخت کو اُٹھاؤ ایک نقب دکھائی دیگی اُسی نقب کی راہ سے روانہ ہو غرضکہ امیر مع رستم اُسی نقب کی راہ باغ سے باہر نکلے وہان ایک گنبد مرصع کار نظر پڑا کہ وہ گنبد نہایت بلند اور سر بفلک کشیدہ تھا اور ایک قفل اُس گنبد کے دروازہ مین لگا ہوا تھا اور ایک شیر کہ دونون زانون اُسکے راہ کی طرف پھیلے تھے دروازہ گنبد پر بیٹھا تھا جب صاحبقران ثانی نے لوح کو دیکھا اُس مین تحریر تھا کہ شیر کا سر قلم کرو صاحبقران نے حملہ کیا وہ شیر اژدہے کی صورت بن گیا تب امیر نے پھر لوح کو دیکھا وہ آتش افشانی کرنے لگا امیر نے بحکم لوح روبرو اُسکے پہونچکر ایک تلوار ماری کہ دونون پاؤن اُسکے قلم ہوئے امیر نے ایک نعرہ کیا ناگاہ وہی سیاہ پوش جو ایرج اور نور الدہر سے کشتی لڑا تھا ہزار سیاہ پوش لیکر پہونچا اور وہی ستارہ جو گنبد سے نکلتا تھا اُسکے سر پر تابان تھا اور وہ سیاہ پوش ہر بار یہی نعرہ کرتا تھا کہ اے آدمی دلے ہا تجھ پر کہ تو یہان تک پہونچا امیر نے بڑھکر تلوار مارنا شروع کی جسپر تلوار پڑتی تھی کچھ کارگر نہوتی تھی مجبور ہو کر امیر نے صلوٰۃ چالیس بار پڑھکر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اول ستارہ پر تیر مارنا چاہیے امیر نے ایک تیر ایسا ستارہ پر مارا کہ آواز فریاد و شور کی اُس ستارہ سے آنے لگی تمام زمین لرز گئی اور ایک صدا آئی کہ کشتی مرا نام من ستارہ جادو و افسوس کہ مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم ایک طوفان عظیم تھوڑے عرصہ تک نمود اور جب طوفان برطرف ہوا دیکھا کہ ایک ساحر مثل پہاڑ کے کہ تیر پیٹ پر اُسکے لگا ہوا ہے رو برو پڑا ہے اور ہاتھ پاؤن مارتا ہی امیر نے سر اسکا جدا کیا اور بعد ازان درود پڑھکر لوح کو مثل سپر کے کیا کوئی تیر کارگر نہوا نقابدار سیاہ پوش ناچار ہو کر پلٹا تھا کہ امیر نے تیر پشت نقابدار پر مارا کہ سینہ کو توڑ کر باہر نکل گیا ایک آندھی تیرہ و تار چلی اور وہ طلسم مثل گنبد کاغذی کے ہوا پر اُڑ گیا امیر کے ہمراہی تماشا دیکھ رہے تھے کہ صدا مین مہیب پیدا ہوئین غرضکہ امیر نے دروازہ اُس گنبد کا کھولا ایرج اور نور الدہر اور اسکندر کو کہ گوشہ مین اُسی گنبد کے قید تھے رہا کیا اور زر و جواہر بیشمار امیر کے ہاتھ آیا امیر نے وہان سے باہر آکر پرویز شاہ کو مسلمان کیا کہ اسی اثنا مین فتاح بن عمرو پہونچا اور احوال لشکر کا اور نقابدار سبز پوش کا بیان کیا امیر لشکر ہمراہ لیکر اب ادھر کو روانہ ہوتے ہین

داستان داخل ہونا حمزہ ثانی کا بارگاہ مین

کام بخت کا نہین بند اپنا
دیکھیے کھینچ لائے کب وہ مین
کیا ملائیگا ذقن سے تیرے
سیر رکھتا ہو وہ کہان ہنس کہ شکر
تجر قدس ہین ہم عالم مین

بندہ پرور ہی خداوند اپنا
امتحان ہوتا ہی تا چند اپنا
زر درو سیب سمرقند اپنا
رزق ہی شہد شکر خند اپنا
اسکے ہین نہیں پیوند اپنا

اپنی قسمت کا ہو وہ بوسہ لب
اے پری رو ہون ترے دیوانے
کیون نہ یعقوب کو یوسف ہو عزیز
سر کو سودا ہی کسی کاکل کا
تیغ قاتل سے اڑینگے ٹکڑے

ہمکو چکھوائے مزا قند اپنا
دیکھین سودا وہ خردمند اپنا
اسکو پیارا نہیں فرزند اپنا
دل ہی زنجیر کا پابند اپنا
بند سے ہوگا جدا بند اپنا

کی صاحب چپ نہیں اب بک بک کر سر ترا ہکو ہے مصحف کی جگہ	سر پھراتی ہی تری بید اپنا دی یہ ایمان تری سوگند اپنا	دور بھاگین گے نہ ہم آپکی طرح دولت فقر سے رکھتا ہی غنی	پاس تکو نہو ہر چند اپنا ہکو آتش دل خرسند اپنا

پہر وان منازل قصہ خوانی و طی کنندگان مراحل خوش بیانی اس میدان حکایت پر لطافت کو یون زیب گوش سامعین کرتے ہین کہ جب سلطان سعد نے فتاح عیار کو امیر کے پاس بھیجا نقابدار سبزپوش نے ادھر طبل جنگ بجوا دیا نعرۂ شر و فساد بلند ہوا خبر جنگ سے باخبر ہر ایک یل ارجمند ہوا شب بھر طرفین مین درستی آلات حرب و ضرب ہوا کی جبکہ نقابدار صبح برقع نورانی اوڑھے ہوئے عرصۂ عالم مین نمودار ہوا نقابدار میدان مین آکر مبارز طلب ہوا سرداران لشکر اسلام مین سے ایک سردار بہر مقابلہ نکلا تھوڑی دیر کی ہشت مشت مین نقابدار اُس سردار کو باندھکر لیگیا غرضکہ ہر روز تانتا بندھ گیا چند دن کے عرصہ مین کوئی نہ رہا کہ میدان مین آئے اور حریف کا مقابلہ کرے سعد از بس مضطر و پریشان ہوے بارہ عیارون کو پھر امیر کے پاس بھیجا یہ خبر بلاشور کو پہونچی بلاشور بھی سو عیارون کو ہمراہ لیکر بطور مخفی راہ مین بیٹھ رہا اور کمندون کو زیر خاک چھپا دیا جبکہ عیار اُس مقام پر پہونچے راہ مین خوب جنگ ہوئی قریب تھا کہ بلاشور عیارون کو گرفتار کرے کہ صاحبقران ثانی رستم اور ایرج اور نورالدہر اور اسکندر فرخ لقا کو ہمراہ لیے ہوئے آپہونچے بلاشور تو دیکھتے ہی کافور ہو گیا مگر الماس وفیروز کو عیاران اسلام نے پکڑ لیا اور کتنے ہی قتل ہو گئے امیر نے عیارون سے لشکر کا حال دریافت کیا عیارون نے کل ابتدا سے انتہا تک بیان کیا حمزۂ ثانی وہان سے سعد کے پاس آئے نقارۂ شادمانی کی صدا گنبد گردان مین پیچیدہ ہوئی اور اُدھر بلاشور نے اپنے تئین لاہوتک شاہ کے پاس پہونچایا اور احوال امیر ثانی کی رونق افروزی کا بیان کیا اُس نے برہم ہو کے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا لشکر اسلام مین بھی کوس حربی نوازش مین آیا نالۂ ترکی و سنج کیومرثی کو دم لگا رات تو انتظام سامان جنگ مین بسر ہوئی صبح کو جبکہ سجادہ نشین فلک اول نے تسبیح صد دانۂ انجم کو ہاتھ سے رکھا اور زاہد شب زندہ دار صبح صومعۂ مشرق سے تابان ہوا نقابدار سبزپوش میدان مین آیا مبارز طلب کیا ادھر سے ایرج نکلا مقابلہ ہونے لگا شام تک کوئی دقیقہ فنون سپاہ گری کے رد و بدل کا باقی نہ رہا مگر دیر تک کی کشتی کے بعد ایرج بھی گرفتار ہو گیا اس عرصہ مین شام ہو گئی طبل بازگشت بجا کر نقابدار پلٹ گیا دوسرے روز رستم ثانی اور نورالدہر کو سبزپوش نے گرفتار کیا اور شام کو اپنے لشکر کی طرف پلٹ گیا پھر صبح کو نقابدار میدان مین آکر للکارا آج صاحبقران ثانی صف لشکر سے برآمد ہوے نیزہ بازی ہونے لگی امیر نے دیکھا کہ نیزہ بازی مین طاقت میری دمبدم کم ہوتی جاتی ہی اسماء باطل السحر کو پڑھنا شروع کیا بس امیر کے پڑھتے ہی نقابدار روبرو سے بھاگا امیر بھی مع لشکر پھر آئے مگر بسبب گرفتار ہو جانے دلیران لشکر اسلام کے امیر کو نہایت صدمہ پہونچا تھا نقابدار نے اخضر جادو کو بزور سحر بلوایا اور ادھر امیر نے فرمایا کہ کوئی جاکر خبر لاوے کہ نقابدار نے دلیران لشکر اسلام کو کہان قید کیا ہی یہ سنکر نو بیٹے عمرو کے مثل چالاک اور فتاح اور شبان اور ابوالفتح کہ یہ بھانجا بھی ہی اور شاگرد بھی خواجہ عمرو کا ہی مع دیگر عیارون کے واسطے لانے خبر کے چلے بلاشور نے جو دیکھا یہ بھی دور ٹھیکا ہوا ہمراہ ہوا امیر بھی عقب مین عیارون کے روانہ ہوے کہ ایسا نہو کسی مقام پر یہ لوگ گھر جاوین پس اُنکی استمداد کرنا ضرور ہے

غرضکہ یہ سب جاتے جاتے ایک درہ کوہ مین پہونچے دور سے ساحرون کو دیکھا اور تمام دلیران اسلام کو دیکھا
کہ قید مین گرفتار ہین اور نقابدار بھی صورت بدلے ہوئے کھڑا تھا کہ بلاشور نے روبرو آکر دعا و ثنا کہی اور
عرض کیا کہ عیاران اسلام یہان چھپکر آئے ہین نقابدار نے کہا کہ ای بلاشور تو آگاہ ہو کہ میرا نام
خرپال جادو ہی یہ سالار اخضر جادو کا مین ہی ہون جبکہ وہ ظلمات مین گئی تو ساحران پردہ ظلمات نے
اسکو اپنا بادشاہ بنایا اب وہ نو ہزار ساحر لیکر آیا چاہتی ہی علاج حمزہ ثانی کا اب بخوبی ہو جائیگا وہ آکر
سبکو گرفتار کریگی اور حالت حمزہ کی بھی ویسی ہی ہو جائیگی جیسی اور سردارون کی ہی یہ باتین خرپال جادو
اور بلاشور سے ہو ہی رہی تھین کہ اتنے مین ایک جادوگر نے آکر لاہوتک کو سجدہ کیا اور نامہ اوسنے دیا
لاہوتک نے نامہ پڑھا اخضر جادو نے لکھا تھا کہ تم خاطر جمع رکھو مین کل تمھارے پاس آؤن گی پس
لاہوتک نے مضمون نامے سے آشنا ہو کر سردارون کو براستقبال بھیجا دوسرے روز اخضر جادو ایک فیل پر
سوار اور بہت سے ساحران نامی وگرامی اوسکے ہمراہ بڑی جھک دمک سے آپہونچی اور آکر گویا ہوئی کہ آج تین دن
کا زمانہ ہوا کہ اسماء باطل السحر حمزہ کا مین نے اس شیشے مین بند کیا ہی بلاشور نے دیکھکر کہا یہ شیشہ خداوند کا
بھیجا ہوا ہی اخضر جادو نے کہا کہ ای بلاشور اوپر تو دیکھ بلاشور نے سر اٹھا کر جو دیکھا تو ایک کالا ابر خون
فشان دکھائی دیا اور اسمین سے صدائے برق و رعد آتی تھی بلاشور نے کہا کہ ہان مین نے دیکھا اخضر جادو
بولی کہ روز جنگ لشکر خدا پرستون پر یہی ابر مین بھیجون گی یہ خبر لاہوتک کو پہونچی ادھر عیاران لشکر
اسلام نے بھی یہ خبر امیر کو پہونچائی کہ طبل خوشی کا لشکر کفار مین بجا ہی امیر حیران تھے کہ کمک ساحرون کی کہان سے
آگئی کہ چالاک وغیرہ نے آکر مفصل حال عرض کیا امیر نے چاہا کہ اسماء باطل السحر کو پڑھین یاد نہ آئے بالکل فراموش
ہوگئے تھے امیر یہ حال دیکھکر بہت متردد ہوئے ادھر لاہوتک نے طبل جنگ بجوا دیا تیاری حرب و ضرب ہونے لگی
امیر نے بھی توکل بخدا کرکے اپنے لشکر مین طبل جنگ بجنے کا حکم دیا رات بھر دونون لشکرون مین درستی آلات جنگ ہوا
کی صبحکو جبکہ اورنگ آرائے فلک چہارم تخت زنگاری سپہر پر جلوہ آرا ہوا لاہوتک لشکر لیکر میدان مین آیا امیر بھی
خداوند کریم کی ذات والاصفات پر اعتماد کرکے میدان جنگ مین برآمد ہوئے اتنے مین ایک گرد اڑی جبکہ دامن
گرد شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ بہت سے ساحر شیر و پلنگ پر سوار شعلہ ہائے آتش منہ اور کانون سے انکے نکلتے ہوئے
میدان مین پہونچے اور اخضر جادو بھی ایک اژدہا سے سحر پر سوار اور وہی ابر آتش فشان اوسکے سر پر سایہ
افگن تھا جو شعلہ اوس ابر سے نکلتا تھا اور پہاڑ پر گرتا تھا تو پہاڑ جلکر خاک سیاہ ہو جاتا تھا القصہ اخضر جادو نے
آکر پاؤن کو لاہوتک کے بوسہ دیا اور ایک طرف اپنا لشکر ساحران لیکر کھڑی ہوئی بختگان ایکبا ہی ولد الطبل
ہجراس نے آکر اخضر جادو سے شکایت خدا پرستون کی بیان کرنا شروع کی اور خوب نمک مرچ لگا کے اور
بڑھا وا دیکے حال جبر و تعدی اہل اسلام کا بیان کیا اخضر جادو نے کہا کہ ای بختگان جو میری آرزو تھی وہ اب
پوری ہوئی تم دیکھنا کہ کل لشکر اسلام کو کیسا درہم برہم کرتی ہون یہ کہکر ایرج و بدیع الزمان و رستم ثانی
وغیرہ کے پاس آئی اور ان لوگون سے جو گرفتار تھے کہنے لگی کہ تم لوگ لاہوتک کو سجدہ کرو تا کہ تمھاری
مخلصی ہو سب نے بہت سی لعن وطعن کی اخضر جادو نے جھلا کر حکم دیا کہ دارین برپا کرو اور سب کو
سولی دیدو غرضکہ کارپردازون نے لاکر دارین استادہ کین اور سب سردارون کو زیر دار لا کر بٹھایا یہان
امیر ثانی نے فرمایا کوئی خبر لشکر کفار کی لائے کہ وہان کیا کرشمہ ہو رہا ہی سوائے عمرو ثانی کے کوئی نہ گیا یہانتک

کہ خواجہ دربارگاہ لاہوتک بر آئے اور ادھر نجستگان ملعون نے اخضر جادو سے کہا کہ ایسا نہو کہ عیاران لشکر اسلام یہان آکر کوئی عیاری کرین اخضر جادو ہنسکر گویا ہوئی کہ مین اسکا علاج پہلے کر چکی ہون اگر عیار آئینگے تو وہ بھی گرفتار ہو جائینگے غرضکہ عمرو ثانی نے یہ خبر امیر کو پہونچائی کہ لشکر کفار مین دارین برپا ہو رہی ہین اور سردارون کو زیر دار لاکر بٹھایا ہے یہ حال پر ملال سنکر امیر ثانی نے برجوع قلب مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات کرنا شروع کی اور درود جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھیجا اور استغاثہ شروع کیا کہ اے کریم کارساز اس مشکل سخت مین سواے تیرے کون یاری و مددگاری کرنے والا ہے

چو عاجز رہا نندہ دانم ترا
کہ سر بر نگیرد الم سر نوشت
زردوق مہر نقش آراستم
مزن مقرعہ چونکہ بنواختے
تو دادے مرا پایگاہ بلند
بیند از درخاک ہر خاک راہ
نکو کن چو کردار خود کار من
نبارد بجز مصطفےٰ را شفیع

درین عاجزی چون نخوانم ترا
نویسم خطے در نیالیش گری
نفیبے دہ از گنج بخشائیشم
چو دادم ناموس نام آوران
توام دستگیر اندرین پای بند
دلے راکہ شد بر درت رازدار
مکن کار با من چو کردار من

جز این نیستم چارہ در سرشت
مسجل بامضائے پیغمبرے
مران چون نظر بر من انداختی
بدہ دادمن اے داور داوران
سرے رکہ بر سر نہادی کلاہ
ز در دو نیرہ بر درے باز دار
نظامی دران بارگاہ رفیع

غرضکہ امیر نے جو اس طرح بلبلا کر دست دعا جناب احدیت مین بلند کیے تو دریاے رحمت الہی جوش زن ہوا اور دم بھر مین کچھ کا کچھ ہو گیا اب کفار نے جو نظر کی تو دیکھا کہ وہ ابر جو انکے سر پر سایہ افگن تھا وہ سب جاتا رہا یہ دیکھکر بہت پریشان ہوئے اور گھبرا کر کہنے لگے دیکھیے اب کیا ہوتا ہے کہ چشم زدن مین ایک ہواے تند و تیز چلی اور مینہ برسنے لگا وہ ایک طوفان برپا ہوا جب تھوڑے عرصہ کے بعد طوفان موقوف ہوا تو دیکھا کہ سردار جو داروں کے نیچے بیٹھے تھے وہ سب غائب ہو گئے ہین حمزہ ثانی نے عمرو ثانی کو واسطے استخبار کے بھیجا کہ خواجہ خبر تو لاؤ کہ سردارون پر کیا گذری عمرو ثانی جو یہان آیا تو عجیب کیفیت معاینہ کی کہ دلیران اسلام سے ایک متنفس بھی وہان موجود نہین ہے عمرو سخت متعجب ہوا اور یہ حال آکر حمزہ ثانی سے بیان کیا کہ طرفۃ العین مین ایک پنجہ پیدا ہوا اور عمرو ثانی کو بھی اٹھا لے گیا سب لوگ پریشان تھے کہ عمرو کو کون یہان سے اٹھا لیگیا کہ تھوڑی دیر مین دیکھا کہ عمرو دریاے زر و جواہر مین غوطہ لے پیدا ہوا اور امیر ثانی سے آکر بیان کیا کہ جسوقت امیر حمزہ صاحبقران نے طلسم آئینہ کو فتح کیا تھا تو غضنفر نام سردار عفریتیون نے وعدہ امیر سے کیا تھا کہ جسوقت آپ کمر معظمہ کیجانب لشکر کشی فرما ہونگے تو ایک بلاے عظیم ساحران غدار کے ہاتھ سے خدا پرستون پر نازل ہوگی کہ وہ نہایت پریشانی کے عالم مین مبتلا ہو جائینگے پس اسکا علاج مین کرونگا اور بعد اسکے سحر و ساحری سے توبہ کرونگا امیر نے یہ حال غضنفر سے سنکر اسکو طلسم مین رہنے کا حکم دیا تھا اب جو نکہ اسکو یہ خبر دریافت ہوئی تو سو ہزار ساحر لیکر وہ آیا ہے یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ غضنفر جادو مع سرداران عفریت فلک سے پیدا ہوا اور در بارگاہ امیر ثانی پر آکر آستان بوس ہوا امیر نے اسکے آنے کی مسرت مین ڈنکا شادمانی بجنے کا حکم دیا اور ادھر عفریتیون کے آنے کی خبر اخضر جادو کو بھی پہونچی اخضر گویا ہوئی کہ مجکو کچھ اندیشہ نہین ہے

غرضکہ کافرون نے صبحکو میدان مین آکر صف آرائی کی اور پہاڑ سے سر اژدہے کا پیدا ہوا الغرض ادھر
غضنفر مع عفریتیان زبردست شیر اور طاؤسون پر سوار اور ایک اژدہے کو چابک بجائے تازیانہ
کے ہاتھ مین عجیب شان وشوکت سے اور ابر آتش فشان سر پر سایہ افگن میدان مین برآمد ہوا اور آکر
پایہ تخت کو شاہزادۂ سعد کے بوسہ دیا اور لشکر عفریتیان رکاب مین امیر کے ہمراہ آیا غرضکہ عفریتیون نے
اپنی بارگاہ علیحدہ برپا کی اور اپنے اپنے خیمون مین جاکر اترے اور اپنے سردارون کو امیر کے پاس بھیجا اخضر
جادو کے دل مین آیا کہ چلکر عفریتیون کو دیکھا چاہیے بختگان بھی ہمراہ ہوا اخضر جادو عفریتیون کی طرف
چلا یہ پرتھا اس نے دیکھا کہ اخضر جادو جاتی ہے ایک شخص کو عفریتیون کے پاس بھیجا یہ خبر سنکر عفریت
میدان مین آئے اور ایک آدمی پاس حمزۂ ثانی کے بھیجا کہ اگر خواہش تماشہ دیکھنے کی ہو تو آئیے امیر
چند ہزار آدمی ہمراہ لیکر میدان مین آئے عفریتیون نے ایک سائبان بنایا تھا کہ اتنے مین اخضر جادو
بھی چالیس ہزار جادوگر لیکر پہونچی اور دو شیر جو دربارگاہ پر تھے ان شیرون نے اخضر جادو کو سجدہ کیا
عفریت اپنی اپنی صندلی پر بیٹھے تھے کہ اتنے مین لاہوتک اور دیگر کافرون نے دیکھا کہ دو دریا
موج مارتے ہین حیران ہوکر دیکھنے لگے اور سائبان کہ عفریتیون نے بنایا تھا اخضر جادو اُسے دیکھکر
آفرین کرنے لگی اسم سحر جو پڑھا وہ سائبان غائب ہوگیا پس عفریت بھی ہنسکر اخضر جادو کی تعریف
کرنے لگے اخضر نے کہا اے عفریتیو مین بھی ساحرہ ہون اور تم بھی سحر مین یکتائے روزگار ہو پھر
آپس مین اس جنگ سے کیا فائدہ ہم اور تم بالاتفاق یکدل ہوکر خداوند لاہوتک کو خداپرستون کے
پنجۂ ظلم سے بچائین عفریتون نے یہ مضمون سنکر بہت سی لعن وطعن کی اور کہا کہ ہم عاشق دل و
جان سے دین حمزہ کے ہین اگر تم اپنا بچنا چاہتی ہو تو آؤ اطاعت دین اسلام کی کرو اور نہین تو جاؤ
طبل جنگی بجواؤ سر میدان جو کچھ ہوگا سمجھ لیا جائیگا اخضر جادو نے کہا کہ مین چاہتی ہون کہ درمیان
ساحرون کے نزاع لفظی زیادہ نہ بڑھے خیر کل دیکھ لینا کہ کیسی جنگ عظیم ہمارے اور تمہارے درمیان مین ہوتی ہے
یہ کہکر اخضر جادو چلی گئی عفریت بھی امیر کو دعا وثنا کہکر اپنے خیمون مین چلے گئے شب کو طبل جنگی
بجا کر اخضر جادو میدان مین آئی اور ہمراہی اُسکے شیر اور اژدہون پر سوار میدان مین آئے
عفریت بھی اژدہائے جوت سریہ اور طاؤس وہنس وغیرہ پر سوار ہوکے آئے اور دونون طرف
کے ساحرون نے اسقدر آتش افشانی کی اور نیرنگیان سحر کی دکھائین کہ تمام میدان کرۂ نار معلوم ہوتا
تھا اور اُدھر جادوگرون کے ہاتھ مین چند کلاوہ سوت کے تھے اُسکو ٹکڑے ٹکڑے کرکے زمین پر ڈالدیے
کہ وہ بصورت اژدہا بنکر لشکر اسلام کی طرف چلے اور ادھر غضنفر جادو جو سردار عفریتیان
تھا اُسکے ہاتھ مین ایک انار تھا وہ اُسنے کچھ پڑھکر زمین پر مارا کہ ایک ابر پیدا ہوا اور اس سے
ہما اس سے اُترے اور اژدہون کو نگل گئے اور اسی ابر مین سے ہزارہا شعلۂ آتش لشکر کفار کے سرون پر
گرے ایک غلغلہ وہنگامۂ عظیم لشکر کفار مین پڑ گیا اخضر جادو کے ساتھ جو دو شیر تھے اُسنے اُنکو
چھوڑ دیا کہ وہ دونون شیر غراتے ہوئے عفریتیون کی سمت چلے عفریتون نے بھی غل اور شور مچانا
شروع کیا کہ غضنفر جادو نے رد سحر کیا اور خود جانب اخضر جادو کے چلا اب دونون مین چوٹین سحر کی
چلنے لگین اور ایسی آتش افشانی ہوئی کہ میدان جنگ مین سوائے آگ کے کچھ نظر نہین آتا تھا چنانچہ

شام تک یہی ہنگامہ سحر و ساحری کا برپا رہا کہ غضنفر جادو جو سحر کرتا تھا اخضر اُسکو رد کر دیتی تھی اور اخضر جو اپنی نیرنگی سحر کی دکھلاتی تھی غضنفر اُسکو دفع کر دیتا تھا القصہ شام کو طبل امان بجا اور ساحرہ شب گلیم سیاہ لیکر میدان عالم مین آئی زمین و زمان مین تاریکی چھائی رات اُسی امید و بیم مین گذری صبحکو جبکہ غضنفر مہر برج اسد سے نور افشانی کرتا ہوا افلاک پر نمایان ہوا اخضر جادو اور دیگر ساحران نے تین روز کی مہلت غضنفر جادو اور عفریتیون سے مانگی اُنھون نے منظور کی اور طرفین کے ساحر اپنے اپنے مقامات پر جاکر قیام پذیر ہوے چوتھے روز پھر دونون لشکر ساحرون کے میدان وغا مین آئے اور صف بندی ہونی شروع ہوئی امیر بھی اپنے سردارون کے ہمراہ تماشا دیکھنے کو کھڑے تھے اور اُدھر سے لاہوت بھی اپنے تخت پر سوار ہو کر آیا چنانچہ اس روز اخضر جادو خرِ یال جادو جو لقا بدار سبز پوش بنا تھا اور ادھر بھی غضنفر جادو اور تمام سرداران عفریت گھوڑون پر سوار تھے الغرض دونون طرف سے سحر ہونا شروع ہوا ایک دھوان میدان مین برپا تھا کہ اُس مین اخضر جادو اور غضنفر جادو پوشیدہ تھے اور تمام میدان کرہ آتش بنا ہوا تھا کہ تھوڑی دیر مین غضنفر جادو ایک ہاتھ مین سر اخضر جادو کا لیے ہوے اُس دھوین سے باہر نکلا اور آواز جادوگرون کو دی کہ اینما الاشرار دیکھو یہ کسکا سر ہے اور اُدھر خرِ یال جادو کو بھی چالیس ساحرون نے قتل کیا امیر نے طبل شادمانی بجانے کا حکم دیا اور لاہوتک نے امان چاہی غضنفر جادو اور عفریتیون نے آکر امیر کے قدم چومے اور سجدہ کیا امیر نے فرمایا کہ اب سحر سے توبہ کرو اُنھون نے جواب دیا کہ ابھی تورج پیدا ہوگا وہ ایک اژدہا آپکی طرف بھیجے گا اور فرعون ثانی پیدا ہوگا وہ چالیس آسمان بنایگا اور عجیب و غریب نیرنگیان سحر کی دکھلائے گا کہ ناظرین اُسکو دیکھکر ششدر ہو جائینگے بعد ازان ایک ساحر زبردست پیدا ہوگا اور وہ آپکے اسماء باطل السحر کو بند کرے گا اُس روز سحر ہمارا کام آئے گا ہم جان نثاری کیلیے حاضر ہونگے اور موذیون کو دفع کرینگے بعد ان کامون کے پھر ہم سحر و ساحری سے توبہ کرینگے اور ان افعال شیطانی کو ترک کر دینگے وہ عفریت یہ کہکر مع اپنے سردارون کے رخصت ہوے اور سرداران اسلام اپنے مقام پر آکر آرام پذیر ہوے

داستان آنا نسیم کا اور خبر دینا لاہوتک کو کہ عروج بن بروج بن عنق واسطے مدد خداوند کے آتا ہے۔ نظم

عالم یاس مین گھبرا لیے نہ انسان بہت
کام آتے ہین برے وقت مین اوسان بہت
ہوگیا روز کے صدمون سے کلیجہ پتھر
کیا کیے ہین کسی کمبخت پہ احسان بہت
خستہ تین مفلسی دل تین بھری جاتی ہین
نہ سمجھے تو یہی کام ہے آسان بہت
دل سے کسطرح بھلاؤن تجھے اے پردہ نشین
ایکدن لائینگے اس ہاتھ پر ایمان بہت
نہ ہوئی بات مین اے حضرت واعظ تاثیر

دل سلامت ہے تو حسرت بہت ارمان بہت
غیر کیواسطے سب طرز ستم بھول گئے
نکلے ٹوٹے ہوے قاتل ترے پیکان بہت
تم کرو بیداد کرو اور نہ شرماؤ ذرا
تھوڑے تھوڑے سے بھی ہو جاتے ہین پہمان بہت
وعدہ کرتے ہی پلٹ جاؤ ہم اسی خوش ہین
بیخودی مین بھی تو رہتا ہے ترا دھیان بہت
حسرتین لے تو چلین ملک عدم کو لیکن
یہ مسلم کہ پڑھا آپ نے قرآن بہت

قتل ہونے نہ دیا شکر جفا نے ہمکو
پھر دوا کیجیے ہے آپ کو نسیان بہت
سر اٹھاتا نہیں تو شرم جفا سے ظالم
ہم کہ ناکردہ گنہ اور پشیمان بہت
سوچیے دلمین کہ ہے عشق نہایت دشوار
دل غمگین کو خوشی کی تو ہوس آن بہت
رنگ لائے گا ترا دست حنائی کافر
اس مسافر سے چلے گا نہ یہ سامان بہت
بزم احباب مین اے داغ کبھی تو ہنس بول

دیکھتے ہیں تجھے ہر وقت پریشان بہت

منجمان اشکال قصہ خوانی و دقیقہ شناسان رموز معانی اس داستان قدیم الاشکال کا زائچہ تختہ قرطاس پر اسطرح کھینچتے ہیں اور اصطرلاب نجوم حکایت پر لطافت کو آفتاب بیان کے جوت سے یون ملاتے ہین کہ ایک دن کا ذکر ہی کہ لاہوتک شاہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا اور صحبت عیش و عشرت آراستہ تھی بہ ایکطرح کا ذکر و مذکور ہو رہا تھا کہ نسیم نے آکر دعا و ثناے خداوندی کہی لاہوتک بولا کہ نسیم اچھی طرح سے تو ہے اور ابتک کہان تھے اور کہان سے آتے ہو نسیم نے عرض کیا کہ جی ہان دعا عرض کرتا ہون اور حضور کی بڑھیتان منایا کرتا ہون اسوقت غلام شاہ کیکاؤس کے پاس سے آتا ہی کیونکہ کیکاؤس مع عروج خان بن بروج خان بن عوج بن عنق آپکی مدد کرنے کو آتا ہی اور کل کیفیت اسکے تزک و احتشام اور کثرت فوج و سپاہ کی بیان کی یہ حال سنکر لاہوت بہت خوش ہوا اور طبل شادمانی بجنے کا حکم دیا یہ خبر جاسوسان لشکر اسلام نے امیر ثانی کی خدمت مین جاکر عرض کی آپنے فرمایا کہ توکلت علی اللہ خداوند کریم معین و مددگار ہی جیسا کہ ظہور مین آئیگا دیکھا جائیگا ؎

ہر چہ آید بسر من یا نصیب

سر کمی تجم زشمشیر حبیب

دوسرے روز لشکر کفار مین کمر بندی ہوئی اور عروج کی پیشوائی کیلیے تھوڑی دور گئے تھے کہ اُدھر سے کیکاؤس مع لشکر کثیر آپہونچا سب سرداران لشکر کفار اسکو استقبال کرکے نہایت اعزاز و احترام سے لائے اور شادان و فرحان اسکو بارگاہ لاہوتک مین لیگئے لشکر کو اسکے بہت خاطر داری کے ساتھ فرود کش کیا اور انتظام خورد و نوش وغیرہ کل لشکر کیلیے مہیا کردیا اور کیکاؤس اور عروج خان کے لیے محفل عشرت برپا کی گئی ساقی سیمین ساق و ماہ رخسار حاضر ہوے جام ہاے ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی غرضکہ بعد اسکے لشکر کفار مین طبل جنگی عروج خان کے نام پر بجا اور صبحکو دونون لشکر میدان مصاف مین آئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین عروج خان نے میدان مین نکلکر مبارزطلبی کی ایک بہادر لشکر اسلام سے نکلا اور مقابلہ کرکے اس کافر کے ہاتھ سے شہید ہوا عروج خان کو کیکاؤس نے اشارہ کیا کہ سامنے جو پہاڑ ہی اسپر چڑھ جاؤ اور ایک بھاری پتھر اُٹھاکر لشکر اسلام کیجانب پھینکدو چنانچہ عروج نے ویسا ہی کیا اور ایک سنگ عظیم کوہ سے اُٹھاکر صف لشکر اسلام پر مارا کہ اس سے تیس آدمی دیگر شہید ہوے جنگ مغلوبہ ہوگئی عروج خان بھی پہاڑ سے اُتر آیا اور دونون لشکر طبل بازگشت بجواکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آرام پذیر ہوے بختگان نے بعد موقوفی جنگ کے عروج کو سکھلایا کہ شب تیرہ و تار مین بھی پتھر بھاری لشکر اہل اسلام پر گرانا ہرکارون کو اس مشورہ پر آگاہی ہوگئی وہ خبرین لیکر امیر ثانی کے پاس حاضر ہوے امیر ثانی نے متوحش ہوکے فرمایا اے دلاورو دیکھو کیا کام کرنا چاہیے عمرو ثانی نے عرض کیا کہ مین اسکی تدبیر کرتا ہون یہ میرا کام ہی مین خود اس امر کو سرانجام کرونگا یہ کہکر عمرو کیجانب کوہ روانہ ہوا یہان آکر دیکھا تو عروج بموجب تعلیم بختگان کے کوہ پر واسطے لانے سنگ کے جاتا تھا کہ جھٹ پٹ عمرو نے اپنی شکل بصورت نسیم عیار کیکاؤس کے تبدیل کی اور عروج نے پتھر اٹھایا ہی تھا کہ یہ پہونچا عروج نے کہا اے نسیم تم اسوقت کہان آئے اس نے کہا کہ بختگان نے مجھے بھیجا ہی اور کہا ہی کہ لشکر خدا پرستون مین خبر پہونچگئی پس وہ لوگ بھاگ کر جس سمت کو کہ ہمارا لشکر بڑھا ہوا ہی آگئے مین مجکو بھیجا ہی کہ تم کو اس امر سے آگاہ کردون اور عروج کو اسی سمت بہت جلد اسیوقت لاکر پتھر کا اکر دیا کہ یہ لشکر خدا پرستون کا پڑا ہوا ہی چنانچہ عروج نے لشکر اسلام سمجھکر کئی پتھر

مارے گئے اسکے صدمہ سے ساٹھ آدمی جہنم رسید ہوئے غلغلہ کافرون کے لشکر مین پڑ گیا کہ یہ کیا سانحہ ہوا صبح کو
بختگان کو جب یہ حال معلوم ہوا اُس نے عروج خان سے کہا کہ کسواسطے تمنے یہ کام کیا کہ لشکر خداوند کو
پامال کردیا تب عروج بولا کہ مجھسے نسیم نے آکر کہا تھا کہ لشکر اسلام مین یہ خبر پہونچ گئی ہی اور وہ اپنے مقام سے
بھاگ کر اس جانب کو آئے ہین جہان لشکر کفار پڑا ہوا ہی اُسکے کہنے سے مین نے یہ فعل کیا بختگان نے
یہ کیفیت سنکر کہا کہ اچھا اسکی تدبیر مین کرونگا یہ کہکر عروج کو اپنے ساتھ لیا اور شہر سے باہر جا کر ایک
خیمہ مین دونون نے تنہا رہنا اختیار کیا تاکہ کوئی مغالطہ نہ دے سکے غرضکہ صلاح بختگان سے عروج
نے بیرون شہر سے جنگ آوری کرنا شروع کی اور پانچ روز تک برابر لشکر اسلام پر تیر برسائے بہت آدمی اس
پانچ روز کے عرصہ مین شہید ہوئے اور اہل اسلام نہایت تنگ ہوئے اتنے مین لاہوتک شاہ
کو خبر پہونچی کہ کمکی مدد کو افراش اور افراسیاب ستر ہزار پیادے اور سوار لیکر آئے ہین یہ خبر سنکر
لاہوتک نے بختگان کو پیشوائی کے لیے شہر کے باہر بھیجا غرضکہ وہ کافر لشکر کفار مین داخل ہوئے
اور اُدھر شاپور جو واسطے خبر بدیع الملک کے گیا تھا لشکر اسلام کی طرف آکر پہونچا اور امیر سے آکر کہا کہ
مین نے بدیع الملک کو بہت کچھ تلاش کیا مگر کہین پتہ نپایا لوگون نے عروج کی باتین شاپور سے
بیان کین شاپور بولا کہ اس کا علاج میرے ہاتھ مین ہی اسکی فکر کرتا ہون یہ کہکر باہر چلا گیا اور باروت
بکثرت جمع کی اور ایک کنواں کھدوایا کہ چالیس گز اُس کا دور اور ساٹھ گز عمق تھا اور حلقہ ہائے کمند
بچھائے اور نیچے اُسکے ایک نقب لگائی اور تین کوس پر سر نقب کا جاکر نکالا اور کنوئین کو بارود سے
بھر دیا اور منھ اُس کا خس و خاشاک سے پاٹ دیا اور شبان بن عمرو سے کہا کہ تم اس نقب مین پنہان
رہو جب وہ کنوئین مین گرے تو تم آگ دیدینا اور ایک فتیلہ آتش اُسکے ہاتھ مین دیدیا جب شاپور
یہ سب تدبیرین کر چکا تو دوسرے روز لاہوتک سے کہلا بھیجا کہ شاپور عروج خان سے لڑنا چاہتا ہی
لاہوتک نے عروج سے کہا کہ کشندہ تیرے باپ کا آیا ہی اور تجھسے لڑنا چاہتا ہی اُسنے کہا کہ بہتر ہے
طبل جنگ بجوا دیجیے مین کل اُس سے مقابلہ کرونگا غرضکہ دوسرے روز عروج میدان مین آیا اور شاپور سے
مقابل ہوا شاپور نے اول دو تین خنجر مارے اور بھاگا عروج نے اسکا پیچھا کیا شاپور اُسی کنوئین کی
طرف لگا لایا عروج بے تحاشا تو غصہ مین چلا ہی آتا تھا ناگاہ کمند کے حلقون مین اُلجھکر دھم سے
کنوئین مین گرا اور غل و شور مچا یا شاپور تو جست کرکے علیحدہ ہوا اور شبان بن عمرو نے فتیلہ آتش
بارود مین لگا دیا کہ شعلہ اسکا دس گز بلند ہوا اور عروج اُس مین جلکر خاک سیاہ ہو گیا اُدھر لشکر اسلام نے
حملہ کفار پر کر دیا سب کفار شکست کھا کر شہر مین بھاگ گئے اور عیارون نے شہر خالی کرانے کی فکر کی
سرداران لشکر اسلام نے بارگاہ مین آکر قیام کیا عیارون نے مشورہ کیا کہ ہم سب ملکر شاپور کو بجاے
عمرو کے جانشین کر بن گئے بعضون نے چالاک کی نسبت تذکرہ کیا ابو الفتح و خیال عمرو ثانی کو اس
مشورہ کی اطلاع کرنے چلے کیونکہ عمرو ثانی اُسوقت وہان پر موجود نہ تھا مگر بلا شور مین گیا ہوا تھا
چنانچہ ابو الفتح و خیال عمرو ثانی سے ملے وہ تو بلا شور کی فکر مین جاتا ہی تھا یہ بھی اُسکے ہمراہ ہوے
اور بصورت مبدل ایک مقام پر پہونچے بلا شور نے اُنکو دیکھکر پوچھا کہ تم کون کون لوگ ہو مین نے تمکو
پہچانا یہ سب جست کرکے نکل گئے بلا شور نے اپنی مان سے جاکر سارا حال بیان کیا کہ نام اُس کا زرقہ تھا

بلاشور نے کہا کہ عیار میری فکر مین آئے تھے اور بیڑھب پیچھے پڑے ہوے ہین زرقہ نے کہا کہ تو کیون
گھبراتا ہی علاج عیارون کا میرے ہاتھ مین ہی مین اُنکی گرفتاری کی تدبیر کیے دیتی ہون اور شکل حامی
بناکر دروازہ حمام پر بیٹھی اور حمام مین ایک نقب لگا رکھی تھی کہ اسی راستہ سے اپنے مکان مین لیجاتی تھی
غرضکہ شاپور واسطے غسل کے آیا اُسکو بیہوش کرکے لیگئی دوسری شب کو چالاک کو بھی اسی طرح لیگئی اور
ایک روز عمرو ثانی کو طباخ لینے بکاول کیصورت بنکر دعوت کا بہانہ کرکے اپنے مکان مین لائی اور کھانا روبرو
رکھا جو آلودہ بدارو بیہوشی تھا مگر عمرو ثانی نے اُس مین سے ایک لقمہ بھی نہ کھایا اور کہا کہ مجکو بالکل اشتہا
نہین ہی ایک عیار شاگردون مین سے جو اُسکے ہمراہ تھا اُس سے کہا کہ تم کھانا کھالو وہ طعام دعوت کھاکر بیہوش ہوا
اُدھر مادر بلاشور کھانا عمرو ثانی کے آگے رکھکر بلاشور کو خبر کرنے کیلیے گئی تھی کہ مین نے سب عیارون کو گرفتار
کیا ہی جلد چل بلاشور کو پہلے ہی خبر ہو گئی تھی وہ تین ہزار آدمی لیکر اُس وقت آکر پہونچا کہ عیار ہمراہی عمرو
بیہوش ہو چکا اور عمرو ثانی اُسکو ہوشیار کر رہا تھا غرضکہ بلاشور بھی عیار لیکر آپہونچا اور جنگ شروع ہو گئی زرقہ
نے جو سب عیارون کو ایک کمرہ مین بند کیا تھا عمرو ثانی نے درمیان جنگ کے جب اُس کمرہ کے پاس آکر دروازہ
اُسکا کھولا تو عیاران اسلام کو اُس مین بند دیکھا سبکو قید سے چھڑایا عمرو ثانی چالاک اور شمائل اور زردان
اور ابو الفتح و عمران و خیال بن عمرو وغیرہ ان سبکو لیکے نکل گیا بلاشور نے تمام گھر ڈھونڈھ ڈالا مگر عیارون
کو کہین نہ پایا سمجھا کہ یہ سب نکل گئے بولا کہ کہان جائینگے مین ان سبکو گرفتار کرونگا خیال نے عمرو ثانی
سے کہا کہ پشت قلعہ پر ایک چاہ ہی اُس مین سے راستہ باغ جمشید کا ہی پس چالیس عیار چاہ کی راہ سے باغ
جمشید مین آئے مگر یہ بھوکے بہت تھے ابو الفتح و خیال دونون تابین کھانے کی مطبخ جمشید سے جاکر لائے اور
شکم سیر ہو کر خوب کھانا کھایا اور شراب انگوری کہ بارہ دری کی الماریون مین بوتلین اُسکی چنی ہوئی تھین خوب
اڑاکر پی شاپور نے جاکر جمشید کو بعیاری اُڑا لایا اور کہا کہ ہمارا ذکر بلاشور سے نہ کرنا یہ اقرار لیکے جمشید کو چھوڑ دیا
اور سب عیار باغ سے باہر نکل گئے جمشید نے بلاشور کو بلا کر اُس سے کہا کہ عیاران اسلام قلعہ مین آگئے ہین
ان عیارون کو تو کسی بہانہ سے گرفتار کر اور بلا اذن ان سب کو قتل کر ڈال چنانچہ بلاشور آیا اور تمام باغ کو
خوب سا ڈھونڈھا مگر کسی کو نہ پایا لاچار ہو کر بلاشور پلٹ آیا اور یہ سب حال اپنی مان سے آکر بیان کیا
زرقہ بولی کہ کسی کو اُنکی کمین گاہ مین بٹھاؤ چنانچہ بلاشور نے چند عیار کمینگاہ مین مقرر کیے پس جبکہ عیاران
اسلام باغ کے باہر نکل آئے تو عمرو ثانی نے کہا کہ مین اسوقت بہت بھوکا ہون خیال بولا کہ مین زرقہ کے گھر سے
کھانا لاتا ہون پس راہ نقب سے خیال گیا اور پہلے زرقہ کو قتل کیا اور وہ جو دو عیار پہلے پکڑ لیے گئے
تھے انکو چھڑا کر ہمراہ لیا اور جو کچھ زر و جواہر اور اسباب عمدہ عمدہ بلاشور کا تھا وہ سب اُٹھا کر لیگئے صبح کو بلاشور
جب اُس کیفیت سے آگاہ ہوا سر پیٹنے لگا اور خاک سر پر اُڑاتا تھا کہ ہاے یہ کیا ہوا غرضکہ یہ عیارون
کی فکر مین چلا اور اُدھر خیال وغیرہ جو خانہ بلاشور سے باہر آئے تو وہان موقع ٹھہرنے کا نہین دیکھا
سراسیمہ و حیران تھے کہ ناگاہ ایک مجمع دیکھا یہ سب اُنکو دیکھکر خوف زدہ ہوے اس مجمع مین جو سب کا
سردار تھا اُس نے کہا کہ مین برادر زادہ جمشید ہون اور مذہب اسلام رکھتا ہون اور میرا نام کاوس شورکشا
ہی اور وہ ہی سرداران سب کو اپنے گھر مین دعوت کرکے لے لیا غرضکہ وہان سب کو چالاک اور شاپور سے باتین ہوئین
چالاک نے کہا کہ جو بلاشور کے گھر جاکر اُسکو پکڑ لائے وہ مرد ہی شاپور نے کہا مین جاتا ہون یہ کہکر باہر آیا

اور بلاشور کے مکان مین گیا دیکھا کہ چارسو صندلیان بچھی ہوئی ہین اور ایک صندلی پر بیچ مین بلاشور
بیٹھا ہوا ہے اور عیار گرد اُسکے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین اور ساقی شراب پلا رہا ہی شاپور نے ایک جست
کی اور کلاہ عیاری جو بلاشور پہنے تھا وہ لی اور ایک طمانچہ ساقی کو مارا اور نعرہ کیا کہ ای بلاشور نام شاپور
بن عمرو بلاشور اس حرکت سے بہت متعجب اور خفیف ہوا مگر شاپور وہ صندلی لیکر چالاک کے پاس آیا
اور اسکو وہ کلاہ دیدی چالاک نے کہا کہ مین بھی جاتا ہون اور زندہ کسی کو لاتا ہون یہ کہکر چالاک روانہ
ہوا لیکن اسوقت جمشید جابلقانے بلاشور کو بلایا اور کہا کہ مین عیارون سے خوفناک ہون اور ہر وقت اندیشہ
مین رہا کرتا ہون کسی عیار کو میرے پاس متعین کرنے بلاشور نے تندک سے کہا کہ تو محافظت کرے گا تندک
عیار نے کہا کہ بہتر ہی پس بلاشور نے تندک کو دروازہ پر بٹھایا اور کہا کہ خوب ہوشیار رہنا کیونکہ ایسا نہو کہ
عیاران لشکر اسلام یہان آکر کوئی عیاری کر جائین وہ بولا آپ دلجمعی سے جائین یہان جو آئے گا مین اُسے
بلاشک ہلاک کرڈالونگا یہ کہکر بلاشور تو گیا اور یہ دروازہ پر بیٹھا اتنے مین چالاک صورت بدل کر
اور تھوڑی سی مٹھائی لیے ہوئے تندک کے پاس آیا اور کہا کہ یہ شیرینی آج جمشید جابلقانے سب
عیارون کو بانٹنے کو دی ہی سو یہ حصہ اپنا تو تندک وہ شیرینی لیکر بے اندیشہ کھا گیا چالاک نے ایسی قاتل
بیہوشی اس مین ملائی تھی کہ وہ کھاتے ہی بیہوش ہو گیا چالاک اُسکو ایک چادر عیاری مین باندھکر پشتارہ
سر کا اپنے عیارون کے پاس اُٹھا لایا سبھون نے یہ دیکھکر چالاک کی بہت تحسین و آفرین کی مگر شاپور
بولا کہ اس طرح پر بلاشور کو بیہوش کرکے لاؤ تو بیشک مردی کا کام ہی چالاک نے کہا اگر انشاءاللہ اور یہ
کہکر باہر گیا راستہ مین دیکھا کہ ایک عیار کمینگاہ مین چھپا ہوا بیٹھا ہی چالاک نے حلقہ ہائے کمند سے
اُسے پکڑکر بغل مین دبایا اور چاہا کہ لیکر نکلجائے اُس عیار نے چاہا کہ ہاتھ چالاک کے پکڑکے فریاد کرے
مگر چالاک نے اُسکو ایک گوشہ مین لیجاکے گلیم مین لپیٹا اور روانہ ہوا قضارا قران حبشی نے سر نقب سے
نکالا اور چالاک کے ہمراہ شہر کی طرف چلا راہ مین چالاک کو پشتارہ بدوش اور صورت بدلے
ہوئے دیکھکر بالکل نہ پہچانا اور چالاک نے بھی قران حبشی کو شناخت نہ کیا کیونکہ قران کے منہ پر
نقاب پڑی ہوئی تھی قران نے راہ چالاک کی روکی چالاک نے پشتارہ زمین پر رکھکر مہتر قران سے
لڑنا شروع کیا کہ اتنے مین ایک پیک بچہ وہان پیدا ہوا اور پشتارہ لیکر راہی ہوا چالاک نے کہا
ای نقابدار ہمارا تمہارا لڑنا اب بیکار ہے قران نے نقاب چہرہ سے اُٹھائی چالاک نے دیکھا کہ
مہتر قران ہین چالاک قران کو اپنے ہمراہ لایا اور سارا حال روبرو عمرو ثانی کے بیان کیا عمرو ثانی یہ کیفیت
سنکر بہت ہنسا اور کہا کہ وہ پیک بچہ جو پشتارہ اُٹھا لایا وہ مین تھا لیکن حقیقت مین چالاک نے
مردانگی کی پسر شاپور بولا کہ ای یارو یہ کیا مردانگی ہی ہمارے نزدیک مرد وہ ہی جو بلاشور کو قتل کرے یہ سب لوگ
تو انھین باتون مین مصروف تھے کہ ایک عیار نے آکر خبر دی کہ اسوقت بلاشور حمام مین نہانے کو گیا ہی
عمرو ثانی نے یہ سنکر کہا کہ بھائیو جس سے جو کچھ ہو سکے آج کرے ورنہ پھر تمام عیاری کا ننگ ہے یہ کہکر عمرو ثانی
اُٹھا اور سب عیار جمع ہوکر عہد کرکے ہمراہ چلے اور آتے آتے قریب دروازہ حمام کے پہونچے دیکھا کہ قریب
ہزار آدمیون کے دروازہ حمام کے نگہبان ہین اور نہایت ہوشیاری ہی عمرو نے چارون طرف پھر کے ایک
جانب نگاہ کی کہ ایک روزن ہی بس اُس نے خیال کیا کہ اسی روزن کو فراخ کرکے اسی طرف سے چلنا

چاہیے پس اُسی طرف سے نقب لگا کے مع چالاک وشاپور وشاہان ورضوان وفتاح وعمران
وخیال وغیرہ کے اندر حمام کے پہونچ گئے بلاشورون شب کو دیکھکر نہانا بھی بھولا اور سراسیمہ ہوکر چاہا
کہ نکلجاوے مگر کوئی راہ نکلجانے کی نہ پائی کیونکہ جو راستہ تھا وہ تو سب عیارون سے گھرا ہوا تھا غرضکہ
گھبراکر چھت پر حمام کی چڑھ گیا اور وہان سے کود پھاند کر نکلگیا اور باہر آکر جو راستہ کہ اسکا جانا ہوا تھا اُسی
راستے سے بھاگا سب عیار پیچھے دوڑے مگر کوئی نہ پاسکا سب عاجز ہوکر تھک کر راستے مین رہگئے لیکن
عیاران عیار عمرو ثانی نامدار نے اپنے تئین قریب بلاشور پہونچایا اور ایسا خنجر بھاگتے مین اسکی پشت پر
مارا کہ سینہ توڑ کر پار نکل گیا اور گرا خواجہ عمرو ثانی نے بڑھکر سر اُسکا تن سے جدا کیا اور اپنے گھر کی طرف
روانہ ہوا راستہ مین کاؤس کا مکان ملا چنانچہ گھر مین کاؤس کے سر اس ملعون کا پھینکدیا اور اپنے گھر کی راہ لی
لیکن جبکہ خنجر پشت بلاشور پر پڑا تھا تو اُسوقت بلاشور نے ایک بیچ چیخ ماری تھی اور چارون طرف سے آدمی
دھاوا اور لشکر دوڑے تھے یہان آکر دیکھتے تو بلاشور خاک وخون مین پڑا لوٹ رہا ہی اور سر ندارد ہے قاتل کو
اُسکے ہر چند تلاش کیا مگر نہ پایا لاچار ہو کر پلٹ گئے لیکن اس عرصہ مین غلہ کی گرانی ایسی شہر مین ہوگئی تھی
کہ تمام رعایا اور لشکر کے لوگ بھوک سے تنگ آکر مرنے لگے تھے لاہوتک نے حکم دیا کہ غلہ جمع کیا جاوے
چنانچہ بہت سا غلہ لوگون نے چارون طرف سے لاکر جمع کیا اسی شب کو عیاران اسلام نے آکر غلہ مین آگ
لگادی کہ وہ سب غلہ جلکر خاک سیاہ ہوگیا جب یہ خبر لاہوتک کو ہوئی تو عاجز ہوکر رونے لگا اتنے
مین مخبران کفار نے آکر خبر گذرانی کہ افراسیاب افراش وکیکاؤس وغیرہ آپکی مدد کو آتے ہین
یہ مژدہ جان بخش سنکر وہ تو کمبخت رو رہا تھا یا ہنسنے لگا اور بہت ہی خوش ہوا خود استقبال کیلیے در شہر تک
گیا اور اپنے ہمراہ نہایت اعزاز واکرام سے ان سب کو لاکر بارگاہ مین بٹھایا ساقیان مہر طلعت با جام وسبو
حاضر ہوے مینوشی ہونے لگی افراسیاب نے حال دریافت کیا لاہوتک نے کل کیفیت اپنی تباہی
وبربادی کی بیان کی افراسیاب نے نہایت تسکین اسکی کرکے حکم دیا کہ آج اسی وقت طبل جنگ بجوایا
جاوے اور کہا کہ آپ مضطرب وپریشان اسقدر کیون ہوتے ہین دیکھیے کہ ہم لوگ جان نثاران
خداوند کیسے کارنمایان کرکے ان خدا پرستون پر عرصۂ زیست تنگ کرتے ہین کہ وہ بھی کیا یاد کرینگے غرضکہ
جاسوسان لشکر اسلام نے یہ خبر یہان بھی پہونچائی طبل جنگ لشکر اسلام مین بھی بجنا شروع ہوا اور رات بھر
تیاری سامان جنگ ہوئی صبحکو دونون لشکر میدان مین آئے افراسیاب نے صف جنگ سے نکلکر مبارز طلبی کی
ادھر سے شاہزادہ نورالدہر مقابلہ کو نکلے جملہ فنون سپاہ گری مین رد وبدل ہوئی کسی سے کشود نہوا آخرش
دونون مرکبون سے کود کر کشتی لڑنے لگے چنانچہ صبح سے دو گھڑی دن رہے تک کشتی رہی آخر نورالدہر نے
قریب شام اسکو زیر کیا اُسنے کہا امان اُنھون نے کہا امان بشرط ایمان غرضکہ وہ مسلمان ہوا دوسرے روز
کیکاؤس میدان مین نکلا اُدھر سے پھر نورالدہر مقابلہ کو گئے جبکہ فیما بین لڑائی ہونے لگی تو نورالدہر
نے اسپر حملہ کیا کیکاؤس تاب مقاومت نہ لاسکا شہزادے کے سامنے سے بھاگا سرداران لشکر نے
جو یہ حال دیکھا سب نے ملکے یورش کردی جنگ مغلوبہ واقع ہوگئی دلاوران لشکر اسلام نے شمشیر زنی کرنا
شروع کی صحراے رستخیز مین خون کی ندیان بہادین کشتون کے انبار لگ گئے جو سامنے آیا علف تیغ
بیدریغ ہوا رستم ثانی نے علمدار لشکر کفار کو قتل کیا اور علم کو قلم کرڈالا لشکر کفار نے شکست فاش

فاش بائی لاہوتک مع چند آدمی کے صحرا کی طرف بھاگا اُسوقت صاحبقران ثانی نے فرمایا کہ آج اِس ملعون کو زندہ نچھوڑونگا یہ کہکے اُسکا تعاقب کیا لاہوتک ہزیمت خوردہ جب صحرا مین پہونچا تو وہان بیٹھکر اپنے حال زار پر خوب رویا اور کہا کہ اگر خدا پرست مجھے چھوڑدین تو مین عہد اور اقرار کرتا ہون کہ پھر کبھی نام خدائی زبان پر نہ لاؤن گا غولان صحرائی کے ساتھ بقیہ عمر بسر کرون گا بختگان بولا کہ کیون بیہودہ بکتا ہی ارے کمبخت جب تک یہ خدا پرست تجکو قتل نہ کرلین گے تیرا پیچھا نہ چھوڑین گے یہ کیفیت سنکر لاہوتک بہت ہراسان ہوا جمشید جابلقا بھی اُسکے ہمراہ بھاگا تھا اُس نے کہا کہ اسقدر مضطر و ہراسان کیون ہوتا ہے یہان سے تھوڑی دور پر دشت جوسات ہے اُسکے حوالی مین ایک طلسم حکماے سلف نے باندھا ہے نہایت خوش آب و چمنہاے شاداب اُس مین ہین اور اُسکو طلسم تاریخ کہتے ہین ایسا طلسم کسی نے نہ دیکھا ہوگا اگر تو اپنی جان بچانا چاہتا ہے تو اپنے تئین اُس طلسم مین ڈالدے کہ یہان تجھپر کوئی قابو نہ پاسکے گا بقیہ زندگی اچھی طرح بسر ہوگی اگرچہ بادشاہ یا خداوند نہ کہلاے جاؤگے نہ سہی زندگی تو بعافیت بسر ہوگی اگر عافیت اپنی چاہتا ہے تو میرے کہنے پر عمل کرو ورنہ تجھے اختیار ہے لاہوتک سراسیمہ تو تھا ہی اس بات پر راضی ہوگیا اور نصف شب کو طرف طلسم تاریخ کے روانہ ہوا اور میکہ بلا شور مارا گیا تھا تو عمرو ثانی نے سر اُس کا گھر مین کاؤس کے دھر دیا تھا اور حمزہ ثانی سے جاکر خبر کی تھی کہ آج وہ کافر پرزور یعنی بلا شور جہنم داخل ہوا امیر حال سنکر بہت خوش ہوے اور کہا وہ سر لاؤ مین تو دیکھون عمرو ثانی جاکر سر لایا حمزہ ثانی وہ سر دیکھکر نہایت مسرور ہوے اور تمام یاق وبانہاے عیاری عمرو بن امیہ ضمری کے عمرو ثانی کو عنایت فرماے اور کرسی ہر بر شاہ عیاران عیار کے مقام پر جگہ بیٹھنے کی مرحمت کی اتنے مین جاسوسان لشکر اسلام آکر بعد دعاے ثناے بادشاہی کے عرض کیا کہ

تا تاج حیات بر سر خضر نہند
تا جم و د ہمدم ساغر باشی
در عالم اقبال سکندر باشی
تا سر زند آفتاب سرور باشی

حضور کی عمر دراز ہو لاہوتک ملعون کا احوال معلوم ہوا کہ حضور سے شکست فاش اٹھا کر چند آدمیون کے ہمراہ صحرا مین بھاگ گیا اور وہان سے بصلاح جمشید جابلقا آدھی رات کے وقت طلسم تاریخ کی جانب روانہ ہوا ہے باقی خیر و عافیت ہے امیر ثانی نے ہرکارون کو انعام مرحمت کرکے رخصت کیا اور اپنے مقام پر بیٹھکر فرمایا کہ پدر بزرگوار نے کچھ قواعد علم رمل فرماے بزرگ تجھنے دیکھے تھے اُنکی رو سے فرمایا ہے کہ میرا جانشین وہ شخص ہوگا کہ جو طلسم تاریخ کو فتح کرے گا پس اب میرا قصد ہے کہ طلسم تاریخ کی طرف فوج کشی کردن اے یاران ہمدم جسکو آرزو میری جگہ کی ہو جیسا کہ مین نے حمزہ ثانی سے لی ہے اگر وہ مجھسے لینا چاہتا ہے طلسم تاریخ کو شکست کرے ہنوز یہ سخن دستو بازن تھا کہ اسی اثنا مین ایک نقاب بردار آسمان کیطرف سے پیدا ہوا اور نام و لقب اپنا بیان کیا سب لوگ اُسکی صولت اور شوکت دیکھکر حیران تھے کہ نقاب بردار نے اول حمد و ثناے خداوند تعالی جل شانہ کی اور درود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھیجا اور امیر ثانی سے رخصت ہوکر جانب طلسم تاریخ روانہ ہوا اب باقی احوال اُسکا تورج نامہ مین بیان ہوگا انشا اللہ تعالی ؎

این نامہ کہ خامہ کرد بنیاد
از مجمع قبول روزگارش باد

اب اسکے آگے جلد ہفتم تورج نامہ شروع ہوگی اور اُس مین اس سلسلہ کے حالات بیان ہونگے یعنے لیتقہ ذوالفقار سے بھاگ کیجانا لاہوتک غول کا بصلاح جمشید جابلقا طلسم تاریخ کیجانب اور بارگاہ سلیمانی مین بیٹھکر فرمانا صاحبقران ثانی کا کہ کون بہادر تم مین دعوے طلسم کشائی رکھتا ہے یہ سنتے ہی سب کے ہوش گم ہوگئے

چنانچہ رستم ثانی کا سب سے پہلے جانب طلسم تاریخ جاکر مفقود الخبر ہونا اور خواجہ سیاوش وغیرہ سے بقاعدہ علم نجوم و رمل استخراج حال کرانا اور آخر نتیجہ فرمانا کہ رستم طالب مدد ہی اور بعد چندے پھر قاسم و قمہور اور تمام سرداران دست چپ کا جاکر طلسم مین محصور ہونا اور پھر سرداران دست راستی کا مثل نور اللہ مہر وطہماسپ و سکندر وغیرہ کے جانا اور مفقود الخبر ہونا اور پھر خواجہ زادون کا تہنا کرکے ملک طلسم تاریخ شہزادہ بدیع الملک ہونا غرضکہ یہ داستانین نہایت عمدہ ہین ناظرین باتمکین ان کے ملاحظہ سے بہت مسرور ہون گے اور جب تک کہ اس جلد کی سیر نکر ینگے تسکین خاطر نہوگی

خاتمہ کتاب بمدح ممدوح والا خطاب

بیا ساقی آن می کہ او دلکش ست
بدہ بخت خود را جوان تر کنم
چو از ترجمہ باز پرداختم
سخن را گزارش باین نظم کرد
تو ای در جہان قدر دان ہنر
ز یمن وے بخت تو آمد عیان
باین خادم پیر بین کز قلم
چو موری کہ پیش سلیمان کشید
توانم سزے ز ایام تو
ز زرین کند نقش نو خامہ را
من این نامہ را گر بزر گفتمے
چو من کم زبان شغل بسیار داشت
زمان تا زمان از سپہر بلند
فزون از ہمہ زندگانیت باد

بمن دہ کہ می در جوانی خوش ست
بمدح رئیس ذوی الاحتشام
بدرگاہ او پیشکش ساختم
زہے مالک مطبع نامور
ترا دید دولت سزاوار تر
فزون باد اقبالت ای خوش خصال
چنین داستانہای نو زد رقم
من آن خادم پیر دیرینہ تو
کہ ماند بر و سالہا نام تو
بہ بخشی تو ہے آنکہ خواند کسے
بعمرے بجا گوہرے سفتمے
مرا داد توفیق گفتن خدا
باقبال خود باش فیروزمند
اثر ختم کن داستان بر دعا

اگر چون دران می دہان تر کنم
کشم جام زرین بیادش مدام
اثر صندلی نامہ چون ختم کرد
امیر خردمند والا گہر
کہ این رتبۂ سروری در جہان
تو باد سر سبزی جاہ و مال
بہ پیش تو این بذل مہمان کشید
بدامان دولت شدم دلنواز
بنام تو زان کردم این نامہ را
عنایت فزاوان و بخشش بسے
ہمانا کہ شغلم بران کار داشت
ترا باد یا سجدہ فرہنگ و رائے
جہان پیش خود و جوانیت باد
شود شاد و آباد آقائے ما

تمام شد

قطعات تاریخ طبع سابق از شاعر ذی کمال ناظم بیمثال حکیم سید ضامن علی صاحب متخلص بہ جلال

طبع چون شد زبان اردو شد	صندلی نامۂ دلکش مطبوع	سال ہجرش رقم نمود جلال	صندلی نامۂ خوش مطبوع

قطعہ تاریخ طبع از ماہر علم و فن شیرین سخن جناب سید علیخان صاحب متخلص بہ کاشف

اثر ایسے ہین داستان گوے نادر
وہ مہر سپہر عطا ہین یہ کوکب
زبان انکی مدح و ثنا مین ہو قاصر
کیا کس بلاغت سے ہر عرض مطلب
کیا ترجمہ صندلی نامہ کا یون
ہر اک نقطہ و دائرہ روح قالب

کہ جنکی ثنا مین کھلے بند ہر لب
کمال انکو حاصل ہی ہر علم و فن مین
ہین ایسے خلیق ادا ایسے مہذب
زبان مین طلاقت سے ہو وہ روانی
کہ ہوگا کسی سے نہ اب ہو یہ اغلب
لکھو ایک کا ترجمہ کرکے کاشف

جو مالک ہین مطبع کے وہ مہربان ہین
ثنا کر سکے کوئی ممکن ہے یہ کب
فصاحت سے ہر کام انکی زبان کو
کہ آویزۂ دل مین ہر نوک مثقب
ہر اک صفحہ ہر جسم شفاف ہو یا
چھپا دفتر داستان خوب ہر سب
۱۹۰۵

قطعہ تاریخ نتیجہ وقاد شاعر بیمثال خوشنویس ذی کمال سید عاشق حسن صاحب متخلص بہ وصل خوشنویس مطبع ہذا

عجیب مطبع ہی فیض منبع کہ جسکے بانی نے تو قضا کی
برنگ اقبال قیصری کیون ترقی اسکو نہ ہو جہان مین
گدا ہی حاتم بھی جسکے در کا سخی وہ اہل عطا ہی ایسا
ہر اک اہل کمال کی قدر دل سے کرتا ہے مثل جان کے
انھین کے ارشاد سے اثر نے لکھا ہی اردو زبان مین دفتر
جہان ہی کچھ ذکر رزم آیا وہان مرقع ہی یون دکھایا
ہر عشق کا ذکر کچھ بھی جس جا تو ناظر و سامعین کو دیکھا
جہان یہ کچھ وصل کو لکھا ہی کہ وقت راز و نیاز کا ہی
لکھو تم ای وصل عیسوی سال طبع اسکا ز روے جدت

پریس یکین ہر اک وہان پر مثال ابر کرم رواں ہے
کہ مالک اس کارخانہ کا اب وحید عصر ایک قدر دان ہے
رگ سحاب کرم کا جسکے خط کف دست پر گمان ہے
ہنروران کا نہ کیون ہو خواہان کہ خود بھی ممدوح نکتہ دان ہے
کہ جسکا ہی نام صندلی نامہ لکھنؤ کی مگر زبان ہے
کہ سرخی داستان نہیں صاف نقشہ رنج و خون عیان ہے
کہ لب پہ خشکی و چشم تر ہی تو چہرہ ہم رنگ ارغوان ہے
وہان پہ کچھ اور ہی مزا ہی عجب محبت کی داستان ہے
مرقع حسن مہ جبینان فسانۂ عشق عاشقان ہے
۱۹۰۵

خاتمۃ الطبع از مترجم کتاب

کدھر ہین ناظرین باوقار کہان ہو دلچسپ قانون کے خریدار ذرا نگاہ اٹھا کر اس محبوب بینظیر اور منظور نظر صغیر و کبیر کے جلوۂ جہان آرا کو دیکھین اور اسکے حسن دلفریب کو بنظر انصاف معائنہ فرمائین کہ عرصہ بعید اور مدت مدید سے مشتاقان فسانہ جسکی دید کے مشتاق اور چشم تمنا منتظر جسکے نظارہ کی بصد اشتیاق تھی اب وہ بفضل ایزدی نقاب حجاب سے نکلکر مثل آفتاب عالمتاب کے جلوہ افروز ہو دیکھین کون کون سخی طبیعان حاتم خصلت اپنے نقد دل سے اس یوسف مصر خوبی کے خریدار ہوتے ہین اور اسکے جمال بیمثال سے دیدۂ دیدار طلب

کو منور فرماتے ہین۔ ماحصل اس تمہید سے یہ ہے کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران جنکی نسبت مشہور ہے کہ
اس فسانہ کو علامۂ شیخ ابوالفیض نے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی کی تفریح طبع کے لیے زبان فارسی مین
تصنیف کیا تھا کہ جسکی خوبی پر علاوہ قدردانی بادشاہ وقت کے بڑے بڑے نازک خیال فصحا و بلغا عصر دلدادہ
ہو گئے تھے رفتہ رفتہ اسکی ایسی شہرت ہوئی اور ایسدرجہ مطبوع خلائق ہوئی کہ کوئی امیر ودمیں ایسا نہ تھا جسکی صحبت
مین داستان کا چرچہ نہو غرضکہ ایسا شہرہ ہوا کہ ہر شخص کو گویا غم غلط کرنے اور تفریح طبع کا ایک ذریعہ ہاتھ آگیا
جہان دس پانچ دوست احباب جمع ہوے داستان کا رنگ بھی وہان پر جما مگر اپنے اپنے مذاق کے موافق جس
داستان گونے جہان سے جی چاہا بیان کرنا شروع کیا جو دفتر انکے ہاتھ آگیا اُسی کو اپنا مایہ لبضاعت سمجھ کے
ذریعۂ حصول مظہر الیا الحاصل بسبب کمیابی کے کل دفترون کا دستیاب ہونا اور ترتیب کے سلسلہ
عبارت رنگین ودلچسپ ہاتھ آنا بہت دشوار تھا ہر شخص کا اشتیاق اُسکے دل ہی دل مین رہتا تھا کچھ
لطف نہ حاصل ہوسکتا تھا چونکہ ذات ستودہ صفات جناب مغفرت مآب عالی ہمم والا شیم جناب
منشی نول کشور صاحب سی۔آئی۔ای مرحوم ومغفور باعث بقاے نام متقدمین اور موجب یادگار متاخرین
تھی کہ کیسی کیسی نایاب کتابین ہر علم وفن کی جنکے نام سے بھی لوگ واقف نہ تھے واسطے فائدہ عام کے بصرف کثیر
اسکا ترجمہ کرکے شایع کیا علی ہذا القیاس سابقًا داستان امیر حمزہ صاحبقران کے پانچوین دفتر طلسم ہوش ربا
کی سات جلدین سید محمد حسن جاہ مرحوم اور منشی احمد حسن صاحب قمر سے ترجمہ کراکے شایع کین چونکہ
اُن دفترون کی سیر سے ناظرین والاتمکین ایسے محظوظ ومسرور ہوے کہ باقیماندہ دفترون کا اشتیاق دہ چند
ہوگیا بالجملہ چار دفتر اور یعنے نوشیروان نامہ کوچک باختر بالا باختر ایرج نامہ بدستیاری گل گلزار فصاحت
شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو کے حسب ایماے مالک مطبع ترجمہ ہوکر شایع ہوئین جنکی حسن بندش وسلسل
عبارت سے ناظرین کو اور زیادہ اشتیاق باقیماندہ تین دفترون کا پیدا ہوا اور خطوط طلب سے دفتر مطبع مین
ایک طومار ہوگیا چنانچہ اس دفتر ششم مسمے بہ صندلی نامہ کا ترجمہ سید محمد اسمٰعیل متخلص بہ اثر نے
حسب ارشاد فیض بنیاد جناب مرحوم ومغفور باستمداد اصل کتاب پیش کردۂ جناب شیخ تصدق حسین صاحب
تمام کیا اور بار سوم طبع ہوکر ہاتھون ہاتھ فروخت ہوگیا اور شائقین کی خواہشین بدستور رہین لہذا بار چہارم
مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بماہ [illegible] ۱۹۲۰ء بمزید قدرشناسی وعزت افزائی لجامع صفات
پسندیدہ و اوصاف حمیدہ رئیس باذل جناب منشی بشن نراین صاحب مالک مطبع بصد خیر وخوبی اتمام کو پہونچکر
رونق بزم مشتاقان ہوا امید کہ ناظرین والاتمکین اسکے ملاحظہ سے حظ وافی حاصل کرینگے اور ہاتھون
ہاتھ اس جنس گرانمایہ کو خرید فرمائینگے تاکہ تکمیل کل دفاتر داستان کی ہوجاے اور اس کے مشاہدہ سے
دل کو سرور حاصل ہو

تمت

اعلان۔ حق تالیف وترجمہ کا بحق نولکشور پریس محدود ومحفوظ ہے۔

نام کتاب	قیمت
طلسم خیال سکندری جلد سوم۔ جسمین دریاے قلزم کے جزر و مد کا نقشہ اور تمام سرداران لشکر اسلام کی آمد کا بیان اور عیارون کی عیاریون کو مفصل طریقہ سے دکھایا گیا ہے۔	ے ر
طلسم زعفران زار سلیمانی۔ اسکا سلسلہ ذخیرہ جمشیدی سے ملتا ہے اور دو جلدون پر تقسیم ہے جلد اول۔	۱۲ر
ایضاً جلد دوم۔	۸ر
داستان امیر حمزہ۔ مصنف نے گویا دریا کو کوزہ مین بند کر دیا ہی۔ جس قدر داستانین ہین اُن سب کا خلاصہ کرکے اس مختصر مین جمع کر دیا ہے۔	۸ر
طلسم حیرت۔ ایک قصہ ہے جسکو پڑھکر پڑھنے والا حیران ہو جاتا ہے۔	۶ر
طلسم فصاحت سید محمد حسین جاہ مصنف طلسم ہوشربا کا لکھا ہوا ہی۔ داستانون کے رنگ مین رنگی ہوئی ہے۔	۱۲ر
طلسم تاریخ عشقیہ داستانون کی ایک عجیب داستان ہے۔	۱۲ر
ترجمہ اُردو راین سن کردسو	۱۱ر
ترجمہ بوستان خیال۔ اصل کتاب فارسی مین ہی جسکا اردو ترجمہ نہایت محنت سے مرزا محسن علیخان عرف آغا جو نے کیا ہے۔ معشوقون کی تعریفین صبح و شام کا رنگ طلسمات کی عجائب و غرائب سیر کوہ صحرا۔	

نام کتاب	قیمت
بحر و بر کی دلچسپ کیفیات۔ رزم بزم کے نقشے غرضکہ یہ داستان اس خوبی و صفائی سے لکھی ہی کہ ہر دیکھنے والا اسکی دیکھنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ جسقدر نام آئے ہین وہ نہایت ہی دلچسپ اور برمحل ہین عجیب لطف یہ ہی کہ ایک قصہ کے پیرائے مین تمام علوم کا بھی ذکر آگیا ہی۔ غرضکہ یہ داستان بے نظیر اور لاجواب ہی چونکہ ایک طویل داستان ہی اسواسطے علحدہ علحدہ اُسکے حصص کو درج کرتے ہین	
جلد اول مسمی بہ مہدی نامہ تقطیع کلان۔	عہ ر
جلد دوم دوحۃ الابصار ترجمہ معز الدین نامہ۔	صہ ر
جلد سوم ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ۔	للعہ
جلد چہارم شمس النہار ترجمہ خورشید نامہ۔	سیے
جلد پنجم مطلع الانوار۔	ہعہ
جلد ششم موسوم بہ خزینۃ الاسرار	ے ر
جلد ہفتم مسمی بہ نور الانوار	ے ر
جلد ہشتم موسوم بہ مشرق الآثار ترجمہ خورشید نامہ	ے ر
جلد نہم تفریح الاحرار	للعہ
فسانہ عجائب جلی قلم با تصویر کاغذ سفید گندہ	۱۱ر
ایضاً کاغذ حنائی گندہ۔	۱۰ر
الف لیلہ با تصویر۔	عہ ر
ایضاً کاغذ حنائی	عہ ۶ر
قصہ سند باد جہازی	۱ر
سروش سخن با تصویر۔ یہ وہ کتاب ہی جو جن دہلوی نے فسانہ عجائب کے جواب مین لکھی تھی۔	۶ر
خاور نامہ۔ مصنفہ مولوی سید احمد حسن ناطق	۸ر
سوانح عمری عمرو عیار	عہ ۶ر

نام کتاب	قیمت
قصہ مقبول جفا۔ نہایت ہی درد انگیز قصہ ہے	۲ر
جادۂ تسخیر۔ نہایت دلچسپ ہر رنگ فسانہ عجائب	عہ ۴ر
باغ و بہار باتصویر نہایت مشہور قصہ ہے	شہ
آرایش محفل۔ زمانہ کی مشہور و معروف سخی حاتم طائی کی دلچسپ حیرت انگیز داستان ہے اسکے واقعات محفل کی محفل کو دنگ کر دیتے اور اپنا رنگ جما لیتے ہین نہایت ہی عمدہ قصہ ہے۔	۸ر
بستان حکمت۔ یعنی انوار سہیلی کا ترجمہ جواب نہایت ہی مقبول ہو چکا ہے۔	۹ر
سیر مقبول رنگین عبارت اور عمدہ قصہ ہے۔	۱۲ر
ریاض تحقیق نادر یعنی سکندر نامہ کی ایک عمدہ شرح	عہ
مشہور و معروف دلچسپ ناول	
فسانۂ آلہ دین و لیلی۔ مشہور ناول اسٹار آف منگریلیا کا ترجمہ رنگین داستان۔ داستانون کے ضمن مین بہشت و دوزخ کی سیر کرائی ہے۔ پڑھکر دل پر ایک بے پناہ اثر پڑتا ہے اور مصنف کی جادو نگاری کا رنگ چھا جاتا ہے۔	عہ ۱۲ر
فریب حسن۔ ناول فاسٹ کا اردو ترجمہ ہے قصہ کے پیرایہ مین بدکرداریون کے برے نتیجے دکھائے گئے ہین۔	۴ر
فسانۂ حسرت وصل۔ ایک اسم با مسمی عمدہ دلچسپ ناول ہے۔	۵ر
لعنت فرنگ۔ یورپ کے جادو نگار	

نام کتاب	قیمت
مصنف مسٹر رینالڈ کے ایک تاریخی اور حد سے زیادہ دلچسپ تاریخی ناول کا نہایت ہی عمدہ اور اعلی ترجمہ ہے۔	عہ
مارگریٹ شاہ اسکاٹلینڈ کا ملکہ مارگریٹ سے دغابازی کرکے شادی کرنا۔ اور پوپ کا فیصلہ۔ حق کی فتح۔	۱۲ر
روز الیمبرٹ۔ ایک عجیب غریب ناول ہے جسمین دنیا کی تمام بدکرداریون اور آوارہ مزاجیون کا اس صورت سے خاکہ اڑایا ہے کہ دیکھکر انسان کو گناہون سے طبعی نفرت پیدا ہو جاتی ہے اسکے دو حصہ ہین۔ حصہ اول۔	عہ ۸ر
حصہ دوم "	عہ
ناول اسرار۔ نیکر پنسر کا ترجمہ۔ جسمین عصمت اور حسین زمانہ لیڈیون کے دلی جذبات۔	عہ ۸ر
ویگز ونسیڈا۔ شیطانی فریب کی داستان۔	عہ ۱۲ر
شام جوانی رینالڈ کے ناول اولڈ جنز کا ترجمہ ہے حصۂ اول	عہ
حصۂ دوم	۱۴ر
دھوکا یا طلسمی فانوس۔ اس قصہ کو نہایت عمدہ طریقہ سے بیان کیا ہے۔	۱۲ر
جذبۂ عشق۔ ایک وحشی قوم کی لڑکی کی داستان ہے۔	۶ر